تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد ہفتم

ظفر نامۂ شاہجہان

جسمین

ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ غازی کا بیان اول سے آخر تک

معتبر و مستند کتابون سے لکھا گیا ہے

مصنفہ

خان بہادر شمس العلما مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی سابق پروفیسر

ورنی کیولر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد

سنہ ۱۸۹۷ء

مطبع شمس المطابع دہلی مین باہتمام منشی محمد عطاء اللہ طبع ہوئی

اشتہارات

صحیفۂ فطرت صفحے ۶۳۶
قیمت ۸/ محصول ۳/

تمہید صحیفۂ فطرت
قیمت ۹/ محصول ۱/

جو لوگ علم کے شایق ہوں اونکو یہ جاننا بھی ضرور ہے کہ دنیا میں جو مادیات کے قدرتی کارخانے اپنی سیر دکھارہے ہیں اونکو جانیں سکون و حرکت پہچانیں کہ وہ کیا کیا کام کررہے ہیں اور وہ توانائی عالم پر کیسے مسلط ہیں۔ پانی۔ ہوا۔ حرارت و روشنی الکٹرسٹی کیا کیا اپنے کرشمے و اعجاز دکھارہے ہیں اسلئے یہ کتاب تصنیف کی گئی اوس کے ابواب یہ ہیں علم سکون۔ علم حرکت۔ علم بعد و توانائی۔ علم آب۔ علم ہوا۔ علم آواز۔ علم حرارت۔ علم ضیا یعنی علم مناظر۔ علم مقناطیس۔ علم برق۔ اِن علموں کے اصول بالتفصیل و بالاجمال بیان کئے گئے ہیں۔ اصول کی تفصیل متعدد طریقے اور توضیح مثالوں سے کی گئی ہے کہ وہ طلبہ کی سمجھ میں آئیں اور اونکو بالاجمال بھی اسلئے لکھدیا ہے کہ طلبہ کو اسکا یاد رکھنا آسان ہو جو طالب علم اسے پڑھے گا تو اوسکو معلوم ہوگا کہ عالم مادی میں خدا تعالی کی حکمت بالغہ و صنعت کاملہ کیا کیا کام کررہی ہے اور موجودات کائنات میں قوانین فطرت کیونکر فرمانروائی اور کارفرمائی کررہے ہیں۔ اس کتاب میں تین سو شکلیں ہیں مسلمانوں کے علوم طبیعہ کا بھی ذکر ہے ان کی ایک عجیب مضمون کا بیان +

اس کتاب کی تمہید بھی لکھی ہے جسکی دو چار جلدیں ہمارے پاس موجود ہیں

رسالہ علم مساحت ٹوڈہنٹر صفحے ۲۸۶
قیمت ۱۲/ محصول ۱/

رسالہ علم مساحت جو تبدیلیوں کے کئے مع بہت سی مثالوں کے ٹوڈہنٹر صاحب ایم اے ایف آر ایس نے تالیف کیا ہے اسکا ترجمہ ہے اس کتاب میں علم مساحت کے سب قاعدے اور بارہ سو مثالیں ہیں اس کتاب میں بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ علم حساب کے بیکر بغیر الجبرے کے طلبہ کی سمجھ میں آسکتا ہے

رسالہ مساحت ٹوڈہنٹر
قیمت ۸/ محصول ۱/

۸۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ظفرنامہ ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہان پادشاہ غازی

میرا قاعدہ ہے کہ مین سلمان سلاطین ہند کی تاریخ نویسی کے لئے وہ تواریخ لیتا ہون جنکے مؤلف عہد نویس ہون اور وہ سب سے زیادہ معتبر و مستند سمجھی جاتی ہون۔ اُن سے تاریخی حالات اخذ کرکے لکھتا ہون اور پھر انگریزی تاریخون سے جنکا ایک انبار میری پاس موجود ہے بعض مضامین التقاط کرکے لکھتا ہون اس بادشاہ کے زمانہ مین اہل یوروپ (فرانسیس پرتگیز انگریز وغیرہ) بہت ہندوستان مین آگئی تھے۔ انمین سے بعض فرنگیون نے اس زمانہ کی تاریخین اپنی زبانون مین تصنیف کین یا انکی تاریخون سے بعض معاصرین نے جو ہندوستان مین نہین آئے۔ مضامین استنباط کرکے اور بعض سنی سنائی باتون کو تحقیق کرکے تاریخین تالیف کین یوروپ مین گو یہ قدیمی تاریخین اپنے زمانہ مین شائقین تاریخ کے لئے ایک پرلطف غذای علمی تھی ہوئی اس زمانہ کے مورخون نے اسکے بڑے مزے لئے مگر اب وہ غذا ایسی باسی اور ایسی ہوگئی ہے کہ کوئی مورخ جسکا مذاق تاریخ صحیح ہو اسکو زبان پر نہین رکھتا گو وہ اس زمانہ مین اپنے پایۂ وقعت سے ساقط ہوگئی ہون مگر انکے سبب سے جو اہل یوروپ کے دل و دماغ مین غلط خیالات جم کر نقش کالحجر ہوگئے ہین وہ کسی طرح مٹانے سے نہین مٹ سکتے۔ اگر کوئی فرنگی مورخ یا کوئی ہندوستانی مورخ خواہ کیسا ہی اپنے ملک کی تاریخ مین عالم فاضل ہو وہ

اسپر کرنگ صاحب لگائے تو اہل فرنگ کے نزدیک جاہل بے فرہنگ سمجھا جائیگا جنہنے اُن تاریخون کا کہین کہین ذکر کیا ہی اور انکی غلطیون کو بیان کیا ہی۔

فارسی تاریخین جنکو معتبر و مستند سمجھکر اپنی تاریخ کا مصالح تیار کیا ہی انکی تفصیل یہ ہی۔

(۱) پادشاہ نامہ محمد امین قزوینی۔

اس کتاب کا نام مصنف نے پادشاہ نامہ رکھا ہی مگر اسکا نام زیادہ تر شاہجہان نامہ اور کمتر شاہجہان نامہ دہ سالہ مرزا امینا مشہور ہے اس پادشاہ کے حال مین جو اور تاریخین بھی لکھی گئی ہین اُنکا حال بھی یہی ہی کہ مصنف نے کچھ اور نام رکھا ہی مگر وہ شاہجہان نامہ ہی مشہور ہوا ہے۔ مصنف کا نام محمد امین بن ابو الحسن قزوینی عرف مرزا امینا ہے اسکو شاہجہان نے ۸ سنہ جلوس مین اپنے عہد کی تاریخ لکھنے کا حکم دیا تھا اُس نے ابتدای سلطنت سے دس سال کا حال لکھکر ۱۰ سنہ جلوس مین پادشاہ کی نذر کیا۔ یہی پادشاہ نامہ شاہجہان کی عہد سلطنت کی تاریخون کا ماخذ اور نمونہ ہے۔

(۲) پادشاہ نامہ عبد الحمید لاہوری — اس پادشاہ نامہ مین شاہجہان کی سلطنت کا حال بیس سال کا مرقوم ہی۔ پادشاہ نے پٹنہ سے مصنف کو اپنی عہد کی تاریخ لکھنے کے لئے بلایا تھا اور حکم دیا تھا کہ ابو الفضل نے جس طرز پر اکبر نامہ مرتب کیا ہی اُسی کے نمونہ پر ہماری سلطنت کا حال مرتب کیا جاے۔

(۳) شاہجہان نامہ عنایت خان —— اسکو محمد طاہر نے جسکا خطاب عنایتخان تھا اور تخلص آشنا تھا اور ظفر خان بن خواجہ ابو الحسن کا بیٹا تھا۔ ظفر خان مصنف کا باپ جہانگیر کا وزیر تھا اسنے پادشاہ نامہ عبد الحمید سے بیس سال کا حال شاہجہان کی سلطنت کا سہل عبارت مین نقل کیا ہی اور باقی سالون کا حال خود لکھا ہی۔

(۴) پادشاہ نامہ محمد وارث — یہ پادشاہ نامہ عبد الحمید کا تکملہ ہے جسمین سنہ ۲۱ جلوس سے ۳۰ سنہ جلوس تک حال لکھا ہی علامی الملک سعد اللہ خان کو یہ کتاب تصحیح و ترمیم کے لئے دی گئی۔ فاضل خان اورنگزیب کا وزیر تھا اُسکے پادشاہ کے حکم سے

سعد اللہ خان وزیر کی موت تک یہ تاریخ لکھی -

(۵) عمل صالح مصنفہ محمد صالح کنبوہ - اسکو شاہجہان نامہ بھی کہتے ہین اسمین شاہجہان کا حال روز ولادت سے روز وفات تک خوب مفصل لکھا ہی - اس بادشاہ کی تواریخ مذکورہ مشہور و معتبر ہین ان سب کے مضامین واحد ہین گو ہر مصنف کی انشا پردازی کی ادا جدا جدا ہی - خافی خان نے اپنی تاریخ منتخب اللباب مین زیادہ تر حال انہی کتابون سے منتخب کیا ہی مگر کہین کہین اپنی نئی تحقیقات کا اضافہ کیا ہے جس سے اسکا بیان زیادہ پر لطف ہو گیا ہے

مین نے بادشاہ نامہ ملا عبد الحمید اور عمل صالح سے زیادہ تر حالات اپنے ظفر نامہ مین لکھے ہین اور منتخب اللباب خافی خان سے مضامین اضافہ کئے اور انگریزی کی مشہور تاریخون اور چھوٹی موٹی تاریخون سے دلچسپ مضامین کو بڑھایا ہے -

سلطان خرم کا حال ولادت سے جلوس تک

ولادت سلطان خرم اور چھٹی اور اکبر کا اسکو بیٹا بنانا -

سلخ ربیع الاول سنہ ۱۰۰۰ھ مطابق ۳۶ سنہ جلوس اکبری دار السلطنت لاہور مین سلطان خرم پیدا ہوا (ٹوڈ صاحب نے اس نام کی نسبت یہ لکھا ہی کہ غالباً وہ اصل مین کورم تھا جسکے معنے کچھوہ کے ہین جو اس کی رجپوتنی ماں کی قوم کا نام تھا - یہ قیاس اس سبب سے درست نہین معلوم ہوتا کہ مسلمانون مین بیٹے کے نام مین ماں کی قوم کو کچھ دخل نہین ہوتا - باپ دادا نام رکھا کرتے ہین) چھٹی کے دن شہنشاہ اکبر اپنے بیٹے جہانگیر کے گھر مین رونق افروز ہوا اور اسنے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہی کہ اس نونہال کو اپنی فرزندی مین پرورش کرون یہ کہکر پوتے کو اپنے گھر مین لایا اور اپنی سب سے پہلی بیوی خدیجہ الزمانی رقیہ سلطان بیگم بنت ہندال مرزا کو اسکے سپرد کیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ تمہاری البطن سے کوئی میری فرزند نہین ہی اس بلند سعادتمند کو اپنا اور میرا فرزند خیال کرو اور اسکو پالو پوسو اس دادی نے سلطان خرم کو بچپنے سے ایام تمیز تک تربیت کیا اس پوتے نے بھی دادا کو اسکے نفس واپسین تک نہ چھوڑا - ہم نے بیان کیا ہے کہ خسرو کی مخالفت کے سبب جو دار الخلافہ آگرہ مین ہنگامہ برپا ہوا تھا اور خان اعظم و راجہ مان سنگھ نے جہانگیر سے جو قلعہ

باہر تھا مناز حت کر رکھی تھی جہانگیر نے شاہزادہ کی مان کو بھیجا اور کہلا بھجوایا کہ ایسے وقت میں وہاں تیرا رہنا مناسب نہیں ہی جلد چلے آؤ مگر دادا کی عنایت اس پوتے کے حال پر ایسی تھی کہ اس نے والدہ کو رخصت کیا اور کہا کہ جب تک دادا کے دم مین دم ہی میرا سر اسکے قدم پر لگا ہے جب جہانگیر باپ کے پاس آیا تو وہ بیٹے کا ہاتھ پکڑ کے اپنے دولتخانہ مین لے گیا اب تک سلطان خرم دادا کی خدمت مین تھا اور اب بھی باپ پاس رہنے لگا۔

اکثر وہ کہا کرتا تھا کہ مجھ پر تین بادشاہون کے بڑے حقوق ہین اول صاحب قران گیتی ستان تیموریہ کا جسنے ممالک جہان کو تسخیر کیا خصوصاً ہندوستان کو اور اپنی اولاد کے لیئے قانون ملک گیری بنایا۔ دوم حضرت بابر بادشاہ کا کہ ولایت سے ہندوستان مین آنکر ضرب شمشیر سے اسکو مسخر کیا۔ سوم حضرت اکبر بادشاہ کا جسکی فرمان روائی کے عہد مین فتنہ کا خار کٹا اور امن و آرام کا باغ لگا۔ اور دشوار کشا قلعے فتح ہوئے۔ اور گردنکشون نے غاشیۂ اطاعت کندھے پر رکھا۔ باپ بھی سلطان خرم کو سب شاہزادون سے زیادہ چاہتا تھا اور اسکو لائق جانتا تھا۔ اور منصب ہشت ہزاری اور پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ اور علم تومان۔ توغ عنایت کیا۔ نوازش نقارہ سے بلند آوازہ کیا اور آفتاب گیر کی مرحمت سے عزت کو بڑھا سرخ بارگاہ سے کہ ولیعہد سے مخصوص ہے سرخرو کیا۔ مہر اوزک حوالہ کی جسکے لگنے پر فرامین کے اعتبار کا مدار تھا۔ سرکار حصار فیروزہ جاگیر مین دی جو مدتون سے اس خاندان میں ولیعہدون کو ملتی چلی آتی ہے۔

اس حقیقت پر تجربہ شہادت دیتا ہے کہ ماؤن کی اصالت و شرافت و نجابت اولاد کی جلالت و سعادت کے عمدہ ترین اسباب ہوتے ہین اسلئے جہانگیر کو اس کا بڑا خیال تھا کہ مین اس اپنے نونہال کا پیوند نجیب و شریف عورتون سے کرون چنانچہ اسنے ۱۰۱۶ھ مین نواب عالیہ بیگم سے شاہجہان کی منگنی کی اور اسکو اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اپنی پہنائی ... اس بیگم کا باپ مرزا ابوالحسن مخاطب بہ آصف خان تھا اور

سلطان خرم کو خطاب شاہ سلطان اور منصب پانا۔

ازدواج۔

مان مرزا غیاث الدین قزوینی مخاطب بہ آصف خان کی بیٹی تھی اور ۱۰۱۹ھ میں مظفر حسین مرزا
صفوی کی بیٹی سے بیاہ کیا۔ اس مرزا کی عالی نسبی کا ذکر اقبال نامہ میں بہت کچھ کیا گیا
ہی اس وقت سلطان خرم کی عمر ۲۰ سال قمری کی تھی اور ماہ ربیع الاول ۱۰۲۱ھ میں نوبیاہ
عالیہ بیگم ہی منگنی سی پانچ برس ایک ماہ پانچ دن بعد بیاہ ہوا اس وقت شاہزادہ کی
عمر ۲۰ سال ایک ماہ ۸ روز شمسی کی تھی اور بیگم کی عمر ۱۹ سال ۱۲ روز شمسی تھی یہ بیگم
ادب شناس و مزاج دان اور خدمتگاری و پرستاری کے مراتب دان تھی کیا
وشاہزادہ کو سب سے زیادہ عزیز ہوئی اور اسکو نواب ممتاز الزمانی ممتاز محل بیگم کا خطاب ہے
سنہ جلوس جہانگیری میں یہ شہزادہ باپ کے ساتھ شکار میں گیا۔ قاعدہ ہے
کہ شکار کے وقت بادشاہ کی ہمراہ خاص آدمی ہوتے ہیں اگر شیر نمودار ہو تو وہ اسپر
حربہ نہیں چلا سکتے۔ انوپ رائے خواص ساتھ تھا ایک شیر نے اسپر حملہ کیا وہ اسپر حربہ چلا نہیں سکتا
تھا اس نے شیر کے حملہ کو لکڑی سے روکا مگر شیر نے اسکو دبوچ لیا اور اسکے ہاتھوں کو
زخمی کیا سلطان خرم نے شیر کے ایسی شمشیر ماری کہ وہ زخمی ہو کر بھاگا اور نیم جان
انوپ رائے کی جان بچی۔

سلطان خرم نے اپنی شہزادگی میں جن مہام کو اہتمام کرکے انجام کو پہنچایا انکا
کارنامہ جہانگیری میں بیان کیا گیا ہی مگر ہم انکو یہاں مکرر بہ عبارت دگر لکھتے ہیں تاکہ
شاہجہان کا حال از ابتدا تا انتہا فقط ظفرنامہ کے مطالعہ سے معلوم ہو جائے کارنامہ
کے مطالعہ کی ضرورت اسکے جاننے میں نہ پڑے نہ حضرت بابر نہ حضرت ہمایون
نہ حضرت اکبر کے عہدوں میں رانا پورا مطیع ہوا نہ اسکے ساتھ جنگ و پیکار ختم ہوئی
اسلئے سب سے اول جہانگیر نے اسکے پورا کرنے کا ارادہ کیا اور ۲ شعبان ۱۰۲۲ھ کو اجمیر
میں جہانگیر وارد ہوا یہی آیا اول رانا کو ہر راہ سے رو براہ لائے۔ دوم بعد اسکے
کام کے تمام ہونے کے کشور دکن کی فتح کو جائے۔ ہندوستان میں رانا اصالت گوہر
و قدامت خاندان و فسحت ولایت و کثرت خیل و حشم میں امتیاز رکھتا ہے وہ بدستور

سلطان خرم کا شیر کو شمشیر سے مارنا — رانا امر سنگھ سے لڑائی کیلئے سلطان خرم کا جانا۔

جہانگیر کا مطیع نہین ہوا وہ اپنے عہد قدیم کے طریقہ پر چلتا تھا اور لوازم بندگی کو
بجالاتا تھا کبھی اسنے اپنی ولیعہد تک کو بادشاہ کی خدمت مین نہ بھیجا تھا۔ حضرت
اکبر بادشاہ نے پنجاہ سال سلطنت کی مگر وہ رانا پرتاب کو فرمان بردار نہ بنا سکے
اسلئے جہانگیر کو راجہ مان سنگھ اور امیرون کے ساتھ رانا کی ولایت تسخیر کرنے کے لئے
بھیجا جب رانا پر بادشاہ کے لشکر کے انبوہ و شکوہ سوا ور سپاہ کی سخت کوشش سے عرصہ تنگ
اور کام دشوار ہوتا تو وہ کوہسار کی تنگناؤن اور دشوار گذار مقامات مین چلا جاتا
پھر بادشاہی لشکر کے ہاتھ نہ آتا غرض حسب مدعا مقصود نہ حاصل ہوتا جہانگیر نے اول
ہی جلوس مین اس کام کے سرانجام مین نہایت مرتبہ اہتمام کیا اول مہم ہی اختیار کی
اور لشکر گران سلطان پرویز کی سرکردگی مین روانہ کیا۔ مگر اس کار دشوار کا سرانجام
دینا اسکے قدرت و اقتدار سے باہر تھا سلطان خسرو کے فساد کے سبب سے اسنے معاودت
کی۔ پھر مہابت خان کو لشکر گران کے ساتھ روانہ کیا پھر ایک مدت کے بعد عبداللہ خان
نے اس ملک مین ترکتازی کی کچھ دنون راجہ باسو نے بھی رانا کی سرزمین مین تگ و تاز
ان سب نے اس مہم کو ادھورا چھوڑا کسی نے پورا نہین کیا۔ ٹوڈ صاحب کا یہان پر یہ لکھنا
کہ امرسنگھ نے جہانگیر کی سپاہ کو شکست دی صحیح نہین ہے۔ ۱۴ ذی قعدہ سنہ ۱۰۲۲
کو سلطان خرم کو رانا کی ولایت کی تسخیر کے لئے رخصت کیا۔ اور ہزار سوار کا اضافہ
کرکے دوازدہ ہزاری اور شش ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ کے منصب پر پہنچایا
راجہ سورج سنگھ۔ سیف خان بارہ۔ تربیت خان۔ نوازش خان۔ کشن سنگھ
رتن ہاڈہ۔ رانا شنکرا۔ ابوالفتح دکنی۔ صلابت خان بارہ۔ سورج مل ولد راجہ
باسو۔ میرزا بدیع الزمان ولد شاہرخ مرزا۔ راجہ بکرماجیت بھدوریہ۔ میر حسام الدین
انجو۔ اور ایک اور جماعت امراء و منصب دار اسکے ساتھ کئے اور بہت راجہ امراء
کو کمک مقرر کئے۔ سلطان خرم اس لشکر کے ساتھ اس سرزمین کے دامن کوہ مین آیا
جہان پانچ شیر شکار کئے قصبہ مانڈل مین کہ سرحد ولایت رانا تھی وہ فروکش ہوا

اودیپور مین سلطان خرم کا آنا۔

سلطان پرویز اور مہابت خان جو اس ولایت کی تسخیر کے لئے آئے تھے وہ اس حد سے آگے نہین بڑھے پھر اودے پور سے بارہ کوس پر مرزا خرم کی منزل ہوئی یہان سے پانچ ہزار سوار بسر کردگی محمد تقی بخشی کے جسکا آخر کو خطاب شاہ قلی خان ہوا روانہ کئے کہ وہ کوہستان مین آگے جاکر وہان کے آدمیون کو تاخت و تاراج اور اسیر و قتل کرین۔ اور خود یہ ارادہ کیا کہ کل لشکر کے ساتھ پیچھے سے اس کوہستان مین جاوے راجہ سورج سنگہ نے۔ اس ملک کی ماہیت سے اور اہل ملک کی حقیقت سے واقف تھا اسلئے شاہزادہ سے عرض کیا کہ کل لشکر کا یکبارگی اس کوہستان مین جانا مناسب نہین ہے غنیم کو خبر ہوگی تو وہ اوسکو غنیمت جانے گا اور سب طرف سے کوہون اور کمریون کی راہ روک لے گا اس صورت مین اہل اردو و بازار کی آمد و شد بند ہوگی اور رسد و آذوقہ کا پہنچانا دشوار ہوگا حضور یہین توقف فرمائین اور افواج کو دشمنون کے دفع کے لئے بھیج فرمائین شاہزادہ نے اس صلاح کو مانا نہین اور وہ کوہستان مین داخل ہو کر اودیپور سے باہر چوگان کے میدان مین خیمہ زن ہوا رانا سنگا جو حضرت بابر سے لڑا تھا اسکے بیٹے اودے سنگہ نے اودے پور آباد کیا تھا اودے سنگہ کے بیٹے رانا پرتاپ سنگہ کا امر سنگہ بیٹا تھا جس سے شاہزادہ لڑنے آیا تھا اودے پور اس وضع سے آباد کیا تھا کہ سمت مشرقی مین ایک کوہچہ تھا اُس پر بعض منار بنائے اور اس پہاڑ کی سمت شمال مین ایک کولاب تھا جسکا نام تالاب مجھولہ مشہور تھا اسپر نشیمن شاہی۔ یہ آب گیر بہت دلپذیر اور عدیم النظیر ہے بہت چوڑا چکلا گہرا ہے۔ بڑی پر فضا اور خوش جا ہے

اودے ساگر

اسکے جنوب مین ایک میدان گاہ ہے نہایت وسیع اسکے گردا گرد دیوار سنگین کھنچی ہوئی ہے وہ چوگان بازی کے واسطے بنایا گیا ہے اودے پور سے تین کوس پر ایک اور تالاب اودے ساگر ہے جسکا نام اسی رانا کے نام پر رکھا گیا ہے اسکو تین طرف سے پہاڑون نے گھیر رکھا ہے اور چوتھی طرف مین اودے سنگہ نے ایک دیوار مضبوط و بلند و لمبی و چوڑی بنائی ہے آبشارہا عزیب نظارہ فریب گرتے ہین جن سے

دہشت و حیرت ہوئی تہی اودیپور کی عمارتین کوہ پر اور تال کے درمیان واقع ہین جو ہندوؤن کے
رشی کی اور اس ملک کے معمارون کے ہندسے کے موافق بنائی گئی ہین وہ سلطان خرم کو پسند
نہ آئین عبد اللہ خان اس موضع مین پہلے آیا تھا اسکے لشکر کی ترکتازی سے اکثر یہ عمارات
خراب ہوگئین تھین تا عمارت پرانی بنیادون پر بہت جلد نئی عمارتین بنائی گئین پہاڑ کے اوپر
میدان مین شاہزادہ کے حکم سے چابکدست معمارون نے نشیمن خاطر فریب دلکشا
جو تال پر مشرف تھے بنائے اور امرائے عظام و بندہائے معتبر نے بقدر نسبت تقرب
دولتخانہ کے نواحی مین بڑی بڑی عمارتین بنائین جب لشکر کی قرارگاہ اودیپور قرار
پائی تو یہان سے سرحد تک چھ تھانے شہزادہ نے مقرر کیئے تاکہ غلہ کی رسد بے مزاحمت
ہوا ور سب کا آنا جانا آسان ہو۔ مانڈل مین جمال خان برگی اور کپاس مین دوست
و خواجہ محسن اور اتولہ مین سید حاجی اور تہار مین عزت خان اور دیوک مین میر حسام الدین
انجو اور کوئل دھنیاری مین سید شہاب الدین تھانہ دار مقرر ہوئے۔ محمد تقی جو مقام لوہجی
سے پانچہزار سوار لیکر راجپوتون کے منازل و معابد کی تخریب کے لئے رخصت ہوا تھا
وہ موضع چھپن مین آیا اس ولایت مین ۵۴ محال اور ہر محال کے ماتحت ۵۶ قریے ہین اور
اسی سبب اسکا نام چھپن ہی مشہور ہے اسنے یہان آتے ہی مکانون کا اکھیڑنا شروع کیا
اور سپاہ کو ہر طرح کی دست اندازی کی اجازت دی کہ جس سے جو کچھ اپنی قدرت و طاقت
سے ہوسکے وہ کرے ان سپاہیون نے قتل و قید کرنا اور بڑے بڑے پرانے بتخانون کو
ڈھانا اور غارت و تاراج کرنا شروع کیا۔ بتکدون کی حمایت مین برہمنون اور
راجپوتون نے بڑی مردانگی دکھائی اور جوہر (جیوہر) کئے۔ رانا کے بیٹے بھیم نے جو
تنومندی و دلاوری مین مشہور تھا محمد تقی کی فوج پر شبخون مارنے کی اجازت
رانا سے پائی اور وہ لشکر شاہی کے روبرو ہوا محمد تقی نے اسکا ایسا مقابلہ کیا کہ اپنے
لشکر پر کوئی صدمہ نہ آنے دیا اور اسکو محفوظ رکھا۔ خان اعظم مرزا کوکہ سلطان خرم کی
خدمت مین آیا اور ایسی ناخوشنما ادائین دکھائین کہ اسکو کچھ دنون سلطان خرم نے

[illegible]

نظربند رکھا اور پھر جہانگیر پاس بھیجدیا۔ جہانگیر نے مہابت خان کو شہزادہ کی خدمت مین روانہ کیا شہزادہ نے لشکر کے چار حصّے کئے کہ وہ اس سرزمین مین ترکتازی کرین اور رانا کو پکڑین۔ ایک فوج کا سپہ سالار عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کو اور دوسری فوج کا سپہ آرا سیف خان بارہہ و بیرم بیگ بخشی کو اور تیسری فوج کا لشکر آرا دلاور خان کاکر و کشن سنگھ کو اور چوتھی فوج کا سردار محمد تقی کو بنایا۔ فوجون کے مارے رانا کوہسارون مین چھپا پھرتا اور یہ لشکر ترکتازی کرتے پھرتے تھے اور قتل و قید و غارت و تخریب کرتے تھے۔ عبداللہ خان ایک تنومند فیل عالم گمان اور پانچ اور نامی ہاتھی رانا کے گرفتار کر لئے دلاور خان کاکر نے بھی پانچ ہاتھی رانا کے پکڑ لیے اور بہت سے غنائم ہاتھ لگے جب جادون نے سترہ ہاتھی اور فتحنامہ جہانگیر کو پیش کیا تو اس نے اس فتح کو اور فتوحات کا مقدمہ جانکر سلطان خرم کو تین کروڑ دام صوبہ مالوہ کی آمدنی سے انعام دیئے۔ مرزا شکراللہ کو میر معصوم کی جگہ بھیجدیا

رانا کا حال تنگ ہونا۔

رانا کا حال ایسا تنگ کیا کہ وہ ایک لحظہ کسی مقام مین آرام نہین کر سکتا تھا سو جل اسکے بیٹو کے ساتھ اہل و عیال اسکے جابجا پڑے پھرتے تھے خود تھوڑے آدمیون کے ساتھ سرگردان تھا اور برسات کے موسم کا انتظار کرتا تھا کہ وہ راہون اور گذرگاہون کو پانی سے گھیر لے اور مجھے دشمنون کی آگ سے بچا دے۔ سلطان خرم نے کوہستان کی تنگناؤن مین تھانے بٹھا دیے تھے کہ جہان رانا کی خبر پائین وہان فوراً اسکے پکڑنے کو لشکر روانہ ہو۔ محمد شاہ کو کلناک کے تھانون کی تخریب اور راجپوتون کی تادیب کی لئے روانہ کیا اُس نے جاتے ہی تاراج شروع کی اور بہت آدمیون کو مارا اور قید کیا۔ راے سندر داس سروہی کی طرف گیا وہان رانا کے اہل و عیال کا نشان اُس کو بتایا تھا مگر اُس کے پہنچنے سے پہلے چترمان رانا اہل و عیال کو دوسری جگہ لے گیا تھا اس سرزمین مین راے سندر داس نے قتل و غارت اور اسیر کرنے اور منازل ہنود کے خراب کرنے مین کوئی چیز باقی نہین چھوڑی بت خانون پر راجپوت بڑی دلیرانہ لڑے

اور آخر کو جوہر کرکے مع اہل و عیال مری۔ اس رای نے پادشاہ کے حقوق کا پاس کیا
اور اپنے آئین و کیش کا کچھ خیال نہین کیا بتون کو جلایا اور بتخانون کو ڈھایا ؎

بدلہا چنان مہر او خانہ ساخت   کہ ہندو بہ تخریب بت خانہ تاخت

اس حسن خدمات کے جلدو مین رای سندر داس کو رای رایان کا خطاب ملا اور رفتہ رفتہ
اسکا درجہ ایسا بڑھا کہ راجہ بکرماجیت کا خطاب مرحمت ہوا جس سے بڑھ کر راجاؤن کے واسطے
کوئی اور خطاب نہین ہے بتھالون کی فوجون نے جہان رانا کی خبر سنی وہان بے توقف دوڑ
دوڑ چلی گئین اور آدمیون کو قتل و قید کرنا شروع کیا اور چند نامی بتکدون کو ویران
کیا اور اُن کی جگہ معابد و مساجد مسلمانون کی بنائین۔

رانا معاملہ فہمی اور کاردانی سے عواقب امور و دوربینی سے بالکل بے نصیب تھا اور اپنے
کام کی بے اندیشی اور روزگار کی بے بودسے فی الجملہ بہرہ رکھتا تھا اُس نے ان دنون مین اپنے
معاملہ مین غور کی اور مشاہدہ کیا کہ پادشاہ سے مخالفت کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہوا
خصوصًا اس وقت مین میرا حال میری حوصلہ سے تنگ ہوا۔ جو کچھ گذرا سو گذرا اس سے قطع نظر کرکے آئندہ
ملاحظہ کیا کہ مال و منال تلف ہوا ملک پر زوال آیا۔ ناموس معرض خطر مین آیا۔ راحت آرام
حرام ہوا۔ وہ ننگ و ناموس کے مٹجانے کو بہت مکروہ جانتا تھا۔ بہ ناچار اضطرار و ضطراب سے
ساتھ امان مانگنا اپنا اوپر واجب جانا اور اس خاندان کو بڑا فخر یہ تھا کہ وہ ہندوستان
کے کسی پادشاہ کی اطاعت مین سر نہین جھکاتا تھا۔ بلکہ اپنے ولیعہد کو بھی کسی عالیشان
پادشاہ کی خدمت مین نہین بھیجا تھا اُس نے ان سب باتون سے قطع نظر کی اور دیکھا کہ ان
دنون مین آباد ملک ویران ہوا معمور خزانہ خالی ہوا۔ سپاہ گشتہ و اسیر ہوئی۔
خویشون نے مع منتسبون کے اپنا سر پکڑا۔ تمام متعلقین اور پرانے نوکرون نے پرسون کا
تعلق توڑا۔ رعیت پراگندہ و متفرق ہوئی غرض اُس نے اس نازک وقت مین یہی مصلحت
دیکھی کہ امان طلب کرے۔ اسنے ایک مکتوب رای رایان کو لکھا جس سے سابقہ معرفت
رکھتا تھا اور امان طلب کی اور تمام اوامر و نواہی پادشاہی کے ماننے کو کہا

رانا کا سلطان معظم کی اطاعت مین آنا اور بیٹے کو دربار مین بھیجنا۔

اور منظور کیا اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو سلطان خرم کی خدمت مین بھیجنے کا وعدہ کیا۔
راے رایان نے یہ حال سلطان خرم سے عرض کیا سلطان خرم کی یہ پہلی مہم تھی وہ اُس کو
ناتمام نہین چھوڑنا چاہتا تھا اور رانا کو مستاصل کرنا چاہتا تھا ناچار رانا کے فرستادہ
کو بے نیل مرام واپس کیا جب رانا کو مایوسی ہوئی تو اُس نے جہانگیر کا دامن پکڑا اور
مہابت خان کا توسل ڈھونڈا۔ خان کے کہنے سے جہانگیر نے رانا کی درخواست کو قبول
کیا اور سلطان خرم کو اپنے دستخط خاص سے لکھا کہ آن گرامی فرزند سعادت یار مرزا جوی
اقبالمند را باید کہ خرسندی و خوشنودی خاطر ارجمند ما را در ضمن قبول این معنی تصور کردہ دیدہ
و دانستہ از استیصال رانا درگذرد و یکبارہ درصدد خرابی او نہ شدہ دقائق ملتمسات
او را بدرجۂ اجابت رساند چنانچہ بمجرد رسیدن فرمان قضا نفاذ جان بخشی او نمودہ
و لایتش را بدستور معہود برقرار دارد و پسر صاحب ٹیکہ او را در رکاب ظفر انتساب گرفتہ
متوجہ درگاہ والا شود۔ فقط اس فرمان جہانگیری کے موافق سلطان خرم نے رانا کی
شرائط کو قبول کیا۔ رانا نے اپنے خالو سبھ کرن (سروپ کرن) اور اپنے معتمد خاص ہری
(ہری داس جھالہ) کو درگاہ والا مین روانہ کیا اور وہ راے رایان کی معرفت
سلطان خرم سے ملا جسنے اُسسے کہا کہ مین رانا کو ان شرائط سے پناہ دیتا ہون کہ رانا
خود مجھ سے ملے اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجے اور جب
بادشاہ پاس سے ہوکر اپنے وطن مین آئے تو اسکا بیٹا ایک ہزار سوار کے ساتھ
مرکب والا کی ملازمت کرے یہ وثیقہ عہد و پیمان درست ہوا اول کرن سلطان خرم
سے ملنے آیا اور پھر خود رانا دونوکا حد سے زیادہ احترام و اعزاز ہوا۔ رانا کو سلطان
خرم نے اپنے پاس تخت پر بٹھایا انہون نے پیشکش گران بہا دی اور خلعت گران بہا
پایا اور پھر اسکا ملک اسکو از سر نو دیا گیا وہ زعفرانی علم جو اٹھ سو برس پہلے گہیلوت
راجپوتون کے سر پر آزادانہ بلند ہوتا تھا اب وہ شاہزادہ خرم کے آگے پست
ہوا۔ کارنامہ جہانگیری مین یہ واقعات بیان ہوئے ہین۔

سلطان خرم کا مہم رانا سے اجمیر مین آنا۔

سلطان خرم ۲ محرم سنہ ۱۰۲۳ کو باپ کی خدمت مین اجمیر مین آیا باپنے کمال شوق ونہایت ذوق سے نیم خیز تعظیم دی اور گلے لگایا اور پہلے منصب پر ششہزاری ذات و دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا اضافہ کیا اور جاگیر موافق پانزدہ ہزاری منصب و ہشت ہزاری سوار کے مقرر کی اور پھر بخشیان عظام کے وساطت سے پسر جانشین رانا کرن نے ملازمت کی اوس کو خلعت گرانمایہ اور پچاس ہزار روپیہ نقد اور منصب پنجہزاری ذات وسوار کا مرحمت ہوا اور نصف طلب منصب کی محال کوہستان رانا سے اور نصف اس سرزمین کی دامن کوہ کے پرگنات سے مقرر ہوئی چار مہینے بعد کنور کرن پسر رانا ماہ تیر سنہ جلوس کو اپنے وطن کو روانہ ہوا۔

سلطان خرم کا تسخیر دکن کے لئے جانا اور خطاب شاہی پانا۔

شاہزادہ خسرو کا حال تباہ تھا اور شاہزادہ پرویز کی ضعیف تمیز و بے جوہری اور بے حاصلی مہم دکن مین سب پر کھل گئی اور شاہزادہ خرم کا جوہر ذاتی واصابت تدبیر و علو ہمت و بلند اقبالی مہم رانا مین ظاہر ہوئی۔ اسلئے اول دفعہ مین رانا کی مہم کو ایسی شائستگی سے انجام کو پہنچایا جیسے کہ سلاطین کار آزمودہ و ملوک کاردیدہ پہنچاتے ہین اب اس شاہزادہ کو اپنی جولانی کے لئے ایک اور میدان ہاتھ لگا کہ ولایت دکن میز سرداروں کی تجویزون سے اور صاحب صوبہ کی حیلہ وری سے کچھ نظم ونسق نہ ہوا اور بادشاہ کے حسب المنقش درست نہ بیٹھا صاحب صوبہ کی ان بے تدبیریون و بے پروائیون اور دور از کار منصوبون سے ہوا خواہون کی شکست ہوئی اور مخالفون کی چیرہ دستی ایسی بڑھی کہ تمام ولایت بالا گھاٹ پر وہ متصرف ہوئے۔ احمدنگر کہ شاہ نشین اور دار الملک اس ملک کا ہے اور ہزار جر ثقیل اور سو تدبیر وحیل و ضرب شمشیر سے فتح ہوا تھا وہ بھی ہاتھ سے گیا اس قلعہ کے اندر سپاہی ایسے بے پا و بے جا ہوئے کہ پیادہ نے پای تخت پر رخ رکھا۔ خانخانان جو خود خاکی بازی کی پیش بینی مین شطرنجی روزگار کے لجلاج کو اسپ فیل طرح دیتا تھا اپنے کیے سے ششدر و بہشت و تختہ بند حیرت مین آیا اور آخر کار ناچار صورت واقعہ کو فراہ

واقع پادشاہ کو عرضداشت مین لکھا اور مدد کو طلب کیا پادشاہ سمجھا کہ یہ مہم اہم
سلطان خرم کے بغیر خاطر خواہ انجام نہ ہوگی۔ سپاہ مخالف کی افواج نے خاص کر حبشیون
کے خیل نے جنکا سردار ملک عنبر ہی سرتاسر ملک دکن کو تسخیر کرلیا ہی اسلئے یہ تجویز کی کہ خود اجمیر
سے چلکر منڈو مین توقف کرے اور سلطان خرم کو دکن کی تسخیر اور دکنیون کی تنبیہ و
تادیب کے لئے بھیجے اُس نے سلطان خرم کو اس مہم کی اجازت دی اور شاہی کا خطاب دیا
اور اصل منصب پر اضافہ کرکے بست ہزاری ذات و دس ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ بنایا
اور بہت امرا اسکے ساتھ تعینات کئے اور مہابت خان کو حکم دیا کہ سزاولی کرکے سلطان پرویز
کو الہ آباد روانہ کرے۔ سلخ شوال ۱۰۲۵ کو شاہ خرم دکن کو روانہ ہوا۔ یہ کشور برہانپور
سے لیکر ساحل دریاے شور تک دشمنون کی افواج کے تلاطم سے شورش طوفان مین آن کر
زلزلہ خیز ہو رہی تھی۔ شاہ خرم چیتوڑ و مندسور کی راہ سے دکن کی طرف چلا جب اس کا
لشکر رانا کی سرحد پر آیا تو رانا امر سنگہ اُس سے ملنے آیا اور بعد مراسم نذر و خلعت کے وہ
اپنے وطن کو گیا اور اپنے پوتے جگت سنگہ کو ہزار سوارون کے ساتھ شاہ خرم کی ہمراہی
کے لئے بھیجا اب لشکر شاہی برہانپور کی طرف روانہ ہوا۔ اثنای راہ مین وکلاے عادلخان
ملے جو پہلے پادشاہ پاس بھیجے گئے تھے انکو مراجعت کی اجازت دی گئی اور علامی افضل خان
و راے رایان کو بیجاپور اور میر کی مخاطب معتمد خان اور راے جادون داس کو
حیدرآباد روانہ کیا کہ عادل خان و قطب الملک کو پند و نصائح ہوش افزاے حقیقت
پر آگاہ کرین اور شاہراہ اطاعت پر لائین جب دریاے نربدا کے کنارہ پر شاہ خرم آیا
تو تمام منصبدار تعینات صوبہ دکن مثل خانخانان و خان جہان و مہابتخان
و شاہنواز خان خلف خانخانان و عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ و راجہ بہاو سنگہ
و دارابخان و راجہ نرسنگہ بندیلہ وغیرہ استقبال کو آئے روز دوشنبہ ۵ ربیع الاول
۱۰۲۶ کو شاہ خرم برہانپور مین داخل ہوا اور اس تاریخ کو جہانگیر منڈو مین رونق
افروز ہوا۔

اطاعت کردن عادل خان و قطب الملک و پیشکش دادن ایشان

جب شاہ خرم کے اور پادشاہ جہانگیر کے آنے کی خبر اہل دکن نے سنی تو اپنے مین تاب مقاومت نہ دیکھی اور یہ قرار دیا کہ اطاعت کیجئے اور جو ملک متعلق پادشاہی کو دبائے بیٹھے ہین اسکو چھوڑ دیجئے اور خراج سپاری اور مالگذاری و فرمان برداری کو اختیار کیجئے افضل خان اور رای رایان جب بیجاپور پہنچے تو عادل خان نے انکا پانچ کوس سے استقبال اور پادشاہی احکام کی اطاعت کی اور تعہد کیا کہ تمام ولایات پادشاہی کو اور قلعون کی کنجیون کو خاص کر حصار احمد نگر کی کنجی پادشاہی آدمیون کو حوالہ کرونگا اور پیشکش گران بہا پادشاہ پاس بھیجونگا اور آیندہ پیشتر سے بیشتر جان سپاری اور خراج گذاری کرونگا ان سب عہد و پیمان کی خوش خبری سید عبد اللہ نے پادشاہ پاس جاکر سنائی۔ عادل خان نے افضل خان ورای رایان کو دو لاکھ روپئے دئے اور پندرہ لاکھ روپئے کے نقد و جنس پیشکش مین ارسال کئے۔ یہ پیشکش لیکر رای رایان تو احمد نگر مین پہنچکر قلعہ مین داخل ہوا اور بالا گھاٹ کے تمام محال تحت و تصرف مین لایا۔ پادشاہ کو عرضداشت مین یہ حال لکھا حضرت نے خنجر خان کو جو سپہدار خانی کا خطاب رکھتا تھا نہ جالنا پور کے اور اسکے مضافات کے انتظام کے لئے بھیجا جہانگیر بیگ کو جسکا آخر خطاب جان سپار خان ہوا قلعہ احمد نگر کی نگھبانی کے لئے متعین کیا رای رایان نے پادشاہ کے حکم کے موافق قلعہ جان سپار خان کو سپرد کیا اور خود افضل خان سے ملا اور عادل خان کی پیشکش پادشاہ پاس لایا۔ میر مکی اور رائے جادون داس جو حیدر آباد اور گلکنڈہ گئے تھے وہ اس ولایت کے قریب پہنچے قطب الملک آگاہ دلی اور ہوشیار مغزی سے بہرہ رکھتا تھا وہ اس زمانہ مین پادشاہ سے سرکشی پر راضی نہ ہوا تھا لیکن ناچار بحسب ظاہری عادل خان وغیرہ سے مدارا کے سبب سے موافقت آشکار رکھتا تھا اس نے ۵ رجب سنہ ۱۰۲۶ کو ان سفیرون کا پانچ کوس سے استقبال کیا اور شہر مین لایا اور اسی روز سے پیشکش کا سامان کیا۔ پندرہ لاکھ روپیہ کی پیشکش وانہ کی میر مکی اور رائے جادون داس نے بہت جلد یہ پیشکش پادشاہ کے پاس پہنچادی۔

اوّل دفعہ دکن سے شاہ خرم کا پادشاہ پاس آنا اور شاہجہان کا خطاب پانا اور کرسی طلا پر جلوس کرنا۔

جب دنیا داران دکن نے ولایات متعلقہ پادشاہی کو حوالہ کیا اور خود دارالامان سلامت و عافیت میں آئے - تو شاہ خرم کی خاطر جمع ہوئی اور بے اختیار مراجعت کا ارادہ ہوا - اور عبدالرحیم خانخانان کو خاندیس برار و دکن کا صاحب صوبہ بنایا تیس ہزار سوار سات ہزار پیادے برقنداز - کماندار اسکی کمک کے لئے مقرر کئے اور انمیں سے بارہ ہزار سوار اسکے خلف الصدق شاہ نواز خان کو محال دکن کے انتظام کے لئے دئے گئے اور بالاگھاٹ کے ہر ایک سرکار اور تھانہ اور پرگنہ میں امرائے عظیم الشان میں سے ایک کو تفویض کیا مثل احمد نگر و جالناپور و مونگی پٹن و سرکار باسم و پاتھری و جھکرو ماہور دکھیر اور کلم و پرگنہ بالاپور و انیر و پرگنہ برکہ جو بمنزلہ سرکار کے ہیں اور ان سب کا حاصل دو کروڑ دام یعنی ۵۰ لاکھ روپیہ ہے - سلطان خرم نے باپ کی خدمت میں جانے کی راہ لی - اثنائے راہ میں وہ فوج کہ گونڈوانہ کے سرکشوں کی تنبیہ و تادیب کے لئے برہانپور سے بھیجی گئی تھی شاہ خرم سے ملی اور اس نے حقیقت واقعہ اور کیفیت خدمت کو جو اس ولایت میں کی تھی بیان کیا کہ ملک کی تخریب اور اہل ملک کی تاخت سے راجاؤں نے امان مانگی اور ہر سال باج و خراج دینا قبول کیا جاندہ سے ۶۰ فیل اور دو لاکھ روپیہ نقد اور جانیہ سے ۳۰ ہاتھی اور ایک لاکھ روپیہ نقد پیشکش کے لئے حاصل ہوا - جب شاہ خرم منڈو کے قریب آیا تو داراشکوہ شاہزادہ اور اور امرائے عظیم استقبال کو گئے اور جب شاہ آیا تو باپ نے بھی چند قدم آگے استقبال کیا اور گلے لگایا اور محبت اور دلجوئی اپنا جلوہ دکھایا اصل پر اضافہ کرکے منصب سی ہزاری و بست ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ دیا خطاب شاہجہانی عطا ہوا اور مسند پر تخت کے قریب جلوس کرنے کا حکم ملا - جہانگیر نامہ میں یہ عبارت دستخط خاص سے پادشاہ نے لکھی ہے کہ این عنایتے است نمایاں و لطفیست بے پایان کہ نسبت بہ آن فرزند سعادت مند ظہور یافت چہ از ابتدائے زمان حضرت صاحب قران تا حال ہیچ پادشاہے ازین سلسلہ علیہ بخطاب

عنایتے سرشار بفرزند شائستہ خود نمودہ۔ باپنے بیٹے کے سر پر زر و گوہر نثار کیے اور امرار کو جو اس مہم مین شریک تھے خلعت و انعام مرحمت کیے شاہ خرم نے جو پیش کش بادشاہ کو دی اسکی قیمت کا تخمینہ بیس لاکھ روپیہ قرار پایا اور سوا اس کے دو لاکھ روپئے نورجہان بیگم کو اور ۶۰ ہزار روپیہ اور بیگمون کو دیا غرض کل بائیس لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ پیش کشون مین دیا گیا۔

جب جہانگیر گجرات گیا تو شاہجہان اسکے ساتھ گیا۔ بادشاہ نے اسکو نہایت گران بہا لعل و گوہر عنایت کئے اور گجرات مین پہنچکر صوبہ گجرات کے انتظام کا اہتمام شاہجہان کو دیا اس نے تین فوجون کو مرتب کرکے اس طرح روانہ کیا۔ ایک فوج کو بسرکردگی راے رایان جام تہارہ کے مفسدون کی سرکوبی کے لئے رخصت کیا دوسری فوج کو بسرکردگی راجہ بھیم ولد رانا امرسنگہ کانتھہ جی کی سرکشون کی گوشمالی کے لئے نامزد کیا اور تیسری فوج کو بسرکردگی سیف خان کنار دریاے سابرمتی کے فتنہ جویون کے لئے روانہ کیا۔ تھوڑے دنون مین سیف خان اور راجہ بھیم اپنی کام کو سرانجام دیکر الٹے چلے آئے راے رایان جب زمین جام تہارہ مین آیا تو اس نے جد و جہد و کوشش کرکے اس مقام کے لوازم اور پیش رفت مہام کے حق کو ادا کیا اور اہل طغیان کو مطیع بناکے بادشاہ کے پاس لایا ہر ایک نے سو سو گھوڑے پیش کش مین دئیے۔

بادشاہ نے ان دنون مین سنا تھا کہ سورجمل ولد راجہ باسو نے فرمان بری چھوڑ کر بے راہ روی اختیار کی اور کوہستان پنجاب کے زمینداروں کو فریب دے کر پرگنات پنجاب پر دست درازی کی بادشاہ نے شاہجہان کو اس کافر نعمت کی تادیب سپرد کی۔ جہانگیر کا ارادہ کانگڑہ کی فتح کا بھی تھا وہ شہنشاہ اکبر کے عہد مین بھی فتح نہ ہوا تھا اس مہم کا اہتمام بھی شاہجہان کو سپرد ہوا اور اس نے راے رایان کو جسکا خطاب راجہ بکرماجیت ہو گیا تھا یہ خدمت سپرد کی وہ ۲۲ رمضان ۱۰۲۶ھ ایک جرار فوج کے ساتھ احمد آباد دار السلطنت گجرات سے روانہ

شاہجہان کا باپ کے ساتھ گجرات جانا اور گجرات کا انتظام کرنا

شاہجہان کا سورجمل کی سرکوبی اور کانگڑہ کی فتح

۲۴ رکو بادشاہ بھی آگرہ کی طرف چلا۔ شاہجہان اسکے ہمراہ تھا اثناء راہ مین سُنا کہ
راجہ بکرماجیت کے روانہ ہونے کی خبر سُنتے ہی سورج مل قلعہ موکہ مین چلا گیا جو بلند
کوہسار اور دشوارگذار جنگل کے درمیان واقع ہے یہ قلعہ اس حدود کے زمینداروں کا
سفر و مقر ہے راجہ بکرماجیت نے بہت جلد جا کر اس قلعہ کو فتح کر لیا اور سات سو آدمیو
کو قتل کیا اور ایک جماعت کثیر کو اسیر و دستگیر کیا۔ سورج مل بھاگ کر قلعہ اسرال مین
گیا جو راجہ جے نال کے کوہستان کی حدود مین ہے۔ راجہ بکرماجیت نے اس قلعہ کو بھی
دو تین روز مین فتح کر لیا اور ہزار آدمیون کو قتل کیا اور بہت آدمی گرفتار کیے بادشاہی
آدمی بھی کشتہ و زخمی ہوئے سورج مل بھاگ کر راجہ جے پال کے قلعہ مین گیا۔ راجہ بکرماجیت نے
ایک فوج اپنے ساتھ لی اور دوسری فوج ابراہیم خان کے حوالہ کی کہ تلادر کی راہ سے
چمر دہی مین آئے اور خود نورپور سے ابتدا کر کے پانچ قلعون کو فتح کیا۔ قلعہ کوتلہ کی فتح
کا ارادہ کیا اسکے تین طرف آب بے پایاب تھا اور مادھو سنگھ برادر سورج سنگھ
اسکے استظہار پر قوی دل تھا راجہ نے کوتلہ کو بھی فتح کر لیا۔ اب راجہ جے پال کے قلعہ کی فتح
کا تہیہ کیا کہ سورج مل کے مرنے کی خبر آئی اسکے تمام اموال کی بازخواست راجہ جے پال سے
کی اور اس سے وعدہ وعید کیے۔ راجہ نے عاقبت اندیشی کر کے تمام مال اور نقود و جواہر
گھوڑے ہاتھی اور اسکے بیٹے و بھائی مادھو سنگھ اور تمام متعلقون اور منسوبون کو راجہ
بکرماجیت پاس بھیجدیا۔ راجہ نے ان سب کو بادشاہ پاس فتحنامہ کے ساتھ بھیجدیا اور
برسات کا موسم نورپور مین بسر کیا اور پھر کانگڑہ کی تسخیر مین مصروف ہوا جسکا حال تزک
جہانگیری مین لکھا گیا وہ کچھ شاہجہان سے متعلق نہین رکھتا۔ اس مہم مین شاہجہان کی
حُسن تدبیر یہی تھی کہ اس نے اس مہم مین ایسے آدمی مقرر کیے کہ جو کامیاب و فتحیاب ہوئے
شاہجہان باپ کے ساتھ غرہ صفر ۱۰۲۷ھ کو فتحپور مین آیا اور یہان اسکی اٹھائیسوین
سالگرہ ہوئی۔ شاہجہان کی مان کا انتقال ہوا اسکا نام جگت گسائنی اور عُرف
جودھ بائی تھا وہ اُدے سنگھ راجہ مارواڑ کی بیٹی تھی جسکا عُرف راجہ موٹہ تھا جس سے

اسکو نہایت ملال ہوا بادشاہ نے اسکی خاطر جمع کی۔ جہانگیر کشمیر کی سیر کو ہ رشوال ۱۰۲۸ھ کو روانہ ہوا۔ شاہ جہان اُسکے ساتھ تھا۔ جب جہانگیر کشمیر مین آیا تو باغات و عمارات کی تعمیر کا اہتمام شاہجہان کو سپرد کیا اسکو شوق طبعی اس طرف تھا ایک باغ لگایا اور اسکا نام فرح بخش رکھا اسمین جابجا عمارت نہایت رفعت و متانت و زیب و زینت کے ساتھ تعمیر کرائین بادشاہ دوم مہر ۱۵ جلوس کو دار السلطنت کی طرف چلا۔ اس اثنا رمین خانخانان کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ ان دنون مین لشکر شاہی تخت خلافت سے دور تھا اہل سرحد کا خصوصًا ولایت جنوبی کے ساکنون کا خوف و ہراس کم ہوا۔ دکنیون نے بدستور معہود فرصت پاکر سرکشی کی۔ اطراف احمد نگر اور اکثر اسکے مضافات اور تمام محال دکن مین سے بعض پر انہون نے تصرف کیا اور اولیاء دولت پر ایسا کار تنگ کیا ہی کہ اس سے مزید متصور نہین۔ بادشاہ اس خبر کو سنکر اپنی جگہہ سے ہل گیا اور اُسنے ارادہ کیا کہ لاہور مین پہنچکر مہام دکن کا سرانجام شاہجہان کو پھر حوالہ کرے۔

دکنیون کا ہمیشہ یہ دستور رہا تھا کہ جب وہ لشکر شاہی سے دب جاتے تھے تو عاجزی کرکے اطاعت کا وعدہ کرتے اور جب انکو موقع ملتا تو پھر سرکش ہو جاتے۔ شاہجہان جو پہلی دفعہ برہانپور گیا تھا اور دکنیون نے جو اطاعت کے عہد و پیمان کئے تھے وہ پہلے بیان ہوئے لیکن جب شاہ جہان کشمیر کی سیر کو گیا اور دار الخلافہ سے دور ہوا تو انہون نے پھر سر اوٹھایا لاہور مین خانخانان کی یہ عرضداشت آئی کہ تینون دنیا دار ان دکن نظام الملک و قطب الملک و عادل خان نے باہم اتفاق کیا اور پچاس ہزار لشکر جمع کیا اول بالاگھاٹ کی وہ ولایتین کہ پادشاہ کے قبضہ مین تھین ان پر دست تصرف دراز کیا امرا اور منصب داران بادشاہی خواہی نخواہی اسکے استیلا رسے وہان سے بھاگ کر باپس مین ملے اور تھانہ بھاکر کو استحکام دیا تین مہینے تک لڑتے رہی غنیم کا غلبہ رہا اسکا لشکر بہت تھا اور اُس نے سب طرف سے راہین مسدود کین چنانچہ اصلا رسد آذوقہ ہوا خواہون کو نہ پہنچنے دیا اور بہت محاصرے دراز ہوئے اور شدت عسرت

دکنیون کی سرکشی ۱۰۲۹ھ ۱۶۲۰ء

نہایت مرتبہ پر پہنچی۔ ناچار گریوہ پوری سے نیچے آن کر بالاپور مین توقف قرار دیا دکینو
نے بالاگھاٹ پر قناعت نہین کی بالاپور کے نواح مین بھی ترکتازی اور دست درازی
شروع کی اور راہون کو اس طرح بند کیا کہ غلہ کا پہنچنا متعذر رہوا۔ نہایت تنگی ہوئی۔ ناچار
دولتخواہون نے خواہ نخواہ بالاپور کی نگاہداشت سے ہاتھ اوٹھایا۔ برہان پور مین
وہ سب آپس مین ملے اس سبب سے غنیم کو دلیری ہوئی ساعات وقت کی فرصت کو غنیمت
گنا اور تمام ولایت متعلقہ پادشاہی جو دکن وخاندیس وبرار مین اولیاء دولت کی
تصرف مین تھی اسکو مالامال کیا اور برہانپور کا محاصرہ کیا۔ بار بار اسی قسم کی عرضداشتین
آئین پھر خانخانان کی عرضداشت آئی کہ جسمین نہایت عسرت وتنگی وقت کا اظہار
تھا اور اپنے احوال کو تشبیہ اسنے خان اعظم کے اس حال سے دی تھی جو مرزا بان گجرات
محاصرہ کے وقت تھا اور یہ تصریح کی تھی کہ اگر حضور شہنشاہ اکبر کی طرح عمل نہ کرکے اس جگہ
تشریف نہ لائینگے تو ناچار مجھ کو راجپوتون کے طریقہ ناستودہ جوہر پر عمل کرنا پڑیگا اور
نقد جان کو حضور پر سے نثار کرونگا اس عرضداشت سے پادشاہ کا مزاج برہم ہوا
اسنے غرہ صفر ۱۰۳۰ھ کو شاہجہان کو کمال عظمت وجلال کے ساتھ دار الخلافہ لاہور سے
دکن کی طرف روانہ کیا۔ دس کرور دام بصیغہ انعام اسے مرحمت کئے اور موافق منصب
سی ہزاری ذات وبیس ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ مع انعام چالیس کرور دام ہوتے
تھے اب اسکا مجموعہ پچاس کرور دام مقرر کیا اور شاہجہان کے بیس نامور معتبرون کو
خلعت ومنصب وغیرہ عنایت کیا امرائے نامدار مثل عبداللہ خان وخواجہ ابوالحسن
لشکر خان وسردار خان وسید نظام ومعتمد خان جو لشکر کا بخشی تھا ساتھ کئے اور
بہت سے احدی وبرق اندازون کو پچاس لاکھ روپیہ کی ساتھ ہمراہ کیا۔

قتل خسرو

باپ کے ساتھ بے ادبی کرنے سے سلطان خسرو ہمیشہ نابینون کی پتلی کی طرح
نظربند رہتا تھا اور اپنے پاداش مین گرفتار تھا اور اسکی نگہبانی خواجہ ابوالحسن کے سپرد
تھی اب خواجہ شاہجہان کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔ جہانگیر نے شاہجہان کی

جمعیت خاطر کے لئے خسرو کو شاہجہان کے وکلا کے سپرد کیا - شاہجہان ابتدائے
عمر سے جوانی تک کسی نشہ کی طرف مائل نہین ہوا اور چوبیس برس کی عمر تک شراب
کی طرف رغبت نہین کی باپنے ایک جشن مین اسکو شراب پینے پر مجبور کیا. باوجود باپ کے
حکم کے شراب پینا عقل و شرع کے خلاف شاہجہان کی طبیعت پر گران تھا اُس نے
باپ سے یہ عہد کیا کہ جب میری عمر تیس سال کی ہو جائے تو پھر مجھے شراب پینے کا حکم نہ دیجئیگا
وہ کبھی کبھی جشن و شادی مین عیش و عشرت کے وقت بغیر طبیعت کی رغبت کے باپ کے
حکم سے چند جرعہ شراب کے پی لیتا تھا جس سے اسکو کمال ندامت ہوتی تھی اور
مسئلہ توبہ کا جویا رہتا - اب ان دنون مین کہ وہ دکن کی فتح کی طرف متوجہ ہوا
تو شاہجہان سے عرض کیا گیا کہ افواج غنیم بہت ہے اور اس نے برہان پور کا محاصرہ
کر رکھا ہے اور اسکو بڑا غلبہ و تسلط حاصل ہو گیا ہے تو اُس نے کہا کہ حضرت بابر جب رانا
سنگا سے لڑے ہین تو انہون نے شراب سے توبہ کی تھی اور اس توبہ کی برکت سے
خدا نے انکو فتح و فیروزی دی تھی میرے دل مین بھی ہی کہ مین انہی کی طرح شراب پینے
سے توبہ کرون کہ اس مہم سے عہدہ برآ ہون اور خدا میری دعا قبول کرے - جب ۲۶
ربیع الاول ۱۰۲۵ کو دریائے چنبل پر لشکر آیا اور وزن قمری سالگرہ کا جشن ہوا تو
اُس نے شراب سے توبہ کی اور شراب کو دریا مین پھنکوا دیا اور تمام ظروف طلا و نقرہ کو جو
کہ انجمن عشرت کی زینت اور بزم سرور کے زیور تھے توڑ ڈالا اور ارباب استحقاق کو تقسیم
کر دئے پھر بغیر مقام کے کوچ پر کوچ کیا اور آرام کو اپنے اوپر حرام کیا لشکر اجین میں
آیا محمد تقی قلعہ منڈو کا محافظ تھا - اُسکی اس مضمون کی عرضداشت آئی کہ ۲۷
اسفندار ۱۰۲۵ جلوس کو منصور فرنگی آٹھ ہزار سوار دکنی لیکر آ نچہ بدا لکناره پر پہنچا
اور پھر دہینچنے کے وہ آتشی نہاد باد کی مانند آب سے گذرا اکبر پور کو لے سر کیا اور پھر
رفتہ رفتہ نواحی قلعہ کو تاخت و تاراج کیا اب یا ئے کتل مین اُسکا قلعہ کے اندر داخل
ہونے کا ارادہ رکھتا تھا باوجود اسکے کہ قلعہ وسیع بہت ہی حصار مین شکست و ریخت

[illegible]

بہت ہی۔ مین دشمنوں کی مدافعت مین کوشش کرتا ہون مگر چند کوتاہ نظر پست فطرت
ایسے ہین کہ وہ لشکر کی قلت وکثرت کو نصرت و ہزیمت کی علت جانتے ہین۔ وہ
دشمنون کی کثرت کو دیکھ کر سستی و پست ہمتی کرتے ہین اگر حضور کی کومک دیر مین
پہنچیگی تو خدانخواستہ انکی ضعف عقل سے اور دشمن کے قوت غلبہ سے چشم زخم پہنچیگی۔
جب شاہجہان کو عرضداشت کا مضمون معلوم ہوا تو خواجہ ابوالحسن کو چار پانچ ہزار سوارون
ساتھ پرگنہ دیپالپور سے روانہ کیا اور خواجہ بیرام بیگ میربخشی کو اپنے خاصہ ہزار سوار
دیگر لشکر کی ہمراہی کی تفویض کی اور حکم دیا کہ برسم منقلا بہت جلد مقصد کے لئے روانہ ہون
جب خواجہ حوالی مندو مین گیا تو محمد تقی و یوسف خان کو اسکے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ
خواجہ سے آنکر ملے اور ہزار سوار ساتھ لیکر دشمن کے روبرو آئے۔ اور جنگ صف کی اور
مخالفون کو باوجود کثرت کے شکست دی۔ وہ بھاگے محمد تقی انکے پیچھے پڑا وہ دریا سے
پار گئے تو ایک اور فوج انکی کمک کو آگئی تو پھر انھون نے دریا سے عبور کرنے کا ارادہ کیا
مگر محمد تقی نے انکو اپنے تیر و بندوق کی مار سے دریا پار نہ ہونے دیا جب خواجہ
ابوالحسن کو مخالفون کی شکست کی خبر پہنچی تو وہ اور بیرام بیگ اور تمام بندہائے پادشاہی
شبا شب یلغار کرکے شتابی سے محمد تقی سے ملے اور سب متفق ہوکر دریا پار گئے اور
دشمن سے لڑے آتش کچھ دیر بان اندازی کی مگر پھر بھاگ گیا لشکر شاہی کے روبرو ٹھہرا
نہ رہ سکا لشکر پادشاہی نے چار کوس تک اسکا تعاقب کیا اور بہت آدمیون کو
قتل کرکے مراجعت کی۔ جب شاہجہان کو اس فتح کا مژدہ پہنچا تو ۲ ربیع الاول
سنہ [illegible] کو قلعہ مندو مین آنکر محفل جشن نوروزی اور انجمن شادی فتح و فیروزی کو ترتیب
کیا ان ایام مین برہانپور سے خانخانان اور کل امرا کی اس مضمون کی عرائض آئین
کہ غنیم پاس ساٹھ ہزار سوار ہین اور اسکی دلیری اور جرأت کی نوبت یہان تک پہنچی
ہے کہ اسنے شہر بند برہانپور کا کمال جمعیت خاطر سے احاطہ کر لیا ہے۔ جنکے ساتھ
تھوڑے آدمی ہین انکو ساتھ لے کر غنیم کے روبرو ہونا حزم و احتیاط سے دور ہے

صلاح دولت اسکی مقتضی ہو کہ جب تک کل لشکر اور منصبدار جنکو اس مہم کے لئے
حکم ہوا ہے نہ جمع ہوں حضور کسی موضع میں جہان رائے عالی ہو قیام فرمائیں جب
ان عرائض کا مضمون عرض اعلی میں پہنچا تو کل دولتخواہوں نے جو ہمراہ تھے ظاہر
معاملہ پر نظر کرکے توقف میں صلاح بتلائی مگر شاہجہان کو یہ رائے پسند نہ آئی۔
اتنا توقف کیا کہ بخشیوں نے سپاہ کے چار حصے کرکے سامان تیار کیا۔ ۱۲ ار جمادی الثانی
۱۰۳۰ھ کو اپنے خاصہ دس ہزار سواروں اور پانچ چھ ہزار بادشاہی سواروں کے
ساتھ برہانپور کی طرف کوچ کیا آب نربدہ پر عبداللہ خان بھی دو ہزار سواروں
کے ساتھ شاہجہان سے آن ملا۔ شاہجہان نے عبداللہ خان و راجہ بکرماجیت
کو برنغار اور خواجہ ابوالحسن کو جرنغار قرار دیا اور خود قلب سپاہ میں رہا اور دریاے
نربدا سے عبور کیا۔ ۲۳ ماہ فروردی کو برہانپور کے باہر آیا خانخانان کی جان میں
جان آئی۔ وہ شہر کو چند امرا کو سپرد کرکے شاہجہان کی خدمت میں آیا ۲۶ جمادی
الاول ۱۰۳۰ھ کو خطہ برہانپور میں شاہجہان آگیا۔ مخالف کا لشکر بغیر مزاحمت و
ممانعت کے خاطرجمعی کے ساتھ ترکتازی اور دست درازی کرتا تھا کسی طرف سے
اسکی چشم نمائی ہوتی نہ تھی وہ اپنی جگہ پر قائم رہا۔ خانخانان اس ولایت کا
صوبہ دار اور ماہیت دان تھا اس نے اور امرا نے عرض کیا کہ اس مرتبہ کثرت غنیم
غلبہ اور طرح کا ہے اور اس موسم میں گرمی کمال شدت کی ہے اور تردد نہایت دشوار ہے
اور اکثر مراکب موکب خوراک کی تنگی اور کمی علف سے معرض تلف میں گئے ہیں اور
برسات کا موسم قریب ہے اس سے زیادہ آگے کام نہیں چل سکتا کہ جد وجہد کرکے
دشمن کو ایسا ہٹا دینا چاہیئے کہ عادل آباد سے وہ آگے نہ بڑھے اور خود دریا
کے اس طرف قیام کرکے برسات کے بعد مخالفوں کو زیر کرکے بالاگھاٹ جانا چاہیئے۔
جب سب امرا نے متفق الکلم ہوکر یہ عرض کیا تو شاہجہان نے فرمایا کہ دولتخواہی
اور تدبیر کا مقتضا یہی تھا جو تم نے عرض کیا۔ دیکھیں حکم تقدیر کیا ہوتا ہے وہ

وہ خود اس کار کے سرانجام اور اس مہم کے دشوار کے اہتمام مین مصروف ہوا کہ کل کومکیان
برہانپور کی خاصہ سپاہ کی برآورد و بنائی جنکی محال جاگیر مدتون سے دکنیون کے تصرف
مین تھی اور اسناد بغیر درست کرنے کے وجوہ مطالبہ ازروے سیاہہ معروض ہوا۔
خزانہ کے متصدیون کو حکم دیا کہ تنخواہ نقد دیدین تاکہ مایحتاج کے تہیہ مین تعویق نہ ہو۔
تھوڑی مدت مین اس صوبہ کے کومکیون کو چالیس لاکھ روپیہ دیدیا اور تیس ہزار سوار آمادہ کار
کیے انمین سے سات ہزار سوار خاصہ تھے اور افواج کو پانچ حصون مین تقسیم کیا اور ہر سردار
کو چھہ ہزار سوار دیے ایک فوج کا سردار داراب خان خلف خانخانان کو بنایا اور دو فوجین
عبداللہ خان اور خواجہ ابوالحسن کو اور دو فوجین راجہ بکرماجیت و راجہ بھیم کو تفویض
کین کل سپاہ کی سرداری داراب خان کو حوالہ کی کہ انجمن کنگاش اسکی منزل مین منعقد
ہو لیکن درحقیقت امور کلی و جزوی کا حل و عقد راجہ بکرماجیت کی راے کی استصواب پر
موقوف تھا۔ ۲۵ جمادی الاولی ۱۰۳۰ کو برہانپور سے لشکرون کو جانے کی اجازت
ملی پانچ چھہ روز ضروریات یورش کے لیے سواد شہر مین قیام ہوا۔ اور پھر دریاے تاپتی
سے جسپر شہر ہے گذر کر ایک کوس پر لشکر ٹھیرا صبح کو یاقوت حبشی کہ مخالف کی کل فوج
کا سردار تھا اپنی قرارگاہ سے ایک کوس چل کر لڑنے آیا آتش ستیز و آویز بلند ہوئی
شاہی لشکر نے مخالفون کو سات کوس آب عادل آباد تک بھگایا اور دشمنون نے
آب و آتش سے اپنے تئین نکالا اور انکے پانچسو آدمی قتل اور تین سو قید ہوئے۔ اور
شاہی لشکر کو بہت گھوڑے و اونٹ و چتری و پالکی و علم نقارہ اور اسی طرح کی چیزین
ہاتھ آئین۔ پادشاہی دو سردار شیر بہادر اور اللہ دردی قتل ہوئے پھر لشکر شاہی
عادل آباد سے ملکاپور کی طرف متوجہ ہوا افواج غنیم نے مالش بسزا پائی تھی راہ مین
اصلا نمودار نہ ہوئے جب پادشاہی لشکر مول مین آیا اور داراب خان اور راجہ
بکرماجیت تین سو سوارون کے ساتھ لشکر اترنے کی جگہ قرار دے رہے تھے کہ پھر
ایک لڑائی ہوئی اور مخالفون کو شکست ہوئی اور داراب خان نے ایک

کوس تک تعاقب کیا اور دو سو آدمیون کو تہ تیغ کیا اور مظفر و منصور اپنی لشکر سے آن ملا
پھر لشکر شاہی بالاگھاٹ مین آیا اور یہان سارے لشکر کے ملجانے کے لئے انتظار کیا اور
محمد تقی ہزار سوار لیکر ولایت برار مین اور محمد خان نیازی فوج لیکر ملک خاندیس مین آئے
اور محال متعلقہ بادشاہی پر تصرف کیا۔ اب عنبر نے سپاہ کو نوشتہ سرزنش آمود بھیجا
اسکا سارا لشکر بادشاہی لشکر سے لڑنے کے لئے روبرو آیا انکے ہراول سردار جادو راے
وساتھ لیا ودلاور خان دلش خان تھے۔ راجہ بکرماجیت کی ہراول کی فوج سے اس کی
مٹ بھیڑ ہوئی جسمین سید صلابت خان و سید علی و سید جعفر و سید مظفر اور اور سادات
بارہ اور اودا۔ جیرام دکھنی سردار تھے طرفین مین دیر تک جنگ ترازو رہی ٹیک راو
جو دکنیون کا بڑا سردار تھا بے سر ہوا اور بادشاہی سردارون مین سید علی بارہ کے
مخصر سیادت پر بہرین زخم ہا کاری کی لگین اور وہ ہلاک ہوا اور حمید خان برادر فرہاد خان
حبشی و سید مظفر بارہ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار مخاطب خانجہانی اور اسکے بھائی
سید جلال و سید بایزید شہید ہوئے۔ راجہ بکرماجیت جس وقت کہ دشمن کے ہراول سے لڑتا
تھا یاقوت حبشی سردار قول غنیم کو فرصت ملی کہ وہ بادشاہی لشکر کے احمال و اثقال پر آیا
زمین کی ناہمواری اور اہل اردو و دواب کی کثرت سے چنداول کی فوج کی پاسبانی
آسانی سے نہو سکی مضرت عظیم اسکو غنیم نے پہنچائی اور اکثر آدمیون کے گھوڑے اور اسباب
غارت ہوئے جب یاقوت کی دست اندازی کی خبر ہوئی تو راجہ بسبب در دست ہونے
کے وہان نہ پہنچ سکا مگر بے توقف اس نے دشمن سے کارزار شروع کی طرفین نے کوشش مردانہ
کی۔ بادشاہی سردار صادق خان و عبدالکریم بیگ گدا بیگ و خواجہ طاہر و باقی بیگ اور
بعض اور ہلاک ہوئے۔ دکنیون مین فیروز خان حبشی سات آدمیون کے ساتھ قتل ہوا
اس روز سے کہ افواج شاہی پاے بالاگھاٹ مین آئی ۱۲ اردی بہشت کو وہ
کھرکی سے چھ کروہ پر پہنچی کھرکی نظام الملک و عنبر کی دارالقرار تھی اس عرصہ مین ہر روز
لڑائیان ہوئین جنمین لشکر شاہی کا پلہ بھاری رہا پھر موضع چنگل تھانہ مین کہ کھرکی سے

چار کوس پر ہی لشکر شاہی آیا تو افواج غنیم نے جنگ شروع کی دونو طرف سے دار و گیر و کر و فر خوب ظہور مین آئے بدستور معہود دکنی فرار ہوئے لشکر شاہی نے کھڑکی کی طرف باگ اٹھائی۔ یہان لشکر آنے سے پہلے عنبر نے شہر کو خالی کیا اور نظام الملک اور اسکے اہل کو قلعہ دولت آباد مین لے گیا اور اپنی بڑی سپاہ کو بادشاہی لشکر سے لڑنے کے لئے چھوڑ گیا اور خود دس ہزار سوار کے ساتھ قلعہ دولت آباد مین چلا گیا جب لشکر شاہی کھڑکی مین آیا تو مخالفون کی سپاہ بھاگ گئی اور لشکر شاہی... کھڑکی مین تین روز مقیم ہوا اس نے اس شہر کو کہ پندرہ سال کے عرصہ مین ملک عنبر نے آباد کیا تھا جلا کر تباہ و خاک سیاہ کر دیا۔ کھڑکی سے ایک کوس آگے لشکر شاہی بڑھا تھا کہ یاقوت خان سپاہ لیکر راجہ بکرماجیت کی سپاہ چنداول کے مقابل آیا۔ داراب خان و راجہ نرسنگہ بندیلہ و راجہ بھیم اسکی کمک کو پہنچے اور لشکر غنیم پر حملہ آور ہوئے اور اسکو پریشان کیا اور ایک جماعت کو قتل و اسیر کیا۔ عنبر و نظام الملک دولت آباد مین تھے۔ وہان جانا لشکر شاہی نے بمصلحت نہ جانا۔ اطراف و اکناف مین تاخت و تاراج کرنے کا ارادہ کیا قلعہ احمدنگر کا محاصرہ دکنیون نے کر رکھا تھا۔ خنجر خان نے قلعہ داری شائستگی کے ساتھ کی۔ اب ذوقہ کی نایابی سے وہ بہت تنگ ہو رہا تھا۔ لشکر شاہی نے وہ رار دی بہشت کو اس طرف کوچ کیا۔ جب خنجر خان کو اسکی خبر ہوئی تو وہ فوج لیکر اور قلعہ سے باہر آیا اور عنبر کے داماد جوہر حبشی سے جسنے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا خوب لڑا۔ اور دو سو آدمیون کو قتل کیا۔ جب لشکر شاہی مونگی پٹن کے باہر بان گنگا کے کنارہ پر آیا تو جاسوسون نے خبر دی کہ غنیم کا لشکر آن پہنچا ہی۔ بمقتضای احتیاط و حزم ہر فوج مین سے ہزار سوار جدا کئے اور لشکر کی محافظت کے لئے متعین کئے اور دو گروہ چلے اب یہ سنکر کہ دکنیون نے اپنی سپاہ کے دو حصے کئے ہین تو لشکر شاہی نے بھی اپنے دو حصے کئے داراب خان و راجہ بھیم تو یاقوت خان و مردم عادل خان کے مقابلہ کے لئے گئے جو پندرہ ہزار سوار تھے اور باقی اور سردار دوسرے لشکر سے لڑنے گئے۔ طرفین نے داد مردانگی دی مگر آخرکار دکنیون کا لشکر بھاگا ہوا دوسری فوج شاہی بسرکردگی عبداللہ خان و خواجہ ابوالحسن

وراجہ بکرماجیت دکنیون کی دوسری فوج سے لڑنے چلے جسکے سردار دلاورخان حبشی اور آتش خان تھے اور پچیس ہزار کے قریب سپاہی تھے اول راجہ بکرماجیت پانچہزار سوار لے کر ہراول بنا اور جاکر لڑا فتح نمایان حاصل کی۔ باربرداری کے چارپایہ ہاتھی گھوڑے اونٹ بیل غنیمت مین ہاتھ آئے اسکے بعد دکنیون کی فوج خواجہ ابوالحسن کے مقابلہ مین آئی۔ بہرام بیگ بخشی نے ایک ہزار سوار سے اسکا مقابلہ کیا راجہ بکرماجیت بھی کمک کے لئے آگیا اور خواجہ کے ساتھ اتفاق کرکے اس نے دشمنون کو بھگایا اور ایک گروہ نے تعاقب کیا۔ دو ہزار آدمیون کے قریب قتل کیا اور ایک انبوہ کو زخمی اور ایک جمع کثیر کو اسیر دستگیر کیا۔ ان فتوحات کی اطلاع شاہجہان کو کی۔

محمد خان نیازی اور محمد تقی جو لشکر کے ساتھ پائین گھاٹ کے انتظام کے لئے گئے تھے وہ بالا گھاٹ مین آئے۔ مدعا حسب الاستدعا حاصل ہوا۔ جب عنبر کو اسکی خبر ہوئی تو جادون رای کو آٹھ ہزار سوار کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس محال کو چھین لے۔ شاہجہان کے حکم سے راجہ بھیم پندرہ سو سوارون کے ہمراہ محمد تقی کی کمک کو آگیا اور جادون رائے اور اسکے ہمراہیون کی خوب گوشمالی کی اور سب کو بھگاکر آوارہ کیا۔

ملک عنبر نے جب دیکھا کہ شکستون پر شکستین ہوتی ہین تو اس نے چند مردم معاملہ فہم کاردان راجہ بکرماجیت پاس بھیجے اور پیغام دیا جسکا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ پہلی دفعہ شاہجہان اس جانب تشریف فرما ہوا اور دلخواہ اسکا مدعا حاصل ہوا تو عادل خان حسن خدمت کی ادا کا اور مراسم نیکو بندگی کا متعہد ہوا تھا اور پیشکش کا سرانجام کیا تھا اور شاہجہان نے اسکے عہد پر اعتماد کیا اور اسکی حیلہ پردازی اور زندو غ مصلحت آمیز کو سچ جان کر اسکا اعتبار بڑھایا۔ عادل خان نے اپنے عہد کا پاس نہ کیا جسوقت کہ اسکو وقت ملا سرکشی کی۔ اگر اس دفعہ مجھ بدے غلام کی تقصیرات معاف ہون اور نجات کا پروانہ یعنی عہدنامہ آزادی عنایت ہو تو مین وثیقہ عہد و پیمان کو ایمان سے موکد کرتا ہون کہ پھر اطاعت . . . نہ چھوڑونگا اور محال جو پادشاہ سے تعلق

رکھتی ہین انکو چھوڑ دونگا اور دم نقد کرامند پیشکش خود اور تمام دنیاداران دکن کی
طرف سے سرانجام دونگا اور سال بسال درخور حال نذر شکرانہ امن امان ارسال کرتا رہونگا
راجہ نے اس گفتگو کو سنکر کہا کہ اگر عنبر تہ دل سے راستی اور درستی پر آگیا ہے اور مکرو
تزویر نہین کرتا تو اسکی تمام درخواستین شاہ کشورکشا قبول کریگا اور بالفعل اسکے صدق
قول کی علامت یہ ہوگی کہ وہ احمدنگر کے احاطہ سے ہاتھ اٹھائے اور جو گروہ کہ خزانہ
اور ضروریات قلعہ کو لیے جا رہا ہے اسکی مطلق مزاحمت نہ کرے جب یہ کام اس سے
ظہور مین آئینگے تو اسکی درخواستین شاہجہان کے روبرو پیش ہونگین وکلا عنبر ان باتون کو
خدا سے چاہتے تھے انہون نے حقیقت حال عنبر کو لکھی اسنے بلے توقف اپنے آدمیون
کو دور قلعہ سے اٹھا لیا اس سے اولیاے بادشاہی کو اطمینان ہوا ایک لاکھ روپیہ
مدد خرچ کے لئے اور ایک ہزار تفنگچی حفاظت قلعہ کے واسطے بھیجے وہ بلے مزاحمت قلعہ مین پہنچ
گئے تو تمام ملتمسات عنبر شاہجہان کے روبرو پیش ہوئین اسنے اپنی نیک نہادی سے
باوجود اس فتح وظفر کے کینہ توزی و قہرافروزی نہ کی اور ملک عنبر کی تقصیرات کو معاف
کردیا۔ گرمی کی شدت تھی برسات کا موسم قریب تھا باپ کے ضیق النفس کے دم بدم
بڑھنے کی متواتر خبرین آرہی تھین یہ وانگرانی سب پر بالا تھی۔ غرض شرائط صلح عہدنامہ
یہ ٹھیرین۔ حضرت اکبر کے عہد سے حضرت جہانگیر کی مبادی جلوس تک جو پرگنات
بادشاہی تصرف مین تھا اور جو ضمن صلح مین اول دفعہ بسبیل اشتراک سرکار بادشاہی
سے تعلق رکھتے تھے اور جن مین سے بعض مواضع و قریہ جنمین وہ خود دخل رکھتا تھا اور تنخواہ ان
شاہی کو حوالہ کرے ان تمام محال مشترکہ کی جمع چودہ کروڑ دام یعنی ۲۵ لاکھ روپیہ
تھی اور یہ وقت مصالحہ سے ابتک اس کے تحت تصرف مین تھی اس سے ہاتھ اٹھائے
اور نقد پچاس لاکھ روپیہ بطور پیشکش وجرمانہ بی ادبی خود ونظام الملک و عادل خان
وقطب الملک سے دلوائے۔ عنبر نے ان شرائط کو منظور کیا اور احسان مانا جب عنبر کے
اطمینان ہوا تو دکھن کی طرف شاہجہان نے سفر کیا۔ قلعہ احمدنگر سرحد

پیر تھا۔ شاہجہان نے بالا گھاٹ کے وسط میں ایک قلعہ سنگین بنوایا اور ظفر نگر نام رکھا۔ اور امرائے عظام کو افواج کے ساتھ اس طرح مقرر فرمایا کہ راجہ بکرماجیت کو آٹھ ہزار سوار کے ساتھ ظفر نگر میں عبداللہ خان کو مقام آرہ میں کہ ظفر نگر سے چھ کروہ پر تھا اور فوج خواجہ ابوالحسن کو ضلع بسیلی میں جو آرہ سے دو کروہ تھی اور سردار خان برادر خان مذکور کو دیوی گام میں جو نزدیک روہن گھیڑ ہے اور خنجر خان کو تین ہزار سوار کے ساتھ احمد نگر میں اور بلند خان کو تین ہزار سوار کے ساتھ جالنا پور میں اور جان سپار خان کو تین ہزار سوار کے ساتھ بنیر میں معتقد خان بدخشی کو نگی پٹن میں اور اودا جیرام وغیرہ دکنی تھانہ داروں برہان پور میں مقرر کیا دیوی گام تک جا بجا تھانے مقرر کر کے راہ گیروں کو مخالفوں کی مزاحمت و ممانعت سے فارغ کیا۔

عنبر کی التماس پر شاہجہان نے مقرر فرمایا کہ پچاس لاکھ روپیہ پیشکش کا اس طرح وصول کیا جائے کہ عادل خان سے ۲۰ لاکھ روپیہ اور نظام الملک سے بارہ لاکھ اور قطب الملک سے ۱۸ لاکھ حکیم عبداللہ خان گیلانی عادل خان پاس اور کنہیر داس برادر راجہ نظام الملک و عنبر پاس اور عبدالعزیز خان قطب الملک پاس اس پیشکش کے لانے کے لئے نامزد ہوئے راجہ بھیم کو افواج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ زمیندار اور راجہ گوند وانہ سے کل پیشکش لیکر روانہ درگاہ کرے۔ ملک عنبر کے تسلط و تطاول کو عادل خان نہیں دیکھ سکتا تھا وہ پیشکش کے ارسال میں اور محال کے تسلیم کرنے میں تعلل و تہاون کر کے دفع الوقت کرتا تھا۔ افضل خان جو عادل خان سے آشنا تھا وہ بھیجا گیا اس نے عادل خان کو سمجھایا اس نے پیشکش مقررہ جو بیس لاکھ روپیہ کی تھی نقد و جنس و جواہر و ۶ ہاتھی سامان کر کے افضل خان و حکیم عبداللہ خان کے ہاتھ بادشاہ پاس بھیجا اور افضل خان کو دو لاکھ روپیے دیئے اور قاضی عبدالعزیز بھی سوز نجیر فیل اور نو لاکھ روپیہ نقد و جنس بحساب اٹھارہ لاکھ روپیہ . . . قطب الملک کے پاس سے لایا اور کنہیر داس بھی بارہ لاکھ کی پیشکش نظام الملک اور عنبر کے پاس سے لایا یہ سب پیشکشیں اور فتحنامہ حکیم علیم الدین مخاطب وزیر خان پنجہزاری ذات و سوار کے ہاتھ جہانگیر پاس روانہ ہوئیں جہانگیر نے شاہجہان

پیشکش کا وصول ہونا۔

جواب مین ایک نوشتۂ استحسان وتحسین کا بھیجا بہت شاباش دی اور آفرین کی۔
سلاطین ذی شان جن برادرون اور خویشون کے معدوم کرنے کو بہبود عالم جانتے ہین
انسے دنیا کے خالی کرنے کو محض صواب سمجھتے ہین اور مشیران ملک و ملت بمقتضاء مصلحت و ناگزیر
کار مطلق شرکاء دولت کا استیصال خیراندیشی و بہبود اہل روزگار جانتے ہین۔ دین و دولت کے
صواب گویون کی تجویز سے ربیع الثانی ۱۰۳۱ھ کو سلطان خسرو کو ملک عدم کو روانہ کیا۔
جہانگیر نے شراب کے نشہ . . . کی بیخبری مین خسرو کو شاہجہان کو حوالہ کر دیا تھا گفتگوئے مردم
رفع کے لئے دوسرے روز ارکان دولت اور اعیان حضرت نے تکبیر و درود پڑھ اسکی نعش
بکمال تعظیم و بنہایت تکریم سے اُٹھائی برہان پور سے لیجاکر عالم گنج مین اسکو مدفون کیا۔
اس مظلوم کی بیکسی و بیچارگی پر عورت مرد ایک درد کے ساتھ روتے تھے۔ اور اس سانحۂ ناگزیر نے
مدتون تک دور و نزدیک کو رنج و الم مین رکھا اور جب تک وہ شہر مین مدفون رہا شب جمعہ کو ایک
عالم اسکے مرقد کی زیارت کو جاتا پھر یہان سے اسکی نعش الہ آباد مین منتقل ہوئی ہر منزل میں حسب
بدستور شہر اسکی قبر نمودار کی گئی برسون تک پنجشنبہ کو اس موضع کے آدمی گرد اگرد سے جمع ہوکر
رات کو اس خالی قبر پر گذارتے تھے۔ سلطان خسرو کے مارنے سے غرض یہ تھی کہ جہانگیر مسکرات
کے تناول سے بے پروا اور بیدماغ ہو گیا تھا اور مہام سلطنت کے سرانجام مین مطلع مصروف
نہین ہوتا تھا۔ مہمات ملکی و مالی کی بست و کشاد نور جہان کی رائے سے وابستہ تھین وہ اپنی
خاطر خواہ مہمات کا حل و عقد کرتی تھی۔ وہ اور اُس کے ساتھی دور بینی و عاقبت اندیشی
پر نظر نہین رکھتے تھے اور رشوت ستانی کی راہ کھلی ہوئی تھی زر کے وسیلہ سے سلطنت کی کارفرمائی
پر اور صاحب صوبگی پر نالائق عمال مامور ہو گئے تھے۔ جس سے انتظام ملکی مین خلل پڑا اور یہ
شاہجہان کی طبیعت کو نہایت گران تھا اور وہ بیگم کے تسلط کو سمجھتا تھا کہ اس سے بڑے فساد
اٹھینگے۔ بیگم شہریار کی پیش رفت کار مین ہمہ تن مصروف تھی اور چاہتی تھی کہ جس طرح ہو سکے
شہریار مرتبہ خلافت پر پہنچے۔ جہانگیر کے ضیق النفس کی شدت سے اسکی زندگی کی پایندگی پر
اعتماد نہ رہا تھا۔ پہلے اس سے کہ حضرت جہانگیر اس جہان سے تشریف لے جائین۔

خسرو کی وفات۔

سلطان خسرو کے مارے جانیکا سبب اور شاہجہان کی بغاوت۔

شاہجہان نے مصلحت وقت کے سبب سے ناچار یہ قرار دیا کہ اول معاملات دین و دولت کے سرانجام کو اپنے اختیار میں لانا
چاہیے تاکہ رعیت و سپاہ کا حال بتر و ابتر جب توجہ کیجاے حقیقت میں رعیت بمنزلہ رمہ کے ہے شبان کے بے پاسبانی اور بے
اختیار کے بغیر تقدار سے نکلنے نہ دیجیے اور برادروں کی گرد فتنہ دور کیجیے۔ اُس نے ارباب نفاق سے
موافقت کی اپنی دور ہونے کے سبب سے جو فساد مجتمع تھا اسکو رفع کیا بعض ارباب نفاق کو
زندانی کیا اور بعض کو آنجہانی بنایا اور اس قصد سے کہ بزد و نبرد شہریار کی بنا کار ابھی پائدار
نہیں ہوئی اور انکے معاملہ کی رسائی نے استحکام نہیں پایا ان دونوں کے معدوم کرنے کے لئے
سفر پر آمادہ ہوا اور معاملات رزم کے سرانجام میں مصروف ہوا اور محفل گنگاش کی آراستگی میں
اور لشکر کے اجتماع میں مشغول ہوا اول خسرو کو آنجہانی بنایا اور پھر از سر نو دولتخانہ برہانپور کے
در و دیوار کو جشن نوروزی سے آرائش دی اور بزم ظفر فیروزی کی پیرائش کی اور اس میں
طلا و نقرہ کی ریزش کی۔

شاہجہان برہان پور سے دار الخلافہ کی طرف جانے کی تیاری اور اسباب جنگ کا تہیہ
کر رہا تھا کہ زین العابدین خلف آصف خان جعفر جہانگیر کا فرمان اس مضمون کا شاہجہان
پاس لایا کہ شاہ عباس دارائے ایران نے قندھار کا قلعہ لیلیا ہے ان دنوں میں اس
گرامی فرزند کے مساعی جمیلہ سے دنیا داران دکن سے سب ابواب میں خاطر جمع ہوئی اور اس
قرۃ العین پر اس دولت کی ناموس کا پاس لازم ہے بالفعل صلاح دولت اس پر منحصر ہے کہ
برہان پور سے مندو یا اجمیر میں آجاؤ اور شدت گرمی ہوا اور بارندگی کے موسم کو ان دو
مقاموں میں سے کسی مقام میں گذارو اور طلوع سہیل کے وقت کہ اس ملک میں سفر کا موسم
ہے ہماری کومکیوں کو ہمراہ لیکر مقصد پر توجہ کرو۔ شاہجہان نے اس فرمان کے موافق
شرف آفتاب کے روز برہانپور سے منڈو کی طرف کوچ کیا۔ اثناء راہ میں افضل خان و
حکیم عبد اللہ و قاضی عبد العزیز دکنی کی تہمتوں مجموع پیشکش لیکر اور راجہ بکرماجیت جو عادل خان
کی افواج کی تنبیہ و رباؤ گھاٹ میں تھانے بٹھانے گیا تھا یہ اپنا پورا مقصد حاصل کرکے اور راجہ بھیم
چار لاکھ روپیہ نقد و سو ہاتھی زمیندار گونڈوانہ سے اور ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ نقد او

فرمان جہانگیر بنام نامی شاہجہان درباب مہم قندھار

پچاس ہاتھی جاتینہ سے لیکر شاہجہان کی خدمت مین آئے اور منڈو مین شاہجہان نے شیخ زین العابدین کو فرمان کا جواب دیکر رخصت کیا اس جواب کے مضمون کا خلاصہ یہ ہی کہ مین ہمیشہ حضور کے احکام کی اطاعت کرتا ہون فرمان اشرف میری پاس ورود شرف مین آیا۔ مین منڈو کی طرف روانہ ہوا اور ۲۰ اردی بہشت سنہ جلوس قلعہ مذکور مین داخل ہوا چونکہ لشکر نے ابھی مہم دکن سے انفراغ پایا ہے اور موسم برسات مین مین مالوہ سے عبور کرنا مشکل ہے حسب الامر صلاح وقت منڈو کی اقامت مین دیکھ کر یہان توقف کیا جب برسات کا موسم ختم ہوگا تو اس سمت کو روانہ ہونگا۔ مہم قندھار کا انصرام اس کشور کی طرح نہین ہوسکتا۔ ملتان سے قندھار تک تین سو کروہ کی قریب فاصلہ ہی اور اس سرزمین کی منزلون مین جب اہل کاروان کے لئے غلہ میسر نہین ہوتا تو اس لشکر کلان کے لئے کب میسر ہوگا۔ جو شاہ عباس جیسے بادشاہ سے لڑکر غلبہ پائے یہہ بادشاہ سپاہی منش و مصاف دیدہ ہے بکرر روم اور اوزبک کے روبرو ہوکر غالب آیا ہے۔ ناچار آذوقہ کا اہتمام تمام جیسا کہ باید و شاید کرنا چاہیئے الحال مصلحت یہ ہے کہ صوبہ پنجاب و ملتان و کابل کہ قندھار کی سمت واقع ہین۔ مجھ رضا جنکی جاگیر مین مقرر ہون تاکہ اس یورش کے لیئے غلون کا سامان اور تمام ضروریات بہ آسانی بہم پہنچین اور خزانہ پر زر بہت سا سرانجام کرنا چاہیئے کہ وہ اس قسم کے لشکر کو وفا کرے اسی سبب سے کہ لشکر کو سردار سے بیم و امید بدرجہ کمال ہونی چاہیئے تاکہ افزائش و کمی مناصب و مراتب تنخواہ و تغیر جاگیر کو تملیان لشکر کا سررشتہ میرے اختیار مین دیا جائے یہ امر صلاح دولت سے اقرب اور بمقتضاء وقت انسب ہے تاکہ مہم رونق کی ساتھ و تنخواہ سے انجام پائے۔

نورجہان کا جہانگیر و شاہجہان مین بگاڑ کرانا۔

بعض عرضون سے جو شاہجہان نے جہانگیر کو بھیجی تھین واضح ہوتا ہے کہ نورجہان بیگم اسپر مطلع ہوئی ان ملتمسات مین سے ہر ایک کو نامناسب وقتون مین بادشاہ سے عرض کیا اور ان امور کو ایسا بگاڑا کہ بادشاہ کا مزاج شاہجہان سے بگڑ گیا اور قندھار کی مہم شہریار کے سپرد کی

اور حصارہ میان دوآب اور اسکے حدود کی جاگیر شاہجہان سے لیکر شہریار کی تنخواہ
مین مقرر کی اور شدید سزاول دکن کے لشکر لانے کے لئے مقرر کئے اور حکم فرمایا کہ صوبہ مالوہ
و احمدآباد و دکن شاہجہان کی جاگیر مین تنخواہ مقرر ہوئی ہی وہ ان مین سے جہان چاہے
اپنا محل و اقامت مقرر کرے اور حضور مین آنے کا ارادہ نہ کرے اور لشکر دکن جو اس کے
ہمراہ ہی اسکو بہت جلد حضور مین روانہ کرے اور بعد ازین اپنا ضبط احوال کرکے فرمودہ سے
باہر نہ جاے۔

نورجہان بیگم رات دن اسی ادھیڑبن مین رہتی تھی کہ کسی طرح سلطان شہریار کو سلطنت
حاصل ہو وہ جہانگیر کو بسبب اسکے امراض کے امتداد و اشتداد کے چراغ سحری جانتی تھی وہ
سمجھتی تھی کہ اگر شاہجہان بادشاہ ہوا تو میرا سارا اختیار اور اقتدار جاتا رہیگا اور اگر
جسکے کی وہ بیٹی بیاہی ہوئی تھی جو شیرافگن خان سے پیدا ہوئی تھی۔ بادشاہ ہوگا تو میرا اعتبار
زیادہ ہوگا اور میرا اقتدار اور تسلط بڑھ جائیگا اس خیال مین اس نے سب اسباب آنکھین
بند کرکے شاہجہان کی بیخکنی پر متوجہ ہوئی روز بروز بادشاہ کو اسکی طرف سے غبار کاتی
رہی۔ مہم قندھار شہریار کے نامزد ہوئی۔ اعتمادالدولہ کی دولت اس پاس تھی اس سبب
مہم کے خرچ کی وہ خود متکفل ہوئی اور مرزا رستم صفوی کو جو مدتون تک قندھار اور
اسکے توابع مین حکومت کرچکا تھا اور اس ملک کی ماہیت سے خوب واقف تھا شہریار
کا اتالیق مقرر کیا۔ بادشاہ سے بغرض نا تعزیر دلپذیر کرکے شاہجہان کے گماشتون
کے پاس جو جاگیرین تھین انکو متغیر کرکے شہریار کی تنخواہ مین مقرر کرایا۔ اور اس باب
مین دو تنخواہون کی گفتگو کو بند کرایا اور یہانتک نوبت پہنچائی کہ شاہجہان کے وکیل
میر عبداللہ کی آمد و رفت دربار مین بند کردی اور اسکو شاہجہان پاس جانے کی اجازت
دیدی غرض ایک دفعہ غبار کلفت و گرد وحشت ایسی اوٹھا دی کہ کسی طرح الفت و
موانست صلح و صفا کی راہ نہ رہی اور تمام صوبہ دارون اور سرداروں کو
شاہجہان کے پاس سے طلب کیا شاہجہان کو ان مقدمات کی خبر سے خاطر

[illegible]

[illegible]

مکدر ہوئی تو اُسنے افضل خان کو برسم یلغار دربار مین بھیجا اُسنے حقیقت معاملہ کے قائق کو لباس مُلائم اور مناسب وقت مین بادشاہ سے عرض کیا کہ شاہجہان نے کسی وقت بے دبی نہین کی جس خدمت کا ارشاد ہوا اسکو بجالایا اور اس وقت مین اُسنے نمایان فتوح حاصل کین اور خدمات شائستہ بجالایا تعجب ہی کہ اُسنے ذراسی تقصیر نہ کی ہو اور حضور کو اُس سے اسقدر سرگرانی ہوا اور اُس رضاجو کی جاگیر مین یہ تغیر ہو مگر اس عرض سے کچھ نفع نہ ہوا ناچار رخصت ہوکر شاہجہان پاس آیا اور حقیقت معاملہ کو عرض کیا۔ اسنے شاہجہان نے جانا کہ اب نامہ و پیغام سے کارسازی نہین ہوسکتی خود باپ کی خدمت مین جانا چاہیئے اور حقیقت معاملہ کو خاطرنشان ذہن نشین کرنا چاہیئے وہ حزم و احتیاط کے ساتھ افواج لے کر کوچ در کوچ دربار کی طرف متوجہ ہوا جہانگیر اس خبر کو سُنکر نہایت متغیر و متاثر ہوا اور لشکر کو مقابلہ کے قصد سے تیار ہونے کا حکم دیا اور لاہور سے جلد روانہ ہوا اور جب دہلی مین آیا تو مہابت خان کی صوابدید پر ترتیب افواج ہوئی اور عبداللہ خان ہراول سپاہ مقرر ہوا اور آزمودہ کار سپاہ اسکے سپرد ہوئی اور اخبار رسانی اور راہون کا انتظام اسکے حوالہ ہوا۔ بادشاہ کو یہ خبر نہ تھی کہ وہ شاہجہان کا ہمدست و ہمداستان ہوکر جھوٹی سچی خبرین لکھ کر شاہزادہ کے پاس بھیجتا ہے جب بادشاہ کے درست اخلاص ملازم اسکے نفاق کا بادشاہ سے عرض کرتے تو وہ اُس سے ناراض ہوتا بعض دولتخواہون نے خلوت مین ہے کنایہ و صریح اسکے نفاق کی حقیقت کو معروض کیا تو بادشاہ نے اُس پر توقع سے زیادہ عنایت و مہربانی کی اور ہر باب مین اسکی دلجوئی کی۔ شاہجہان آدمیون کی کثرت کے سبب سے دریا کے کنارہ پر سفر کرتا تھا تو بادشاہ نے بھی دریا کے کنارہ پر افواج ہراول و جرانغار و برانغار و التمش و طرح چنداول کو ترتیب دیا اور شاہجہان نے راجہ بکرماجیت و داراب خان خلف خانخانان و راجہ ؟ عظیم و رستم خان و بیرم بیگ کو ایک ایک فوج دیکر پانچ فریق سپاہ کے بنائے اور بظاہر کل سپاہ کا سپہسالار

دارابخان کو بٹھایا۔ نہم جمادی الثانیہ ۳۳ سنہ کو بلوچ پور و قبول پور کے مابین طرفین کی فوجیں
جابجا توزک و ترتیب سے جنگ کے انتظار میں کھڑی ہوئیں دونوں طرف کے توپخانوں
نے ہنگامۂ رزم کو گرم کیا۔ جنگ کے نقاروں نے آوازہ بلند کیا۔ بادشاہ نے عبداللہ خان
کو ترکش خاصہ عنایت کیا کہ وہ جانفشانی جو اس مقام کے لئے لازم ہے بجا لاوے مگر
اس خان ناحق شناس نے قطعاً بادشاہ کی عواطف و مراحم پر نظر نہ کی عین وقت پر وہ
شاہجہان سے اپنی سپاہ سمیت ملگیا جس سے شاہجہان کے لشکر کو خیرہ دستی و فرط
دلیری و جرأت ہوئی۔ لشکر جہانگیری چاہتا تھا کہ ہزیمت کو غنیمت سمجھے کہ ناگاہ راجہ
بکرماجیت کے گولہ لگا اور وہ مرگیا داراب خان باوجود دستگاہ و کثرت لشکر
و سازِ محاربہ کے خانخانان کے اشارہ سے لڑائی میں مصروف نہ ہوا اور میدان جنگ سے
عنان کھینچی۔ شاہجہان نے مصلحت وقت یہ جانا کہ وہ خانخانان سمیت برہانپور کی
طرف چلا لشکر شاہی نے بسرداری سلطان پرویز و اتالیقی مہابت خان تعاقب
کیا پانچویں شہریور سنہ جلوس کو شاہجہان منڈو میں آیا اور ۲۰ کو بیس ہزار سوار اور
تین سو جنگی ہاتھی و توپخانہ عظیم لیکر سلطان پرویز و مہابت خان سے جو تعاقب میں
چلے آتے تھے لڑنے کا ارادہ کیا داراب خان و عظیم بیگ و بیرم بیگ و رکار آمد امرا
کو اپنے سے پہلے روانہ کیا اور خود خانخانان سمیت عقب سے عرصۂ جنگ میں قدم
رکھا مہابت خان تازہ چارہ گری کرتا کہ فریب و افسون سے دلہاء رمیدہ کو صید کرتا
اور اس طرف کے امراء کو نامہ و پیغام بھیجتا اور آئین تملق و چاپلوسی کا اظہار کرتا یہ
امراء بھی رشتۂ عقد و عہد و پیمان کو سخت قسموں سے واثق کرتے اور وقت قابو
منتظر رہتے ایک دن میدان جنگ گرم تھا کہ اول برق انداز خان اور پھر رستم خان
و محمد مراد بدخشی اور امراء جو شاہجہان کی عنایت سے جاہ و منصب سے سرافراز
ہوئے سلطان پرویز کے لشکر سے جاملے۔ شاہجہان یہ حال دیکھ کر اپنے
امراء سے بے اعتماد ہوگیا۔ سب کو بلا کر آب نربدہ سے عبور کیا۔ اسوقت

امرائے بیوفائی کی اور لشکر بادشاہی سے جا ملے۔ شاہجہان تمام کشتیون کو اس طرف لے گیا اور گھاٹون کو بقدر امکان استحکام دیا اور بیرم بیگ بخشی کو معتمد نوکرون اور دکنیون اور توپخانون کو دے کر دریا پر متعین کیا کہ کسی متنفس کو اترنے نہ دے اس وقت اتفاقی خانخانان کے قاصد کو اس نوشتہ کے ساتھ جسپر اسکے دستخط تھے پکڑ کر شاہجہان پاس لے آیا جسکے عنوان پر یہ بیت مرقوم تھی ع صد کس بنظر نگاہ میدارندم + ورنہ بپریدمے ز بیقراری۔ شاہجہان نے خان مذکور کو مع فرزندون کے گھر سے طلب کر کے اس نوشتہ کو دکھلایا اگرچہ عذر و انکار بہت کئے اور اس مقدمہ سے اپنے تئین ناآشنا بتلایا مگر کوئی جواب ایسا جس سے شاہجہان کی تسلی ہوتی نہ دے سکا اسکو داراب خان اور فرزندون کے ساتھ دولتخانہ کے قریب نظربند کیا سو آدمی اسکی حراست کے لئے مقرر ہوئے جس سے خانخانان نے دیکھ لیا کہ جو فال اس نے اپنے مونھ سے نکالی تھی پوری ہوئی۔ زاہد خان نے بھی ایک مکتوب مہابتخان کو لکھا تھا اسکا جواب پکڑا گیا اور وہ مع پسر قید ہوا اور اسکا خان و مان تاراج —

جب شاہجہان قلعہ آسیر کے نزدیک آیا جو استحکام و متانت و ارتفاع و سامان توپ و تفنگ و جاری چشمون مین بےنظیر ہے اور اسکے برآمد کی راہ ایسی تنگ و تاریک ہے کہ ایک بڑھیا رستم کو روک سکتی ہے۔ اپنے ملازم شریف کے ہاتھ منشور جو ترہیب و تخویف و امید پر مشتمل تھا میر حسام الدین ولد میر جمال الدین حسین انجو قلعہ دار کے نام بھیجا اور تاکید کی کہ اگر منشور کے استقبال کے لئے وہ آئے تو پھر اسکو اوپر نہ جانے دینا۔ میر نے شریف کو قلعہ بے مبالغہ و مضایقہ سپرد کیا اور خود شاہجہان پاس آ کر منصب چار ہزاری ذات و سوار کا اور علم و نقارہ اور خطاب مرتضیٰ خان کا پایا۔ دوسرے روز شاہجہان مع خانخانان و داراب خان اور اسکی تمام اولاد کے قلعہ کے نیچے آیا اور عورات اور فضول اسباب کو یہان قلعہ مین چھوڑا اور تین روز تک آذوقہ و مصالح و قلعہ داری مین مشغول رہا اور کنور گوپال کو اسکی نگہبانی سپرد کی۔ قلعہ کے اوپر محض اسی سبب سے گیا کہ خانخانان اور اسکے فرزندون کو یہان محبوس کرے پھر برہانپور مین آیا اور راؤ رتن ہاڑہ کو درمیان مین ڈالکر صلح

باب مین رسل و رسائل شروع کی - مہابت خان نے جواب مین لکھا کہ حرف صلح بغیر خانخانان مشکل ہی جب تک وہ نہین آئیگا معاملہ صلح اورون کی معرفت درست نہین ہوگا -

شاہجہان نے خانخانان کو اپنے محل مین طلب کیا - حد سے زیادہ دلجوئی کی اور مبالغہ ظاہر کیا کہ اس وقت میرا کوئی معین و مددگار عنایت الٰہی کے سوا نہین ہی تجھ سے معاونت وہمراہی کی توقع بہت ہی - اگر بمقتضائی جوانمردی واصالت کے میری دولت کے ناموس وعزت کا حفظ اپنے ذمہ لو تو معاملہ حالت اصلی پر آئیگا اور مین سالہای دراز تک اس نیکو خواہی واخلاص کا ممنون رہونگا بعد اسکے عہد و پیمان قرآن شریف پر قسم کھا کر ہوئے اور اسکو آب نربدہ پر صلح کے لئے روانہ کیا اور یہ مقرر کیا کہ دریا کے وار رہکر وہ دوستی کے باب مین نامہ و پیغام ہون - اتفاقاً خانخانان کے پہنچنے سے پہلے ایک رات کو لشکر شاہی کی ایک جماعت شاہجہان کے آدمیون کو غافل پاکر ایک مشہور گھاٹ سے دریا پار آگئی اور اسکے بعد اور لشکر بھی اتر آیا - بیرام بیگ نے یہ حال دیکھ کر خویشتن داری سے ہاتھ اوٹھایا اور گھاٹون کی نگھبانی چھوڑ کر برہان پور کی طرف چلا آیا - خانخانان نیرنگی اقبال سے متحیر ہوا اور اپنے کام مین عاجز رہا اور سلطان پرویز کے نوشتے وعدہ وعید و دلاسا و استمالت و دلجوئی کے چرب زبان پیغام گذار لائے تو وہ مہابت خان کی معرفت سلطان پرویز پاس چلا گیا - جب شاہجہان نے دیکھا کہ لشکر جہانگیری دریا سے پار آیا اور بیرام بیگ دریا کو چھوڑ کر بھاگ آیا اور خانخانان پرویز سے جا ملا تو قتال و جدال سے ہاتھ اٹھایا - اور سب کی وفا سے دل برداشتہ ہوا اور یہ قرار دیا کہ اطراف ممالک محروسہ مین ولایت غنیم مین جاکر چندے گذران کرون وہ دکن کا عازم ہوا - ۱۰ ذیقعدہ ۱۰۳۳ کو آب تپتی سے عبور کرکے دکن کی جانب چلا اس ہرج و مرج مین بہت سے بندہای شاہی و پادشاہی نے کام ناکام جدائی اختیار کی اور اسکی ہمراہی سے باز رہی - جادون رائے واودا رجے رام کا وطن اس طرف تھا انہون نے چند منزل ہمراہی کی اور پھر ایک منزل کے فاصلہ پر

خانخانان کو صلح کے لئے بھیجنا اور اسکا سلطان پرویز سے جا ملنا -

شاہجہان کا دکن کی راہ سے جانا اور ...

چلنے لگے اور اسباب و دواب جو اس اضطراب مین آدمیون کا رہ جاتا تھا اسکے وہ مالک
بنتے تھے۔ شاہجہان یقینی جانتا تھا کہ دکنی میری ہمراہی نہین کرینگے اور کام کے وقت اورون
کو بھی گمراہ کرینگے اور حرکت ناپسندیدہ درمیان مین لائینگے اسلئے انکو رخصت کیا اور
فیلان گرانبار کو احمال و اثقال کے ساتھ قلعہ ماہور مین اودا جی رام کو سپرد کیا اور
خود آگے روانہ ہوا اور قلعہ ماہور کی راہ سے سرحد تلنگانہ مین کہ داخل ملک نظام الملک
ہے آیا۔ اور یہان سے اڑیسہ کی طرف روانہ ہوا۔ نورجہان بیگم نے یہ خبر سنکر ابراہیم خان
کو جو اسکا خالو تھا اور بنگالہ کا صاحب صوبہ بالاستقلال تھا لکھا کہ جس طرح سے ہو سکے
ایسی کوشش کرو کہ شاہجہان کا کوئی کام نہ بن سکے اس لئے اُس نے اپنی برادرزادہ احمد بیگ
کو جو کٹک کا حاکم تھا لکھا کہ اپنے مقدور سے زیادہ یہ کوشش کرو کہ شاہجہان کے لشکر کو روکو
اور اگر نوبت جنگ کی آئے تو بے پروا پروانہ کی طرح آتش جنگ مین پڑو۔ شاہجہان
جب مچھلی پٹن آیا تو راہ مین مرزا محمد پسر افضل خان مع والدہ وعیال کے بھاگ گیا۔ شاہجہان
نے سید جعفر و خان قلی کو اسکے پیچھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر زندہ ہاتھ لگے تو پکڑ لاؤ اور نہین
اسکا سر لاؤ۔ ان دونو سے خوب لڑا اور خان قلی کو مارا اور سید جعفر کو زخمی کیا اور جو قتل
ہو گیا اُسکا سر کاٹکر شاہجہان پاس آیا۔ برہانپور کے پاس ہی شاہجہان نے لعل و بازوبند
عادل خان کے لئے اور فیل و شمشیر مرصع عنبر کیلئے افضل خان کے ہاتھ بھیجے تھے افضل خان بیجاپور مین
تھا کہ اس نے اپنے بیٹے کا یہ حال تباہ سُنا تو اس نے بیجاپور مین رہنے کا ارادہ کیا جہانگیر
کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اُس نے افضل خان کو استمالت کر کے سلطان پرویز
پاس بلا لیا۔

شاہجہان نے مچھلی پٹن مین توقف کیا تو سلطان محمد قطب الملک نے یہ حسن خدمت کی کہ
ضیافت و مہمانداری کے لوازم کو بجا لایا اور ایک معتمد کے ہاتھ پیشکش مین نقد و جنس بھیجے
اور رفاہ و فاق کا اظہار مریدانہ کیا اور اپنے گماشتون کو لکھا کہ سب جگہ شاہجہان
کی خدمتگاری اور جانسپاری مین حتی الوسع کوشش کرین۔ یہان شاہجہان

ساحل دریاے شور کے راہ سے دشوار جنگلون کو طے کرتا ہوا گنگ کے باہر پہنچا جو شمیم جکام
یہان سے جس وقت صوبہ بنگالہ کی طرف کوچ کیا تو احمد بیگ حاکم کٹک نے اُس کے لشکر کا
رستہ روکا۔ ستیز و آویز کے بعد اس نے شکست عظیم پائی اور بیجا و بے پا ہوا اور بھاگ
ابراہیم خان حاکم بنگالہ پاس گیا اسلئے ولایت بے حاکم ہوئی تو اس سرزمین مین زمیندار
اور اجنبی ضنیم بہت سے آگئے جو ایسے دن کا انتظار عمر بھر سے کیا کرتے ہین۔
راجاؤن نے یہ ملک شاہجہان کے اہل کارون کے سپرد برابر کئے
ابراہیم خان یہ خبر پاکر جہانگیر نگر معروف ڈھاکہ سے بے توقف آلات پیکار و اسباب کارزار
اور لشکر بہت سا اور بہت مست ہاتھی لیکر چلا اور اکبر نگر مین جسکو پہلے راج محل
کہتے تھے آیا اور اپنے بیٹے کے حصار مقبرہ مین لشکرگاہ بنایا جو اکبر نگر سے ایک کوس پر تھا
لعبا احمال و اثقال سپاہ کو اس حصن استوار کی چار دیواری مین چھوڑا اور پھر آب گنگ سے
عبور کرکے اس طرف گنگا کے اپنا خیمہ لگایا شاہجہان کو معلوم ہوا کہ ابراہیم خان بر سر پرخاش ہے
تو شاہجہان نے اسکو فرمان بھیجا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ ان ایام مین تقدیر ربانی اور سرنوشت
آسمانی سے وہ باتین ظہور مین آئین جو میری حال کے لائق نہین تھین اور گردش روزگار سے
لشکر اسلام اس سمت مین آیا میری نظر ہمت مین اس ملک کی وسعت ایک نگاہ کی
جولانگاہ سے زیادہ نہین ہی اور میرا مطلب اس سے زیادہ تر اعلےٰ ہی۔ چونکہ یہ سرزمین
پیش پا افتادہ ہی وہ سرسری نہین چھوڑی جا سکتی اگر تیرا ارادہ درگاہ والا مین جانے کا
ہو تو اسکے جان و مال و ناموس مین تصرف کرنے مین دست کوتاہ ہی مین خوشی سی کہتا ہون
کہ وہ بفراغ خاطر روانہ درگاہ والا ہو اور اگر یہان توقف کی صلاح ہو تو اس ملک مین
جسجگہ کو چاہی پسند کرکے آسودہ و مرفہ الحال زندگانی بسر کرے ابراہیم خان نے جواب
مین عرض کیا کہ بندگان حضرت نے یہ ملک اس بوڑھے غلام کو سپرد کیا ہے سر من
و این ملک۔ جب تک جان مین جان ہے کوشش کرونگا۔ عمر گذشتہ کی خوبیان
معلوم باقی عمر مجہول الکمیت اسسے زیادہ کوئی آرزو اور ارمان میری دل مین نہین ہے

ابراہیم خان حاکم بنگالہ اور شاہجہان

کہ اپنے ولینعمت کے حقوق تربیت کو ادا کرون اس سے شاہجہان کو معلوم ہوا کہ جہان
کا ارادہ جنگ کا ہے تو سوار و پیادہ کا ایک گروہ بسرداری داراب خان پسر خانخانان
مقبرہ کے محاصرہ کے لئے روانہ کیا سید مظفر و سید جعفر و خواجہ قاسم مخاطب صفدر خان کو ہمراہ
کیا۔ انہون نے جا کر مقبرہ کا احاطہ کیا اور نقبین لگا کے حصار کی دیوار کو اڑا یا اور یورش کی
اندر کے آدمیون نے مدافعہ و مقابلہ مین کوشش کی طرفین کے بہت سے آدمی قتل ہوئے اور نامی
سردار مارے گئے تو دیوار بست پر قبضہ ہوا پھر شاہجہان نے فوج بسرداری عبداللہ خان
بہادر فیروز جنگ کو ابراہیم خان کی فوج سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ ابراہیم خان نے ساری
کشتیان اپنی طرف دریا پار کھینچ لی تھین اور دریا سے لشکر کا عبور ہونا بغیر کشتیون کے
دشوار تھا اس لشکر کو چار منزل پر جا کر کشتیان ملین ور دریا خان پچاس سوارون کو
لیکر پار اترا۔ کل تین سو جوان اسکے ساتھ گئے تھے۔ اتفاقاً اُسی وقت اسکی خبر ابراہیم خان
کو ہوئی وہ باد سحاب کی طرح آ کے اس کنارہ پر آیا اور اپنے نوارہ سے راہ بند کی اور
کشتیون کو ڈبو دیا اور احمد بیگ اپنے خویش کو دریا خان کے روکنے کے لئے متعین کیا
مگر اسکو دریا خان نے شکست دی پھر ابراہیم خان نے آخر دریا خان کو گھیرا اور نوارہ
نے کہ ایک دریائے آتش تھا اسکا احاطہ کیا۔ اس حال مین عبداللہ خان فیروز جنگ۔
بھاگل پور مین کشتیون مین بیٹھ کر دریا کے پار دریا خان کی کمک کو آن پہنچا۔ غرض
دو نون لشکرون مین سخت لڑائی ہوئی۔ پانی کی طرح بے قدر خون ایک نے دوسرے کا
خاک پر گرایا۔ ابراہیم خان مارا گیا اور بادشاہی لشکر کو شکست ہوئی اور شاہجہانی
سپاہ کو فتح ہوئی۔ اس نے مخالف کے سردارون کے سرون کو نیزہ پر بلند کیا اور ملک کے
انتظام کے لئے شاہ جہان ڈھاکہ مین گیا اور داراب خان سے حلف لیکر بنگالہ
کا صاحب صوبہ بنایا اور اسکی زن و دختر کو مع ایک پسر شاہنواز کے ساتھ لیا۔
اور الہ آباد کی طرف متوجہ ہوا اور آخر اردی بہشت مین پٹنہ مین داخل ہوا جو
سلطان پرویز کی جاگیر مین تھا اور وہان سے جونپور اور الہ آباد کے قصد

کوچ کیا اس صوبہ کے اکثر زمینداروں اور جاگیرداروں نے آنکر ملازمت کی قلعہ رہتاس کے
سید مبارک قلعہ دار نے خوشی سے شاہ جہان کو حوالہ کیا اور خود اسکا ملازم ہو گیا۔
شاہجہان نے اپنے اہل محل کو اس حصن حصین مین چھوڑا اور خود جونپور مین آیا تو یہان
اسکو مخبرون نے خبر دی کہ ایک فوج جرار بسرکردگی سلطان پرویز بہ اتالیقی مہابتخان
اس جانب کے لئے نامزد ہوئی ہی۔ سلطان پرویز کے نام یہ حکم آیا ہے کہ خانخانان
کی جانب سے خاطر جمع نہین ہی اور داراب خان شاہ جہان کے پاس ہے چاہئے کہ
خانخانان کو دولت خانہ کے پاس مختصر خیمہ مین نظربند کرو اور خانانان بیگم زوجہ شاہزادہ
دانیال کو کہ اپنے باپ کی شاگرد رشید ہے اسکے ساتھ رکھو اور معتمد آدمی اس کی
پاسبانی کے لئے مقرر کرو۔ پرویز اور مہابت خان نے خانخانان کے ایک عمدہ
غلام فہیم نام کو بھی مقید کرنا چاہا۔ مگر یہ مرد مردانہ اور کارآگہی اور سپاہگری مین یگانہ
تھا اسکی غیرت بھلا کب قید کی بے عزتی کو گوارا کرتی وہ اپنے بیٹے اور چودہ نوکرون
کو لیکر بادشاہ کے آدمیون سے لڑا اور کارنامہ رستمانہ دکھا کر عزت پر جان فدا
کی اور اپنی یادگار چھوڑی۔ شاہجہان والدوالاجناب کی رعایت آداب کے سبب سے
اس افواج سے کہ دربار سے اس کے لئے متعین ہوئی تھی مقابلہ کرنا مکروہ جانتا تھا اس لئے
اس نے بودے سپاہیون اور سوارون کو رخصت کیا اور اکثر آدمیون کو آگے بھیجا۔
اور خود جمع قلیل کے ساتھ پیچھے رہا۔ اس اثنا مین افواج شاہی نے دریا سے عبور کیا
اور اطراف و جوانب مین پھیل کر محاصرہ کیا۔ بنگالہ کے تمام زمیندار مع توپ و تفنگ کے
فرار ہوئے تھے شاہجہان کے لشکر کے بہادر خاص کر راجہ بھیم معرکہ مصاف کے خالی
چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے اور رزم کا ارادہ صمیم کیا۔ دونو طرف سے تیر و تفنگ کے
پیغام آنے جانے لگے بہت دیر تک مقابلہ و مجادلہ ہوتا رہا۔ فرط تہور سے عرصۂ صفوف کے
خانہ مات کو دارالبقا حیات جان کر راجہ بھیم اپنے چند راجپوتون کے ساتھ بادشاہی
لشکر کو چیرتا پھاڑتا مارتا دھاڑتا سلطان پرویز کے سامنے پہنچ گیا اور ستائیس زخم

خانخانان کا قید ہونا اور فہیم کا مارا جانا۔

کھاکر جان دیدی - اس حال مین شاہجہان کے لشکر کا انتظام بگڑ گیا اور ہاتھیون و علم و توغ و فتورچیون کے سوا کوئی گرد و پیش اسکے نہ رہا اور افواج شاہی اسکو مرکز بناکر محیط ہوئی اور اسکے گھوڑے کو تیر کے زخم سے گرادیا شاہجہان نے پیادہ ہوکر لشکر بادشاہی سے لڑنے کا ارادہ کیا کہ اس اثنا رمین عبد اللہ خان نے اپنا گھوڑا پیش کیا اور اُس پر سوار کیا اور اسکو اُٹھا لے آیا اوّل وہ قلعہ رہتاس مین آیا سید مظفر بارہ کو رضا بہادر کے ساتھ شاہزادہ مراد کی خدمت مین قلعہ کی نگہبانی کے لئے چھوڑا اور شاہزادون کو ہمراہ لیکر اُسی راہ اُڑیسے جس سے وہ آیا تھا دکن کی معاودت کا قصد کیا اور داراب خان کو لکھا کہ وہ گڈھی مین آنکر ملجاے اُس نے لکھا کہ مجھے اس صوبہ کے زمینداروں نے ایسا گھیر رکھا ہے کہ مین حضور تک نہین پہنچ سکتا - یہ اسکی بیروشی و ناہنجاری شاہجہان کو ناگوار ہوئی اُسنے اسکے جوان بیٹے کو عبد اللہ خان کے حوالہ کیا اُسنے فوراً قتل کرڈالا - کوچ بکوچ چل کر برہان پور کے باہر آیا اور لعل باغ مین فروکش ہوا اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور اس صوبہ کے تمام پرگنات اپنی نوکرون کو جنھون نے رنج و تعب اُٹھائے تھے جاگیر مین تنخواہ کردئے - اور باقی محال مین کروری مقرر کئے ان لوگون نے جاکر تمام اعمال مین استقلال کے ساتھ تصرف کیا - راؤ رتن مخاطب سربلند راے نے قلعہ داری کا سرانجام کیا - کچھہ دنون مدافعہ و مقابلہ کیا اور پانچ چھہ مہینے تک اندر اور باہر سے توپ و تفنگ چلتی رہے - ایک دن محمد تقی نے بہادری کی کہ قلعہ کے دولت خانہ تک پہنچ کر اسپر قبضہ کیا - عبد اللہ خان وغیرہ جو محاصرہ مین مصروف تھے انہون نے اس خبر کو سنکر نفاق کے سبب سے نہ اسکی مدد کی نہ اس مقدمہ کو شاہجہان سے عرض کیا اور خود عنان موڑی - اندر اور باہر کے دلاورون مین جنگ عظیم ہوئی اور مغلون اور راجپوتون نے ایک دوسرے کا خون خاک پر خوب کھایا - اس حالت مین محمد تقی ہمراہیون کی قلت کے سبب سے اور اہل لشکر کی بے خبری و بے مددی کی وجہ سے عاجز ہوا اور تین سو پیادون کے ساتھ قلعہ دولت خانہ مین آیا اور لاعلاج ہوکر ہمراہیون کے ساتھ گرفتار ہو گیا اس عرصہ مین شاہجہان علیل ہو گیا - اور

سنگم نیر میں چلا آیا اس اثنا رہیں ہوا خواہوں کی عرضداشت شاہجہان پاس گئی کہ بنگالہ
سے حضور کی بغاوت کے بعد مہابت خان کی تنخواہ میں اس ملک کی جاگیر ہوئی اور
مہابت خان کو حکم ہوا کہ داراب خان کو فوراً قتل کرکے اسکا سر ہمارے پاس بھیجدے۔
مہابت خان کے اشارہ سے معتوب خان کے ایک نوکر نے داراب خان کو مار ڈالا۔
اور اسکا سر بادشاہ پاس بھیجدیا۔
آخرکار شاہجہان نے باپ سے عفو تقصیر چاہی اسپر جہانگیر نے اسکو لکھا کہ اگر رہتاس
اور آسیر کا قلعہ حوالہ کر دو اور سلطان داراشکوہ اور سلطان اورنگزیب کو میرے
پاس بھیجدو تو تمہاری تقصیر معاف ہو جائیگی۔ شاہجہان نے دونو قلعہ بادشاہی آدمیوں کے
حوالہ کئے اور اپنے دونو بیٹوں کو سوم جمادالثانی ۱۰۳۵ھ کو دو لاکھ روپیہ کی
پیشکش دیکر جہانگیر پاس روانہ کیا اور خود ناسک میں چلا آیا۔ یہان کی ہوا ناموافق
ہوئی۔ دکنی خصوصاً حبشی جو پہلے جان سپاری اور کمال پرستاری و خدمت گذاری
کے مدعی ہوئے تھے اب وہ بیروشی اور بدسلوکی کرنے لگے۔ اسواسطے شاہجہان نے ٹھٹھہ
جانے کا قصد کیا اور ۲۷ رمضان ۱۰۳۵ھ کو ناسک سے اس طرف کوچ کیا۔ اجمیر و ناگور
وجیسلمیر ہوتا ہوا غرہ شہریور ۲۱ سنہ جلوس کو امرکوٹ میں آیا اور ۱۲ مہر کو ٹھٹھہ میں پہنچا
یہان سلطان پرویز کی طرف سے شریف الملک حاکم تھا وہ پانچ ہزار سوار اور بہت
پیادے اور زمیندار . . . . . جمع کرکے لڑنے کو آیا۔ شاہجہان پاس تین چار سو
آدمی تھے ان سے محمد شریف نے شکست پائی اور قلعہ میں پناہ لی اور اسکو برج و بارہ و توپ
و تفنگ وغیرہ مصالح قلعہ داری سے استحکام دینے میں مشغول ہوا۔ باوجودیکہ شاہجہان
نے اپنے آدمیوں کو قلعہ پر حملہ کرنے کے لئے منع کیا۔ مگر انہوں نے قلعہ کو جا گھیرا۔ قلعہ کے
گرد میدان مسطح بیدرخت و بے پناہ تھا اور اسکے گرد ایک خندق عریض و عمیق پانی
سے بھری ہوئی تھی۔ اسلئے آگے جانا اور الٹا آنا مشکل تھا۔ ناچار میدان میں
تیراندازی کی اور کئی سردار مارے گئے اس حال میں شاہجہان کو سخت

کوفت ہوئی اور سلطان پرویز کی وفات کی بھی خبر ہوئی اسلئے مراجعت کا ارادہ ہوا
اس راہ کی مسافت کو جو ۱۱۸ کروہ پادشاہی ہے ۷۰ کوچون اور پچاس مقاموں مین
یعنی چار مہینے مین طے کیا اور یہان ۲۲ روز قیام کیا اور پھر دکن کو مراجعت کی اور ۱۰ ماہ
صفر ۱۰۳۶ھ کو گجرات کی طرف سے سفر کیا۔ ٹھٹہ اور ناسک کے درمیان مسافت ۲۶۰ کروہ
ہے ــ اسکو ۸۴ کوچ اور دو مقام مین قطع کیا اور آذر سنہ ۲۲ جلوس مین وہ ناسک مین
آگیا۔ ان دنون مین سید مظفر و رضا بہادر مخاطب خدمت پرست خان شاہزادہ مراد بخش
کو لیکر شاہجہان پاس آگئے۔ ان دنون مین ناسک مین نہایت شدت سے گرمی تھی
وہ موافق مزاج نہ ہوئی تو نظام الملک کی التماس سے وہ جنیر مین چلا آیا یہ مقام نہایت
دلکشا و غایت عذوبت آب و لطافت ہوا رکھتا تھا۔ دی سنہ ۲۲ جلوس جہانگیری
مین وہ خوش عمارتین اور دلکش نشیمنین جو ملک عنبر نے تعمیر کئے تھے۔ شاہجہان سے رونق
افروز ہوئین یکم ماہ صفر ۱۰۳۶ھ کو جنیر مین مہابت خان بھی جہانگیر سے بگڑ کر شاہجہان
پاس آیا اور عفو تقصیر کرائی شاہجہان نے اسپر کمال عنایتین فرمائین۔ اب شاہجہان کے
ایام نحس ختم ہوئے۔ اس نے پانچ سال تک بڑے نشیب و فراز دیکھے۔ بہت سے نامناسب
و ناملائم امور پیش آئے۔ بڑی بڑی لڑائیاں لڑنی پڑین اور طرفین سے نامور معتبر افسر کشتہ
ہوے۔ اور ارباب مناصب نے اپنی جان عزیز کے گوہر اپنے ولی نعمتون پر نثار کئے۔
شاہجہان نے ان سب تغیرات کو کشادہ روئی و ثابت رائی سے انجام کو پہنچایا
اور چین بجبین نہ ہوا۔

واقعات جو جہانگیر کی وفات اور شاہجہان کی تخت نشینی کے درمیان گذرے

بادشاہ نے تناول نبیذ اور نورجہان کی فرط محبت کے سبب سے تمام معاملات سلطنت نورجہان کو سپرد
کر دئے تھے جو وہ کہتی تھی بادشاہ کرتا تھا وہ جو چاہتی تھی کرتی تھی اسی کے رشتہ مند
بڑے بڑے عہدے و منصب رکھتے تھے۔ پہلے اس سے کہ جہانگیر کو موت کا پیغام آئے

کشمیر مین شہریار کو جسکا لقب ناشدنی زبان زد خلائق تھا عارضہ داء الثعلب کا ہوا۔ تمام بال داڑھی
اور موچھون کے اڑ گئے۔ آتش آتشک سے آبلہ زدہ ہو گیا وہ سمجھا کہ ایسے چہرہ کو بے وساطت نقاب
باہر لانا مناسب نہین۔ اور خانہ نشینی بھی قباحت سے خالی نہین جس وقت جہانگیر لاہور کی طرف
روانہ ہوا تو وہ اُس سے اجازت لے کر لاہور مین علاج کے لئے چلا آیا۔ نورجہان بیگم کی
مرضی نہ تھی مگر کمال کراہیت سے خواہی نخواہی اسکو روانہ کیا۔ نورجہان نے اپنے مطلب کیلئے
داور بخش پسر سلطان خسرو عرف بلاقی کو شہریار کے آدمیون کے سپرد کر رکھا تھا جو اسکو نظربند
رکھتے تھے۔ بادشاہ نے شہریار سے داور کو لیکر ارادت خان میر بخشی کے حوالہ کیا نورجہان نے
ابھی دم نہ مارا جب شہریار لاہور کو روانہ ہوا تو جہانگیر سخت بیمار تھا اس نے ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ کو
منزل چنگز ہٹی مین عالم بقا کی راہ لی۔ نورجہان نے اپنا ارادہ جو ہمیشہ پوشیدہ رکھتی تھی
بے اختیار ظاہر کیا۔ اول اس نے چاہا کہ بلاقی کو اپنے ہاتھ تلے لائے۔ اور پھر چند دولت خواہون کو
جن سے وہ ہمیشہ پر حذر رہتی تھی مشورہ کے بہانے سے بلا کر بعض کو زندانی اور بعض کو آنجہانی
بنائے اور اس طرح خاطر جمع ہو کر فارغ البال اپنے کام مین مصروف ہو۔ جب نورجہان کا ارادہ
بے پردہ ہوا تو آصف خان نے داور بخش کو ارادت خان کے پاس سے بلا کر اپنے پاس مقید رکھا
اور یہ سوچا کہ شاہجہان بہت دور ہے اور دارا شکوہ و اورنگ زیب و شاہ شجاع
نورجہان کے ساتھ محل مین ہین انکا ہاتھ آنا بھی بے ربط و ضبط کے مشکل ہے اور رسم دیرینہ کا
مقتضا یہ ہے کہ کوئی بادشاہ ہو تا کہ اجتماع ضروری ہو کر سپاہ و رعیت کے خیال پر توجہ
کی جائے کہ وہ پراگندہ نہ ہون اور شاہجہان کے آنے تک ملک مین فتنہ و آشوب برپا نہ ہوا
اور شہریار کے استیصال کے واسطے دستاویز ہو۔ سلطنت کے لئے مصلحت یہ ہے کہ داور بخش کو
برائے نام بادشاہ بنائین اور آشوب کو مٹائین اور شہریار کے خس و خار کو شاہراہ دولت
سے پاک کرین۔ فوراً بنارسی اشرف فیلخانہ کو مقرر کیا کہ وہ ہوا کے پر لگا خاک پر گذر کر شاہجہان
پاس جائے تنگی وقت نے عرضداشت نویسی کا اقتضا نہین کیا اور حقیقت معاملہ کو زبانی عرض
کیا اور مزید اعتماد کے لئے مہر اپنی اسکو دی کہ وہ شاہجہان کو دے غرض جب تک کہ شاہجہان

خبردار ہو۔ آصف خان بیگم اور بولاقی کو لیکر فوج خاصہ اور دو لتخواہون کی ایک جماعت کے ساتھ لاہور کے ارادہ سے چلا کہ شہریار کو پہلے اسے برباد کرے کہ وہ اپنی بنائے کو استوار کرے جب بیگم اس پر مطلع ہوئی تو وہ دم بخود تھی اور اپنے سر رشتہ نگاہداشت کو ہاتھ سے نہ دیتی تھی۔ شہزادگان مذکور کو اپنے ساتھ حوضہ مین ہاتھی پر بٹھاتی تھی اور اپنی گرد ہاتھیون کا دورہ اپنے معتمد آدمیون کو بٹھا کے کرتی تھی اور خاوند کی نعش کو لیکر آہستہ آہستہ چلتی تھی موضع بھنبر مین نزول ہوا۔ خواجہ ابوالحسن کو جو باطنی دولت خواہ شاہجہان کا تھا اور پہلے چل کر بھنبر مین پہنچ گیا تھا اسکو آصف خان نے اپنے تئیں متفق کیا اور کل ابواب و لتخواہی مین خصوصاً شہریار کے استیصال کے باب مین اور امیرون سے عہد و پیمان سخت قسمون کے ساتھ کیا۔ بادشاہ کی نعش کو بہ آئین شاہانہ لاہور کو دوش بدوش روانہ کیا اور نورجہان کے باغ مین دفن کیا۔ جب دستور اعظم کو معلوم ہوا کہ اس حال مین نورجہان اپنا خیال نہین چھوڑتی اور مخفیہ شہریار کو نامے لکھتی ہی اور سر انجام مہمات پر رہنمونی کرتی ہی۔ تو اُسنے یہ سمجھکر کہ اس سے کوئی خلل عظیم واقع ہوگا ناچار بیگم کو محل بادشاہی سے بلا کر اپنے گھر مین لے آیا اور حزم و احتیاط کے سبب سے اسکی محافظت مین مبالغہ کیا۔ خواجہ سرایون کا جانا بند کیا۔ سوا چند معتمد خادمون کے کسی کو اسکے پاس نہ جانے دیا اور سلطان داراشکوہ شاہ شجاع و سلطان محمد اورنگزیب کو اُسکے جدا کیا اور صادق خان سے آصف خان خویشی و عمزادگی کا رشتہ رکھتا تھا۔ اور وہ شاہجہان سے نفاق کے ساتھ متہم تھا اسلئے آصف خان نے ان شہزادون کی خدمتگاری اسکے سپرد کی کہ اسکے سبب سے شاہجہان اسکی تقصیرات معاف کر دے۔

لاہور مین شہریار نے اول اُن امیرون پر کہ آصف خان سے اتفاق رکھتے تھے دست درازی شروع کی انمین سے جس کسی کا نقد و جنس و فیل اسپ ہاتھ لگا اسکو اپنے مجہول نوکرون کو دینا شروع کیا۔ شہریار کی بے تمیزی کے سبب سے فتنہ جویون نے جو ایسے دن کو خدا سے چاہتے ہین۔ آدمیون نے خاص کر بادشاہی طویلون کے گھوڑے ہاتھی لے لئے شہریار عیال اور ناموس امرا کو اپنے گھر مین نظر بند رکھتا تھا اور چند ناہنجار غرض پرستون کی راہنمونی

پادشاہی خزانون کے موہنہ کھولدیے۔ خاک سے زیادہ زر کو بے قدر جان کر بے اعتبار آدمیون مین تقسیم کردیا اور نامناسب آدمیون کو مناصب عالی پر نامزد کرکے بے نسبت خطاب دیے اسکو یہ تصور تھا کہ انکی کوشش سے مین بادشاہ ہوجاونگا چند دنون مین اُسنے ستر لاکھ روپیہ نقد خزانہ عامرہ پادشاہی کو لٹا دیا جسمین سے شہریار نے برباد ہونیکے بعد ۴۵ لاکھ روپیہ آدمیون سے بازیافت ہوا اور پچیس لاکھ روپیہ یونہی ہنگ کے بھاڑ مین گیا۔

شہریار اور داور بخش کے لشکرون کی لڑائی۔

شہریار ناکردہ کار نے ناآزمودہ کارون کے ہاتھ مین اپنا کام سپرد کیا بایسنغر خان پسر شاہزادہ دانیال کو فوج کا سپہ سالار بنایا وہ خواجہ ابوالحسن کی قید سے جہانگیر کی وفات کے دن بھاگ گیا تھا اور اسکے ساتھ قدیم و جدید لشکر پیادہ ہزار سات گیا اور تمام محاربہ توپخانہ وقورخانہ وفیلخانہ سرکار پادشاہی کہ کشمیر کے جانے کے وقت جہانگیر نے یہان چھوڑا تھا ہمراہ کیا۔ آصف خان پاس اسوقت اس سبب سے تھوڑا لشکر رہا تھا کہ اولیاء دولت نے کشمیر کی راہ کی صعوبت وتنگی کے سبب سے آدمیون کو اپنی جاگیرون مین بھیجدیا تھا۔ آصف خان پاس کل سپاہ ایک ہزار (عمل صالح مین دس ہزار لکھی) تھی ۱۱ ربیع الاول ۱۰۳۷ کو لاہور سے تین کوس پر وہ آیا اور ترتیب افواج وتسویہ صفوف مین مشغول ہوا۔ داور بخش (بلاقی) کو ایک ہاتھی پر سوار کیا اور طہمورث وہوشنگ پسران شاہزادہ دانیال کو دوسرے ہاتھی پر اور محمد دارا شکوہ اور شاہ شجاع و اورنگزیب کو تیسرے ہاتھی پر۔ غرض جرانغار و برانغار و قول والتمش وغیرہ کو ان شاہزادون اور امرا سے رونق دی شہریار نے بھی اپنا لشکر مقابلہ کے لئے بایسنغر خان کی سپہ سالاری مین بھیجا اور خود ایک جماعت کے ساتھ اپنی بیوی کی تحریض سے جو نور جہان کی بیٹی تھی پیچھے روانہ ہوا۔ دریاے راوی سے عبور کیا۔ افضل خان جہانگیر کے زمانہ مین سپہ سالاری کی خدمت رکھتا تھا۔ اس سبب سے وہ کارخانجات کے ساتھ پہلے لاہور میں آیا ہوا تھا وہ اس زمانہ مین بظاہر شہریار کے ساتھ آشتی رکھتا تھا اور اسکا وکیل اور دل آصف

مدار علیہ تھا اور ... وہ شاہجہان کا دولت خواہ تھا اُسنے یہ سمجھکر کہ مبادا شہریار کے جانے سے اسکے لشکر کو استظہار و اعتماد ہو۔ اسکو سمجھایا کہ جبتک لشکر کی خبر نہ آئے وہان خود جانا ... مناسب نہین ہے۔ جب لاہور سے تین کروہ پر دریا کے کنارہ دونون لشکر آمنے سامنے آ گئے ... سکے کہ ہنگامہ ستیز و آویز گرم ہوا اور تفنگ چھوٹے یا تیر چلے شہریار کی فوج فرار ہو گئی۔ جب شہریار کو بایسنغر خان کی ہزیمت اور لشکر کی پراگندگی کی خبر آئی تو اُسنے اپنے دولتخانہ مین عاودت کی جسمین وہ جہانگیر کے مرنے کے بعد اترا تھا آصف خان نے شہر سے باہر منزل کی۔ میر افضلخان اُس سے ملنے آیا۔ اُسنے جو جملہ بات شاہجہان کی دولتخواہی کی شہریار احمق کی لابن نصیحت کی کہین تھین وہ مشکور ہوئین اسی وقت آصف خان کے کہنے سے شائستہ خان اُسکا بیٹا اور ارادت خان میر بخشی قلعہ کے اندر گئے اور بادشاہی خزانون اور کارخانون کو ضبط کیا جہانگیر کے معتمد خواجہ سرا فیروز خان و خدمت خان محل شاہی مین اندر گئے اور شہریار اور اس کی بیوی کو گھر مین سے باہر لائے اور ایک محفوظ محل مین محبوس کیا۔ دوسرے روز یمین الدولہ اور تمام دولتخواہ شہر مین آئے اور شہریار کی آنکھون مین سلائی پھیرین کہ پھر وہ سلطنت پر سیل نہ کرے۔ خلاصۃ التواریخ سجان سنگھ ... جارف مین لکھا ہے کہ جسوقت شہریار کی آنکھون مین میل کھچی تو یہ رُباعی بدیہہ پڑھی

رُباعی

ز نرگس گلاب ار چہ نتوان کشید
اگر از تو پرسند تاریخ من

کشیدند از نرگس من گلاب
بگو کور شد دیدۂ آفتاب

[illegible]

آصف خان یمین الدولہ نے عرضداشت شاہجہان پاس روانہ کی اس مین کیفیت حال اور بشارت فتح کو تحریر کیا اور بہت جلد بلایا۔

بنارسی جو جہانگیر کے مرنے کی خبر لیکر گیا تھا پر لگا کے بیس روز مین ۱۹ ربیع الاول کو جنیر مین جہان شاہجہان تھا پہنچا اول وہ مہابت خان سے ملا جو یہان شاہجہان کی قدمبوسی کے لئے آیا ہوا تھا اور اسکے ذریعہ سے شاہجہان کے پاس وہ گیا

اور جہانگیر کے واقعہ ناگزیر کا حال سنایا اور آصف خان یمین الدولہ کی انگوٹھی پیش
کی۔ بیٹا باپ کے مرنے کی خبر سنکر رویا اور مراسم عزاداری کرنی چاہتا تھا۔ کہ
مہابت خان اور دولتخواہون نے کہا کہ اب اسکا وقت نہین ہی۔ مناسب یہ ہے کہ بہت
جلد اورنگ خلافت کی قرارگاہ پر چلین کہ ارباب بغی وعناد پر فتنہ وفساد کی راہ بند
ہو اور رعایا وزیر دستون کو شورش پرستون سے امان ہو۔ شاہجہان نے ان
باتون کو منظور کیا اور ۲۳ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو صوبہ گجرات کی راہ سے دارالخلافہ
آگرہ کی طرف راہی ہوا۔ امان اللہ و بایزید کے ساتھ منشور آصف خان پاس بھیجا
کہ بنارسی پہنچا اور مین گجرات کی راہ سے دارالخلافہ کو روانہ ہوا۔ جان نثار خان کو
خان جہان لودی کے پاس بھیجا کہ اسکو یہ مژدہ سنائے کہ وہ بدستور سابق دکن
و خاندیس و برار کی صوبہ داری پر سرافراز رہا اور اسکی مخفیات ضمیر پر مطلع ہو کر ہم
عرض کرے۔ برہانپور مین نثار خان آیا۔ خانجہان نے شاہجہان کی مہربانی کا خیال
نہین کیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ نظام الملک سے موافق اپنے مطلب کے عہود مواثیق
ایمان مغلظ کے ساتھ کر لئے اور ساری ولایت بالاگھاٹ اسکے حوالہ کی۔ سپہدار خان
نے کہ قلعہ احمدنگر کی ضبط وحراست کا عہدہ رکھتا تھا قلعہ کے حوالہ کرنے مین خانجہان کے
نوشتہ کو نہ مانا اور سب جاگیردار اسکے نوشتون کے مطابق اپنی اپنی محال جاگیر
چھوڑ کر برہانپور مین آئے اور ایسی مملکت مفت ورائگان نظام الملک کے
تصرف مین آئی اور اسنے جان نثار خان کو بغیر عرضداشت کے رخصت کیا۔
اور اپنے فرزندون کو سکندر دوتانی اور ایک جماعت افغانون کے حوالہ کیا جو
اسکے ساتھ نہایت اتفاق رکھتے تھے اور خود برہانپور سے چلا۔ بندہای بادشاہی
مین سے مثل راجہ رگھوسنگھ و راجہ جے سنگھ وغیرہا کو ساتھ لیا۔ ان راجاؤن نے اسکے
شر سے بچنے کے لئے بالضرورۃ اسکے ساتھ موافقت کی تھی۔ جب انہون نے شاہجہان
کے آنے کی خبر اجمیر مین سُنی تو وہ اُس سے جدا ہو کر اپنے وطنون کو چلے گئے۔ وہ

شاہجہان کا گجرات کی راہ سے دارالخلافہ کو جانا۔

فرار خانجہان۔

مانڈو مین آیا اور مالوہ کو اسکے صوبہ دار مظفر خان سے لیکر اسپر متصرف ہوا۔ اس
حرکت ناصواب سے جو اسکے فتنہ اندیش دل مین باتین تھین وہ ظاہر ہوگئین جب حد
گجرات پر شاہجہان آیا تو ناہر خان مخاطب بشیر خان کی جو اس صوبہ کے حد
تعیناتیون مین سے تھا عرضداشت آئی کہ اس وقت سیف خان صوبہ دار احمد آباد
باطل ارادہ رکھتا ہے۔ شاہجہان نے احمد آباد کی صوبہ داری شیر خان کو مرحمت
کی اور سیف خان کی نسبت حکم دیا کہ اسکو بطریق نظر بند رکھے نواب ممتاز زمانی
کی حقیقی بہن جو ایک ہی تھی وہ سیف خان کی بیوی تھی اُسنے اپنے بہنوئی کی
سفارش شاہجہان سے کی اُسنے خدمت پرست خان کو بھیجا کہ سیف خان کو احمد آباد
سے ہمارے پاس لے آئے اور شیر خان سے کہدے کہ اسکو کوئی گزند اور آسیب
نہ پہنچے اور فرمان صوبہ داری احمد آباد کا شیر خان کو دیدے شاہجہان کوچ
بہ کوچ چلکر دریاے نربدہ پر آیا اور بابا پیارہ کے گھاٹ سے اُترا اور قصبۂ
سیوپور مین قیام کیا۔ ہر منزل مین صوبہ گجرات کی تعیناتی زمین بوس ہوتے
۱۱ ربیع الاوّل کو جشن قمری ہوا۔ شاہجہان کی عمر کا ستائیسوان سال ختم
ہوا۔ اور اٹھائیسوان سال شروع ہوا۔ اس روز مبارک مین دلیر خان بارہہ
زمین بوس ہوا اور اس دن شیر خان کی عرضداشت شاہجہان کے پاس
آئی جسمین لکھا ہوا تھا کہ گجرات کے ہندو سپاہیون کی چٹھیون سے معلوم ہوا
کہ دار السلطنتہ لاہور مین یمین الدولہ اور تمام دولتخواہون نے حوالی لاہور
مین ناشدنی (شہریار) سے جنگ کی اور اسکو شکست فاحش دی وہ چھپا ہوا
ہوا اور اپنے پالون سے زندان مکافات مین گیا۔ اس مژدہ کو سُنکر شاہجہان
نے شادیانے کے نقارے بجوائے۔ خدمت پرست خان احمد آباد سے سیف خان
کو لے آیا۔ وہ بیمار تھا پادشاہ کی جرم بخشی سے شفا ہوگئی حوالی سورت
مین جو توابع گجرات سے ہے میر شمس الدین آیا وہ قلعہ سورت کا صوبہ دار

مقرر ہوا۔ ۱۸ شہر ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو تالاب کانکریہ مین جو شہر احمد آباد سے باہر ہے
شاہجہان آیا۔ شیر خان صوبہ دار گجرات کا اضافہ دو ہزاری دو ہزار و پانصد سوار کا
ہوکر پنج ہزاری پنجہزار سوار کا منصب ملا اور خواجہ جہان کو یہان دیوان مقرر کیا۔ مرزا
عیسیٰ ترخان کو ٹھٹھہ کی صوبہ داری ملی انکو منصب مین دو ہزاری ہزار وسی صد سوار کا
اضافہ ہوکر منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار پانصد سوار ملا اور اس طرف رخصت
کیا اور معتقد خان و جمال لوہانی و سید ہزبر کو منصب دیکر احمد آباد مین چھوڑا اور سید
دلیر خان کو اور چند اور احمد آباد کے تعیناتیون کو ساتھ لیکر ۲۵ کو دار الخلافہ
آگرہ کی طرف روانہ ہوا اور خدمت پرست خان کو لاہور جانے کا حکم ہوا۔ اور
اسکے ہاتھ بغرض انتظام . . . . وکل مصلحت پر نظر کرکے فرمان اپنے ہاتھ سے لکھکر
آصف خان یمین الدولہ پاس بھیجا کہ ناشدنی (شہریار) و بلاقی اور اسکا بھائی
شہزادہ دانیال کے بیٹے طہمورث و ہوشنگ نابینا کیے جائین اور یہ پانچون
اگر ہوسکے تو ہمارے پاس بھیجے جائین ورنہ جہان انکا مقر ہے بھیجے جائین۔
خدمت پرست خان ۱۲ جمادی الاول ۱۰۳۷ھ کو یہ فرمان لیکر آصف خان پاس
لاہور پہنچا۔ اسی روز یمین الدولہ نے ممبر پر شاہجہان کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ و بلاقی
کو ایک روز مناسب محل مین محبوس کیا۔ ۲۵ کو ان پانچون شہزادون کو دائمی فنا کا حکم
جب شاہجہان ولایت رانا مین آیا تو رانا کرن نے از روے اخلاص و عقیدت
استقبال کیا اور ۱۸ جمادی الاول کو مقام گوکندہ مین ملازمت کی جہان پہلے اسکے باپ
رانا امر سنگھ نے ملازمت کی تھی پادشاہ نے اسکو پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار
کا منصب دیا اور اسکے تیون بشین برقرار رکھی ۵ ہ دی کو کنار تالاب ماندل مین جشن
شمسی وزن ہوا۔ عمر کی ۲۶ سال کی انتہا اور ۲۷ سال کا آغاز تھا۔ ۱۷ جمادی الاول
کو اجمیر مین شاہجہان آیا اور انا ساگر کے کنارہ پر عمارات جو جہانگیر کے حکم سے تمام
تیار ہوئی تھین انمین وہ تشریف فرما ہوا اور اپنے باپ دادا کی آئین کے موافق

پیادہ پا روضہ پر تشریف لے گیا اور مراسم زیارت کو ادا کیا اور مرقد مبارک کی غربی سمت مین قدمین کے موافق ایک مسجد گیارہ محراب کی طول مین ۵۵ ذراع اور عرض مین ۱۰ ذراع بنوانے کا حکم دیا اور صحن کا طول ۷۶ گز اور عرض ۱۴ گز قرار پایا سنگتراشون کو حکم دیا کہ وہ اسکو بالکل سنگ مرمر کی بنا دین۔ صوبہ اجمیر مین اور اسکے نواح کی صوبہ داری مہابت خان کو مرحمت ہوئی۔

شاہجہان کا اکبرآباد مین آنا اور تخت پر بیٹھنا۔

مشرقی مورخین کا قاعدہ ہے کہ وہ بعض مضامین تاریخ کے اول تمہیدات لکھتے ہین گو اسکو تاریخ سے علاقہ نہین ہوتا مگر انمین فلسفیانہ و عاقلانہ مضمون ہوتے ہین جو دلچسپ معلوم ہوتے ہین انہین ہم بھی کبھی کبھی نقل کیا کرتے ہین۔ ایسی تمہیدین ابوالفضل نے نہایت دلچسپ بے تکلف لکھی ہین انکا ترجمہ کیا ہے۔ بادشاہنامہ مین بھی اسکی تقلید مین بعض مقدمات لکھی ہین۔ جنکا ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہوگا۔

داد ار بیہمال اور آفریدگار بے مثال نے اپنی قدرت کاملہ سے افراد لنوع انسان کو قوت شہوی اور غضبی کا محل بنایا ہے کہ ایک کے واسطہ سے وہ جلب منفعت اور دوسرے سے . . . . دفع مضرت کیا کرے یہی قوار اسکی زندگی کا سرمایہ اور پائندگی کا پیرایہ ہے۔ شہوت و غضب کی تیزی و تندی سے اپنا فائدہ گو اسمین دوسرے کا نقصان ہو حاصل کرتا ہی اور اپنی مضرت سے جسمین دوسرے کا نفع ہو بچتا ہے یہی عدم کوالف اور وجود مخالف کا سبب ہے جس سے مصلحت تمدن مین اختلال ہوتا ہے جسمین کارگذاری اور مددگاری ایک دوسرے کی ہوتی ہے اور عقدہ نظام عالم کا حل ہوتا ہے اور بنی آدم کا قوام اور اس مخالفت فطری کا رفع اور مخاصمت جبلی کا دفع عدالت و سویت جزی پر منوط ہی اور اتحاد و وداد شری پر مربوط۔ اور اس شان کبیر و امر عسیر کی تیسیر نہین ہوسکتی بغیر قہرمانی بادشاہ کے کہ کلاہ قہر الٰہی سر پر اور قبا ہے نیر و ظل الٰہی کی سر پر رکھی اور ایزدی قہاری و غفاری کا مظہر ہو اور ملک داری

سے آداب کی تنظیم و وظائف کاردانی کی تقدیم اور حدود و سیاست و احکام معدلت
کی اقامت جہان کو آباد رکھتی ہے۔ مراسم دادگستری کا امضا اور لوازم جہانبانی
کا اجرا اور مراتب مظلوم نوازی و ظالم گدازی کی کفایت دلون کو شاد رکھتی ہے ہمیشہ
جہان کشائی کی . . . ہمت جہانبانون کی امن و آسائش مین مبذول ہوتی ہے اور اُس کی
رائے گیتی آرائے عالم ملکوت کی سفیر ہوتی ہے اور اسرار ملک کے جام جہان نما گرفتارون
کی آزادی پر اور فسادگرون کی اصلاح پر مصروف وہ عالم حیران زدہ کو آبیاری معدلت
سے ایسا سرسبز کرتی ہے کہ پھر اوس پر پژمردگی نہین آتی بادشاہ جہان کے شورش کدہ سے
بیداد کی گرد کو ایسا ہٹا دیتا ہے کہ کسی دل پر غبار کدورت نہین بیٹھتا وہ جہانبانی کی اشغال
بے پایان کو نیروے الٰہی سے انصرام کو پہنچاتا ہے اور فرمانروائی کے بار گران کو دوش
ہمت گران بار پر اوٹھاتا ہے چہرہ وفا کو ناخن عذر سے نہین چھیلتا ہے اور حرف وفاق
کو دل صفا منزل کی لوح سے کزلک نفاق سے نہین تراشتا ہے وہ حقیقت سلطانی کو
پاسبانی ہمہ جانتا ہے۔ غرض امور جہانبانی کو شبانی جنبہ جانتا ہے وہ تیرہ دلون کو
اپنے ارشاد کے فروغ سے روشن اور پژمردہ خاطرون کی نسیم احسان سے گلشن بناتا ہے
وہ مصاف اس لئے کرتا ہے کہ عرصۂ دہر کے دلون کو غبار محنت سے صاف کرے اور تیغ خونریز کو
غلاف سے اسلئے نکالتا ہے کہ خنجر فتنہ کو نیام مین کرے جس سلوک مین بمقتضاے خلافت الٰہی
خویش کو بیگانہ پر اور نزدیک کو دور پر رجحان نہین دیتا اور بہ اقتضاء ظل الٰہی اغماض عین
مین بد و نیک و دوست دشمن کے ساتھ یک معاملہ کرتا ہے۔ سب احوال مین اہل فضل و ہنر کو
جہانبانی کی ضروریات مین شمار کرتا ہے اور اس طبقہ کی مراسم عزت اور اس طائفہ کی لوازم
معیشت کو انکی درخور حالت انجام دیتا ہے تاکہ اسکے صیت فضیلت دوستی و صوت ہنر پروری
کو سنکر کل بلاد کے دانا اپنے دل کو مواطن و مساکن کی محبت سے خالی کرکے رہ نوردی کی
محنت و تعب اوٹھا کر حصول مطالب کا سرمایہ جانین اور اسکی درگاہ مین آئین لیعنی اس
شان کا آئینہ شاہجہان ہی وہ روز پنجشنبہ ۲۶ جمادی الاولی سنہ ۱۰۳۷ دارالخلافہ اکبرآباد

ایک ہاتھی پر سوار۔ دونو طرف اپنے ہاتھون سے روپیہ پھینکتا ہوا آیا چھوٹے بڑے
آ نکلے دیدار کے لئے گھر سے بازار مین گئے اشاعت جلوس کی ساعت بارہ روز بعد
ٹھیری اس لئے شاہجہان اپنے اُسی محل مین دس روز رہا جسمین ایام شاہزادگی
مین رہتا تھا۔ بارھوین روز ۸ شہر جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۷ مطابق ۱۴ فروری سنہ ۱۶۲۸
کو گھوڑے پر سوار ہوکر دولتخانہ ارک دار الخلافہ اکبرآباد مین آیا اور ساڑھے تین گھڑی بعد
سر پر تاج اور تخت پر قدم رکھا۔ ارباب سیف و قلم و اعیان دولت و حشم نے مبارکباد
دی اور زر و گوہر نثار کئے اصحاب عمائم کے جیب و دامان پادشاہ کی خیرات سے پر ہوئے
ایک مبارک جشن ہوا۔ رامشگرون نے اپنے نغمۂ باربدی سے قلب کو راحت دی اور
قالب کو روح اور پری پیکر حسن نغمہ اور نغمۂ حسن سے چشم و گوش کو آپس مین رشک لاتے تھے
ساری مجلس بخار مجمر و بخور عنبر سے معطر تھی۔ منبرون پر پادشاہ کا خطبہ پڑھا گیا خطیب نے
حمد و نعت کے بعد اس پادشاہ کے خاندان کے دس پادشاہون کے نام صاحبقران
سے شروع کرکے لئے اور اس خاندان کی رسم کے موافق ہر نام پر ایک خلعت زرنگار
اسکو مرحمت ہوا۔ سکہ لگا۔ اشرفی و روپیہ کے ایک رخ پر کلمہ طیبہ اور حاشیہ پر اسامی
خلفاء راشدین اور دوسرے رخ مین پادشاہ کا القاب منقش ہوا اور خطاب ابو المظفر
شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان پادشاہ غازی رکھا گیا اور اسی خطاب سے
فرامین اور مہر اوزک مزین ہوئے اور تمام ممالک محروسہ مین قاصدون کے ہاتھ
وہ بھیجے گئے۔ مہر اوزک مین جہانگیر کے نام تک۔ باپ دادا کے نام کندہ تھے
اسکا نام نہ تھا مشہور تھا اب اس پادشاہ کا نام بھی بیچ مین درج ہوکر نہ سپہر کا
مرکز بنا۔

جیسا جشن شاہانہ دربار مین ہوا۔ ایسی ہی محل مین مجلس پادشاہانہ و محفل ملکانہ ...
ممتاز الزمانی بیگم نے آراستہ کی اور جواہر و طلا و نقرہ کے پھول شاہجہان کے سر پر سے
نثار کئے۔ اور پیشکش جو ایسے پادشاہ کے لئے سزاوار تھی پیش کی اور وہ منظور ہوئی

اور ایسی ہی جہان آرا بیگم مشہور بہ بیگم صاحبہ نے جو شاہجہان کی بڑی لاڈلی بیٹی تھی
نثار بائستہ اور پیشکش شائستہ نظر کے روبرو لائے۔ معماشگافون نے انی جاعل فی
الارض خلیفہ۔ اور (شاہجہان بادشاہ غازی) اور (شہاب الدین محمد شاہجہان صاحب
قران ثانی) کے اعداد کے مساوی ہونے مین یہ رمز بتلائی کہ یہ شکوہ و اعتلا عطیہ
یزدانی ہے نہ بسط انسانی اور شعر طرازون نے یہ رنگین تاریخین لکھین۔

تاریخ

بہر سال جلوس او گفتم جلوس شاہجہان دادہ زیب ملت و دین	در جہان باد تا در جہان باشد شاہجہان بادشاہ جہان

(زینت شرع) (خدا بحق دار داد) (دوشنبہ بیست و پنجم بہمن) اس
خاندان کا دستور ہے کہ بادشاہ ایک لقب سے ملقب ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت
فردوس مکانی کا لقب ظہیر الدین اور حضرت جنت آشیانی کا نصیر الدین اور عرش
آشیانی کا جلال الدین اور جنت مکانی کا نور الدین تھا۔ شاہجہان کا لقب بعد
اورنگ نشینی کے آصف خان نے شہاب الدین مقرر کیا اور اُس پر صاحب قران ثانی [illegible]
کا اضافہ اس نظر سے کیا کہ بادشاہ کو امیر تیمور سے تمام تر مشابہت ہے۔

بادشاہ نے دو لاکھ اشرفی اور چھ لاکھ روپیہ ممتاز الزمانی بیگم کو دئیے اور دس لاکھ
روپیہ سالیانہ اسکا مقرر کیا اور جہان آرا بیگم کو ایک لاکھ اشرفی اور چار لاکھ روپیے
بخشش ہوئے اور چھ لاکھ روپیہ سالیانہ قرار پایا اور حکم ہوا کہ نصف روپیہ
خزانہ سے نقد دیا جائے اور نصف روپیہ کی جائداد دی جائے۔ اور ممتاز الزمانی [illegible]
کو آٹھ لاکھ روپیہ اسلئے سپرد ہوا کہ جب دارا شکوہ و شاہ شجاع اور اورنگزیب
لاہور سے آئین تو ساڑھے چار لاکھ روپیہ انہین اس طرح تقسیم کیا جائے کہ دارا شکوہ کو
دو لاکھ روپیہ اور شاہ شجاع کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ اور اورنگزیب کو ایک لاکھ
روپیہ اور باقی ساڑھے تین لاکھ روپیہ شاہزادہ مراد بخش و لطف اللہ۔ اور

سجدہ کا موقوف ہونا

اور روشن رای بیگم و ثریا بانو بیگم کو دیا جائے۔ اور محمد داراشکوہ کو ہزار روپیہ روز اور شاہ شجاع کو ساڑھی سات سو روپیہ یومیہ اور اورنگ زیب کو پانچ سو روپیا اور شاہزادہ مراد کو ڈھائی سو روپیہ روز دیئے جائیں۔

جب شاہ جہان نے تخت سلطنت پر جلوس کیا تو اس کو مراسم ملت مصطفوی شریعت محمدی کا جسمین کچھ خلل پڑگیا تھا ایسا پاس و لحاظ تھا کہ اول حکم اسنے یہ دیا کہ سجدہ کرنے کی تعظیم کا معبود حقیقی سزا وار ہے اب آیندہ کوئی دوسرے کے لئے اپنی پیشانی کو ناک مذلت پر نہ رکھی۔ یعنی اکبری عہد مین بادشاہ کو جو سجدہ کرنے کا دستور تھا وہ موقوف کیا۔ مہابت خان خانخانان نے معروض کیا کہ جہان آفرین نے نظام عالم کے لئے اپنی بندون کو مرتبہ نوازش و بزرگ داشت مین متفاوت پیدا کیا ہی ایک کو اوج عزت و رفعت عنایت کیا اور مرتبہ والا خداوندگاری اور پایہ بلند فرمان گذاری پر پہنچایا اور مسند کامگاری و بختیاری پر متمکن کیا اور دوسرے کو حکم پذیری اور فرمان برداری کے لئے پیدا کیا اور ہر ایک کو استعداد کے اندازہ اور حالت روزگار کے موافق اسکے امور ضروریہ کے اتمام مین محمد و معاون بنایا ایسی ہی مراتب تعظیم تفاوت کو لوازم انتظام اور مراسم قوام عالم بنایا۔ اگر حضرت کو پرہیزگاری اور احکام الٰہی کے اطاعت کے سبب سے سجدہ ناپسند ہے تو اسکی جگہ زمین بوس مقرر کیا جاے جسمے مخدوم خادم مین اور رئیس مرئوس مین اور سلطان رعیت مین استقامت امور جمہور کے لیئے امتیاز ہو۔ بادشاہ دین پناہ نے اس کی ملتمس کو منظور کیا اور یہ قرار دیا کہ دونو ہاتھ زمین پر لٹکا کے پشت دست پر بوسہ دیں اسکا نام زمین بوس کہا گیا۔ مگر اسمین بھی سجدہ کے ساتھ مشابہت ہوتی تھی اسکو بھی موقوف کرکے تسلیم چہارم مقرر کی جسکا بیان آگے آئیگا بعد سادات کو کہ تعظیم و تکریم کے مستحق ہین اور فضلا و صلحاء اخیار اور درویشان پرہیزگار و زاویہ نشینان عبادت گذار کو اس زمین بوس سے معاف کیا اور یہ مقرر کیا کہ جب وقت

آصف خان کے نام فرمان-

پادشاہ سے ملاقات ہو تو سلام علیکم کرین اور جب رخصت ہو تو فاتحہ پڑھین
آصف خان یمین الدولہ ابھی لاہور مین تھا اُسکو پادشاہ نے یہ فرمان جسکا
ترجمہ نیچے لکھا ہی اپنی ہاتھ سے تحریر کرکے بھیجا-
دانائے رموز سلطنت عظمی واقف اسرار جلالت کبری- سرخیل یک رنگان وفادار
سالار یکجہتان حق گذار- کارفرمائے ارباب سیف و قلم مدبر امور عالم- زبدہ خوانین عالی
شان قدوۂ امرائے بلند مکان- عضد الخلافہ یمین الدولہ جملۃ الملک دانا آصفخان
امان حضرت ملکستان مین رہ کر جانے کہ چار گھڑی روز مبارک دوشنبہ ۲۵
ماہ بہمن موافق ۸ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ کو دار الخلافہ اکبر آباد مین تخت سلطنت پر
مینے جلوس کیا اور آپنے جو معروض کیا تھا کہ لقب شہاب الدین قرار پائے وہی
لقب ہم نے قرار دیا- ہمارا نام صاحبقران ثانی شاہجہان پادشاہ غازی خطبہ
مین مروج ہوکر پڑھا گیا اور سکہ بھی اسی نام سے جاری ہوا- **بیت**
الله الحمد ہر آن نقش کہ خاطر میخواست + آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید-
ہم امیدوار ہین کہ کل ہندوستان کی پادشاہی کہ محض اپنے کرم سے الله نے ہم کو
عنایت کی ہے ہم کو اور تمکو مبارک ہو جو اس دولت مین شریک ہین اور روز بروز
فتوحات تازہ اولیائے دولت کو نصیب ہون- خدمت پرست خان نے
جمعہ کے آخر دن کو تمہاری عرضداشت پہنچائی اور عرض کیا کہ تم نے مقرر کیا ہے
کہ روز پنجشنبہ ۱۲ ماہ بہمن کو وہان سے روانہ ہوا اور روز جمعہ ۱۸ ماہ اسفندارمذ
کو ہماری ملازمت سے مشرف ہوا اس سے معلوم ہوا کہ ملاقات کا زمانہ قریب ہے
اس سے ہم خوش ہوئے- تمہاری یہ قرارداد کہ شاہزادون کو اپنی ہمراہ لائین اور
خواجہ ابو الحسن کو لاہور مین چھوڑین مستحسن معلوم ہوئی وہ خلعت جو جلوس کے دن پہنا
تھا وہ تمہارے لئے بھیجتا ہون- آپ عمو کو بالفعل منصب ہشت ہزاری ذات و ہشت
ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ ہم عنایت کرتے ہین اور سوا اسکے بندر لاہری بطریق

انعام مرحمت کرتے ہین۔ یہ ہماری عنایتین تم کو مبارک ہون آپ اس منصب سے زیادہ کے
مستحق ہین۔ بادشاہ نے ۲۰ لاکھ روپیہ عطا کیا جسمین سے سات لاکھ روپیہ کی تفصیل اوپر لکھی
گئی کہ اہلخانہ و شاہزادون کو دیا اور بارہ لاکھ روپیہ سادات و مشائخ و فضلا و علما
و شعرا وغیرہما کو عطا کیا اور منصب خطاب ان امراء کو جو موجود تھے مرحمت کئے۔ مہابت خان
کو منصب ہفت ہزاری ذات و ہفت سوار دو اسپہ و سہ اسپہ و خطاب خانخانان
و سپہ سالاری و علم و نقارہ و تومان و توغ اور دو گھوڑے طویلہ خاصہ کے مع ساز نقرہ و طلا
و ماده فیل و چار لاکھ روپیہ نقد عنایت ہوئے۔ وزیر خان کو جو وزیر تھا منصب پنجہزاری
ذات و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و اسپ طویلہ خاصہ اور ایک لاکھ روپیہ انعام ملا۔ سید
مظفر خان بارہ ہمتوری کو منصب چار ہزاری ذات و سہ ہزار سوار و انعام ایک لاکھ روپیہ
اور اور سامان امارت اور دلاور خان بریج کو منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار پانصد سوار و
پچاس ہزار روپیہ اور بہادر خان روہیلہ کو منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار سوار و پچاس
ہزار روپیہ انعام سردار خان کو منصب سہ ہزاری ذات و دو ہزار سوار انعام تیس ہزار
روپیہ۔ راجہ بیٹھلداس پسر راجہ گوپال داس گور کو جو ایام شاہزادگی سے رفیق تھا اور
اپنے ایک بیٹے بلرام کی جان کو اپنے ولی نعمت کی خیر خواہی مین فدا کر چکا تھا منصب
سہ ہزاری ذات و ہزار پانصد سوار اور انعام بیس ہزار روپیہ اور مرزا مظفر کرمانی کو منصب سہ
ہزاری ذات و ہزار دویست و دو سوار انعام تیس ہزار روپیہ راجہ منروپ ولد راجہ جگنا تھ
کچھواہہ کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار سوار انعام پچیس ہزار قلیچ خان کو منصب دو ہزار
و پانصدی دو ہزار سوار انعام پچیس ہزار روپیہ۔ خواجہ قاسم سید امانی کو منصب دو ہزار و
پانصدی ذات و ہزار و بست و دو سوار انعام پچیس ہزار روپیہ رضا بہادر مخاطب
بہ سپہر خان کو منصب دو ہزاری ذات و ہزار و دویست سوار اور انعام بیس ہزار روپیہ
تک سوار یوسف محمد خان تاشکندی و جان نثار خان و لہراسپ خان ولد مہابت
خان خانخانان و دیانت خان دشت بیاضی یکہ تاز خان نصیبا شیرانی نہر خان

ابراہیم حسین خان مخاطب برحمت خان وزبردست خان خواجہ برخوردار وحیات ولد علیخان ترین وجیت سنگہ راٹھور سیورام گور وسیام سنگہ سیسودیہ ونوبت خان وجہان خان کاکر وخنجر خان وعلاول ترین وتشریف خان وعثمان رہیلہ عم بہادر خان واہتمام خان وترکتاز خان وحبیب سور ورشید خان خواجہ سرا ✝

اب اُس جماعت کے نام لکھے جاتے ہین جو جہانگیر کے زمانہ مین منصب رکھتے تھے انمین بعض منصب سابق پر بحال رہی بعض کا اضافہ ہوا- خان عالم- قاسم خان جوینی- لشکر خان راجہ جے سنگہ نبیرہ راجہ مان سنگہ- سید دلیر خان بارہہ- راجہ بھارتہ بندیلہ- مرزا خان ولد شاہ نواز خان بن عبدالرحیم خانخانان- مصطفی بیگ مخاطب ترکمان خانی بابو خان کرانی- سید بہوہ- علی قلی درمن- بہار سنگہ بندیلہ- نور الدین قلی- سید یعقوب بخاری- جگمال ولد کشن سنگہ راٹھور- سید عالم بارہ- راجہ دوارکا داس کچھواہہ- راجہ بیر نراین- سردار خان پسر لشکر خان- ان سب کو ہزاری سے زیادہ منصب ملا تھا-

شاہجہان نے اپنے ایام شاہزادگی کے رفیقون کو خلعت والنعام ومنصب سے سرفراز کیا انکے نام یہ ہین جنکو ہم بطور یادگار لکھتے ہین- وزیر خان جو وزیر تھا- سید مظفر خان بارہہ- اسلام خان بخشی- معتقد خان- دلاور خان- بہادر خان- سردار خان راجہ بیٹھلا داس گور- مرزا مظفر کرانی- راجہ سروپ- قلیچ خان- خواجہ قاسم- سید بابلی رضا بہادر مخاطب بہ خدمت پرست خان- یوسف محمد خان تاشکندی- جان نثار خان اخلاص خان- خواجہ میان جوانی- اعتماد خان- خواجہ یکہ تاز خان- زبردست خان- نوبت خان- شرزہ خان- اہتمام خان- ترکتاز خان- رشید خان خواجہ سرا- سید احمد- منیر خان- یکہ لنگخان خواجہ سرا- اب ہم اُن وفاداروں کے نام لکھتے ہین جو بادشاہ کی شہزادگی دنون مین اسکے اخلاص ووفا کے سبب سے لڑائیون مین دنیا سے رخصت ہوگئے- راجہ بھیم پسر رانا امر سنگہ جسکو خطاب مہاراجگی دیا گیا تھا جس کی مردانہ موت کا ذکر پہلے لکھا گیا ہے جسکا نام سُندر تھا- جس کا خطاب راے رایان ہوا- اور بعد ازان راجہ بکرماجیت

ہوا۔ اسکی خدمات نمایان کا بیان بھی ہو چکا ہے۔ راجہ گوپال داس کور جو اپنے بیٹے بلرام سمیت جنگ ٹھٹہ مین دشمنون کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ بیرم بیگ ترکمان جسنے اپنی بیٹی حسن بیگ کے ساتھ ساحل دریائی گنگ و جمن پر میدان جنگ مین جان دی۔ محمد تقی سمسار مخاطب شاہ قلی خان۔ شیر خواجہ۔ عابد خان پسر خواجہ نظام الدین احمد بخشی حضرت عرش آشیانی نے اکبرنگر کی یورش مین جان فدا کی۔ علی خان ترین جنگ ٹھٹہ مین قتل ہوا۔ شاہ بیگ خان نے قلعہ برہان پور کی یورش مین جان دی۔ خان قلی بہادر برادر کلان قلیچ خان و محمد خان مہمند و رحیم خان کاکر مع اپنے بیٹے الہ داد کے جو عابد خان۔ جمال خان۔ رستمی خان برگی کے ساتھ نواحی کانگرہ مین جان سپر ہوئے۔ حسن بیگ بدخشی و شیر بقا۔ سید عبد السلام برادر صالح بیگ فوجدار جسنے پرگنہ پیلاد مین جان دی۔

جہانگیر کے زمانہ مین جو منصبدار بدستور بحال رہے انکے نام یہ ہین۔

یمین الدولہ صاحب صوبہ لاہور و ملتان۔ خان جہان لودی ناظم دکن و برار و خاندیس۔ اعتقاد خان صوبہ دار کشمیر۔ باقر خان نجم ثانی صوبہ دار اودیسہ جو منصب سے معزول ہوئے۔ مرزا رستم صوبہ دار بہار جسکی جگہ خان عالم مقرر ہوا۔ خواجہ ابو الحسن ناظم کابل و ظفر خان اسکا بیٹا جو نائب تھا لشکر خان اسکی جگہ مقرر ہوا۔ سیف خان صوبہ دار احمد آباد جسکی جگہ شیر خان مقرر ہوا۔ مظفر خان حاکم مالوہ جسکی جگہ خان زمان ولد مہابت خان مقرر ہوا۔ جہانگیر قلیخان ولد خان اعظم الہ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوا اوسکی جگہ جان سپار خان مقرر ہوا۔ تخشید رخان ناظم دہلی اسکی جگہ قلیچ خان مقرر ہوا۔ یہ نام جو امرا اور منصبدارون کے لکھے ہین انہین کے کام شاہجہان کی سلطنت کے سارے کام ہین اس سبب سے کہ معاملات دینیہ و مہمات دنیویہ کا ربط اور اوامر سبحانی کو احکام سلطانی کا ضبط بغیر اس کے نہین ہوتا کہ اجرائے زمان مین سے ایک

جزو کو جو کسی مشہور سانحہ عظیم کا مورد ہوا ہو جیسے کہ تجدید ملت یا حدوث دولت اور حوادث و وقائع کا مبدا مقرر کرین۔ ورود احکام اور ناسخ و منسوخ اور ضبط انساب و موالید و حفظ اوقات و عمر کے زمانہ کا تعین کرنا ایک زمانہ کے آغاز کے تشخیص مقرر کرنے کے بغیر مشکل ہے وسلوک ورسائل بدون تاریخ کے اعتبار نہین رکھتے تمام امم سابقہ اور اقوام سابقہ نے تعیین وقائع و حوادث کے لئے ایک مبداء قرار دے کر معاملات دینی و دنیوی کا مدار اُسپر رکھا ہے جسکو عربی زبان مین تاریخ کہتے ہین۔ اول ہبوط آدم کو پھر بعثت نوح کو بعد اسکے طوفان کو پھر بعثت ابراہیم کو اس سے پیچھے بعثت یوسف اسکے بعد بعثت موسیٰ کو پھر بعثت سلیمان کو پھر بعثت عیسیٰ کو اور حضرت عیسیٰ اور آنحضرت کے درمیان کہ زمانہ جاہلیت تھا فرزندان اسمٰعیل نے کعب بن لوی کے مرگ تک بنا رکعبہ کو بعد ازان عام الفیل کو تاریخ بنایا اور اہل فارس ہر تاجدار کے جلوس کو تاریخ اعتبار کرتے ہین اور ہندوستان مین بھی پہلے یہی طریقہ جاری تھا مسلمانون نے تاریخ ہجری وضع کی اسکے واضع فاروق اعظم ہین۔ بعض عمال کے مکاتیب بے ضبط تواریخ کے آتے تھے اور اسنے معاملات کی تنقیم جیسی کہ ہونی چاہیئے نہین ہوتی تھین۔ امیر المومنین نے ہرمزان موبد فرس سے پوچھا کہ مجوس کس چیز سے حفظ و وقات کرتے ہین کیا کہتے ہین اسنے جواب دیا کہ ماہ روز جسکا معرب مورخ ہوا اور اُس سے تاریخ کا اشتقاق ہوا اس سبب سے کہ نوروز سے عالم افروز ہوتا ہے رات دن برابر ہوتے ہین ہوا مین اعتدال ہوتا ہے باغ و راغ کو پھل پھولون سے زینت ہوتی ہے اور کوہ و صحرا مین درخت سرسبز ہوتے ہین اور زمین کی آرائش سبزہ سے ہوتی ہے۔ یہ زمانہ تمام زمانون مین ممتاز ہوتا ہے اسلئے اکبرنامہ اور جہانگیرنامہ مین سال کا آغاز فروردین سے شمار ہوا۔

بادشاہ آئین احمدی و طریق محمدی کو رواج دینا چاہتا تھا اس لئے اوسکے دل مین آیا کہ ۳۱ سال شمسی و ۶ روز و ۹ ساعت نجومی برابر ۳۲ سال ہلالی کے ہوتے ہین

اور دین الٰہی کی ترویج کے سبب سال کو الہی سال لکھنا خردمند قبول نہین کرتا اس لئے اُسنے
سال و ماہ قمری کو جسپر تاریخ ہجری مبنی ہے جاری کیا اور اس سبب سے کہ اس خاندان
کے دس فرمان روا ہوئے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ ہر دس سال کو ایک دور قرار دین
پس اس بادشاہ کی تاریخین اس قاعدہ کے موافق سال اول دور اول اور سال نخستین
دور دوم سمجھنا چاہیئے۔ اگرچہ بادشاہ ۸ ماہ جمادی الثانی کو تخت پر بیٹھا تھا مگر
مہینے کی پہلی تاریخ سے ابتدای سال ہوتی ہی اسلئے تمام ممالک محروسہ مین فرمان جاری ہوا کہ
سال جلوس کی ابتدا غرہ جمادی الثانیہ سے سمجھنی چاہیئے۔

بادشاہ کا قد اوسط۔ خردی و بزرگی مین میانہ۔ رنگ گندم گون پیشانی کبر و
صغر مین معتدل۔ اُسکے داہنی طرف ایک خال۔ ابرو فراخ کشادہ۔ چشم کی تنگی و فراخی
مین اعتدال اور سیاہی و سفیدی مین کمال۔ پتلی نہایت سیاہ۔ داہنی آنکھ کی پشت
پر ایک خال۔ ناک سیدھی بائین آنکھ اور ناک کے درمیان ایک مسا۔ کان متوسط۔ چہرہ
مین کمال اعتدال ہونٹ نہ موٹے نہ پتلے۔ دانت خردی و کلانی مین اعتدال رکھتے
ہین اور آپس مین خوب ملے ہوئے۔ زبان زیادہ تر فارسی زبان مین باتین کرتی ہی
اور ہندوستانیون سے ہندوستانی بولتی ہی۔ بادشاہ نے نواب خدیجہ الزمانی
رقیہ سلطان پاس پرورش پائی ہی اور وہ ترکی بولتی تھی اسلئے بہت سے ترکی
لفظ بھی بادشاہ کو یاد ہین مگر اُنکے بولنے کی مشق نہین ہے۔ جہانگیر نے ایک دن
مہربان ہو کر فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ خرم مین کیا عیب ہے تو مین
یہ عیب کہون کہ وہ ترکی زبان نہین جانتا۔ شاہجہان نے اس ایک عیب کو دور نہین
کیا۔ ڈاڑھی و مونچھین سیاہ رنگ۔ دونو کے رکھنے مین شریعت کا پابند۔ مونچھین
ترشواتا ڈاڑھی یکمشت و دو انگشت رکھتا۔ سینہ فراخی و تنگی مین میانہ۔ ہاتھ کوتاہی
و درازی مین نہایت معتدل۔ ہتیلی کشادگی و نرمی مین متوسط۔ انگلیان درازی
و کوتاہی و نرمی و درشتی مین متوسط۔ ہر ایک انگلی پر ایک خال۔ پانون معتدل

سنہ ۱۰۰۱ھ ۱۵۹۲ء

قیافہ دانون نے پادشاہ کے قیافہ کی بڑی تعریف لکھی ہے۔

پادشاہ ہمیشہ باوضو رہتا ہے اور صوم و صلوٰۃ جس طرح کہ کتب فقہ مین لکھی ہین
ادا کرتا ہے اور متبرک راتون مین آدھی رات سے زیادہ عبادت و دعاؤن مین بسر کرتا
ہے اور سادات و مشائخ و فضلا و صلحا کو خیرات دیتا ہے اور محتاجون کی قضائے
حاجات کرتا ہے۔ طہارت کا لحاظ ایسا ہے کہ اگر کسی چیز کو مثلاً جواہر کو ہاتھ لگاتا
تو ہاتھ دھوتا ہے خوشبوؤن کا بڑا شوق ہے جرم بخش عذر پذیر بڑا ہے بخشش و بخشائش
بہت کرتا ہے جن امیرون نے کہ اُسکے ایام شاہزادگی مین تقصیرات کین تھین ان سب کو
اس نے معاف کر دیا اور انکو اپنے مناصب و عہدون پر بدستور بحال رکھا وہ سیاسے
احکام شریعت کے موافق دیتا تھا۔ اگر کوئی غافل بوجہ شرعی کسی کو قتل کرتا یا کسی کا
ہاتھ کاٹتا تو اسکو موافق شریعت و عدالت کے سزا دیتا اگر صوبون مین کوئی
شخص مستحق عقوبت ہوتا تو وہان کا ناظم بغیر پادشاہ کی اطلاع کے سیاست نہین
کر سکتا۔ امور سیاست مین ارکان دولت اور احاد الناس مین کچھ تمیز نہین ہوتی تھی
اگر سلاطین روم و قزلباش و اوزبک کی سفاکی اور بیباکی کا بیان اسکے روبرو ہوتا
تو وہ ایسا متاثر ہوتا کہ اسکے چہرہ پر کدورت کے آثار نمودار ہوتے وہ بار بار یہ
کہتا تھا کہ ایزد بندہ نواز نے سلاطین کو حکم گذار اور تمام بنی نوع کو فرمان بردار بنایا ہے
کہ وہ الہی پادشاہانہ ہمت عدالت و سویت پر مصروف کرین جس سے کہ نظام عالم
اور قوام اہل عالم وابستہ ہے اور سیاست ایسی کرین کہ ظالم کا ہاتھ مظلوم کی دامن
تک نہ پہنچ سکے۔ زیردستون کے ساتھ کمال نرم خوئی اور شگفتہ روئی سے سلوک کرین
اور ستم و تعدی کے خار و خس ہوتا شاکر گلشن جہان کو آراستہ کرین نہ یہ کہ مختصر رکت و
کمتر تقصیر پہ تیغ کین کھینچکر افراد انسان کی کہ خدا کی بنیان باشان ہے خونریزی کرین
اور اندک توہم سے اور کمتر گمان سے اپنی بنی نوع سے کہ ودیعت ایزدی ہے
ہاتھ اٹھا لین اپنے نزدیکون کے ظفال کی خبرداری و ہوشیاری اور دورون کے

عادات و اطوار بادشاہ

احوال کا کمال تجسس کرنا چاہیے تاکہ ملتزمان حضور و حکام صوبجات اور انکے پیشکارین کی بدو نیکی کی مکافات کیجائے اسکے انعام و بخشش کا یہ حال تھا کہ جو اور بادشاہ اپنی ساری عمر مین بخشش کرتے یہ ایک اپنے جشن دولتخانہ کے اندر خرچ کرتا - بادشاہ کبھی کوئی بات ایسی جسمین کوئی قباحت یا رکاکت ہوتی زبان پر نہین لاتا اور کسی کے منہ پر ایسی بات نہین کہتا کہ اُس سے دوسرا آدمی منفعل و خجل ہوتا - ہتک حرمت و خرق عزت کا دخل تو کیا ہے - بادشاہ خوش بیان تھا - خوش خط تھا اکثر اوقات شاہزادون اور امیرون کو مہمات ضروریہ مین اپنی ہاتھ سے فرمان لکھتا - کبھی عنوان منشور پر جو منشی لکھتے اپنے ہاتھ سے چند سطرین لکھ دیتا -

بادشاہ کچھ اپنا وقت عبادت الٰہی مین کچھ استراحت بدن مین کچھ شکار مین کچھ جہانبانی کے امور مین جو انسان کی زندگی و پایندگی کے لئے ناگزیر ہین صرف کرتا ہے اسکی اوقات غفلت سے منزہ و عطلت سے مبرا ہین - اوقات شبانروزی کو اس طرح قسمت کیا ہے کہ آخر شب مین طلوع فجر سے دو ساعت پہلے جاگتا ہے اور وضو کرتا ہے اور معبود حقیقی کی پرستش کے لئے تیار ہوتا ہے - اکبرآباد مین خلوتگاہ مین ایک مسجد ہے اسمین قبلہ کی طرف منہ کرکے بیٹھتا ہے اور خدا کی عبادت کی طرف توجہ کرتا ہے نماز کا وقت آتا ہے تو اور سنت و فرض کرتا ہے اور مصلے پر بیٹھکر دعائین اور وظیفہ پڑھتا ہے اور پھر حرمسرا مین جاتا ہے جب دو تین گھڑی دن چڑھتا ہے تو وہ جھروکہ درشن مین آکر بیٹھتا ہے جسکے آگے ایک وسیع میدان ہے اسمین ایک خلقت اسکے آگے جھکتی ہے - ستمدیدہ پریشان حال بغیر کسی کی مزاحمت کے دادخواہی کرکے درد دل کو عرض کرتے ہین اور اسی میدان مین نظر کے سامنے لشکر شمار ہوتا ہے اور اکثر مست ہاتھی جنکا دولتخانہ خاص و عام کے صحن مین آنا خطرناک ہے اس وسیع میدان مین لائے جاتے ہین اور اکثر جنگ فیل ہوتی ہے ایک عجیب و غریب تماشا ہے - تماشائیون کے غل غپاڑہ سے ایک شور قیامت برپا ہوتا ہے اور نامور ہاتھی تیز رفتار گھوڑون کے پیچھے دوڑاتے

جاتے ہین کہ پکار مین سوار پیر ولیہ ہون اور کٹہرہ نقرہ مین شاہزادے یمین و شمال کہڑے
رہتے ہین اور جب انکو حکم ہوتا ہے تو وہ بیٹھتے ہین اور اکثر امرای مجرے کی طرف پیٹھ کیے
ایوان سے نیچے اور بعض جو قرب کی نسبت سے امتیاز رکھتے ہین داہین باءین طرف
اپنے مرتبہ کے اندازہ کے موافق قیام کرتے ہین اور جھروکہ کی برابر متصدیان جہات
اپنے رتبہ کے موافق کھڑے ہوکر معاملات ملکی اور مالی کو عرض کرتے ہین منصبدارون
کی ملتمسات بذریعہ بخشیان عظام معروض ہوتین اور ایک جماعت اضافہ اور
خدمت سے سربلند ہوتی۔ صوبون اور اطراف ممالک سے جو امرا آتے وہ ملازمت
سے مشرف ہوتے اور جو گروہ کہ صوبجات اور خدمات پر متعین ہوتا اسکو اجازت
ہوتی اور میر آتش اور مشرف توپخانہ بخشیون کے ذریعہ سے احدیان برق انداز
اور احدی بادشاہ کے روبرو کیے جاتے جنکو وہ رعایت کا مستحق جانتے
اسکے لئے التماس کرتے اور سرکار خالصہ کے معاملات کے متصدی جیسے میر سامان اور
امیران بیوتات ہین اپنے مطالب طرح طرح کے عرض کرتے۔ بادشاہ ہر ایک کو فوراً
ایسا جواب دیتا کہ اسمین کسی کو مکرر پوچھنے کی احتیاج نہین ہوتی بڑے بڑے شاہزادون
کی اور حکام صوبجات اور فوجدارون اور دیوان اور بخشی اور اور مہمات کے متصدیون
کی عرائض اور پیشکشین گذرتین۔ بڑے بڑے امیرون کی عرائض کو بادشاہ خود مطالعہ
فرماتا اور اورون کی عرائض کی حقیقت کو ارباب تقریر عرض کرتے اور ممالک محروسہ کا
صدر کل صدور جزو کی عرائض اور اعدیاتین جو قابل عرض ہوتین معروض کرتا اور
سادات و مشائخ و فضلاء و صلحا مین اہل استحقاق کے احوال اور حوائج کو عرض کرتا
اس جماعت کا مقصد حاصل ہوتا درخور استعداد نقد روپیے ہر ایک کو بادشاہ کے
روبرو دیتے۔ اور عرض مکرر کی خدمت کا متصدی مناصب جاگیر و نقدی اور
اقسام معاملات ابواب المال و ارباب التحاویل اور کل احکام مطاعہ کی یادداشتون کو
دوبارہ عرض کرتا اور اصطبل و فیلخانہ کے کارگذار گھوڑون اور ہاتھیون کی رسم

رسم معتاد کے موافق بادشاہ کے سامنے لاتے۔ یہ ضابطہ حضرت اکبر نے مقرر کیا تھا
کہ گھوڑے اور ہاتھیون کی تعداد معین جسکو معتاد کہتے تھے بادشاہ کے روبرو
کی جاتی اور جانورون مین اگر زبونی و لاغری ہوتی تو اس زر کی بازخواست اتی
جو سرکار سے بطور تنخواہ دواب کی خوراک کے لئے دی گئی ہے۔ داغ و تصحیحہ کے
متصدی امرا کے تابینون کو جنکے گھوڑون کا داغ و تصحیحہ تازہ ہوتا ہے مع
گھوڑون کے بادشاہ کے روبرو لاتے اگر آدمی یا گھوڑا زبون ہوتا تو تابین یا شی
عتاب بادشاہی مین معاتب ہوتا کہ پھر غفلت نہ کرے۔ بادشاہ یہان کبھی
چار گھڑی کبھی پانچ گھڑی بہ تقاضاے قلت و کثرت حوائج و مہمات کے ٹھیر کر
نشیمن خاص مین جاتا۔ جو عوام مین غسلخانہ کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت اکبر نے
دیوانخانہ اور حرم سرا کے درمیان ایک خلوتگاہ بنائی تھی اس مین حمام تھا جسمین وہ
غسل کیا کرتا تھا جسکے سبب سے اسکا نام غسلخانہ مشہور ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے
اسکا نام دولتخانہ خاص رکھا۔ یہان بعض مقربین اور دیوان اور بخشی آتے
تھے اور مطالب ضروریہ کو عرض کرتے تھے۔ بادشاہ اس جگہ بعض ضروری عرائض
کا جواب خود لکھتا اور بعض مطالب جو بذریعہ وکیل یا ذریعہ عرض آتے دستخط کی صورت مین
کے خدمت عرض کے متصدی عرض کرتے تو انکا جواب زبانی دیتا۔ دبیر اس کے
موافق فرمان لکھ کر بادشاہ کے مطالعہ کے لئے پیش کرتے۔ اگر عبارت مین
کوئی غلطی یا مطالب مین سہو ہوتا تو بادشاہ اسکی اصلاح کر دیتا یا دشاہزادہ
مین جو صاحب رسالہ ہوتا فرمان کی پشت پر اپنا رسالہ لکھ کر مہر لگاتا اور رسالہ
کے نیچے دیوان اپنی معرفت لکھتا بعد اسکے یہ فرامین حرم مین جاتے اور انپر مہر
اوزک جو ممتاز الزمانی بیگم کے پاس رہتی تھی لگائی جاتی اس خلوت کدہ مین مہمات
خالصہ شریفہ اور تنخواہ ارباب مناصب کے باب مین دیوان عظام معروض
اور انکا انصرام ہوتا اور یہین صدر کل حوائج اصحاب استحقاق کو عرض کرتا بادشاہ

کسی جماعت کو زمین اور نقد روپیہ بعض کو یومیہ انکی استعداد کے موافق مرحمت کرتا
اور بعض کا دامن خزائن وزن اور تصدق کے روپیون سے بھر کر انکی احتیاج دور
کرتا۔ کچھ دیر صنعت گرون کی مرصع کاری و میناکاری کے کارنامون کو دیکھتا کارگاہ
عمارت کے داروغہ معماران شگرف کار سے اتفاق کرکے آثار طرح عمارت کو نظر
اصلاح مین لاتے۔ بادشاہ اسپر توجہ تام اس لئے کرتا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ ابنیہ
رفیعہ و امکنۂ منیعہ اپنی خاوند کی علو ہمت اور دولت کو روزگار دراز تک بےزبانی
کے زبان سے گفتار مین لاتے ہین اور اعصار دیرباز تک اسکی نام کی آبادگیری
و زینت گستری و نزاہت پروری کو یادگار بناتے ہین اکثر منازل کو وہ خود
طرح فرماتا جو طرح کہ جا بجا دست معمار بڑے فکر اور غور سے طرح کھینچتے اس مین
بادشاہ بجا التصرف اور زیبا باز خواست کرتا اور جو طرح مقرر ہوتی اسکے احکام
کی شرح آصف خان یمین الدولہ لکھتا جو عمارت کے متصدیون اور معمارون
کی دست آویز ہوتی۔ اس بادشاہ کے عہد مین تعمیر عمارت کی شان اس بلندی
پر پہنچ گئی تھی کہ اہل جہان کو اسپر حیرت ہوتی تھی اسکی تفصیل اپنے محل پر لکھی جائیگی
کبھی کبھی شکاری جانور پرندے اور درندے بادشاہ کی نظر کے روبرو ہوتے اور
کچھ دیر دولتخانہ کے صحن مین گھوڑون اور انکے سوارون کا تماشا بادشاہ دیکھتا
دن کی چار پانچ گھڑیاں ان مشاغل مین بسر ہوتین۔ روز چارشنبہ مین جھروکہ
درشن سے اٹھکر دولتخانہ خاص مین بادشاہ جاتا اور اس روز یہان متصدیان
عدالت اور ارباب فتوی اور چند فضلاء دیندار اور دیانت کار اور چند امراء جو
بادشاہ کے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے موجود ہوتے اور متکفلان عدالت ایک ایک دادخواہ
کو بادشاہ کے روبرو لاتا۔ مدعی کا مدعا عرض ہوتا۔ بادشاہ نرم خوئی سے
واقعہ کی کیفیت استفسار فرماتا۔ اور علماء کے فتوی کے موافق حکم دیتا اور اگر سیاست
کرتا تو شارع کی اجازت سے اور اطراف کے جو دادخواہ ہوتے جنکے دعوون

فیصلہ سوا ر انکی سرزمین کے کہین اور صورت پذیر نہین ہوتا۔ وہان کے ناظمون کے نام فرمان
صادر ہوتے کہ دوربینی اور حق گزینی سے جھوٹ سچ کو سمجھ کر ظلم کا تدارک کرین اور ستمدیدہ
کی داد دین اور نہین تو متخاصمین کو دار الخلافہ کی درگاہ عدل و انصاف مین بھیجدین۔ دولتخانہ
خاص کے مشاغل سے فارغ ہو کر شاہ برج مین بادشاہ آتا۔ یہ شاہ برج دہلی و اکبر آباد
لاہور مین بنے ہوئے ہین اسمین سوائے شاہزادون کے اور چند مقربین کے کوئی
اور بے اجازت داخل نہ ہوتا یہانتک کہ خدمتگار بھی بے طلب نہین آتے اور بعض امور
بادشاہی جنکا اظہار صلاح دولت نہ ہوتا اور مضامین فرامین جو امرائے دوردست
کو لکھے جاتے اور انکا اظہار مصالح ملکی کے برخلاف ہوتا۔ انکے باب مین بادشاہ و
وزیر کے درمیان گفتگو ہوتی اور خالصہ و طلب و تنخواہ ارباب مناصب کے مطالب ضروریہ
دولتخانہ خاص مین عرض نہ ہوتے تو انکو وزیر یہان معروض کرتے۔ اس باب مین بادشاہ
حکم دیتا۔ یہان بادشاہ دو تین گھڑی صرف کرتا اور کبھی اگر مقاصد زیادہ ہوتے تو زیادہ
دیر تک ٹھیرتا۔ دوپہر کے قریب بادشاہ محل مین داخل ہوتا اور ظہر کی نماز پڑھتا
اور وظائف سے فارغ ہو کر کھانا کھاتا اور قیلولہ کرتا۔ یہان حرم سرا مین بھی محتاجون
کی احتیاجین رفع کرتا۔ شمس النساء خانم کہ مزاجدانی اور شیوا زبانی و حسن خدمت و لطف
ادب کے ساتھ نواب ممتاز الزمانی بیگم کی خدمت مین ہمسازی و معاملہ پردازی کرتی
تھی وہ بیگم صاحبہ سے درماندون کے مقاصد اور افتادون کے مقاصد عرض کرتی او
وہ بادشاہ سے معروض کرتی۔ بادشاہ مستورات پراگندہ اوقات کے درخور حال مین
امور روزیانہ و زر نقد مرحمت کرتا اور بعض کنواری لڑکیون کا جنکا بے کسی کے سبب سامان
عروسی سرانجام نہ ہوتا انکو زیور لباس اور ضروری اسباب درخور اصالت و حالت
عنایت ہوتا اور ہمسرون مین اسکا نکاح ہوجاتا۔ ہر روز محل مین زر و زیور اور بہت
روپیہ خرچ ہوتے۔ عصر کی نماز کے بعد دولتخانہ خاص و عام کے جھروکہ مین بادشاہ
آتا اور اندازہ وقت کے موافق مہمات روائی ہوتی۔ پھر ان کو جنکو ہندی زبان مین

ہو کی گھتو ہین قور حوالہ کیا جاتا دولتخانہ خاص ہین مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی
جاتی خوب روشنی ہوتی اور یہان چار پانچ گھڑی مہمات سلطنت کے نظم ہین اشتغال ہوتا
اور کبھی اُس مکان ہین گویندہ و سازندہ کے نغمات سُنتا- پادشاہ اس فن ہین جو
مستلذات ہین لذیذ ترین اور معقولات ہین دقیق ترین ہے خصوصاً نغمات ہندوستانی ہین
بڑی دستگاہ رکھتا ہے- سب جانتے ہین کہ حسن صورت کو خصوصاً جب وہ کیفیت نغمہ سے
تشکیف ہو دلربائی و خاطر کشائی ہین اثر عظیم ہے- اقوام ہین سے کوئی قوم موسیقی بغیر نہین
جنگلی آدمیون ہین بھی وہ موجود ہے وسعت دستگاہ اور ادا ہاے نازک کی فزونی
اور معانی رنگین و مضامین دلنشین کی فراوانی اور مراتب ناز و نیاز کی گذارش جو
ہندوستان کے نغمہ ہین ہین کہین اور نہین- غرض ہند کا جیسا نغمہ حسن عالمگیر ہے
ایسا ہی حسن نغمہ ہے اور نغمہ شناس اور حسن پرست دونو اس کے اسیر ہین- پادشاہ کی
محفل ہین بعض صافی دل صوفیون نے سماع و وجد ہین جانان کو آسانی سے جان
دیدی تین کامون سے فارغ ہو کر پادشاہ عشا کی نماز پڑھتا ہے اور دولتخانہ خاص سے شاہ برج ہین جاتا ہے اگر کوئی
کام دولتخانہ خاص ہین انجام نہین ہوتا تو وزیر کل اور بخشیون کو پادشاہ طلب کر کے سرانجام
دیتا ہے- غرض وہ آج کا کام کل پر نہین ٹالتا بلکہ کل کا کام بھی آج کرتا ہے پھر
پادشاہ محل ہین جاتا ہے اور دو تین گھڑی گانا سنتا ہے پھر پلنگ پر لیٹتا ہے جب تک وہ
سوئے- اہل مجلس پس پردہ کتب سیر و تاریخ و احوال انبیا و اولیا و وقائع سلاطین سابقہ
و حوادث خواقین سالفہ- جو پند پذیرون کے لئے تذکرہ بیداری اور بیدار بختون کے
واسطے تبصرہ ہوشیاری اور دستور العمل کلی و قانون شافی کردار و گفتار و باعث
عبرت و حیرت اصحاب بصیرت و بصارت کے ہین خصوصاً ظفرنامہ و واقعات بابری
پڑھتے ہین وہ دو پہر سوتا پادشاہ اکبر فرمایا کرتا تھا کہ جو اوقات کہ دادگستری
نفس پروری- انجام مہام جہانیان- و قضاے حوائج محتاجان- اسباب رضائے
الہی کے جمع کرنے کے لئے اور نعمت پادشاہی کے حق ادا کرنے کے لئے نہ ہون

آصف خان یمین الدولہ اور شہزادون کا پادشاہ سے ملنا —

جشن اول نوروز۔ انعام اکرام۔ ظفر خان کا کابل کا صوبہ مقرر ہونا۔

افسوس ہے کہ وہ خواب غفلت مین بسر ہون

غرہ رجب ۱۰۳۷ھ کو آصف خان یمین الدولہ شاہزادون داراشکوہ و محمد شجاع و اورنگ زیب کو لاہور سے ہمراہ لیکر دارالخلافہ اکبرآباد کے حوالی مین آیا بہشت آباد سہرو سکندرہ مین پادشاہ کے حکم سے فروکش ہوا۔ ممتاز الزمانی بیگم بیٹون سے ملنے گئی۔ آصف خان نے اسکا استقبال کیا۔ ما بیٹون کے آپسمین ملنے سے وہ خوشی ہوئی کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا وہ ایک حالت وجدانی تھی نہ لسانی و بیانی دوسرے روز یہ سب پادشاہ سے آکر ملے۔ بڑی بڑی نذرین گذرین امرا کو مناصب و جاگیرین عنایت ہوئین آصف خان کو مہراوزک جو ممتاز الزمانی پاس رہتی تھی عنایت ہوئی اور خدمت والا وکالت کی تفویض ہوئی لفظ عمو سے مخاطب ہوا —

روز دوشنبہ ۱۲ رجب ۱۰۳۷ھ کو نوروز ہوا۔ صحن دولت خانہ خاص و عام مین سایہ بان جسکا نام دل بادل ہے کھڑا ہوا اور اسکے گرد شامیانے طلا و نقرہ کے ستونوان کے کھڑے ہوئے زنگارنگ فرش اور گوناگون بساط بچھے اور دولت خانہ خاص و عام کے در و دیوار کی آرایش مخمل و زربفت سے و فرنگی پردون اور رومی و چینی دیباؤن سے اور گجراتی و ایرانی زربفتون سے ہوئی۔ پادشاہ تخت بیٹھا اسکے گرد شاہزادے اور امرا کھڑے ہوئے انعام و خلعت مرحمت ہوئے۔ لشکر خان سے جو پادشاہ نے نو لاکھ روپیہ لیا تھا وہ اسکو وا کیا گیا۔ نذر محمد خان جب کابل پر آیا تھا جسکا ذکر آگے ہوگا ظفر خان ولد خواجہ ابوالحسن کو بدل دیا تھا اسکو پھر صوبہ داری کابل پر سرافراز کیا ظفر خان نے درہ خرمانہ مین جو مضافات تیراہ مین ہے اس وقت کہ عبدالقادر پسر احداد کو قتل کیا تھا جہانگیر کے مرنے کی خبر سنی تو یعقوب خان بدخشی و بالچو قلیچ و سعادت خان و عبدالرحمان پسر نامی معین خان بخشی اور ایک اور جماعت کو کابل مین بھیجدیا تھا اور خود پشاور مین آیا نظم جہات کے بعد ہر سال کی رسم کے موافق کہ اس صوبہ کا ناظم قشلاق پشاور مین اور ییلاق

کابل مین بسر کرتا ہے کابل جانے کا ارادہ کیا۔ ہر چند تجربہ کارون نے اس بے ہنگام
جانے کو منع کیا مگر اُسنے نہ سُنا۔ اور کوتل شادی قسی کی راہ سے ہکتارو خیبر کو روانہ
ہوا۔ خردسالی اور ناآزمودہ کاری کے سبب اُسنے سفر مین احتیاط و حزم
نہین کیا۔ ارکزیون ورآفریدیون نے جو اس کوہستان مین بہ شعب نعمان مین
اور ظاہر مین فرمان بردار و خدمت گذار و بباطن مین فتنہ جو و شورش پژوہ ہین
وزدی پیشہ دست اندازی کی تلاش مین رہتے ہین اُنہون نے برسرراہ لشکر شاہی
کو تاراج کیا اور اس سبب سے کہ سردار ناکردہ کار تھا بہت مال غارت ہوا۔ اور بہت
نقصان ہوا وہ اسکا کچھ چارہ نہ کرسکا۔ بادشاہ نے جشن نوروز کے دن خلعت دیکر اسے
صوبہ کی عظیم مہمات کے لئے روانہ کیا اور پندرہ ہزار سوار ساتھ کئے۔ عبداللہ خان
اوزبک جو قید مین تھا اسکا قصور معاف کرکے رہا کیا پھر بادشاہ محل مین گیا اور
ممتاز الزمانی بیگم کو پچاس لاکھ روپیہ کے زیور اور عالم بیگم کو پچیس لاکھ روپیے کے جواہر
اور پچیس لاکھ روپیے کے مرصع آلات محمد داراشکوہ و شاہ شجاع و اورنگ زیب و بخت
وروشن آرائے بیگم و ثریا بانو بیگم کو عنایت کئے غرض روز جلوس سے اس جشن کے
دن تک ایک کرور اسی لاکھ روپیہ کے جواہر و مرصع آلات خلعت و خنجر وغیرہ
انعام مین دیئے۔ ایک کرور ساٹھ لاکھ روپیہ تو ممتاز الزمانی بیگم اور شاہزادون کو دیا
اور بیس لاکھ روپیہ اور ملازمون کو دیا اور ممتاز الزمانی اور شہزادون نے دس لاکھ
روپیہ نذر مین دیا۔ آصف خان یمین الدولہ کو پچاس لاکھ روپیہ کی جاگیر دی اور منصب
ہزاری ذات و نہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مرحمت ہوا اس خاندان مین کوئی
امیر اس مرتبہ پر نہ پہنچا تھا۔

۱۴ شعبان کو جسکی رات لیلۃ البرات مشہور ہے اور متبرک راتون مین شمار
ہوتی ہے اور ہندستان قدر... اور محاسبان قضا مقدار عمر و مبلغ عمر تمام خلائق
سنے مقرر کرتے ہین صلحا و اتقیا لیلۃ القدر کی قدر و منزلت کرکے جاگ کر عبادت

کرتے ہین پادشاہ نے اس رات کو بڑی روشنی کرائی اور بہت روپیہ مستحقون کو مرحمت
کیا۔ ماہ رمضان مین پادشاہ نے علاوہ یومیہ مدد معاش کے تیس ہزار روپیہ نقد
اہل احتیاج کو دیا۔ غرہ شوال کو عید ہوئی۔ پادشاہ گھوڑے پر سوار ہوکر عیدگاہ مین
گیا اور نماز ادا کی اور آنے جانے مین بہت روپیہ نثار کیا۔ دریائی خان روہیلہ جسکو
پادشاہ نے ایام شاہزادگی مین تربیت کیا تھا وہ جنیر مین پادشاہ سے جدا ہوکر
خان جہان صوبہ دار دکن پاس چلا گیا تھا اور اس کو نمکی اور کافر نعمتی پر بس
نہین کی بلکہ اور فاسد اندیشے اور کاسد خیال کیے جب شاہ جہان پادشاہ
ہوا تو عفو تقصیر کے لیے وہ حاضر ہوا۔ شاہجہان نے عفو تقصیرات کو تکملات مراسم
جہانداری و متممات مکارم فرمان گذاری جان کر اسکے جرمون سے چشم پوشی کی
اور خلعت اور منصب چار ہزاری ذات و سہ ہزار سوار مرحمت کیا۔ اٹھارھوین
رمضان کو آدھی رات کو جھجھار سنگہ بندیلہ بھاگ گیا۔ نہم شوال کو مرزا رستم صفوی
اور اسکے دو بیٹے مرزا مراد مخاطب بہ التفات خان اور مرزا حسن صوبہ بہار سے
آگئے۔ انکو خلعت مرحمت ہوا۔ مرزا بوڑھا تھا مرض نقرس مین مبتلا تھا ایک لاکھ
بیس ہزار روپیہ سالانہ اسکا مقرر ہوا کہ وہ دار الخلافہ مین اپنی زندگی آرام سے بسر کرے

نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان کا حملہ کابل پر اور مراجعت۔

نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان کو جہانگیر کے انتقال کی خبر پہنچی اور اس کو
یہ معلوم ہوا کہ شاہ جہان دکن مین جنیر کے اندر ہے اور ابھی وہ پادشاہ نہین
ہوا اور اس وقت ہرج مرج ہو رہا ہے اور سلطنت کے عقد مین خلل پڑ رہا ہے اور
غرض پرستون کی زیادہ سری و جاہ طلبی سے سرحدون کے نظم و نسق مختل اور
مہمات ملکی و مالی مہمل معطل ہو رہے ہین تو اسنے میدان خالی دیکھ کر اور فرصت
کو غنیمت سمجھ کر . . . ملک کابل پر اور اسکے مضافات پر ترکتاز کی باوجودیکہ
اسکے بڑے بھائی امام قلیخان والی توران نے اسکو بہت تاکید کے ساتھ
منع کیا مگر اسکا کہنا اسنے نہ مانا اور پندرہ ہزار سوار ازبکیہ و المانان لے کر

کابل کی طرف روانہ ہوا۔ جب بادشاہ پاس خبر آئی کہ نذر محمد خان ولایت کابل مین آگیا ہے اور قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اُسنے احتیاطاً سپہسالار مہابت خان خانخانان کو اوزبکون کی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ مہابت خان سے ایک ساتھ کئے پہلے بھی لشکر کی سرکردگی خواجہ ابوالحسن مشہدی مخاطب بہ لشکر خان کابل روانہ ہو چکا تھا جب مہابت خان سرہند مین آیا تو معلوم ہوا کہ اوزبک فرار ہو گئے تو بادشاہ نے اسکو اپنے پاس آنے کا حکم دیا اور معتقد خان لاہور سے جہانگیر کی پردگیان حرم کو دارالخلافہ مین لانے کے لئے روانہ ہوا۔ نذر محمد خان کے بھاگنے کا حال یہ ہے ولایت کابل کی سرحد مین جب نذر محمد خان آیا تو اول ضحاک و بامیان کی نواحی مین آیا اور قلعہ ضحاک کی تسخیر کو پیش نہاد خاطر کیا۔ اس سرزمین کا کوئی قلعہ سختی و دشواری مین قلعہ ضحاک کی برابر نہین ہے اُسنے اپنے بیٹے عبدالعزیز سلطان کو عبدالرحمن کے اتالیق اور چند اور کار آزمودہ بہادرون کے ساتھ پہلے روانہ کیا اور پیچھے خود روانہ ہوا۔ خنجر خان ترکمان قلعہ دار ضحاک نے خوب مقابلہ کیا اور اوزبکون کو خوب مارا اور انکو بھگا دیا۔ نذر محمد خان نے انکو بڑی سرزنش و ملامت کی۔ ۱۵ رمضان کو امرائے مذکور نے چارون طرف سے قلعہ پر حملہ کیا مگر خنجر خان نے اپنی دلاوری سے سب کو ہزیمت دی۔ جب نذر محمد خان نے جانا کہ قلعہ آسانی سے ہاتھ نہین آ سکتا تو اسنے یہ ارادہ کیا کہ قلعہ کابل کو کہ بظاہر خالی ہے چل کر لے لیجے جب وہ ہاتھ آجائیگا تو اور قلعون کا ہاتھ آنا آسان ہوگا وہ اس ارادہ سے روانہ ہوا۔ غوربند و چاریکاران اور اسکے اطراف کی راہ بند کی گئی تھی ناچار اسنے سیاہ سنگ سے کابل کا آہنگ کیا اور نواح بلغان مین آیا اور سنگر لغمان و بلند اکو توڑا (سنگر عبارت اس سے ہے کہ کوہسارون کی تنگنا ؤن مین دیوار پتھرون کی بنا کر پناہ گاہ بنائین) ولایت مین داخل ہوا اور سرزمین مین جتنے مسلمان رہتے تھے انکو بالکل لوٹ لیا جو کچھ ہاتھ آیا لے لیا اس تاراج و اسیر

کرنے کے بعد کابل کی طرف متوجہ ہوا۔ شہر سے پانچ کوس پر آیا اور نگر و تنزہ پر سے اُس نے
مکاتیب طرح طرح وعدہ و عید و بیم کے بندہائے پادشاہی اور اہالی دیوانی پاس صالح
ایسک قاسی وغیرہ کے ہاتھ بھیجے۔ یعقوب بدخشی و بابچو قلیچ خان و شمشیر خان مبین خان
و عبدالرحمن ترباتی اور امراء نے دروازہ دہلی کے باہر انجمن مشورہ کرکے ان فرستادوں
کو اپنی محفل میں طلب کیا اور مراسلات کے مضمون پر مطلع ہو کر سب نے کہا کہ ہم
فدیوں کی جب تک جان باقی ہے اپنے پادشاہ کے دشمنوں سے لڑنے میں جانبازی
کے سوا اور کوئی کام نہیں کرینگے بمقتضائے الدین النصیحۃ ہم تم کو نصیحت کرتے ہیں
کہ اہل قلعہ کی کومک کو لشکر عنقریب آنیوالا ہے تم اس قلعہ کی تسخیر کی ہوس نہ کرو اور
اپنے ملک کو مراجعت کرو۔ اگر لشکر آگیا تو پھر تمکو اپنے گھر پہنچنا میسر نہ ہوگا اور اگر ہوگا
تو بدشواری و خواری۔ ایلچیوں نے یہ حال جاکر نذر محمد خان سے کہا اُسنے پنجم ماہ
شوال سنہ ۳۸ کو قلعہ کابل کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور ہر روز یورش ہوتی اور
طرفین سے کشش و کوشش ہوتی اور غالب و مغلوب ہوتے۔ جب مورچال
خندق کے کنارہ پر پہنچ گئے تو ایک دن میر موسیٰ نے قلعہ سے باہر نکل کر دشمنوں
پر بہادرانہ حملہ کیا اور انکے مورچوں کو خاک کی برابر کیا اور فتح پائی اور بہت سے
ہتھیار چھین لئے۔ مگر خود قتل ہوا۔ غرض تین مہینے تک محاصرہ رہا۔ آخر کو پادشاہی
لشکر غالب رہا۔ لشکر خان جب پشاور میں آیا تو اُسنے اپنے بیٹے سزاوار خان کو لشکر
کے ساتھ آگے روانہ کیا۔ ظفر خان بھی جو پادشاہ کے حکم سے اس خدمت پر مامور
ہوا تھا پشاور سے اپنی افواج کے ساتھ لشکر خان کے ہمراہ بطور منقلا کے
سزاوار خان کے بعد روانہ ہوا اور چار پانچ دن میں جلال آباد میں آیا۔ اور
گندمک میں پہنچا جب لشکر اوزبک میں لشکر خان کے آجانے کی خبر آئی تو اسکو
کمال ترس و بیم ہوا جب لشکر خان موضع تاریک آب میں کہ کابل سے بارہ کوس پر ہے
آگیا تو نذر محمد خان کو اسکی اطلاع ہوئی اور اُسنے سُنا کہ مہابت خان کو

بھی لشکر کے ساتھ روانگی کا حکم ہوا ہے تو اسنے سوچا کہ لشکر پے در پے چلا آتا ہے اس صورت میں کارگری سے اور چارہ چارہ سازی تدبیر سے باہر ہو جائیگا بھاگنے کو بھی جگہ نہ رہیگی مناسب ہے کہ عقل کے موافق کام کیا جاے۔ انجمن مشورہ کو منعقد کیا۔ رد و قبول کے بعد یہ بات قرار پائی کہ صلاح وقت یہ ہے کہ لشکر شاہی سے مقابلہ کیا جاے۔ اسنے قلعہ کا محاصرہ چھوڑا اور وہ موضع نگرامی میں آیا لشکر خان بھی نگرامی کو روانہ ہوا اور اسنے اپنے ہراول کو حکم دیا کہ فوراً غنیم کی طرف متوجہ ہو۔ نذر محمد خان یہ حال دیکھ کر سست ہوا اسکے لشکر میں لٹیرے بہت تھے وہ کابل کے محاصرے میں جو تین مہینے رہا پراگندہ ہو گئے تھے اب نذر محمد خان پاس آٹھ ہزار سوار رہ گئے اس سبب سے بھی اسکے ثبات قدم میں تزلزل ہوا۔ ۹ محرم سنہ ۳۲ کو بھاگنے کو غنیمت جانا اور غوری کی راہ سے تین روز میں پندرہ روز کی راہ طے کر کے نواحی بلخ میں پہنچا اور لشکر خان ۱۲ محرم سنہ ۳۲ کو کابل میں داخل ہوا اس فتح کی تاریخ لفظ لشکر فتح ہوئی اس نے تمام حال فتح کا بادشاہ کو لکھا نذر محمد خان نے کابل کی رعیت اور باشندوں کو سخت اذیت دی تھی اور قزاقی کے طریقہ سے اس دیار کے سادات و شرفاء و صلحاء و علماء و مشائخ کو بہت ستایا تھا تین مہینے تک محصوروں اور رعایا و مالگزار پر کمال صعوبت گذری تھی بادشاہ نے اس ظلم پر اطلاع پا کر ایک لاکھ روپیہ قاضی زاہد کے ساتھ کابل روانہ کیا کہ سادات و شرفاء و صلحاء جو لٹ گئے ہیں انکو دیدے۔ باوجود فتح کے بادشاہ کو مسلمانوں پر ظلم ہونے سے ملال ہوا۔

کہتے ہیں کہ نذر محمد خان کو اس غارت گری میں بلخ و بدخشان کے ایک سال کے محصول سے دو چند سہ چند مال ہاتھ آیا ولایات بلخ و بدخشان اور اس کے اعمال اور بالکل ماوراء النہر و ترکستان . . . .

جوان دو بھائیون نذر احمد خان و امام قلی خان پاس ہین
ان کے دفاتر کی نقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمہ جہت مال . .
وجوہات وسائر جہات ونقدی وغلہ وجمع خراج وارتفاعات وزکوٰۃ قریباً ایک
کرور بیس لاکھ سکہ حالی ہے جو یہان رائج ہے جسکے ہندوستان کے تیس لاکھ روپئے
ہوتے ہین انہین سے ۱۶ لاکھ روپئے امام قلیخان کے مداخل کے اور چودہ لاکھ روپیہ
نذر محمد خان کے محاصل کے ہین ان دونو بھائیون کی آمدنی خاندوران بہادر
نصرت جنگ صاحب صوبہ مالوہ کی برابر ہے ان دو پادشاہون کی آمدنی ہندوستان
کے ایک صوبہ . . کی برابر ہی اصفہان کی جاگیر ہر سالہ پچاس لاکھ روپیہ کی ہے -
ہر ایک بھائی کی آمدنی سے ساڑھے تین گنی بلکہ زیادہ - غرض ہندوستان کی
آمدنی سے ایران توران کی آمدنیون کو کچھ نسبت نہین ہے - جو ہندوستان کے
مسلمان پادشاہ کی آمدنی تھی وہ کہین اور مسلمان پادشاہ کی آمدنی نہین ہوئی

وجہ تسمیہ سہرند

سہرند کو پہلے سرہند کہتے تھے اور اب بھی سرہند کہتے ہین سلاطین غزنویہ کے
زمانہ مین یہین تک ملک قبضہ مین تھا اس سے آگے ہندوستان کے فرمانروا
سلطنت کرتے تھے اس لئے سرہند کا نام اسم بامسمی تھا جب سارا ہندوستان
مسلمانون کے قبضہ مین آگیا تو اسکا نام سرہند سے بدل سہرند رکھ دیا -

ایوان چہل ستون کی تعمیر

پہلے پادشاہون کے زمانہ مین دیوان عام مین جب پادشاہ دربار کرتا تو بندگان
شاہی کے سر پر کوئی سایہ ایسا نہ ہوتا تھا کہ دہوپ و مینہ سے بچاؤ ہوتا اس لئے
پادشاہ نے حکم دیا کہ عمارت عالی چہل ستون بنائی جائے کہ دیوان عام مین
بیٹھنے کے وقت تابش آفتاب و رحمت نزول کی امراء کے لئے زحمت نہو - یہ
عمارت جھروکہ دولتخانہ خاص و عام مین ستر گز لمبی و بائیس گز چوڑی چالیس روز
مین پادشاہ کی مرضی کے موافق تیار ہوئی - اس ایوان کے تین طرف رائین ہین
جن مین امرا و خدمت پیشہ و منصبدار روشناس آنے جاتے ہین ایک چاندی کا کٹہرا

جسکو ہندی مین کٹہرہ کہتے ہین لگایا گیا ہے۔ اس ایوان مین ہر امیر کے لئے ایک جگہ معین ہے زیادہ تر امیر اس محجر سے بیٹھے لگاکے اور بعض زیادہ تر مقرب امیر دوستونون سے جو جھروکہ کے نزدیک یہان کھڑے ہین۔ قور بردار زرین علم اور طوغ و قور خاصہ انکے بائین طرف بلشت بدیوار قیام کرتے ہین۔ اس عمارت کے آگے ایک صحن وسیع ہے اسکے گرد ایک رنگین چوبین محجر ہے اور اسپر مخمل و زربفت کا سائبان لگاتے ہین اس مین منصب دار دہ صدی سے زیادہ اور احدی کماندار و تفنگچی اور کچھ تابین امراکے بار پاتے ہین دولتخانہ خاص و عام اور ان دونو محجرون کے دروازون پر گرز برداران اور یساولون کا پہرہ رہتا ہے وہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے ہوتے ہین وہ بیگانون کو اور انکو جنکا مرتبہ آنے کا نہو روکتے ہین۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ لاہور مین بھی جھروکہ دولتخانہ خاص و عام کے سامنے اسی طرح کا ایک ایوان بنایا جاے اور شاہ جہان کی عمارت تمام کرین۔

امام قلی خان والی توران نے جہانگیر کی حیات مین اس مضمون کا عریضہ بھیجا تھا کہ شاہ عباس نے فرصت مین قندھار پہ تصرف کیا ہے۔ اگر بادشاہ شاہزادہ شاہجہان کو مہم تسخیر قندھار پر مامور فرمائین تو ہم دونون بھائی جنکو آپ اپنا فرزند جانتے ہین رفاقت کرکے قندھار کو تصرف مین لاکر ماوراء النہر و بلخ و بدخشان کو تصرف مین لائین اور ان ولایات مفتوحہ مین سے جو کچھ کو آپ عطا فرمائینگے مین اسپر قناعت کرونگا اور ہمیشہ ملک قدیم و جدید کی امداد و اعانت مین کوشش کرونگا جہانگیر اس نامہ کے مضمون پر مطلع ہوکر اس کام کے لئے لشکر آمادہ کرتا تھا کہ اسکو موت آگئی جب شاہجہان نے جلوس کیا تو باوجودیکہ نذر محمد خان اسکے بھائی نے کابل مین تاخت و تاراج کی تھی مگر امام قلیخان نے پھر مضمون مذکور تحریر کیا اور خواجہ عبدالرحیم تہران بادشاہ کے حضور مین آیا مگر خواجہ اس جہان سے اُس جہان کو چلا گیا اس سبب سے جواب مین تاخیر

ہوئی - مقدمہ کابل کی رفع حجاب کے لئے بادشاہ نے جواب لکھا اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے جواہر و آلات مرصع اور نقد حکیم محمد صادق پسر حکیم ہمام کے ہاتھ روانہ کئے اور خواجہ محمد صادق پسر خواجہ عبدالرحیم مرحوم کو بیس ہزار روپیہ صاحبقران کے روضہ کے مجاوروں کے لئے دے کر حکیم کے ساتھ روانہ کیا اور دس ہزار روپیہ انعام خواجہ حسن برادر کلان خواجہ کو انعام دیا اور یہ نامہ لکھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ آپکا گرامی نامہ محرک سلسلہ صداقت ہوا اسکے جواب میں دو سببوں سے تاخیر ہوئی - اول خواجہ عبدالرحیم کے فوت ہونے سے دوم نذر محمد خان کا بے فکری اور ناتجربہ کاری کی سبب سے جو ایام شباب کے لئے لازم ہے کابل کی تاخت و تاراج کرنا - امید ہے کہ ہمیشہ یہی طریقہ برادرانہ ہمارے تمہارے درمیان جاری رہے -

ججھار سنگھ بندیلہ کی سرزنش کو روانہ ہونا

نرسنگھ دیو بندیلہ جہانگیر کی ایام شاہزادگی سے خدمت مین رہتا تھا اور شیخ ابوالفضل کو قتل کرکے اسنے محرمیت اور اعتبار کو بہت بڑھایا تھا - آخر سلطنت مین بادشاہ کی علالت کے سبب سے انتظام سلطنت مین خلل پڑا اور امراء طمع آمود بیدار کار بھیڑا اور بازپرس کا ہنگامہ افسردہ اور بازخواست کا بازار کساد ہوا تو اسنے رشوت کو دست آویز بنا کے ان زمینداروں کی محال پر جو اسکی ولایت کی حوالی مین تھین دست تعدی و تطاول دراز کیا - ثروت و مکنت - و خزائن و دفائن اور مواد جمعیت و دستگاہ و ولدیت سپاہ حاصل و سپاہ ایسی بہم پہنچائین کہ سارے ہندوستان مین کسی راجہ کے پاس نتھین وہ جہانگیر کے مرنے سے تین چار مہینے پہلے مرگیا ججھار سنگھ اسکا بیٹا اسکا جانشین ہوا - باپ نے جو املاک و اموال اس مدت مدید مین جمع کئے تھے وہ یکبارگی بے محنت اس ناخلف کو ہاتھ لگے شاہ جہان بادشاہ ہوا سلطنت مین تشخیص معاملات و تنقیح مہمات ہونے لگین جس سے بیم و امید پیدا ہوئے ججھار سنگھ کے دل مین ایسے توہمات باطل و تخیلات لاطائل پیدا ہوئے کہ وہ آدھی رات کو دارالخلافہ اکبرآباد سے اپنے وطن کو بھاگ گیا

اسکو اپنی دولت موفورہ اور قلاع حصینہ اور اشجار متراکمہ جسکی حفاظت مین اس کے
باپ دادا برسون رہے تھے غرور تھا وہ بھاگ کر اوندچھہ مین جو اسکی پناہ جاے
تھی پہنچا۔ لشکر کو تیار اور قلعون کو مستحکم اور اسباب قلعہ داری کو جمع اور مداخل و
مخارج کو محکم کرنے لگا اور بعد ان مردم آزار کا طریقہ اختیار کیا۔ رعایا و مسافرون
کے ملک و مال پر دست اندازی کی۔ جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اُسنے خانخانا
مہابت خان سپہ سالار کو دس ہزار سوارون اور پانچہزار بندوقچیون اور پانچسو
بیلدارون و تبردارون کو گوالیار کی راہ سے اسکے تعاقب مین بھیجا۔ سید
مظفر بارہ و اسلام خان و دلاور خان و سردار خان و راجہ رامداس و نظر بہادر
اور دس اور امیر اسکے وطن کے خراب کرنے اور اسکے استیصال کے لئے تعین کئے اور
مہابت خان کو ایک لاکھ روپیہ دیا خانجہان لودی صوبہ دار مالوہ کو حکم ہوا کہ
اس صوبہ سے اپنے ہمراہیون اور کمکیون کو لیکر مہابت خان کی کمک کرے۔
بہارت سنگہ بندیلہ جو اس ولایت کے ارث کے سبب سے ججہار سنگہ سے عداوت
رکھتا تھا اسکو بھی اس مہم مین شریک کیا عبد اللہ خان فیروز جنگ مامور ہوا کہ کالپی
کی سپاہ اس ملک مین لے جاوئے اور بہادر خان روہیلہ کو حکم ہوا کہ دو ہزار بندوقچی
اور بہت سے بیلدار و تبردار لے کر جانب شرقی سے اوسکی گوشمالی کرنے کے لئے
روانہ ہوا اور یمین الدولہ کی فوج مین سے دو ہزار سوار بسرداری محمد باقر بھیجے گئے
غرض کل لشکر ۲۷ ہزار سوار و ۲ ہزار تفنگچی ۵ سو بیلدار اس راجہ کی استیصال کے لئے
روانہ ہوے اور بادشاہ خود شکار کے لیئے اس دیار کی طرف روانہ ہوا۔ فتح پور مین
آنکر سال سی و نہم عمر کا جشن وزن قمری کیا اول ربیع الثانی ۱۰۳۶ کو یہ مجلس آراستہ
ہوئی۔ انعام اکرام بہت کچھ ہوا۔ پھر جشن سے فارغ ہوکر سیر و شکار کے لیئے قلعہ گوالیار
کی طرف متوجہ ہوا۔ قلعہ کے مکانون کی سیر کی۔ قیدیون کے مکان پر گذر
ہوا انکے حال پر رحم آیا۔ سواے چند آدمیون کے جنکا حبس دائمی شرعاً

عرفاً واجب لازم تھا قید رکھا اور باقی کو جو عذاب شدید مین گرفتار تھے خلاص
کیا لشکرون نے جھجار سنگہ کے قلعہ کو جا کر گھیر لیا اور اسکے آدمیون کو قتل کرنا شروع کیا
بادشاہ کے گوالیار مین آنے سے قلعہ کش سپاہ کو تقویت ہوئی اور جھجار سنگہ کا دل
شکستہ ہوا وکیل زبان فہم کو بھیجکر معروض کیا کہ اگر میری تقصیرات اور گناہ معاف
ہون تو پھر مین نافرمانی نہین کرونگا اس ضمن مین یہ خبر آئی کہ عبد اللہ خان و
بہادر خان روہیلہ و بھارت سنگہ بندیلہ نے قلعہ ایرچ کو فتح کر لیا اور تین ہزار
آدمیون کو قتل کیا بادشاہ نے بھارت سنگہ بندیلہ کو نقارہ سے بلند آوازہ کیا
لشکر جھجار سنگہ کا بھی کام تمام ہوتا کہ مہابت خانخانان نے بادشاہ سے
اسکی تقصیرات کو معافی کی درخواست کی بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ ہمارے پاس
آنکر آستان بوسی کرے ۔

نظام الملک سے بالاگھاٹ کا چھوڑانا

پہلے بیان ہوا ہے کہ جہانگیر کے مرنے کے بعد اور شاہجہان کے تخت پر بیٹھنے
سے پہلے خان جہان لودی نے تمام محال بالاگھاٹ کو نظام الملک کے حوالے
کر دیا تھا جب شاہجہان بادشاہ ہوا تو اس نے نظام الملک کو فرمان بھیجا کہ
بالاگھاٹ کی محال جو پہلے ہماری سلطنت سے متعلق تھی اور بدنظمی کے سبب سے
تم اسپر متصرف ہو گئے تھے اس سے دستکشی کرکے پھرا دو اپنی دولت کو بازگشت
کرو اور فرمانبرداری اختیار کرو اور خودسری و خودکامی کو چھوڑو اگر ان محال کے
چھوڑنے مین اہمال کروگے تو خان زمان کو جو اپنے باپ کی جگہ نیابت مین
کام کر رہا ہے حکم دیا جائیگا کہ وہ لشکر کو لیکر بالاگھاٹ پر متوجہ ہو اور ان محال کو
تمہارے تصرف سے نکال لے اور سرکشی کی سزا دے نظام الملک نے بادشاہ کے
حکم کی اطاعت کی اور بالاگھاٹ کے اماکن کو بندہای بادشاہی کو حوالہ کیا
اور عرض کیا کہ سید کمال قلعہ دار بیر اپنا قلعہ بادشاہی آدمیونکو نہین حوالہ کرتا
جب نظام الملک کی عرضداشت آئی تو یہ حکم ہوا کہ خان زمان لشکر لیجا کر

بیر کو جسکی آمدنی دس کروڑ دام کی ہی تسخیر کرے۔ جب وہ لشکر لیکر آیا تو سیدال نے
قلعہ اسکو حوالہ کر دیا پھر خان زمان برہان پور کو چلا گیا۔ جس وقت خان زمان بیر کی
تسخیر پر متوجہ ہوا تو نظام الملک نے حیلہ سازی و مکر پردازی سے ساہو جی بھونسلہ کو
چھ ہزار سوار دیکر دولت آباد سے روانہ کیا کہ خاندیس کے ملک مین شورش برپا کرے
جسسے شاید قلعہ بیر کی فتح مین التوا ہو دریا روہیلہ جو پشادوہ کا جاگیردار تھا
ہوا اور سیل کی طرح دوڑا اور اسنے ان سرکشون کو میان دواب تپتی اور نربدا
مین گھیر کر ملک سے باہر کر دیا اس سال مین بادشاہ نے چار لاکھ ایک سو بیس منع
درولبست علاوہ بہت سی نقد کے بوسیلہ صدر کے طبقہ ارباب استحقاق کو مرحمت کی

واقعات سال دوم جلوس سنہ ۱۰۳۸ مطابق ۲ دسمبر ۱۶۲۸ء

غرہ جمادی الثانی ۱۰۳۸ھ کو سال دوم جلوس کا آغاز ہوا اسی تاریخ مین معتقد خان جو
جہانگیر کے مستورات حرم کو لاہور سے اکبر آباد مین لایا تھا گوالیار مین آستان بوس ہوا
۳۰ تاریخ کو عمر کے ۳۷ سال ختم ہونے اور ۳۸ سال کے شروع ہونے پر شمسی وزن ہوا
ایک مرتبہ سونے سے اور دوسرے مرتبہ چاندی سے اور دس بار اور اجناس سے
بادشاہ نے اپنے تئین تولا ان اشیا کو بخشش کر دیا اگرچہ بادشاہ سلخ ربیع الاول
۱۰۰۰ھ کو پیدا ہوا تھا مگر یہ مقرر ہوا تھا کہ اگر اس تاریخ کو اوضاع فلکی کے موافق
ساعت مین ضعف ہو تو مجلس جشن ہر برس وزن کے اندر کسی اور تاریخ مین منعقد ہو۔
۲۳ کو بادشاہ نے گوالیار مین ۳ روز رہ کے اکبر آباد کی طرف مراجعت کی
اور ۲۸ ماہ ۔۔ روز بعد بادشاہ دار الخلافہ مین آیا اس تاریخ مین مہابت خان جو
بندیلہ کی مالش کے لئے مقرر ہوا تھا وہ بادشاہ کی خدمت مین آیا اور اسنے
عرض کیا کہ جھجھار سنگھ کو کورنش کی اجازت ہو۔ بخشیان عظام کو حکم ہوا کہ اسکو
لائین مہابت خان نے فوطہ اسکی گردن مین ڈالا اور اسکے دو نو سرے اپنے

بغاوت جھجھار سنگھ والی اوندچھہ

ہاتھ مین پکڑے گناہ گارون کے طور پر حضور کی پیشگاہ مین عفو گناہ کے لئے پیش کیا
اُس سے ہزار مہر نذر مین لیگئین اور پندرہ لاکھ روپیہ جرمانہ کے طور پر لیا اور اُس کے
تمام ہاتھیون مین سے چالیس ہاتھی چھانٹ کر لئے اور حسب الحکم اہل دیوان نے اسکی
تمام جاگیر مین سے منصب چار ہزاری چار ہزار سوار کے موافق جاگیر واگذاشت
کی اور اوسکی باقی جاگیر خانجہان و عبد اللہ خان بہادر و سید مظفر خان و بھارت سنگ
بندیلہ اسکے بھائی کو مرحمت ہوئی اور یہ حکم ہوا کہ جھجھار سنگھ دو ہزار سوارون و دو ہزار
بندیلہ پیادون کے ساتھ دکن مین خدمات بجا لائے اور اپنے ہمسایہ کے محالات
جو اس نے ظلم و ستم سے اپنے قبضہ مین کر لی تھین انکو بالکل چھوڑ دے اور کبھی پھر اونکو
ہاتھ نہ لگائے۔

۲۴ رجب ۱۰۳۷ کو نوروز ہوا اس روز مہد علیا ممتاز الزمانی بیگم کا دس لاکھ روپیہ
. . . . پر ایک لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوا۔ مہابت خان خانخانان دکن کا
صوبہ دار ہوا۔ دیوانی کل علاقے افضل خان شیرازی کو مرحمت ہوئے اسکی وزارت کی
تاریخ ع شد فلاطون وزیر اسکندرے ہوئی وہ دار العلم شیراز سے تعلیم پاکر ہندوستان
مین آیا تھا اور میر سامانی کے مہام میر جملہ کو جسکا نام محمد امین تھا عنایت ہوئی۔
۲۷ رجب کو بادشاہ نے دس ہزار روپیے مستحقون کو خیرات کیئے اور یہ مقرر ہوا کہ
ہر سال یہ روپیہ اس شب متبرک کو اور دس ہزار روپیہ ۱۵ شعبان کو اور تیس ہزار روپیہ
ماہ رمضان مین اور دس ہزار روپیہ عشرہ محرم مین اور دس ہزار روپیہ بارھوین
ربیع الاول کو محتاجون اور نیازمندون کو دیا جاوے اسکے عہد مین ساری یہ خیراتین
جاری رہین۔
ان دنون مین کابل کے وقائع نویس کے نوشتہ سے بادشاہ سے عرض کیا گیا
کہ لشکر خان صوبہ دار کابل نے ایک جماعت لشکر کو بسر کردگی یالجو قلیج و خنجر خان
و عوض بیگ قاقشال کے بامیان کے قلعہ کی تاخت کے لئے بھیجا۔ سرحد کابل و

جشن نوروز و تعیین خیرات۔

یورش بامیان۔

بلخ پہ یہ سے بیرانا قلعہ ویران پڑا تھا - جب نذر محمد خان نے کابل سے غوربند کی راہ سے فرار
کیا تو ملنگتوش نے افشار مراجعت مین راہ ضحاک مین اپنے ایماقات مین سے اس قلعہ مین
اوزبکون کا ایک گروہ چھوڑا اور اسکے حکم سے اوزبکون نے قلعہ کی مرمت کی اور آذوقہ
جمع کیا جب فوج شاہی قلعہ ضحاک مین پہنچی تو یہ اوزبک قلعہ اور سامان کو چھوڑ کر بھاگ گئے -
پادشاہی لشکر نے وہان پہنچکر اس قلعہ کو بالکل مسمار کر دیا -

محمد اکبر شاہ غازی پاس چھ ہزار ہاتھی تھے مگر ایک بھی انمین سفید ہاتھی نہ تھا سفید
ہاتھی کی تمنا مین اسکی عمر ختم ہو گئی اور یہ وہ نہ ہاتھ لگا - ان دنون مین خواجہ نظام تاجر
جو بنادر پیگو و اچی کی طرف گیا وہان ایک ہاتھی جسکا رنگ مائل بخاکستری تھا خریدا -
اگرچہ وہ بہت لاغر تھا مگر ندرت رنگ کے سبب اسکو مول لیا اور ہندوستان کا
ارادہ کیا - بارہ سال یہ ہاتھی اس پاس رہا - روز بروز رنگ اسکا سفید ہوتا گیا -
جب دلیر خان کو جسکی جاگیر مین یہ سوداگر مدتون رہا تھا - اس ہاتھی کی خبر ہوئی تو اسنے
اس کمیاب گران بہا جانور کو خاطر خواہ قیمت سوداگر کو دیکر خریدا اور بطریق پیشکش کے
پادشاہ پاس بھیجا جسنے اسکا نام گنج پتی رکھا -

پنجم صفر کو یمین الدولہ نے دو زناردار ہندی پادشاہ کے روبرو پیش کئے اور عرض کیا
کہ یہ دونو دس ہندی بیتین جو دس شاعرون نے تازہ کہی ہون اور کسی نے سنی
ہون ایک دفعہ مین سنکر یاد کر لیتے ہین اور ان ابیات کو اس ترتیب سے کہ شعرا نے پڑھے
ہین از بر سنا دیتے ہین اور دس بیتین اس وزن اور مضمون کی بدیہہ کہہ دیتے ہین
اسکا امتحان ہو کر دونو کو خلعت اور ہزار ہزار روپیہ انعام دیا گیا -

خان جہان لودی جسکا اصل نام پیرم یا پیرا تھا - جہانگیر کی سلطنت مین ادنی درجہ
سے اعلی مرتبہ پر پہنچ گیا تھا - یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب دکن مین شورش ہوئی اور
وہ دکن کا صوبہ دار تھا تو اسنے نظام الملکیون سے سازش کرکے ولایت بالاگھاٹ
چھ لاکھ ہن کی طمع مین آکر دیدی جسکی ۵۵ کروڑ دام کی جمع تھی اور کروڑون ہون

فیل سفید دادن خواجہ

خان جہان لودی کا حال اور اسکا مارا جانا

اور لاکھون سادات واشراف آدمیون کی جانون کے عوض مین دو بادشاہون کو
ہاتھ لگی تھی جب شاہجہان نے اکبرآباد آنے کا قصد کیا تو جان نثار خان کے ہمراہ فرمان
طلب اپنے دستخط خاص سے لکھکر بھیجا اور اسکو تکلیف رفاقت ازراہ لطف کی اسکے جواب مین
کلمات لایعنی اور لغو زبان پر لایا اور حکم بجا نہ لایا اور اسکے سوا تنہا ظ فی یہ کی کہ برہانپور
سے مالوہ مین آیا اور بعض محالات کو تاخت وتاراج کیا اور منڈو کا محاصرہ کیا جب
شاہجہان کے جلوس کی خبر اُسنے سنی اور راجہ جے سنگہ وگج سنگہ اور بہلول وغیرہ
اسکی ہمراہی سے جدا ہوئے تو اُسنے محاصرہ چھوڑا اور برہانپور مین چلا گیا اور بعد
ازان اُسنے بادشاہ کو عریضہ لکھبیجا جس مین جلوس کی تہنیت دی اور ایام گذشتہ
کے افعال کی ندامت کا اظہار کیا۔ اگرچہ بادشاہ جانتا تھا کہ اسکے زبان و دل متفق
نہین ہین مگر وہ عذرخواہ ہوا ہے اُس نے اپنی خطابخشی وجرم پوشی کی وجہ سے صوبہ
برہانپور وبرار پر چند مدت کے لئے بحال کردیا اور جب مہابت خان کو دکن کا
صوبہ دار مقرر کیا تو اسکو مالوہ کی صوبہ داری پر سرافراز کیا پھر وہ مہم جھجہار سنگہ کی کے واسطے
لئے مقرر ہوا اور فتح کے بعد بادشاہ کے حضور مین آیا۔ بادشاہ کوئی کم التفاتی کی بات
زبان پر نہ لایا۔ بلکہ اُسکے حال پر سابق سے التفات کیا کہ وہ کینہ خواہ ظاہر بینون کے لئے
بہت عجیب وغریب تھا۔ مگر مشہور ہے کہ الخائن خائف (خیانت کرنے والا خوف کرنیوالا
ہوتا ہے) وہ اپنی تقصیرات سے جو اندازہ تحمل سابق سے زیادہ تھین ترسان ولرزان
رہتا تھا۔ اُسکے بیٹون کا ہمدم وہم بزم مخلص خان کا بیٹا لشکری تھا۔ اُس نے خوش طبعی کے
طور پر دوستی کے اظہار کے لئے اُنسے کہا کہ باوجود ان تقصیرات کے بادشاہون کی تدابیر
سے غافل رہنا اور اندیشہ انتقام سے فارغ ہونا حزم ودانائی سے باہر ہے آجکل
مین تمہارے اعمال ناصواب کی سزا تمہاری حال پر عائد ہوگی۔ اس ذکر کو بیٹون
نے خانجہان خان کو مطلع کیا یہ بیکس کار اس تذکرہ سے متوہم ہوا اور فکر کرنے
لگا۔ دربار مین جانا اور مجرا کرنا چھوڑ دیا گھر مین گوشہ نشین ہوا اور ایک ہزار سوار کو

اپنے دروازہ پر بٹھاے۔ بادشاہ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو اسنے اسلام خان کو تسلی
کے لئے بھیجا تو حم کے سبب کا استفسار فرمایا اسکے جواب مین اس نے کہا کہ حضور کا مزاج
مجھ سے منحرف ہی اور مجھو اپنی آبرو پر نظر ہے افغان اور کل صاحب عزتون مین آبرو پر
جان و مال فدا ہوتے ہین یہ عذر خواہی کرکے اسنے التماس کیا کہ یا تو جان بخشی کا
خط آزادی جو بندہا قدیم کا توقع رستگاری ہوتا ہے مرحمت ہو یا حکم ہو کہ مین اپنے
سر کو کاٹ کے نیزہ پر لگاکے حضور کی خدمت مین بھیجدون۔ بادشاہ نے فرمایا کہ
اسکی نجات کے لئے امان نامہ یمین الدولہ کی مہر لگاکے دیدین بعد ان عنایات
کے وہ چند روز بدستور سابق مجرا کرنے آیا۔ پھر برہم کار مصاحبون نے یہ مضمون دل
نشان کیا کہ یہ سارے الطاف و عنایتین اسلئے ہین کہ تیرے شجر حیات پر تیشہ
لگے تو پھر اسکے دل مین پہلے سے زیادہ وسواس اور ہراس پیدا ہوے اور اس نے
فرار کی تیاری کی۔ آصف خان کو جب اس بات پر اطلاع ہوئی تو اسنے
بادشاہ سے التماس کیا کہ اسکے گھر پر چوکی بٹھائی جاے۔ بادشاہ نے کہا کہ
بے تحقیق و ثبوت تقصیر چوکی کے بٹھانے سے اسکی خفت ہوگی اس ضمن مین خانجہان
نے جو کچھ ہاتھی اور گھوڑے اور جواہر اس پاس تھے انکی فہرست بناکر بطریق نذرو
پیشکش کے پیش کئے۔ کہ وہ سرکار مین ضبط ہو جائین۔ بادشاہ نے چند لعل چھوڑ کر
قبول کرکے باقی کو معاف کیا آخر کو غضب سلطانی کے توہم سے جو قہر الہی کا نمونہ
ہوتا ہے اور خطاؤن کے خیال سے جو عالم جاہلی و جرم پوشی مین اندازہ قبول
عقل سے زیادہ تھین۔ ایک رات کو دو گھڑی رات گئی اس نے چھوٹے بڑے
متعلقین مین سے بعض کو ہاتھی پر اور بعض کو گھوڑون پر برقع پوش کرکے سوار
کیا اور جریدہ خانہ بدوش ہوکر دو ہزار افغان جرار کہ جنمین اکثر اسکے خویش و
تبار و یک جان و دو قالب تھے اور بارہ فرزند و داماد تھے اور تین سو پیادہ
اور شاگرد پیشہ ہوا خواہ قدیمی تھے ساتھ لئے اور آگرہ سے نقارہ بجاتا ہوا

نکلا اور مرحلہ پیما ہوا ایک پہر رات گئے پادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا پادشاہ نے
اس ساعت خواجہ ابوالحسن و خدمت پرست خان عرف رضا بہادر و سید مظفر خان
بارہہ و نصیر خان وغیرہ نامی امیرون اور نامدار راجاؤن کو اسکے تعاقب مین
روانہ کیا اور شدید سزاول اسکے لانے کے لئے تعین کئے اور پادشاہ دیوان
سے نہ گیا گیارہ گھڑی رات گئی اور چار پہر گھڑیان عرض کرنے اور امیرون کے اطلاع دینے
مین اور شہر کے دروازہ سے باہر آنے مین لگین کہ محمد رضا بہادر میر آتش وغیرہ آٹھ سات
امیرون اور دو تین راجاؤن کا آجانا معروض ہوا پھر اور امیرون کے لئے تاکید
و تہدید و وعدہ و وعید کرکے محل مین پادشاہ تشریف فرما ہوا اس واقعہ مین خدمت
پرست نوکرون کی اطاعت اور پادشاہ کی پرداخت خانہ پروردون کی
اور امور ملکی کی تقید بڑی تعجب خیز ہے کہ تین چار گھڑی کے عرصہ مین سارے امیر
گھوڑون پر زین لگائے اور اونٹون اور ہاتھیون پر اسباب لادکے جنگ کے لئے
تیار ہو گئے۔ دوسرے روز صبح کو چھ گھڑی دن چڑھے خان جہان خان
لودی آب دھول پور پر کہ اکبرآباد سے اٹھارہ کروہ ہے اپنے قبائل اور
فرزندون کو اُتار رہا تھا کہ ناگہان لشکر شاہی پیچھے سے نمودار ہوا اور ایک
دو گھڑی چڑھے مقابلہ و مقاتلہ شروع ہوا۔ خانجہان مال اور عیال کو اُتار کر پھرا اور
دریا کے کنارہ پر قلب مکانون مین مورچے جما گئے اور پادشاہی فوج کو روکا
لشکر پادشاہی مین سے ہر امیر معدودے خاص افسرون کے ساتھ احدیون اور
برقندازون کی فوج لیکر پہنچا تھا باقی سپاہ سیل رواں کی طرح دوڑی
دوڑی ہوئی آتی تھی غرض بہادرون نے مقابلہ مین تقدیم کی خصوصاً
خدمت پرست خان نے توپ خانہ کے آدمیون سے خوب کام لیا اور خواجہ ابوالحسن
بھی اور مرحمت خان بخشی احدیان و سید مظفر خان بارہہ نے ابتدا مین دست و
بازو تیر اندازی مین کھولے دونو طرف سے تیرون کا مینہ برسنے لگا . . .

دلاوران جنگ جو اور مبارزان رزم خو نے آپس مین ہمچشمی کے سبب سے خوب داد
جانبازی کی - خدمت پرست خان کی پیشانی پر تیر لگا - باوجودیکہ اسکے چہرہ پر
خون تلاتل بہ رہا تھا مگر اسنے دم واپسین تک تردد نمایان کیے اور نقد جان
کو اپنی قبیلہ برحق پر نثار کیا - جب بزم کارزار مین شعلہ پیکار بلند ہوا افغانون نے
مرد ربا چپقلشین کین دونو طرف کے لڑنے والون نے موت کو اپنی آنکھون سے
دیکھ لیا - سرکوباد فنا مین دیکھا ایک متاع بے اعتبار زیر پا افتادہ دیکھی - راجہ
بیٹھلداس پرتھیراج مع رجپوتون کی جماعت کے ہندوستان کے دستور کے
موافق گھوڑون پر سے اترے اور افغانون پر حملہ کیا اور زخمی ہوئے خواص خان
بھٹی و رحمت خان نے چند نامور افغانون کو مار کر زمین کو اپنے خون سے گلزار
کیا سید محمد شفیع نبیرہ سید مظفر خان بارھہ اور انیس بارہ کے سیدوان کے ساتھ
داد کے روبرو مارا گیا اور سید مظفر خان اور اسکے پچاس ہمراہی زخمی ہوگئے
راجہ بیٹھلداس چند راجپوتون اور ستر مغل احدیون کے ساتھ مارا گیا - پرتھیراج
راٹھور پیادہ اور خانجہان خان سوار باہم مقابل ہوئے اور ایک نے دوسرے کو
نیزون سے زخمی کیا مگر سالم جدا ہوگئے اور جانین سلامت لے گئے - خان جہان
کے دو بیٹے عظمت خان و حسین خان اور اسکا داماد شمس خان مع اسکے دو بھائی
محمد خان و محمود خان جو عالم خان لودی کے پوتے تھے - یہ پانچون اور نبرد مین
شیر کے بچہ کو رنج دیتے تھے اور فیل دمان کو امان نہ دیتے تھے مع ساٹھ افغانون کے
کہ خان جہان سے دور و نزدیک کا رشتہ رکھتے تھے کشتہ ہوئے اسکے اہل و
عیال کا دریا سے عبور کرنا دشوار تھا اس لئے وہ اس سے پہلے کشتہ ہوئے -
خانجہان کے بیٹے جسوقت لڑائی مین مصروف تھے انکے قسم دینے سے خانجہان نے
فرصت پاکر چند لونڈیون اور دو بیویون کو دریا سے عبور کرایا اور جماعت داؤد
کی جہوتون کی ایک جماعت کو اور سات بیٹون اور خویشون اور افغانون کو

ایک جماعت کو جنگی عورتون نے خود اپنے تئین دریامین ڈبو دیا تھا ساتھ لے کر دریاء
چنبل سے عبور کیا اور کشتیون کے تختون کو جو لشکر شاہی کے پہنچنے سے پہلے اس طرف
دریا کے تھے عین توڑ ڈالا اور راہ راست کو چھوڑکر مرحلہ پیما ہوا باقی سب بہیر صغیر و کبیر
مع مال و عیال زوال و بال مین آنکر تاراج و اسیر و کشتہ ہوئے جب جنگ ختم
ہو لی تو فدائی خان و خواجہ ابوالحسن و معتمد خان و رائے راؤ و خان زمان
و راجہ جیسنگہ وغیرہ امرا اور فوج جو پیچھے رہی تھی متواتر آن کر لشکر سے ملے رات
کی بیداری اور راہ کی ماندگی اور مردون کی تکفین و تدفین کی ضرورت اور
خانجہان کے راہ کی دریافت اور کشتیون کا موجود نہ ہونا یہ سب باتین دریا کے
کنارہ پر توقف کا سبب ہوئین سخت زخمیون کی جماعت عبور کے قصد کی مانع ہوئی
ناچار باقی روز اور تمام شب دریا پر ٹھیرے کشتیون کی تلاش کی۔ مردون کو
دفن کیا۔ نیم جان زخمیون کی مرہم پٹی کی دوسرے روز دوپہر کے بعد دریا سے
عبور ہوا۔ اور خانجہان اور ان امیرون کے درمیان جو تعاقب کے لئے دریا سے
پار ہوئے تھے سات پہر کا فصل ہو گیا۔ خانجہان کے لئے یہ توقف غنیمت ہوا۔
یہ سیاہ اسکا سراغ ڈھونڈتی ہوئی گوالیار اور چندیری کی راہ سے تعاقب
کرتی ہوئی مرحلہ پیما ہوئی۔ یہان تک کہ گوندوانہ برار سے دونو فوجین نکل آئین
چونکہ خانجہان بندیل کھنڈ کی راہ سے گذرا تھا۔ راجہ جھجہار سنگہ کے بیٹے بکرماجیت نے
اسکو غیر متعارف راہون سے اپنے ملک سے نکال دیا اگر وہ خانجہان کو پکڑ لیتا
تو اسکا کام تمام ہو چکا تھا۔ غرض خانجہان کی اس بیکسی مین راجہ اندر راجپوت
سب طرح سے اسکی شرط خدمت و رفاقت کو بجا لایا اور گوندوانہ مین اسکو پہنچا
دیا وہ گوندوانہ کی سرحد پر پہنچ کر راہ برار سے برہان نظام الملک کی ولایت
مین آیا یہین کے آدمیون کی رعایت کی آگ خانجہان کو لگی تھی اس زبوم
جو کوہ نشین صحرا نورد اسکو ملتا اسکو اپنی طرف رہبری کرتا اور اس کو انعام

نقد و جنس دیتا اور اسکی منت و احسان کو قبول کرتا اور سپاہ جو اسکے تعاقب مین آتی تھی اسکی راہ غلط بتانے کے لئے رہنمونی کرتا۔ جہان پادشاہی لشکر گذرتا وہ پر اشجار راہون اور دشوار گذار جنگلون مین سرگردان ہوتا۔ بہلول میانہ جاگیردار بالاپور کہ منصب چار ہزار ذات و سہ ہزار سوار رکھتا اپنی تقصیرات سابقہ کے سبب سے بھاگنے کے لئے بہانہ ڈھونڈھتا تھا وہ خان جہان خان کے فرار کی خبر سنکر بھاگ گیا اور سکندر دوتانی کہ خانجہان خان سے رشتہ رکھتا تھا جالناپور سے فرار ہوا اور خانجہان سے جو گوندوانہ سے گذرکر بالاگھاٹ کو جاتا تھا۔ یہ دونو مل گئے اور پھر یہ تینون دولت آباد مین نظام الملک سے جا ملے پادشاہی فوج خانجہان کو راہ مین نہ روک سکی۔ راہ بگلانہ کی سرحد پر مقیم ہوئی جب پادشاہ کو خبر ہوئی کہ خانجہان نظام الملک سے جا ملا تو پادشاہ نے خود دکن جانے کا ارادہ کیا اور ۲۲ ربیع الاول ۱۰۳۹ھ کو پیش خانہ روانہ کیا اور جمادی الاولی کو خود دکن کی طرف کوچ کیا۔

اس سال کے واقعات مین سے ایک یہ ہے کہ تجری بیگ ایلچی شاہ عباس ایران سے پادشاہ پاس مراسلہ تہنیت آمیز لایا تھا وہ ابھی رخصت نہ ہوا تھا کہ شاہ عباس کا انتقال ہوگیا اور اسکا قائم مقام شاہ صفوی ہوا اسکے بعد تجری بیگ کو رخصت کیا اور اپنی طرف سے میر برکہ کو ایران روانہ کیا اور تہنیت و تعزیت کا نامہ لکھا جسکا ماحصل یہ ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ شاہ عباس کے انتقال کے بعد آپ جیسا لائق پادشاہ جانشین ہوا ہمارے اور آپ کے خاندان مین مدت سے سلسلہ محبت والفت برادری جاری ہے۔ المحب یتوارث سلف سے خلف کو محبت ارث مین پہنچتی ہے۔ ہمارے اور آپ کے درمیان بھی موانست ارث مین پہنچی ہے شاہ عباس حضرت اکبر شاہ پادشاہ کو چچا اور جہانگیر کو بھائی کہتا تھا اور شاہزادگی مین شاہ مرحوم کو چچا کہتا تھا اب آپ کو مین اپنا فرزند لکھون گا میر برکہ کو

[illegible]

تہنیت کے لئے بھیجتا ہون امید ہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان ہمیشہ اتحاد قائم رہیگا
میر برکہ کو پچاس ہزار روپیہ بطور مدد خرچ کے دیا گیا۔ پادشاہ کی توجہ سے اور یمین الدولہ
آصف خان کے حسن اہتمام سے ملا فرید دہلوی نے اور منجمون کے اتفاق سے ایک زیج
حسابی بنائی جس مین یہ مضامین تھے اعمال رصدی کے مباشرون کے سائل واقعہ تدارک
اور تمادی ایام سے جو زیجات ماضیہ مین تفاوت پیدا ہوئے ہین اسکا رفع اور تصحیح اول
و خطاہاے ناسخان و تسہیل اعمال و اصلاح اغلاط محاسبان اور زیجہاے باستان کے تقدیم فوائد
اور اس والا آستان کے منجمون کے مستنبط کے عوائد ہے۔ جو اصول وقیقہ صحیحہ رصد جدید
الغ بیگی پر موضوع تھی اور تاریخ جلوس پر مبنی تھی اور اسکا نام زیج شاہجہانی تھا وہ تمام
کرکے اُس نے پادشاہ کے روبرو پیش کی۔ اسپر پادشاہ نے نوازش کی اس لئے کہ اس کتاب کا
فائدہ سب عوام کو پہنچے اسکو پادشاہ کے حکم سے ہندوستان کے انجم شناسون نے یونان کی
اختر شناسون کے استصواب سے ہندوستانی زبان مین ترجمہ کیا اسے پہلے جو اکبکی
تقویمین زیج رصدی الغ بیگی سے مستنبط ہو کر تقویمات مین لکھی جاتی تھین اب اس نئی زیج
سے مرقوم ہوتی ہین کہ اختلافات سے خالی ہے اور آسانی سے استنباط ہوسکتا ہے
۔ ربیع الاول سنہ ۱۰۳۹ کو جشن وزن ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا انتالیسوان سال ختم ہوا اور
چالیسوان سال شروع ہوا۔

زیج شاہجہانی۔

صوبہ کابل کے واقعات سے اور لشکر خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ
تیراہ اور اُسکے نواحی کے افغان خصوصاً قبیلہ عوریہ خیل جو بایزید عرف پیر روشنائی کے
مرید ہین اصلا احکام شریعت پر توجہ نہین کرتے اور وہ اپنے پیر کے کہنے کو بجاے آیہ
حدیث جانتے ہین اور اُنہون نے الحاد کا شعار اختیار کیا ہے انکے نکاح کی رسم یہ ہے
کہ ایک مجلس جمع کی اور ایک گاے کو ذبح کیا اور اہل مجلس کو کھلایا اور بغیر ایجاب و قبول کے
ازواج پر تصرف کیا۔ طلاق [illegible] دستور یہ ہے کہ عورت کے ہاتھ مین تین سنگریزہ دیدی
اور بیوی کو گھر سے باہر [illegible] بیوہ عورتون کو میت کے متروکات مین شمار

رسوم بد افغانون کی رسوم بد کا موقوف ہونا۔

کرتے ہین انکے وارثون کو اختیار ہے کہ انکو نکاح مین لائین انکو ہبہ کردین انکی بیع و
شرا کرین۔ جو مسافر اجل رسیدہ اس سرزمین مین وارد ہوا اور انکے ہاتھ لگ گیا تو اُسکو
دستگیر کرکے حلال اور مباح شکار سمجھتے ہین اور اسکو اپنی مملکت مین لاکر خرید و فروخت
کرتے ہین اور اسکو وجہ معاش بناتے ہین اور متروکہ میت مین دختر اور انکی اولاد کو
بے نصیب کرتے ہین اور قتل اور قطاع الطریقی کو انکے صلحا اپنی باپ دادا کی سنت و روئیہ
جان کر ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہین اور اس بات کو اپنا جوہر رشد و کمال و اظہار
سعادت جانتے ہین جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو گدھے کے کان کو کُتر کر اُسکے زخم کے چند
قطرون کو مولود کی زبان پر ٹپکاتے ہین اور اُسکا تالو اُٹھاتے ہین کہ وہ خونخواری مین
کمی نہ کرے اور اس طرح کے افعال بد انکے ہان شائع ہین۔ جب بادشاہ سے یہ باتین عرض
ہوئین تو اُسنے حکم دیا کہ حکام آئین شریعت پر انکو متنبہ کرین بعد شدید تاکید کے کہ
فساد اور ہنگامہ کی نوبت آئی۔ مدتون مین یہ باتین کم کیا بلکہ کم ہوئین مگر آثار
انکے اب تک باقی ہین۔

واقعات سال سیوم جلوس

غرہ جمادی الثانی ۱۰۳۹ھ کو جلوس کا سال سیوم شروع ہوا جشن وزن شمسی اس مہینے
کی تیسری تاریخ کو ہوا۔ بادشاہ مالوہ مین داخل ہوا۔ ۷ رجب کو آب نربدہ سے
پار اُتر کر ملک خاندیس مین داخل ہوا۔

نظام الملک اور خانجہان کے استیصال کے لئے تین فوجین اس طرح روانہ ہوئین۔
اول سپاہ بسرکردگی ارادت خان ناظم دکن ۲۰ رجب ۱۰۳۹ھ کو قلعہ اسیر کی نواح
سے بالاگھاٹ روانہ کی بڑے بڑے امیر و راجہ اسکے ہمراہ گئے۔ یہ سپاہ سوا احدی
اور برقندازون سمیت بیس ہزار سوار کی تھی دوسری سپاہ کا سردار راجہ گجسنگھ
تھا اسکے ہمراہ بڑے بڑے امرا راجہ تھے کل سپاہ اس پاس مع احدیون اور
برقندازون کے پندرہ ہزار سوار تھی تیسری فوج کا سردار شائستہ خان خلف

یمین الدولہ آصف خان تھا اسکے ہمراہ بھی بڑے بڑے امیر اور راجہ تھے اور کل پندرہ ہزار سپاہ تھی پادشاہ نے ارادت خان کو خطاب اعظم خانی کا عنایت کیا اور کل سپاہ کا سالار بنایا اور اسکو یہ نصیحتین کین کہ پیشوائی اور سرداری کے عمدہ اسباب یہ ہین - مدارا و سازگاری و مواسلت و بردباری راجہ گج سنگھ و شائستہ خان کو موافقت و مرافقت کی نصیحت کی کہ اعظم خان کی صلاح دید کو صواب سمجھ کر اسکے استشارہ و استصواب کی تقدیم کرین -

۹ رجب سنہ ۳۹ کو پادشاہ برہان پور مین آیا اور ۹ شعبان سنہ ۳۹ کو جشن نوروزی ہوا - ممتاز الزمانی کا اصل اور اضافہ بارہ لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا اور امرا کو منصب و خطاب و جاگیر عنایت ہوئے -

۸ رمضان کو خواجہ ابوالحسن مع امرائے عظام ولایت ناسک ترنبک . . و پاٹر مہارک (جو ناسک سے کچھ مغرب مین ہے) و سنگمنیر کی تسخیر کے لیے رخصت ہوا اور آٹھ ہزار سپاہ اسکے ساتھ ہوئی اور یہ مقرر ہوا کہ خواجہ مع تعیناتیون کے نواحی قلعہ النگ (النگ) مین جہان مناسب جانے برسات کے موسم مین جبتک اقامت کرے کہ شیر خان صوبہ دار گجرات مع تعیناتیون کے اس سے آ ملے اور بعد برسات کے ختم ہونے کے وہ بگلانہ کی راہ سے روانہ ہوا اور اس ملک کے زمینداروں مین سے بعض کو ساتھ لیکر ناسک (ناسنگ) مین آئے - خواجہ آٹھ روز مین برہانپور سے موضع دھوتیہ مین کہ حسن لانگ کے حوالی مین واقع ہے آیا (یہ موضع برہانپور اور ناسک کے درمیان واقع ہے) اور برسات کے آخر ہوتے تک یہین قیام کیا - قلعہ لالنہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک مضبوط قلعہ تھا اور نظام الملک کی آدمیون کے قبضہ مین تھا خواجہ ظفر خان کو اسکے تاخت و تاراج کرنے کا حکم دیا وہ بطریق ایلغار دوڑا اور کچھ آدمی مقتول اور کچھ اسیر کرکے الٹا آیا ۲۶ کو شیر خان صوبہ دار گجرات . . . خواجہ ابوالحسن سے ملا - قلعہ باتورہ و حوالی قلعہ چاندور جو ناسک کے

ترنبک کے پاس ہین انکی تاخت کے لئے شیر خان کو خواجہ نے روانہ کیا اُسنے وہان جاکر لوٹ مار کی اور الٹا چلا آیا اور بہت غنیمت ساتھ لایا۔

بالاگھاٹ کے مخبرون سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اعظم خان اور شائستہ خان مین موافقت نہین ہے اس لئے بادشاہ نے شائستہ خان کو اپنے پاس بلا لیا اور عبداللہ خان بہادر کو جو کالپی سے بادشاہ کی خدمت مین آگیا تھا اُسکو شائستہ خان کی فوج کا افسر مقرر کردیا۔ شائستہ خان ۷ ذیقعدہ کو بادشاہ کی خدمت مین آگیا بادشاہ نے یہ مقرر کیا کہ مغل سادات بارہ و بخاری اور ہندوستان کے شیخ ان دون کے منصبدارون مین سے دو سو بادشاہ کی سواری کے وقت جلو مین رہا کرین انکا نام مردم جلو ہوا اور قوم مغل کے سو منصبدار اور دو سو احدی جنگی مردانگی بکرر بار بار ظہور مین آئی ہو وہ ہونے چاہئے کہ گرز لیکر بادشاہ کے ساتھ سواری مین ہمرکاب ہون اور غیر سواری کی وقت وہ دولتخانہ کے دروازہ کے باہر حاضر رہین انکا نام گرزبردار ہوا ان سب کو بادشاہ نے ہتھیار مرحمت کیے۔ بادشاہ نے سنا کہ دکنیون نے قریہ مین تین گانون کو جلا دیا ہے اور فساد مچایا ہے تو بادشاہ نے حکم دیا کہ باسم مین راؤ رتن رہے اور وزیر خان برار مین جاکر اس گروہ کو ایسی تنبیہ کرے کہ پھر کسی اور کو بغاوت کا حوصلہ نہ ہو اور اس خدمت کے بعد وہ بالاگھاٹ سے چلا آئے۔

ان دنون مین بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ دکنی بارہ ہزار سوارون نے شائستہ خان و خان اعظم کی سپاہ سے قزاقی کے طور ایک دو دفعہ مقابل ہوکر شوخی کی ہے بعض آدمی کام مین آئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ بادشاہی آدمیون نے بھی کار نمایان کرکے انکی جمع کثیر کو قتل کیا آخرکار دکنی فرار ہوئے بادشاہی نامی آدمیون مین سے امام قلیخان پسر جان سپار خان اور پسر شجاعت خان و راجہ چتر سال (ستر سال) برادر زادہ راجہ ان سنگہ مع دو بیٹون کے کشتہ ہوئے منصبدارون اور کم منصب خانہ زادون کی ایک جماعت ماری گئی۔ راجہ گردھر داس خیرہ

[illegible]

[illegible]

پانچ راجاؤن کے زخم کاری لگے اور زین سے زمین پر گرے بادشاہ کے جن نوکرون نے
جان نثاری کی تھی انکے فرزندون اور خویشون کا اضافہ و اسپ و خلعت عنایت کیا فدویان
کارطلب کے زخمون کو لطف و کرم کا مرہم لگایا۔ بہت انعام دیا اور اضافہ کیا۔

جادو راے نظام الملکی کہ مع بیٹون اور بھائیون اور پوتون کے بادشاہ کی خدمت
مین آیا تھا۔ بادشاہ نے منصب بست و چہار ہزاری یا ترده ہزار سوارون کا سب کو
ملا کر دیا تھا۔ ان دنون مین پھر نظام الملک کی نوکری کے قصد سے قلعہ دولت آباد
قریب آیا۔ نظام الملک جانتا تھا کہ اس بد ذات کی ذات مین بیوفائی لازم ہی۔ اسنے
ارادہ کیا کہ اسکو پکڑ کر مقید کرے بعض اپنے محرمون اور ہمرازون سے اسنے مصلحت
کی اور یہ مقرر کیا کہ جب جادو راے حضور مین آئے تو سب اسکو ملکر پکڑ لین ایک دن قلعہ
کے اندر ملاقات کے لیے نظام الملک نے جادو راے کو طلب کیا اور مشہور کیا کہ خلوت
ہوگی اس خلوت مین اسکو اور اسکے دو بیٹون اور ایک پوتے اور چند آدمیون کو آنے
کی اجازت دی۔ جادو راے کو حقیقت معاملہ پر اصلاً آگاہی نہ تھی وہ غافل اندر آیا
کہ ناگاہ ایک جماعت کمین گاہ سے اسکو زندہ گرفتار کرنے کو نکلی۔ مگر جادو راے نے ہاتھ نہ
بندھوائے بلکہ ہتھیار اٹھائے طرفین سے حملے ہوئے۔ آخر کار وہ اور اسکے بیٹے اچلا اور رکھو اور
بسونت راے اسکا پوتا جو جانشین اسکا ہوتا یہ چارون پنجۂ اجل مین اسیر ہوئے۔ اور چند
آدمیون کو انھون نے بھی کشتہ کیا اپنے دو نو قدیم و جدید ولی نعمتون کی نمک حرامی کی
سزا بھگتی۔ اسکی بیوی اودکر جائی نام کہ صاحب اختیار و عاقلہ و باہوش تھی وہ خاوند
اور بیٹون کے کشتہ ہونے سے اصلاً نہ روئی نہ پیٹی اپنے بھائی جگدیو اور اپنے اور
سپاہیون کے ساتھ ہاتھی گھوڑے اور زر و زیور و نقد اور اشیاء ضروری لیکر اور باقی
سب چیزون کو یہین چھوڑ کر اور آگ لگا کر استقلال کے ساتھ نقارہ بجاتی ہوئی سندکھیر
کو روانہ ہوئی وہین اسکا وطن تھا اور پدر و شوہر کی جاگیر قدیم و جدید تھی۔ ہر چند
نظام الملک نے متصل تسکین نامے معاودت کے لئے اس پاس بھیجے مگر اسنے انکا اعتماد

جادو راے کا قتل ۱۰۴۱ھ ۔

نہ کیا اور از سرِ نو جاگیر میں اپنا سرانجام کرکے درگاہ والا کو روانہ ہوئی اور اعظم خان
کی وساطت سے جگدیو کو منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار اور پتنگ رائے اسکے پوتے
کو منصب سہ ہزاری ہزار و پانصد سوار کا عطا ہوا اور ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ ملا
اور جاگیر وطن کی بحالی ہوئی۔

اللہ وردی خان قراول بیگی نے عرض کیا کہ نخچیرگاہ میں چند شیر ببر دیکھے گئے
پادشاہ کے حکم سے درندوں کو باڑے میں احاطہ کرکے باغ زین آباد کے باہر لائے
باڑا ایک دام نہایت مضبوط تھا اور اسکا طول دس ہزار گز پادشاہی تھا۔ اور
ارتفاع چھ گز اور سراپردوں کی طرح وہ موٹے ستونوں پر برپا کیا جاتا تھا
پادشاہ نے ہاتھی پر سوار ہو کر ایک شیر کا شکار کیا اور گرزبرداروں نے شیر کے چار
بچے پکڑے۔ (شیر کا شکار۔)

کمال الدین ولد شیخ رکن الدین روہیلہ جسکا خطاب شیر خانی اور منصب چار ہزاری تھا
اسکو خان جہان لودی نے ایسے نوشتے لکھے کہ جس سے وہ فساد پر آمادہ ہوا۔ آب
اٹک سے نواحی کابل اور اور جانبوں کے افغانوں نے اتفاق کرکے یہ قرار دیا کہ
پشاور میں اول شورش اٹھائی جائے۔ اور یہ جو قلیچ خان اوردو کو گماشتہ لشکر تھا
کی تحریر سے سعید خان کو کوہاٹ میں اسکی اطلاع ہوئی تو اسنے کوہاٹ میں قلی خان
بیگ بخشی تھانہ دار اور ذوالقدر خان وشادمان پکھلیوال و خضر گکھر اور احدیوں اور
نامیوں کی جماعت کو چھوڑا اور آدھے پہر میں پشاور میں وہ خود آیا۔ اول اسنے
کمال الدین کو نصیحتیں کیں مگر وہ مفید نہ ہوئیں ظاہر میں وہ چاپلوسی و لابہ گری
کرکے خدمتگاری اور فرمانبرداری دکھلاتا اور پوشیدہ اسباب فساد کو تیار
کرتا۔ قریب و بعید کے قبائل کو اغوا کرتا امداد زبانی اور خوشامدیوں کو بھیج کر
الوس افغانوں کے سرداروں کی دعوت کرتا۔ عبد القادر پسر احداد کو جو بھیج کر
بلایا کہ اس سے اپنی بیٹی بیاہے . . . .

([illegible])

عبدالقادر پسر احداد اور کور کریم داد پسر جلالہ و محمد زمان
پسر برادر عم زادہ احداد اور اس کے دو بھائیون
دہنتور و نغنند و تمام کوہ تیراہ اور دو نو بنگش علوی و سفلی
کے آدمیون اور کل الوس خٹک و لیمان حاجی
و توری کو جمع کیا اور یہہ سب یوم گذرین کہ پشاور سے
سات کروہ پر ہے کمال الدین سے آن ملے کمال الدین نے بھی اس عرصہ مین
الوسات پشاور و اشغر و محمد زئی و گگیانی و خلیل و مہمند و داودزئی و یوسف زئی
و پرکلانی اور اوروں کو جھوٹے وعدہ کرکے جمع کرلیا انہون نے ۱۲ ذی الحجہ کو پشاور
کو سہ جانبون سے صفین باندھ کے گھیر لیا سعید خان نے یہ سمجھکر کہ سپاہ اس قدر
نہین ہے کہ ایک فوج کو شہر کی حراست کے لئے چھوڑے اور ایک فوج کو ہمراہ لیکر لڑنے جائے
حصار شہر وسیع ہے اگر وہ لڑنے جائیگا تو کسی طرف سے دشمن اسمین گھس آئیگا اور لشکر
متفرق ہوکر اسکی مدافعت نہین کرسکے گا اس لئے اسنے حصار کی حفاظت کو مقدم
جانا اور وہ اس سے باہر آیا دشمن حصار سے باہر محلون مین آگئے شہر کو گھیر لیا۔
حصار خام تھا اور اس مین شکست و ریخت بہت تھی اسمین سعید خان نے مورچے تقسیم کرکے
جسطرف دشمن حملہ کرتے اس ضلع کے نگہبان مورچے کی حفاظت تفنگچیون کو سپرد کرتے
اور خود حصار سے باہر لڑنے آتے۔ فتح پاکر پھر حصار مین چلے جاتے۔ ایک دن
ایک گروہ نے اتفاق کرکے بجای سپرون کے منہ کے سامنے تختے لگا کے حصار پر حملہ
کیا سعید خان مورچون پر توپچیون کو چھوڑکر باہر لڑنے آیا اور دشمنون کو مار کر
بھگا دیا۔ حصار کے باہر محلون مین جو افغان ٹھیرے ہوئے تھے انکو اپنے
سردارون کی شکست کی خبر نہ تھی اسلئے لشکر شاہی نے مصلحت نہ دیکھی کہ انکو
شہر کے گرد چھوڑکر بھگوڑون کا تعاقب کرے اول اسنے ان محلون مین دشمنون
کو قتل کیا اور پھر تعاقب مین گئے پانچ چھ کوس تک جو دشمن ہاتھ لگا اس کو قتل کیا

اور پھر شہر کو چلے آئے جب پادشاہ کو اس فتح کی خبر ہوئی تو سعید خان کے منصب پنج
ہزاری ذات و پانصد سوار کا اضافہ کرکے منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار
و پانصد سوار کا عنایت کیا اس مہم کا نتیجہ سوائے افغان کشی کے کچھ اور نہ ہوا۔
دیانت خان قلعہ دار احمد نگر کا انتقال ہوا اسکی جگہ جان نثار خان مقرر ہوا
تین سردار نامی نظام الملکی سادات خان و شرزہ و دریا و جی بندہائے پادشاہی کے
جرگہ مین داخل ہوئے۔
اعظم خان کی فوج ہراول کے سردار سید مظفر خان کی نافہمی کے حوالی مین ایسا
ہوا پادشاہ نے اُسے بلا لیا اور جی سنگھ کو اسکی جگہ مقرر کرکے بھیجدیا۔
خواجہ ابو الحسن جو تلنگانہ کی فتح کے لئے نامزد ہوا تھا وہ برسات کے بعد پادشاہ کے
حکم سے قلعہ النگ (للنگ) کے حوالی سے راہی ہوا۔ بگلانہ کی راہ سے وہ ناسک
ترنبک کی ولایت پر متوجہ ہوا۔ بگلانہ کی سرحد مین آیا اس ملک کے زمیندار بھرجی
نے چار سو سوارون کو لے کر استقبال کیا اور خان زمان و لہراسپ پسران مہابت خان
جو اس لشکر کی ہمراہی کے لئے متعین ہوئے تھے وہ بھی خواجہ سے آن ملے خواجہ
گھاٹ جرامی سے غنیم کے ملک مین آیا خان زمان و شیر خان و شاہنواز خان مین سے
ہر ایک کے ہمراہ ایک فوج کی اور مقرر کیا کہ ان تین طرح کی فوج مین سے ہر کوچ مین
ایک ہراول اور دوسرا چنداول ہو نظام الملک کے قریات و پرگنات کے اعمال
کی رعایا سر راہ سے اوٹھ کر جنگل مین چلی گئی تھی اس سبب سے گرانی غلہ و کم آبی تھی
افواج نظام الملکی نے پہلے خرابی پھیلا رکھی تھی اور پادشاہی فوج کے آنے سے اور خرابی
پر خرابی آئی لشکریون پر زندگانی تنگ ہوئی اور جان کی عوض مین بھی نان نہین
ملتی تھی لشکر ایسا عاجز ہوا کہ اسمین تفرقہ پڑنے لگا خواجہ مذکور نے حکم دیا کہ ویران
دہات مین غلہ کے چاہون کی جست و جو کرین جنہین اس ملک مین دستور ہے کہ غلہ مدفون
کیا کرتے ہین دیہ و اشجار کوہ و جنگل مین جہان رعایا مال و عیال اور ایک سال کے

غلہ کو لے کر چلی گئی ہے اور انکو اپنا ملجا و پناہ بنانا چاہتے ہیں بیس ہیس کروہ تاجا کر غلہ
کو جمع کرین اس تردد سے بہت غلہ اور ماکولات و اجناس لشکر کو ہاتھ لگے ان ہی دنون
مین نظام الملک نے محلدار خان و داوا پنڈت و عمر خان افغان کو سات ہزار سوار
دے کر بھیجا کہ رات کو افواج شاہی پر بان مارین اور جو جماعت کہ ہمیشہ کاہ کی واسطے
جاوے اسکے گاؤ و شتر چھین لین جب خواجہ کو اطلاع ہوئی تو اوس نے شاہ نواز خان
کو اُن سے مقابلہ کے لئے بھیجا وہ بیس کروہ ایلغار کرکے دشمن کے سر پر جا پہنچا اور سخت
لڑائی ہوئی طرفین سے بہت آدمی مارے گئے دکھنی فوج کو شکست ہوئی محلدار خان
اور اسکے ہمراہی سارا اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے شاہ نواز خان نے بہت غنیمت کے
ساتھ مراجعت کی۔ جب لشکر پراگندہ نے فراہم ہوکر شاہی کی نواحی مین بان مارنے
شروع کیے تو خواجہ نے انکی بنگاہ کو نواحی سنگمیر مین دریافت کرکے خان زمان خان
کے ساتھ فوج کو بھیجا کہ اسکو تباہ کرے فوج راتوں رات ایلغار کرکے دشمنون کے بنگاہ
پر آئی تو محلدار خان نے جو اس جماعت کا سردار تھا سراسیمہ ہوکر قلعہ چاندور کو فرار کیا اور
اسکے ہمراہی جو مرنے اور قید سے بچے پریشان ہوکر ادھر اُدھر چلے گئے۔ بادشاہی فوج
نے غنیمت لیکر معاودت کی پھر دشمن بادشاہ کے لشکر کے گرد نہ آیا۔
جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اعظم خان اپنے ہمسرون کے ساتھ سازگاری نہیں کرتا
جو سزاوار سرداری ہے اور اپنے فرمان بردارون کے ساتھ بردباری نہیں کرتا۔ جو
پیرایہ سرداری ہے اس سبب سے کام کے درہم برہم ہونے کا اور خصم کے شوخی کرنے کا سبب
ہوتا تھا اسلئے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ ایک سردار ایسا مقرر کرون کہ کل سپاہ اس سے درجہ
اعلیٰ کی امید و بیم رکھتی ہو۔ اور اور سردارون کو اُس سے برابری کا خیال نہ ہو
اور سب اسکی . . . صلاح دید کی متابعت مین اور اسکے مقتضائے تدبیر کی موافقت مین
گزیر کرنے مین گریزی نہ کرین اسلئے کل سپاہ کی سرداری یمین الدولہ آصف خان کو
سپرد ہوئی۔ سلخ ربیع الاوّل ۱۰۴۰ھ کو وزن قمری کا جشن ہوا بادشاہ کو ایکتالیسوان

آصف خان کا سپہ سالار ہونا و جشن قمری۔

سال شروع ہوا۔
برسات کے بعد لشکر شاہی نے دیول گانوں سے نظام الملک اور افغانوں کے استیصال
کے واسطے حرکت کی اعظم خان نے جب سنا کہ آصف خان سپہ سالار ہو کر آتا ہے تو اس کی
رگ غیرت حرکت میں آئی اور اپنی جگہ سے فوج لیکر چلا مقرب خان و بہلول اور امراء
دکنی نے جب لشکر کی حرکت کی خبر سنی تو وہ جالنا پور سے جہاں برسات بسر کرنے کے
لئے ٹھیرے ہوئے تھے پاتھری (پورنا اور بان گنگا کے ملاپ سے ۳۰ میل ہے) میں آ گئے
اعظم خان کو جب دشمن کے اس سفر کا حال معلوم ہوا تو وہ کوچ پر کوچ کرتا ہوا موضع
راجھوری میں جو آب بان گنگا پر واقع ہے آیا۔ تو اسکو معلوم ہوا کہ لشکر نظام الملکی
بالاگھاٹ پر دھارور میں آیا ہے اور اس قلعہ میں پناہ لی ہے اور خانجہان اسی نواحی
بیر سے باہر نہیں نکلا (دھارور اور بیر احمد نگر کی مشرقی شرک پر ہیں) اس نے لشکر شاہی
کی خبر سنکر جو جماعت کہ محال متعلقہ بیر کی تحصیل محصول کے لئے بھیجی تھی اس کو بلا لیا
اور بہوسلہ دریا خان کے آنے کی اور دھارور سے مقرب خان اور بہلول کے آنے کے
انتظار میں چشم براہ بیٹھا اعظم خان اس ارادہ سے راجھوری سے میگانو میں
آیا کہ ان سب کے جمع ہونے سے پہلے خانجہان پر چڑھائی کرکے اسکی جمعیت کو پراگندہ
کرے۔ اس اثنا میں صف شکن خان ولد سید یوسف خان رضوی قلعہ دار بیر کے بھیجے ہوئے
آدمی آئے کہ خانجہان راجوری میں مچھلی گانوں سے ۱۲ کوس پر اپنے اسباب کو جو اس نے کھوٹ
اور کیورانی میں تاجروں کا رہزنی کرکے لوٹا ہے تقسیم کر رہا ہے اور اکثر اوسکے متعلق
جو تحصیل کے محصول کے لئے پراگندہ ہو گئے تھے فراہم ہوئے ہیں اور اسنے یہ خبر سنکر کہ لشکر شاہی
پاتھری کی نواحی میں ہے یہ قرار دیا ہے کہ جب وہ بیر کے نزدیک ہو تو کوچ کرے۔
اعظم خان نے لشکر کے ہمراہ مچھلی گانوں میں یاقوت خان و مالوجی بھونسلہ و اکرام خان
وغیرہ کو چھوڑا کہ وہ لشکر کی حراست کرکے آہستہ چلیں بہادر خان و راجہ جے سنگھ
و راجہ بیجا سنگھ بندیلہ و راؤ سور بھورتیہ و بہادر خان و راجہ بیٹھلداس و سردار خان

خانجہان پر اعظم خان کا حملہ اور اس کی شکست ۔۱۱

وراجہ بہار سنگہ بندیلہ و راجہ انوپ سنگہ و چندرمن بندیلہ و اہتمام خان و کیلوجی و
او دا جیرام و جگت پور راے اور دکنیون اور منصبدارون و احدیون و برقندازون
ہمراہ لیا اور ایک پہر رات گئے مجھلی گانون سے دشمنون کے استیصال کے لئے سوار ہوا
اور چار گھڑی رات باقی تھی کہ وہ موضع ببل نیر مین کہ بیر سے چھہ کوس پر تھا آیا اور اُس نے
صف شکن خان کو لکھا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ دشمن کے لشکر کے کنارہ پر آؤ تاکہ وہ
بادشاہی لشکر کی جمعیت قلیل دیکھکر کسی طرف باہر نہ چلا جاے۔ دشمن کا لشکر بیر سے
چار کوس چلا تھا اور دامن کوہ مین اقامت رکھتا تھا کہ صف شکن خان ایک پشتہ کے اوپر
دشمن کے لشکر کے سامنے آیا۔ خان جہان کا بیٹا عزیز صف شکن خان سے لڑنے آیا۔
اور اس اثنا رمین اعظم خان بھی لشکر لیکر آموجود ہوا۔ عزیز اس لشکر کے سامنے نہ ٹھیر سکا
بیتاب ہوکر باپ پاس گیا اور گذارش کیا کہ جو جماعت پہلے دکھائی دی تھی وہ
صف شکن خان کی فوج تھی اسکے ساتھ ہی بادشاہی سپاہ بہت جلد آگئی۔ اب
خانجہان نے دیکھا کہ لشکر شاہی کے آجانے سے راہ فرار بستہ اور پاے گریز شکستہ ہے
تاگزیر سارے افغانون کو ساتھ لے کر پیکار کے لئے آمادہ ہوا۔ راجہ جے سنگہ سردار
فوج ہراول نے مع راجہ بیتھلداس و راجہ انوپ سنگہ اور راجپوت اور سپہدار خان
سر آمد فوج جرانغار مع بہادر خان و سردار خان و خواص خان و اہتمام خان
داروغہ توپخانہ تفنگچیون سمیت اور رحمت خان احدیون کے ساتھ دشمنون کے
بنگاہ پر یہ سب جا پہنچے۔ دشمن اپنے اسباب کو اور سوداگرون کے اموال و امتعہ
کو جو لوٹا تھا آپس مین تقسیم کر رہے تھے وہ سب اس اسباب کو چھوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گئے
اکثر احدی اور تابین اس اسباب کی لوٹ مین پڑگئے تو بادشاہی فوج
کا انتظام بگڑ گیا مسلمان اور راجپوت اور جنکا نام اوپر لیا گیا ہے تھوڑے تھوڑے
آدمیون کے ساتھ پہاڑ پر دشمنون کے تعاقب مین چلے گئے۔ بہادر خان روہیلہ
و اہتمام خان و نرہر داس جھالا نے اورون سے آگے بڑھ کر قلعہ کوہ پر

دشمنوں کا تعاقب کیا۔ جب خانجہان نے دیکھا کہ کچھ امیر آگئے اور کچھ اور امیر چلے آتے
ہیں تو اُس نے ایک ہتھنی کی عماری میں عورتوں کو بٹھا کر سیوگانوں کو بھجوا دیا (احمد نگر
کے شمال مشرق میں ہے) خود لڑنے کے لیے قدم استوار کیا اور اپنی برادر زادہ بہادر
کو جسکی بہادری اور دلیری پر اعتماد رکھتا تھا بہادر خان روہیلہ کے روبرو بھیجا۔
بہادر خان پر ہمراہیوں کی قلت کے سبب سے کام تنگ ہوا پیادہ ہوا اور جانفشانی
کی کشش و کوشش میں کارنامہ مردانگی دکھایا۔ ایک جمع کثیر کو نیست کیا بہادر
دو تیر ایک سینہ پر ایک پہلو پر لگے اور چند اسکے ہمراہی میدان پیکار میں جو کثرت
غبار سے شب تار بن رہا تھا پروانہ وار شعلہ شمشیر آتش بار پر جاتے تھے۔ مدھو
جھالا نے بعض راجپوتوں کے ساتھ نیکنامی کے ساتھ جان دی بہادر خان و
خواصخان و مرحمت خان کر داہنی طرف سے پہاڑ پر آئے تھے اس کارزار کو دیکھکر
ایک سنگ چین کی دیوار کی پناہ میں کمانداری کر رہے تھے اور راجہ بہار سنگھ
بندیلہ برانغار کی فوج سے بہادر خان کی کومک کو آیا اور مردانہ کوشش کی
بعض اسکے ہمراہی مارے گئے راجہ جے سنگھ و راجہ بیتھلداس و راجہ انوپ سنگھ
جو پہاڑ کے دوسری جانب میں تھے وقت پر آن پہنچے۔ اعظم خان نے پاے کوہ
میں پہنچکر ملتفت خان و راو سور بھورتیہ اور چندر من بندیلہ کو پہاڑ پر چڑھنے
کی تاکید کی۔ تین گھنٹہ تک خوب لڑائی رہی جس کسی کو زخم کاری لگتا وہ مرہم
زخم کی آرزو کرتا اور سربازی میں پیش قدمی کرتا اس وقت بعض امیران شاہی
تنگ ہو رہے تھے کہ بہادر نے دیکھا کہ بادشاہی فوج پے در پے چلی آتی ہے تو
وہ بھاگ گیا اور خانجہان نے بھی فرار کیا۔ جب یہ لشکر پہاڑ کی بلندی پر سے
نیچے آئے تو بادشاہی سپاہ کے ہیکلوں اور بندوقوں کا منہ انپر جو ستلہ تھا
بہادر کے ایک تفنگ لگا کہ وہ ہنگامہ پیکار میں جانے سے باز رہا اس اثنا میں بہادر کے
پاس راجہ بہار سنگھ کا نوکر پرسرام اسکے پاس پہنچا اس خانجہان نے بھی ایک جمدھر

اُسکی ران پر مارا - پرسرام نے بھی اسکے گلے پر جمدھر مارا اور سر اسکا کاٹ لیا اور گھوڑا
اور سپر و انگشتری اور دو شمشیر اسکی راجہ بہار سنگہ پاس پہنچائین راجہ انکو اعظم خان پاس لایا
خان نے گھوڑا اور یراق پرسرام کو دیدیا اور سر کو بیر کے دروازہ پر لٹکایا اور انگشتری
کو جسپر اسکا نام کندہ تھا بادشاہ پاس بھیجا کہ سب کو یقین ہوجائے کہ بہادر ملک عدم کو
رخصت ہوا لشکر شاہی نے تین کوس تک دشمن کا تعاقب کیا اور بہت آدمیون کو
مارا - شب گذشتہ کی ایک پہر گئے سے پہر روز تک سپاہ یکسان سوار رہی اور تیس کروہ
مسافت طی کی - حرارت کی شدت سے اور حرکت کی کثرت سے گھوڑے اور سوار
مین تاب و توان نہین رہی اعظم خان نے یہان توقف کیا کہ سپاہی اور گھوڑے
آرام کرین اور جو آدمی پیچھے رہے ہین وہ بھی آجائین اس عرصہ مین خان جہان
اور اُسکے ہمراہی جنکے گھوڑے تازہ زور تھے فرصت کو غنیمت سمجھکر بھاگ گئے اعظم خان
درویش محمد دکنی کو اور جگدیو رائے برادر جادو رائے کو جو بیر مین تھا اور بعض اور
امیرون کو اُسکے تعاقب مین بھیجا اور خود بھی باوجود گھوڑون اور سپاہیون
کے تھکے ہونے کے مع کل ہمراہیون کے متعاقب روانہ ہوا - خانجہان نے دیکھا کہ
لشکر شاہی تعاقب نہین چھوڑتا تو اسنے ہتنی کی عماری مین سے عیال کو اتارکر
گھوڑون پر سوار کیا اور ہمراہ لیا - یہ ہتنی مع عماری درویش محمد اور اُس کے
ہمراہیون کے ہاتھ آئی اُنہون نے افغانون کی ایک جماعت کو مع عیال کے گرفتار
کیا - خانجہان کے بہت سے کارآمد آدمی زخمی ہوکر ایسے بدحواس ہوکر بھاگے کہ سوا
لباس کے جو پہنے ہوئے تھے اور گھوڑے جسپر سوار تھے کچھ ان پاس نہ تھا خانجہان
چند رفیقون کے ساتھ کوہستان مین چلا گیا - رات ہوگئی تو اعظم خان نے
تعاقب چھوڑا - یاقوت خان کو پچھلی کانون مین لشکر مین چھوڑا تھا اس لیے خاطر
فراہم نہ تھی اسلئے وہ بیر مین آیا کہ لشکر مین بھی آجائے اور یہ بھی معلوم ہوجائے
کہ مظفر خان و بہلول کا ارادہ کیا ہے اسی روز یاقوت خان لشکر سے ملا اور

معلوم ہوا کہ دریا خان نیوسہ سے نکل کر خان جہان سے ملا ہے اعظم خان نے بیر مین و [illegible] کی آسائش کے لئے اور لشکر کی شان دیکھنے کے واسطے چند روز اقامت کی بادشاہ کو اعظم خان نے اس فتح کا حال لکھا تو بادشاہ نے امرا کو بعد ر انکی خدمات کے صلہ [illegible] خان جہان اور دریا خان سیوگانو سے بیضاپور اور بھونسلہ مین دولت آباد کے جانے کے قصد سے آئے۔ یہ نظام الملک کی ولایت کے پرگنے تھے بادشاہی فوج کے ورود سے نہین آبادی کا نشان باقی نہین رہا تھا (بیضاپور اورنگ آباد سے مغرب مین ۵۰ میل ہے) تو خان اعظم نے بیس ہزار سوار لے کر سیوگانون کی طرف کوچ کیا۔ انہی دنون مین ساہو جی بھونسلہ داماد جادو رائے جو نظام الملک کے لشکر ہنود کا سردار تھا خان اعظم خان سے آنکر ملا۔ جادو رائے کے کشتہ ہونے کے بعد اسنے نظام سے ہمراہی کا پیوند توڑ دیا۔ پرگنہ پونہ و چاکنہ مین آکر اقامت کی اسنے اعظم خان کو لکھا کہ اگر بادشاہ کی طرف سے کوئی عہد نامہ جس سے اس بندہ کی خاطر پراگندہ کا اطمینان ہو عنایت ہو تو مین خدمت گذاری کے لئے لشکر شاہی مین آؤن۔ اعظم خان نے بادشاہ کو لکھا بادشاہ نے اعظم خان پاس فرمان بھیجا کہ تم اسکی تسلی کر دو جو کچھ تم تجویز کرو گے ہم اسکو قبول کرینگے اس حکم کے پہنچنے کے بعد دو ہزار سوار لے کر وہ لشکر مین داخل ہوا۔ اعظم خان کی التماس سے اوسکو منصب پنج ہزاری ذات و سوار خافی خان نے منصب شش ہزاری و پنج ہزار سوار لکھا ہے اور دو لاکھ روپیہ انعام ملا اور اسکے بھائی مینا جی کو سہ ہزاری ذات ہزاری و پانصدی سوار کا منصب ملا اور سنباجی ولد ساہو جی کو دو ہزاری ذات ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا اور اسکے اور خویشون کو انکے رتبے کے موافق مناصب اور اسی ہزار روپیہ انعام ملے۔

جب خان جہان اور دریا خان نے یہ خبر سنی کہ بادشاہی لشکر نے سیوگانو کی جانب سفر کیا ہے تو وہ بیضاپور اور بھونسلہ سے موضع لاسور مین آئے

جو دولت آباد سے دس کوس پر ہے اور نظام الملک بھی لشکر شاہی کی خبر سن کر
نظام آباد سے قلعہ دولت آباد مین چلا گیا۔ اس قلعہ کے باہر نظام الملک نے نظام آباد
آباد کیا تھا اور اسکے متعلقون نے منازل اور عمارات تعمیر کی تھین۔ خانجہان اور
دریا خان نے بھی اللہ سورین رہنا مصلحت جانا وہ ایرکھڑا مین آنکر مقیم ہوئے۔ جو
دولت آباد سے آدھ کروہ پر ہے پھر اپنے چند متوسلون کو دہاش ورہ مین جو
حسن حسین کی بنا مین واقع ہے لے گئے۔ دریا خان ایک ہزار سوارون کو لیکر
خانجہان سے جدا ہو کر چاندور اور گھاٹ چالیس گانو (چاندور سے مشرق مین ۲۵
میل ہے) کی طرف اس قصد سے چلا کہ قصبہ لاول اور دھرن گانو کو لوٹے۔
بادشاہ نے عبداللہ خان بہادر کو بالاگھاٹ سے بلایا تھا وہ بیمار ہوگیا تھا۔
ظاہر مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکو معالجہ کے لئے بلایا ہے مگر حقیقت مین منظور یہ تھا
کہ دریا خان کے فساد کے مواد کو وہ خارج کرے۔ بادشاہ نے اسکو دریا خان
کی تنبیہ و تاکید کے لئے معین کیا۔ دسوین جمادی الاولی کو اسکو اور امراء کے ساتھ
روانہ کیا۔ دریا خان نے قصبہ لاول اور دھرن گانو اور بعض مواضع پائین گھاٹ
چالیس گانون کو لوٹا مارا۔ جب عبداللہ خان بہادر کی خبر سنی تو وہ بالاگھاٹ
پر چلا گیا۔ دولت آباد اور اسکے نواح مین آسمان سے بارش نہوئی اور زمین
سے نبات نہ اگی۔ جو جہان کی سرسبزی کا سرمایہ اور اہل جہان کی پایندگی
کا پایہ بنتے۔ اعظم خان نے اس طرف لشکر کا لیجانا مصلحت نہ جانا اور اسکی رای مین
یہ آیا کہ مقرر خان و بہلول کی طرف متوجہ ہو جو دھارور اور رانبہ جوکائی مین ہین
اور اسکی صوابدید کے موافق یمین الدولہ کا نوشتہ آیا جو موضع اوجھر مین آگیا تھا
وہ ہانک دودہ کی راہ سے گھاٹ کو روانہ ہوا وہ پہاڑ پر چڑھا تھا کہ ایک
تنگنا مین دشمنون نے اہتمام خان میر آتش کا مقابلہ کیا اس نے گھاٹ پر چڑھنے
مین پیش قدمی کی تھی اسکے سپاہیون نے دشمنون کے بہت آدمی مارے۔

اور بعض سرداروں کو قید کر لیا اور وہ بالاگھاٹ پر چڑھ گیا۔ موضع دہنگانو
مین کہ احمد نگر سے بیس کروہ ہے خیمے لگائے اور دوسرے روز جام کھیر مین پہنچا۔ جو
نظام الملک کی ولایت مین تھا (یہ موضع اورنگ آباد سے جنوب مشرق مین ۳۰
میل پر ہے) اعظم خان نے پرگنہ مذکور کو دلاور خان حبشی کو جو دو تنخواہ ہو گیا تھا
جاگیر مین دیا اور ایک جماعت کو انتظام کے لئے یہاں چھوڑ کر آگے بڑھا اور موضع
تلنگی مین آیا۔ قلعہ کے نگہبان برج و بارہ کی استواری مین مصروف ہوئے سپاہ شاہی
لشکر نے اس قلعہ کو ایک پہر مین فتح کر لیا بعض اہل قلعہ کو مار ڈالا اور پانچ سو سپاہی
قید کئے اور سارے توپ تفنگ و اسلحہ و اسباب قلعہ داری جو اس حصار مین تھا
سپاہ قلعہ کش کو ہاتھ آیا۔ لشکر آب بجنرہ پر پہنچا کہ قلعہ دھارور سے بارہ کروہ پر ہے تو
مقرب خان و بہلول گھاٹ الجن دو دہ سے نیچے آئے اور پرگنہ بیر کے مضافات
مین پہنچے۔ اعظم خان نے ساہوجی بھونسلہ کو محال متعلقہ جنیر و سنگمنیر کے انتظام و ضبط کے
لئے بھیجا اور خود افواج کو لیکر اس گروہ کے تعاقب مین گھاٹ الجن سے گذر کر قصبہ بیر
مین آیا اور یہان سے پر پوز مین گیا جو آب دنہ کے کنارہ پر ہے مخالف بھاگ کر
نواحی دولت آباد مین آئے جب اعظم خان کو معلوم ہوا کہ وہ نواحی دولت آباد
سے علف و غلہ کی نایابی کے سبب بالاگھاٹ پر ہو کر دھارور کو روانہ ہوئے
ہین تو اُسنے ارادہ کیا کہ سر راہ انکو روکے اور دست بردی کرے مگر اس اثنا
مین معلوم ہوا کہ انہون نے اسباب اور ہاتھیون کو قلعہ دھارور کی پناہ مین
بھیجدیا ہے اور پاپین گھاٹ مین جانے کا ارادہ ہے اس لئے وہ گھاٹ الجن دو دہ
مین آیا جو دھارور سے تین کروہ پر ہے۔
سال گذشتہ مین باقر خان نجم ثانی صوبہ دار اوڑیسہ کھیر پارہ مین آیا قلعہ جو
چھتر دوار سے دو کوس پر ہے یہ ایک تنگنا قطب الملک کی ولایت کی
سرحد اور اوڑیسہ کے درمیان ہے اور اس قدر تنگ ہے کہ اگر ایک جماعت قلیل

تفنگچیون اور کمانداروں کی سرراہ کو روک لے تو بالکل عبور ہونے کا رستہ بند ہو جاے۔
باقر خان نے جاکر اطراف و جوانب کو خراب اور غارت کیا۔ کھیرہ پارہ سے جاکر وہ پر قطب الملک
کے غلام منصور نے اپنے نام پر ایک قلعہ منصور گڈھ بنایا تھا باقر خان نے اسکی فتح کا ارادہ اس سبب سے
نہین کیا تھا کہ برسات آگئی تھی وہ الٹا چلا گیا جب برسات ختم ہوئی تو پادشاہ کے حکم سے اسباب
تسخیر کو تیار کرکے لشکر شائستہ کے ساتھ کھیرا پارہ مین آیا قطب الملک کے سردار شیر محمد خان اور
اور سرداروں نے باقر خان کی معاودت کے بعد اپنی پراگندہ سپاہ کو فراہم کیا؛ اور تین ہزار
سوار اور دس ہزار پیادے جمع کر لئے توپ تفنگ اور آلات حرب اور ادوات ضرب سے
قلعہ کو استحکام دیا اور مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے۔ باقر خان نے پادشاہی سپاہ اور زمینداران
کھلی کوٹ و کودکہ (کودلہ) والہ کو جو تابع ہوگئے تھے ساتھ لیا اور ۲ جمادی الاولی کو
منصور گڈھ کے حوالی مین آیا۔ مخالفون نے ایک میدان مین جو قلعہ کی شمال شرق مین تھا
صفین آراستہ کین پادشاہی افواج بھی آراستہ ہوئین باوجودیکہ قلعہ کی توپ
تفنگ اور بان و بندوق آگ برساتے تھے مگر اہل قلعہ شاہی لشکر کے حملون کے آگے نہ ٹھہر سکے
اور ہزار پریشانی کے ساتھ درخت زار اور کوہستان مین بھاگ گئے۔ باقر خان قلعہ کی تسخیر
مین مصروف ہوا باوجود توپ تفنگ قلعہ پر سے چل رہے تھے وہ اسکی دیوار کے نیچے پہنچا اور زینے
لگاکے دیوار حصار پر نمودار ہوا۔ نگاہبانان قلعہ جنکو اہل دکن نائک واری کہتے ہین اپنے
لشکر کی شکست کو دیکھ کر ڈر گئے اور اس ملک کے آئین کے موافق انہون نے منہ مین تنکے لیکر
امان مانگی۔ باقر خان نے انکے حال پر رحم کیا اور اسکو قلعہ سے سلامت نکلنے دیا اور منصور گڈھ
کو میر علی اکبر کو سپرد کیا اور کھیرا پارہ کی حراست مصطفی قلی بیگ منصبدار کو دی۔
نظام الملک کا ملک اس سبب سے بہت برباد ہوا کہ خان جہان پر پادشاہی لشکر نے برابر
حملے کئے اور جس بات کو نظام الملک باعث جمعیت جانتا تھا وہ باعث تفرقہ ہوا اب
خانجہان کو نظام الملک کی دوستی غرض آلود و محبت مصلحت آمود پر اعتماد نہ رہا دریا خان
اور اپنے بیٹون اور متعلقین کو ساتھ لیکر اسنے پنجاب کا ارادہ کیا کہ اسکی حدود کے قبائل

افاغنہ کی اعانت سے آتش فساد کو روشن کرے اُس نے دولت آباد کی نواح سے مالوہ کی
طرف سفر شروع کیا۔ بادشاہ نے پیش بینی و دور اندیشی سے مالوہ کو افغانوں کا مقر سمجھ کر
عبداللہ خان بہادر کو دریا خان کی تنبیہ کے لیے بھیجا جب بالاگھاٹ مین دریا خان آیا
تو عبداللہ خان کو بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ پائین گھاٹ مین توقف کرے اور دریا خان
جانے کی جس طرف خبر سنے وہان اسکا تعاقب کرے خان مذکور نے حقیقت حال پر مطلع ہوکر
کیفیت واقعہ بادشاہ سے معروض کی جب ۲۴ جمادی الاولی کو یہ ماجرا معلوم ہوا تو
بادشاہ نے خود تقویم دیکھ کر ساعت نیک مقرر کی اور سید مظفر خان بارہہ کو ۲۵ کو مالوہ کی سمت
روانہ کیا بھیجا گدھ کی راہ سے نواحی قلعہ مانڈو مین دریای نربدہ سے پار ہوکر جلدی سے اور
دریا خان جہان آئے وہان وہ جاوے۔ اور اسکو سزا دے مظفر خان بہت جلد نربدہ کے
گھاٹ اکبر پور سے پار ہوا اور اپنے مقصد کی طرف چلا اور عبداللہ خان بہادر کو معلوم
ہوا کہ دھرم پوری کے گھاٹ سے دریا خان نے عبور کیا ہے تو اُسنے بھی اسی گھاٹ سے عبور کیا
اور کونہرہ مین آیا یہان سنا کہ ۲۸ جمادی الاولی کو یہان سے مخالف روانہ ہوگئے ہین
تو وہ دیپالپور مین آیا یہان یہ دریافت ہوا کہ مخالف اُجین مین گئے ہین اور اطراف
شہر کو انہون نے غارت کیا اور نولاہی کی طرف گئے ہین وہ اُنکی طرف روانہ ہوا۔

واقعات چہارم سال جلوس ۱۰۴۳

روز یکشنبہ غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۳ کو بادشاہ کی اورنگ آرائی کا چوتھا سال
شروع ہوا۔ چوتھی کو عبداللہ خان بہادر نولاہی مین پہنچا سید مظفر خان دیپالپور کی
پانچوین کو مندسور کی سر راہ منکو دین آیا۔ مخالفین مندسور کی راہ کو چھوڑ کر دائین طرف
گئے تو وہ موضع تال گانو مین آیا اور اُس تاریخ مین عبداللہ خان بہادر سے آن ملا
خبر آئی کہ افاغنہ تال گانو سے دس کوس پر گذرے تھے اور آگلے دن وہان سے کوچ
کیا ہے فوج شاہی جلد کوچ کرکے تال گانو کو روانہ ہوئی۔ کھچی پور مین اتری تو معلوم
ہوا کہ افاغنہ سرونج کی طرف روانہ ہوئے ہین ۱۲ کو لشکر شاہی سرونج کو روانہ ہوا تو

معلوم ہوا کہ افاغنہ ایک دن پہلے وہان آگئے تھے۔ خواجہ بابا سے آفتاب نکلنے کون
پہنچنے سے پہلے اور خواجہ عبدالہادی پسر صفدر خان بھی باپ سے پہلے سرونج مین آگئے تھے
ان دونون نے ملکر اس بلدہ کی حراست کی۔ اسپر بھی مخالف سرکار شاہی کے پچاس ہاتھی
لوٹ کر لے گیا۔

پادشاہی لشکر کے تعاقب کے سبب خان جہان و دریا خان کو نجات وحیات کی راہ
نہ ملتی تھی وہ ملک بندیلہ مین آئے کہ کالپی مین جائین جب پادشاہ کی خدمت سے
خانجہان دکھن بھاگ کر گیا تھا تو وہ جھجہار سنگہ بندیلہ کے بیٹے بکرماجیت کے تعلقہ مین آیا تھا
تو اسکی ضیافت و اعانت و بدرقۂ راہ کی شرائط کو بکرماجیت بجا لایا تھا جسکے سبب وہ پادشاہی
غضب مین گرفتار ہوا تھا اس دفعہ بھی امید پہ اسکی سرحد مین خان جہان پھر آیا بکرماجیت
تقصیر گذشتہ کی تلافی کے لئے پہلے شکار جستہ کی انتظار مین بیٹھا تھا اسکے نزدیک آنے کی خبر
سنکر اپنی فوج کے ساتھ شکار کے قصد سے سوار ہوا اور تاخت و تاراج و دستگیر کرنے کے لیئے
اس صید افگار کے نزدیک اپنے تئین پہنچایا۔ اتفاق سے خان جہان کو بھی اسکے ارادہ سے
اطلاع ہو گئی وہ اسکی سرحد سے تند و جلد مع عیال کے جو اسکی وبال جان تھے نکلا۔ خانجہان
سے آدھ کوس پیچھے دریا خان بطور چنداول کے جاتا تھا کہ بکرماجیت اسکے مقابل ہوا۔ دونو
دار و گیر مین سرگرم ہوئے۔ اتفاقاً تفنگ کی گولی دریا خان کی پیشانی پر لگی جس سے دریا کی
کشتی حیات حباب کی مانند بحر فنا مین غرق ہوئی۔ رجپوتون کو خانجہان کے آگے جانے
کی خبر نہ تھی۔ انہون نے دریا خان ہی کو خانجہان جانا اور اسکا سر کاٹا اسکے مال و عیال
کو لوٹا۔ ہمراہیون کو قتل کیا خانجہان بلا تردد جان سلامت لے گیا۔ دریا خان
کے ہمراہی شرط غیرت و جانبازی کو کار فرما ہوئے بعض نے اپنی ناموس کو کشتہ کیا اور
چار سو افغانون کے قریب اور پسر دریا خان خون کے دریا مین غرق ہوئے اور جو
بندیلہ مارے گئے۔ بکرماجیت نے دریا خان اور اسکے بیٹے کا سر پادشاہ پاس بھیجا
اسکے صلہ مین جگ راج کا خطاب اور اضافہ منصب پایا۔ خانجہان دریا خان کے

شہید ہونے سے بڑا حیران و سرگردان ہوا اسکو افغان اپنا باوفا ہمدم و ہمراز
محرم جانتا تھا وہ روتا ہوا۔ تال سندرھ سے پندرہ کوس پر آیا (سندرھ کی بجاے
سیہونڈہ بھی لکھا ہے جو شمال مین کالنجر کے کین ندی پر ہے) خان جہان کے
ہمراہی اور گھوڑے چند روز سے ایلغار کر رہے تھے اور کسلمند و زخمی ہو رہے تھے
اور خود خانجہان کے بھی تردد راہ اور فکر آبروے ناموس و غیرت نام سے ہوش اڑے ہوئے
تھے پیک اجل کے التماس سے مقام ضرور ہوا اس ضمن مین سید مظفر خان بارھہ کہ اپنی شجاعت
کے سبب سے ہمیشہ پیش قدم رہتا تھا وہ بلا کی طرح خانجہان کے سر پر آیا۔ خانجہان نے
پانچسو یا ہزار سوار لائق کارزار کہ اس بیکسی مین اسکے یار و مددگار تھے ساتھ لئے اور
باقی زخمی سوارون اور بہیر اور خزانہ کو جو لوٹ سے بچ رہا تھا ایک منزل آگے روانہ کیا
اور خود مظفر خان کے مقابل مین ہمراہیون سمیت آ کھڑا ہوا اور جان سپاری پر آمادہ ہوا
دونو طرف سے عجب مقابلہ و مقاتلہ رستمانہ ہوا۔ سادات بارھہ نے افغانون کی
شمشیر کے مقابل مین آخر روز تک لڑکر نمک خواری کی داد دی اور افغانون نے بھی
چپقلشہاے مردانہ مردر با ایسی کین کہ سادات بارھہ نے آفرین کی۔

چو برق از رگ ابر بہر مصاف — برون گشت شمشیر خود از غلاف
چنان گشت دست و بغل کارزار — کہ شد تیغہا جفت مقراض وار

اس گرمی ہنگامہ مین خان عالم کا خویش شیر زاد اور درگا داس راجپوت بہادرانہ کام
کرکے فنا ہوئے۔ خانجہان کے اکثر ہمراہی زخمی ہو کر آخرت کا سفر کر گئے۔ خانجہان کا
بیٹا محمود خان طعمہ تیغ سادات ہوا۔ دوسرا بیٹا زخمی ہو کر جنگ سے باز رہا اور خانجہان
زخمی ہوا۔ ناچار ثبات اختیار کیا اور پاس ناموس کے سبب سے بھلا کسی چیز کا علاج
نہ ہوا گھوڑے ہاتھی اور زخمی ہمراہی کہ سوار نہین ہو سکتے تھے یہان چھوڑکر مرحلہ پیما
ہوا۔ بلکہ بعض کار آمدنی اسباب و سیوب چار پاے عمداً اس منصوبے سے چھوڑتا تھا
کہ بعض غنیمت دوست غنیم اسکے لینے مین مصروف ہون جس سے انمین تفرقہ ہو۔ کہ افغان

فرصت پاکر جان سلامت لے جائین بیس پادشاہی ہاتھی جو سرونج مین افغانون نے
لئے تھے اور اور ہاتھی اور عمدہ گھوڑے و توپ و علم انکے امر سنگہ زمیندار بھاندیر (جھانسی
کے شمال شرق مین ہے) کے ہاتھ آئے۔ خانجہان بقیۃ السیف اور چند ہمدمون کے ساتھ
قصبہ کالنجر مین آیا تھا۔ یہان کے قلعہ دار سید احمد نے اس کی راہ کو روکا اور اکثر اسکے
رفیقون کو قتل کیا حسن پسر خانجہان کو ایک جماعت کے ساتھ اسیر کیا خانجہان
جریدہ جان بچانے کے لئے تالاب سندرھ تک گیا کہ خاک اجل دامنگیر ہوئی
مرنے کا ارادہ کیا اپنی ہمدمون اور ہم رزمون کو جدا ہونے کے لئے چند بار شدید
قسمین دین اور جان بچانے کا اختیار دیا چند آدمیون نے جان کو عزیز رکھکر رفاقت
چھوڑی اور ایک جماعت نے حق نمک دیرینہ کی پاس داری اور وفاداری کی رعایت
کے سبب نقد جان کو عزیز نہ رکھا اور کہا کہ اگر سر برود از سر پیمان نرویم اس اثنا مین
سید مظفر خان مع مادھو سنگہ اور دو سو گرز بردارون کے بلائے آسمانی کی طرح خانجہان
کے سر پر جا چڑھا۔ خانجہان اور اسکا بیٹا عزیز خان جو سب سے زیادہ عزیز اسکو
تھا اور دم واپسین تک دشمن سے لڑنے کو نہ بھیجا تھا پیادہ ہوئے اور چند افغان کہ ساتھ
رہے تھے انہون نے ہاتھیون کو آگے رکھکر پناہ مین مورچال بنایا اور فوج شاہی سے مقابلہ
و مقاتلہ شروع کیا۔ مادھو سنگہ و گرز بردار . . . پیش آہنگی کرکے حملہ آور ہوئے۔ اور
خانجہان شیر زخم رسیدہ کی طرح غرش کرتا ہوا لڑنے کھڑا ہوا۔ اس جان سیر شیر نے
لڑنے مین جبتک کوتاہی نہین کی کہ طناب عمر اسکی تیغ اجل نے کاٹی مادھو سنگہ کی برچھی
سے وہ گرا باوجودیکہ اسپر زخم پر زخم پڑتے تھے وہ حریف کے محاربہ کے جواب مین کوتاہی
اور پہلو تہی نہین کرتا تھا کہ سید مظفر حسین آگیا اور اسکے حربہ جان ستان سے عالم
بقا کو سدھارا کہتے ہین کہ شاہ قلی نے اسکا سر تن سے جدا کیا ان ساری افغانون
مین جو اسکے ساتھ اکبر آباد سے ہوئے تھے۔ چند افغان راہ مین رفاقت عیال مین
دستگیر ہوئے اور بیس افغان زندہ جان سلامت لے گئے۔ باقی سب تیغ و تیر

وسنان و گولہ تفنگ سوزان کے طعمہ ہوئے اور خان جہان کے دم واپسین تک بلکہ
اسکے انتقال کے بعد تقدیم وفاداری وشرط جان سپاری کو کام مین لائے اُس
دن مظفر خان بکے بیرہ ستائیس آدمیون کے ساتھ جان نثاری کی اور چند سادات
اور راجپوت زخمی ہوے۔ بعد ازان عبد اللہ خان آیا اُس نے خان جہان کے اور اُسکے
بیٹون کے اور اُسکے ہمراہیون کے سرون کو بادشاہ پاس بھیجا۔ جان جہان پسر
خانجہان۔ زندہ بھاگ کر دریا خان کی بیوی کی پناہ مین گیا تھا۔ زن مذکور نے اُسکو
گرفتار کر کے اپنی بھائی بہادر خان کے ساتھ بادشاہ پاس بھیجدیا۔ کیا خدا کی شان ہے
کہ سر جو کئی ہزار سرون کا سردار تھا اور ادنے پایہ سے ایسے مرتبہ عالی پر پہنچا تھا کہ
بادشاہزادون کی حقیقت اپنے آگے کچھ نہ گنتا تھا۔ ایام حکومت رانی مین جہاں
صوبہ دکن مین دو بادشاہون کا ہمسر تھا اب یہ بے اعتباری اور خواری ہوئی کہ
سنان پر سر اور دون کی عبرت کے لئے شہر شہر تشہیر ہوتا تھا۔ برہان پور مین آب ستی
کی کشتی مین سیر کر رہا تھا کہ یہ سر اُسکی نظر کے روبرو آئے اُس نے ابن فساد کے مٹنے کا شکر
ادا کیا اور شادیانے بجوائے۔ سر کے لانیوالے کو اور کل جان نثار بندونکو جو پیکار مین ایک
دوسرے پر سبقت لیجاتے تھے اضافے اور خلعت واسپ وفیل وجواہر دے کر سرافراز کیا
عبداللہ خان کو فیروز جنگ کا خطاب دیا اور منصب کا اضافہ کر کے شش ہزاری
شش ہزار سوار کا منصب اور خان جہان کا خطاب عطا فرمایا۔ طالب علی نے خانجہان
دہیرا) اور دریا کے سرون کے متواتر آنیکی - اور یہ ترتیب ملاحظہ شاہی کے لئے
پر یہ رباعی کہی ــ

رباعی

این مرده که شمع ایرجے هم ریبا بود — این کیف دو بالاچه نشاط افزا بود
از رفتن دریا سر براهم رفت — گویا سر او حباب دریا بود

اعظم خان نے کشل ایمن دودہ سے نکل کر دھارور سے تین کوس پر مقام کیا

اور اس وقت ملتفت خان کو نا نوجی وغیرہ کے ساتھ تعین کیا کہ قصبۂ دھارور اور اس کی
پیٹھ کو غارت کرے اس پیٹھ میں ہفتہ وار دھارور کے نزدیک و دور کے آدمی سودا
بیچنے آتے ہیں اور لاکھوں روپئے کا مال اسباب فروخت ہوتا ہے اور قلعۂ دھارور کی
فتح میں بہت ہی کوشش کرے وہ دکن میں کشورکشائی اور فزونی اسباب قلعہ داری
میں مشہور ہے وہ ایک پشتہ کے اوپر واقع ہے اور اسکے دو جانب میں گہری ندیاں
دشوار گذار واقع ہیں جنکے سبب سے لشکر کے گذرنے کی گنجائش نہیں ہے اعظم خان قصبہ سے
گذر کر قلعہ کی چار دیواری سے اسقدر فاصلہ پر کہ اسپر توپ چل سکے آن بیٹھا اور
ملتفت خان اور اسکے ہمراہیوں نے خندق کے کنارہ پر جاکر قصبے کے ان آدمیوں پر
لوٹ مار کی جو توپ و تفنگ قلعہ کے استظہار پر خندق میں اپنے اسباب و اموال اور
اہل و عیال کو لاکر جنگ میں کوشش کرتے تھے اعظم خان کو قلعہ کی دیوار میں
ایک جگہ دریچہ معلوم ہوا جو گچ و سنگ سے بند تھا اس کے دل میں یہ خیال آیا
کہ اسکو ڈھاکر یا باروت سے اڑا کر قلعہ کے اندر جانا آسان ہے اسکو ڈھوانا
شروع کیا اور مورچے باندھے اور اہل حصار کو تنگ کیا سیدی عالم حبشی اور
اسکا باپ اور بھائی اعتبار رائو قلعہ کی محافظت میں مشغول ہوئے۔ بان و توپ و
تفنگ مارنے شروع کیے لشکر شاہی بھی کنگروں کے رخنوں پر اپنے مورچوں سے تیر
و بندوق لگاتے تھے جتنے حصار کے توپچیوں و تفنگچیوں و بانداروں کا گروہ مارا گیا۔
قلعہ کے دروازہ پر جو بڑی توپ لگی ہوئی تھی وہ پہلی دفعہ جو چھوڑی گئی تو اس کے
صدمہ سے اسکا ارابہ ٹوٹ گیا اور توپ بیکار ہو گئی اگرچہ بعض دولت خواہ
اعظم خان کو منع کرتے تھے کہ بہتر یہ ہے کہ اس قلعۂ دشوارکشا کی فتح کو اور وقت پر موقوف
رکھنا چاہیے اب دشمنوں کا تعاقب کرنا چاہیے مگر اعظم خان کو قلعہ کا حال خوب
معلوم تھا وہ قلعہ کی تسخیر سے باز نہ رہا اور اس نے ان کی تنخواہوں میں سے جو کام
میں کوشش نہیں کرتے تھے بعض کو محافظت کے لئے مقرر کیا بعض کو ہیمہ و کاہ کے لانے

ارے بھیجا اور خود قلعہ کی کشائش مین مصروف ہوا اور ۲۰ جمادی الثانیہ کو قلعہ کی دروازہ کی
طرف گیا اور دو ہزار آدمیون کو نردبان اور کمند کے ذریعہ سے قلعہ کی دیوار پر چڑھایا اور حصار
مین داخل ہوا اموال اور اسباب و ریارہ جواہر و مع آلات کو لوٹا۔ آدمیون کے ازدحام کی
سبب مبلغ و مقدار اسکی ضبط مین نہین آئی سیدی سالم قلعہ دار اور اسکا باپ اور اسکے بھائی
اور اہل و عیال و اعتبار راؤ اور اہلبیت شمس عم ملک بدن اور نظام الملک کی جدہ دری
مع تمام عمایہ و فعلہ کے اسیر ہوئے۔ اعظم خان نے بعض کو جنکا نگاہ رکھنا مصلحت کے لیئے ضرور تھا
نگاہ رکھا اور باقی اور عورت اور بچون اور چھوٹے بڑون کو امرائے دکن کی التماس سے
چھوڑ دیا۔ یہ قلعہ آسانی سے فتح ہو گیا۔ پادشاہ نے ان سردارون کو جو اس قلعہ کی
فتح مین شریک تھے بڑے بڑے منصب و انعام عنایت کئے اعظم خان نے قلعہ دھارور کی
سرداری عبداللہ خان رضوی کو سپرد کی قلعہ دھارور سے نظام الملک کی فوج جو
پر پڑی تھی اس خبر کو سنکر وہ قلعہ قندھار کی طرف اس خیال سے روانہ ہوئی کہ نصیری خان
نے جو اسکا محاصرہ کر رکھا تھا وہ پراگندہ خاطر ہو۔ اعظم خان نے اس خبر کے سنتے ہی
انکی تنبیہ کے لئے کوچ کیا اس اثنا مین خبر آئی کہ عادلخان کے امرائے عظام مین سے
رندولہ خان عادلخان کے اشارہ سے رسالت و پیغام و مصالحہ و قلعہ قندھار کی رخصت
کے لئے نزدیک آیا ہے اعظم خان نے مقام کر کے اپنے بیٹے ملتفت خان کو یاقوت خان حبشی
کے ساتھ اسکے استقبال کو بھیجا کہ اسکو اعزاز کے ساتھ لائین بعد ملاقات و ادائے پیام محبت
والتیام اسکے کلمہ و کلام سے ظاہر ہوا کہ رندولہ خان دس ہزار سوارون کے ساتھ اپنے
باپ فرہاد خان کے ساتھ ملک عادل شاہیہ کی حراست کے لئے مقرر ہوا ہے اور اسی نواح
مین عادل شاہ سے اس شرائط پر صلح ہوئی تھی کہ فوج پادشاہی کی اعانت کے بعد
نظام الملک کے قلعون مین سے پانچ قلعے مع بعض تعلقہ کے جو دکن کی طرف ہین اسکو عنایت
کئے جائین با وجود اسکے عادل شاہیہ باطن مین نہین چاہتے تھے کہ نظام الملک کا
استیصال بالکل ہو مگر افواج پادشاہی کی معاونت مین کجدار و مریز عمل مین لاتے تھے

رندولہ خان عادلخانی کا اعظم خان سے ملنا ۱۱

اب اُنہون نے درخواست کی کہ تمام قلاع موعودہ مین سے قلعہ دھارور جو ان پانچ قلعون مین ہے جنکی شرح عہدنامہ مین کی گئی ہی۔ عادلخان کو عنایت فرمائین ورنہ عہدشکنی سے دل شکستگی کا مادہ تیار ہوگا۔ اعظم خان نے جواب مین کہا کہ اولاً قلعون کا حوالا کرنا تمہاری اعانت و مدد پر اور نظام الملک کی تادیب پر موقوف تھا وہ اصلا ظہور مین نہین آیا۔ قلعہ دھارور کی تسخیر کے وقت بالکل معاونت کا اثر ظہور مین نہین آیا اس صورت مین تمہاری درخواست اور ایفاء عہد کی اظہار طلب بیجا و بے موقع ہی اور صلاح کار تلافی گذشتہ کی کہ عذر خواہ تغافل سابق ہوسکے وہ قلعہ قندھار کی تسخیر مین اعانت کرنی ہے کہ مخالفون کی فوج بقیۃ السیف گھاٹ کے نشیب مین ہے اور سوا اسکے کہ بالا گھاٹ مین آئین انکو کوئی چارہ نہین ہی۔ قصبہ بلندوہ مین جو انکے نزدیک ہی تم اقامت کرو اور اپنے آدمیون کو حوالی قلعہ بلدرک وغیرہ سے طلب کرکے جمعیت کے ساتھ آمادہ کار کرو اور جس گھاٹ سے کہ مخالفین نکلین وہان پہنچکر انکی سرراہ کو روکو تاکہ افواج شاہی وہان پہنچکر انکا کام تمام کرین۔ قندھار کی طرف جو نظام الملک کی فوج جاتی تھی اسکی طرف اعظم خان خود گیا اور دو روز میں حوالی انبہ جوگاہی مین آگیا اور اس قلعہ کے استحکام سے خاطر جمع کی اور میر عبدالہادی داماد کو اسکی نگہبانی سپرد کی اور گھاٹ انبہ جوگاہی سے نیچے اترکر قصبہ پیل مین گیا۔ پھر شب درمیان قصبہ کھیر مین آیا۔ جب مخالفون کو حقیقت کار پر اطلاع ہوئی تو اُنہون نے قندھار کا جانا موقوف کیا۔ پرسی کی راہ سے پرلنور کو روانہ ہوئے اعظم خان کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو موضع اشتی مین آیا اور وہان سے پرلنور کی طرف متوجہ ہوا مخالف جالنا پور کی راہ سے دولت آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ بڑی بڑی مسافتین طی کرلیتے تھے اور انکے پیچھے لشکر شاہی منزل بمنزل چلتا تھا جب لشکر شاہی جالنا پور مین آیا تو معلوم ہوا کہ نظام الملک کی سپاہ جالنا پور سے بھوکری کی طرف روانہ ہوئی کہ سپہدار خان جو تھوڑے آدمیون سے قلعہ تلتم کا محاصرہ کررہا ہے اس سے جاکر تدبیر کرین جب لشکر شاہی کے آجانے کی خبر معلوم ہوئی تو فسخ عزیمت کرکے وہ دولت آباد کی

جشن وزن شمسی

پناہ مین آئی نظام الملک نے اسکو پیغام دیا کہ اس نواح مین تمہارے رہنے سے لشکر شاہی اس طرف متوجہ ہوتا ہے رائے صواب یہ ہے کہ اس سمت مین کہ رندولہ و لشکر عادل خانیہ ہو چلے جاؤ۔
غرہ رجب ۱۰۴۴ھ کو وزن شمسی کا جشن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا اُنتالیسوان سال ختم ہوا اور چالیسوان سال شروع ہوا اور تیس ہزار زر و سیم وزن محتاجون کو دیا گیا اور مراسم ادا کی گئین۔

مقرب خان و نظام الملک سے مراسلات۔

مقرب خان و بہلول خان نظام شاہیہ پر افواج شاہی کے صدمات سے عرصہ تنگ ہوا تو وے اس قصد سے کہ بیجاپوریون سے مصالحہ کرین رام دودہ کی راہ سے بالاگھاٹ کی طرف متوجہ ہوے اعظم خان بھی جالناپور سے بیلی و سنگمنیر کی راہ سے بالاگھاٹ پر متوجہ ہوا اور شاہ گڈھ مین آیا اور قلعہ انبا جوگاہی کا سامان کرکے میر ابراہیم اپنے خویش کو اسکی نگہبانی کے لئے بھیجا اور دوبارہ رندولہ کو لکھا کہ ہم مین اور تم مین یہ امر قرار پایا تھا کہ جسوقت لشکر نظام شاہیہ بالاگھاٹ پر آنے کا قصد کرے تو تم اسکے سر راہ کو روک کر جانے نہ دو۔ ان دنون مین وہ گھاٹ پر مانک دودی سے آنے کا ارادہ رکھتا ہے اور تمہارے نزدیک بہت ہی بموجب قرارداد کے انکی راہ روکو اور گھاٹ پر نہ آنے دو کہ لشکر شاہی وہان پہنچے اور تمہارے ساتھ اتفاق کرکے اس کا استیصال کرے۔ رندولہ خان نے اسکا جواب لکھا کہ میرے اکثر ہمراہی بلدرک ورا اور محال کی طرف چلے گئے ہین۔ اتنے تھوڑے آدمی میرے ساتھ ہین کہ وہ لشکر نظام شاہی کے مقابلہ کی تاب نہین لاسکتے۔ بندہ بھی بلدرک کو جاتا ہے اور حقیقت حال عادلخان کو لکھتا ہے بعد جمعیت لشکر کے سرانجام کے جس طرف اشارہ ہوگا عمل کیا جائیگا۔ مقرب خان نے جب دیکھا کہ کسی طرح لشکر شاہی اسکا پیچھا نہین چھوڑتا تو اُسنے مکرر رندولہ کو پیغام بھیجا کہ تم نظام الملک کے خاندان کے نمک پروردہ ہو اُسی کی تربیت سے تمہارا نشو و نما ہوا ہے اور اعتبار و اقتدار بڑھا ہے اس وقت لشکر شاہی اس خاندان کی خرابی کے درپے ہے نمک پروردگی کا حق مقتضی اسکا ہے کہ اس خاندان کے حفظ دولت و آبروئی مین سعی بلیغ کرو ہمنے عادلخان کو قلعہ شولاپور کے دینے پر نظام الملک کو راضی کرلیا ہے تم طرفین کے وداد و اتحاد کی بنیاد کے مستحکم کرنے مین کوشش کرو تاکہ یہ دونو خاندان لشکر بادشاہی کے صدمات کی آفات سے محفوظ رہین۔ اعظم خان کو

اس امر پر اطلاع ہوئی تو اسنے زندولہ کے مکنون ضمیر کی آگہی کے لئے لکھا کہ تمنے وعدہ
یہ کیا تھا کہ مین ملدرک کو جاتا ہون اور لشکر کا سرانجام کرکے بادشاہ کے لشکر سے ملتا ہون
اب یہ سُنا جاتا ہے کہ تم پرگنہ کانتی کو جاتے ہو یہ امر نقض عہد گذشتہ و خلف وعدہ
رفتہ پر دلالت کرتا ہے زندولہ نے اسکا جواب کچھ نہ دیا اور لشکر نظامیہ پرینڈہ کی طرف
روانہ ہوا - اور ہاتھی اور اسباب زائد کو قلعہ پرینڈہ مین چھوڑا اور خاطر جمعی سے ملدرک کی
طرف جہان زندولہ ٹھیرا ہوا تھا روانہ ہوا جب اعظم خان کو معلوم ہوا کہ زندولہ نے مقرب
کے وکیل کو اپنے آدمیون کے ساتھ خواص خان پاس بھیجا ہے جسپر عادلخان کی جہمات کا مدار تھا
اور خواص خان نے اُسکو تسلی دیکر واپس کیا ہے اور عادلخان کو قلعہ شولاپور کے حوالہ کردینے
کی شرط پر صلح قرار پائی ہی تو اُسنے حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کرکے کمک طلب کی
بادشاہ نے حکم دیا کہ ناسک مین جو خواجہ ابوالحسن کی فوج ہی اور سید دلیر خان مع احدیون کے
اور یمین الدولہ کے تین ہزار تابین یہ سب جا کر اعظم خان سے ملین شیخ معین الدین بیجاپور سے
عادلخان کے پیش کش اور شیخ محی الدین گلکنڈہ سے قطب الملک کے پیش کش لیکر جاتے
تھے اعظم خان کو یہ اندیشہ ہوا کہ مبادا مخالف شیخ معین کو مضرت پہنچائین اس لئے بارادہ
اس نے مصمم کیا کہ قلعہ پرینڈہ کو تسخیر کیجیے اور اسمین جو اسباب مخالف ہاتھی وغیرہ چھوڑ گئے ہین
اسپر قبضہ کیجے تا کہ مقرب خان اس طرف مشغول ہو اور پیشکش لیجانے والون کو نہ ستائے
اور بادشاہی کمک بھی آجائے اور ان دو رویون کے درمیان جو اتفاق ہوا ہے اسپر
اطلاع ہوجاے پھر جو مصلحت وقت تقاضا کرے اسپر عمل ہو جب وہ پرینڈہ سے
ایک کروہ پر پہنچا تو اسنے راجہ جیسنگہ کو فوج کے ساتھ بھیجا کہ وہ قصبہ اور پلیٹہ (بیٹہ) پرینڈہ
کو تاراج کرے راجہ اول پلیٹہ مین گیا کہ قلعہ پرینڈہ کی جانب جسمین ایک کروہ پر
ہے اسکو تاراج کیا اور پھر قصبہ پر چڑھا جو قلعہ کے متصل تھا اس قصبہ کے گرد دیوار خام
بلندی مین پانچ گز عرض مین تین گز تھی اور اسکے گرد ایک خندق تیس گز چوڑی تھی
اُسمین رخنے ہاتھیون سے ڈالے حصار کے محافظ بھی بھاگ کر قلعہ کی خندق مین

محاصرہ پرینڈہ

پناہ لے گئے اور قصبہ کو لشکر شاہی نے غارت کیا بعد ازان اعظم خان بھی آیا اس
اثنا مین قلعہ نشینون نے دو بڑی توپین چھوڑین جس سے لشکر شاہی مین کچھ آدمی
مرے اور زخمی ہوئے اعظم خان قصبہ مین آیا۔ خندق مین جو ہاتھی تھے انھین سپاہی
کو پکڑ لیا اور بہت سی غنیمت ہاتھ لگی مقرب خان اور مخالف تالاب لگرالہ کے حوالی مین تھے
اور رندولہ کے ساتھ ایک ناک تھے ان اخبار کے سننے سے سراسیمہ ہوئے۔ رندولہ کو انھون نے
لکھا کہ بادشاہ کے تصرف مین دھارور کا سا مضبوط قلعہ مع مضافات کے قبضہ مین ہے
اور قلعہ قندھار کے توابع انھیں خان کے ہاتھ مین ہین اور وہ قلعہ کا محاصرہ کر رہا ہے
سنگمنیر و بیضا پور و جنیر و اس نواحی کے محال اور وطن تنکو کی سرحد کہ ملک عادل خان سے
پیوستہ ہے۔ ساہوجی بھونسلہ کی جاگیر مقرر ہوئی ہے ضلع ناسک پر خواجہ ابوالحسن متصرف
ہے سوائے دولت آباد اور چند محال کے کہ اسکے متصل ہین نظام الملک کے تصرف مین ملک
نہین رہا اب تمہاری سود کار و بہبود روزگار یہ ہے کہ از روی یکرنگی و یگانگی اتفاق کرکے
اس ملک کی نگہبانی مین سعی کرو۔ وگرنہ افواج شاہی پرینڈہ کی فتح کے بعد کوئی جگہ کسی
کے ہاتھ مین نہ چھوڑینگی جب ہمکو وہ ختم کرچکے گی تو تمہارے پیچھے پڑے گی طرفین کی مصلحت یہ ہے
کہ قرار داد کے بموجب قلعہ شولاپور کو مع توابع ہم سے لیکر ارکان مصالحہ کو مستحکم کرو اور دولت
نظام الملک کے قواعد کے استحکام مین جو جانبین کی بہبود کا سبب ہے بہت کوشش کرو
رندولہ نے اسکا جواب یون لکھا کہ عادلخان نے یہ مقرر کیا ہے کہ مقرب خان خود جاکر
قلعہ شولاپور کو مع محال متعلقہ کے عادلخان کے گماشتون کے حوالہ کرے اور پیمان کو
ایمان سے مؤکد کرکے خاطر جمع کرے۔ اعظم خان نے قلعہ کے محاصرہ کو درست اور تیز بنایا
اور کمک کا چشم براہ بیٹھا۔ پرینڈہ سے پانچ پانچ چھہ چھہ کوس تک گھاس کا پتا
نہ تھا۔ یاقوت خداوند خان و ملتفت خان کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجکر دور دور
سے علف و ہیمہ منگاتا تھا۔ بادشاہی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا تین طرف سے خندق تک
کوچہ سلامت پہنچا کے۔ اور خندق بھرنا شروع کیا۔ راجہ جی سنگھ و اہتمام خان میر آتش نے

کوچہ سلامت کو خندق میں پہنچایا اسکا بھرنا شروع کیا اعظم خان نے دروازہ قلعہ کے محاذی
ایک مورچہ بنایا اسکا فاصلہ خندق سے ایک تیر کا تھا۔ کوچہ سلامت کو راست کرکے خندق
کے کنارہ پر دمدمہ بلند کیا۔ اہل قلعہ پر تیر و تفنگ کا صدمہ پہنچایا اور مقابل کی دیوارون کو
خاک کی برابر کیا حصار کے اندر متردین پر کار تنگ ہوا خصوصاً برج شیر حاجی کے آدمی
سرکوب کی مار کے سبب سے سر باہر نہین نکال سکتے تھے۔ ہر روز اہل قلعہ کے اضطراب و اضطرار سے
قلعہ دار مقرب خان مع بہلول خان کو آگاہ کرتا اور پیغام دیتا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دھارور
کے قلعہ کی طرح یہ قلعہ ہاتھ سے نہ جائے تو جلد کمک کو آؤ۔ لشکر شاہی کے اطراف مین ایک جماعت
نظامیہ نے قلعہ سے ایک گروہ پر آنکر دست درازی شروع کی یاقوت خان نے ایک فوج لیکر تین
کوس تک ان دشمنون کو بھگایا۔ دوسرے روز یاقوت خان مع ملتفت خان پرگنہ ناری کی
طرف علف و ہیمہ کے لئے گئے۔ مقرب خان مع بہلول خان جو قلعہ پرینڈہ کی حمایت کے لئے بالا
کرالہ سے قصبہ بہوم مین آئے تھے تاکہ فرصت پاکر دست بردی کرین انکی خبر پاکر یاقوت خان
و ملتفت خان ان سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے۔ اعظم خان کو انکے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو وہ
راجہ جیسنگہ اور راجہ جھجار سنگہ بندیلہ کو ساتھ لیکر انکی جانب روانہ ہوا مقرب خان و بہلول
افواج شاہی کے صدمات کے متحمل نہ ہوئے وہ دامن کوہ مین چلے گئے لشکر شاہی نے قصبہ
بہوم مین دشمنون کو جو اپنا اسباب لاد رہے تھے جا لیا اور گھوڑے و اونٹ و گائے بیل
مع بہت سے اسباب کے لوٹ لئے اور پاسی کے گھاٹ تک جو چار کوس پر قلعہ پرینڈہ سے
تھا تعاقب کیا اور پھر معاودت کی۔

معلوم ہوا کہ عادل خان خردسالی کے سبب سے معاملات کے انصرام مین اختیار نہین رکھتا
دولت نام غلام کلاوت ہے اسکے ہاتھ مین زمام مہمات ہے اسکو ابراہیم عادل خان
پدر عادل خان نے دولتخان کا خطاب دیا اور قلعہ بیجاپور کی حفاظت سپرد کی اور ابراہیم کے
مرنے کے بعد اسنے اپنا خواصخان نام رکھا اور معاملات کے حل و عقد کو مراری پنڈت
کے سپرد کیا اور درویش محمد پسر کلان ابراہیم عادل شاہ کو جو قطب الملک کی ہمشیرہ سے

پیدا ہوا تھا کھول کیا اور اسکی بیٹی سے اپنے نکاح کی خواستگاری کی عادل خانیہ اور نظام الملکیہ اتفاق کرکے ایک جگہ جمع ہوئے ابتک ایک مہینے سے پرینڈہ کا محاصرہ ہو رہا تھا غلہ بقدر کفایت چارہ کا وی سے ہاتھ آتا تھا۔ پرینڈہ سے بیس کوس تک گھاس کے بیچھے کا پتا نہ تھا ناگزیر اعظم خان نے قلعہ پرینڈہ کے محاصرہ کو چھوڑا اور دھارور کی طرف روانہ ہوا۔ اس منزل تو دشمن نہ دکھائی دیا دوسرے روز وہ نمودار ہوا بھوجی فوج کے ساتھ لشکر شاہی کے قریب آیا لشکر شاہی کے چنداول نے لڑکر بہت آدمی اسکے مارے اور بھگا دیا۔ اس اثنا میں خبر آئی کہ غنیم نے گھاٹ پالسی پر لشکر شاہی کی راہ روکی ہے اعظم خان نے اُن کے دور کرنے کے لئے فوج بھیجی تو غنیم لشکر سے آدھ کوس پہ ٹھیر گیا اور لشکر شاہی گھاٹ پر چڑھ گیا چنداول کے سامنے غنیم کا لشکر آیا اسکو یاقوت خان نے بھگا دیا اور اعظم خان کے پہنچتے ہی مقرب خان و بہلول و بھوجی اور رندولہ اور اسکا بایٹا اور تمام عادل خانیہ و نظام شاہیہ جو ہراول شاہی کو روکے ہوئے تھے بھاگ گئے۔ پادشاہی لشکر نے دریای وکھیرہ پر قیام کیا دوسرے روز لشکر شاہی نے قصبہ پالسی کو سرسواری لے لیا جسکے آدمیوں نے کمک کی امید پر قلعہ کا استحکام کیا تھا اور پھر وہ دھارور میں پہنچ گیا اسی منزل میں لاور خان و سید لیر اور لشکر خواجہ ابوالحسن جو پادشاہ کے حکم سے روانہ ہوئے تھے وہ بھی آن ملے۔ ملک بدن اعتبار راؤ نے اپنے عیال کی رستگاری کی التماس کی جو دھارور میں مقید تھی اعظم خان نے انکو جواب دیا کہ اگر وہ تنخواہوں کی ملک میں آؤ تو انکی رہائی ہو۔ اور تم مناصب لائقہ پر مقرر ہو تو وہ پادشاہ کی خدمتگاری کے قصد سے دھارور میں اعظم خان پاس آئے اور انکو خلعت و اسپ و نقد خرچ سرکار سے مرحمت ہوا۔

سال گذشتہ میں محال بالا گھاٹ میں خصوصاً نواحی دولت آباد میں مینہ نہ برسا تھا اس سال میں بھی اگرچہ اطراف میں بارش کی کمی ہوئی مگر ملک دکن اور گجرات سے بارش بالکل منقطع ہوئی اور اہل دیار کھانے کے نہ ملنے سے پریشان ہوئے

روانہ ہونا اعظم خان کا دھارور کی طرف [illegible]

بلاد دکن و گجرات میں امساک باران و گرانی غلہ۔

جان کو نان کی عوض میں دیتے تھے اور کوئی نہیں خریدتا تھا اور منصب و جاہ کو ایک کلچے کے بدلے میں
بیچتے تھے مگر کوئی مول نہ لیتا تھا جو ہاتھ ہمیشہ انعام دینے میں دراز ہوتے تھے وہ طعام کی
بھیک کے لئے پھیلائے جاتے تھے۔ وہ پاؤن کہ استغنا کے میدان میں رکھے جاتے تھے وہ ادب گدائی کی
راہ میں چلتے تھے۔ ایک مدت تک کتے کا گوشت بکری کے گوشت کی جگہ بکتا تھا۔ نان بائی ہر قسم کی
پوسیدہ ہڈیان لاتے اور چکی میں پیستے اور اسمین تھوڑا سا گیہون کا آٹا نیا پرانا گرا ہوا جو
میسر آتا ملاتے اور روٹی پکاتے اور مالداروں پاس ہدیۃً لے جاتے۔ جب انکا یہ فریب حکام
پر کھلا تو عدالت نے انکی سیاست کی۔ خشک مردہ کا گوشت جس کسی کے ہاتھ لگتا اسکو پانی
مین تر کرکے کھاتا۔ اہل بازار قبرستان و مزاروں کے خادموں کے ساتھ ہمداستان ہوکر تازہ
وسال خوردہ مردہ کے گوشت کی خرید و فروخت کرتے اور اسکے مقدمے کوتوال اور ارباب
عدالت کے پاس بھیجے۔ ایک عورت روتی پیٹتی قاضی پاس آئی کہ مین نے ہمسایہ کو
اپنا جگر پارہ ذبح و پکانے کے لئے دیا تھا کہ اسمین سے مجھے بھی کچھ کھانے کے لئے دے مگر اسنی
میرے جگر گوشہ کی کوئی ہڈی اور گوشت کا ریزہ نہ دیا۔ غرض آدمی آدمی کا گوشت
کھاتا تھا۔ ماں باپ فرزندوں کے گوشت کو انکی محبت سے زیادہ تر شیرین جانتے
تھے۔ مردوں کی کثرت سے آمد و رفت کی راہ بند تھی۔ اگر کسی کو جان کنی اور موت کے
درمیان مہلت ملتی اور اسمین رہ نوردی کی قوت ہوتی تو وہ اور ملکوں کے دہات و قصبات
مین انتقال کرتا۔ بعض اول منزل پر نہ پہنچتے تھے کہ خدا سے ملجاتے تھے۔ جو دلاسے آبادی
مین مشہور تھیں انمین معموری کا نشان نہ رہا۔ دکن میں دفن کفن کا طریقہ موقوف ہوا عزا
و نوحہ مرگ کی بلا سے نجات۔ پانے کے مژدہ سے مبدل ہوا۔ وہ وباءین اور قحط کہ انکی
تواریخ میں تعجب کے طور لکھی ہوئی ہیں نظر میں بے اعتبار ہوگئین اس سال مین کاہ کی
کمیابی کا حال یہ تھا کہ اسکا ایک پھٹا ایک سونے کے پترے کے عوض میں تلاش سے ملتا
تھا۔ بقولات بعوض زمرد کے مشکل سے ملتے تھے۔ شہر کے معمورہ میں متوطنوں کے جانے
سے اور ہر روز ہزاروں آدمیوں کے ہلاک ہونے سے ویران ہوگئے۔ ہر کوچہ محلہ مین

بجاے آب باران کے غم برستا تھا اس سال کے قحط کی تاریخ سال غم ہوئی۔ بادشاہ نے ہر مشہور شہر و قصبہ مین خصوصًا برہانپور مین لنگر جاری کرنے کا حکم دیا۔ سرکار بادشاہی اور یمین الدولہ اور امراے نامدار کی طرف سے لنگر خانے جاری ہوے۔ اور محتاجون کو بہت روپیہ دیا گیا۔ برہانپور و احمدآباد ولایت سورت مین لنگر خانون مین ہر روز اس قدر نان پختہ ہوتا تھا کہ سب بھوکون کا پیٹ بھر جاتا تھا۔ اور دوشنبہ کو کہ بادشاہ کے جلوس کا دن ہے پانچ ہزار روپیے محتاجون کو دیے جاتے۔ بیس دوشنبون مین ایک لاکھ روپیہ فقرا و مساکین مین تقسیم ہوا۔ احمدآباد مین زیادہ قحط تھا وہان بچاس ہزار روپیہ بھوکون کو دیا گیا۔ امساک باران اور گرانی غلہ کے سبب سے اکثر ممالک مین خرابی ہوئی اس سال مین اور سال آیندہ مین سترہ لاکھ روپیہ خالصہ مین کہ ممالک محروسہ کا گیارھوان حصہ ہے تخفیف کی گئی اور اسی پر محال جاگیر امراے والا قدر اور منصبدارون پر قیاس کرنا چاہیے۔ حسب دستور شب برات کو روشنی ہوئی اور دس ہزار روپیہ خیرات دیا گیا۔

نوروز

۱۸ شعبان سنہ ۱۰۴۱ کو نوروز ہوا۔ بادشاہ تخت پر بیٹھا اور بخشش و بخشایش کی مراسم ادا ہوئین۔ محمد علی بیگ سفیر ایران بادشاہ کا نامہ لایا اور تحائف پیش کیے اسکو ایک پاندان قیمتی بیس ہزار روپیہ کا اور اسی ہزار روپیہ نقد اور اسکے ہمراہیون کو دس ہزار روپیہ عنایت ہوا۔ آصف خان کی نذر دس لاکھ روپیہ کی اور ممتاز محل اور شاہزادیون اور شاہزادون کی نذرین بیس لاکھ روپیہ کی تھین۔

فتح قلعہ تلتم

خان زمان نے کوہستان ترنبکواری مین جو متمرد جمع ہو رہے تھے اونکو دس روز مین سزا دی۔ لشکر دکن کے لیے خزانہ روانہ ہوا۔ دکن کے مضبوط قلعون مین سے قلعہ تلتم بھی ہے۔ وہ ایک پشتہ کوہ پر ہے ہمنے پہلے لکھا ہے کہ سپہدار خان نے اسکا محاصرہ کر رکھا تھا اہل قلعہ کی ایک فوج بادشاہی لشکر کو قلعہ کے اندر لے گئی۔ قلعہ کے نگہبانون کو اس سازش کی خبر نہ ہوئی جب کرنا بجا تو وہ مضطرب ہو کر بدست و پا ہوگئے اور بادشاہی آدمیون کے ہاتھون مین گرفتار ہوے یہ مستحکم قلعہ بغیر اسکے کہ میان سے تلوار اور کمان سے تیر نکلے فتح ہو گیا۔

قلعہ ستونده کی فتح

سپهدار خان قلعہ ملتم کو فتح کرکے پادشاہ کے حکم سے قلعہ ستونده کی فتح پر متوجہ ہوا اور اسکو چارون جانبون سے گھیر لیا سیدی جمال قلعدار نے عجز و انکسار سے امان نامہ کے لئے التماس کیا سپهدار خان نے اُسے قبول کیا۔ سیدی جمال مع اہل و عیال قلعہ سے باہر آیا اور قلعہ پادشاہی ملازمون کے حوالہ کیا۔ دوسرے روز سپهدار خان نے قلعہ مین جاکر مرزا محمد اپنے خویش کو قلعدار مقرر کیا۔

بعض قلعون اور موضعون کی فتح و عید الفطر

بعض اور سوانح یہ ہین کہ اعظم خان کو جاسوسون نے خبر پہنچائی کہ لشکر عادلخانیہ و نظامیہ پادشاہی لشکر سے دس کوس پر آب ونجیره کے نزدیک آگیا ہے۔ خان سبک عنان ہو کر دشمن کے لشکر پر پہنچا۔ رندولہ اور تمام لشکر عادلخانیہ و نظامیہ خواری و شرمساری کے ساتھ بھاگ گیا اور گھوڑے اور اونٹ و گاڑیان بہت پادشاہی لشکر کو ہاتھ لگے عادلخانیہ و نظام شاہیہ لشکر نصیری خان کی طرف چلا جو قلعہ قندھار کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اعظم خان نے ملتفت خان کو قلعہ ہالگانو کی فتح کے لئے بھیجا جسکی حراست ناناجی زمیندار پان گانو معتبر نظام کا بھائی کر رہا تھا لشکر شاہی آدھی رات کو قلعہ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ قلعہ دار ملتفت خان پر آیا توپ و تفنگ اور ہتھیار جو قلعہ کے اندر تھے اعظم خان پاس آئے پھر لشکر شاہی نے قلعہ جوری حصار کو فتح کیا اور سرکار مین سات توپین داخل کین۔

غرہ شوال کو عید ہوئی یمین الدولہ نے پادشاہ کے حکم سے ایک لاکھ روپیہ کا حوض تیار کرکے پیش کیا اور اسکو ہاتھی پر لگایا۔ پادشاہ نے تین ہزار روپیہ محتاجون کو دیا۔

باقر خان کا قطب الملک کی سپاہ پر فتح

صوبہ اوڈیسہ کی مخبرون کی عرائض سے سنا گیا کہ کھیره پاڑه مع قلعہ منصور گڈھ و توابع کے باقر خان نجم ثانی کی سعی سے فتح ہوگیا قطب الملکیہ کی سپاہ کوکونڈا جاگیر کی طرف سے پہنچی اور بعض زمینداروں نے اسکے ساتھ اتفاق کیا اور قلعہ کو ہاتھ سے نکالنے کے لئے پرخاش شروع کی باقر خان نے اطلاع پاکر کھیره پاڑه مین ایک جماعت کو چھوڑا اور ایک گروه کو ہمراہ لیکر انکی تنبیہ پر متوجہ ہوا اور غنیم کے لشکرگاہ پر پہنچا وہ اسکے سامنے نہ ٹھیر سکا بہت سے ادمین درخت زار و کہسار مین چلے گئے اور ایک جماعت قید ہوئی اسکا اسباب غارت ہوا

دشمنون نے ندامت و خجالت کا اظہار کیا اور قطب الملک نے بھی خدمتگاری و جان سپاری کے
طور پر بادشاہ پاس پیشکش بھیجی۔ باقرخان نے بموجب العفو زکوۃ الظفر زینہار دی اور ایک ہاتھی
اور دس ہزار ہن نقد کہ چالیس ہزار روپیہ ہوتے ہین جرمانے کے طور پر لئے اور کھیرہ پارہ کی طرف
مراجعت کی کھیرہ پارہ سے بارہ کروہ پر بمقام مہندری بیس ہزار آدمی شورش برپا کرنے
کو جمع ہو گئے تھے۔ باقرخان انکے پراگندہ کرنے کو روانہ ہوا اور ایک جنگل مین اترا چھہ
سات ہزار آدمیون نے درخت زار سے نکل کر شوخیان شروع کین مگر لشکر شاہی
سے مقابلہ نہ کر سکے۔ باقرخان اپنے لشکر کی حفاظت کر کے اس دشوار گذار درخت زار مین
آیا دشمنون نے ایک دیوار چونے کی پانچ گز اونچی دو پہاڑون کے درمیان سر راہ مستحکم بنائی
اور اسکے آگے ایک عمیق خندق بنائی اور پیکار مین گرم ہوئے ہرچند انہون نے کوشش
کی مگر آخر کار انکو فرار ہونا پڑا۔ نصیری خان کو ایک سپاہ کے ساتھ ملک تلنگانہ
کی تسخیر کے لئے مقرر کیا تھا اُس نے قلعہ قندھار کی فتح کو پیش نہاد کیا اور اسطرف گیا یہ
قلعہ سرکار کے نامدار قلعون مین سے تھا اور متانت و دشوار کشائی مین مشہور تھا
اور اسکی حراست یاقوت خداوند خان کے داماد صادق خان کے سپرد تھی ۲۳
جمادی الاولی سال گذشتہ کو وہ قلعہ سے ایک کروہ پر آیا۔ دوسرے روز راجہ بھارتھ و
شہباز خان باور اور منصبداران اور احدیون کو لے کر قصبہ قندھار کی فتح کے
قصد سے سوار ہوا۔ قصبہ کے نزدیک ابھی بادشاہی سپاہ نہ آئی تھی کہ سرفراز خان نے
قلعہ اور قصبہ کے درمیان لشکر آراستہ کیا اور آلات آتشبازی کو آگے کھینچکر جنگ پر
مستعد ہوا اور لشکر بادشاہی پر حملہ کیا اور بالائے قلعہ سے توپ و تفنگ اور بان قلعہ کی
آتشبازی سے لشکر شاہی پر کرۂ نار کو نمودار کیا۔ لشکر شاہی نے مردی اور
مردانگی سے بہت سے مخالفون کی جان لی اور کچھ جان بچا کر بھاگ گئے۔ اب
سرافراز خان نظام الملک پاس چلا گیا۔ شہر پر بادشاہی آدمیون کا تصرف ہوا
گھوڑے اونٹ اور اسباب و اموال ہاتھ آئے پانچ چھ ہزار آدمی گرفتار ہوئے —

فتح قلعہ قندھار

پادشاہی لشکر کے افسر نسان قیدیون کو چھوڑ دیا۔ فتح قصبہ سے اور قلعہ نشینون کی کو
سے خاطر جمع کر کے قلعہ کی کشائش پر توجہ کی۔ مورچون کو تقسیم کیا اور کوچہ سلامت
بنانا شروع کیا۔ تھوڑے دنون مین نصیری خان کا کوچہ سلامت خندق کے کنارہ
پر پہنچا۔ دیوار خندق کی پناہ مین جو غنیم کے بعض آدمی تھے وہ فرار ہوے۔ کچھ باہر کی
عریض خندق کے درمیان مقبرہ قاضی قوام تھا وہان قیام کر کے بان وحقہ و
تفنگ بادشاہی مورچون پر مارتے تھے اور مورچون کا تعرض کرتے تھے۔ نصیری خان
کے مورچہ نے اس مقبرہ کے نیچے سرنگ لگا کے باروت سے بنیاد سمیت اسکے اڑا دیا اور
دشمن کی ایک جماعت کو آگ مین جلا دیا اور عمارتون کی جگہ بادشاہی آدمیون نے
مورچے جمائے۔ اس وقت رندولہ خان و مقرب خان و بہلول خان اور اور عادلخانیہ
اور نظام الملکیہ آئے اور نصیری خان کے مورچہ پر ہجوم کیا۔ توپ و تفنگ سے خوب جنگ
کرسا۔ مگر نصیری خان ایسی مردانگی سے لڑا کہ دشمن بھاگا اور تین کوس پر جا کو بیٹھا
ن بادشاہی غنیم کے بھاگنے سے سرگرم کار ہوا اور قلعہ کشائی کے سرانجام اسباب
مین پیشتر سے بیشتر ساعی ہوا اور اکیس نقبون مین سی چھہ کو تیار کیا انمین سے تین مین
باروت بھری گئی اور تین کو خالی رکھا کہ اگر ان مین سے کام نہ چلے گا تو ان مین سے
کام لیا جائیگا۔ اس اثنا مین کہ حصار کی کشائش کا اسباب آمادہ تھا نصیری خان
کی کمک کو عظیم خان اسکے مورچے مین آگیا اسکے سامنے تین نقب کو باروت
سے بھرا اور انکو آگ لگائی ایک تو آگ کھا کر ٹھنڈی ہوئی دو اڑین اور دیوار
شیر حاجی کو نصف برج قلعہ کے ساتھ اڑا دیا چند آدمی جو برج کے اوپر اور دیوار کے
نیچے تھے مر گئے۔ باوجودیکہ حصار کے اندر سے بان و تفنگ وحقہ و سنگ و
مشکہای باروت کو آگ لگا کے مارتے تھے مگر بادشاہی لشکر پیادہ دوڑا اور دوپہر
سے شام تک اس نے ہنگامہ کارزار گرم رکھا۔ باوجودیکہ ایک برج اور دیوار کے
اڑنے سے راہ اور شگاف نصیری خان نے اعظم خان کی تازہ فوج کی کمک سے حملہ کر

دشمن مین تزلزل ڈال دیا تھا مگر محصورین قلعداری کی شرط بجا لا کر دشمن کے ایسے سدراہ
ہوے اور یورش کے ایسے مانع ہوئے کہ خویش و بیگانہ نے آفرین کی اور اس روز قلعہ
مفتوح نہ ہوا طرفین کے تردد مین ظلمت شب حائل ہوئی اور ساری رات مین قلعہ کے
آدمیون نے دیوار چونہ و سنگ کی مصلح سے جو ان پاس تھا تیار کرلی۔ بادشاہی
آدمیون نے نقبین اور نقبین باروت سے پر کین کہ صبح کو اڑائین گی قلعہ کے آدمیون
نے اپنی مصلحت یہ جانی کہ کل آخرکار اس قلعہ کو قلعہ کش تسخیر کرین گے اور سب تیغ
قہر و سیاست کے کشتہ ہونگے اسلئے صلاح کار یہ ہے کہ امان طلب کرکے قلعہ کی کنجی
حوالہ کرین اور اپنے تئین قید کی بلا و تیر و سنان کے طعمہ سے محفوظ رکھین صاحب خان
قلعہ دار سات فہمیدہ کار آدمی ساتھ لے کر امان اور قلعہ کے حوالہ کرنے کے لئے
بادشاہی سردارون پاس گیا اور امان لیکر قلعہ کا دروازہ کھول دیا ماہ ۱۹ روز
مین ۱۵ شوال کو قلعہ فتح ہوا دس ہاتھی اور ایک سو سولہ توپین ہاتھ آئین جنمین توپین عنبری کلان و
عنبری خورد و ملک ضبط و حبلی بزرگ تھین ہر ایک ان مین لشکر و شہر کی برہمزنی کے لئے کفایت کرتی تھین
اس فتح ہوجانے سے عادلخانیہ و نظام الملکیہ آدمی مایوس ہوکر بادشاہی لشکر سے بیس کوس پر بیلور
مین پہنچے کنو اعظم خان برردال کی طرف اس سبب سے چلا کہ بادشاہی خزانہ لشکر کے
لئے آتا تھا خوف تھا کہ دشمن نہ لوٹ لے۔ خزانہ کو ساتھ لیکر وہ دریاء و نجری کے نواحی مین
آیا نصیری خان قلعہ داری کے اسباب و مداخل و مخارج کے ضبط سے خاطر جمع ہوکر بودن اور
اینداور کی طرف گیا۔ ملک عنبر کے مرنے کے بعد نظام الملک سپہ سالار و صاحب مدار ملک
عنبر کا بڑا بیٹا فتح خان گنا جاتا تھا اسکو سوء ظن سے جو دربرہن کا خصوصاً ملک دکن کے
کامروایون کا خراب کرنے والا ہے غافل پاکر گرفتار کیا اور محبوس کیا اور مقرب خان کو کہ
اسکا ترکی غلام معتمد و میر شمشیر و سر لشکر تھا بجای فتح خان کے سردار سپاہ مقرر کیا حمید خان
حبشی کو وکیل بنایا مقرب خان سے جو بیجا امید تھی وہ بر نہ آئی اور دکنیو نے اس سے حسد کی۔
جو اپنے بزرگون کے روبہ کے موافق اپنے ہی سلاطین کے استیصال کے بانی اور برہم کار

ہوتے ہیں فتح خان کو پھر قید سے نکالکر سلطنت کا صاحب مدار بنایا اس سببسے مقرب خان
رنجیدہ خاطر ہوا اسلئے اعظم خان سے رجوع کی اسکو شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب
عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ اور اور انعامات سے سرافراز ہوا ایکسو چالیس اور آدمی با
نام و نشان اسکے ہمراہ آئے انکے مناسب حال منصب و خلعت ملے۔

بادشاہی لشکر کی شکست

برسات کے آنے میں چند روز باقی تھے۔ مگر رندولہ خان نے اعظم خان کو پیغام بھیجا کہ
اگر تمہاری التماس سے عادل خان کا تقصیرات عفو شاہانہ ہو جائیں تو بندہ متکفل ہوتا ہے
کہ پھر عادلخان دائرہ انقیاد و اطاعت سے باہر نہیں جائیگا۔ اعظم خان نے تمام فوجوں
کی صوابدید سے برسات کے آنے تک پرگنہ بھالکی وجیت کو نہ میں کہ توابع بیدر سے ہیں
جانے کا قصد اس غرض سے کیا کہ اگر رندولہ کا کہا سچ ہوا تو وہ عادل خان کے عفو تقصیرات
کی درخواست کرے ورنہ ان محال کے تاراج کرنے میں مشغول ہو جس سے نقض عہد و خلاف
وعدہ کی پاداش ہو اور وہان سے مراجعت کرکے ایام برسات میں جہان مناسب
ہو قیام کرے۔ ایک دن لشکر شاہی گھاس کے لئے ایک گانوں میں گیا تھا۔ راجپوتوں
اور دکھنیوں کے درمیان جنگ ہوئی اور ہر ساعت شعلہ فتنہ بلند ہوا اور کمک دونوں
طرف سے پہنچی اور جدال و قتال کی آگ بھڑکتی گئی طرفین سے ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی
ہوئی اس ضمن میں غنیم کے سات ہزار غنیم بسرداری رندولہ خان اور تین چار نامی امیر
اٹھائی آن پہنچے اور دکھنیوں کا غلبہ اس قدر ظاہر ہوا کہ شہباز خان مع اپنے لشکر
گھوڑوں سے اترکر پیادہ ہوا اور داد مردانگی دیکر مع اور ساٹھ آدمیوں کے
نمک ولینعمت کی راہ میں نثار ہوا۔ رشید خان و بہادر خان و یوسف خان ایک جماعت
کی جماعت سمیت اکثر زخمی ہوئے اور علم جان فشانی معرکہ کارزار میں بلند کیا اور
بیہوش ہوکر گرے منصبداروں اور احدیوں و برقندازوں میں سے کشتہ و زخمی
ہوئے حاصل کلام یہ کہ کسی نے اس معرکہ سے سالم نجات نہ پائی۔ اکثر نامی زخمیوں کو
جو کوئی پہچانتے تھے ہاتھوں ہاتھ بطریق تحفہ و ہدیہ سرداروں پاس لے گئے۔

اعظم خان یہ سنکر جلد پہنچا اور دکنی فوج نے اپنی راہ لی - جب کشتون اور زخمیون
پر اعظم خان کی نگاہ پڑی تو افسوس کرکے زخمیون کی محافظت و تیمارداری کا حکم دیا
اور مراجعت کی اگرچہ اس صدمہ کے تدارک مین ملک و تعلقہ بیجاپور مین بہت تاخت
و تاراج ہوئی اور بیشمار آدمی اسیر ہوئے مگر اس سے کشتون اور زخمیون کو
کچھ فائدہ نہین ہوا بلکہ روز بروز زیادہ فساد و فوج کشی اور آدم کشی بیجاپور اور
نظام الملک کے ملک مین علاوہ فریاد و شدائد قحط سالی کے دکن مین بڑھا -

۱۷ ذیقعدہ سنہ کو ممتاز محل جو شاہجہان کی روح جان پرور و ہمدم و محرم تھی
درد زہ مین مبتلا ہوئی بیگم صاحب کو بھیجکر اسنے بادشاہ کو بلایا - بادشاہ
کمال آشفتہ اس دمساز بیوی کے بالین پر آیا اسنے اپنے بچون کی سفارش کی -
دمہ پہر بعد بیٹی پیدا ہوئی اور مان کی جان گئی اس واقعہ جانکاہ سے
بادشاہ کو بہت غم ہوا اور اس محرم و ہمدم دیرینہ کی یاد میں روتا رہا - دو سال
تک عطر لگانا رنگین کپڑے اور جواہر پہننا چھوڑ دیا -
جشن وزن اور جلوس مین نغمۂ سرود سننے کو صدائے نوحہ و ماتم تصور کرنے لگا
جسوقت اسکو یہ بیوی یاد آتی رو کر یہ شعر پڑھتا -

زندگی بہر دیدن یار است * یار چون نیست زندگی عار است

ایک ہفتہ جھروکہ مین نہین بیٹھا - کبھی ارادہ کرتا تھا کہ سلطنت کو بیٹون مین تقسیم
کرکے باقی عمر کو معبود حقیقی کی پرستش مین اور مسجود تحقیقی کی نیایش مین صرف کرے
باغ زین مین برہان پور مین ممتاز محل کو بطور امانت دفن کیا جبتک بادشاہ یہان
رہا ہر جمعہ کو ملکہ کے مزار پر جاتا اور بہت روتا اور اکثر فرماتا کہ اب لذت سلطانی
بلکہ مزہ زندگانی کا نہین رہا اس دلدار کے دیدار بغیر اسکی ساری خوشیان غم
بن گئین جسوقت حرم سرا مین تشریف فرما ہوتا تو روتا ہوا جاتا اور اسی وقت پھر آتا
اور کہتا کہ کسی کی صورت دیکھنا مجھے خوش نہین آتا - بادشاہ کی ڈاڑھی

[illegible] اور اولاد

۲ بال سفید تھے مگر اس غم مین تھوڑی دنون مین ساری ڈاڑھی سفید ہو گئی ۔
جب پادشاہ کی عمر ۱۵ سال ۲ ماہ ۱۲ روز کی تھی تو اس بیگم سے منگنی ہوئی
تھی ۵ سال ۳ ماہ قمری ۲ دن بعد پادشاہ سے نکاح ہوا پانچ لاکھ روپیہ مہر بندھا
اسوقت ملکہ کی عمر ۱۹ سال ۱ ماہ شمسی ۲ روز کی تھی اور ۳۸ سال ۲ ماہ شمسی مین انتقال
کیا۔ تاریخ رحلت یہ ہے ع جائے ممتاز محل جنت باد + پادشاہ کا نکاح مظفر حسین
مرزا کی بیٹی سے ایک سال ۸ ماہ اسکے نکاح سے پہلے رجب ۱۰۱۹ھ مین ہوا تھا اور اس
سے ایک بیٹی ۱۲ر جمادی الاول ۱۰۲۰ھ کو پیدا ہوئی اور اسکا نام پرہیز بانو بیگم رکھا گیا
اور ممتاز محل کے نکاح کا پانچ سال پانچ ماہ تیئس روز بعد ۲ر رمضان ۱۰۲۶ھ کو شاہ نواز خان بن
عبدالرحیم خانخانان کی بیٹی سے باقتضاء مصلحت نکاح ہوا اور ۱۲ر رجب ۱۰۲۹ھ کو دارالخلافہ
اکبرآباد مین بیٹا پیدا ہوا جسکا نام جہان افروز رکھا گیا مگر ایک سال نو مہینے کی عمر مین وہ
برہانپور مین مر گیا ۔ پادشاہ کو جو محبت ممتاز محل کے ساتھ تھی وہ کسی اور بیوی سے
نہ تھی وہ سفر حضر و شدت و رخا مین اُسسے جدا نہین ہوتا تھا اس بیس سال کے عرصہ مین بیگم
کے چودہ بچے پیدا ہوئے ۸ لڑکے اور ۶ لڑکیان جنمین سے سات زندہ اُس چھوڑے
اولاد کی تفصیل ذیل مین درج ہوئی۔

نام	تاریخ ولادت	کیفیت
(۱) حور النساء بیگم	۸ر صفر ۱۰۲۰ھ	آگرہ مین پیدا ہوئی ۳ سال ایک ماہ کی عمر مین مر گئی۔
(۲) جہان آرا بیگم	۱۲ر صفر ۱۰۲۳ھ	بیگم صاحب و پادشاہ بیگم عرف تھا۔
(۳) محمد دارا شکوہ۔	۲۹ر صفر ۱۰۲۴ھ	اجمیر مین پیدا ہوا۔
(۴) شاہ شجاع بہادر	۱۸ر جمادی الاخری ۱۰۲۵ھ	”
(۵) روشن آرا بیگم	۲ر رمضان ۱۰۲۶ھ	برہانپور مین پیدا ہوئی۔
(۶) اورنگ زیب	۱۵ر ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ	

نام	تاریخ ولادت	کیفیت
(۷) امید بخش	۱۱ محرم سنہ ۱۰۲۹	ربیع الثانی سنہ ۱۰۳۱ میں برہانپور میں وفات پائی
(۸) ثریا بانو بیگم	۲ رجب سنہ ۱۰۳۰	۲۳ شعبان سنہ ۱۰۳۷ میں سات سال کی عمر میں وفات پائی
(۹) ایک بیٹا۔	سنہ ۱۰۳۲ میں پیدا ہوا	نام رکھنے سے پہلے دنیا سے سدھارا۔
(۱۰) مراد بخش	۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۰۳۳	قلعہ رہتاس میں پیدا ہوا
(۱۱) لطف اللہ	۱۲ صفر سنہ ۱۰۳۶	۹ رمضان سنہ ۱۰۳۷ میں ایک سال ۷ ماہ میں انتقال کیا
(۱۲) دولت افزا	۸ رمضان سنہ ۱۰۳۸	۲۰ رمضان کو ایک سال ۱۵ روز کی عمر میں گیا
(۱۳) حسن آرا بیگم	۱۰ رمضان سنہ ۱۰۳۹	دایہ اجل نے پالا۔
(۱۴) گوہر آرا بیگم	۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۰	برہانپور میں پیدا ہوئی جسکی ولادت سے ماں مر گئی تھی

ممتاز محل کے خزانہ میں ایک کروڑ روپیہ تھا اس میں سے نصف بیگم صاحب کو دیا گیا۔ اور باقی نصف اور شاہزادوں کو۔ جو جہات کہ نہایت ممتاز محل سے متعلق تھیں وہ بیگم صاحب سے متعلق ہوئیں۔ چار لاکھ روپیہ آدھا نقد آدھا جاگیر چھ لاکھ روپیہ سالیانہ پر اضافہ ہوا اسحق بیگ یزدی میرسامان بیگم صاحب کا دیوان مقرر ہوا بیگم صاحب نے اپنی والدہ کی طرح اپنی مہر ستی النساء خانم کو حوالہ کی۔ ممتاز محل بیگم میں بڑی خوبیاں تھیں خالق کی رضا جوئی اور خلائق کی خیر خواہی میں ہمیشہ رہتی تھی جیسا کہ الحکم اعظم خان بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ بادشاہ نے اس سے فرمایا کہ اس سفر میں تو نے دو کو شائستہ خدمتیں کیں ایک اول خانجہان پر یورش کر کے آوارہ کیا دوم قلعہ دھارور کی فتح لیکن دو خطائیں بھی کیں اول یہ کہ جب معلوم ہو گیا تھا کہ قلعہ پرینده کی تسخیر صورت پذیر نہیں ہے اور [illegible] لشکر نہایت تنگ تھا اس حال میں تجھے توقف نہیں کرنا چاہیے تھا۔ دوم یہ کہ مقرب خان دولت خواہ ہو گیا تھا اور برسات آگئی تھی تو بیدر کی جانب میں جانا چاہیے تھا۔ برسات میں ایسے مقام میں رہنا چاہیے تھا کہ کاہ و غلہ بہت ہاتھ آتا [illegible]

لشکر پر تاخت اس وقت کرنی چاہیئے تھی کہ برسات ختم ہو جاتی اس یورش بے ہنگام سے لشکر کے حال مین پریشانی نہ ہوتی اعظم خان نے اپنی خطاؤن کا اعتراف کیا۔

سپہدار خان کی عرضی آئی کہ فتح خان کو یہ دریافت ہوا کہ نظام الملک نے جسکو رہائی دی تھی وہ اضطراری تھی جس وقت اس غدار کی خاطر جمع ہو گی پھر اُس کو مقید کریگا اسلئے اُس نے پیشدستی کر کے اس دستور پر کہ اسکے باپ ملک عنبر نظام الملک کو نظر بند رکھا تھا اُس نے بھی برہان نظام الملک کو مقید کیا۔

نظام الملک کے فتح خان پسر عنبر نے ہوا خواہی و دولتخواہی سے یمین الدولہ آصفخان کے وسیلہ بادشاہ پاس اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ اس خلد شتگذار اخلاص شعار نے نظام الملک کو مقید کیا ہے جو اپنی کوتاہ بینی و بدسگالی سے حقوبے معنی لعنت رکھتا تھا۔ مراحم شاہی کا امیدوار ہون اسکے جواب مین فرمان صادر ہوا کہ اگر اسکی گفتار سچی ہے تو نظام الملک کی آلایش سے جہان کو پاک کرے فتح خان نے اس حکم کے پانے کے بعد برہان نظام الملک کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور مشہور کیا کہ وہ اجل طبعی سے مر گیا اور بارہ بڑے بڑے نامی سردارون کو بھی قتل کیا اور ایک جماعت لشکر کو محبوس کیا اور نظام الملک کے بیٹے حسین کو جو دس برس کا تھا اسکا جانشین کیا۔ اور اس حقیقت واقعہ کی عرضداشت اپنی معتمد نوکر ابراہیم کے ہاتھ بادشاہ پاس بھجوائی فرمان صادر ہوا کہ ہاتھی جو دولت آباد مین بھجوائے ہین وہ قلت آذوقہ سے ضائع ہونگے انکو مع نفائس جواہر و مرصع آلات نظام الملک کے اپنی بڑے بیٹے کے ساتھ برسم پیشکش بھیجدے تا کہ اسکی ملتمسات قبول ہون۔

محمد عادلخان نے ناعاقبت اندیشی سے نظام الملک کے ساتھ قلعہ شولا پور لیکر بادشاہ کی مرضی کے خلاف مصالحت کر لی تھی اور عہد و پیمان کو ایک طرف رکھ دیا تھا اسلئے

بادشاہ نے آصف خان کو نامدار امرا اور راجاؤن کے ساتھ اسکی تنبیہ کے لئے رخصت کیا
کہ وہ عادلخان کو غفلت سے بیدار کرے اور یہ تجویز کیا کہ اگر عادلخان رہنمونی سے
باپ کی طرح لوازم اطاعت و خدمت گذاری اور فرمانبرداری اختیار کرے تو بادشاہ
کے لائق پیشکش روانہ کرے پھر اسکے استیصال و خرابی کا قصد نہ کرے اور اگر وہ
اپنی جوانی و نادانی کے سبب اطاعت کی راہ پر نہ آئے تو اسکی ملک میں جو چیز گران
قیمت ہو ضبط کرکے ممالک محروسہ مین داخل کرے اور باقی کو پامال کرے ۔ ۱۹
جمادی الاولی کو یمین الدولہ روانہ ہوا۔ باقی واقعات سنہ یہ ہین ۔
خواجہ ابوالحسن کو قلعہ قندھار کی فتح کے بعد حکم ہوا کہ جس جگہ مناسب جانے ایام
برسات بسر کرے خواجہ پاترشیخ بابو مین آیا اور رودخانہ کے کنارہ پر کہ تھوڑا
پانی تھا مقیم ہوا۔ اتفاقاً آخر روز نہم شہریور الٰہی کو تین روز تک بارش ایسی متواتر ہوئی
کہ نالہ کے پانی مین ایسی طغیانی ہوئی کہ لشکر کو تبدیل مکان کی فرصت نہ دی کوہ
اوپر سے سیلاب کوہ ربا آیا اور تمام دامن کوہسار کو گھیر لیا اور لشکر کو کسی طرف
گریز کی راہ نہ رہی ناچار تمام اسباب سے ہاتھ اٹھاکر جو کچھ اٹھا سکے اسکو اٹھایا اور
عیال و ناموس کے جو ہاتھیون اور گھوڑون پر سوار تھے تیرتے ہوئے ہزار ہراس و
خواری سے آب خون خوار سے جان سلامت لے گئے اور لشکر کے آدمی کہ باربردار
و سواری نہین رکھتے تھے اور پانی مین دست و پا زنی نہین کرسکتے تھے زن و فرزند
و مال و اسباب کو کعبہ کا زاد راہ بنا کے نزدیک کی راہ سے دریای شور مین مل گئے خواجہ
ابوالحسن کے خزانہ سے سوا ایک خریطہ اشرفی و پانچ خریطہ روپیہ کے کچھ اور لینے کی فرصت
نہ ملی جب خزانہ کا یہ حال ہو تو وائے بر حال اُنکے جن پاس سوای قحط زدہ دبلے ٹٹو کے
کچھ اور نہ تھا ہزار سپاہی و سوداگر اور بہت مال و اسباب جانور تلف ہوئی خواجہ
کے جواہر مین سے سات ہزار اشرفی و دس ہزار روپیہ و تمام کارخانجات توشکخانہ
و قورخانہ و فراشخانہ اور مثل اُنکی برباد ہوا۔ ڈھونڈنے والون کو خاک ہاتھ نہ آئی

[illegible]

کو بعض آدمی اسکے پانے کی تہمت مین گرفتار ہوئے لیکن اس گنج روان کا خزانچی جو بیابان تھا اسنے مال و اسباب کو دیانت سے خاک مین امانت رکھا۔

جشن وزن قمری

روز یکشنبہ ربیع الثانی سنہ ۱۱۰۱ کو جشن قمری ہوا پادشاہ کو بیالیسوان سال شروع ہوا بیگم صاحب نے اپنی والدہ مغفورہ کے آئین کے موافق زر و سیم نثار کے واسطے باہر بھیجا اور وہ فضلاء و صلحاء و شعراء کو مرحمت ہوا نصیری خان کو بالاگھاٹ جانے کی اجازت ہوئی اور اسکی التماس سے ماہی مراتب عنایت ہوا سلاطین دہلی مین اسکا رواج نہ تھا اول دفعہ اس امیر کو وہ عنایت ہوا دکن مین اسکا اعتبار بڑھا۔ دنیاداران دکن ماہی مراتب اسکو دیتے ہین کہ وہ عنایت عظیم کا مستحق ہو۔ دکن مین اس سے بڑا درجہ اور کوئی نہین ہے۔

راو رتن کا مرنا

پادشاہ راجہ راو رتن ہاڑا کے مرنے کی خبر آئی۔ پادشاہ نے اسکے پوتے ستر سال کو جو اسکا جانشین تھا ہفت ہزاری ذات و دو ہزار سوار کا منصب اور خطاب راو کا عنایت کیا۔ ولایت بوندی و شیرگڈھ کے نواحی کے پرگنات جنہین راو رتن کا وطن تھا اسی کے تیول مین مرحمت کئے اور مادھو سنگھ پسر راو رتن کو پانصدی ذات پانصد سوار اضافہ منصب کر کے دو ہزار پانصدی و ہزار پانصدی سوار بنایا پرگنہ کوٹہ و بالاتفاق کو جاگیر مین مقرر کیا گوپی ناتھ پدر راو ستر سال باوجود دبلے ہونے کے اسقدر زور رکھتا تھا کہ درخت کی دو شاخون کے درمیان جنمین سے ہر ایک شاخ میانہ ستون کی برابر ہوتی ایک شاخ پر بیٹھتا اور دوسرے پر پانون لگاتا اور تھوڑا زور کرتا کہ ان دونو کو جدا کر دیتا۔ کلاں ہو کر پانون پر رکھ کر دونو ہاتھون سے زور کر کے سینگون کو چیر ڈالتا۔ دو پانون جوڑ کر تین گز اونچی دیوار کو اچک کر پکڑ لیتا۔

محاصرہ ... قلعہ

صوبہ الہ آباد کے وقائع پادشاہ سے معروض ہوئے کہ بدل پانس پر اشجار جنگلو مین قلعے و حصار سعد سو تھے۔ اسنے سر اوٹھایا اور مردم آزاری اور قطاع الطریقی کرنے لگا۔ قلیچ خان کے تردد اور سعی سے ایک مدت کے محاصرہ کے اور پادشاہی آدمیون کی

ایک جماعت کے کشتہ ہونے کے بعد قلعہ مفتوح ہوئی اور ہزار آدمی دشمن کے مارے گئے اور ہزار چھوٹے بڑے مرد بچے جوہر (جوہر) سے مرے لشکر اسلام کو مال اسباب بہت ہاتھ لگا اسنے قلب مقامات مین آگ لگائی۔ بت خانون کو توڑا انکی جگہ مسجدین بنائین اور اس کفر آباد کا نام اسلام آباد رکھا۔

آٹھوین سے خبر آئی کہ پرورش خان بارھہ کے ہمسایہ مین ایک بارود فروش کا گھر تھا اسکی بارود مین آگ لگی۔ خان مذکور مع ایک جماعت کے کہ دیوان خانہ مین اسکے ہمراہ تھے باروت کے صدمہ سے اڑگئے اور وہ گھر بھی اڑگیا۔

۱۷ جمادی الاولی کو شاہ شجاع و وزیر خان وستی النسا بیگم جو ملکہ کی وکیل تھی ممتاز محل کی نعش لیکر اکبرآباد کو روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ہر روز راہ مین بہت آٹھ ہزار درہم و دینار فقراء کو دیے جائین اکبرآباد کے جنوب مین ایک زمین نہایت رفعت و نزاہت رکھتی تھی اور اسمین راجہ مان سنگھ کی حویلی تھی جو اب اسکے پوتے راجہ جے سنگھ پاس تھی وہ اسکا مدفن بنایا جاوے راجہ جے سنگھ کو اس حویلی کی عوض خالصہ شریفہ سے معاوضہ دیا گیا۔ ۱۵ جمادی الثانی سال آئندہ کو نعش یہان دفن ہوئی بیس برس مین پچاس لاکھ روپیہ مین مقبرہ بنایا گیا جو اب تک اپنا نظیر دنیا مین نہین رکھتا۔

میر اوزک جو یمین الدولہ پاس تھی جب وہ بالاگھاٹ کو رخصت ہوا تو بیگم صاحبہ کو عنایت ہوئی۔ بادشاہ نے تخت نشینی کے وقت منت مانی تھی کہ پانچ لاکھ روپیہ حرمین شریفین کو اہل استحقاق و احتیاج مین تقسیم کرنے کے لئے دونگا اس لئے اسنے صوبہ گجرات کے ناظمون کو حکم دیا کہ احمدآباد و گجرات مین اور اس نواحی مین دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ کے اشیاء جو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین فروخت ہوتی مین خرید کرکے خواجہ جہان کو حوالہ کی جائین کہ انکو بھیجکر سود و سرمایہ کو ان دو نو متبرک مقامون مین تقسیم کردے پھر خواجہ جہان کی جگہ یہ خدمت

پرورش خان کا بارود سے اڑنا۔ ممتاز محل کی نعش کا اکبرآباد روانہ ہونا۔

حکیم حاذق پسر حکیم ہمام گیلانی کو سپرد ہوئی ۔

واقعات سال پنجم ۱۰۴۱ھ مطابق ۱۶۳۱ عیسوی

غرہ جمادی الثانیہ سال ۱۰۴۱ کو سال پنجم جلوس شروع ہوا جشن وزن شمسی ہوا اکتالیسواں سال شروع ہوا ۔

فتح خان پسر عنبر نے باوجودیکہ احکام شاہی کی اطاعت کا اظہار کیا لیکن پیشکش کے بھیجنے مین توقف و تعلل کیا ۔ ۲۳ کو پادشاہ نے وزیر خان کو دس ہزار سوار دیکر بھیجا کہ قلعہ دولت آباد کی تسخیر مین مصروف ہو اور فتح خان کو خواب غفلت سے بیدار کرے ۔ خان مذکور کی ہمراہ اور امرا بھی گئے ۔ وزیر خان کے روانہ ہونے کے بعد ابو الفتح وکیل فتح خان پادشاہ کے پاس عرضداشت لایا کہ فتح خان کا بڑا بیٹا عبد الرسول عنقریب حضور کی خدمت مین پیشکش لیکر آتا ہے تو پادشاہ نے وزیر خان کو حکم بھیجا کہ جہان تک گیا ہو وہان سے الٹا چلا آئے ۔

عبد الرسول درگاہ والا مین آیا اور آٹھ لاکھ روپیہ کی پیشکش پادشاہ کے سامنے لایا ۔

جب یمین الدولہ عادلخان کے بیدار کرنے کے لئے بالاپور سے روانہ ہوا خواجہ ابو الحسن و راجہ جھجھار سنگھ اور منصبدار و عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ نصیری خان اس کے استقبال کو ناندیر مین آئے یمین الدولہ دو روز ناندیر مین ٹھیرا ۔ زائد لشکر و احمال و اثقال کو یہان چھوڑا اور جریدہ شب درمیان قندھار مین آیا مداخل و مخارج کا ملاحظہ کرکے رومی خان کو اوسکی حراست سپرد کی اور اپنے مطلب کے لئے روانہ ہوا جب قلعہ بھالکی سے ایک منزل پر پہنچا تو اس نے قوریساول کو قلعہ کے حوالی مین بھیجا کہ اہل حصار کے ارادہ پر مطلع ہو کر آگاہ کرین ۔ اگر اہل قلعہ لشکر مین آذوقہ لائین تو ان سے کچھ تعرض نہ کرین اور اگر وہ یہ نہ کرین تو قلعہ کی تسخیر مین مشغول ہون اثناء راہ مین قورنے پھر کر اطلاع دی کہ اہل قلعہ پیشتر تفنگ لگاتے ۔ لڑنے کو تیار بیٹھے ہین

تو معتمد خان نے لشکر لیجا کر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ لشکر شاہی نے دیکھا کہ محاصرہ سے قلعہ دیر
مین فتح ہوگا اسلئے رات کو کمند و نردبان لگاکے چڑھنے کا ارادہ کیا۔ اہل قلعہ نے یہہ
بات سُنکر ہاتھ پانون چھوڑ دیے۔ رات کی اندھیری مین اس طرف سے کہ مورچے نتھے
بھاگ گئے فرار سے خود رستگار ہوئے۔ اور رعایا گرفتار ہوئی۔ بہت غنیمت اور
آذوقہ لشکر شاہی کو ہاتھ لگا حقہ اور آلات آتشبازی مین اتفاقیہ آگ لگ گئی۔
الست خان ایک چوبین تخت پر کھڑا تھا وہ ہوا مین اڑ گیا اُسکا مُنہ اور ہاتھ بارود
سے جلگئے مگر جان بچ گئی ایک مسجد مین بارود بھری تھی اُسکے اڑنے سے بہت آدمی
ہلاک ہوئے۔ یمین الدولہ کو بادشاہ نے اسلئے مقرر کیا تھا کہ اگر فتح خان اطاعت کرے
اور اپنے بڑے بیٹے کو پیشکش کے ساتھ درگاہ والا مین بھیجے تو جو ملک متعلق نظام الملک
لشکر شاہی فتح کرے وہ اسکو دیدیا جاے۔ وزیر خان کے مقرر ہونے کے بعد فتح خان
نے اپنے بڑے بیٹے کو پیشکش کے ساتھ بھیجدیا اسلئے قلعہ بھالکی جو نظام کی سرحد مین داخل تھا
مع توابع اس شخص کو جو فتح خان کی طرف سے قلعہ اودگیر مین ہمسایہ مین تھا حوالہ
کیا گیا اور خود آصف خان قصبہ کلانور مین کہ ملک عادلخان کا محال معمورہ تھا آیا جب
سلطان پور کے باہر جو شہر گلبرگہ سے ملا ہوا ہے وہ آیا تو محفوظون نے اس بلدہ کے خلاص
متوطنون کو قلعہ گلبرگہ مین بلالیا وہ توپ تفنگ و آلات جنگ سے مضبوط کیا گیا تھا
اگرچہ قلعہ و حصار شہر کے توپ و تفنگ نے گولے گولیون کا مینہ برسایا لیکن بادشاہی لشکر نے
سرسواری حصار شہر کو مفتوح کیا آدمیون کو قتل و اسیر کیا اور اموال و اسباب تاراج
خندق کے اندر سے بہت گھوڑے ہاتھ آگئے یمین الدولہ نے قلعہ گلبرگہ کی تسخیر کو صلاح
اس سبب سے نہ جانا کہ اسمین تضییع لشکر و تعطیل مقصد ہوگی یہان سے کوچ کرکے آب
نہوار کے کنارہ پر دائرہ کیا اور قصبہ نہوار سوار کے نقصان وہان ملاحظہ کرکے
مطلب کے لیے چلا۔ اثنا راہ مین رزق اللہ نام اعیان عادل شاہ مین سے
یمین الدولہ پاس آیا اور نوشتہ لایا اور پیغام صلح دیا اور ندامت کو ظاہر تقصیرات

گذشتہ کا اعتراف کیا اور عفو جرائم کے قبول کرنے کے لئے التماس کیا۔ رزق اللہ
کم زبان آدمی تھا فوراً صلح کا پیغام دیتے ہی اسکی التماس کا قبول کرنا مصلحت نہ
معلوم ہوا اسلئے رسول مذکور مایوس الٹا گیا یمین الدولہ بیجاپور مین نورس پور و شاہ پور کے
درمیان خیمہ زن ہوا غنیم ہر روز خندق سے باہر آتا اور میدان مین صف کشی کرتا
طرفین سے بان و تیر و تفنگ چلتے اور ہنگامۂ نبرد گرم ہوتا۔ بادشاہی لشکر غنیم کو قلعہ
قلعہ تک پہنچاتا۔ جو جماعت کاہ و ہیمہ کے لیئے جاتی تھی اسکی حفاظت کے لیئے ہر روز
ایک سردار یمین الدولہ مقرر کرتا لیکن فراوانی لشکر اور فزونی دواب کے سبب آسانی
سے ایسی صورت نہ پیدا ہوتی جیسی ہونی چاہیئے دشمن اطراف و جوانب مین متفرق ہوتے
اور قابو پاکے دست بردی کرتے جب تک لشکر شاہی یہان رہا کھیتون پر بارہا
بادشاہی اور عادلخان کے سپاہیون مین لڑائی ہوتی اور بادشاہی سپاہ کو
فتحیابی ہوتی سکندر علی پسر عم رندولہ مارا گیا یمین الدولہ قلعہ بیجاپور کے نیچے پہنچا اور
قلعہ گیری مین مشغول ہوا۔ عادل شاہی افواج اطراف سے قزاقان گریز پا کے
طریق پر نمودار ہوتین اور فوج بادشاہی پر حملہ کرتین اور جب بادشاہی سپاہ
انپر حملہ کرتی تو وہ بھاگ جاتین۔

اس ضمن مین مصطفےٰ خان ولد محمد لاری نے جو بیجاپور کے معتبر و جلیل امرا مین سے تھا غنیمت
اپنے اخلاص بادشاہی کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ مین قابو پاکر دروازون مین سے
ایک دروازہ کھول کر لشکر شاہی کو اندر داخل کر دونگا بعد چند روز کے رات کو محمد رضا
نام اپنے بیٹے کو جریدہ بھیجا اسنے یمین الدولہ کے نزدیک قسمین مغلظہ کھا کر موافقت اور
دروازہ کھولنے کا وعدہ جب قابو کی وقت ہو گیا اور چلا گیا ہر روز وہ بہانہ مختلف
عذر کرتا تھا وہ بیچارہ نہ معلوم ہوتا تھا سوائے اسکے شیخ دبیر کہ عادل شاہ کے رازدانی مین
مین تھا صلح کا پیغام لایا مگر اس مین ایک مدت گذر گئی آخر معلوم ہوا کہ بہ سبب
عادل شاہ کی تدبیر و تردید سے افضلخان نے محصورون کے تنگ کرنے مین اور

قصبون کے لگانے اور مورچون کے بڑھانے مین پہلے سے زیادہ کوشش کی انکے بعد مصطفی خان علانیہ
یمین الدولہ کے نزدیک آیا۔ اظہار ندامت کیا پیشکش کے قبول کرنے کی درخواست کی جو بقدر
استطاعت ہو اسنے کہا کہ ملک کی خرابی و ویرانی پر نظر کی جائے جو پادشاہی لشکر کی پامالی
اور دست اندازی سے ہوئی جس سے مال رعایا مین نام نہین رہا۔ آصف خان نے مشورہ کرکے
یہ قبول کیا چالیس لاکھ روپیہ فی الحال ملک و رعایا کے احوال پر نظر کرکے پیشکش کے لئے
ٹھیرایا اور آینده اطاعت کے عہد کا نوشتہ مانگا دونو طرف سے عہد نامہ کا مسودہ ہوا
بہادر خان اور یوسف خان وغیرہ کو جو جنگ گہی مین عادل شاہی لشکر زخمی کرکے لے
گیا تھا انکو طلب کرکے سپرد کیا شیخ عبد الرحیم جو یمین الدولہ کے معتمدون مین سے تھا
اسکو مصطفی خان خود لے گیا کہ چالیس لاکھ روپیہ اور عہد نامہ اسکے ہمراہ ارسال کرے
مگر اسکو قلعہ مین دو روز مہمان رکھکر تیسرے روز خالی واپس کیا۔ اور دفع الوقتی کے
کے لئے یہ عذر پیش کیا کہ متعاقب اپنے آدمیون کی ہمراہ روپیہ و عہد نامہ بھیجدینگے دوسرے
روز یمین الدولہ پاس دو آدمی چرب زبان حراف معتبر وکلا آئے۔ بعض باتون کی عہدنامہ
کی آصف خان نے انکو معقول سمجھ کر قبول کیا اور قرار پایا کہ کل عہد نامہ پہنچا دینگے۔
رخصت کے وقت مظفر خان کا نوشتہ اسکے محرم نے اس طرح کہ دوسرے کو خبر نہو
مسند کے پیچھے رکھ دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ خواص خان کو معلوم ہوا کہ لشکر
شاہی مین ایام قحط کے باقی رہنے سے اور غلہ کے نہ پہنچنے سے سپاہ مین ایسی
عسرت ہوئی کہ حیوان ناطق و غیر ناطق کے تن بدن مین ہڈیون اور چمڑے کے سوا
کچھ نہین رہا نہ گھوڑون کے سامنے گھاس کا پٹھا ہے نہ کہین چرنے لیے پر
توا چرجاہے۔ آدمی کاہ و ہیمہ لینے کے لئے جو جاتے ہین لشکر شاہی کسی طرح
چند روز سے زیادہ توقف نہین کرسکتا۔ خواص خان نے مدار کار مکر سازی و
حیلہ پردازی پر رکھا ہے اسکو امید ہے کہ ارکان لشکر پراگندگی و پریشانی
سپاہ سے اس ملک کی تسخیر سے دل برداشتہ ہوکر بحصول مقصد چلے جاینگے

رات کی صبح اور دن کی شام کرتا ہے اگر معاہدہ مین درنگ ہو تو اس
خیر اندیش سے ملالت نہ ہو۔

لڑائی روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ ایام محاصرہ مین امتداد ہوا ان ایام مین جا بجا
جنگ نمایان ہوئین کہ دکنیون نے قلعہ کے اندر اور باہر سے ہجوم کر کے کبھی غافل کبھی
خبردار لشکر شاہی پر حملہ کیا اور داد شجاعت دی۔ اس محاصرہ مین بیس یوم سے
رسد نہین پہنچی گرانی کا اثر باقی تھا لشکر شاہی کے آنے سے پہلے اس نواح مین
جس جگہ غلہ اور خرمن گاہ سرکار عادل شاہ فروختنی تھا انمین سے جو قلعہ مین لیجا
سکتے لے گئے باقی کو بالکل جلا دیا اور جاندار کے آذوقہ کا کوئی نشان باقی نہین
رکھا۔ کبھی کبھی جو آدمی بہت محنت و مشقت سے دور سے گھاس گھوڑون کے لئے
لاتے تھے تو اس سبب سے کہ اگر وہ تمام ہو جائیگی پھر میسر نہ ہوگی گھاس کی صورت
دیکھکر قانع ہوتے تھے۔ اکثر گھوڑے لاغری سے ایک قدم بھی حرکت گو وہ راہ
عدم مین کیون نہ ہو نہین کرسکتے تھے اسلئے دستور اعظم نے اسمین صلاح دیکھی کہ اس سال
مین بیجاپور کے آباد ضلع مین پہنچکر آدمیون اور چارپایون کو عذاب سے نکالنا چاہیے
ملک کو خراب و غارت کرکے دکنیون کی حیلہ بازی کی تلافی کرنی چاہیئے یہان سے
کوچ کرکے آب کشن گنگ کے کنارہ پر سفر کیا اور راے باغ کی طرف جسکو اب
مرتضی آباد کہتے ہین گیا جو بہت سبز و خورم آباد تھا اسکو تاخت و تاراج کرتا ہوا
مرحلہ پیما ہوا جہان بوئی ہوئی زمین و زراعت نظر آتی تھی ایک پلک مارنے مین
اسکی صورت ناکشتہ بنا دی جاتی تھی اور گھوڑون کے سمون سے از سر نو قلبہ رانی
ہوتی تھی گھرون و قصبون و بازارون کی اس قدر ویرانی ہوتی تھی کہ وہ کھیتی
کرنے کے قابل ہو جاتے تھے۔ زن و مرد چھوٹے بڑون کے اسیر کرنے مین اور تمام
ملک عدم پہنچانے مین تقصیر نہین کرتے تھے اب برسات کا موسم آگیا اور اس ملک مین
آبادی کا اثر باقی نہین رہا دانہ و کاہ نام کو نہ رہا تو لشکر شاہی ملک پادشاہی مین

چلا آیا شولاپور سے گذر کر چھاؤنی کی۔
پادشاہ نے چہار رجب کو دس ہزار روپیہ خیرات کیا۔ لیلۃ القدر کو دس ہزار روپیہ مستحقوں کو دیا
اس شب متبرک کی عبادات مخصوصہ کو بجا لایا۔ ۸ رشعبان سنہ کو نوروز ہوا۔

شیرخان
شہنشاہ اکبر کے عہد میں شاہ بیگ کابلی قندھار کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا اس سے حسن خان پدر شیر خان کی نہ بنی اسلئے وہ ایران چلا گیا شیر خان نے ایران میں نشو و نما پایا۔ شاہ عباس نے جہانگیر کے عہد میں قندھار لے لیا تو شیر خان کو قبائل افاغنہ توشنج اور اسکے نواحی کی ریاست دی۔ اُسنے اُس سرزمین کے تمام افغانوں کو مطیع بنا کے استقلال حاصل کیا۔ شاہ عباس کا انتقال ہوا۔ شاہ صفی اسکا جانشین ہوا۔ شیر خان نے اسکو تحف تحائف بھیجکر اسکے دربار میں اپنا اعتبار بڑھایا۔ پادشاہ کی التفات سے وہ مغرور ہوا اس سبب سے اُسنے علی مردان خان کی اطاعت سے جو شاہ ایران کی طرف سے قندھار میں حاکم تھا —— قدم باہر رکھا اسکی اور افغانوں کے ستم و تعدی کے سبب سے ایران اور ہندوستان کے آنے جانے والوں کی آمد و رفت فراغ بالی سے نہ ہوتی تھی علی مردان خان نے توشنج کو فتح کرلیا اور شیر خان کا قافیہ ایسا تنگ کیا کہ وہ پادشاہ کی خدمت میں التجا لے کر آیا اور جاہ و منصب پایا پنجاب میں جاگیر پائی۔

چونکہ شاہجہان کا کام تمام ہو چکا تھا نظام الملک نے اسکی حمایت کے مزہ چکھ لیا ملک بیجاپور کو پادشاہ کے لشکر نے ایسا ویران کیا کہ پہلے کسی پادشاہ نے نہیں کیا تھا تو پادشاہ جن کاموں کے لئے برہانپور آیا تھا وہ بخوبی انجام پا چکے تھے اور بیگم ممتاز محل کے مرنے سے برہانپور میں رہنے سے ملال ہوتا تھا اس لئے ۲۴ رمضان کو برہانپور سے روانہ ہوا۔ اس سفر میں پادشاہ کے دل میں آیا کہ مہام دکن کا انتظام جیسا کہ چاہیے اعظم خان سے نہیں سرانجام پائیگا اس لئے مہابت خان سپہ سالار کے نام حکم صادر ہوا کہ صوبہ خاندیس و دکن کا انتظام تم کو سپرد ہوا۔

ضروریات کا سرانجام کرکے دار الملک دہلی سے بہت جلد روانہ ہو اور میرے پاس
آنکر رخصت ہو۔ یمین الدولہ آصف خان کو فرمان عالیشان بھیجا گیا کہ وہان خان
خانان خانزمان دکن کی صوبہ داری پر مقرر کیا گیا۔ خانزمان کو پدر کی نیابت مین
مع دکن کے تعیناتیون کے برہانپور مین چھوڑ کر اعظم خان اور اسکے ہمراہیون کو لیکر
شرف ملازمت حاصل کرو۔ ۱۱ ذیقعدہ ۱۰۴۰ھ کو بادشاہ نے گوالیار مین مکانات قلعہ کی
سیر کی اکبر و جہانگیر کے عہد مین جو عمارات تعمیر ہوئی تھین ان مین کہنگی آگئی تھی۔
اسلیئے حکم ہوا کہ اور عمارات بنائی جائین چنانچہ ایک سال مین تیس ہزار روپیہ مین یہ
عمارت تیار ہوئی۔ بادشاہ کا حکم یہ ہو چکا تھا کہ جس قلعہ مین وہ آئے وہان کے
قیدیون کے حال پر اطلاع دی جائے۔ اس حکم کے موافق اس قلعہ کے
قیدیون کا حال بھی معروض ہوا۔ گیارہ آدمی جو مدت سے مقید تھے رہا ہوئے
غرہ ذی الحجہ ۱۰۴۰ھ کو بادشاہ دار الخلافہ مین داخل ہوا ممتاز محل کے مرنے پر ایک
سال گذر چکا تھا اسلیئے اسکے عرس کا حکم دیا اسکی بڑی تیاری ہوئی خود مع امرا
کے اسمین شریک ہوا اور پچاس ہزار روپیہ خیرات مین دیا گیا اور پچاس ہزار روپیہ
محتاج صاحب عفت عورتون مین تقسیم ہوا۔

بندر ہگلی کی تسخیر اور فرنگیون کا استیصال۔ اس بندر کا اور ساتگانوءن بندر بنگالہ کا حال۔

نالہ جسکو عربی مین خور کہتے ہین دریاے شور سے جدا ہو کر قریب بیس کروہ کے
راجمحل کی طرف منشعب ہوا تھا پہلے زمانہ مین راجمحل بہت آگ لگنے کے سبب سے
آگ محل زبان زد خلائق تھا جب بنگالہ مین راجہ مان سنگھ صوبہ دار ہوا تو اسنے
اپنی اقامت کے لیئے اینٹ مٹی کا ایک حصار بنایا اسکا نام راجمحل رکھا۔
شہنشاہ اکبر نے اسکو اکبر نگر سے موسوم کیا۔ بنگالہ کی فتح سے پہلے گور حاکم نشین تھا
اسکی جگہ وہ حاکم نشین ہوا۔ راجمحل سے سات کروہ پر ایک جگہ ہے بنگالہ اور صوبہ
بہار کی سرحد ہے جسکے شمال مین دریاے گنگ اور دو دریاؤن کے ساتھ ملکر ایک
ہو کر اسکے متصل بہتا ہے اور اسکے جنوب مین ایک وسیع طولانی پہاڑ ہے۔

جسکو گندھی کہتے ہین اجمل کے آگے آب گنگ اس خور (نالہ) سے ملتا ہے۔ اور اس گنگ و خور کے اتصال سے جانب راست مین چوتھائی کروہ کے فاصلہ پر گنگ کے خلیج کے کنارہ پر بندر ساتگانون واقع ہے ساتگانون سے راجمحل مین کشتی پانچ روز مین پہنچتی ہے۔ بنگالیون کے عہد مین فرنگی سوداگرون کا گروہ جو سرندیپ مین رہتا تھا ساتگانون مین آمد و شد کرتا تھا۔

ساتگانون سے ایک کروہ پر خور کے کنارہ پر انکی آبادانی تھی۔ اس بہانہ سے کہ خرید فروخت کے لیئے مکان کا ہونا ضروری ہے بنگالیون کے طرز کے چند گھر انھون نے بنائے ایک مدت مین ولایت بنگالہ کے حکام کی بے پروائی اور بے شعوری سے وہان فرنگی بہت جمع ہو گئے اور انھون نے اپنے مکانات بڑے اونچے اور مضبوط بنا لیئے اور توپ و تفنگ و آلات جنگ سے انکو استحکام دیا۔ کچھ مدت کے بعد ایک معمورہ بزرگ ہو گیا اور اسکا نام بندر ہوگلی مشہور ہوا اسکے ایک طرف دریا تھا اور تین طرف اسکے خندق کھودکر خور کا پانی چھوڑ دیا اس بندر مین فرنگ جہازون کی آمد و شد وسیع و شہری مقرر ہوئی بندر ساتگانون کا بازار مندا ہوا اور اس مین رونق نہ رہی ہوگلی کے فرنگیون نے بندر مذکور کے دہات و پرگنے جو خور کے دونو طرف واقع تھے تھوڑی روپیئے پر اجارہ لیکر عملداری کر لی اور ان مواضع کی رعایا مین سے بعض کو سختی کرکے اور ایک جماعت کو زر کی طمع دیکر نصرانی بناتے اور فرنگستان بھجواتے ثواب عظیم کے خیال سے وجہ اجارہ کے نقصان کو جو رعایا کے جانے سے ہوتا تھا تجارت کے نفع سے بھرتے اور یہ عمل شنیع انکا محال اجارہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ جو کوئی کنارا آب کے پرگنات کے رہنے والون مین سے ہاتھ لگتا اسیر کرکے لیجاتے شاہجہان جب ایام شاہزادگی مین بعد بلوے بنگالہ پر گیا تھا تو اسنے بندر ہوگلی کے نصارا کا ناشائستہ سلوک جو اہل اسلام کے ساتھ تھا اسکو خوب دیکھا تھا اور اسکی نیک نیت ہمیشہ اعلام دین کے بلند کرنے پر اور کفر کے مٹانے پر تھی۔ اسلیئے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ جب مین بادشاہ ہونگا اس دیار سے ان ضلالت کیشون کا خار برکندہ کرونگا۔ خافی خان یہ لکھتا ہے کہ ہوگلی مین جو راجمحل سے بیس کروہ پر ہے تجارت کے لئے فرنگی اس طرح رہتے تھے کہ پہلے زمینداران

حکام سے عرض کرکے ایک قطعہ زمین لیا اقمشہ رکھنے کے لئے اور اپنے رہنے کے واسطے وہان
حصار پختہ مع برج و بارہ کے بنایا آلات توپخانہ وہان جمع کئے معبد خانہ جسکو کلیسا کہتے
ہین بنا لیا۔ کچھ مدت کے گذرنے کے بعد جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور مسلمانون کو
اور اس دیار کے مسافرون کو تکلیف دینی شروع کی اور روز بروز اپنے مکان کے استحکام
مین کوشش کی ان افعال شنیع مین سے ایک کام تھا کہ ساحل پر تمام بنادر جو ان پاس تھے ان مین
مسلمانون و ہنود کی رعیت آباد کرتے اور انکا کچھ مالی اور جانی ضرر نہ پہنچاتے مگر یہ کہ یہان
کے باشندون مین سے جب کوئی اجل طبعی سے مرجاتا اور اسکے فرزند نابالغ ہوتے انکو
مع مال کے اپنی سرکار مین ضبط کرلیتے اور وارثان خوردسال کو خواہ سید ہون خواہ برہمن
نصرانی اور اپنا مملوک بناتے ابتک یہ حال بنادر گوکن دکن اور کنارہ دریا پر جہان وہ قلعہ و
حکومت رکھتے ہین اس گروہ کا معمول یہی ہے باوجود اس تحکم کے قوت [illegible] پہنچانے کی
طمع مین مسلمان و ہنود دس طرح کی قومین انکے تعلقہ مین جاکر آباد [illegible]
ملک مین نہین رہنے دیتے اگر نادانستہ کوئی فقیر وہان وارد ہو جاتا [illegible] گروہ ہنود و
ہوا تو اسکو اس قدر تکلیف دیتے ہین کہ زندہ خلاص ہونا اسکا [illegible] اگر [illegible] مسلمان
ہوا تو حبس و تصدیع کے بعد چند روز مین چھوڑ دیتے ہین اور اگر [illegible] سے
گذرے اور اسکی تلاشی مین جو محصول کے لئے لی جاتی ہے تنباکو نکل آئے تو اسکی بے حرمتی
مین تقصیر نہین کرتے اسواسطے کہ تنباکو کو مقرری اجارہ دار بیچتے ہین [illegible] مسافر جسقدر تنباکو
کھاتا ہو ساتھ رکھ سکتا تھا انکے معبد خانے ہنود کے بتخانون کے برخلاف بحسب ظاہر
کمال صفائی رکھتے ہین اور دن کو وہان شمع کافوری جلتی ہین حضرت عیسیٰ و حضرت مریم
کی تصویرون کو اپنے اعتقاد کے موافق کئی صورتون مین چوب رنگا رنگ و روغن سے
زینت دی ہے لیکن انگریز کے کلیسا مین کہ وہ بھی نصرانی ہین بیکر بطریق اصنام
نہین ہوتی محرر اوراق کو ان بنادر اور مکانون مین وارد ہوا ہے اور انکے علما
سے صحبت رہی ہے اور مذاکرہ ہوا حاصل کلام یہ کہ اس جماعت کی بے اعتدالیان

بادشاہ سے عرض ہوئین تو قاسم خان جب بنگالہ کا صوبہ دار ہوا اسکو رخصت کے وقت
خفیہ اس قوم کے استیصال اور اس قلعہ کی تسخیر کا حکم ہوا اب ہم اس تسخیر کا حال بادشاہنامہ
سے نقل کرتے ہین کہ خان مذکور نے اس کام کے انجام کرنے کا اسباب آمادہ کیا اور اواخر
زمستان مین ماہ شعبان ۱۰۴۲ سنہ مین عنایت اللہ اپنے بیٹے کو اللہ یار خان کے ساتھ کیا جو
اس فتح مین پسندیدہ خدمت کا مصدر تھا اور اس صوبہ کے منصبدارون اور گوکیون
کو ہوگلی کی تسخیر کے لیے روانہ کیا اپنے ملازم بہادر کنبوہ کو کہ جہات کا ناظم تھا اپنی جمعیت
پیادہ اور سوار کے ساتھ مخصوص آباد کے محال خالصہ کے انتظام کا بہانہ بنا کے بھیجا کہ کام
کے وقت اللہ یار خان و عنایت اللہ خان سے ملجائے اور اس اندیشہ سے کہ مبادا
بادشاہی لشکر کی توجہ سے عیسائی مطلع ہو کر مع عیال اور اموال کی کشتیون مین
بیٹھکر چلدین اور اس مہلکہ سے بچ جائین اور مسلمان اپنے مطلب سے محروم رہین ایسا
دکھلایا کہ بادشاہی لشکر ہجلی کی تاخت و تاراج کو جاتا ہے اور یہ مقرر کیا کہ عنایت اللہ
اور اللہ یار خان اور انکے ہمراہی بردوان مین توقف کرین جو ہجلی کی سمت مین ہے
اور سبقت خواجہ شیر و معصوم زمیندار و صالح کنبو مع تابینون کے جو راہ بندر و
سری پور (سیرام پور) سے نوارہ لیکر اس قصد سے مقرر ہوئے تھے کہ فرنگیون کے
سر راہ کو روکین اپنی خبر بھیجین کہ موہانہ مین جو خور ہوگلی کا دہانہ ہی آگئے تو وہ دونو
ایلغار کر کے ہوگلی مین پہنچین اور ان کافرون پر جہاد کرین اللہ یار خان عنایت اللہ
اور انکے رفیقون نے جب یہ خبر سنی کہ خواجہ شیر اور انکے ہمراہی دھنہ خور مین پہنچ گئے
تو انہون نے بردوان سے ایلغار کیا اور شبانہ روز مین موضع ہلدی پور مین پہنچ گئے
جو ساتگانوں اور ہوگلی کے درمیان واقع ہے اور انہین دنون مین بہادر کنبو پانچ
سو سوار اور بہت سے پیادے مخصوص آباد سے لیکر عنایت اللہ اور اللہ یار سے ملا
اور دھنہ خور کے بند کرنے کے واسطے اس جگہ خواجہ شیر وغیرہ نوارہ کے ساتھ تھے
ہوگلی اور دریا شور کے درمیان جو تنگنا تھا نوارہ کی کشتیون کا پل باندھا کہ

راہ خور سے دریا شور مین جہاز نہ آنے پای اور عیسائیون کی راہ فرار بند ہو جاے ۱۹ر
ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۱ کو لشکر اسلام خور کی طرف سے مردم نوارہ کے ساتھ دوسری جانب سے
اس مکان کی تسخیر مین اور فرنگیون کے استیصال مین مصروف ہوا خندق کی اس
طرف کی آبادی مین جسکا نام بالی ہی ایک گروہ کو مارا اور جو کچھ پایا غارت کیا
خور کی دو تو جانب قریات و پرگنات مین اللہ یار اور عنایت اللہ نے سپاہ بھیجی
کہ مواضع کے اجارہ دار فرنگیون کو مارین قتل اور اسیر کرنے کے بعد نوارہ کے عملے کے
عیال کو جو سب بنگالی تھے گرفتار کرکے لے آئے۔ ناچار چار ہزار ملاح کہ اہل بنگالہ
انکو غرابی کہتے ہین فرنگیون سے جدا ہو کر بادشاہی لشکر سے آن ملے اس سبب سے
فرنگیون کو پراگندگی اور سراسیمگی ہوئی لشکر اسلام ساڑھے تین مہینے اس مکان حصین
کے محاصرہ مین مصروف رہا۔ فرنگی کبھی جنگ کی کبھی صلح کی باتین کرتے تھے اس طرح
وقت کو ٹالتے تھے۔ انکو فرنگ کی کمک کا انتظار تھا دورو ئی اور غدر خوئی سے مقدمہ
مصالحہ کی تمہید کرکے ایک لاکھ روپیہ پیشکش کے طور پر بھیجا اور ادھر محاربہ کا مواد
تیار کیا کہ انمین جو سات ہزار تفنگچی تھے وہ تفنگ اندازی کرکے اس باغ کے درختونکو
بے شاخ و برگ کرتے تھے کہ جس مین لشکر شاہی اترا ہوا تھا انجام کار لشکر
اسلام نے کلیسا کی جانب جو خندق تھی جسکا عرض کم اور عمق کم تھا۔ نالیان کھود
کر خندق کا پانی نکال دیا اور مورچون سے نقبین لگائین۔ فرنگیون کو دو نقبون
کی خبر ہو گئی۔ درمیانی نقب بہادر سے متعلق تھی وہ اس منزل کے نیچے لگی تھی
جو فرنگیون کے منازل مین ارتفاع اور متانت مین ممتاز تھی اور اس مین بہت
سے فرنگی جمع تھے اسکو باروت سے بھرا ۱۸ ربیع الاول کو اسکی برابر لشکر اسلام نے
صف کشتی کی تا کہ فرنگی اطراف سے سامنے آئین جب ان کے اجتماع سے ہجوم ہوا
اور ہنگامہ نبرد و توپ و تفنگ گرم ہوا تو نقب مین آگ لگائی جس سے یہ مضبوط مکان
اور بہت سے فرنگی جو اس مین جمع تھے بخار اور دخان کی طرح ہوا مین اڑ گئے

لشکر اسلام [illegible] کی کچھ فرنگی پانی مین مرے اور ایک جماعت جان سلامت
لیکر [illegible] کشتیون تک جا پہنچے۔ اس اثنا مین خواجہ شیر و معصوم زمیندار قصبہ
نا گہان [illegible] شورہ کے آدمیون کے ساتھ جا پہنچے۔ بہت سے فرنگیون کو مارا۔
فرنگیون [illegible] بڑے جہاز کو جسمین دو ہزار کے قریب عورت اور مرد تھے اور بہت اسباب
اموال [illegible] اسلام کے قبضہ مین آجانے کے خوف سے اسکے باروت خانہ مین
آگ لگا [illegible] جلا دیا۔ ایک جماعت کثیر جو اور غرابون مین تھی سوختہ ہوئی۔ ۶۴
فرنگی [illegible] اور ۵۷ جہاز اور دو سو جلیہ مین سے ایک غراب اور دو جلیہ گووہ کے
فرنگیون [illegible] سبب سے سلامت نکل گئے کہ پل کی کشتیون مین سوختہ کشتیون کی
آگ نے پہنچ [illegible] سے راہ ہوگئی تھی۔ فرنگی جو آب و آتش سے بچ گئے وہ مسلمانون
نے اسیر [illegible] و پیکار سے انتہاے کارزار تک فرنگیون کے آدمی عورت مرد بوڑھے
جوان [illegible] کشتہ ہوئے باروت مین اڑے پانی مین ڈوبے آگ سے جلے دس ہزار کے
قریب تھے اور بادشاہی آدمی ایک ہزار کشتہ ہوئے چار ہزار چار سو عیسائی عورت
مرد مقید ہوئے پرگنات مین دس ہزار آدمی جو قید فرنگ مین تھے رہا ہوئے
۲۰ ربیع الثانی سنہ ۴۲ کو جشن وزن قمری ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا بیتالیسوان
سال ختم ہوا۔ محمد علی بیگ ایلچی ایران رخصت ہوا اسکو ابتداے ملازمت سے وقت
معاودت تک تین لاکھ سولہ ہزار روپیہ نقد اور ایک لاکھ روپیہ کی جنس مرحمت
ہوئی۔ تعین عادلخان سے اعتماد خان پھر بادشاہ پاس آگیا منصب دو ہزاری
اور خطاب قزلباش خان کا عنایت ہوا۔

جشن وزن قمری

جب فتح خان پسر ملک عنبر نے نظام الملک کو مار ڈالا تو اسکی پیمان شکنی و بدعہدی
سے سارے امراے دکن اس سے رنجیدہ ہوگئے محمود خان قلعہ بان کالنہ نے اسے
اندیشناک ہوکر قلعہ حوالہ نہ کیا اس سے وہ مطمئن نہ تھا اپنا مآل کار سوچ کر اسنے یہ
چاہا کہ ساہو بھونسلہ سے سازش کرکے اپنا کام بنائے اور یہ قلعہ اسکو حوالہ کرے اور

[illegible]

اور اس طرح فتح خان کی باز خواست کے فرصت نہ پہنچے سا ہو پادشاہ سے برگشتہ ہو گیا تھا
اور محال ناسک ترنبک سنگمنیر و جنیر اور کل محال کو کن بحیر قابض ہوا تھا اور نظام الملک کے
خویشون مین سے جو کسی قلعہ مین مقید تھا اوسکو قید سے نکال کر اپنی دستاویز بنایا تھا
خان زمان پسر مہابت خان کو کہ باپ کی نیابت مین دکن مین کام کرتا تھا اس امر کی
اطلاع ہوئی تو اس نے میر قاسم قلعہ دار فتح آباد سرکار آسیر (جو کالنہ کے قریب جوار مین واقع
ہے) کو لکھا کہ محمود خان کو رہنمونی کرے کہ وہ قلعہ ساہو کو نہ حوالہ کرے پادشاہی آدمیون
کو سپرد کرے میر قاسم نے جیسا کہ چاہیئے تھا اس باب مین محمود خان کو لکھا اور بعد ازان محمود خان
کی طلب کرنے پر اس پاس قلعہ کالنہ مین گیا اور بہت طرح سے اوسکی تسلی لی اور وعدی کیئے
امیدین دلائین اس نے فرمان شاہی جسپر کف دست مبارک نشان ہو طلب کرکے ۲ ربیع الثانی
کو قلعہ کالنہ مع اٹھ پرگنون کے جو اسکے توابع تھے جعفر بیگ کو حوالہ کیا۔ وہاں وقت محاصل پہلے
ان پرگنون کی جمع دو کرور چالیس لاکھ دام (چھ لاکھ روپیہ) تھی محمود خان کو منصب چار ہزاری
دو ہزار سوار اور پچاس ہزار نقد عطا ہوا اور اسکے دو بیٹون انجم و معصوم کو منصب ملا۔

واقعات مختلفہ

حاجی محمد جان مشہدی قدسی تخلص جو عراق و خراسان کے سخن سنجون مین جودت
فطرت و رسائی طبیعت مین مشہور تھا اپنی وطن کو چھوڑ کر پادشاہ کی خدمت مین آیا اور
ایک قصیدہ پڑھا اور خلعت و اسپ و دو ہزار روپیہ انعام پایا اور مداحون کے زمرہ مین
ملازم ہوا ملک الشعراء کا خطاب ملا۔ ایک مجلس شاہی مین یمین الدولہ نے عرض کیا کہ سکندر
ذو القرنین کے اقوال پر کسی دانشمند نے اعتراض نہین کیا اسکے افعال کے عیبون پر کسی دوربین کی نظر نہین
پڑی۔ پادشاہ نے فرمایا کہ اگر سکندر کی نبوت ثابت ہو تو ہمکو کوئی اعتراض اس پر نہین ہے
ورنہ دو باتین اعتراض کے قابل ہین اول ایسے خردمند پادشاہ کو نوشابہ پاس سفیر بنکر
جانا عقل کے برخلاف تھا ہمین ہتک حرمت اور قطع حیات کا کوئی چارہ نہ تھا ۲ دوم جب
دارا کا ایلچی خراج بیضہ جو اس کا باپ دارا کو بھیجا کرتا تھا لینے کے لئے

[illegible]

شاہجہان کے اعتراض سکندر پر

آیا تھا تو اُسنے جواب مین باپ کو مرغ کہا تھا چنانچہ نظامی نے لکھا ہے مصرعہ
شد آن مرغ کو بیضہ زرین نہاد- ایسے کلمات کہنی سلاطین دانا کو لائق نہین ہین-

سال ششم جلوس ۱۰۴۲ھ

روز سہ شنبہ غرہ جمادی الثانی ۱۰۴۲ھ کو جلوس کا چھٹا سال شروع ہوا-

مالوہ کے سرکشون کا سرگروہ بھاگیرت بھیل تھا- کثرت جمعیت اور قلعہ کھاتا کھیری (کالی سندھ اجین سے ۳۰ میل) کی حصانت کے سبب وہ صوبہ دارون کی اطاعت نہین کرتا تھا- نصیری خان کی صوبہ داری مین فتنہ وفساد برپا کرنے سے باز نرہا- خان مذکور سارنگپور سے اسکی مالش کے قصد سے روانہ ہوا- خان کی قلعہ کشائی مین شہرت تھی- فسادیون پر اسکا رعب تھا- بھاگیرت اس خبر کے سنتے ہی سنگرام زمیندار کنور کے وسیلے سے خان پاس آیا- قلعہ کھوکہ مدتون سے اسکی اور اسکے باپ دادا کی پناہ گاہ تھا حوالہ کیا- ۱۲ جمادی الثانیہ کو نصیری خان قلعہ مین داخل ہوا- مندرون کو ڈھاکر مساجد بنائین-

۲۳ رجب ۱۰۴۲ھ کو وزن شمسی ہوا- بادشاہ کی عمر کا بیالیسوان سال شروع ہوا-

شعبان مین سلطان پرویز کی بیٹی سے شاہزادہ داراشکوہ کا نکاح ہوا- اور بزم نشاط وچراغان وآتشبازی نے آرایش پائی- اہل نغمہ اور رامشگرون کا جوش وخروش ہوا (قران کردہ سعدین سپہر جلال) تاریخ ہوئی- اس شادی مین ۳۲ لاکھ روپیہ خرچ ہوا- سرکار خاصہ کا چھہ لاکھ بیگم صاحب کا ۱۶ لاکھ اور دس لاکھ روپیہ مادر عروس کا اور ۲۲ روز بعد شاہ شجاع کا عقد نکاح رستم مرزا صفوی کی بیٹی سے ہوا چار لاکھ کا مہر بندھا (مہد بلقیس بہ منزل جمشید آمد) تاریخ نکاح ہوئی- لاکھون روپئے ارباب طرب اور مستحقون کو دیے گئے- اور روشنی اور تمام شہر کی آرایش بندی مین اور آتشبازی مین لاکھون روپئے صرف ہوئے-

بادشاہ سے پہلے عرض کیا گیا تھا کہ جہانگیر کی عہد سلطنت مین بنارس مین نئے بت خانے بہت بنائے گئے تھے وہ ناتمام رہے- اب ہندو انکو پورا بنانا چاہتے ہین

بادشاہ دین پناہ نے حکم فرمایا کیا بنارس میں کیا تمام محروسہ میں جس جگہ نیا بت خانہ بنا ہو
اسکو ڈھا دو صوبہ الہ آباد کے وقائع نگار سے معلوم ہوا کہ ۷۶ بت خانے قصبہ بنارس میں
خاک کی برابر کیے گئے۔

نذر محمد خان والیٔ بلخ کے پاس تربیت خان کا بھیجا جانا۔

جہانگیر کے انتقال کی تشویش کے ایام میں نذر محمد خان بیباک وزبکوں کو لیکر کابل اور
اسکے اطراف میں تاخت و تاراج کے لیے آیا تھا اور استیصال و خرابی ملک و مال رعایا
میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی مگر شاہجہان نے باوجود قادر ہونے کے تلافی و انتقام کے
برعکس لطف و مدارا کیا تھا اسکے بعد نذر محمد خان نے حاجی وقاص کو مع نامہ کے بھیجا۔
جسمیں عذرات بامید عفو تحریر کیے۔ بادشاہ نے حاجی وقاص کی ہمراہ تربیت خان کو
بلخ روانہ کیا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا اور ہندوستان کے تحفے ساتھ کیے۔ ایک نامہ لکھا
جسکا خلاصہ میں اسلیئے لکھتا ہوں کہ اسمیں سارا بیان بادشاہ کی فتوحات کا آجاتا ہے
اول حمد و نعت و منقبت اصحاب و آل و القاب نامے حاجی وقاص کی رسید کو تحریر کیا
پھر یہ لکھا کہ افاغنہ نے سرکشی کی اور نظام الملک سے جاملے جس پاس بیس تیس ہزار سوار
ہمیشہ رہتے تھے اور انہوں نے دس بارہ ہزار باغیوں کو جمع کرلیا مجھے بعنایت الٰہی انپر
فتح حاصل ہوئی اور دکن میں پانچ قلعے قندھار۔ دھارور۔ کالنہ۔ تلتم۔ ستوندہ فتح
کیے اور اس قدر مال ہاتھ آیا جسکی جمع پچاس لاکھ روپیہ ہے۔ دکن سے بہت سی بیش قیمت
پیشکشیں آئیں آپنے جو اپنے خط میں کابل کی حدود میں آنے کا عذر لکھا ہے وہ صحیح ہوگا
مگر باوجود میری تخت نشینی کی خبر پہنچنے کے یہ لائق نہ تھا کہ اس قسم کا ارادہ کیا جاتا جسمیں
دین دنیا کا فائدہ کچھ مرتب ہو۔ اہل اسلام کے ساتھ خصوصاً اہل سنت وجماعت
کی نسبت اسکا وقوع میں آنا مناسب نہ تھا تعجب کی بات ہے کہ ایسی اخبار جو اظہر من الشمس تھے
وہ دیر کر آپ تک پہنچی مناسب تھا کہ ہم بھی حاجی وقاص آپ کے سفیر کی ہمراہ اپنا سفیر
بھیجیں اسلئے تربیت خان بھیجا گیا اسکی زبانی بہت سی باتیں آپ کو معلوم ہونگی جن
مندرہ ہوگی کی فتح سے اہل اسلام کو بڑی خوشی ہوئی اسلئے اسکا خلاصہ لکھا جاتا ہے

کہ بنگالہ کے مشہور بنادر مین بندر ساتگانو ہے اوس کے
نزدیک بندر ہوگلی تھا۔ وہان فرنگی بہت جمع ہوگئے تھے اور یہ شریر اس دیار کے
ان مسلمانون کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے جو انکے ہمسایہ مین مسکن و ماوا رکھتے تھے بہت
سے مسلمانون کو پکڑکر جبراً و قہراً نصارا بناتے اس سبب کہ اہل کفر و ضلال کا استیصال بادشاہ
اسلام پر جو مروج دین مبین ہو واجب ہے مین نے قاسم خان صوبہ دار بنگالہ کو حکم
دیا کہ اس طائفہ کے رفع دفع مین کوشش کرے صوبہ دار مذکور نے ایک لشکر کو اس مطلب کے
لئے فرنگیون پر تعین کیا۔ نواڑہ بنگالہ مین ایک ہزار کشتی ہین اور ہر کشتی کے لئے مقرر ہے
کہ ستر اسی ملاحون کے سوا ایک جماعت تفنگچی و توپچی و گولہ انداز و تیرانداز و نیزہ دار و
شمشیر دار و نقارچی و نفیرچی و کرنائی و سرنائی و درودگر و آہن گر اور اقسام
محترفہ کی ہو چنانچہ اسکا مجموعہ ستر ہزار نفر علوفہ دار ہوتا ہے کہ ماہ بماہ خزانہ بنگالہ سے
انکو نقد علوفہ ملتا ہے اور ان کشتیون مین اس جماعت کے سوا ایک اور جماعت کثیر بعنوان
سپاہیون اور منصبدارون و احدیون کی بھی ہوتی ہے غرض ایسی پانچسو کشتیان
اس تیاری کے ساتھ روانہ کی گئین جا پہنچتے تک وہ بحر و بر مین فرنگیون سے لڑتی
رہین رفتہ رفتہ فرنگیون کو تنگ کیا اور انکے حصار محکم مین نقبین لگائین اور اوسکی
دیوارون کو ہوا مین اڑایا اور چارون طرف یورش کرکے ان کو مسخر کیا چونکہ یہ
بندر دریا ئے شور کے کنارہ پر واقع تھا بقیۃ السیف نے اپنی بقا و حیات فرار مین جانی
اور جہازون اور غرابون مین چڑھ کر بھاگ گئے بادشاہی لشکر نے خشکی و دریا کی
راہ سے انکا تعاقب کیا۔ انمین سے بعض کو قتل بعض کو قید کیا۔ فرنگیون کے دس ہزار
آدمی قید ہوئے اور سوا ہزار جنگی فرنگیون کا بھی پتا نہ لگا اور آدمی جہاز و غراب کے قید و بند
مین پھنسے ۱۴۰ جہاز و غراب بہت سی دولت و غنیمت کے ساتھ بادشاہی آدمیون
کو ہاتھ لگے اور اس دیار سے فرنگی بالکل خارج ہوگئے اور انکے معابد کی جگہ حسب الحکم
مساجد بنائی گئین صدائے ناقوس کی بجائے اذان کی آواز بلند ہوئی الحمد للہ

ان ایام مین ایسی فتح اہل اسلام کو ہوئی دولت دنیا اور وسیلہ سعادت عقبیٰ و باعث
رضاے مولیٰ ہو جیو۔

اسی سال مین محمد علی بیگ کہ شاہ عباس کے پاس سے تین لاکھ روپیہ کی سوغات لیکر آیا تھا اسکو بادشاہ نے رخصت فرمایا اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد اور اور مرصع آلات وغیرہ اسکو دیئے اسکی ہمراہ صفدر خان کو بھیجا اور چار لاکھ روپیہ کی سوغاتین دین اور نامہ بمضمون تعزیت و تہنیت لکھا اس مین سرگذشت خان جہان لودھی اور دریا خان و فتح ہشت قلعہ دکن اور تسخیر بندر ہوگلی ہر قوم کی اور انکو نصائح اس طرح لکھین جیسے کہ باپ بیٹے کو لکھتا ہے کہ عظیم الشان پادشاہون کی خدمت مین ضرور ہے کہ ایسے دانشمندون کی جماعت ہو کہ اسکو اس قدر عزت و قدرت ہو کہ وہ دلیرانہ ہر مقدمہ کو جسمین مصلحت دولت ہو عرض کرے اور تم اس بات کو بھی خاطر نشین رکھو کہ پادشاہی سلطنت کے معنے حقیقت مین یہ ہین کہ مالک الملک حقیقی اپنے ذاتی کرم سے کسی خاص بندہ کو مصلحت عام کے واسطے قبول کرتا ہے اور اسم والا ظل الٰہی سے سرافراز کرتا ہے اور اپنی خلق کو اسکے حوالہ کرتا ہے تاکہ اس کے جان و مال و عزت و آبرو کی محافظت کرے اور قوی کے ہاتھ کو ضعیف سے کوتاہ کرے مظلوم کی داد ظالم سے لے۔ اور سنت سنیہ الٰہی پر عمل کرکے انکی تقصیرات کو کہ بمقتضاے بشریت سرزد ہوتی ہین عفو فرمائے اور جبتک ضرور نہو بندہاے خدا مین سے کسی کو عقوبت نہ کرے۔ جب یہ حال . . ہو تو میرے فرزند تجھے ہمیشہ یہ بات منظور نظر رکھنی چاہیئے کہ اپنی مملکت کی خلق کو سپاہی و رعیت پر عین عنایت ہو . . . اگر کسی بندہ سے تقصیر ہو کہ جسکا عفو و اغماض مصلحت کے موافق نہ ہو تو اس تقصیر کے موافق تنبیہ کرے . . . .

الانسان حقیقت مین غریب بنیان الٰہی ہے جو ید قدرت . . نے سالہا دراز مین بنائی ہے اسکا ازالہ قوی سبب بے اخلاصی اور تفرقہ طبائع کا ہے جیسے ضرورت نہ کرنا چاہیئے اور تسخیر قلوب احسان سے کرنی چاہیئے الانسان عبد الاحسان

ابوالقاسم خان کا خطاب بصفدر خان کا سفیر ایران کرکے ایران روانہ ہونا۔

سچا مقدمہ ہے اس صورت مین خاطر جمع رہتی ہی۔ ملک امین دولت مستحکم مہمات منتظم ہوتی ہین۔ غایت محبت و نہایت رافت کے سبب بموٴداے الدین النصیحۃ یہ چند کلمے زبان قلم پر آگئے اس زمانہ مین شاہ ایران کا دستور اور رویہ ہوگیا تھا کہ ناحق خونریزی کرتے تھے خصوصاً شاہ صفی کی سفاکی باپ دادا سے بھی بڑھ کر تھی۔ اسلئے شاہجہان نے نصیحتین اس طرح لکھین جیسے کہ باپ بیٹون کو لکھتا ہے۔

۱۷ ذوالقعدہ کو بادشاہ نے ممتاز محل کے عرس کرنے کا حکم دیا۔ یہ حکم پہلے ہوچکا تھا کہ بیبل خان داروغہ زرگری خانہ خاصہ سونے کا محجر بنائے جسکا کتابہ و قندیل مینا کار ہون اور کوکبہ قنادیل طلائی مہیا ہون۔ اندنون مین اسنے وہ تیار کرکے بادشاہ کو ملاحظہ کرائے۔ محجر کا وزن چالیس ہزار تولہ تھا اور چھ لاکھ روپیہ اسمین صرف ہوئے تھے اسکو حکم ہوا کہ بیگم کی تربت کے گرد لگایا جاوے اور کوکبہ و قنادیل مرقد کے اوپر لگائی ابھی عمارت مزار تیار نہین ہوئی تھی چارون جانب خیمے لگائے گئے اور سائبان تانے گئے اور سارے میدان مین طرح طرح کے فرش بچھائے گئے۔ بادشاہ مع اہل حرم و فرزندان عرس مین شریک ہوا اور پچیس ہزار روپئے جو مقررہ روپیہ کا نصف تھا مستحقین کو عطا ہوئے اندنون مین اہل محل کے چند آدمی طاعون سے مر گئے جو ہوا کے تعفن سے پیدا ہوئی تھی اسلئے بادشاہ قلعہ سے باہر ان عمارتون مین چلا گیا جو جمنا کے کنارہ پر تیار ہوئی تھین وہان کی ہوا دلکشا و روح افزا تھی۔ کچھ دنون کے بعد قلعہ کے باہر بھی وبا نے اثر کیا تو بادشاہ نے اس وبا کا علاج زہر مہرہ سے نکالا۔

ہر سال کے دستور کے موافق اس سال مین بھی بادشاہ نے ہاتھیون کے لڑنے کا حکم جھروکہ مین دیا اور بادشاہ کے دل مین یہ آئی کہ تمام گرامی قدر شاہزادے گھوڑون پر سوار ہوکر ہاتھیون کی لڑائی کی سیر دیکھین شاہزادہ اورنگزیب اپنے گھوڑے کو ہاتھیون سے بہت نزدیک لے گیا۔ دو مست ہاتھی لڑ رہے تھے اُن سے کچھ خوف نہ کیا۔ گھوڑے کو آگے بڑھاتا گیا۔ یہان تک کہ لڑنے والے ہاتھیون مین سے ایک

ایک ہاتھی شاہزادہ پر حملہ آور ہوا۔ شاہزادہ نے باوجود چھوٹی عمر ہونے کے بڑی
ہمت کی کہ ایک برچھا مار کر ہاتھی کی پیشانی کو زخمی کیا۔ چارون طرف آفرین کا غل مچا
چارقل دفع چشم زخم کے لیے بڑھے گئے۔ ہاتھی زخمی ہو کر غصہ مین آیا۔ شاہزادہ کو گھوڑے
سمیت دانتون کے نیچے کر لیا۔ شاہزادہ گھوڑے سے جدا ہوا اور چستی و چالاکی سے تلوارین
ہاتھی پر مارین۔ شاہزادہ محمد شجاع نے جب یہ حال ملاحظہ کیا تو باوجودیکہ خلائق کا ہجوم
اور ازدحام ایسا تھا کہ آدمی ایک دوسرے پر گرتا تھا اور ہوا کی آمد و رفت مشکل تھی
آتشبازی کے دھوئیں سے آدمی آدمی کو نہ پہچانتا تھا وہ بھائی کی مدد کے لئے اسکے نزدیک گیا
مگر صدمات و آتش فشانی سے اسکا گھوڑا چراغ پا ہوا اور وہ بھی گھوڑے سے گرا۔ اس وقت راجہ
جے سنگہ ہاتھی کے پاس گیا اسکا گھوڑا بھی ہاتھی سے بھاگتا تھا اور قریب تھا کہ وہ بھی گھوڑے
پر سے گرتا مگر اُس نے اپنے تئین سنبھالا اور ہاتھی پر متواتر برچھے لگائے اور اس کے ساتھ
ہی گرز بردارون نے اور جلوی خاص کے آدمیون نے گرز اور حربے لگائے کہ فیل حریف نے
اس ہاتھی پر حملہ غلبہ آمیز کیا جسکے سبب سے وہ فرار ہوا اور دونو شاہزادون کی جان بچی
بادشاہ نے دونو کو گلے لگایا اور شاہزادہ اورنگ زیب کو اشرفیون کے پانچ خریطون سے
تولا اور انکو درویشون اور مستحقون مین تقسیم کیا۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ فتح خان پسر عنبر نے بادشاہ کی اطاعت مین اپنی بہبود کار دیکھی
اور اپنے بیٹے عبدالرسول کو بادشاہ پاس بھیجا پایۂ تخت کے کارپردازون کو عفو
جرائم کا وسیلہ بنایا۔ بادشاہون نے شاہو کو تقاضائے وقت کے سبب سے بعض محال
نظام الملک کے دیئے تھے اُس سے وہ لے کر بدستور سابق فتح خان کو مرحمت و بحال کیے
ساہو آزردہ خاطر ہو کر عادل خان پاس بیجاپور مین چلا گیا اور تازہ فتنہ و فساد کا
باعث ہوا اسنے عادل خان سے دولت آباد کی تسخیر کے لیے امداد کی درخواست
کی اور لشکر گران اور مصالح قلعہ گیری عادل شاہ سے لے کر دولت آباد در وانہ ہوا
ان دنون مین اس سبب سے کہ کئی سال سے کال پڑ رہا تھا قلعہ مین غلہ نہین رہا تھا اور

[illegible]

اور فتح خان جانتا تھا کہ امراء نظام الملک اس سبب سے کہ مین نے بدسلوکی اور خونریزی کی ہی مجھ سے
وقت میری ساتھ رفاقت بالاتفاق نہین کرینگے۔ لشکر بیجاپور کی خبر سنکر متوہم خاطر ہوا آخر
خانخانان مہابت خان کو عریضہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ ساہو کی سلسلہ جنبانی سی بیجاپور
کی فوج روانہ ہوئی ہے میرا ارادہ ہے پادشاہی آدمیون کو قلعہ سپرد کرون آپ جلد تشریف
لائیے۔ خانخانان اس مژدہ خاطرخواہ سے مطلع ہوا اول خان زمان کو لشکر شاہی کے ساتھ
دولت آباد روانہ کیا اور پیچھے خود مرحلہ پیما ہوا جب خان زمان دولت آباد سے دو منزل پر آیا
تو اُس نے خبر سنی کہ ساہو سر راہ لڑنے کے ارادہ سے کھڑا ہی اس لئی اپنے چھوٹے بھائی لہراسپ
کو دلیر ہمت راو اور ہمراہیون کے ساتھ بیجاپور کے سردارون کے مقابلہ کے لئے متعین کیا
اور خود فوج کو ترتیب دیکر اس فوج سے لڑنے کے لئے مستعد ہوا۔ قصبہ دھول مرعا دھولری کام
یا گھاٹی بھول نیری سے گذرا تو سپاہ بیجاپور کی گرد نظر آئی اول لہراسپ سے بعد ازان
خان زمان سے دار و گیر شروع ہوئی بعد مردانہ زد و خورد کے دونو طرف سے ایک جماعت
کشتہ و زخمی ہوئی فوج دکن ہزیمت پاکر سات کوس اسطرف دولت آباد کے چلی گئی تو
کھڑکی سے دو کروہ پر خان زمان نے نزول کیا بیجاپور کے سردارون نے مآل اندیشی
پر نظر کرکے فتح خان سے ابواب موافقت مفتوح کیا اور پیغام دیا کہ افواج پادشاہی کے پیش نہاد یہ ہی کہ
دولت نظام الملک کا استیصال کرے اور دولت آباد کے قلعہ کو مفتوح کرے جسپر ساری
ولایات دکن کی تسخیر متفرع ہے یہ عنقریب ہونے والا ہے جو کہ آخر کو عادل خان
کے خاندان مین تزلزل پیدا کریگا ہم تم دونو ایک خاندان کے پروردہ ہین طرفین کی
صلاح یہ ہی کہ صلح کرکے بمصالحہ اتحاد و اتفاق سے اس خاندان کی دولت کو استوار
کرین غرض خط و کتابت ہوکر آپس مین وفا و وفاق کے عہد و پیمان ہوئے اور یہ
ٹھیری کہ تین لاکھ ہون نقد اور آذوقہ قلعہ مین پہنچایا جاوے خافی خان نے یہ لکھا
ہے کہ صلح اس شرط پر ہوئی کہ فتح خان تین لاکھ روپیہ چند گھوڑون کے ساتھ ساہو
کو دے اور وہ اپنی مدد سے بالائے قلعہ ذخیرہ پہنچا دے بعد اسکے قلعہ کے نیچے اور

اور اوپر سے لشکر شاہی پر توپ و تفنگ کے گولے و تیر و سنان برسنے لگے خانخانان جو
ظفر نگر مین تھا اس خبر کو سنکر پیچ و تاب مین آیا۔ خان زمان کو لکھا کہ فتح خان نے
پیمان شکنی کی قلعہ کی تسخیر اور اسکی تادیب اور لشکر بیجاپور کی تنبیہ پیش نہاد ہمت کرے اول
رسد و غلہ اور سامان کو کہ نظام پور اور حوالی دولت آباد مین آذوقہ اور لوازم قلعہداری کا
سامان کر رہی ہین نکال دے اور وہان خود پہنچکر مداخل و مخارج کو سردارون کے
حوالہ کرے تاکہ آسانی سے غلہ رسانی کے ابواب بند ہو جائین۔ اگر فتح خان قول و عہد
سابق کا انقیاد کرے تو اسکو عنایات پادشاہی سے مطمئن کردے ورنہ قلعہ کی تسخیر کی
طرف متوجہ ہو۔ خان زمان پاس جب خانخانان کے نوشتجات پہنچے تو وہ نظام پور
مین آیا راہ مین جہان وہ بیجاپوریون کے لشکر کا اثر دیکھتا وہان جاتا اور انکو تیر و سنان
و تیغ کا طعمہ بناتا۔ فتح خان نے یہ مصلحت دیکھی کہ خیریت خان کو چھ سو سوارون سمیت
قلعہ مین داخل کر لیا۔ وہ دکن کے صاحب رای امرا مین سے تھا مگر فوجون نے طرفین سے
ایک دوسرے پر شب و روز تاخت کی آخر دکنیون نے ہزیمت پائی اور یہان سے چلے
گئے۔ خانخانان نے رسد غلہ و ذخیرہ قلعہ کی راہ بند کرنے کے لئے فوج مقرر کی اور
خان زمان کو پانچہزار سوار کے ساتھ بیجاپور کی فوج کے مقابلہ کو بھیجا اور سردارون کو
نقب لگانے اور مورچون کے بڑھانے کے لئے جابجا متعین کیا اور قلعہ گیری کے مصالحہ
مین کار فرما ہوا قلعہ دولت آباد مین نو قلعے پایہ بپایہ سنگ خارا سے مدور تراشے
گئے ہین وہ ایسا قلعہ نہین ہے کہ مصالحہ محاصرہ قلعہ و زینہ و یورش و نقب سے تسخیر ہو جائے
مگر یہ قلعہ ذخیرہ سے خالی تھا اسلئے اسکے مفتوح ہونے کی امید ہو سکتی تھی اور
قلعہ گیرون کے دلون کو تقویت ہوتی تھی اور امراء شاہی اسکو محاصرہ مین جان نثاری
کر رہے تھے۔ یاقوت حبشی جو اول نظام الملک کا غلام تھا پھر پادشاہ کا نوکر ہو گیا تھا
اسنے نمک قدیم کے حق پر باز گشت کرنی چاہی اول اسکو یہ فکر ہوئی کہ اپنے مورچال کی
طرف سے قلعہ مین ذخیرہ پہنچائے۔ مگر خانخانان کی تدابیر صائبہ اور اہل مورچال کی

ویدباقی سے یہ مطلب اسکا حاصل نہ ہوا غلہ پکڑا گیا جو اسکے بازار سے قلعہ کے لے جانے کے
لئے خریدا گیا اس غلہ رسانی کی شہرت ہوئی جسکے سبب سے یاقوت کو بادشاہی سیاست
کا خوف ہوا تو وہ غلامان گریز پا کی طرح لشکر سے نکل کر اپنے قدیم مالکون کے پاس
چلا گیا۔ ۱۳ رمضان کو شام کو رندولہ اور امرائے دکنی غلہ کے چارسو کے قریب بیل
ہمراہ لیکر حوالی لشکر مین آئے تاکہ خیریت خان اور تمام بیجاپوریون کو پہنچائین
وہ فتح خان کی صوابدید سے عنبر کوٹ مین تھے فتح خان انکو بہ سبب قلت آذوقہ
کے غلہ کے دینے مین تساہل کرتا تھا۔ خانخانان نے لہراسپ خان اور اوداجیرام
اور بہادر جی و جگراج بندیلہ کو تعین کیا کہ دکنیون سے اس غلہ کو چھین لین دونو طرف سے
جنگ ہوئی۔ آدھی رات کو رندولہ و فرہاد و بہلول و ساہو و انکس چار ہزار سوار دو
کے قریب اپنی فوج سے ہمراہ لیکر خان زمان خان کے بنگاہ پر حملہ آور ہوئے۔ راؤ
ستر سال نے راجپوتون کو ساتھ لے کر بہلول کے برادر زادہ اور ایک جماعت دکنی کو مارا
باقی سب بھاگ گئے۔ تین روز بعد پھر وہ لشکر شاہی کے قریب نمودار ہوئے۔ خانخانان نے
تاکید کی کہ زمین مین گریوہ و مغاک بہت ہین افواج شاہی ایک جگہ پہ مستعد رہے۔
جب دکنی لڑنے آوین تو لڑے۔ بادشاہی لشکر بموجب قرارداد کے آمادہ کارزار ہوا
دکنی بے ستیزہ آویز کے یاقوت و رندولہ پاس کہ نظام پور کے قریب ٹھیر رہے تھے چلے
گئے۔ یاقوت نے کہا کہ ہر روز اپنے تئین دکھلانا اور چند بان مارنے اپنے تئین
ذلیل کرنا ہے مصلحت یہ ہے کہ اس وقت لشکر شاہی جو ہماری مراجعت کے سبب
خاطر جمع ہوکر ڈیرون مین بیٹھا ہے اسپر پیرے بیٹھے اور رندولہ کے منتخب آدمیون کو
ہمراہ لیکر چستی و چالاکی و دلیری سے دست برد کرین۔ یاقوت کی اس صلاح
کے موافق دکنیون نے دوپہر تک دلیر ہمت کی بنگاہ پر ہجوم کیا۔ دلیر ہمت نے
مقابلہ کیا ایک سخت معرکہ ہوا دکنیون کا لشکر بھاگ گیا۔ راہ مین نہر مین انکے
کچھ آدمی ڈوبے۔ بادشاہی لشکر اپنی قرارگاہ پر آیا۔

ان دنون مین خانخانان کو خبر لگی کہ بادشاہی تابینون کی ایک جماعت ہی جو لشکر شاہی
سے اس سبب نہین مل سکتی کہ دکنی اطراف وجوانب مین پھیلے ہوئے ہین اور ظفر نگر مین وہ
مقیم ہے اور بیس ہزار بیل غلہ کے بھی وہان ہین تو اسنے ترکمان خان تھانہ دار ظفر نگر کو
لکھا کہ اپنے آدمیون اور جماعت مذکور اور غلہ کو ہمراہ لیکر اس جانب چلے آؤ اور ظفر نگر سے
اپنی روانگی کی اطلاع دو کہ اسکی کمک کے لئے فوج مقرر کیجائے ترکمان خان جب چلا
تو اسنے خان خانان کو اطلاع دی خانخانان نے سران سپاہ کی ایک جماعت کو مثل
مبارز خان ورائو داؤد و احمد خان نیازی و نظر بہادر کو ترکمان خان کی معاونت
کے لئے روانہ کیا جب معلوم ہوا کہ ساہو و بہلول خان وفرہاد خان اور یاقوت کے
ہوتے یہ خبر سنکر کہ ترکمان خان آتا ہے اور رسد لاتا ہے اسکی جانب متوجہ ہوئے۔ تو
خان زمان نے راؤ ستر سال کو ہمراہ لیا اور مورچون کے استحکام کا انتظام ایک ایک کو
سپرد کرکے وہ چلا جب وہ کھڑکی مین آیا تو جاسوسون نے اطلاع دی کہ دکنی رسد کی
طرف چلے ہین اور پانچہزار سوار باغ چیکل تھانہ مین منتظر ہین۔ خان زمان انکی تلاش
پر متوجہ ہوا۔ دکنیون نے لشکر شاہی کو جو تھوڑا سا تھا دائرہ کی طرح احاطہ کیا خان زمان
نے رعد اندازون کو حکم دیا کہ تفنگ و گجنال چلائین سہ پہر سے دو گھڑی رات ہنگامہ
زد و خورد گرم رہا طرفین سے بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے دکنی باغ چیکل تھانہ مین
چلے گئے۔ خان زمان نے میدان نبرد کو دائرہ گاہ بنایا اور رات بیداری اور ہوشیاری
سے بسر کی۔ صبح کو دکنیون کو باغ مذکور سے کھڑکی مین بھگایا چونکہ مقصود رسد کا لانا تھا۔
اسلئے دکنیون کا تعاقب لشکر شاہی نے نہین کیا اور موضع بن مین ترکمان خان سے
ملگیا۔ اتفاقاً بہادر جی دکنی و راجہ بہار سنگہ بندیلہ و سید عادل بارہ و تلوک چند
و جعفر نجم ثانی اور چند اور امراء شاہی بارہ سو سوارون کے ساتھ جو خان زمان کی
کمک کو خانخانان کے حکم سے جانے تھے کھڑکی سے باہر نکلتے تھے کہ فوج غنیم سے جو
ماگی جاتی تھی ملاقی ہوئی۔ طرفین سے بان اور تفنگ چلنے لگے بہلول یہ سمجھ کر کہ خانخانان کی

جمعیت متفرق ہو رہی ہے فرصت کو غنیمت جانکر دولت آباد کو دوڑا کر شاید تلافی
گذشتہ بروئے کار آئے۔ دلیر ہمت مع فوج کے خان زمان سے ملگیا۔ خان زمان
نے دلیر ہمت کو روانہ کیا کہ خانخانان سے ملے اور جمعیت کے ساتھ رسد کو لشکر
مین پہنچائے۔ دلیر ہمت خانخانان سے ملا۔ دکنیون نے اس سے مطلع ہو کر اپنی
مقر پر مراجعت کی۔ ۱۲ ماہ مذکور کو خانخانان کے لشکر کو رسد پہنچگئی۔ خلاصہ یہ
ہے کہ شبانہ روز جنگلین غلہ کے پہنچانے پر ۔ ۔ ۔ ۔ ہوتی رہین لشکر شاہی مین غلہ کی
رسد کی ممانعت کے لئے افواج بیجاپوری شوخیان کرتی تھی مورچون پر گرتی تھی
اور آدمیون کو ضائع کرتی تھی ہر طرف سے قتال جدال مین ترددنمایان ہوتا
تھا۔ جانین جاتی تھین۔
۲۳ کو کھیلوجی دکنی کہ مدت سے بادشاہ کی خدمت مین تھا اور پنجہزاری
پنجہزار سوار کے منصب سے سرافراز تھا یاقوت کی طرح لشکر بادشاہی سے بھاگ کر
عادل شاہ کی فوج مین داخل ہوا مگر اسکے دو بھائی مالوجی اور پرسوجی نے اسکا ساتھ
نہ دیا۔ وہ خانخانان پاس آئے اور انہون نے انعام و خلعت پایا کھیلوجی ملنے سے دکنیون
کو تقویت ہوئی ۲۴ کو اس قصد سے کہ چار سو بیل غلہ کے قلعہ اوپر کھتلہ مین لیجائین
دکنیون نے لشکر شاہی مین ایک شورش عظیم برپا کی بہلول خان نے کہ فوج بیجاپور
کا عمدہ سردار تھا اور یاقوت کے نبیرون نے چارون طرف بادشاہی مورچون
پر حملہ کیا اور صدائے دار وگیر بلند کی دو پہر تک لڑائی رہی۔ سر گیند کی طرح گھوڑون
کے سمون مین لڑھکتے تھے۔ یہان تک نوبت آئی کہ خانخانان اور تمام سرداران
شاہی سوار ہوئے اور میدان کارزار مین قدم رکھا اور دکنیون کے مقابلہ
مین صف آرا ہوئے موافق و مخالف سپاہ کی گرد سے آسمان پر گھٹا چھائی
اور سورج چھپ گیا۔ نبرد گاہ مین دو تین سردار مثل جگنناتھ راٹھور و ایک جماعت
راجپوت اور بعض مسلمان روشناس نے جان دی۔ بہلول فرار ہوا اور دکنیون کے

بہت آدمی قتل و اسیر ہوئے۔ ۶ شوال کو فوج بادشاہی نے بلا فرصت مخالفون کی ہیر
تاخت کی وہان بھی محاربہ صعب ہوا۔ بہت غنیمت مع انبار غلہ جو قلعہ کے اوپر لے جانے
کے لئے دکنیون نے فراہم کیا تھا لشکر شاہی نے لے لیا اور جن چیزون کو وہ اٹھا نہ سکے
انکو جلا دیا اسوقت فتح خان نے مورچال لشکر کو فوج سے خالی دیکھ کر فرصت وقت کو ہاتھ
سے نہ دیا قلعہ سے نکلا اور اس مورچال پر جسکی نقب حصار قلعہ کے نیچے تک پہنچی تھی حملہ آور ہوا
شور و غلغلہ عظیم پر بیم بلند کیا۔ خانخانان یہ سنکر مع بہادرون کے یہان آیا ہر جانب
سے رزم جو آتش خو لڑنے کے لئے پہنچے نفیر و کرنا کی آواز اور گھوڑون کی ٹاپون
کی آواز نے اور جوانون کی ہوہا نے دکنیون پر فرار کا منتر پھونکا۔ فتح خان افتان و
خیزان قلعہ مین گیا۔ مورچال کا اسباب کچھ غارت گیا چندروز سے کہی لشکر مین نہ پہنچی
تھی بلکہ رات دن کی لڑائی سے لشکریون کو زین اتارنے کی فرصت نہ ملتی تھی۔ کاہ و
ہیزم لانے کا ذکر کیا ہے۔ خانخانان نے خان زمان کو کہی لانے کے لئے بہت لشکر
دیکر بھیجا۔ دو ہزار سوار قراولی کے لئے راہ کے مابین مقرر کئے کہ وہ ناگہان فوج کے پہنچنے
سے خبردار رہین۔ بیجاپور کا لشکر یہ خبر سنکر فوج بادشاہی پر گرد کی طرح دوڑا اور
قراولون کی فوج سے لڑا مدد کے پہنچنے سے اور کچھ کشش کے ہونے سے ہر طرف سے
لشکر شاہی مین کہی پہنچی

خان زمان کی طرف کی نقب کو باروت سے بھرا اور یہ قرار پایا کہ نہم شوال کو
صبح کے وقت اسمین آگ لگائی جائے اور حکم ہوا کہ یہان سب سردار یورش کے لئے
آخر شب مین جمع ہون۔ مورچال کے عملہ فعلہ نے یہ خطا کی کہ ابھی ایک گھڑی رات باقی
تھی اور مردم آبرو طلب جمع نہ ہوئے تھے کہ باروت مین آگ لگا دی۔ باوجودیکہ
۲۰ گز دیوار گر گئی اور بارہ گز برج اڑ گیا اور ایک راہ وسیع کھل گئی لیکن اس سبب سے
کہ تاریکی مین غبار کے اڑنے سے اور تیرگی بڑھ گئی تھی اور مردم کار طلب قلعہ کشا
ابھی آئے نہ تھے کسی کو قلعہ مین داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی محصور خبردار

ہوئے گولہ تفنگ و حقہ آتش وہان سے آتش فشان ہوئی۔ چوب و تختہ و ہر چیز سے جو
ہاتھ آئی رخنے کے بند کرنے مین دکنیون نے سعی کی خانخانان نے یہ حال دیکھ کر خود یورش
پر کمر ہمت چست کی اور اپنے ہمراہیون سمیت سنگ و آتش کی بارش مین جانے کا ارادہ
کیا کہ نصیر خان نے کہا کہ سر   سرداران سپاہ کو ایسی سگالش خلاف قوانین کاردانی
اور امراء بھی مانع ہوئے۔ اور غیرت کو کار فرما ہو کر صبح کو ہر طرف سے امراء جمع ہوئے
مغلون و راجپوتون اور جان سپار قلعہ کشایون کی ایک جماعت حملہ آور ہوئی اور
سینون کو سپر بنا کر محصورون پر تاخت کی۔ ایک جماعت کے مارے جانے کے بعد وہ شہر پناہ
کے حصار مین داخل ہوئے جسکا نام عنبر کوٹ مشہور تھا اسکا ارتفاع بنیاد سے کنگرہ
تک ۱۴ گز اور عرض دس گز تھا۔ دکنیون کی ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور فراری ہو کر
خندق مہاکوٹ مین پہنچی۔ پادشاہی آدمیون نے حصار کے اندر مورچون کا بندوبست
کیا عنبر و یاقوت کی حویلیون کو اپنی پناہ بنایا اور محصورون کو پہلے سے زیادہ تنگ
کیا اس حصار مین جو ذخیرہ آتشبازی پایا اسپر متصرف ہوئے۔ قلعہ دوم کے تحصن
پر توپین لگائین اگرچہ آٹھ قلعے ایسے مستحکم برج و بارہ رکھتے تھے کہ انکا فتح ہونا خواب
و خیال مین بھی نہ آتا تھا مگر مایحتاج اور کھانے کے ذخیرہ کے نہونے نے قلعہ نشینون
پر ایسا کام تنگ کیا تھا کہ اکثر آدمی پوست بے گوشت اور حلال حرام چارپایون کی
استخوان کو قوت لایموت بناتے تھے۔ خانخانان نے اس قلعہ کی تسخیر پر کمر ہمت
باندھی تھی۔ القصہ اس ہنگامہ دار و گیر مین غنیم کی سپاہ تین چار ہزار سوار نمودار ہوئے
کہ فوج شاہی اسے مشغول ہوا اور اسمین شورش پیدا ہو۔ ہزار سر بھارہ (سرپار) غلہ
دو تین ہزار پیادہ برقنداز و تیر انداز شب تار مین سیاہ لباس پہنے ہوئے شیر حاجی
(برج کا نام) کے پاس پہنچے خندق کے متصل دریچہ تھا اسکے پاس غلہ کو اتارا اور برق
و باد کی طرح بھاگ گئے قلعہ کے آدمیون نے ہجوم کر کے ایک جماعت کو آب و آتش اور
تیر و سنان کے درمیان کر کے اور بعض کو حصار کے اندر   فوج شاہی کے مقابل کر کے

غلہ کو اندر لے جانا چاہا۔ خان خانان دکنیون کی اس تدبیر اور ارادہ پر پہلے سے مطلع
ہوگیا تھا اس نے پیادون اور سوارون کی ایک جماعت کو خندق سے باہر تعین
کیا اور کمین مین بٹھا۔ دونو گروہ مین لڑائی ہوئی۔ بادشاہی آدمی غالب ہوئے اور غلہ
ذخیرہ کو مفت لے آئے بعد ازان لشکر شاہی نے ازسرنو تعتید (؟) دانی کی اور سباب
قلعہ گیری کے فراہم کرنے کی فکر کی اہل قلعہ کا فاقون کے مارے برا حال ہوا۔
فتح خان کے دل مین رعب و ہراس بیٹھ گیا۔ اہل و عیال کو احمال و اثقال کے ساتھ بالا
قلعہ سیوم پر جسکو کالا کوٹ کہتے تھے بھیجدیا اور خود قلعہ مہا کوٹ مین آیا۔ اس حال مین
خیریت خان بیجاپوری وغیرہ بطور مدد کے قلعہ مین آئے تھے اور عسرت سے جان بلب
تھے انہون نے خانخانان پاس جان کی امان کے لئے اور عادلخان پاس جانے کے لئے
پیغام خفیہ بھیجا۔ خانخانان نے اسکی جان پر یہ احسان کیا کہ جواب خیریت خان پاس
بھیجا کہ اگر بادشاہ کی نوکری تو چاہیگا تو منصب لائق پر سرافرازی پائیگا اور اگر
عادلخان پاس جائیگا تو تیرے آقا کے لئے خلعت و نامہ دیا جاویگا خیریت خان چالو
پاکر رات کو دو سو آدمیون کے ساتھ خانخانان پاس آیا۔ خانخانان نے خلوت مین بٹھا
کی صبح اسکو خلعت و راہ کا مایحتاج ضروری دیا خلعت اور نامہ (؟) عادل شاہ کے نام
کا وہ فرمان جو بادشاہ کے دستخط خاص کا عادل شاہ کی عفو تقصیرات پر اور بادشاہ کے
دکن کی طرف آنے پر مشتمل تھا سر دیوان پڑھکر اور پیغام وعدہ وعید سراپا امید و بیم کے
اپنی طرف سے کر کے اور حضرت اعلیٰ کا نام لیکر روانہ کیا بعد ازان کہ خیریت خان
نامہ و خلعت عادل شاہ کے لئے لیکر بیجاپور پر روانہ ہوا خانخانان قلعہ کی تسخیر مین
مشغول ہوا اس ضمن مین خبر آئی کہ مصالحہ قلعہ گیری اور خزانہ برہان پور سے گروہ
روحن کھیڑہ مین آیا ہے۔ غنیم خبر پاکر اوسکی طرف دوڑا ہے اس لئے خان زمان
اس جماعت کی تنبیہ و گوشمالی کے لئے مقرر ہوا۔ مابین راہ جانے اور مراجعت
کرلینے کے وقت سب جگہ غنیم کی فوج خان زمان سے لڑی اور ہر روز ایک

محاربہ قتال ہوا غنیم کی سپاہ کبھی کبھی لشکر بادشاہی کو ایسا تنگ کرتی تھی کہ ا
گروہ راہ جنگ کنان طے کرنی دشوار ہوتی تھی۔ دونو طرف سے بہت آدمی کام
آئے جب خان زمان خزانہ و ذخیرہ کے نزدیک پہنچا اتفاقاً اسی روز قریب بندرہ
سوار بیجاپوری نظام الملکی افواج دکن کی ساتھ ملائے ایک لشکر عظیم ایک لاکھ سوار
پیادہ کا جمع ہو گیا۔ اور بادشاہی فوج کو گھیر لیا اور کارزار شروع کی۔ صدائے
بلند ہوئی۔ ایک قیامت برپا ہوئی۔ خانخانان نے دکنیون کا غلبہ سنکر ایک
مدد کے لیے بھیجی ہر طرف سے عرصہ کارزار ایک دوسرے پر تنگ ہوا زمین پر
سر اڑکتے تھے اور زمین خون سے لالہ زار بن رہی تھی۔ اگرچہ خان زمان
بیس ہزار بیل غلہ کے اور چھ لاکھ روپیہ نقد و سو من باروت لشکر شاہی مین
مگر مالی نقصان اور جانی زیان بہت ہوا۔ اسی زمانہ مین خبر آئی کہ مراری پنڈت
جو عادلخان کا عمدہ نوکر اور وزیر صاحب السیف والقلم تھا ایک بھاری فوج لیکر
سے ۱۲ چند کروہ زمین کو سوار و پیادون سے زیر بار کرکے مقابلہ مین آیا۔ خا
فوج گران اور توپ خانہ لے کر فوج دکن کی برابر آیا بان و تفنگ چھوڑکر ا
پھینککر بازار کارزار کو گرم کیا دکنیون نے بہیئت مجموعی ہر طرف بھالون کو
مردانہ چپقلش اور رستمانہ حملہ کیے لہذا بہت زد و خورد کی اور سوار و پیادو
کشتہ ہونے سے فوج شاہی پر کار تنگ ہوا قریب تھا کہ خان زمان کے ل
ہو کہ خانخانان نے یہ خبر پاکر دلہمت کو حصار مین چھوڑکر فوج دکن کی کارزار مین
آیا۔ دونو فوجین مقابل ہوئین اور محاربات سخت ہوے۔ دار و گیر کا غبار آسما
ہر طرف سے نامی سردارون کی۔ اور کئی ہزار آدمیون کی شیرین جا
ہو گئین۔ راجہ چند راوت وغیرہ دو تین نامدار سردار فوج شاہی کے ا
مین کام آئے۔ ہر ساعت شعلہ جدال و نائرہ قتال بھڑکتا جاتا تھا۔ یاقو
حبشی جو دکنیون کا نامور سپہ سالار تھا وہ اور اسکے قبیلہ کی ایک جما

اُٹھا سکا تیرہ عدم کو سدھارا۔ ان کشتون پر کشتون کے ایسے پشتے لگ گئے کہ آنکھ کی اوس
بھی اٹھ نہ آئی۔ کہتے ہین کہ دکھن مین ایسی جنگ قیامت آشوب کمتر ہوئی ہے۔ پہر رات گئے تک
صدائے نفیر و آواز کوس و کرنا سپاہیون کے کان مین پہنچتی رہی۔ آخر لشکر جدا ہوئے فوج دکنی کا
عدد کچھ کر کے لشکر شاہی صبح تک گھوڑون پر سوار رہا صبح کو دکنی لڑکر فرار ہو گئے۔ خان زمان نے
کچھ تعاقب کیا گھوڑے اور ہتھیار بہت ہاتھ لگے۔ بعد ازان خانخانان حصار مفتوحہ مین
داخل ہوا۔ قلعہ دوم مہاکوٹ کے نیچے نقب تیار ہو کر باروت سے بھری گئی تھی اسکو اڑانا چاہتے
تھے کہ فتح خان کو اسکی خبر ہوئی خوف و ہراس کے سبب سے اسنے اپنا وکیل خانخانان پاس بھیجا
اور کمال عجز سے عرض کیا کہ مین نے بقسم عادل خانیون سے بیان کیا ہے کہ بغیر انکی صوابدید کے حرف
صلح درمیان نہ لاؤنگا ناگزیر مین نے اپنا آدمی مراری پنڈت پاس بھیجا ہے اور کمی آذوقہ
اور استیلائے لشکر شاہی پر مطلع کیا ہے اور اسکے وکیلون کو بلایا ہے تاکہ باتفاق صلح ہو جائے
اور حصار اولیائے دولت کے حوالہ ہو جائے آج نقب کے اڑانے کو موقوف رکھیں جبتک
کہ مراری پنڈت سے خبر میرے پاس آئے۔ سپہ سالار جانتا تھا کہ اسکی گفتار سچی نہین ہے
اور مکر سے دن ٹالنا چاہتا ہے اسلئے اُس نے فتح خان کو کہلا بھیجا کہ اگر یہ چاہتے ہو کہ قلعہ
آج نہ اڑایا جائے تو اپنے بیٹے کو بلا توقف بھیجدو پس جب معلوم ہوا کہ وہ بیٹے کو نہین بھیجتا
تو نقب کو اڑایا۔ ایک برج مع پندرہ گز دیوار کے اڑ گیا۔ فدویان جان نثار پروانہ وار
گولہ و تفنگ و حقہ و بان کی بارش مین آئے کہ مہاکوٹ کے اوپر سے ہو رہی تھی اور حصار
مین داخل ہوئے اور خانخانان مع بہادرون کے قلعہ دوم کے احاطہ مین آیا اس روز
قلعہ سوم کی تسخیر کے لئے مورچال لگائے۔ حصار دوم کی فتح کی خبر وحشت اثر سنکر
مراری پنڈت اور راو اور نظام الملکی اور عادل شاہی سردار بیکا کے قصبہ سے سوار ہوئے
خان زمان انکے مقابلہ مین معرکہ آرا ہوا۔ بدنامی کے دفع کرنے کے لئے حرکت مذبوحی کی
مگر جب معلوم ہوا کہ قلعہ ہاتھ سے گیا تو دل افسردہ ہو کر اُٹھ چلے گئے۔ اس ضمن مین
نظام الملکی کمعل دار خان جسکا محل تماشا قلعہ نسا گی تھا جو قلعہ کالنا کے قریب تھا

قلعہ کالنا مین آیا وہ فتح خان کی بیداد سے آزردہ تھا قلعہ کے سپرد کرنے کا پیغام خانخانان
پاس بھیجا۔ خان خانان نے جواب دیا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ نتیجہ خدمت تیرا ظہور مین آئے تو
بے خبر جا کر ساہو کے مال و عیال پر تصرف کرے جو پہاڑ مین ہنضاپور کے نزدیک تیرے تعلقہ
کے قلعے کے متصل ہے اور اس نیکو خدمتی کے ثمر سے بہرہ وافی جمع کر۔ محلدار خان اپنے ہمراہیون
کو وہان لیگیا اور مال وافر مع عیال و دختر ساہو اور مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار ہون اور
چار سو گھوڑے اور چار ہاتھی لے آیا اور مستغرق تاراج سے سب ہمراہی متمتع ہوئے۔ خانخانان
خوش وقتی سے پھولا نہ سمایا محلدار خان کو آفرین لکھی اور خلعت و اسپ جیغہ روانہ
کیا اور اپنے پاس بلایا۔ فتح خان اپنے دشمن کی یہ کامیابی سنکر جو اسکے باعث ہوا اور فتوحات
کے ہونے سے دل شکستہ ہوا۔ عبدالرسول اپنے بیٹے کو خانخانان پاس بھیجا۔ عجز و نیاز کا اور
اطاعت قبول کرنے کا اور کلید قلعہ کے سپرد کرنے کا پیغام دیا اور ایک ہفتہ کی مہلت مع
قول امان کے اپنے عیال کے نکال لینے کے لئے چاہی خانخانان نے اسکی التماس قبول کی اور
اسکی کمال عسرت و پریشانی پر خیال کرکے ڈھائی لاکھ روپئے اور ہاتھی اور پالکی کے
کہار اور بار برداری کا سامان ۔ عبدالرسول کے ہاتھ بھیجا اور قلعہ کے حوالہ
کرنے کی تاکید کی ۱۹ ذی حجہ سنہ ۱۰۴۲ کو ۵ روز کے محاصرہ کے بعد یہ قلعہ نہ مسخر و مفتوح
ہوا اور مظفر شاہ جہان بادشاہ غازی کا خطبہ پڑھا گیا حسن نظام الملک کہ صغر سن
سبب فتح خان کی قید مین تھا مع اور وابستون کے خانخانان کی قید مین آیا کہتے ہین
کہ قلعہ دولت آباد مین نو قلعے ہین جنمین سے ۔ پانچ قلعے روئے زمین پر اور چار
اور دو قلعے سنگ مصفا کے سر کوہ پر نمودار ہوتے ہین اور ۵۵۰۰ ذرعہ شاہجہانی
کہ گرد دس جریب کے پیمانہ ہوتے ہین اسکا دورہ ہے اور ارتفاع اسکا ۱۴۰
ذرعہ اور اسکے گرد خندق چالیس گز عرض اور تیس گز عمیق سنگ خارا مین کھدی ہوئی
ہے اور پہاڑ کے اندر ایک راہ تاریک پیچ و تاب مینار کی راہ کی طرح بنائی ہے
جو دن کو چراغ بغیر نظر نہین آتی ...... اور اسمین زینے پتھر مین تراشے ہین

پائین کوہ مین ایک دروازہ آہنین ہے اس دروازہ سے اس راہ مین ہوکر حصار مین آتے
ہین اور ایک بڑا لوہے کا توا لگایا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو اس سے راہ روک کر اسکو اوپر سے
گرم کرین کہ حرارت کی شدت سے راہ آمد کی بند ہو جاے - ایام سابق مین اسکا نام دھاراگیر
اور دیوگیر تھا - بعد ازان جب سلطان محمد تغلق نے اس قلعہ کو اکثر توابع کے ساتھ تسخیر کیا اور
دہلی کو ویران کرکے اسکو آباد کیا تو اسکا نام دولت آباد رکھا اس سبب سے کہ جو عمارت
جبر و ظلم سے آباد کیا ہوتی ہے اسکی عاقبت بخیر نہین ہوتی جلدی ویران خراب
ہو جاتی ہے - تھوڑی مدت مین سلطان محمد تغلق کے ملک نو تسخیر مین رخنہ و فساد
پیدا ہوا اور شہر و ملکہای موروثی بھی اسکی تکلیف و جور سے ہاتھ سے گئے دہلی سے جن
لوگون کو لاکر یہان آباد کیا تھا وہ وطن مالوف کی محبت کے سبب دہلی چلے گئے -
سلطان علاء الدین بہمنی نے بھی اپنی جلوس کے بعد اس ظلم سے آباد کئے ہوئے شہر کو
پسند نہین کیا - گلبرگہ کا نام احسن آباد رکھ کر اپنا دار السلطنت بنایا - شہر دولت آباد ویران
ہو گیا اور سوا قصبہ کھڑکی کے اسکی آبادی نہ رہی اور دولت آباد قلعہ کا نام زبانون پر
جاری ہو گیا اور اسی نام سے دکن کے دفاتر مین لکھا جانے لگا -
اسباب متعارفہ کشائش قلاع جیسے کہ نقب و ساباط و سرکوب وغیرہ مین اس قلعہ کی
فتح مین کارگر نہین اسکے اسباب کشائش حوادث ارضی و سماوی ہو گئے اور آخر اہل قلعہ
پر سخت وبا آئی - قلعہ نشینون کا آذوقہ تمام ہوا کسی طرح نہ بچ سکی ناچار قلعہ ولی سے
دولت کو سپرد کیا گیا - ۲۶ ذی الحجہ کو سپہ سالار کی عرضداشت سے بادشاہ کو مژدہ
فتح پہنچا - خانخانان اور اسکے سپاہی مورد عنایات ہوئے - نصیری خان کو خاندوران
خان کا خطاب ملا - قلعہ کے فتح ہونے کے بعد خانخانان نظام الملک اور فتح خان کو
ساتھ لے کر ظفر نگر گیا اور قلعہ مین خاندوران خان کو مع مرتضی خان کے چھوڑ گیا اثنای
راہ مین بیجاپور کی سپاہ آئی اسی روز لڑی اور ناکام ہو کر بھاگی - انہین لڑائیون مین
مانا جی نامور سردار قتل ہوا جب فوج شاہی ظفر نگر کے حوالی مین آئی - مراری پنڈت

اور تمام بیجاپوریون نے فرہاد پدر رندولہ کو بھیجا کہ اسکے وساطت سے ابواب صلح مفتوح
ہوون سپہ سالار انکی حیلہ سازی و مکر پردازی سے واقف تھا اُس لئے فرہاد کو مطلب حاصل
کرنیکے بغیر واپس بھیجا اور ظفر نگر مین آیا وہان جو غلہ وغیرہ تھا اور برہان پور اور اسکے
حوالی سے اسکی طلب سے جو غلہ وہان آیا تھا اسکو آدمیون مین تقسیم کیا جس سے خلائق
کو عسرت سے رفاہیت ہوئی اور عادلخانی باہم باہم کے ساتھ دولت آباد گئے
وہ جانتے تھے کہ قلعہ مین آذوقہ مین کمی ہے اور خاندوران خان تھوڑے آدمیون سے
اسکی حفاظت کرتا ہے وہ ان مورچون مین چلے گئے جو لشکر شاہی نے بنائے تھے اور
جا لی دفعہ نہین ڈھائے تھے اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور جنگ و پیکار شروع کی۔
خاندوران خان نے کمک کا انتظار نہ کیا۔ کئی دفعہ قلعہ سے باہر آکر لڑا۔ اسکے حسن سلوک
سے حوالی دولت آباد کی رعایا ایسی مطمئن خاطر تھی کہ غلہ اسکو پہنچاتی تھی۔ محاصرہ نے اندر
محصورین کو آذوقہ کی تکلیف نہ ہوئی۔ اوائل محرم مین خانخانان سنکر دولت آباد کی
طرف راہی ہوا اب بیجاپوریون نے جانا کہ اس سعی بیجا مین سوا وجان گنوانے کے
کچھ اور نہین ہے تو قلعہ کا محاصرہ چھوڑا نا سک ترنبک کی راہ سے فرار ہوئے اُس کے
حوالی مین ان ایام مین بان گنگا پایاب ہو رہا اور اطراف مین غرقاب تھی خانخانان نے
دس ہزار گاؤ غلہ قصبہ تری گانون مین خان زمان کو حوالہ کئے اور خود برہانپور مین گیا
خاندوران خان مالوہ کا صوبہ دار ہوا اور اسکی جگہ سید مرتضیٰ خان مقرر ہوا۔
راجہ بھارتھ جسکو تلنگانہ کی حراست سپرد تھی اسکی ہوشمندی سے معلوم ہوا کہ بولا اور سیدی
مفتاح جو قلعہ بکلور مین تین چار ہزار سوار کے ساتھ مقیم تھے وہ فرار ہوئے اور لشکر شاہی نے
انکا تعاقب کرکے بولا کے عیال کو گرفتار کیا اور قلعہ پر تصرف
۱۱ محرم سنہ ۱۰۴۳ کو عنایت اللہ و قاسم خان و بہادر کنبوہ بنگالہ سے آئے اور کل
فرنگی قیدی عورت مرد چھوٹے بڑے چار سو مع انکے اصنام کے بادشاہ کے آگے پیش کئے
بادشاہ دین پناہ نے ارباب شریعت کو حکم دیا کہ اول انکے اسلام کے لئے دعوت کرین

اور احکام اسلام انکو سمجھائین انمین سے بعض نے اسلام قبول کیا۔ وہ مورد مراحم شاہی
ہوئے اکثر نے اسلام نہ قبول کیا وہ امرا مین تقسیم ہوئے اور حکم ہوا کہ اس طائفہ کو محبوس و مغلوب
رکھین اور جو کوئی اسلام قبول کرے۔ اوسکی اطلاع پادشاہ کو کرین تا کہ اسکی گذر اوقات کے
واسطے کچھ وظیفہ مقرر ہو جاے اور جسکو یہ شرف نہ حاصل ہو وہ مقید رہے انمین سے اکثر قید مین مر گئے
انکے اصنام مین سے جو انبیا کی تماثیل تھین جمنا مین ڈبو دی گئین و رباقی اور توڑ دی گئین

[illegible] دی گئی

دہم صفر کو پادشاہ برسات کی ہوا کی ناسازگاری سے عارضہ تپ و گرانی سر مین مبتلا
ہوا تین دن مین پھر مزاج اعتدال پر آیا۔ بیگم صاحب و مستورات نے پچاس ہزار روپیہ
اور شاہزادون نے ایک لاکھ روپیہ تصدق کیا جسمین سے ایک لاکھ روپیہ مستحق مردون کو اور
پچاس ہزار روپیہ مستحق عورتون کو تقسیم ہوا۔

محمد شاہ شجاع کا دکن بھیجا اور اور واقعات -

خانخانان کی عرائض سے پادشاہ کو معلوم ہوا کہ حصار دولت آباد کے فتح نے دکنیون کو
ڈرا دیا ہے جو افواج شاہی اس ملک کی خدمات مین مشغول تھی وہ ترددات شاقہ اور
قلت آذوقہ سے ایسی محنت آسودہ اور رنج فرسودہ ہوئی ہے کہ وہ کسی اور مہم مین مشغول
نہین ہو سکتی اگر پادشاہ [illegible] کوئی ایک شائستہ ساز و سامان خزانہ و توپخانہ اور
سپاہ کے ساتھ اس طرف تعیین [illegible] ہو تو امید ہے کہ ولایت بیجاپور تصرف مین آجائے
پادشاہ نے دوم صفر کو شاہزادہ شجاع کو دکن روانہ کیا۔ دولتخانہ سے رتھ مین سوار ہوا
گیا۔ دکن کی جانب رتھ مین سوار ہوتا مبارک ہوتا ہے اور بڑے بڑے راجہ و امرا اس کے
ہمراہ کئے اور پچیس لاکھ روپیہ خزانہ سے منصبدارون و مشاہرہ احدیون و برقندازون
کی مدد خرچ کے لیے دیا گیا۔

مولود شریف -

بارہوین ربیع الاول کی شب کو مجلس میلاد نے آرائش پائی فضلا و صلحا و حفاظ
کا گروہ حاضر ہوا قرآن کی تلاوت ہوئی۔ محاسن و مکارم احمدی بیان ہوئے۔ طرح
طرح کے کھانون کے و رنگارنگ میوون اور تنقلات و حلویات کے خوان چنے گئے
اس شب متبرک مین تعظیم کے سبب سے پادشاہ زمین پر مسند بچھا کر بیٹھا اور ارباب

استحقاق مین سے ہر ایک کو بحسب حال خلعت و مال عنایت فرمایا۔ آدمی بہت جمع ہوگئے تھے مقرری خرچ بارہ ہزار روپیہ پر آٹھ ہزار کا اور اضافہ ہوا۔

اسلام خان نظام الملک اور فتح خان قیدیون کو بادشاہ پاس لایا جنکو مہابت خانخانان نے دولت آباد کی غنیمت کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ نظام الملک سید خانجہان کو جو قلعہ گوالیار کو حوالہ ہوا اور حکم ہوا کہ جیسا بہادر نظام الملک احمدنگر کے قلعہ کی فتح کے بعد قلعہ گوالیر مین قید ہوا تھا یہ حسن نظام بھی وہان قید رہے۔ فتح خان کے جرم بادشاہ نے اپنے مجرم نوازی سے معاف کر دیے اسکے دو لاکھ روپئے سالیانہ مقرر کر دیے اور اسکا اسباب و مال اُس کو دیدیا اور جو نظام الملک کا مال تھا وہ ضبط کرلیا۔

۱۱ ربیع الثانی ۱۰۴۳؁ کو مجلس وزن قمری آراستہ ہوئی چوالیسوان سال بادشاہ کو لگا۔ یہ امر مقرر تھا کہ شاہزادون کو جبتک خدمت نہ سپرد ہو منصب نہ دیا جاے شاہ شجاع کو جب مہم دکن مین بھیجکر منصب دہ ہزاری ذات پنجہزار سوار کا دیا تو شہزادہ دارا شکوہ جو بڑا تھا دوازدہ ہزاری ذات و شش ہزار سوار کا منصب علم و نقارہ و تومان طوغ و آفتاب گیر و خیمہ سرخ عطا کیا۔ سوا بادشاہزادون کے اورون کو خیمہ سرخ کے نصب کرنے کی اجازت نہین ہوتی تھی سرکار حصار فیروزہ جاگیر مین عنایت کی جو بادشاہزادون کو اول جاگیر مین دیتے تھے۔

نجومیون نے کہا کہ بادشاہ کی عمر کے اس سال مین گرانی ہوگی تو بادشاہ نے تصدق جسکو وہ عقلاً اور نقلاً باعث رد آفات و دافع نحوسات جانتا تھا اپنے تئین طلا مین تول کر صدقہ دیا اس سال مین کوئی بات مکروہ نہین پیش آئی یہ امر کیا آثار تصدق سے یا حدیث کذب المنجمون و رب الکعبہ صدق کے موافق ظہور مین آیا۔

واقعات سال ہفتم جلوس ۱۰۴۳؁ ۱۶۳۴ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۳؁ کو جلوس کا نوان سال شروع ہوا ہر سال کی

احوال قیدیون نظام الملک وغیرہ

وزن قمری

تصدق

طرح اس سال جشن ہوا - ۲۶ رجب کو سنہ ۱۰۴۴ کو جشن شمسی وزن ہوا - پادشاہ کا تینتالیسوان
سال شروع ہوا - سلطان دارا شکوہ کے لڑکی دختر پرویز سے پیدا ہوئی - کشمیر کی
شاہجہان جب سے پادشاہ ہوا تھا نہ دار السلطنۃ لاہور مین گیا تھا نہ خطہ بے نظیر
سیر کی تھی وہ سیوم شعبان سنہ ۱۰۴۴ کو اکبر آباد سے پنجاب کو روانہ ہوا - عدالت گستری اور
رعایا پروری کے سبب مقرر فرمایا کہ احدیون کا بخشی تیر انداز احدیون کو لیکر راہ کے ایک
طرف اور میر آتش برقنداز ان راہ کی دوسری طرف اہتمام کرے کہ لشکر کے گذرنے سے
زراعت پامال نہ ہو - اگر لوٹنے والون کے ہاتھ مین زراعت کا ایک پودا دیکھین تو ہاتھ کاٹین
صاحب مال کو اسکی قیمت دو چند دلائین بحسب ضرورت لشکر و افواج وہیر کے گذرنے سے
راہون کی تنگی کے سبب سے زراعت پامال ہو تو امین خدا ترس و حنزرس مشرف اسکی برآورد بنائین
رعیت کا حصہ رعیت کو اور جاگیردار کا حصہ جاگیردار کو بشرطیکہ وہ ہزاری کا منصب رکھتا
ہو سرکار سے نقد دیدین یہ امر عمل مین آتا تھا - خالی باتین ہی نہ تھین پادشاہ ہر منزل
مین شکار کھیلتا اور سیر کرتا ۱۵ شعبان کو دہلی مین آیا اور بزرگون کے مزارون کی زیارت
کرکے فوراً روانہ ہوا - ۱۲ رمضان کو پرگنہ انبالہ کے باغ مین آیا - ایام شاہزادگی مین اس
باغ کو لگایا تھا اور پھر بیگم صاحب کو دیدیا تھا - وہان ایک عمارت بنانے کا حکم دیا - ۲۱
رمضان کو نوروز ہوا - شاہجہان باغ حافظ مین جو تالاب پر جہانگیر کا بنایا ہوا تھا اترا
تھا - دیانت خان دیوان و فوجدار سرہند کو حکم ہوا کہ ایک نشیمن دلکش بنائے - جسکے ایکطرف
باغ اور دوسری طرف تالاب ہو ۶ رجب کو دار السلطنۃ لاہور مین پادشاہ آیا آصف خان
نے ایک عمارت بیس لاکھ روپیہ کی بنائی تھی - پادشاہ اس مین گیا - ۶ لاکھ روپیہ کی پیشکش
گذری بعد نظم و نسق ملکی کے وہ میان محمد میر کی ملاقات کو گیا اسکے کمال صوری و معنوی
مقبول خلائق تھے - انکے خانقاہ کے خادمون کو دو ہزار روپیہ دیا - میان میر کو ایک تسبیح
اور دستار سفید دی - لاہور کے دولتخانہ خاص و آرامگاہ دولتخانہ کی عمارات جہانگیر
کی بنائی ہوئی شاہجہان کو پسند نہ آئین حکم ہوا کہ وہ از سر نو بنائی جائین -

شاہجہان کا لاہور و کشمیر کو جانا

وزیر خان کو حکم ہوا کہ وہ کشمیر سے مراجعت تک تیار کرادے۔ ۱۴ ذیقعدہ کو بادشاہ
کشمیر روانہ ہوا۔ لاہور سے کشمیر کی چار راہین ہین ایک پکھلی کی راہ ہی جسکے اندر ۳۵ منزلین
ہین اور ایک سو پچاس کروہ پادشاہی کا فاصلہ ہے۔ کروہ دو سو جریبا ور ۲۵ فراع
ذراع چالیس انگشت اگرچہ یہ راہ بعید المسافت ہی خم وپیچ ونشیب وفراز بہت رکھتی ہی
مگر کم سیر ہے بہ نسبت اور راہون کی اسمین برف کمتر گرتی ہے اور جلد برطرف ہو جاتی
ہی۔ اگر موسم شگوفہ کے آغاز مین کشمیر مین جانا چاہین تو اس راہ سے جاتے ہین۔ دوم راہ
پچوکمہ ہے جسمین ۲۹ منزل ہین اور ایک سو دو کروہ فاصلہ ہے اس راہ مین بھی برف
کمتر ہوتی ہی۔ مگر ایک دو جگہ برف کے گلنے سے گل ولای (دلدل) اس قدر ہو جاتی ہی
کہ اسمین گذرنا دشوار ہوتا ہے اس راہ سے اواخر بہار مین پہنچنا ہوتا ہے۔ تیسری راہ
پنوچ کی ہے کہ ۲۳ منزل ہے ۹۹ کروہ پادشاہی فاصلہ ہو اسمین دوسری راہ کی سی برف
ہوتی ہے اور آخر بہار مین پہنچ سکتی ہین۔ چوتھی راہ بھیر و بنجال کی ہے کہ اسی کروہ
پادشاہی فاصلہ ہے۔ لاہور سے بھنبر تک راہ ہموار ہے آٹھ منزل و ۳۳ کروہ بھنبر
سے کشمیر تک کوہستان ہے بارہ منزل ۴۷ کروہ اکثر گذرنا پہاڑون کے سبب سے
دشوار ہے۔ شتر بھنبر سے آگے نہین جا سکتا فیل و اسپ وخچر بار بردار ہوتے ہین۔ ان
بارہ منزلون مین سے گیارہ منزل مین جہانگیر نے ایک عمارت بنوا دی ہے جسکو
اہل کشمیر لدمی کہتے ہین۔ ہر یک عمارت مین مشکوی و دولتخانہ خاص بنا ہوا ہے
بادشاہ اسی راہ سے روانہ ہوا۔ کشمیر کی تنگی راہ کے لحاظ سے بادشاہ نے تھنتھی
اور بادشاہزادون کو حکم دیا کہ وہ خاطر جمعی سے کتلون سے عبور کرین پھر خود روانہ ہوا
اور بادشاہون کی نسبت اس بادشاہ نے آسانی سے سفر کیا۔ ۱۸ ذی الحجہ کو
بادشاہ سری نگر مین آیا جسکو راج ترنگنی مین ستی سر لکھا ہے۔ ستی زن مہادیو کو
اور سر تالاب کو کہتے ہین کشمیر کی برابر روے زمین پر لالہ و ریاحین و اشجار سراپا بہار
و اثمار رنگین و انہار و چشمہای زلال و شیرین کہین نظر نہین آتے بادشاہ ہر ہفتہ

محاصرۂ پرینده و شاہزادہ شجاع کا دکن سے جانا۔

ہر ہفتہ و ہر صبح و شام دلکشا باغون مین بزم نشاط آراستہ کرتا۔
نظام الملک کے تصرف مین قلعہ پرینده تھا اسکی طرف سے آقا رضوان قلعہ دار تھا پہلے
لکھ چکے ہین کہ اعظم خان نے اسکا محاصرہ کیا اور تضیع اوقات کی اور کچھ کام نہ کیا۔ ایسے
موانع پیش آئے کہ اسنے محاصرہ سے ہاتھ اٹھایا۔ عادلخان نے قلعہ دار مذکور کو کچھ پیغام دیا کہ
جب لشکر شاہی اس قلعہ کو مسخر کریگا تو تیرے جان و مال تلف ہونگے اگر یہ قلعہ مجھے دیدے
تو تجھے بہت سا روپیہ دونگا اور اپنا نوکر بناکے لائق اقطاع عنایت کرونگا بعد عہد و
پیمان کے استحکام کے مبلغ تین لاکھ ہون ان برہمنون کے دو گروہون کو دیئے جو قلعہ کے
حوالہ کرنے مین ساعی تھے اور قلعہ پر قبضہ کیا اور سیدی فرحان کو اسکی نگہبانی کے لیئے بھیجدیا
توپ ملک میدان کو جو پرینده مین موجود تھی بیجاپور مین طلب کیا۔ کہتے ہین کہ ایسی توپ
خوش ساخت و کلان سننے مین کم آئی ہے کہ ایک مسلح آدمی اسمین فراغت سے بیٹھ سکتا ہے
یہ توپ ابتدا مین قلعہ احمد نگر مین تھی۔ زمانہ کے انقلاب سے احمد نگر سے پرینده مین سیدی عنبر
لے گیا۔ مدت سے خانخانان کی آرزو تھی کہ قلعہ پرینده کو فتح کرے۔ جب شاہزادہ محمد شجاع برہانپور
کی نواح مین لشکر جرار اور بہت سامان کے ساتھ آیا تو خانخانان اس پاس دوڑا گیا اور یہ
عرض کیا کہ جب ایسا لشکر کا سامان حضور کے ساتھ ہے تو یہ وقت ہے کہ قلعہ پرینده کی تسخیر
کیجائے۔ پادشاہزادہ برہانپور مین بھی نہین آیا کہ ١٢ ربیع الثانی کو مع خانخانان
اور امراء عظام اور صوبہ دکن کی تمام کمکیون سمیت مقصد کی طرف وہ متوجہ ہوا اور
ملکاپور مین یہ امر قرار پایا کہ خان زمان تو ملک بیجاپور کی تاخت و تاراج کرے اور علف
جلائے قلعہ پرینده کے محاصرہ مین مشغول ہو محصورون کی کمک مین لشکر نہین پہنچنے پائے
کہ دہ عسرت آذوقہ اور نایابی علف سے جلد متفرق ہو جائینگے۔ غرض وہ سولہ نامور
امرا اور راجاؤن کے ساتھ اس کام کے لئے رخصت کیا گیا اس مہم کا انجام ہونا آذوقہ
سے وابستہ تھا اور آذوقہ کا پہنچنا اسپر موقوف تھا کہ تین چار تھانے شائستہ جمعیت کے
ساتھ راہ مین بٹھیں تاکہ غلہ برہانپور سے لشکر مین آسانی سے پہنچتا رہے۔ اس لئے یہ قرار

ہوا کہ ظفر نگر مین نور محمد عرب پانچسو سوار کے ساتھ اور جالنا پور مین عبد العلیم بارہ پانچسو سوارون
کے ساتھ اور شاہ گڈھ مین قزلباش خان ہزار سوارون کے ساتھ بیر مین صف شکن خان
دو ہزار سوار کے ساتھ بیٹھ کر رسد کی محافظت کر کے اپنی سرحدون سے نکالدین۔ یہہ بھی معلوم
ہوا کہ نظام الملک کے خویشون مین کوئی مقید تھا اسکو قلعہ نجرائی سے ساہو بھونسلہ نے لاکر
اپنے فساد کی دستاویز بنایا ہے اور فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے اور احمد نگر کے حوالی مین لشکر
جمع کیا ہے کہ دولت آباد کے نواح کو تاخت و تاراج کر کے ظفر نگر پر تاخت کرے بیچارے
مسافرون کی ساری راہین بند کر دی ہین۔ شاہزادہ نے خانخانان کی صوابدید سے
خواصخان کو تین ہزار سوارون کے ساتھ احمد نگر کی طرف بھیجا کہ وہ دکنیون کی تلاش جنیر
تک کرے چمار گونڈہ کو غارت کرے یہ مقام بھونسلہ کا وطن تھا اور سنگمنیر مین مقیم ہو
اسی احوال مین عادلخان نے یہہ خبر سنکر کہ لشکر شاہی پرینڈہ کی فتح کے لئے آتا ہے۔
کشناجی دتورا کو خزانہ کے ساتھ روانہ کیا کہ قلعہ داری کے اسباب کے تیار کرنے مین
اور قلعہ دار کی امداد مین کوشش کرے۔ رندولہ اور مراری پنڈت کو خیل و حشم کے ساتھ
متعین کیا کہ آب سین کے کنارہ پر بنگاہ بنائین۔ خان زمان پرینڈہ کے نزدیک پہنچا
اور ایک نہر کے کنارہ پر کہ قلعہ سے ایک کوس پر جاری تھی قیام کیا۔ یہان کے حوالی مین
سوا یہان کے کہین اور پانی کا پتا نہ تھا اسنے تاکید کی کہ ہیمہ و کاہ کے جمع کرنے
مین لشکر بہت کوشش کرے۔ اور مورچالون کو تقسیم کر کے نقب کھودے۔ سلامت کوچے
بنانے ان کامون کا اہتمام اللہ ویردی خان کو سپرد کیا۔ دکنی ہر روز توپ و تفنگ کی
مورچون مین چند آدمیون کو قتل کرتے تھے لشکر شاہی بھی کنگورون کے رخنون مین
گولیان لگا کے دشمنون کو ہلاک کرتا تھا چنانچہ سیدی فرحان پاسبان قلعہ ایک
سوراخ سے دیکھتا تھا کہ ایک گولی اسکی کنپٹی مین لگی جس سے وہ مرگیا۔ غالباً اس کی جگہ
قلعہ دار مقرر ہوا وہ بھی اس طرح مارا گیا۔ عادلخان نے اسکی جگہ نورس خان کو مقرر کیا
خان دوران خان صوبہ مالوہ سے بھی بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ کے لشکر سے مل گیا

شاہزادہ نے راجہ بیتھل داس کو خان زمان پاس بھیجا - ۶ رمضان کو شاہزادہ اور سالار
پرینیدہ سے تین کروہ پر آن پہنچے اور یہ مقرر کیا کہ چند روز یہان توقف کرین کہ لشکر
مین ہمیشہ کا جمع ہوا ور خان زمان خان کی کمک بھی کی جاوے - اس اثنا مین لشکر
بیجاپور او رسا ہوا ور نظام الملکی فوج نمودار ہوئے دوسرے روز کہی کی باری خانخانان
کی تھی اسنے اپنے بیٹے لہراسپ کو کہی کی محافظت کے واسطے متعین کیا اور وہ دکنیون
کی شوریدہ سری سے واقف تھا اسلئے وہ خود بھی سوار ہوا اور لہراسپ کو کہلا بھجوایا
کہ میرے آنے تک توقف کرنا - خان زمان نے بھی آدمی بھیجے تھے کہ وہ لشکر خانخانان
سے اسکو واقف کرین اور اگر احتیاج ہو تو جلد اسکو آگاہ کرین - یہ اتفاق کی بات ہے
کہ خانخانان آدھ کروہ چلا تھا کہ دس ہزار سوار نمودار ہوئے اور خانخانان کی
قراولی پر حملہ کیا - خان زمان نے لہراسپ کو کومک کے لئے بھیجا اور خود بھی روانہ
ہوا - دکنی سپاہ کلان نے بادشاہی سپاہ کو چارون طرف سے گھیر کر مرکز
بنالیا - متھرا داس راٹھور اور رگناتھ بھاٹی اور رجپوت آگے بڑھ کر لڑے - جانفشانی
کرکے زخمی ہوکر میدان جنگ مین گرے اور اسکے ہمراہیون کا حال ایسا تنگ تھا
کہ باوجودیکہ قریب تھے مگر ان جان نثارون کی مدد کرنا اسیر دشوار اور لیے
مجروحون کا اٹھانا دشوار تر بلکہ زندہ نکلنا محال معلوم ہوتا تھا - ایسا ہی خان زمان
چارون طرف سے گھرا ہوا تھا - خاندوران خان شورش کی شہرت کی ابتدا مین گھوڑی
پر سوار ہوا تھا اور اپنے مکان مین کھڑا تھا اسنے جاسوسون کو بھیج رکھا تھا - کہ
واقعی خبر لائین جب اسنے خصم کا غلبہ سنا کہ اسنے تین فوجین بنا کر ہر یک طرف سے
خان زمان کا عرصہ تنگ کر رکھا ہے اور دس بارہ ہزار سوارون نے خانخانان
کو گھیر رکھا ہے کہ کوئی مدد کو نہین پہنچ سکتا اور افواج شاہی کے اطراف مین
ایک فوج غنیم کومک کے لئے کھڑی ہے اور راجہ سوہن داس اور خانخانان کے بہت
آدمی اور کام مین آئے ہین تو خان دوران خان یہ خبرین سنکر خانخانان کی

مدد کو اس وقت پہنچا کہ دکن کی فوج اس جماعت کو کہ کام آئی تھی اور زخمی پڑی تھی ہجوم
کر کے فوج مین سے لے جانا چاہتی تھی اور بعض غیرت طلب خون کے دریا مین غوطہ لگا
کے اس فوج کے مانع ہوئے تھے۔ خاندوران خان نے اس حال مین پہنچ کر ہنگامۂ
کارزار گرم کیا اور صف ربائی چقلشین کین خود خاندوران خان مقتولون کے پاس گیا
اور مخالفین کو پریشان کیا اور مردون کی لاشون کو اور نیمجان زخمیون کو میدان سے
اٹھا کر گھوڑون پر باندھا اور خانخانان کی مدد کو گیا۔ خانخانان یہ تقویت پاکر
مہلکہ سے جان بر ہوا اور لشکر شاہی کے حملون سے دشمن فرار ہوا اس جنگ مغلوبہ
کی خبر شاہزادہ سنکر ہاتھی پر سوار ہوکر معرکہ مین آتا تھا کہ خاندوران خان خانخانان
مخالفون کی ہزیمت کی خبر سنا کر اسکے مانع ہوئے شاہزادہ نے حقیقت حال پہ
اطلاع پاکر خاندوران خان کی آفرین مین زبان کھولی۔ ہر روز دکنی فوج شوخی
کرتی تھی۔ مورچال اور کبھی پر حملہ کرتی تھی بادشاہی آدمیون کو مارتی تھی۔ کبھی
سالم کبھی آدھی کبھی لشکر مین پہنچتی تھی۔ ایک دن کبھی لدی ہوئی بادشاہی لشکر
کو روانہ ہوئی تھی کہ افواج غنیم نے اطراف کبھی کا محاصرہ کیا دونو طرف لڑتے
ہوئے آتے تھے اونٹون پر گھاس لدی ہوئی تھی کہ اسمین سے ایک اونٹ کی گھاس
مین بان کی آگ لگی۔ ہوا سامنے کی تھی اسنے اکثر اونٹون اور ہاتھیون کو سراپا
شعلۂ آتش بنا کر خاکستر کر دیا بڑا شور و غوغا مچا غنیم نے فرصت کو غنیمت گنا اور
باقی جانور اور آدم کبھی پر ایسا غلبہ پایا کہ گھاس کا ایک پیٹھا لشکر شاہی مین نہ
پہنچنے دیا۔ خانخانان یہ خبر سنکر سوار ہوا اور نوبت یہان تک پہنچی کہ بادشاہزادہ
بھی سوار ہوا خانخانان نے شاہزادہ کو کہلا بھیجا کہ آپ ہاتھی پر سوار کھڑے رہین جبتک
کہ ہماری جانفشانی کی خبر پہنچے۔ غنیم نے شاہزادہ اور خانخانان کی سواری کی خبر سنکر
اور شترون کو دیکھ کر کچھ اونٹون کو مار ڈالا کچھ اونٹون کی رسیان جنسے بوجھ
بندھا ہوا تھا توڑ کر اپنی ساتھ لیا اور فرار کیا اور چند فیل اور لکڑیون کے اونٹ اور

اور نیم سوختہ جانورون کو آوارہ کیا۔ دکنی ہر روز شوخی کرتے تھے۔ پادشاہزادہ کے
لشکر کو تنگ کر رکھا تھا۔ یہان تک کہ ایک روز خانخانان نے یہ مصلحت بتلائی کہ آخر
شب مین فوج پادشاہی سوار ہو کر بے خبر دکنیون کے بنگاہ پر حملہ کرے سردارون مین
آپس مین حسد تھی۔ یہ خبر غنیم کو بھی پہنچ گئی۔ پہر روز باقی تھا کہ فوج پادشاہی دکنیون
کے بنگاہ کے نزدیک پہنچی۔ دکنیون نے بہیر کو اپنے قدیم دستور کے موافق بوجھ لاد کر
روانہ کیا۔ چند سردار اسکی ہمراہ کیے باقی فوج آراستہ ہو کر افواج شاہی کے مقابل کارزار
پر مستعد ہوئی۔ اس سبب خانخانان کو جو مرکوز خاطر تھا اسکی صورت نہ ہوئی۔ مگر یہ کہ کچھ
غلہ کے بیل جو بوجھ کے وزنی ہونے کے سبب رہ گئے تھے اور چند شتر و گاؤ کہی کہ بیخبر
کہی سے بھاگ گئے تھے پادشاہی آدمیون کو ہاتھ لگے فوج بیجاپور کا مقابلہ راجہ جیسنگ
کے ساتھ ہوا اور کارزار صعب ہوئی خود دکنیون کا نامآور سردار مودھوجی کہ پہلے
سے زخمی تھا چند اور آدمیون کے ساتھ اسیر ہوا۔ اس وقت خبر آئی کہ خانخانان کا
عمدہ نوکر کاکا پنڈت رسد غلہ کی لیکر لشکر کے قریب آیا تھا کہ دکنی اسکے سد راہ
ہونے کے لیے سوار ہوگئے ہین خانخانان نے شاہزادہ سے کہا کہ کاکا پنڈت
کے ساتھ اس قدر جمعیت ہے کہ دکنیون سے وہ عہدہ برآ ہو سکتا ہے اس وقت
دکنیون کی فوج دور گئی ہوئی ہے اسکی بہیر پر ہمکو سوار ہو کر حملہ کرنا چاہیئے فوج
کے تعین کرنے کا فکر ہونے لگا کہ پادشاہزادہ نے فرمایا کہ ہم خود بھی سوار ہونگے اور
دکنیون کی فوج کی سیر کرینگے۔ لہراسپ کو مع جگراج وغیرہ اور تین چار امرا کے بنگاہ
مین چھوڑکر باقی فوج خصم کی بہیر پر گئی دکنیون نے خبر پاکر بدستور اول بہیر کو لادا
اور چیزون کو آگ لگائی اور خود کارزار پر مستعد ہوئے۔ فوجین جب مقابل ہوئین
سخت لڑائی ہوئی اگرچہ طرفین سے بہت آدمی کشتہ ہوئے۔ مگر دکنیون کی جمع
کثیر قتل و اسیر ہوئی۔ مراری پنڈت زخمی ہوا گھوڑے سے گرا۔ دکنی اس کو معرکہ
سے باہر لے گئے۔ پادشاہزادہ نے اپنی بنگاہ مین مراجعت کی اس سبب سے

کہ خانخانان اور خاندوران خان دونو سردار صاحب اعتبار تھے انکے درمیان
نفاق ہوا- خاندوران خان مین بڑا اوچھا پن تھا کہ وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ مین نے
خانخانان کو اجل کے پنجہ سے چھڑایا ہے اور اسکی آبرو بچائی ہے روز بروز یہ ما دہ
نزاع بڑھتا جاتا تھا خانخانان سپاہ سے سخت سلوک کرتا تھا اس سبب سے وہ
بھی اسکی شاکی تھی خانخانان جو تدبیر و منصوبہ کرتا تھا اسکی خبر مخالفون کو ہو جاتی
تھی وہ اسکے مدافعہ مین کوشش کرتے تھے اور اس سبب سے قلعہ کی تسخیر
مین اُس سے کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا- ہر چند کوچہ سلامت او نقب آگے بڑھائے
جاتے تھے محصورین اُن پر مطلع ہو جاتے تھے انکی خرابی مین اندر سے کوشش
کرتے تھے باوجودیکہ ایک طرف برج پارہ اڑایا مگر اہل قلعہ نے اسکی باروت
اندر سے چرالی کچھ فائدہ اُس سے نہ ہوا اور ہیمہ و کاہ کی کمی سے لشکر مین بڑی
تنگی ہوئی سواری اور بار برداری کے چوپایے بے علفی اور دشمنون کی تاخت
سے بہت تلف ہوئے اسواسطے خانخانان کی مصلحت سے قلعہ کے نیچے سے شاہزادہ
برہان پور کو روانہ ہوا- سات مہینے محاصرہ رہا اوائل ماہ ذی حجہ مین محاصرہ
چھوڑا گیا اس عرصہ مین بہت آدمی اور جانور ضائع ہوئے- برہان پور کی
راہ مین غنیم قصبہ بیر سے دوبارہ نمودار ہوا- اور بہت ہاتھ پانو اُس نے مارے
دونو طرف ایک جمع کثیر قتل ہوئی دکنی اپنے مکان مین گئے- جب بادشاہ کو
محمد شجاع کے ناکام پھرنے کی خبر ہوئی تو بادشاہزادہ اور خانخانان اور
اسکے ہمراہی مغضوب ہوئے اور حضور مین طلب ہوئے-
کشمیر مین بادشاہ باغون کی سیر کرتا رہا- ۱۲ ربیع الاول کو میلاد کی مجلس دولتخانہ
مین خاص عام کے لئے ترتیب دی کشمیر کے علماء و فضلاء و صلحاء و حفاظ کو خلعت
مرحمت کئے- مدد معاش مین زمین و یومیہ مقرر کیا- بارہ ہزار روپیہ برسم معہود
ہر سال عنایت کئے- خوب کھانے کھلائے اور شربت پلائے کشمیر مین بادشاہ

تذکرہ سنہ ۱۰۶۵ اور سال جلوس شاہجہانی

تین مہینے رہا۔ ۲۳ ربیع الاول کو لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ ۲۷ کو کشتی سے
اترکر تخت رواں پر کہ بادشاہ کا مخترع تھا سوار ہوا۔ انیجہ مین کہ اسلام خان کی جاگیر
مین تھا آیا اس پرگنہ مین ایک پرانا معبد تھا اسکو بادشاہ نے ڈھوایا اور پرگنہ مذکور
کا نام اسلام آباد رکھا اسلام خان کو حکم ہوا کہ یہان خوب عمارتین اور مرغوب نشیمن
بنائے۔ ۷ ربیع الثانی ۱۰۴۴ سنہ کو جشن قمری وزن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا چوالیسوان
سال ختم ہوکے پینتالیسوان شروع ہوا۔ ۲۷ ربیع الثانی کو بادشاہ بھنبر مین کہ کشمیر کی
انتہا سے کوہستان ہے منزل ہوئی جگنتا تھ کلاونت نے اپنے ہندوی دوہرے
سنا کر بادشاہ کو ایسا خوش کیا کہ وہ زر سے تولا گیا اور چار ہزار پانسو روپئے
انعام دئے گئے۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بھنبر کے مسلمان فقط کلمہ پڑھتے ہین اور
اسکے معنے بھی نہین سمجھتے اسلام کی رسم و راہ سے بے خبر ہین اور ہنود کو بیٹی دیتے
ہین اور ان سے لیتے ہین۔ ہندو کی دختر کو مرنے کے بعد مسلمان زمین مین گاڑتے ہین
اور مسلمان کی لڑکی کو مرنے کے بعد ہندو جلاتے ہین۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ جس
ہندو کے گھر مین مسلمہ ہو اگر وہ ہندو مسلمان ہو جائے تو عورت کا نکاح اس سے
سر نو کیا جائے۔ اگر وہ مسلمان نہ ہو تو مومنہ کو اس سے جدا کرین یہان کا
زمیندار جو ایسے کامون کو کرتا تھا مسلمان ہوگیا راجہ دولتمند اسکا خطاب ہوا
یہان کی یہ رسم اوٹھ گئی۔ سرکار خاصہ سے قاضی و معلم مقرر ہوئے کہ احکام شرعیہ
اور آداب عبادت کی تعلیم کرین۔ جب بادشاہ حوالی گجرات پنجاب مین آیا تو وہان
قصبہ کے مشائخ و سادات نے استغاثہ کیا کہ بعض ہنود مسلمان عورتون کو اپنی تصرف
مین رکھتے ہین اور کئی مسجدون کو اپنی عمارت بنالیا ہے اس لئے شیخ محمود گجراتی
مقرر ہوا کہ تحقیق و ثبوت کے بعد مسلمان عورتون کو ہنود کے تصرف سے نکالے۔ اور
انکی عمارات اور مساجد کو جدا کرے۔ اس نے حکم مذکور کے مطابق عمل کیا۔ ستر اسیاں
اکثر مومنہ کو ہنود کے تصرف سے نکالا اور مسجدون کو برہنہ کار و ا۔ گوسہ دکیا

علاوہ ازین شنیع رسمین بھی اٹھا موقوف ہوا۔

تھی ایک مسجدون کو جو ہنود کی زیر عمارت تھیں انکو جدا کیا اور ہنود سے جرمانہ لیکر
انکو تعمیر کرایا جن ہنود نے قرآن شریف کا استخفاف کیا تھا انکو بعد ثبوت گردن مارا پھر
بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ولایت پنجاب میں جس جگہ یہ صورت ہوئی ہو اسکو مہمات
شرعی کے متعلق تحقیق کرین — اس طرح بہت سی عورتین ہندوؤن کے قبضہ سے نکلین
اور انکا نکاح مسلمانون سے ہوا۔ اور چار سو ہندو اپنی بیویون کی خاطر مسلمان
ہو گئے اور سات مسجدین ہنود کے تصرف سے نکلین اور تین بت خانے مسمار ہوئے
اور انکی جگہ مسجدین بنائی گئین ۱۴ جمادی الاول کو باپ کی درشت خوئی اور
آزار جوئی سے خان زمان باپ سے جدا ہو کر بادشاہ کی خدمت مین آیا
اور اسی تاریخ بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ مہابت خان خانخانان اپنے مرض کہنہ
بھگندر سے جسکو عربی مین ناسور کہتے ہین مر گیا۔ یہ مرض اسکا بڑا رفیق تھا معتمد خان
نے یہ تاریخ کہی ؎ (زمانہ آرام گرفت) اسکا قدیمی نام زمانہ بیگ تھا۔
خاندوران خان صوبہ دار مالوہ کو حکم ہوا کہ بالاگھاٹ مین جائے اور جبتک
کوئی صوبہ دار مقرر ہو یہان کی خبرداری کرے۔

سال ہشتم جلوس ۱۰۴۴ھ ۱۶۳۴ء

غرہ جمادی الثانی ۱۰۴۴ھ کو جلوس کا آٹھوان سال شروع ہوا پانچوین کو بادشاہ
لاہور مین آیا۔ سرکار بیجاگڑھ و سرکار ندربار اور بعض محال سرکار ہنڈیہ کے جو دریائے
نربدا کے اسطرف تھے اور برہانپور سے نزدیک تھے۔ یہ سب صوبہ مالوہ مین داخل
تھے اب بادشاہ نے حکم دیا کہ محال مذکورہ مالوہ سے دور ہین اسلئے وہ خاندیس کے
توابع مین داخل ہون اور باقی محال ہنڈیہ جو دریائے نربدہ کے اس جانب
ہین وہ بدستور قدیم مضافات مالوہ مین داخل رہین پہلے ولایت خاندیس و برار
و دکھن جنھو، ایک صوبہ دار انتظام کرتا تھا اب دو صوبہ دار مقرر ہوا کرین

اور دہ دو حصّوں مین منقسم ہوں ایک حصّہ کا بالاگھاٹ اور دوسرا حصہ کا پایان گھاٹ نام
رکھا جاے صوبہ داری بالاگھاٹ مین کل دکن ہو جسمین سرکار دولت آباد و احمدنگر و پٹن و
بیر و جالناپور جنیر و سنگمنیر و فتح آباد مع توابع و مضافات. اور کچھ محال برار و تمام ملک
تلنگانہ ہوں اور جمع اسکی ایک ارب بیس کرور دام ہو اور وہ خان زمان پسر خانخانان کو
تفویض ہو — صوبہ داری پایان گھاٹ مین تمام خاندیس و اکثر ولایت برار ہوں اور
جمع اسکی ۹۲ کرور دام ہو وہ خاندوران کو جو صوبہ مالوہ کا نظم کرتا تھا مفوض کی جاے
۲۲ کو تربیت خان. جو نذر محمد خان والی بلخ کی خدمت مین سفیر ہو کر گیا تھا پادشاہ
کی خدمت مین آیا اور پیشکش مین ایک قرآن شریف دیا جو اسکو بلخ مین ہاتھ لگا تھا۔ وہ
شاد ملک قاسم بنت سلطان محمد مرزا ابن جہانگیر مرزا ابن حضرت صاحب قران کے ہاتھ کا
خط ریحان مین بکمال حسن و لطافت سے لکھا ہوا تھا اور بسم اللہ کی بے سے تمت کے
میم تک یک قلم لکھا تھا اور اسکے خاتمہ مین بیگم نے اپنا نسب نامہ خط رقاع مین چند
سطرون مین نہایت خوش خط لکھا تھا۔ پادشاہ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور
اپنے کتب خانہ خاص مین اسکو رکھا۔
سوم شعبان کو جشن وزن قمری برج دولتخانہ لاہور مین ہوا۔ جب خانخانان
انجہانی ہوا اور خاندوران خان مالوہ سے بالاگھاٹ کی صوبہ داری مین پہنچا
تو دکنیون نے میدان خالی دیکھا اور نظام الملکی سپاہ جو باقی رہی تھی اس نے
ساتھ لیا اور نواحی دولت آباد جسکی قلعہ داری مرتضیٰ خان کو سپرد تھی تاخت
و تاراج شروع کی اس اثنا مین خاندوران خان مالوہ سے برہانپور
مین آیا مفسدون کی سزا کے لئے ظفرنگر مین آیا پھر تین روز بعد کھرکی مین مفسد
اس آنے کی خبر سنکر دولت آباد سے راہدودہ کو راہی ہوئے جب خاندوران
خان راہدودہ مین آیا تو وہ سیوگانو مین چلے گئے۔ آخر رفتہ رفتہ مین خاندوران
یہان آیا اور لشکر کی صف بندی کی تو مخالف لشکر کو دیکھ کر بھاگ گئے۔

صوبہ مالوہ و خاندوران بجای خانزمان تفویض شد

تخصیص خلعت و نظام الملک

جشن وزن قمری

غرض یون ہی مغنیم بھاگے اور لشکر شاہی انکے پیچھے پڑا پھرا۔ ایک جگہ دونون مین لڑائی ہوئی لشکر شاہی نے فتح پائی اور انکے غلہ کے آٹھ ہزار بیل اور چند بیل جنپر ہتھیار اور بان لدے ہوئے تھے لوٹ لیئے اور تین ہزار آدمی اسیر کیے۔ خاندوران خان نے غنائم کو لشکر مین قسمت کیا اور وہ احمد نگر مین آیا خان زمان بالاگھاٹ مین آگیا خاندوران خان برہان پور مین اپنے علاقہ مین چلا آیا لاہور سے ۷ شعبان کو بادشاہ اکبر آباد کی طرف روانہ ہوا اور ۱۵ رمضان کو دہلی مین آیا اور یہان سے ۲۲ کو اکبر آباد روانہ ہوا ۳۰ کو جمنا کے گھاٹ پر ان منازل مین فروکش ہوا جنکے بنانے کا حکم دیا تھا۔ داراشکوہ کے بیٹا پیدا ہوا۔ اسکا نام بادشاہ نے سلیمان شکوہ رکھا۔ اتفاق حسنہ ہے اس نام کی ایک بار تکرار سے یعنی سلیمان شکوہ سلیمان شکوہ سے ایک مصرعہ تاریخ ولادت موزون ہوتا ہے۔ یہین عبداللہ خان فیروز جنگ صوبہ دار بہار بھی آیا اسکو بادشاہ نے رتن پور کے زمیندار کی تنبیہ کیلئے بھیجا تھا اُس نے یہان کے مرزبان بابو لچھمن کو اور اس نواح کے اور زمینداروں کو اور غنائم کو جو اس یورش مین ہاتھ آئی تھین بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔ اس مہم مین خان مذکور سے جو ترددات ظہور مین آئے لکھے جاتے ہین کتل بھاکی مین کہ رتن پور سے سات کروہ ہی۔ عبداللہ خان بہادر پہنچا تو راجا امر سنگھ مورچہ باندھ اپنے جمعیت کے ساتھ اُس سے ملا۔ جب اس کتل پر لشکر شاہی چڑھا تو یہان کے زمینداروں نے تیر و تفنگ چلا کر روکا۔ عبداللہ خان نے انکو مار کر ہٹا دیا وہ بھاگ کر قلعہ بینو تھر مین متحصن ہوئی۔ جو کتل کے شمال رویہ جنگل مین بہت حصانت و متانت رکھتا تھا اور درختون کی کثرت سے ہوا کا گذر مشکل سے ہوتا تھا خان نے اس قلعہ کو سر سواری فتح کر لیا۔ اہل قلعہ کے اکثر عیال بھی لڑ کر قتل ہوئے اور جن لوگون نے جوہر نہ کیا وہ مقتول ہوئے اور انکے بیوی بچے قید ہوئے دو تین روز یہان رہ کر خان نے سر کتل کو جسپر سے لشکر کا گذرنا مشکل تھا ایسا ہموار کیا کہ توپخانے دار آسانی

بادشاہ کا اکبر آباد و لاہور جانا

زمیندار رتن پور کی تنبیہ

آسیر آسانی سے چلنے لگے۔ یہان سے چلکر بالگھمن بن ہیندا رتن ہور کے استیصال کا
قصد کیا۔ وہ قلعہ تنبوتھر کا سرسواری فتح ہوتا دیکھ چکا تھا اس لئے راجہ نرسنگہ کی
معرفت اطاعت اختیار کی اور دو لاکھ روپیہ نو فیل پیش کش مین دیئے۔

بادشاہ نے ۲ ررمضان کو اسلام خان کو سات ہزار سوار اور بہت سے امرا کو
ساتھ کرکے جمنا پار کے متمردون کی سرکوبی کے لئے متعین کیا تھا اور مقرب خان
دکنی جاگیردار سنبل کو بھی انکے ساتھ کیا تھا۔ وہ بھی ۳۰ ررمضان کو بادشاہ کی
خدمت مین آئے۔ انہون نے جمنا کے وار پار کے سرکشون کو مار کر قریب ہزار کے
مفسد بے سر و بے سپر کر دیئے اور انکے عیال و اطفال و مویشی کو گرفتار کیا اور اُن کی ستو
جائون کو مسمار کر دیا۔

غرہ شوال سنہ ۱۰۴۴ھ کو جشن نوروزی ہوا۔ ۳۰ فروری کی تاریخ نجومیون نے آفتاب کے برج
مین داخل ہونے کی مقرر کی تھی اسلئے جشن نوروزی یہین گھاٹ پر ہوا۔ عید کے اور
نوروز کے ایک دن ہونے سے شادمانی پر شادمانی ہوئی۔ حسب دستور
کارپردازان سلطنت ایوان دولتخانہ خاص و عام دار الخلافہ کی تزئین کے لیئے
مامور ہوئے۔ اول انہون نے اسکی مخمل و زربفت کی گجرات کے صنعت گرون اور
ہنرورون نے بنائی تھی اور اسمین طرح طرح کی صنعتین کی گئی تھین اور ایک لاکھ روپیہ
مین تیار ہوئی تھی۔ ایوان چہل ستون کی پیشگاہ مین زرین اور سیمین ستونون کے
استادہ ہوئی۔ اور اسکے اطراف مین زربفت و مخمل کے شامیانے چاندی سونے
کے ستونون پر تانے۔ پھر زمین پر زرین بساط اور رنگین فرش بچھائے گئے
اور سیپک کے نیچے ایک مربع چبوترہ بنایا گیا اور اسکے چارون ضلعون پر ایک جحجر زرین
نصب ہوا اور اسکے عین وسط مین تخت طاؤس (جسکا حال آگے بیان ہوگا)
رکھا گیا۔ اور تخت کی چتر تا مرصع جنمین موتیون کی لڑیان لگی ہوئی تھین لگائے
گئے اور در و دیوار و سقف و جدار و طاق اور خاص و عام کے احاطون کی اطراف

اور نقارخانہ کی عمارت اور ہر دروازہ کے پیش طاق جنکی تزئین نے شکل شاہزادے
تھے ان سب کو ہر دیار کے اقمشۂ نفیسہ مخمل طلاباف و نقرہ باف و زربفت ایرانی و
دیبای رومی سے منڈھا اور سب جگہ اس مجلس مین سونے کے مرصع کار ظروف ترتیب دیئے
برسون اور مدتون سے جواہر خانے مین طرح طرح کے جواہر جمع ہوتے جاتے تھے
آغاز جلوس مین بادشاہ کے دل مین آئی کہ ان تحائف عجیبہ کے حاصل کرنے سے بعد
ان نفائس غریبہ کے حفاظت کرنے سے کچھ حاصل اسکے سوا نہین ہی کہ زیب و زینت کی
نمائش ہو پس انکو ایسے کام مین لانا چاہیئے کہ تماشائی بھی ان بحر و کان کے نتائج
سے بہرہ ور ہون اور کارگاہ سلطنت کو بھی فروغ تازہ ہو اُس نے حکم دیا کہ جواہر
خاصہ کے سوا کہ جواہر خانہ محل معلی مین از قسم لعل و یاقوت و الماس و مروارید و زمرد قیمتی
دو کرور روپیہ کے ہین اور جواہر کہ خان زمان کی تحویل سے باہر ہین وہ میری نظر
کے سامنے لائے جائین۔ انمین سے بیش قیمت جواہر وزن مین پچاس ہزار مثقال قیمتی
اسی لاکھ روپیہ کے بادشاہ نے انتخاب کئے اور بے بدل خان داروغہ زرگری
خانہ کو حوالہ فرمائے کہ وہ ایک لاکھ تولے سونا قیمتی چودہ لاکھ روپیہ کا لیکر ایک تخت بنائے
جسکا طول سوا تین گز اور عرض ڈھائی گز اور ارتفاع پانچ گز بناہی ہو اور وہ جواہر
مذکورہ سے مرصع ہو اور یہ مقرر کیا کہ اسکی چھت اندر کی طرف سے کچھ میناکار کچھ مرصع
ہو اور باہر کی طرف لعل و یاقوت وغیرہ سے مرصع و مغرق ہو اور یہ چھت بارہ زمردی
ستونون پر قائم ہو اور اوپر دو طاؤس جواہر سے مرصع بنائے جائین اور ان دونو مورون
کے درمیان ایک درخت لعل و الماس و زمرد و مروارید سے مرصع لگایا جائے اور چڑھنے کے
لئے نردبان کے تین پائے جواہر آبدار سے مرصع بنائے جائین غرض ایسا تخت سات
سال مین تیار ہوا اور ایک کرور روپیہ اسمین خرچ ہوا گیارہ تختے جواہر سے مرصع اس
تخت کے دور پر تکیہ لگانے کے لیئے لگائے گئے۔ بیچ کا تختہ جسپر بادشاہ تکیہ لگاکے
بیٹھتا تھا دس لاکھ روپیئے قیمت رکھتا تھا۔ اس تختہ مین جو جواہر لگے ہوئے تھے ان مین

ایک لعل لاکھ روپیہ کا تھا کہ شاہ عباس والی ایران نے جہانگیر پاس زنبیل بیگ کے ہاتھ بھیجا تھا اور جہانگیر نے شاہجہان کو دکن کی فتح کی جلدو مین دیا تھا۔ اول نام امین صاحب قران میرزا شاہرخ و مرزا الغ بیگ کا منقوش تھا پھر شاہ عباس کا اس کے بعد جہانگیر و اکبر کا اسکے بعد شاہجہان کا اسکی تاریخ (سریر ہمایون صاحب قرانی) ہوئی۔ پادشاہ روز جمعہ کو دولتخانہ گھاٹ سے کشتی مین سوار ہو کر بارگاہ مین آیا اس تخت پر بارہ بجے جلوس کیا اور اپنی بخشش سے ایک خلقت کا جیب و اماں دولت سے بھر دیا شاہزادون اور امراء کو لاکھون روپیہ نقد و زر بیش بہا خلعت ملے دس ہزار خلعت عنایت کئے۔ طالب کلیم نے ایک قصیدہ لکھا جسکے صلہ مین وہ سونے سے تولا گیا اور اسکے ہموزن روپیہ پانچ ہزار پانسو اسکو دیا گیا چوبیس لاکھ روپیے کی نذرین گذرین

نجابت خان فوجدار دامن کوہ ولایت پنجاب نے عرضداشت مین گذارش کیا کہ اگر سری نگر کی مہم بندہ کو مفوض ہو اور دو ہزار سوار کمک کے لئے معین ہوں تو مین دامان کوہ کے زمینداروں کو ہمراہ لیکر وہاں کے مرزبان سے شائستہ پیشکش لون اگر وہ بزور دوستی و عافیت دشمنی سے اسکے ادا مین تعلل کرے تو اسکا ملک تسخیر کرون۔ حسب التماس اسکے مہم مذکور اسکو مفوض ہوئی اور دو ہزار سوار اسکی کمک کو بھیجے گئے۔ وہ اس کمک کے پہنچنے پر غنیم کے ملک مین آیا اول قلعہ شیر گڈھ کو بسرعت فتح کیا یہ قلعہ زمیندار سری نگر نے اپنی ولایت کی سرحد پر جمنا کے کنارہ پر مشرف ولایت سرمور پر بنایا تھا اور ایک جماعت کو وہان اسلئے رکھتا تھا کہ فرصت کے وقت پادشاہی ملک مین آ کر زیردستون پر زبردستی کرے سرمور وہ پہاڑ ہے جہان سے دار الخلافہ اکبر آباد مین اسفندار سے خرداد تک برف کشتی مین آتی تھی بعد اسکے حصار کالسی کو تھوڑے تردد مین فتح کر لیا اور اسے زمیندار سرمور کو حوالہ کیا جو پادشاہی لشکر کے ساتھ تھا اور وہ تنخواہی کرتا تھا وہ حصن بھی کوہ رائس سے پہلے تعلق رکھتا تھا اور زمیندار سری نگر نے اسکو زبردستی سے لے لیا تھا۔ زمیندار سرمور نے عرض کیا کہ قلعہ بیرات بھی مجھ سے

مہم سری نگر کا تفویض ہونا بموجب عرض نجابت خان کی درخواست

زبردستی زمیندار سری نگر نے چھین لیا ہے اگر مجھے کمک ملے تو مین اس قلعہ کو فتح کر لون
نجابت خان نے اسکو کمک دی۔ کمک نے جاکر قلعہ فتح کر لیا اور زمیندار سرمور کے
آدمیون کو سپرد کر کے معاودت کی۔ نجابت خان کالپی سے قلعہ سانتور مین آیا
اسکے تین طرف گھرا پانی تھا اسکو غلبہ کر کے مخالفون سے لے لیا چلنو زمیندار تھین پور کو سو
سوارون اور ہزار پیادون کے قریب دیکر اسکی حراست سپرد کی اور خود آگے
بڑھکر گنگا کے کنارہ تک تصرف کیا جب ہردوار کے قریب گنگا پار اترا تو اسکو معلوم ہوا
کہ کتل تلدو پر و سری نگر کے پہاڑون کے نشیب مین واقع ہین بہت آدمی جمع
ہین اور اس ملک مین آنے کی راہ کو کچ و سنگ سے مسدود کیا ہے اور تفنگچی اسکی
پاسبانی کے لیئے مقرر کیئے ہین اس نے گوجر گوالیاری اور اودے سنگھ راٹھور کو اس
دیوار کی محافظت کے لئے چھوڑا اور خود کتل پر آیا گو مخالفون کی کثرت تھی اور وہ تیر و
تفنگ چھوڑتے تھی مگر لشکر شاہی نے دیوار کو جو سد راہ تھی توڑ کر ایک جمع کثیر کو مقید کر لیا
اور بہت جد و کد کر کے کتل سے گذرا اور گوجر کو مع احمال و اثقال کے اپنے پاس بلا لیا
اور کتل کے نیچے دائرہ کیا۔ دوسرے روز سری نگر سے بیس کوس پر پہنچا تو مرزبان
ان پے در پے دستبردون سے ہراسان ہوا اپنا وکیل زبان دان نجابت خان کے
پاس بھیجا اور پادشاہ کو دس لاکھ روپئے پیشکش حضور اور ایک لاکھ روپئے نجابت خان
کو دینے پر صلح چاہی۔ نجابت خان ناتجربہ کار تھا بغیر اسکے کہ بندوبست و احتیاج
ضروری سے خاطر جمعی کرے صلح ان شرائط پر قبول کر لی کہ بیس روز مین نقد کو
ادا کیا جاوے اور تا حصول زر وکیل یہین رہے وکیل نے سونے کے آلات و چاندی
کے ظروف کچھ جواہر جو اپنے ساتھ ایک لاکھ روپئے کی قیمت کے لایا تھا نذر دیئے اور
باقی روپیہ کے ادا کرنے کے لیئے اسنے دو مغلوک فقیر بے نام و نشان کو لباس
فاخرہ پہنا کر اپنی عوض مین جب تک زر موعود ادا ہو سرکار ناکردہ کار مین گرو رکھے اور
خود صحرا کی راہ لی اور غلہ کی رسد بند کرنے کے لیئے راہون کو ایسا مسدود کیا کہ

قاصد کی آمد و شد بھی دشوار ہوئی برسات کے آنے تک تیرہ مہینہ اس مکر و فریب مین گذار دیا ایک دام و درم نہ بھیجا۔ نجابت خان پیشکش کے انتظار مین بیٹھا رہا۔ غلہ کے نہ پہنچنے سے لشکر کا حال روز بروز تباہ ہوتا گیا۔ روپیہ سیر اناج بکنے لگا۔ رات دن مینہ برسنے لگا۔ ہر طرف پانی کا دریا بہنے لگا۔ فاقوں کے مارے جانورون اور آدمیون کا دم نکلنے لگا۔ جہان کہین پادشاہی تھانے تھے زمیندار مخالف بلائے ناگہان کی طرح آتے اور انکے غرور کو ڈھاتے۔ نوبت یہان تک آئی کہ نجابت خان نے اپنے بقیہ مسلحین کے ساتھ جان بچا کر لے جانے کو غنیمت جانا اور اس تہلکہ سے نکلنے کی فکر و تدبیر کرنے لگا اس ضمن مین خبر آئی کہ گوجر جسکو قلعہ مین چھوڑا تھا جمعیت کثیر کے ساتھ مارا گیا اور راہون کے سرون پر بہت سے پیادے و سوار بیٹھے ہین اور انہون نے راہون کو بند کر رکھا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ نجابت خان تمام لشکر و توپخانہ و اسباب بزرگ و کارخانے برباد کر کے خود ہزار دشواری سے تغیر وضع کر کے چند معدود آدمیون کے ساتھ جان بر ہوا اور اسنے نجات پائی۔ آدمیون کے عیال و ناموس مخالفون کی تیغ خونفشان سے ڈر کر غار اور درختون کے جھنڈون مین جا کر چھپتے تھے وہ اس دیار کے آدمیون کے ہاتھون مین گرفتار ہوئے اس سردار نا آزمودہ کار کی بے تدبیری سے لشکر کو ایسا زخم پہنچا۔ اگر خرد دوربین و رائے صواب گزین سے بہرہ رکھتا اور ابتدائے کار مین انتہائے امور پر نظر ڈالتا اور سررشتہ تدبیر کو ہاتھ سے نہ دیتا۔ اگر فتح نہ ہوتی ہمراہی تو نہ ہلاک ہوتے جب پادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو جاگیر و منصب بدل کر اسکی تنبیہ کی اور مرزا خان بن شاہنواز خان ولد عبدالرحیم خان خانان کو دامن کوہ کی جاگیر اور فوجداری تفویض کی۔

جھجھار سنگھ بندیلہ و اسکے بیٹے بکرماجیت کا باغی ہونا اور اسکے استیصال کے لئے لشکر کا بھیجا جانا۔

بادشاہ نے رجب سال دوم مین جھجھار سنگھ بندیلہ کے جرائم کو معاف کیا تھا اور دکن مین تعین کیا تھا اسنے ایک مدت کے بعد مہابت خان خانخانان ناظم مملکت دکن سے رخصت لی اور اپنے بیٹے بکرماجیت مخاطب بہ جگراج کو

مع جمعیت کے اپنا قائم مقام کیا اور خود اپنے وطن کو آیا اور اسنے بھیم نراین زمیندار
ولایت گڈھہ پر فوجکشی کی اور عہد و پیمان کرکے چوراگڈھ (جبلپور سے ۰۰
میل پر مغرب مین ہی) سے بلایا - یہ قلعہ اس ولایت مین حاکم نشین تھا - عہد و
پیمان کے رشتہ کو توڑ کر اسکو مع توابعین کے قتل کر ڈالا اور اسکے قلعہ پر مع توابع و
اسکے خزانہ و نقد و جنس پر متصرف ہوا اس وقت بھیم نراین کا بیٹا بادشاہ کی خدمت
مین خاندوران خان کے ساتھ پیشکش لیکر آیا ہوا تھا وہ جب اس ماجرے پر مطلع ہوا
تو اسنے بادشاہ سے حقیقت عرض کی - بادشاہ نے سندر کب رائے کے ہاتھ
جھار سنگہ پاس فرمان بھیجا کہ بغیر ہمارے حکم کے تونے بھیم نراین کا اور اسکے بھائی بندو
کا خون کیا اور ولایت گڈھہ پر تصرف کیا - اب تیرا اسود کار اسمین ہے کہ ولایت
مذکور کو بادشاہی آدمیون کو سپرد کرے اور اگر اسکو وہ اپنی اقطاع مین
لینا چاہتا ہے تو اپنی جاگیر کے حوالی مین اسکی عوض مین ملک دیے اور بھیم نراین کے
روپئے مین سے دس لاکھ روپیہ درگاہ والا مین ارسال کرے - اس فرمان کے پہنچنے
سے پہلے اسکو وکیل کے لکھنے سے یہ حال معلوم ہو گیا تھا اسنے اپنے بیٹے بکرماجیت
جو خان زمان کے ساتھ بالاگھاٹ مین تھا اشارہ کیا کہ وہان سے بھاگ کر جلد
وطن مین آئے وہ بمجرد اطلاع کے راہی ہوا - برہان پور مین خانہ دوران خان
کو جو پایین گھاٹ کی صوبہ داری کرتا تھا معلوم ہوا کہ خان زمان خان صوبہ دار
بالاگھاٹ بکرماجیت کا تعاقب نہین کرسکا تو وہ برہان پور سے بہت سے
امیرون کو ساتھ لیکر ایلغار کرکے پانچ روز مین مقام اشتہ مین کہ مضافات
صوبہ مالوہ مین ہے (اشتہ بھوپال کی جنوب و مغرب مین ساٹھ میل پر ہے) پہنچا اور
یہان مقابلہ و مقاتلہ ہوا - عجیب دو خورد ہوئی - طرفین کے اکثر ہمراہی کشتہ
زخمی ہوئے - اور بکرماجیت دو زخم کھا کر جنگلی و پہاڑون مین ایسی جگہ جا کر متفرق ہو
گیا کہ سوا اس سرزمین کے رہنے والون کے کوئی اسکو نہین جانتا تھا

اور پرگنہ دھامونی مین باپ سے ملحق ہوا۔ اللہ ویردی خان صوبہ دار مالوہ کو توفیق نہ ہوئی
کہ وہ اسکا تعاقب کرتا اسنے خاندوران کے ساتھ بھی ہمراہی نہین کی۔ جب بادشاہ
کو یہ خبر ہوئی تو بیس ہزار سوار تین سردارون کی سرکردگی مین اس مہم کی انجام کے
لئے مقرر کئے ایک سردار عبداللہ خان تھا اور دوم سید خانجہان سوم خاندوران جھٹ
جو بعد ناجیت کے تعاقب کے بعد مالوہ مین حکم کے انتظار مین ٹھیرا ہوا تھا۔ صوبہ مالوہ
مین بدستور سابق خاندوران خان صوبہ دار مقرر ہوا۔ صوبہ برہان پور اعظم خان
کو دیا گیا۔ بالاگھاٹ کا ضمیمہ برار بنا کے خان زمان کو دیا گیا۔ جب جھجھار سنگھ کو
ان فوجون کی روانگی کی خبر ہوئی تو اُسنے اپنا وکیل بادشاہ پاس بھیجا اور
خانخانان آصف خان کو اپنا شفیع جرائم بنایا اور بادشاہ سے ایک آدمی
طلب کیا کہ اسکا ہاتھ پکڑ کے بادشاہ پاس لیجاے۔ بادشاہنے سندر کبرای کو۔ جو
پائے تخت کے شعراء مین سے تھا بسبب ہم جنسی کے اس پاس بھیجا اور ارشاد کیا
کہ اگر وہ بیس لاکھ روپیہ جمع کرکے بادشاہی آدمیون کو دیدے اور سرکار
دہمامونی بعوض چوراگڈھ کے چھوڑ دے اور خود اپنی جمعیت کے ساتھ خان زمان
پاس بالاگھاٹ جاے اور اپنے بیٹے کو بادشاہ پاس بھیجے تو اسکے قصور معاف
ہوسکتے ہین اور عبداللہ خان فیروز جنگ و سید خانجہان و خاندوران خان کے
نام احکام جاری ہوئے کہ جہان وہ پہنچے ہون وہین جبتک توقف کرین کہ
سندر کب واپس آے اگر جھجھار سنگھ حکم شاہی نہ مانے تو قلعہ اورگڈھ کو فتح کرکے اسکی راجگی و
ریاست قوم بندیلہ کی راجہ دیبی سنگھ کو دیجاے جسکے باپ دادا پہلے سے یہ ریاست
رکھتے تھے اور جہانگیر نے ابوالفضل کے قتل کرنے کے صلہ مین برسنگھ دیو کو مرحمت کی
تھی جب سندر کب حکم شاہی کی تبلیغ کے لئے جھجھار سنگھ پاس آیا تو اسکو معلوم
ہوا کہ وہ اپنی رصانت قلاع وانبوہی جنگل و وسعت ملک فزونی مال اور
اسباب کی فراوانی پر مغرور ہوکر خودسری کرتا ہے تو اسنے وہان سے

مراجعت کرکے اپنا دیدہ وشنیدہ حال بادشاہ سے عرض کیا تو بادشاہ نے تینون
سردارون کے نام منشور جاری کئے کہ جھجار سنگہ کے استیصال مین کوشش کرین اور
اس خیال سے کہ مبادا سرداران مذکور مراتب قرب منزلت و مدارج خدمت
پر نظر کرکے ایک دوسرے کی رائے سے سرتابی کرین اور آپس مین موافقت کی
بجائے مخالفت کرین۔ شاہزادہ اورنگ زیب کو ۲ ربیع الثانی کو کل لشکر
کی سرداری سپرد کی۔ فوجون کے سردار بعد برسات کے ختم ہونے کے نواحی
بھاندیر مین آپس مین ملے۔ پہلے اس سے کہ شاہزادہ آئے وہ قلعہ ونڈچہ سے
تین کوس پر پہنچے۔ یہ ایک مکان مطبوع سیر حاصل تھا اور یہ پرگنہ جہانگیر نے
نرسنگہ دیو پدر جھجار سنگہ کو ابوالفضل کے قتل کرنے کے جلدو مین دیا تھا۔
اس نے یہان اپنا وطن بنایا تھا۔ کئی ہزار بیلدار و تبردار اشجار کو کاٹتے اور
دشوار گذار راہ ہموار کرتے تو ہر روز بادشاہی لشکر کا آدھ کوس کوچ ہوتا
جھجار سنگہ نے پانچ ہزار سوار اور بر قندا ز قلعہ اونڈچھہ مین متعین کئے تھے
سوار و پیادے مقرر کئے تھے کہ دائین بائین طرف سے بادشاہی لشکر کے
سدراہ ہون وہ درختون کی پناہ مین اور غارون کے گوشون مین بیٹھ کر تیر و
تفنگ لشکر شاہی پر چلاتے اور انکو زخمی و کشتہ کرتے اور خود بھی مارے
جاتے لشکر شاہی اس طرح مسافت کو قطع کرکے ۲۱ ربیع الثانی کو حوالی موضع
بھروالی مین آیا جو اونڈچھہ سے ایک کروہ پر تھا اور مخالفون نے اسکو نبردگاہ
قرار دیا تھا اس اثناء مین راجہ دیبی سنگہ نے خاندوران خان کے ہراول کو
لیکر کوہچہ بھروالی دشمنون سے چھین لیا اور ایک جماعت کو دستگیر کرکے
خاندوران خان کے روبرو لایا۔ جب حوالی اونڈچھہ کو لشکر شاہی نے گھیر
لیا تو جھجار سنگہ کو ہراس و خوف پیدا ہوا تو اسنے اپنے اہل و عیال نسبتی
کو دواب اور کچھ زر سرخ و سفید کے ساتھ اونڈچھہ سے نکالا اور قلعہ دھامونی

بھیجدیا۔ یہ قلعہ اُسکے باپ نے بڑا متین بنایا تھا اسکی شرقی و شمالی و جنوبی جانب مین بڑی
گھیری جر تھی کہ یہان نقب وکوچہ سلامت کسی صورت سے نہین تیار ہو سکتے تھے۔
اسکی غربی جانب کہ ہموار تھی بیس گز گہری خندق کھودکر اسکو جرون سے ملا دیا تھا
پھر اوندچھا اپنے آدمیون کو سپرد کرکے خود بکرماجیت اور منسبیون کو لے کر اس طرف
روانہ ہوا۔ بادشاہی سردار یہ خبر سنکر قلعہ اوندچھا پاس آئے مورچلون کو درست کیا
اور ۲ جمادی الاولی کو زینے وکمند لگا کے دیوار حصار پر چڑھ گئے۔ اہل قلعہ ڈر کر دوسری
طرف سے فرار ہوئے۔ بادشاہی لشکر حصار مین آیا اور قلعہ کا دروازہ کھولا۔ اور
سردارون نے آنکر تکبیر و اذان کہوائی اور استمرار دولت شاہی کی فاتحہ پڑھوائی
ایک روز یہان قیام ہوا۔ راجہ دیبی سنگہ کو جسکو بادشاہ نے اوندچھا اور اسکے مضافات
عنایت کیے تھے یہ سپرد کیے اور قلعہ کی کنجی بادشاہ پاس بھیجی اور شاہزادہ
اورنگ زیب کو اس فتح کا مژدہ بھیجا۔ چوتھی کو دریائی ست دھارہ سے جس کے
کنارہ پر قصبہ اوندچھہ واقع تھا لشکر شاہی عبور کرکے ججہار سنگہ کے تعاقب مین گیا۔ ۱۲ کو
دھامونی سے ۳ کروہ پر لشکر شاہی آیا تو اوسکو معلوم ہوا کہ ججہار سنگہ جو یہان آیا تھا
اس نے یہان سے اپنے عیال اور مال کو قلعہ چوراگڈھ مین بھیجا ہے جسکی استواری پر اسکو
اعتماد تھا۔ حصار دھامونی کے گرد عمارات کو ڈھا دیا ہے اور رستائی کو اس قلعہ کی
حراست سپرد کی ہے اور خود پرگنہ گھتوا کو جو چوراگڈھ کی سمت مین ہے چلا گیا ہے کہ
اگر قلعہ دھامونی کو بادشاہی لشکر فتح کرلے تو وہ چوراگڈھ چلا جائے۔ لشکر شاہی
درختون کو کاٹتا قلعہ دھامونی کے نواحی مین آیا۔ مورچال لگانے اور نقب کھودنے
مین کوشش کی۔ ہرچند یہ سرزمین سنگلاخ ایسی سخت تھی کہ سوائے آہن فولاد کے اسکے
پتھرون مین کوئی کام نہین کرسکتا تھا لیکن بادشاہی آدمیون نے ہمت کرکے
محصورون کو تھوڑے دنون مین تنگ کیا۔ باوجودیکہ وہ توپ و تفنگ و حقہ آتش و
بان و سو دو سو من کے پتھرون کے مارنے مین کمی نہین کرتے تھے اور لشکر شاہی کو

بہت آدمی کشتہ کرتے تھے اور رات دن آگ کا مینھ برساتے تھے مگر آخر شب مین لشکریان
نے زینون و کمندون پر چڑھکر یورش کا قصد کیا۔ جھجار سنگھ نے خاندوران خان بہادر
زینہاری کے لئے آدمی بھیجا کہ اس اثنا مین بہادر خان روہیلہ و نظر بہادر خویشگی آخر
شب مین جنوبی طرف کمندین لگا کے قلعہ مین پہنچگئے۔ قلعہ کے دروازہ مین آگ لگا ئی۔
اگرچہ دار و گیر و تردد محصورون کی صدا ہر طرف ہوئی لیکن فرار کی خبر تحقیق نہوئی
تو یہہ قرار دیا کہ سورج نکلنے پر قلعہ مین جائینگے۔ غارت پیشے جو سیماب کی طرح قلعہ مین
جانے کے لئے بیقرار تھے انہون نے سردارون کی باتون کو نہ سُنا جسطرف سے قلعہ
مین راہ پائی چلے گئے۔ اور تاخت و تاراج کرنا شروع کیا اور پیش دستی کو غنیمت
سمجھے اس امر سے خاندوران خان مطلع ہو کر ایک جماعت کے ساتھ قلعہ مین آیا غارتگری
منع کرنے سے دست و زبان کھولے اور جابجا مردم شدید تاکید و تہدید کے لئے تعین کئے
اس اثنا مین ایک برج کے کنارہ سے آواز بلند ہوئی وہ ایک جمع کثیر باہر جانے کی
امید مین فراہم تھے۔ فرار کی فرصت نہ پاتے تھے۔ تیغ اجل کا انتظار کر رہے تھے علی اصغر
ولد محمد جعفر نے خاندوران خان سے کہا کہ مین جاکر اس جماعت کو مقید کرکے لاتا ہون
خاندوران خان نے رات کی تاریکی کا عذر ہر چند کیا مگر اس جوان نے نہ سنا
اور وہان پہنچا قضارا وہان باروت خانہ باروت سے بھرا ہوا تھا جسکا مُنہ یورش کے
وقت کھولا گیا تھا اور ایک جماعت تماشائیون اور لٹیرون کی مشعل لیکر
اس مکان مین آتی جاتی تھین۔ یہ جوان اجل رسیدہ اس وقت وہان گیا کہ
مشعل کا گل باروت خانہ مین جا پڑا تھا۔ سارا برج اڑگیا اور اسی گز دیوار
دونو جانب سے جو دس گز عرض رکھتی تھی اڑ گئی۔ علی اصغر مع ہمراہیون کے
نیست و نابود ہو گیا۔ خاندوران خان اس وقت مخالفون کے گھوڑون کے
ضبط کرنے کے لئے گیا ہوا تھا اسلئے اسکو کچھ مضرت نہین پہنچی کچھ اسکے ہمراہی پتھرون
کے لگنے سے مر گئے۔ اکثر پتھر باہر کی جانب گرے جس سے اس گروہ کو آسیب

پہنچا کہ صبح کے انتظار میں حصار سے باہر کھڑا تھا جس میں زیادہ تر آدمی امر سنگھ
ولد راجہ ججھار سنگھ کے تھے وہ اور دو سو گھوڑے فنا ہوئے قلعہ کا نقد و جنس ضبط ہو کر
ایک معتمد کو سپرد ہوا۔ دوسرے روز خبر آئی کہ بہیرہ و علف کے لئے ایک گروہ جنگل میں گیا
تھا اسکو ایک چاہ ملا ہے جس میں ججھار سنگھ نے اپنا زر دفن کیا تھا۔ خاندوران خان نے
جا کر ایسے میں چاہ اور دریافت کئے اور ڈھائی لاکھ روپیہ ہاتھ لگا اور خزانہ شاہی
میں داخل ہوا اس سے یہ تحقیق ہو گیا کہ ججھار سنگھ نے اپنی دولت جنگل میں کنوؤں
میں دفن کی ہے اب لشکر شاہی کو خبر لگی کہ ججھار سنگھ شاہ پور میں ہے جو چوراگڈھ
سے دو کوس پر ہے اور زمیندار دیوگڈھ پاس آدمی بھیجا ہے اور منتظر ہے کہ اگر وہ
وعدہ کرے تو اسکے ملک میں ہو کر دکن کو بھاگ جائے اور اس ضمن میں نے چوراگڈھ
کی قلعہ داری کا اسباب تیار کیا ہے۔ بادشاہ کے حکم کے موافق خانجہان تو ولایت
مفتوحہ کی تنسیق کے لئے اور دفائن کی تفتیش کے واسطے یہاں ٹھیرا اور عبداللہ خان
بہادر فیروز جنگ اور خاندوران خان مع کل امراء کے ۲۵ کو شاہ پور کی طرف راہی
ہوئے ان دنوں میں ججھار سنگھ پاس خبر آئی کہ زمیندار دیوگڈھ فوت ہوا اور
فوج شاہی سر پر آئی تو اس نے قلعہ چوراگڈھ کی توپوں کو توڑا اور جو اسباب
وہاں تھا اسے جلایا اور حصار کے اندر جو راجہ بھیم نراین کی بنائی ہوئی عمارات
تھیں انکو باروت سے اڑایا اور رات کو دیوگڈھ کی طرف روانہ ہوا عبداللہ خان
و خاندوران خان یہ خبر سنکر قلعہ شاہ پور و چوراگڈھ میں جو متصل تھے گئے۔ اور
اور اسباب بقیۃ النار کو ضبط کیا اور تھانوں کے کوٹھوں پر چڑھ کر اذان دی
اور بادشاہ کی عمر کی درازی کے لئے دعا کی۔ قلعہ کو معتبر آدمیوں کو حوالہ کیا اور
پانچ سو پیادے تفنگچی قلعہ کی پاسبانی کے لئے چھوڑے۔ تبہ کرلی کے چودھری نے
خاندوران خان پاس آکر اطلاع دی کہ ججھار سنگھ دو ہزار کے قریب سوار
اور چار ہزار پیادے ساٹھ زیادہ فیل اور بیس صندل جنمیں سے بعض پر زر نقد

وطلائی و نقرہ آلات لدے ہوئے ہین اور بعض پر عیال اسکے سوار ہین ہمراہ لئے ہوئے جاتا ہے۔ گرانی اسباب کے سبب سے وہ ہر روز چار گروہ کونڈی چلتا ہے جو آٹھ گروہ رسمی کے برابر ہین وہ پندرہ روز پہلے چل چکا تھا کہ بادشاہی آدمیون نے بیس کوس روز چلنا شروع کیا۔ شاہزادہ اورنگ زیب بھی منزلین طے کرتا ہوا چلا آتا تھا اور سردارون اور سوانح نگارون کی تحریرون سے قلعون و ملک کی تسخیر کی اور بندیلون کے غارت ہونے کی خبرین سنکر بادشاہ کو مطلع کرتا تھا۔ شاہزادہ اور عبداللہ خان کے سپاہیون مین فاصلہ بہت تھا شاہزادہ نے دھاموتی مین آرام طلبی کے لئے چند روز توقف کیا۔ عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ اور خاندوران خان سرحد ملک چاندہ مین پہونچے۔ یہان اسکو خبر لگی کہ جھجھار سنگھ چار گروہ آگے جاکر اترا ہے سورج نکلنے سے پہلے وہ اسکی مالش کے لئے روانہ ہوئے اور ایک پہر دن چڑھے اسکی منزلگاہ پر پہنچے تو خبر ملی کہ وہ بادشاہی فوج کی خبر سنکر آدھی رات بھاگ گیا فوج شاہی نے اسکا تعاقب کیا اور آفتاب کے غروب ہونے تک چالیس کوس مسافت طے کی۔ لشکر کے کچھ گھوڑون کے نعل گر گئے تھے کچھ گھوڑے تھک گئے تھے دو پہر تک توقف کیا۔ پھر برق و باد کی طرح چلے دو پہر گذری تھی کہ فیروز جنگ کے قراولون نے خبر بھیجی کہ غنیم آگے جاتا ہے۔ فیروز جنگ نے تفنگچی و تیراندازون کے ایک گروہ کو قراولون کی کمک کے لئے تعین کیا۔ قراولون کی کمک پہنچنے کے بعد تعاقب کیا۔ نیک نام عم بہادر ایک جماعت کو ساتھ لے کر آگے بڑھا جھجھار سنگھ اس سے لڑا۔ نیک نام معہ سات آدمیون کے قتل ہوا۔ مادھو سنگھ ولد راؤ رتن نے دشمن پر حملہ کرکے بھگا دیا۔ ان دنون مین بہادر خان سے خاندوران خان ملا۔ دونون نے جھجھار سنگھ و بکرماجیت پر حملہ کیا۔ یہ کچھ لڑے پھر توغ و نقارہ و چار فیل و نوشتہ چھوڑ کر بھاگے اور اس نواحی کے درخت زار مین پناہ لی لشکر شاہی ان کے تجسس مین تعا

ہوا تھا اسکو معلوم ہوا کہ جھجھار سنگہ نے اپنی عیال اور خزانہ اور آٹھ ہاتھیون کو اپنے
بیٹون اودے بھان اور اسکے چھوٹے بھائی سیام دواا ور اپنے معتمد کے ساتھ
اور ایک اور جماعت کو گلکنڈہ کی جانب روانہ کیا ہے۔ فیروز جنگ و خاندوران
بہادر خان کو جو باوجود عارضہ جسمانی کے لوازم جانفشانی بجالاتا تھا اور
محمود بیگ خوافی دیوان فوج فیروز جنگ کو اسباب غنیمت کی حفاظت کے لیے چھوڑا
اور خود ایک گروہ کے ساتھ تعاقب مین گئے اگرچہ مخالفون نے اپنی راہ غلط
بتلانے مین کوشش کی مگر افواج شاہی نے جس طرف وہ گئے تھے اسکا سراغ
لگالیا ہر چند یکہ خبر آئی کہ مخالفون نے نبردگاہ کے شمالی جنگل مین خزانے کے
دس ہاتھی چھوڑے ہین مگر سران لشکر شاہی نے غنیم کو فرصت نہ دی اور خود
انکی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ بہادر بیگ و محمود بیگ خوافی کو حکم بھیجدیا کہ ہاتھیون
کو زر سمیت پکڑ لین۔ اس دن تیس کوس لشکر چل چکا تھا اول شب گھوڑون
کی آسودگی کے لیے آرام کیا اور پھر آدھی رات کے بعد سوار ہوگئے۔ اور
مفسدون کے قتل کے لئے کمر باندھی اس حال مین معلوم ہوا کہ اودے بھان نے
اپنے ہاتھیون مین چھہ ہاتھی مغالطہ دینے کے لیئے گلکنڈہ کی راہ سے چاندہ
بھیجے ہین اور جن دو ہتھنیون پر عورتین اور بچے سوار تھے انکو ساتھ لیکر وہ
گلکنڈہ چلا جاتا ہے لشکر شاہی نے فیلان مذکور کا کچھ خیال نہ کیا وہ گلکنڈہ
کی طرف چلے اور اتفاقاً فیروز جنگ کے تابینون کا ایک گروہ پیچھے آتا تھا
اس نے ان چھہ ہاتھیون کو مع اسباب کے پکڑ لیا فوج شاہی کو پانچ چھہ کوس
چل کر دشمن کی سپاہ نمودار ہوئی۔ خاندوران خان نے اپنے بڑے بیٹے
سید محمد کو سردارون اور پانچ سو مغلون کے ساتھ بھیجا لشکر شاہی نے جاکر
مخالفون کو جوہر (جیوہر) کرنے کی بھی فرصت نہ دی کہ اسکے موافق
عورتون کو مار کر مرتے انہون نے رانی پاربتی زن کلان راجہ نرسنگ دیو

دو زخم جمدھر لگائے اور اور عورتون اور لڑکون کی پیکان و شمشیر و جمدھر مار کر بھاگ گئی
پادشاہی لشکر نے مخالفون کے آدمی مارے خاندوران خان نے آنکر درگبھان
پسر جھجار و درجن سال ولد بکرماجیت کو اسیر کیا **مصرعہ**۔
سرکشی یا سرفرازان سرنگونی آوردہ کا مضمون ظاہر ہوا۔ اودے بھان اور
اُسکا چھوٹا بھائی سیام دداکہ گلکنڈہ کو فرار ہوئے تھے کچھ دنون بعد گرفتار
ہوئے خان دوران خان کے اشارہ سے پادشاہی آدمیون نے رانی
پاربتی اور اور زخمی عورتون کو خاک سے اوٹھایا اور ان ہاتھیون کو پکڑا جنپر
اشرفیان اور مرصع آلات بار تھے اور غنائم فیروز جنگ پاس آئین لشکر کے
سردارون نے ایک تالاب پر آرام کیا کہ دواب کو آسائش ہو غنائم ضبط ہون
اور اموال کی جستجو ہو۔ جھجار سنگہ و بکرماجیت کے احوال کا تفحص ہو۔ اس
اثنا مین جھجار سنگہ و بکرماجیت کے قتل کی خبر آئی۔ وہ لشکر شاہی سے خوف
کھا کر اس نواحی کے جنگل مین جاکر مستتر چھپے تھے۔ وہان ایک گونڈ کے گروہ نے انکو
قتل کیا۔ خاندوران خان نے انکی لاشون کے پاس آنکر انکے سر کٹوائے اور
یہ سر اور انکی انگوٹھیان پادشاہ پاس بھیجی گئین۔
اس مہم کا حال ہمنے مسلسل لکھدیا ہے۔ بیچ مین جو پادشاہ کا حال چھوٹ
گیا ہے اسے لکھتے ہین + در ربیع الثانی کو سنہ کو جشن قمری وزن
ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا چھیالیسوان سال شروع ہوا۔ حقائق ملک کا خصوصًا
جو ملک نیا تسخیر ہو دریافت کرنا قواعد ملک داری و قوانین فرمان گذاری مین
داخل ہے اسلئے پادشاہ دولت آباد کو روانہ ہوا تاکہ اس قلعہ کی کیفیت معلوم
ہو اور فتنہ پردازون کی تادیب ہو اور نظام الملک کے سارے قلعے
حسب دلخواہ تسخیر ہون۔
۱۵ ربیع الثانی کو پادشاہ روانہ ہوا تھا جسکی تاریخ یہ ہوئی۔ **مصرعہ**

جشن وزن قمری۔

[illegible]

بادشاہ جہان اس سفر مبارکباد + غرہ شعبان کو بادشاہ سیہور کی نواحی مین جا
کہ بہادر بیگ جھجار سنگھ اور بکرماجیت کا سر لایا۔ بادشاہ کے حکم سے یہ سر
سیہور کے دروازہ پر لٹکائے گئے۔ نرسنگھ دیو پدر جھجار سنگھ نے اس ملک کے
درخت زارون مین دشوارگذار جنگلون مین کنوئین کھود کر زر سے آگندہ کئے تھے کہ حوادث
روزگار مین اُسکے فرزندون کے کام آئین اسپر سوا اسکے اور اسکے دو راز دار مددگار
کے کوئی واقف نہ تھا۔ جھجار سنگھ نے انکی افزائش مین کوشش کی بعد اسکے مارے
جانے کے اُسکے خزانون کا ایک کرور روپیہ بادشاہی خزانہ مین داخل ہوا اور ولایت
جسکا محاصل پچاس لاکھ روپیہ تھا بادشاہ کے ہاتھ آئی جب لشکر شاہی چاندہ
کی سرحد پر پہنچا تو اُس نے ارادہ کیا کہ اس ولایت کے زمیندار کے پاس سے کہ گونڈ قوم
کے زمینداروں کا سرآمد ہے پیشکش لیکر مراجعت کرے اُس نے سنگرام مرزبان
کنور کو اس طرف روانہ کیا اُس نے وہان جاکر وعدہ وعید کے کلمات سنائے
کے پانچ لاکھ روپیہ پیش کش کے لیئے اور ایک لاکھ روپیہ اولیا دولت کو دیا
اور وعدہ کیا کہ ہر سال بادشاہ کی پیش کش مین پندرہ ہاتھی اور پانچ ہتنیان بھیجا
کرونگا یا انکی عوض مین اسی ہزار روپیہ نقد خزانہ مین داخل کرونگا۔

۱۳ جمادی الثانی کو بادشاہ اوندچہ مین آیا اورنگ زیب اسکی بہت تعریف لکھی تھی
اور ۱۲ کو بادشاہ نے مخلص خان و مکرمت خان کو حصار جھانسی کی فتح کے لئے رخصت
کیا۔ بندیل کھنڈ مین یہ قلعہ نہایت مضبوط پہاڑ پر واقع ہے اور اسکے گرد درختوں کا
جنگل ہے اور جھجار سنگھ کا معتمد بسنت نام اوسکی حراست کرتا تھا اور انکو یہ حکم
بھی دیا کہ لوگ کہتے ہین کہ یہان خزانے بہت دبے ہوئے ہین انکی بھی جستجو کرنا

سال نہم جلوس ۱۰۴۵ھ
۱۶۳۵

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۵ھ کو جلوس کا نوان سال شروع ہوا۔

دھم کو بادشاہ کو معلوم ہوا کہ جھانسی کے حوالی مین جب بکرمت خان اور سپاہ شاہی
پہنچے اور قلعہ کی فتح کی تیاری کی تو قلعہ دار جو جھجار سنگہ کی طرف سے یہان تعینات تھا
اُسنے سپاہ شاہی سے ڈر کر بینا دہانگی حصار اور بہت سی توپین جنمین دس بڑی
توپین راجہ نرسنگہ پدر جھجار نے جمع کی تھین مع بہت سی بارود اور سیسہ بکرمتا خان
کو حوالہ کین بادشاہ اپنی رہ نوردی مین یہان بھی آیا اور گردھر داس برادر زادہ
بیتھلداس کو قلعداری کی خدمت پر سرافراز کیا - ۱۸ کو بادشاہ دتیہ مین آیا دتیہ
دامن کوہ مین واقع ہے اسمین نرسنگہ دیو نے ایک ہفت منزلہ عمارت انہار و سبزہ الے
و اشجار بے خار پر مشرف بنالی تھی ۴۸ × ۴۸ زمین پر بنیاد رکھی تھی اس مین
بادشاہ گیا اور اسحق بیگ کو مقرر کیا کہ نواحی جنگل مین جہان جھجار سنگہ کے
دفینون کا پتا لگے انکو نکال کر ضبط کرے - اس نواحی کے چاہون کے دفینون سے
اسکو ۲۰ لاکھ روپیہ ہاتھ لگا یہ روپیہ اور جنگل دھامونی کے دفائن سے ۴۴
لاکھ روپیہ ہاتھ آیا تھا - یہ سب روپیہ ہاتھیون پر لاد کر دار الخلافہ اکبرآباد کو روانہ ہوا
بادشاہ نے ۲۵ کو قلعہ اوندچھا اور اسکی عمارات کی سیر کی - یہان نرسنگہ دیو نے
اپنے مکانات کے نزدیک ایک بت خانہ بلند و مضبوط بنایا تھا - وہ بادشاہ
کے حکم سے بالکل ڈھایا گیا قلعہ اوندچہ سنگ جینی کا بے گل و آہک بنا ہے اور
کنگورے اسکے نہین ہین سلخ ماہ مذکور کو بادشاہ پرگنہ چھتیرہ مین تالاب سندر ساگر
پر فروکش ہوا - تالاب کا دور آٹھ کروہ شاہی ہے اس پرگنہ مین نوسو قریے ہین
مین ۳ سو تال چھوٹے بڑے ہین اور ہر سال کا حاصل آٹھ لاکھ روپیہ ہے وہ بادشاہ
حکم سے خالصہ شریفہ مین داخل ہوا -

دسوین شعبان کو دریای نربدہ کے پار جشن شمسی وزن ہوا - بادشاہ کی عمر کا چالیسوان
سال ختم ہوا اور اکتالیسوان شروع ہوا -
عادل خان نے بادشاہ پاس پیشکش بھیجنے مین جتنی کمی کی اور ساہو کی

مدد کی جسنے نظام الملک کے بعض محال پر تصرف کیا تھا اور فساد برپا کرتا تھا تو کار پرستان
دیوان بیوتات کے ہاتھ عادلخان پاس بادشاہ نے فرمان بھیجا اور حکم ہوا کہ وہ روبرو
ہوکر عادلخان کو مطلع کرے کہ اگر بادشاہ کی خدمت گذاری سے وہ انحراف کریگا
اور پیشکش نہ ادا کریگا اور نظام الملک کی جن محال پر متصرف ہوا ہے انہیں نہیں چھوڑیگا
اور سپاہ ہوی کو اور نظام الملکیہ دیا شوں کو جنکو اپنے ملک میں جگہ دے رکھی ہے یا
انکو نوکر رکھ چھوڑا ہے انکے نکالنے میں تساہل کریگا تو ہم لشکر بھیجینگے جو اسکے ملک و مال
کو تلف کریگا اور اس مفسد گروہ کو اپنے اعمال کی سزا دیگا اور فرمان کا خلاصہ
یہ تھا۔ اول القاب تھا اسکے بعد یہ لکھا تھا کہ عادلخان بجلائل الطاف بادشاہانہ
و شرائف اعطاف شاہنشاہانہ مفتخر و مستظہر ہوکر جانے کہ عادلخان مرحوم (باپ
تمھارا) ہمارے ساتھ اخلاص رکھتا تھا اور ہم بھی اس مرحوم پر خاص عنایت کرتے تھے
تا دم مرگ اسنے کوئی تقصیر نہیں کی۔ جو کچھ کیا اس کے غلام ملک (عنبر) نے کیا اس
مرحوم کے ہاتھ میں استقلال و اختیار جیسا کہ معاملات میں ہونا چاہیے نہ تھا۔ عنبر کے مرنے
کے بعد جو تمہاری عرائض آئیں اُن سے تمہارا اخلاص و صدق اعتقاد و قبول اطاعت
و انقیاد ظاہر ہوتا تھا اور با دولت بھی تمہاری اوپر غایت عنایت و نہایت مرحمت
کرتے ہیں اور عادلخان مرحوم پاس جو ملک تھا وہ دیدہ و دانستہ ہمنے تم کو مرحمت فرمایا
اور ہمارے دل میں ہے کہ جب تک تم دولتخواہ اور احکام بادشاہی کے مطیع ہو مطلقاً
و مطلقاً افواج شاہی تمہاری ملک کو کوئی ضرر نہ پہنچائیں تمکو چاہیے کہ ہماری عنایت
کی قدر کرکے ہمارے ساتھ سر رشتہ اخلاص و بندگی کو مستحکم رکھو اور جو مریدی و دولتخواہی
و بندگی و اخلاص و اطاعت و انقیاد کے لوازم ہیں انکو بجا لاؤ دولت آباد و احمد نگر جو
نظام الملک کے لاحق و سابق کی نشستگاہ تھی وہ ہمارے تصرف میں آگئے ہیں اور اُس
قلعہ گوالیار میں دونو نظام الملک مقید ہیں تمام ملک نظام الملک و قلاع و توپیں
اسکی ہمارے نوکروں پاس ہیں۔ نظام الملک کے بعض محال میں چندا و باش مشل

سا ہو تمہاری حمایت کے سبب سے باقی رہے ہین اگر تم اپنی بہبود چاہتے ہو تو چاہیئے
کہ ان اوباشون کی حمایت سے باز رہو۔ جب سے ہمارا جلوس ہوا ہے تم نے پیشکش
نہین بھیجی ہے تمکو چاہیئے کہ اپنے باپ کی طرح پیشکش بھیجتے رہو۔ باوجودیکہ ہم نے
قلعہ شولاپور اور اسکی محال متعلقہ او رمحال کو جنکی جمع نو لاکھ ہن تھی تمہارے باپ سے
لیکر ملک منبر کو دیدی تھی مگر اب ہم قلعہ شولاپور اور اسکی محال متعلقہ تمکو عنایت کرتے
ہین اسلیئے تم کو چاہیئے کہ اپنے باپ سے زیادہ بہتر و بیشتر پیشکش بھیجو اور ہماری
خاطر کو جمع کرو اور یقین جانو کہ بعد اسکے اگر تم جادہ اخلاص و دولتخواہی و قبول
اطاعت و انقیاد احکام مین ثابت رہوگے تو عنایت و مرحمت کے سوا تمہارے ساتھ
کوئی اور کام نہ کرینگے اور یہ امر نسلاً بعد نسل اور قرناً بعد قرن برقرار و پایدار
رہیگا اس لئے ہم اپنے فدوی خاص مکرمت خان کو بھیجتے ہین اسکا گفتہ و کردہ
ہمکو منظور ہے وہ ساری ہماری باتین تمکو سمجھا دیگا اور قلعہ شولاپور اور اس کی
محال متعلقہ اور علاقے وانکو جنکی کل جمع نو لاکھ ہن ہے تمکو انکے عطا کرنے کا مژدہ
سنا کر مسرور کریگا۔ تمکو چاہیئے کہ جو مقدمات وہ کہے اسکو قبول کرنا اور انکے
قبول کرنے کی عرضداشت اسکی ساتھ بھیجنا تو فرمان پر پنجہ
کا نشان کر کے ہم مرحمت کرین گے۔ تم مسرور و
مطمئن خاطر ہوکے پیشکش جو ہمنے مقرر کر دی ہے اس طرح بھیجو کہ وہ نوروز کو دیوانخانہ
مین ہمارے سامنے پیش ہو جائے خلاصہ یہ ہے کہ اگر تم اپنے جائے مقام مین
امن رہنا چاہتے ہو اور آسیب لشکر سے محفوظ تو جو اس فرمان مین حکم ہوا اور
جو زبانی خان مذکور کو کہلا بھیجا ہے اسکو عمل مین لاؤ اور اگر جماعت ناعاقبت اندیش
کی باتون پر عمل کروگے تو جو کچھ تمہارا اور تمہارے ملک کا حال ہوگا وہ تمہاری اعمال
کا نتیجہ ہوگا اور جو خلق کو آزار پہنچیگا اسکا وبال تمہاری گردن پر ہوگا فقط
آب بخیریہ پیر بمقام بہنڈیہ مین تحریر ہوا۔

فرمان شاہ ایران بنام قطب الملک

قطب الملک بھی پادشاہ سے منحرف ہوگیا تھا و پیشکش نہین بھیجتا تھا اور اپنے ملک
مین شاہ ایران کا خطبہ پڑھواتا تھا اور اصحاب ثلاثہ پر تبرا برملا کہواتا تھا
عبد اللطیف گجراتی کے ہاتھ قطب الملک پاس یہ فرمان بھیجا جسکا خلاصہ یہ ہے اول
القاب تھا پھر یہ لکھا کہ قطب الملک عنایات پادشاہانہ سے مستظہر ہوکر جانے کہ تم
پر واجب ہے کہ جہان ہمارا حکم جاری ہو احکام شریعت غرا اور ضوابط ملت
بیضا کو جاری کرین اور آثار ضلالت و بدعت کو محو کرین ہمنے سنا ہے کہ تمہارے
ملک مین علی روس الاشہاد اصحاب کبار پر تبرا ہوتا ہے اور تم اسکو منع
نہین کرتے اور ان عمال بد کی سزا نہین دیتے اسلئے تمکو ہم حکم دیتے ہین کہ اپنے
ملک سے اس امر قبیح و فعل شنیع کو برطرف کرو اور جو بدبخت اس حرکت کا مرتکب
ہو اسکی سیاست کرو اور اگر یہ نہ کروگے تو ہم تمہارا ملک تسخیر کرینگے اور اس ولایت
کے اہل و مال کو ہم اپنے لئے حلال جانینگے اور اسکا خون گرائینگے اور یہ بھی ہمسے
عرض کیا گیا ہے کہ اپنے ملک مین تم خطبہ فرمانروائے ایران کے نام کا پڑھواتے
ہو تم ہمارے مرید ہونے کا دعوی کہتے ہو تو پھر فرمانروائے ایران کیطرف
رجوع کے کیا معنے ہین تمکو چاہیے کہ آیندہ فرمانروائے ایران کا نام خطبہ
مین مذکور نہ کرو اور ہمارے نام کا خطبہ پڑھوایا کرو اور پیشکش کا روپیہ ادا کرو
جسکی تفصیل ایک ورق پر جدا مرقوم اس فرمان کے ساتھ بھیجی گئی ہے ہم اپنا
ایک معتمد عبد اللطیف بھیجتے ہین کہ وہ تمکو بتلا دے کہ سلطان محمد قطب الملک مرحوم
ہمارے ساتھ کیسا اخلاص و صدق اعتقاد رکھتا تھا جسکے سبب سے اسکا ملک تم کو
ہم عنایت کرتے ہین اگر تم دولتخواہی و اطاعت احکام پادشاہی کا طریقہ اختیار
کروگے اور سرکار خاصہ کے مطالبات کو ادا کروگے تو کوئی ضرر تم کو نہین پہنچایا جائیگا
جو کچھ تم کو عرض کرنا ہو وہ عبد اللطیف سے کہدینا اس فرمان مین جو کچھ تحریر ہے
اور جو کچھ زبانی ارشاد ہوا ہے اوسپر عمل کرو اور پیشکش کو اس طرح بھیجو کہ

نوروز کو دولت آباد مین وہ ہماری ساتھ پیش ہوا اور یقین جانو کہ اگر ان احکام کے قبول کی توفیق تم کو نہ ہوئی اور موافق حکم کے پیشکش روانہ درگاہ نہ ہوئی تو تمہارے ملک مین فوجین آئینگین پھر ملک و اہل ملک پر جو آفتین آئینگی وہ تمہاری اعمال کی نتائج ہونگین۔

ہلال شعبان کو ارباب احتیاج کو دس ہزار روپیہ مقررہ خیرات ہوا۔ دوسرے خاندوران خان آیا اور چاندہ سے جو پانچ لاکھ روپیہ لایا تھا وہ پیش کیا۔ اور بندیلون نے جو نذرین امرا شاہی کو بھیجی تھین وہ پیش کین اور جھجار سنگھ کی عورتون کو اور اسکے بیٹے درگ بھان اور اسکے پوتے درجن سال کو نظر کے روبرو کیا پادشاہ نے درگ بھان اور درجن سال کو مسلمان کیا ایک کا نام اسلام قلی اور دوسرے کا نام علی قلی رکھا اور دونو کو فیروز خان ناظر کے حوالہ کیا۔ رانی پاربتی کے زخم کاری لگا تھا وہ مرگئی اور باقی عورتون کے زخم اچھے ہوگئے تھے انکو مسلمان کرکے محل کی پرستارون مین داخل کیا۔ قطب الملک نے جھجار سنگھ کے بیٹے اودے بھان اور اسکے چھوٹے بھائی سیام دوا کو اسیر کرکے پادشاہ پاس بھجوایا پادشاہ نے اودے بھان کے چھوٹے بھائی جو کم عمر تھا فیروز خان ناظر کے سپرد کیا اور باقی دو کو حکم دیا کہ اگر وہ اسلام قبول کرین تو رہا کئے جائین ورنہ قتل ہون دونو نے اسلام نہین قبول کیا اسلئے قتل ہوے۔ نرسنگھ دیو پسر بکرماجیت جو بہادر کے ساتھ بھاگ کر نکل گیا تھا دونو دستگیر ہوئے۔ نرسنگھ دیو مسلمان کیا گیا اور بہادر قتل ہوا۔ غرض نرسنگھ دیو کی اولاد کا تو یہ حال ہوا اور دولت و ملک کا حال یہ سنو کہ ایک کروڑ روپیہ کے قریب خزانہ شاہی مین داخل ہوا اور بہت سا روپیہ یون ضائع ہوا کہ جھجار سنگھ فرار کی حالت مین راہ مین روپیہ اسلئے پھینکتا تھا کہ لشکر شاہی اسکی طرف متوجہ ہو تو اسکو کچھ فرصت ملے یہ روپیہ زمینداروں کو ہاتھ

گئیا۔ پچاس لاکھ روپیہ سال کی آمدنی کا مالک گیا غرض م لاؤ خزانہ و ملک سب برباد گیا۔
باوجودیکہ قلعہ گوالیار مین نظام الملک مقید تھا مگر سا ہو نے نظام الملک کے
خاندان مین سے ایک طفل مجہول النسب کو نظام الملک بنا کر معرکہ آرائی کی دستاویز
بنایا اور لشکر جمع کر کے فرصت کے وقت مین اس ولایت کے دور و نزدیک قلعون اور
محالات کو اپنے تصرف مین کیا۔ ملک مین شورش مچائی۔ رعایا کے مال و رحال مین
تفرقہ ڈالا۔ خاندوران بہادر اور بہادر خان و خان زمان و شائستہ خان
کو مع چوبیس و شناس و کار طلب امیرون کے اٹھتالیس ہزار سوارون کے ساتھ ساہو
کے تنبیہ و تادیب کے لیے مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر عادلخان ساہو کی
گوشمالی اور لشکر شاہی کی اعانت کرے تو اسکے ملک کو ضرر نہ پہنچایا جاے
ورنہ ولایت بیجاپور بھی تاخت و تاراج کی جاے۔ کل فوج مذکور مین سے
بیس ہزار سوار خان زمان کی سرداری مین تھے اور سید شجاعت خان بہادر خان
روہیلہ وغیرہ اسکی رفاقت مین تھے انکی فوج بندی کر کے بادشاہ نے حکم دیا کہ احمدنگر
کی طرف سے جلد جا کر اول چمارگونڈہ کو پامال کرین جو ساہو کا وطن ہے اور بعد
اسکے کوکن کی طرف سے جا کر اس ولایت کو اسکے تصرف سے نکالین۔ اور
شائستہ خان و الہ وردی خان کو اور اسکے ساتھ سید عبد الوہاب خاندیسی کو
قلعہ جنیر و ناسک اور اسکے توابع کی فتح کے لیے متعین کیا۔ خاندوران کو حکم ہوا کہ
قندھار و ناندیر کو کہ بیجاپور اور گلکنڈہ کی سرحد گنی جاتی ہے استقامت
کر کے قلعہ اودگیر و اوسہ کو تسخیر کرے اور اسکے بعد ملک بیجاپور کی تاخت
تاراج مین مشغول ہو۔ بادشاہ نے ان تینون سپاہ کے سردارون کو خلعت و
خنجر و شمشیر و جمدھر و اسپ و فیل معزز کر کے رخصت کیا اور خود قلعہ دولت آباد کی
سیر کو گیا۔
اوائل شوال مین شائستہ خان کی عرضداشت آئی کہ احمد خان نیازی کی سعی و

جنگ ... اور نظام الملک ... سرداروں کی روانگی۔

وکوشش سے قلعہ رام سیج پادشاہی آدمیون کو ہاتھ آیا۔ پادشاہ کو تازہ خبر پہنچی
گی کہ عادلخان بیجاپوری نے نفاق اختیار کیا اور اطاعت نہین کی۔ قلعہ اوادگیر
وادسہ کو مخفی روپیہ بھیجا اور فرہاد خان کو ان دونو حصار کی محافظت کے لیئے روانہ
کیا اور ساہو کو ستال کر کے رندولہ خان کو انکی اعانت کے لیئے مقرر کیا۔ پادشاہ نے خانزمان
ورستم خان وغیرہ اور دس ہزار سوار خان جہان کے ساتھ کیئے اور خاندوران
خان کی کمک کے واسطے بیجاپور کی تاخت و تاراج کے لیئے روانہ کیا اور
خان زمان خان اور تمام فوج کے سردارون کو حکم ہوا کہ ہر طرف سے تاخت و
تاراج کرتے ہوئے ملک بیجاپور کی سرحد مین داخل ہون اور اون لوگون
کو تنبیہ کرین جو عادلخان کے نامی سردارون مین سے ہیں اور خفیہ یہ بھی حکم صادر
ہوا کہ اگر عادلخان اظہار اطاعت کرے تو تاخت و تاراج سے باز رہین اور
حضور کو اطلاع دین۔ شائستہ خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قلعہ
نلارک اور اسکی نواح کو صالح بیگ نظام الملکیہ نے پادشاہی آدمیون کو
حوالہ کیا اور ساہو کے آدمیون کو مقید کر کے بھیجدیا۔

جشن نوروز — ۱۰ ربیع الاول ۱۰۴۵ھ کو جشن نوروز ہوا حاجی محمد خان قدسی نے پادشاہ کی
مدح مین ایک قصیدہ پڑھا اسکے صلہ مین پادشاہ نے سونے سے تلوایا اور اسکا
وزن پانچہزار پانسو روپیہ اس کو مرحمت ہوئے اور رنگ خان کلاونت
بھی زر سے تولا گیا اور اسکو چار ہزار پانسو روپیئے ہموزن اسکے عطا ہوئے
ملا تقی فرستادہ قطب الملک نے ایک لاکھ سات ہزار روپیہ کی پیشکش نذر کی
اور نوروز کا تہنیت نامہ پیش کیا۔ روز نوروز سے روز شرف تک تین
لاکھ روپئے کی نذرین پیش ہوئین اور دس لاکھ روپئے کی منظور ہوئین
جنمین سے یمین الدولہ کی پانچ لاکھ روپیہ کی نذر تھی عادلخان نے پادشاہی
سپاہیون کی روانگی کا حال سنکر کہ وہ بیجاپور کی تاخت و تاراج کے لئے

روانہ ہوئے ہین ۔ میر ابوالحسن و قاضی ابو سعید کو بھیجا اور وہ آصف خان کے وسیلہ سے
آستان بوس ہوئے اور عادلخان کا عجز و انکسار ظاہر کیا اور پیشکش پیش کی ۔

سفیران شاہی کی حقیقت حال جو عادلخان و قطب الملک پاس گئے تھے

جب مکرمت خان بادشاہ سے رخصت ہو کر بیجاپور مین آیا تو عادلخان نے فرمان کا استقبال کیا اور مکرمت خان کو اعزاز کے ساتھ شہر مین لایا اگرچہ بادشاہی سپاہ کے خوف کے مارے اُس نے ظاہر مین جیسی کہ چاہیئے اظہار اطاعت و تقدیم خدمت مین کوشش کی مگر اسکے اطوار سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ برخلاف ظاہر مخالفون کی خفیہ امداد کا رو یہ ہاتھ سے نہین دیتا ۔ مکرمت خان نے جب بادشاہ سے یہ حال معروض کیا تو بادشاہ نے ملک بیجاپور کے ویران اور پامال کرنے کے لئے لشکر تعین کیا ۔ اسکا انجام کار جو ہوا وہ زبان خامہ پر آئیگا ۔

عبداللطیف حیدرآباد مین گیا تو قطب الملک نے فرمان کا استقبال کیا اور کمال اظہار عقیدت و ارادت ظاہر کیا اور بڑے اعزاز سے سفیر کو شہر مین لایا ۔ اور اسباب پیشکش کو مہیا کیا اور جمعہ کو جامع مسجد مین آیا ۔ اور خطبہ مین اصحاب کبار کے اسامی سامی داخل کیئے اور بادشاہ کا نام نامی شاہ ایران کے نام نامی کے عوض مین پڑھوایا اور جب بادشاہ کا نام آیا تو چاندی سونے کے پھول نثار کئے ۔ اور شاہجہان صاحبقرانی کے نام کا سکہ جاری کیا اور تازہ سکے روپے اشرفی کے بادشاہ پاس بھیجے ۔ اس زمانہ تک کسی قطب الملک نے ایسی اطاعت نہین کی تھی کہ سنیون کے عقائد کے موافق خطبہ پڑھوایا ہو ۔

اللہ وردی خان کی فتوحات

بادشاہ نے سن رکھا تھا کہ قلعہ چاندا اور دھرپ کی سمت مین جتنے قلعے نظام الملکیہ واقع ہین انمین سے بہت قلعے سا ہونے لئے اور دو قلعے بھوج بل ناٹک داری (اہل دکن کی اصطلاح مین ناٹک داری قلعہ دار کو کہتے ہین) پاس اور رحیہ اور قلعے مخالفون کے پاس ہین اللہ وردی خان کو جو شائستہ خان کے ساتھ گیا تھا حکم ہوا کہ ۔۔ شائستہ خان کی آٹھ ہزار سپاہ مین سے دو ہزار سپاہ لیکر وہ قلاع مذکور کو فتح کرے

حکم کے موافق اللہ وردی خان قلعہ دھرپ کی طرف راہی ہوا حصار چاندور کے نیچے آیا
یہ قلعہ متانت مین مشہور تھا پہاڑ پر واقع تھا بہت جد و جہد سے ۱۶ شوال کو اس کو فتح
کیا اسکی کنجیان پادشاہ پاس بھیجین یہان کے گردن کشون نے اپنی جان و مال کو
معرض زوال مین جانکر اطاعت اختیار کی۔ اول کنہیر راو قلعہ دار انجرائی نے زینہار کی
اور اللہ وردی خان پاس آیا اور ۱۹ شوال کو پادشاہی آدمیون کو قلعہ حوالہ کیا۔
اللہ وردی خان نے اور قلعہ داروں کی استمالت کے لئے کنہیر راو کے لئے دو ہزاری
دو ہزار سوار کا منصب اور پچاس ہزار روپیہ نقد تجویز کرکے پادشاہ سے منظوری کے لئے عرض کیا
پادشاہ نے اسے منظور کیا۔ اللہ وردی خان یہان ایک جماعت کو حفاظت کے لئے چھوڑ کر
حصار کانجنہ و نانجنہ کے تسخیر کے لئے روانہ ہوا کہ وہ قلعہ دار دھرپ سے تعلق رکھتے تھے انکو
چارون طرف سے محاصرہ کیا اور مورچے جمائے اور ایک ہی دفعہ سب طرف سے حملہ کیا اور حقہ
تفنگ و بان و سنگہای کلان حصار پر سے آرہے تھے مگر پادشاہی بہادرون نے دیوار
کے نیچے اپنے تئین پہنچایا اہل قلعہ بہت تنگ ہوئے۔ کنہیر راو قلعہ دار انجرائی نے اہل قلعہ کو
پیغام دیا کہ اگر پادشاہی آدمیون کو حصار حوالہ کرو تو مین تمہاری رستگاری کا
متکفل ہوتا ہون۔ اہل قلعہ نے قلعہ حوالہ کرکے اپنا پیچھا چھٹایا۔ یہ دونو قلعہ کانجنہ نانجنہ
پادشاہی آدمیون کے ہاتھ آئے اور ایسی ہی رولہ و جولہ و اھنونت و کول و بوسرا
و اچلا گرا و ستین قلعے اس سرزمین کے جنمین سے ہر ایک پہاڑ کے اوپر تھا لشکر شاہی نے
آسانی سے تسخیر کر لئے حصن راجہ بیر نظام الملک کی ایک جماعت پاس تھا۔ فوج
شاہی نے اسکا دو مہینے تک محاصرہ رکھا اسکی محافظت مین قلعہ نشینون نے بہت
سعی و کوشش کی اور وہ قلعہ انجرائی سے زیادہ مستحکم تھا اواسط محرم مین وہ مفتوح ہوا
اور نظام الملک کے خویش و عزیز اسیر ہوے۔ اللہ وردی خان ان قلعون کی
فتح سے فارغ ہوکر حصار دھرپ کی حوالی مین آیا اس دیار مین وہ استحکام اور
ارتفاع مین بہت مشہور تھا اسکی تسخیر پر کمر ہمت چست کی۔ بموجب

اللہ وردی خان کی فتوحات

پاسبان قلعہ بادشاہی متواتر فتوحات کو سنکر بے اماں ہوا اور افواج شاہی
کی تاب مقاومت اپنے مین نہ دیکھکر اللہ وردی خان کے پاس اپنا آدمی بھیجا
اور پیغام دیا کہ اگر ایک لاکھ روپیہ وجہ انعام مین اور منصب و جاگیر لایق مرحمت
ہو تو قلعہ بے محنت پیکار اولیای دولت کو حوالہ کرتا ہون - برسات کا موسم
سر پر آگیا تھا - بادشاہ سے اسکی ملتمسات کی منظوری منگالی اور بموجب حکم
قلعہ حوالہ کرنے کے بعد منصب ہزاری ذات و ہشت صد سوار اور ایک لاکھ روپیہ نقد
دیا گیا اس نے ۲۵ محرم کو یہ قلعہ اللہ وردی خان کو سپرد کر دیا
شائستہ خان نوروز سے دو روز پیشتر سنگمنیر مین آیا اور اُس کے پرگنون کو
یکسر سا ہوا اور مخالفون کے تصرف سے نکالا اور تمام سرکشون کو اس ولایت سے باہر
کیا جب اسکو معلوم ہوا کہ وہ ناسک کو روانہ ہوئے تو شیخ فرید ولد قطب الدین خان
کو وہان کی تھانہ داری پر مقرر کیا کہ وہان کی رعایا کو کوئی زحمت نہ پہنچے اور احمد خان
نیازی کو دندوری مین اور احدا دہمند کو انکولہ مین بھیجا کہ وہ وہان کے پرگنون
کا انتظام کرین اور کسانون اور رعیت کو جمع کرین جو سرکشون کے جور و ستم سے
اور لشکر شاہی کی ہیبت سے پراگندہ ہو گئے ہین اور انکی تسلی کر کے زراعت
مین سرگرمی کرین اور تھانجات کو مستحکم کر کے آئین سعی کرین کہ ان محال مین کوئی
اختلال نہ پڑے - شیخ فرید کے آتے ہی ناسک سے مخالف کوکن کو چلے گئے -
شائستہ خان کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے یمین الدولہ کے تابینون کو
سرگروہ باقر کو پندرہ سو سوارون کے ساتھ بھیجا کہ جنیر کی سرکار کا انتظام
کرے اور سرکشون کی تادیب - ان دنون مین شائستہ خان پاس بادشاہ
کا فرمان آیا کہ اب سنگمنیر اور اسکے توابع کے انتظام سے خاطر جمع ہوئی اور
نواحی احمدنگر خالی ہے جلد ان حدود مین جاوے وہ حکم کے موجب بلا توقف احمدنگر
کو راہی ہوا اثنای رہ نوردی مین باقر کے نوشتہ سے معلوم ہوا کہ وہ پیسر

ساہو کے قدمون کے نشان پر گیا جو کوکن کے نشان پر جاتا تھا۔ جنیر مین باغی
تھوڑے باقی رہے تھے۔ اسلیئے یمین الدولہ کے پانچ سو تابینون کو بسرداری سید
علی اکبر (اکبر علی) بخاری جنیر کی طرف روانہ ہوا۔ یہ جاکر شہر پر متصرف ہوئے
اور ساہو کے آدمیون کو نکالدیا۔ ماہولی مین سرکشون کے ہونے کی خبر سنکر
باقر انکی مالش کے قصد سے روانہ ہوا اس وقت پسر ساہو ہنوز باپ پاس جاتا تھا
جو حوالی جمار کونڈہ مین تھا اسنے یہان آخر ایک گروہ کو ساتھ لیا اور حصار جنیر کی
طرف روانہ ہوا۔ یہان اسکے عیال تھے۔ جب وہ جنیر کے نزدیک آیا تو بادشاہی
آدمیون نے اُسّے مقابلہ و مقاتلہ شروع کیا۔ طرفین سے ایک جماعت مقتول و مجروح
ہوئی۔ اس ماجری سے شائستہ خان نے واقف ہوکر سات سو سوار کمک کے لیے
بھیجے مخالفون نے راہ روک کر چاہا کہ اس کمک کو نہ پہنچنے دین مگر بادشاہی سوار اپنی
شجاعت سے شہر مین آئے اور متفق ہوکر شہر بند کو مستحکم کیا اور مخالفون کو
شہر مین نہ آنے دیا اور پیہم اسطرح اپنے گھر جانے کی اور اپنی عسرت کی زیادتی
کی اور آذوقہ کی کمی کی اور کاہ ہیمہ کی نایابی کی خبرین شائستہ خان پاس
بھیجین۔ خان مذکور نے باوجودیکہ کومکیون اور تابینون کو اطراف مین بھیجا رکھا
تھا اور تھوڑے آدمی اسکے ہمراہ تھے وہ بہت جلد جنیر مین آیا اور مخالفون کو
مغلوب کرکے دریای بھونرا تک بھگایا اور بہت آدمیون کو قتل کیا اور جنیر
کے ساتھ بھی احصن جنیر کمال متین تھا اور اس قدر جمعیت سپاہ سے اسکی تسخیر
میسر نہین ہوسکتی تھی۔ اسلیئے شائستہ خان نے باقر کو کوکن سے طلب کیا
اور شہر و ولایت جنیر کی محافظت اسکے سپرد کی سنگمنیر و جنیر کی اپنی مضافات
کے سترہ پرگنون سمیت دو کرور ساٹھ لاکھ دام جمع تھی اسکو تھوڑے دنون مین
ممالک محروسہ مین داخل کرلیا اور بادشاہ کے حکم سے وہ ۵ ذی الحجہ کو
بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔

خان دوران خان کی لشکر کشی۔

خاندوران خان جب قندھار میں آیا تو اُس نے حکم شاہی کے مطابق
قلعہ ادیتہ اودگیر کی تسخیر کے لیئے ہمت کرکے حرکت کی۔ ور منزلین اس طرح طی کین
کہ رسد کی نگہبانی کے لیئے جابجا۔ تھانے بٹھائے کہ وہ مخالفون
کی دست اندازی سے محفوظ رہے وہ حصار اودگیر سے ایک کروہ پر آیا تھا کہ
بادشاہ کا یہ فرمان آیا کہ عادل اوامر شاہی کے قبول کرنے میں اور پیش کش کے
ارسال کرنے مین حیلے حوالے کرتا ہے۔ سید خان جہان ایک فوج کے ساتھ متعین ہوا
ہے کہ شولاپور کی سمت سے اور خان زمان اندراپور کی طرف ملک بیجاپور
مین جاکر نہب اور غارت کرے اسلئے تمکو چاہیئے کہ بیدر کی جانب سے روانہ
ہوکر اسکے حدود کو ویران کرو۔ خان دوران بہادر نے احمال و اثقال
لشکر کو ایک جماعت کے حوالہ کیا کہ وہ گھوڑون کے دُبلے ہونے کے سبب سے
ہمراہ جانے کی قوت نہین رکھتی تھی اور آب و ذخیرہ پر اسکو چھوڑا شب نوروز
کی اوائل مین سوار ہوا اور پانچ گھڑی دن چڑھے قصبہ کلیان مین آیا
بائین ولایت کی محال سب سے زیادہ آباد تھی قصبے کے آدمیون کو لشکر شاہی
کی کچھ خبر نہ تھی اُس کے دو ہزار آدمی لشکر شاہی نے مار ڈالے اور
ایک جماعت کو اسیر کیا بہت مال و اسباب و مواشی ہاتھ لگے یہان سے نراین پور مین لشکر
شاہی جو اس قصبے سے ڈیڑھ کوس ہے گیا جو مال تجارت سے مالا مال تھا یہانکے رہنے والے جان و آبرو کی
باہر جانے کو مقدم جانتے تھے لشکر شاہی نے یہان بھی کلیانی کی طرح آدمیون کو قتل و غارت و اسیر کیا کوئی سوار و پیادہ
نہ تھا جو اس لوٹ مین کامیاب نہ ہوا بلکہ غنیمت کے بہت مال و اسباب
کی وجہ سے ہر سوار اور پیادہ کو زیادہ بوجھ کے پھینکنے سے اپنے تئین ہلکا
کرنا پڑا باوجود اسکے پھر بھی انکے پاس ایسا بھاری اسباب تھا کہ ایک دو
کروہ سے زیادہ نہین چلسکتے تھے۔ رات تو تمام انہون نے راہ مین گذاری اور
صبحکو اسباب تاراج کو قیدی دولتمندون کے سر پر رکھ کے مرحلہ پیما

ہوئے اور موضع بھالکی مین آئے یہ بہ نسبت اور آبادیون کے نزدیک تھی بہیر کو یہان
بلایا اور اسکا بنگاہ بنایا۔ اطراف سے غلے اور ہیمہ و کاہ کے گنج اس قدر جمع کئے کہ
ایک ہفتہ تک آدمی اور چارپائے انکے ڈہونے سے عاجز ہو گئے بعد اسکے جریدہ عوان
کی محمد آباد اور بیدر کی طرف جس کنارے مین بیدر سے دو کوس پر آئے جہان
آبادی نظر آتی ایک پلک مارنے مین وہ لشکریون کی دست خوش ہوتی جہان وہ
تاخت کرتے آبادی کا نشان نہ چھوڑتے جس مکان مین جاتے ساری چیزون کے
ذخیرون کو لے لیتے عورتون پاس کپڑا بدن ڈھانکنے تک نہ چھوڑتے تین چار
روز مین پچاس آباد قصبے و دہات بالکل لٹ گئے ساحل آب نجرہ پر دواب کی
آسودگی کے لیے ایک مقام کیا دو تین روز بعد خاندوران خان پھر بھالکی مین آیا
اس ضمن مین بیجاپور کے سردار بہلول خان و یاقوت خان و خیریت خان و
رندولہ جو افواج شاہی کے مقابلے کے لئے بیجاپور سے مامور ہوئے تھے بزا بدہو کر
بیدر کے نزدیک منزل گزین ہوئے۔ جو ہین لشکر دکن کے سپاہی نمودار ہوئے
راجہ جیسنگھ ہراول فوج نے اسکا مقابلہ کیا۔ بہت زد و خورد کے بعد بہت دکنیون نے
فرار اختیار کیا لشکر بادشاہی یہان سے کوچ کرکے لوٹ کے مال اور قیدیون
اور بہیر اور ایک کارآزما جماعت کو تاندیر روانہ کیا اور فوج شاہی نے نواح بیجاپور کی
تاخت و تاراج کے لیے سواری کی۔ جہان یہ فوج گئی اوسنے آبادی کو ویرانی
بنایا غنیم کی فوج کبھی کبھی سر راہ صورت دکھاتی اور شوخی کرتی اور آدمیون اور
گھوڑون کو ضائع کرتی اور اپنے آدمیون کی ایک جماعت کو تلوار و سنان کی
دھارون تلے لاتی اور برق کردار فرار کرتی۔ لشکر بادشاہی گلبرگہ سے گذر کر
قصبہ مہیرپور مین آیا یہ آباد قصبہ تجارت کے مال سے بھرا تھا طرفۃ العین تباہ و
خاک سیاہ ہوا جنس اقمشہ و طلا و نقرہ و زر مسکوک مع اسیرون کے بہت لشکریون
کے ہاتھ آگئے دوسرے روز کنار آب بہنورہ پر مہیرپور کے متصل لشکر شاہی اترا

دستہ دستہ فوج دکن نمودار ہوئی۔ ہر طرف سے بہادروں کے گھوڑے
دوڑنے لگے طرفین نے داد مردانگی دی۔ ہر ساعت غنیم کی فوج زیادہ ہوتی
سخت لڑائی ہوئی۔ بہت سرداروں کے سر زمین پر خاک و خون سے آغشتہ ہوئے
ہر لحظہ عرصہ دار و گیر زیادہ گرم ہوتا گیا اور مردوں کی ہای و ہو اور کوس کی
دھوں دھوں نے ایک غلغلہ ڈالدیا اور ایک قیامت برپا ہوگئی۔ طرفین سے
تردد نمایاں و کارزار رستمانہ ظہور میں آئی۔ آخر کوشش و کوشش کے بعد فوج
دکن نے راہ فرار اختیار کی۔ پادشاہی فوج نے تعاقب کیا اور بیجاپور سے دس
بارہ کوس پر وہ لوٹتی مارتی فیروزآباد میں آئی اس ضمن میں مکرمت خان
کا نوشتہ آیا کہ بیجاپوریوں نے تالاب شاہ پور کے کنارہ کو توڑ ڈالا ہے۔
باہر کے لشکر کے لئے صرف اسی تالاب کا پانی میسر ہو سکتا تھا اور باہر کی آدمیوں
کو اندر بلا لیا ہے اور برج و بارہ کے بندوبست میں مشغول ہیں۔ بیجاپور سے چند
کروہ تک ذخیرہ و کاہ و غلہ و آب نایاب ہوئی ہیں اس خبر کو خاندوران نے
سنکر بیجاپور کی طرف جانے کا ارادہ فسخ کیا اور اطراف کو پامال لشکر کیا نواح گلبرگہ
و شولاپور کو مع ان دو قصبوں کے لوٹا اور مال و اسباب بے حساب ہاتھ آیا۔
قطب الملک کی سرحد تک ملک کو ویران اور بے چراغ کیا اس وقت حضور کا حکم
پہنچا کہ عادلخان نے بعد از خرابی البصرہ کی مثل کو اپنا مصداق بنایا ملا ابوالحسن و
قاضی ابوسعید کو اطاعت نامہ و تحفوں کے ساتھ حضور میں بھیجا اور عفو جرائم کی
التماس کی ہے اب تم اسکے ملک کی تاخت و تاراج سے ہاتھ اٹھاؤ۔

ہر چہ دانا کند کند نادان ٭ لیک بعد از حصول رسوائی

خاندوران خان نے حکم شاہی پر عمل کیا اور قلعہ اوسہ و اودگیر کی تسخیر کی
طرف متوجہ ہوا یہ دونوں قلعے نظام الملک سے تعلق رکھتے تھے۔
۲۹ رشوال کو سید خان جہان قلعہ سرادہوں میں کہ بیجاپور کی سر راہ تھا پہنچا

سید خان جہان

اور اسکا محاصرہ کیا تین روز تک عنبر قلعہ دار نے توپ و تفنگ چلائے۔ آخر ہراس
اسپر غالب ہوئی۔ قلعہ کو حوالہ کیا اور خود ایک جمع کثیر کے ساتھ اسیر ہوا اسکے بعد سید
خانجہان نے قصبہ کامٹی تک اپنے تھانے بٹھائے اور قلعہ کانٹی کو مفتوح کیا محصورون کو
قتل کیا۔ بہت مال مع ذخیرہ و توپ خانہ۔ ہاتھ آیا۔ قصبہ دیوگانون کو بھی تصرف
مین لایا جب یہان سے کوچ کیا تو بیجاپور کی فوج مقابل ہوئی اور سخت
لڑائی ہوئی۔ ۵ ذیقعدہ کو عقب سے چنداول اور شہر پر غنیم نے زور کیا۔ بازار
دار و گیر گرم ہوا گھوڑون کے سمون کے صدمہ سے زمین لرزتی تھی اس دن
شہنواز خان نے چنداول کی مدد کرکے رستمانہ تردد کیا۔ تمام دن جنگ مغلوبہ
رہی کہ کوئی غالب و مغلوب نہین معلوم ہوتا تھا۔ غروب آفتاب کے وقت لشکر
آپس سے جدا ہوئے اس جنگ مین رندولہ خان کو زخم کاری لگا اور دکنیون کا
بڑا سردار نامور تھا اسکے ہمراہی ہاتھون ہاتھ اسکو اٹھاکے لے گئے طرفین کے
بہت آدمی کام آئے ایک جماعت گلگونہ زخم سے سرخرو ہوئی۔ کہتے ہین کہ دس
کروہ تک کشتہ و زخمی آدمی پڑے تھے۔ خان جہان نے دھاراسیون مین
پہنچکر چند مقام کئے اور زخمیون کی تیارداری کی خبر آئی کہ رندولہ خان کے
لشکر کو زخم ابھی نہین بھرے تھے کہ وہ پھر غرہ ذی الحجہ کو لشکر بادشاہی کے مقابل
نمودار ہوا سید خان جہان ہمراہیون کو لے کر مقابلہ کے لیئے دوڑا۔ تمام
روز معرکہ کارزار گرم رہا فرہاد خان پدر رندولہ خان نے جلادتین نمایان
کین طرفین سے ایک جماعت کشتہ و زخمی ہوئی آخر کو دونو لشکر جدا ہو گئے
سید خان جہان نے پھر دھاراسیون مین مراجعت کی چند روز توقف کیا
کہ زخمی سپاہیون کے زخم اچھے ہو گئے محفوظ جگہہ مین بہیر کی نگاہبانی کرکے
گلبرگہ کی طرف تاخت و تاراج کے لیئے دوڑا جمع کثیر زخمی و کشتہ ہوئی
آخر کار سید خان جہان قول سے نکلا اور غنیم سے مقابل ہوا اور جسم

مغلوب کیا۔ وہ بیرا ور دھارور کو اسلئے جاتا تھا کہ ایام برسات مین وہان چھاونی ڈالے ہر روز غنیم مقابل ہوتا تھا اور غلبہ و شوخی کرتا تھا کبھی ہراول پر کبھی چنداول پر کام تنگ کرتا تھا اور بعض وقت قول پر دستبرد یان کرتا تھا اور برق کی طرح پران ہو جاتا تھا بہت آدمیون کو ضائع اور زخمی کرتا تھا لشکر شاہی ہر بار جانفشانی کرکے اوس کو ہزیمت دیتا تھا۔ وہ یازدہم ذی الحجہ کو دھارور مین آیا +

ساہو کے پیچھے خان زمان کا جانا

بادشاہ کے حکم کے موافق خان زمان احمد نگر مین آیا آذوقہ کے جمع کرنے کے لئے چند روز یہان توقف کیا اور احمال و اثقال کو یہان رکھ کر لشکر کی ترتیب صفوف مین مصروف ہوا اور جنیر کو روانہ ہوا۔ جب قریہ ایکو تیر مین پہنچا جو احمد نگر سے چھ کروہ پر ہے تو اوسکو معلوم ہوا کہ ساہو مینا جی بھونسلہ سے جسکے تصرف مین حصن ماہولی تھا مصالحت کرکے حصن مذکور پر متصرف ہوا ہے اور اسکو جنیر مین ہمراہ لاکر یہ چاہتا ہے کہ پارگانون کی راہ سے پرنیدہ کی سمت مین جاوے۔ اس لئے خان زمان نے ایکو تیر سے حرکت کی۔ موضع راجپور مین کہ توابع جنیر سے ہے اقامت کی پھر کوچ کرکے پارگانو کے متصل معسکر بنایا۔ ساہو نے یہ موضع اپنے اٹہنے کے لئے تجویز کیا تھا جب اس کو یہان لشکر شاہی کے آجانے کی اطلاع ہوئی تو وہ کوہ و جنگل کی راہ سے جو جاکنہ دیونہ پر منتہی ہوتی ہے راہی ہوا کچھ دنون بعد خان زمان کو معلوم ہوا کہ ساہو ولایت عادلخان مین چلا گیا ہے بادشاہ کا حکم تھا کہ اگر ساہو عادلخان کی ولایت مین چلا جاے تو اسکا تعاقب نہ کیا جاے اور صورت حال بادشاہ سے معروض ہو اور حکم کے آنے کا انتظار کرے وہ دریاے بھونرا کے کنارہ پر فروکش ہوا اور اس ماجرے کی عرضداشت بادشاہ پاس بھیجی اور یہان کی رعایا اور تاجرون کی استمالت اور محال کثیر الاختلال کی معموری مین کوشش کی۔ بہادر خان کو ایک گروہ کے ساتھ بھیجا کہ اس محال کو ساہو کی دست اندازی سے بچاوے وہ پرگنہ پر یہان سے تھا شاہ بیگ کو حصار چارکونڈہ کی تسخیر کے لئے تعین کیا اور تجویز کیا

اسکو فتح کرکے وہین رہی۔ شاہ بیگ خان چارکونڈہ گیا اور اسکا محاصرہ کیا تین
پہر تک اہل قلعہ تفنگ و بان سے لڑتے رہے لیکن لشکر شاہی کے غلبہ سے مضطرب ہوکر
زینہار طلب ہوئے۔ شاہ بیگ خان نے امان دیکر قلعہ لیلیا خان زمان نے دریای
بہونرہ سے جنیر مین حرکت کی اور یہ ارادہ کیا کہ جبتک امروہی کا حکم شاہی آئے سرکار
جنیر کا انتظام کرے اس اثنا مین بادشاہ کا فرمان آیا کہ شایستہ خان مامور ہوا ہے
کہ سنگمنیر سے جنیر مین جاوے اور سرکار مذکور کو پادشاہی تصرف مین لاوے اور اگر ہوسکے تو
اسکے قلعہ کو بھی مفتوح کرے اب تم اس طرف نہ جاؤ۔ خان جہان وخان دوران بہادر
کو عادل خان کی ولایت کے لوٹنے کا حکم ہوا ہے تم بھی اس ولایت مین داخل ہوکر ملک کو
ویران کرو اور ساہو کی اور اس جماعت کی جو عادلخان اسکی کمک لئے مقرر کری
تادیب کرو — خان زمان ۱۹ شوال کو عادلخان کے ملک مین داخل ہوا جس آبادی
ومحال مین پہنچا اسکو تاخت وتاراج کرکے خراب کیا۔

۲۰ شوال کو گھاٹ دہودا بالی کے اندر آیا یہان کچھ توقف کیا اور پانچسو تابین اپنے
یہان یکھے کہ دشمن اُنسے لڑنے پر دلیری کرین۔ خود اوپر کی جانب چلا۔ آدھی دور گیا تھا
کہ دشمنون کی ایک جماعت نمودار ہوئی کمینگاہ مین جو افواج شاہی بیٹھی تھی وہ انپر
حملہ آور ہوئی اور دو کوس تک انکو بھگایا اور اپنے لشکر سے جاملی اس اثنا مین راو
ستر سال پر جو خان زمان کے پیچھے آیا تھا۔ مخالفون نے ایک حشر برپا کیا وہ ایک گروہ
کو ہلاک کرکے لشکر شاہی سے آملا اس دار وگیر مین کچھ راجپوت مارے گئے۔

خان زمان سات روز مین نواحی کولاپور مین آیا۔ قلعہ وقصبہ کا محاصرہ کیا۔ اہل حصار
نے ہرچند نائرہ پیکار کو روشن کیا اور مدافعت وممانعت کی مگر لشکر شاہی نے قصبہ
قلعہ دونو کو فتح کرلیا بہت آدمی کشتہ واسیر ہوئے۔

اس ضمن مین خبر آئی کہ اس ضلع کے پہاڑ کے نشیب وفراز مین ایک جماعت جمع ہوئی ہی
مال وعیال ومواشی بہت رکھتی ہے۔ خان زمان نے بہادر خان وشاہ بیگ کو

ان پر تعین کیا کہ سب کو جا کر لوٹ لین اور اسیر و دستگیر کرین۔ چنانچہ انہین سے دو ہزار عورت
مرد چھوٹے بڑے قید ہو کر فروخت ہوئے خان زمان کولاپور مین تھانہ مقرر کر کے
بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا اور دریاے کشنا گنگا کے کنارہ پر آیا تو ساہو فوج بیجاپور کی
جمعیت لے کر بادشاہی لشکر کے سامنے آیا تین روز تک بان اندازی کرتا رہا
اور گریز کے ساتھ جنگ کرتا رہا۔ خان زمان نے شاہ بیگ کو راجپوتون کی جماعت
کے ساتھ لشکر کا محافظ مقرر کیا اور خود جاسوسون کی رہبری سے آدھی رات کو
سوار ہوا اور دکنیون کی پہیر پر جا پہنچا ساہو نے اسکی خبر پا کے بہیر قلب مکانون
مین روانہ کیا خود خان زمان کی فوج کے سر راہ آیا۔ عجب دار و گیر ہوئی اور
سخت لڑائی ہوئی۔ آخر دکنی فرار ہوئے۔ خان زمان کے آدمیون کے ہاتھ
کچھ غنیمت آئی اسی طرح وہ ... تک لڑتا ہوا چلا۔ ہر روز بیجاپور کی سپاہ
بر سر راہ آتی اور شوخی کرتی۔ خان زمان نے نورس آباد و قصبہ کو غارت کیا پھر
معمورہ سے بلاغ کو بے چراغ کیا وہان سوار با غ کے آبادی کا نام نہ چھوڑا
سب جگہ مقابلہ و مقاتلہ کرتا ہوا آب بھونرہ کے کنارہ پر آیا۔ چند روز یہان
توقف کیا یہان بادشاہ کا فرمان آیا کہ عادلخان نے عاقبت بینی
و عاقبت گزینی کے سبب سے بادشاہ کے احکام کو قبول کیا اور قرار دیا کہ بیس لاکھ
روپیہ کی پیشکش بھیجے گا اور اسنے مقرر کیا کہ اگر ساہو حصن جنیر اور ولایت نظام الملک
کے تمام قلعون کو بادشاہی آدمیون کے حوالہ کر دیگا تو اسکو نوکر رکھون گا ورنہ
نہین تو قلاع مذکور کی فتح مین اور اسکی تادیب مین بادشاہ کے ہوا خواہون کے
ساتھ اتفاق کرونگا پس ہمکو چاہیے کہ اس فرمان کے پہنچتے ہی ہمارے پاس آؤ کہ ہم
حصار جنیر کی تسخیر کی اور ساہو کی تنبیہ کی تدابیر تمکو بتلاتے ہین۔ خان زمان بہی
فرمان کے آتے ہی بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔ بادشاہ کو ۲۰ ذیقعدہ کو
عرض کیا گیا کہ خان خانان سپہ سالار کے تابینون کی جماعت جو حسب الحکم

انکی سنگی والگرہ پالکہ کی فتحکے لئے مقرر ہوئی تھی اس نے قلاع مذکور کو تسخیر کر لیا۔ یہ قلعہ دولت
سے اٹھارہ کروہ پر تھے عادلخان نے فرمان پذیری کے بعد بادشاہ کی شبیہ و عہدنامہ
کی درخواست کی تھی کہ اسکا اعتبار بڑھے اسلئے بادشاہ نے اپنی شبیہ جسکا چوکھٹا
زمرد او موتیون سے مرصع تھا اور عہدنامہ جسپر بادشاہ کا پنجہ منقش تھا محمد حسین سلدوز
کے ہاتھ عادلخان پاس بھیجا میر ابوالحسن و قاضی ابوسعید و شیخ دبیر جو رسالت کے طور پر
بیجاپور سے آئے تھے اس کے ساتھ بیجاپور گئے۔ رسم قومون مین ہاتھ دینا عبارت
اس سے ہوتی ہے کہ کسی کار عظیم کا اقرار کیا گیا ہے۔ تاتار کی قومون مین پنجہ کے نقش
کرنے کے معنے بھی یہی تھے۔ بادشاہ عہدنامون پر صندل کے عرق مین اپنے
پنجہ کو ڈبو کر نشان کیا کرتا تھا) فرمان القاب کے بعد یہہ لکھا تھا کہ جو عرضداشت
بھیجی تھی وہ ہماری نظر سے گذری اس سے تمہارا اخلاص و اختیار اطاعت و
صدق و اعتقاد ظاہر ہوا اندنون مین یمین الدولہ خانخانان سپہ سالار
کو جو تحفہ بھیجا تھا اس کا مضمون ہم سے عرض کیا گیا
اسی وقت مکرمت خان کی عرضداشت بھی پہنچی ان سب تحریرون سے معلوم ہوا
کہ ہر بابمین جو ہمنے تمکو حکم دیا تھا وہ تم نے قبول کیا اور طریق اطاعت و انقیاد کو
اختیار کیا اسلئے تمہاری تقصیرات کو ہم معاف کرتے ہین۔ ازسرنو تمپر عنایت
و مرحمت کرتے ہین اگرچہ عادل خان مرحوم کی خدمات اخلاص کے سبب
اور اسکی سفارشون کی وجہ سے اور اس ارادت و اخلاص کے سبب سے جو تم سچے
دل سے ہماری ساتھ رکھتے ہو ہم نہین چاہتے تھے کہ تمپر ذرا بھی بے عنایتی کرین
اور اصلا تمہارے ملک کی خرابی کرین مگر تمہارے کوتہ اندیش آدمیون کے سبب سے
جسپر یہ وتیرہ بھی نا زم ہو گئین اور ضروری ہوا کہ اس وقت مین جسقدر خرابی تمہاری ملک پر
پہنچائی گئی اسپر راضی نہ ہون بہرحال چونکہ تم نے اس راہ سے جسپر تم کو کوتہ اندیش
آدمی لے گئے تھے بہت جلد بازگشت کی اور اپنی بہبود اسمین سمجھے کہ ہماری بندگی

اور اطاعت کی راہ مستقیم پر چلئے اور ہر باب مین جو حکم تمکو دین اوسکو قبول کیجئے ہمنے بھی وہ سارا ملک جو عادلخان مرحوم پاس تھا تمکو مرحمت کیا اور نظام الملک کے ملک مین سے محال و نکور اور قصبے جو اس محال مین واقع ہین و قلعہ شولاپور اور اس کے متعلقہ محال جو ہمنے عادلخان مرحوم سے لیکر نظام الملک اور ملک عنبر کو عنایت کی تھین اور قلعہ پرنیدہ اور اسکے پرگنات متعلقہ و پرگنہ بھالکی اور پرگنہ وجیت پور اور ولایت کوکن مین سے جو نظام الملک سے متعلق تھا اور قلعے جو اس ولایت مین واقع ہین اور پرگنہ چاکنہ یہ سب ملکر پچاس پرگنون کا مجموعہ ہوتا ہے اور اسکا حاصل بیس لاکھ ہون ہوتا ہے جسکی تفصیل لکھی ہوئی ہے یہ سب تمکو ہم مرحمت کرتے ہین اور مقرر کرتے ہین ممالک محروسہ مین نظام الملک کا باقی سارا ملک داخل ہو جب تک تم اور تمہاری اولاد ان شرائط پر عمل کرینگے جو اس فرمان کی ذیل مین تحریر ہین اور بمنزلہ ہمارے عہدنامہ کے ہین تب تک انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز ہم اور ہماری اولاد اور ہمارے امراء تمکو اور تمہارے ملک کو کوئی ضرر نہین پہنچائینگے اور یہ امر نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن و قرناً بعد قرن برقرار اور پائدار رہے گا۔

شرط اول یہ ہی کہ تم سررشتہ مریدی و اخلاص کو نہ چھوڑو اور اسکو محکم رکھو اور اس فرمان مین جو احکام مرقوم ہین انکے قواعد مین تغیر و تبدیل کرکے انکے خلاف کام نہ کرو اور انکے لوازم کو ہمیشہ بجالاتے رہو اور اسکے خلاف سے محترز و مجتنب رہو۔ شرط دوم یہ ہے کہ کوئی نظام الملکی اصلاً و مطلقاً درمیان نہو اور جو نظام الملکی باقی رہا ہو وہ عادلخانی ہو جاے اور تمہارے آدمی ان محالون سے معترض نہون جو سابق و حال مین اس سرحد مین ممالک محروسہ سے منضم ہوئی ہین اور کوئی آسیب ان محال پر نہ پہنچائین اور اپنے حدود متعلقہ سے جو اس مرتبہ قرار پائی ہین تجاوز نہ کرین اور اس مرتبہ جو پیشکش بیس لاکھ روپیہ نقد و جنس کی منظور ہوئی ہے وہ مکرمت خان کی ہمراہ درگاہ والا مین

تم بھیجدو ہمنے جو قطب الملک کو حکم بھیجا تھا اسنے کمال اخلاص و بندگی سے قبول کیا
اور بد اعتقاد بدعتون کے زمرہ سے نکل کر فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت مین
داخل ہوا اور جس روش سے کہ ممالک محروسہ مین خلفاء اربعہ کے اسامی سامی اور ہمارا
نام خطبہ مین پڑھوایا جاتا ہے اسی طرح اسنے منبرون پر پڑھوایا اور درہم و دینار
پر ہمارے نام کا سکہ لگاکے اپنے ملک مین جاری کیا اور پچاس لاکھ روپیہ کی پیشکش
جو ہمنے جلوس کے وقت مقرر کی تھی وہ اسنے بھیجی یہ امور اسکے مقتضی ہوئی کہ قطب الملک
کی رعایت کی جائے اسلیئے جو چار لاکھ ہن نظام الملک کو دیتا تھا انمین سے دو لاکھ
ہن معاف کرنے کا اور دو لاکھ ہن سرکار خاصہ مین داخل کرنے کا حکم دیدیا ہم دکن کے
دنیا دارون مین سب سے بڑے ہوا اور بڑون کے رئیس ہوا اور قطب الملک کے بڑے
بھائی کی جگہہ ہو چاہیئے کہ اصلا و مطلقا کوئی ضرر قطب الملک کو نہ پہنچاؤ اور اسکے محال
متعلقہ کے متعرض نہ ہوا اور نقد و جنس دہی کی اسکو کوئی تکلیف نہ دو اور یہی داد و ستد
یادگاری جو تمہارے اور اسکے باپ دادا کے درمیان متعارف تھی اسپر اکتفا کرو
اس مقدمہ کو بھی عہدنامہ کی ایک شرط جانو۔ ساہو اور ریحان شوالپوری کو اپنی
درگاہ والا مین راہ نہ دو اسکے دو سبب ہین ایک یہ کہ اس سے تقصیرات سرزد
ہوئی ہین۔ دوسرے تم نے التماس کیا ہے ہمنے اور آدمیون کے لئے یہ مقرر کیا ہے
کہ ہم انمین سے نہ کسی کو قبول دین اور نہ انکو طلب کرین اور ایسے ہی ہمارے شہزادے
اور امرا انکو نہ قبول دینگے اور نہ انکو طلب کرینگے اسلیئے تم کو بھی چاہیئے کہ جو کوئی
ہمارا نوکر تم سے روگردان ہو کر فرار ہو اور تمہارے پاس جاوے تو اسکو نکالدو
رکھو اس مقدمہ کو بھی اس قرارداد عہود کی شرائط مین سے سمجھو ساہو کے لئے کوئی اور
جگہہ نہین ہے ظن غالب ہے کہ وہ تمہارا نوکر اور معتاد ہوگا اس صورت مین سلطان ہو
کہدو کہ وہ قلعہ جنیہ و قلعہ ترنبک و قلعہ [illegible] و قلعہ دریوھیر و قلعہ ترنگلواری و قلعہ بھیم گڑھ
کو جو اسکے تصرف مین ہین جلدی خالی کرکے ہمارے نوکرون کے حوالہ کردے

اور ہمنے حکم دیدیا ہے کہ کوئی شخص سپاہی ہو کہ آدمیون اور اہل وعیال کا متعرض نہوا ور سوائے توپ وغیرہ کے جوان قلاع کے لوازم میں ہیں جو کچھ اور ہو وہ جہان چاہین لیجائین اور اگر بالفرض والتقدیر سپاہی ہو تمہارا نوکر نہ ہو تو اسکو اپنے ملک مین راہ نہ دو اور اگر وہ تمہارے ملک مین آجائے تو اسکو دستگیر کر و یا مار کر ملک سے نکالدو اور اسکی تنبیہ کو ہمارے آدمیون کے حوالہ کرو تاکہ ہمارے نوکر اسکو مستاصل کرین اور اس مفسدہ سے خاطر جمع کرین قلعہ ادسہ واد وگیر مین قلعہ دار نظام الملکی ہین اگر وہ اور انکی سند تمہارے مطیع ہون تو انکو تم تاکید کرو کہ وہ قلعہ کو مع توپون کے ہمارے شاہی آدمیون کے حوالہ کرین اور اپنے اہل وعیال و مال کو جہان چاہین لیجائین اور اگر مطیع نہ ہون تو اطلاع دو کہ ہم اپنے نوکرون کو حکم دین کہ ان قلاع کو عنایت الٰہی سے جبراً وقہراً انسے لے لین تمکو چاہیئے کہ ان شرائط وعہود کو صحیفہ پر لکھو اور تعہد اپنے خط سے لکھکر اور مہر لگاکے مکرمت خان کے سامنے مصحف مجید و فرقان حمید پر قسم کھاکے اسکو اپنی پیشکش و عرضداشت کے ہمراہ بھیجدو کہ ہم اسکو دیکھ لین اس فرمان کو جو سد سکندر کی طرح ثابت و استوار رہیگا اور اسکے قواعد مین تغیر و تبدل نہ ہوگا ہم اپنے دستخط خاص و نشان پنجہ سے مزین کرتے ہین اور خدا اور رسول کو اسکا شاہد کرتے ہین اور تمہاری التماس کے موافق ہمنے حکم دیا ہے کہ ان مضامین مرحمت آئین کا خلاصہ لوح طلائی پر منقوش ہو اور جسوقت یہ لوح تیار ہوا ور مکرمت خان مع پیشکش کے ہمارے پاس آئے تو اسکو سید الحسن و قاضی ابو سعید کے ہمراہ بھیجین تمکو چاہیئے کہ ہماری ان عنایتون کی قدر کرو جو پہلے تمہارے باپ دادا پر ہوئین اور امنیت و اطمینان سے اپنے ملک مین فراغت اور عشرت مین مشغول ہو اور اس نعمت کا شکر بجا لاؤ تاکہ ہماری عنایت تم پر ہمیشہ زیادہ ہوتی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین فرمایا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ہم سایۂ خدا ہین سنت الٰہی کا اقتدا کرکے ایسا فرماتے ہین اور اسکے موافق عمل کرتے ہین

فرمان مذکور کے جواب مین عادلخان کی عرضداشت ۔

عرضداشت بندہ فدوی برشاہراہ عقیدت مستقیم محمد بن ابراہیم ذرہ وار بموقف عرض ایستادہ ہاء حضرت صاحب قران ثانی میرساند . کہ فرمان عالیشان

اور شبیہ بیمثل و نظیر بادشاہ کی جو محمد حسین سلدوز کے ہمراہ بھیجی تھی اور عہدنامہ یہ نکہت خان کی معرفت میری پاس آئین۔ اسے میری عزت بڑھی مین مراسم استقبال و تعظیم و تسلیم بجا لایا میری زبان نہین جو اس عطیہ عظمی کا شکریہ ادا کرون مین نے حضرت کی دعا گوئی روز و شب وظیفہ بنا یا ہے۔ فرمان کے آنے سے دو روز بعد ۲ ذی الحجہ کو نکہت خان کو پیشکش کے ساتھ درگاہ والا مین روانہ کیا میری حال کی شرح اور ارادت کے اعتقاد کی درستی حضور سے عرض کریگا جسکو اس نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا ہے۔ محمد حسین سلدوز جو اسی رات کو حضور کی خدمت مین روانہ ہوتا ہے اس نے میری صدق ارادت و صفائی عقیدت مشاہدہ کی ہی یقین ہی کہ اسکے عرض کرنے مین مقصر نہ ہوگا۔ سایہ چتر معلی بر مفارق عالم و عالمیان پاینده باد۔ اس عرضداشت کے گرد ایک حافظ کی غزل آب زرسے لکھی تھی جس سے گمان یہ ہوتا ہے کہ تین سو کئی سال پہلے عندلیب شیراز نے اس غزل کو محض عادل شاہ کے لئے لکھا تھا وہ غزل یہ ہے۔

غزل

جوزا سحر نہاد حمائل برابرم ۔۔۔ یعنی غلام شاہم و سوگند می خورم

شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز ۔۔۔ کامے کہ خواستم ز خدا شد میسرم

گردید نام شاہ جہان خسرو جہان ستان ۔۔۔ وانی خجستہ نام بر اعدا مظفرم

شاہا سن ابجرش سالم سر بفضل ۔۔۔ مملوک این جنابم و مسکین این درم

گر باورت نمیشود از بندہ این حدیث ۔۔۔ از گفتۂ کمال دلیلے بیاورم

برمن فتادہ سایۂ خورشید سلطنت ۔۔۔ اکنون فراغت ہست ز خورشید خاورم

نامم ز کارخانہ عشاق محو باد ۔۔۔ گر جز محبت تو بود شغل دیگرم

ای شاہ شیرگیر چہ گردد ار شود ۔۔۔ در سایۂ تو ملک قناعت میسرم

عہد الست من ہمہ با مہر شاہ بود ۔۔۔ در شاہراہ عمر ازین عہد نگذرم

اس سال کے غرہ صفر سنہ [illegible] کو عبد اللطیف نے جو طلب الملک پاس سفیر ہو کر گیا تھا

ترجمہ عہدنامہ عبداللہ خان قطب الملک۔

اوسنے اسکے پیشکش چالیس لاکھ روپیہ نقد و جواہر و مرصع آلات سو فیل و اسپ کی
اور عرضداشت اور اسکا عہدنامہ بادشاہ کے نظر کے روبرو پیش کیے۔
مرید موروثی نیکخواہ مخلص و فدوی بلا اشتباہ عبداللہ قطب الملک کا تعہدنامہ
یہ ہے کہ حضور نے جواز روے کرم نظر سے و رافت جبلی ہن ناحیۂ حقیر کو بشرائط
ذیل نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن نیازمند کو مرحمت فرمایا ہے تو یہ مرید موروثی
صدق اعتقاد و وفور اخلاص سے تعہد کرتا ہے کہ ہمیشہ اس ملک مین چار یار باصفا
کا نام اور حضور کا نام جمعون اور عیدین کے خطبون مین پڑھا جائیگا۔ اور
پہلی روش پر خطبہ نہین پڑھا جائیگا۔ اور زر سرخ و سفید پر سکہ حضور کے نام
کا لگایا جائیگا جیسا کہ آپ کندہ کرا کے بھیجینگے اور یہ بھی مین نے قبول کیا ہے
کہ آیندہ سنہ جلوس سے دو لاکھ ہون (آٹھ لاکھ روپیہ) ان چار لاکھ ہون مین سے
جو مین نظام الملک کو دیتا تھا سال بسال بے عذر و اہمال سرکار خاصہ مین داخل
کرتا رہونگا۔ اگر صوبہ دکن کا منتظم کوئی شاہزادہ ہوگا تو اسکی خدمت مین یہ
روپیہ بھیجدونگا یا کوئی اور امیر صوبہ دار دکن حضور مقرر فرمائینگے تو اوسکو زر
مذکور دیدونگا۔ حضور نے جو سنہ جلوس تک پیشکش کا مقطع ۴۲ لاکھ روپیہ
مقرر کیا تھا اسکا ۲ لاکھ روپیہ باقیماندہ اور ۲ لاکھ ہون بابت سال نہم جلوس
بھیجتا ہون اور پیشکش حال کے ہاتھی گھوڑون کی قیمت جو حضور نے مقرر کی ہے
اور انکی قیمت جو گلکنڈہ مین مقرر ہوئی تھی ان دونو قیمتون کا فرق جو
مشخص ہوگا مین وعدہ کرتا ہون کہ بلا عذر خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا اور
سالہاے آیندہ مین جو زر پیشکش کے ساتھ جنس بھیجی جائیگی اسکی قیمت کا بھی
یہی دستور رہیگا۔ بعد ازین ہمیشہ اولیاے دولت کے ساتھ صمیم قلب سے
باسہ رنگ موالف اور اسکے مخالفون کے ساتھ تہ دل سے دشمن و مخالف ہونگا
تاکہ اس نیازمند کے تعہدات مین راستی و رسوخ ظاہر ہو مین نے مولانا

عبد اللطیف کے سامنے قرآن مجید پر قسم کھائی ہی کہ ان کے خلاف مجھ سے کوئی کام نہ ہوگا اگر خدانخواستہ مین انکے خلاف کام کرون تو اولیاء دولت کو اختیار ہوگا کہ وہ مجھ سے ملک لے لین چونکہ مین نے ہم چشمون مین حضور کی بندگی و اطاعت مین پیش قدمی کی ہے اس لئے انہون نے مجھ سے عداوت پر کمر باندھی ہی اگر حضور کی معاودت کے بعد کبھی عادلخانی کو تہ اندیشی و ناعاقبت بینی سے میرے ملک پر دست تطاول دراز کرین تو دکن مین جو حضور کے صوبہ دار ہون وہ میرے ملک سے انکے شر کے دفع کرنے مین میرے ممد و معاون ہون اگر باوجود میری اعانت طلب کرنیکے صوبہ دار دکن تغافل کرین اور عادلخانیہ مجھ سے جبر و تعدی کر کے روپیہ لے لین تو یہ روپیہ ان آٹھ لاکھ روپیہ مین سے جو ہر سال پیشکش مین بھیجا جاتا ہے منہا کیا جاوے یہ چند کلمہ بطریق حجت لکھے گئے ہین - تحریر فی التاریخ سلخ ذی الحجہ ۱۰۴۵ھ -

دو کروڑ روپیہ اموال بیجاپور اور زمینداران گونڈہ اور پیشکش حکام دکن اور چالیس قلعے جنکے توابع کا محصول قریب ایک کروڑ روپیہ کے تھا اس سال مین بادشاہ کو حاصل ہوئے -

شاہجہان کشور اقبال گرفت ✦ تیغت ز عدو ملک و سر و مال گرفت

چل قلعہ بیک سال گرفتی کہ کمیش ✦ شاہان نتوانند بہ چہل سال گرفت

جب بادشاہ قلاع دکن کی تسخیر سے فارغ ہوا بادشاہ کے یہان کوچ کرنے سے عادل شاہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہین بیجاپور کا فتح کرنا بھی بادشاہ کو منظور نہ ہو تو اوسنے مکرر بادشاہ سے عرض کیا کہ ان حدود کی مہمات حضور کے دلخواہ صورت پذیر ہوئین اور چند قلعے جو سا ہو کے پاس ہین اس کے ہاتھ سے انکے چھڑانے کا مین متکفل ہون حضور پر روشن ہی کہ میرے ملک کی رعایا ڈر کر بھاگ گئی ہے جب تک حضور یہان رونق افروز رہین گے -

بادشاہ کو دو کروڑ روپیہ سے زائد امداد اور انعامات -

وہ اپنے وطن مین نہین آئیگی اور بندہ بدون آبادی کے پیشکش نہ ادا کر سکیگا ورنہ
ملکداری مجھ سے ہو سکیگی۔ اگر حضور یہان دار الخلافہ کو سفر فرمائینگے تو میری
رعایا برابر اپنے کام مین مشغول ہوگی بادشاہ نے یہ درخواست قبول کرلی اور
سفر کو مانڈو کی طرف مراجعت کی جسمین کل سبزہ کی فزونی برسات مین دیکھنے والون
کی روح افزا ہوتی ہے۔ بادشاہ نے یہ قصد کیا کہ جبتک برسات ختم ہو اور دو قلعے
جنکے فتح کرنے کے لیئے خاندوران اور خان زمان مامور ہین تسخیر ہون اور سیاہو کا
اور مخالفون کا فتنہ دور ہو یہین سیر و شکار مین عشرت افزا رہے۔ اس تاریخ
مکرمت خان نے بیجاپور سے آکر عادلخان کی پیشکش پیش کی۔ بادشاہ نے حکم
دیا کہ عادلخان کی ولایت بیجاپور مسلم رکھکر حصار پرنیدہ جسکا تعلق پہلے
نظام الملک سے تھا اور قلعہ دار نے زر کی حرص سے عادلخان کو دیدیا تھا مع
اسکے لواحق کے عادلخان کو دیدیا جاوے اور ولایت کوکن جو ساحل دریائے
شور پر طولانی واقع ہوئی ہے آدھی نظام الملک سے اور آدھی عادلخان سے
متعلق تھی وہ آدھا ملک جو نظام سے متعلق تھا اور بندر چیول اور قصبہ قلعون
پر مشتمل تھا وہ بھی اسکو مرحمت ہو۔ عادلخان نے اپنے سب نامور ہاتھی بادشاہ کے
پاس بھیجدیئے تھے اس نے عرض کیا کہ ایک اچھا ہاتھی میرے پاس بھیجدیا جاوے بادشاہ
نے ایک بنا خاصہ ہاتھی بھیجا اور وہ لوح زرین جسپر عہدنامہ کا خلاصہ لکھا گیا تھا
محمد زمان مشرف مطبل کے ہاتھ روانہ کیا۔ اس عہدنامہ کی نقل یہ ہے کہ

عہدنامہ

ایالت و شوکت پناہ۔ عدالت و نصفت دستگاہ۔ زبدۂ ارباب دول عمدۂ
اصحاب ملل۔ خلاصہ مریدان۔ عادلخان۔ بوفور عنایات بادشاہانہ مفتخر و مستظہر
بودہ بداند کہ چون درینولا این عدالت پناہ بیاری بخت اختیار بندگی و اطاعت
نمودہ عرائضی کہ دلالت برین مراتب می نمود ارسال داشت تقصیرات گذشتہ

آن عدالت پناه را عفو فرمودیم و در مقام عنایت آمده تمام ملکے که از عادلخان مرحوم
بطریق ارث یافته بود بدستور مسلم داشتیم و از روے مزید نوازی از ملک نظام الملک
سر محال فنکور و قلعهاے که دران محال است و قلعه شولاپور و محال متعلقه آن و قلعه لینده و
چارده محال متعلق بدان قلعه و ولایت کوکن با قلعهاے که دران است و پرگنهٔ
بھالکی و چیت کوپا و چاکنه را بآن عدالت مرتبت عنایت نمودیم و مقرر ساختیم
که سائر ملک نظام الملک بممالک محروسه منتظم باشد اما این عنایات مشروط است
به آنکه نظام الملک و نظام الملکیه سلاله درمیان نباشند و آن عدالت پناه متعرض
محال که از سابق و حال درین سرحد ضمیمهٔ ممالک محروسه گشته نگردد و از حدود خود که
درین مرتبه قرار یافته تجاوز ننماید و اگر بنده از درگاه والا از روے بے سعادتی فرار
نماید او را در ملک خود جائے نه دهد خدا و رسول را شاهد این مراتب ساخته حکم میفرمائیم
که مادام که آن عدالت پناه و اولاد او باعتقاد و بشرائط مذکوره عمل نمایند و خلاف
آن نکنند انشاء الله تعالی از ما و از فرزندان کامگار ما و از برخوردار ما و از امراے
عالی مقدار ما ضررے بملک آن عدالت پناه نخواهد رسید و خلاف عهود و پیمانے که در
لوح طلا که در ثبات ثانی لوح محفوظ است منقوش گشته بعمل نخواهد آمد و این قول و
قرار نسلاً بعد نسل بهم پیوسته نگردد استوار خواهد بود - تحریر فی التاریخ بست سوم شهر
ذی الحجه سنه هزار و چهل و پنج هجری مطابق نهم ماه خرداد سنه نهم جلوس مقدس

ولایت دکن کی ایالت مین چھتیس قلعے ہین جنہین سے ترپن پچھے پہاڑون پر
اور گیارہ روئے زمین پر بنے ہوئے ہین اسکے چار صوبے ہین ایک دولت آباد مع
احمد نگر اور اور محال کے جسکو صوبۂ دکن کہتے ہین۔ یہ ولایت جب نظام الملک
سے تعلق رکھتی تھی تو پہلے اسکا حاکم نشین (صدر مقام) احمد نگر تھا پھر دولت آباد
ہوگیا۔ دوم تلنگانہ ہے یہ صوبہ بالاگھاٹ مین واقع ہے۔ سوم خاندیس جسکا صدر
آسیر اور شہر برہان پور مشہور ہین یہ شہر قلعہ مذکور سے چار کروہ پر ہے

چہارم برار ہے جسکا حاکم نشین ایلچپور ہے اور نواحی ایلچپور مین اسکا مشہور قلعہ گاول
ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر بنایا گیا ہے اور اس ملک مین اور سب قلعون سے زیادہ مضبوط
و مستحکم ہے صوبہ سوم تو بالکل اور صوبہ چہارم کا ایک حصہ گھاٹ کے نیچے آباد ہے ان چارون
صوبون کی جمع دو ارب دام ہے۔ جو دوازدہ ماہ کے حساب سے پانچ کروڑ
روپئے ہوتے ہین یہ سب ایالت شاہزادہ اورنگ زیب کو مفوض ہوئی اور اس
۲۰ صفر کو حوالی دولت آباد سے پادشاہ سے رخصت پائی نظام الملک سے چالیس ۶۴
قلعون مین سے دس قلعون پر سا ہوا اور بعض ور فساد پیشہ متصرف تھے ان کی
فتح کرنے کا اہتمام اس شاہزادہ کو سپرد ہوا اور افواج شاہی اور ان چار
صوبون کی کل تیول داران قلعون کے محاصرہ کے لئے اسکی ہمراہی کے واسطے متعین ہوئے
سید خان جہان کو حکم ہوا کہ جبتک خان زمان حصار ہیر وغیرہ سے فارغ ہووے
پادشاہزادہ کے ہمراہ رہے۔ پادشاہ خود روانہ ہوکر مضافات برہان پور مین آیا
سلطان دانیال کا بیٹا بایسنغر خان شہریار کا لشکر لاہور مین بنا تھا وہ شکست
پاکر قلعہ کولاس مین جو قطب الملک سے تعلق رکھتا تھا گیا اور حتف الف (ایسی موت جو
بے سبب بستر پر ہو) سے مرگیا۔ اب ایک شوریدہ سر فتنہ انداز نے اپنا نام
بایسنغر رکھا اور دانیال کا بیٹا بنا اور بلخ مین گیا والی بلخ نے اوسکو خاندان
تیموریہ مین سمجھ کر اسنی پیوند کے ارادہ سے اسکا اعزاز کیا مگر اس کاذب کے
دعوی کی صداقت کا یقین نہ ہوا تو وہ اس خوف سے کہ مبادا بھانڈا
پھوٹ جائے اور رسوائی ہو اپنی آشفتگی کا اظہار کرکے ایران چلا گیا شاہ ایران نے
اسکو اپنے پاس تو نہ بلایا مگر اس گمان سے کہ شاید اسکا دعوی سچا ہو تکلفات سے بھی کام
برتاؤ اسکے ساتھ کیا تو اس بدمعاش کو یہ معلوم ہوا کہ اس سرزمین مین اس کا کام
رونق نہین پائیگا تو بغداد بھی بہر اپریشانی گیا یہان سے کام و ناکام ٹھٹہ
مین آیا۔ یہان بھی اپنے دعوی کا اظہار کیا تو اس جہان حاکم ٹھٹہ نے اسکو

۲ [illegible] سنغر خان کا گرفتار ہونا اور دار پر کھینچا جانا

پا بہ زنجیر کرکے پادشاہ کی درگاہ مین بھیج دیا وقاص حاجی نے اسے بلخ مین دیکھا تھا
پہچان کر حقیقت حال کو عرض کیا پادشاہ نے اس جعلی بابہ نجر سے پوچھا کہ تو
وقاص حاجی کو جانتا ہے اسنے کہا کہ ہان یہ وہ ہے پادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکے سر کو
تن سے جدا کر دیا۔

ربیع الثانی ۱۰۲۶ھ کو وزن قمری ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا چھبیسوان سال ختم ہوکر
ستائیسوان شروع۔ قطب الملک پاس عبد اللطیف اور جوہری گئے تھے تو انہون
نے قطب الملک کے ہاتھ مین ایک یاقوت کی انگشتری نہایت بیش بہا دیکھی تھی انہون
نے پادشاہ سے عرض کیا کہ وہ انگشتری سرکار کے لائق ہے پادشاہ نے وہ منگائی
قطب الملک کی پیشکش بقدر پچاس ہزار روپیہ کے کم آئی تھی اس مین اس انگشتری کی قیمت
پچاس ہزار روپیہ قرار پاکر محسوب ہوئی۔ پادشاہ نے قطب الملک کو ایک ہاتھی عنایت
کیا اور عہد نامہ جو زرین لوح پر لکھا گیا تھا خواجہ طاہر کے ہاتھ بھجوایا۔
جب برسات ختم ہوئی تو ۱۴ جمادی الثانی کو ماندو سے پادشاہ اکبرآباد کی طرف
اودسہ وہین گھاٹی چاندہ کی راہ سے روانہ ہوا۔

پادشاہ کے حکم سے اودگیر اور اودسہ کے قلعون کی فتح کے لئے خاندوران خان مقرر
ہوا تھا اس نے ان دونون قلعون کے پاسبانون کے پاس پیغام بھیجا کہ نظام الملک
کے تمام قلعے اور ساری ولایت پادشاہ نے فتح کر لی ہین اور عادلخان بھی انکی نوکری
قلعون کی خواہش ناروا سے باز آیا بہتر ہے کہ تم ان قلعون کو اولیاء دولت کو
سپرد کر دو ورنہ عنقریب جبر و قہر سے دونو حصار فتح کر لئے جاوینگے اور جان و مال
تمہارا تلف ہوگا مگر ان پاسبانون نے اوسکی بات کو نہ مانا برج و بارہ کے استحکام
مین مشغول ہوئے۔ خاندوران بہادر نے ۲۵ محرم ۱۰۲۶ھ کو قلعہ اودگیر کی سواد مین
دائرہ کیا دور حصار کا ملاحظہ کرکے اسکے گرد مورچل مقرر کئے۔ دلیران کار طلب
نے مورچے بڑھائے اور نقب لگائے اور ایک نقب مین آگ لگائی۔ اگرچہ

جشن قمری وزن و پادشاہ کا سفر ماندو۔ قلعہ اودگیر و اودسہ کی فتح

تمام برج جسکا سو گز کا دور تھا مع توپ منجنیق کے جو اسپر لگے ہوئے تھے اڑ گیا لیکن
حصن ارک کے قواعد مین اس سے خلل نہ پڑا پھر سیدی مفتاح قلعہدار کو پیغام دیا
عاقبت بینی اور خرد گزینی سے حصار اولیاء دولت کو سپرد کر دو اور جان کی امان لو
ورنہ جلد شمشیر کے طعمہ ہو گے۔ خان دوران پاس سید مفتاح آیا اور ۵ جمادی الاولی
کو قلعہ حوالہ کیا جسکے محاصرہ پر اس وقت تک تین ماہ کچھ دن ہوئے تھے اور اسمین نبیرہ
ابراہیم عادل خان کو بھی حوالہ کیا جو اس قلعہ مین محبوس تھا اور محمد عادلخان اسکے
قید رکھنے کے لئے سید مفتاح کو بلطائف الحیل شمال کرتا تھا۔ یہ استوار حصار پہاڑی
پر سنگ و ساروج سے بنا ہوا ہے اور ایک گہری خندق اسکے گرد کھودی گئی ہے
اسکے سوا ایک اور خندق پتھرون مین بنی ہوئی ہے۔ یہ اسمعیل بن محمد کا بیٹا ہے
اور درویش محمد بڑا بیٹا ابراہیم عادلخان اور بھانجا محمد قلی قطب الملک کا ہے
ابراہیم عادل شاہ یہ چاہتا تھا کہ اسکا پسر دوم محمد جانشین ہو۔ جب ابراہیم کا
انتقال ہوا اور محمد اسکا جانشین ہوا تو درویش محمد نابینا کیا گیا تو اسکی عورتون نے
اسمعیل کو جو چھ برس کا تھا پوشیدہ نظام الملک پاس بھیجدیا تھا کہ دشمنون کے ہاتھ سے
اسکی جان بچے نظام الملک نے پوشیدہ سید مفتاح قلعہدار اودگیر پاس بھیجدیا تھا
وہ دس برس سے یہان قید تھا جب وہ بادشاہ کی خدمت مین آیا تو بادشاہ نے
اسکو اکبرآباد مین اسکا وظیفہ مقرر کرکے رکھا۔ خاندوران نے بادشاہ سے سیدی
مفتاح کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار کا دلادیا پھر یہان سے جاکر
خاندوران نے قلعہ اوسہ کا محاصرہ کیا اور بھوج راج قلعہ دار سے کہا کہ اگر قلعہ اودگیر کی
تسخیر ہو جانے سے عبرت پکڑ کے بے محنت کارزار حصار کو چھوڑ دو تو بہادرون کی دستبرد
سے بچ جاؤ گے ورنہ کیفر اعمال ناشائستہ مین گرفتار ہو گے خاندوران کو خبر نہ ہوئی
کہ اس پیغام کو بھوج راج نے منظور کیا ہے فوج شاہی نے نقبین لگائے قلعہ پر حملہ
کیا اہل قلعہ گھبرا گئے۔ بھوج راج نے امان نامہ لیکر ۲۵ جمادی الاولی کو قلعہ حوالہ کیا

جسکا محاصرہ تین مہینو سے ہو رہا تھا۔ بھوج راج کو خاندوران نے بادشاہ سے منصب ہزاری ذات و پانصد سوار کا دلا دیا۔

واقعات سال دہم جلوس سنہ ۱۰۴۶

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۴۶ کو جلوس کا دسوان سال شروع ہوا۔ بادشاہ ۲ کو اجمین مین آیا۔ ۷ شہر رجب کو بادشاہ اجمیر مین آیا جہانگیر نے انا ساگر کے بند پر سنگ مرمر کی ایک عمارت بنوائی تھی۔ شاہجہان کے حکم سے وہ جھروکہ خاص و عام قرار پایا۔ تین لاکھ روپیہ اس عمارت مین صرف ہوا نصف سے کچھ کم جہانگیر کے عہد مین اور نصف سے زیادہ شاہجہان کے عہد مین وہ تعمیر ہوئی۔ اجمیر مین شاہجہان نے ایک مسجد بننے کا حکم پہلے دیا تھا اب وہ چالیس ہزار روپیہ مین تیار ہو گئی تھی اسکے تاریخ بے بدل خان گیلانی نے یہ کہی **مصرعہ** —

قبلۂ اہل زمان شد مسجد شاہجہان +

جب خان زمان بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنے کو مکیون اور تابینیون سے ملا تو اسکو معلوم ہوا کہ ساہو نے عادلخان کی نوکری نہین قبول کی قلعہ جنیر اور قلعون کو بادشاہی آدمیون کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ عادلخان نے رندولہ خان کو بھیجا کہ بادشاہی لشکر کے ساتھ یکدل ہو کر ساہو کی بیخ کنی کرے اور قلعے جو اسکے تصرف مین ہین انکو دیدیے اور خان زمان کے حکمون کی اطاعت کرے۔ خان زمان نے جلد جا کر قلعہ جنیر کا محاصرہ کیا اور ساہو کے استیصال کے درپے ہوا وہ حوالی قصبہ پونہ مین اقامت رکھتا تھا خان زمان اس طرف رہ نورد ہوا بھیور ندی پر آیا۔ بارش کی کثرت اور پانی کی طغیانی کے سبب ایک ماہ توقف کیا جب پانی کم ہوا تو ندی سے پار گیا۔ اینداان ندی کے کنارہ پر لوھگانو کے قریب اترا۔ ساہو لوھگانو سے ستر کروہ پر تھا وہ خان زمان کے آنے کی خبر سنکر کوہستان گوندوانہ و نورند مین بھاگ گیا۔ بادشاہی سپاہ اور ساہو کے درمیان مین دریا ایندان و مول و موٹہ پونہ کے قریب یہ ندیان ہین چڑھی ہوئی تھے اور رندولہ نے

اس سے پہلے خان زمان کو لکھا تھا کہ میں ساہو سے نظام الملک کے ساری قلعوں کی
کنجیان لیکر بھیجتا ہون جبتک میں تمکو نہ لکھون آگے نہ آنا خان زمان نے رندولہ پاس
آدمی بھیجا اور ساہو کے تعاقب کے لئے صلاح پوچھی رندولہ کے نوشتہ کے مطابق
خان زمان نے دریاے ایندان سے عبور کیا اور اپنے لشکر کو تین فوجوں میں
ترتیب دیکر راہ لونگھاٹ پر چلا جسمین وسعت و آبادی تھی ساہو بہت جلد
کونبجا گھاٹ (عرض ۲۰، ۱۸) سے نکلکر کوکن میں آیا اور اس نواحی کے تھانہ دار
دمدار اجیوری اور اور مرزبانون کی پناہ میں آیا کہ اوس کو وہ جینے نہ دین
مگر یہان کے زمیندارون نے مآل اندیشی کے سبب سے اپنی حدود سے اُس کو
نکالدیا ناچار معاودت کرکے کنل کونبجا سے نیچے آیا۔ پادشاہی لشکر کوکن مین
مین آیا اور رندولہ بھی کنل کے نزدیک آیا ساہو نے ماہولی کی طرف فرار کیا۔
خان زمان بہادر کو اسکی اطلاع ہوئی باوجودیکہ رود بیجارہ نہ گذرا تھا اور رندولہ
بھی لشکر سے نہ ملا تھا توقف میں اوسنے مصلحت نہ دیکھی اس خیال سے کہ ساہو کو
کوئی مامن نہ ملجاے وہ اسی مسلک پر چلا جسپر ساہو جاتا تھا خان زمان کو معلوم
ہوا کہ ساہو حصار لونجن گھاٹ (عرض ۵، ۱۸) میں ہے جو کوہ و جنگل کے درمیان
ہے اور یہاں سے پندرہ کوس ہے وہ یہان کچھ ٹھہر کر روانہ ہونے کا ارادہ
رکھتا ہے خان زمان قلعہ سے تین کوس پر پہنچا اور کروہ کی بلندی پر چڑھا
ساہو نے یہ دیکھکر کہ غنیم آن پہنچا ہے اپنے احمال و اثقال کو جلدی روانہ کیا اور
کچھ باقی چھوڑا خود عقب سے راہی ہوا۔ تھوڑی دور چلا تھا کہ لشکر شاہی نے
ساہو کی سپاہ کے بہت آدمی مارے ساہو جو اسباب چھوڑکر فرار ہوا تھا اسکی
طرف لشکر شاہی نے توجہ نہیں کی بارہ کروہ تک تعاقب کیا بارش کی شدت
سے اور گل و کیچڑ میں چلنے سے اکثر منصبداروں اور تابینوں کے گھوڑے تھک
گئے تھے ساہو نے اسکو غنیمت جانا وہ ایک جماعت کے ساتھ جان بچاکر

نکل گیا۔ بادشاہی سپاہ نے بنہ وبارہ واسپ وشتر اسکے اور نقارہ وچتری و
پالکی ونشان نظام الملک کے لے لئے جنکو وہ ساتھ لئے پھرتا تھا بادشاہی خیمے
جہین آئے تھے ساہوی کے خیمون مین جو ہاتھ لگے تھے لشکر شاہی نے آرام کیا
ساہو ایک رات دن مین قلعہ ماہولی کے نیچے آیا اور اول اُسنے چاہا کہ ترنبک و
ترنگلواری کی سمت جاے لیکن اس خوف سے کہ وہ کہین بادشاہی لشکر کے
ہاتھ مین نہ گرفتار ہو جاے۔ وہین اقامت کی اور جو جماعت کہ ہمیشہ اسکے ساتھ رفیق
رہی اسکو اپنے پاس رکھا اور باقی آدمیون کو مطلق العنان کردیا کہ جہان چاہین
وہان چلے جائین خود اپنے بیٹے سمیت تھوڑا سا مال اسباب لیکر قلعہ مین آیا۔
خان زمان یہ خبر سُنکر ایک دن مین حصار کے نیچے آیا۔ قلعہ کے نیچے جو گروہ کہ
آذوقہ جمع کر رہا تھا وہ بھاگا اور تمام انکا جمع کیا ہوا آذوقہ لشکر شاہی کو ہاتھ
آیا۔ خان زمان نے قلعہ کے بڑے دروازے کے آگے مورچال قائم کئے۔ اور
محصورون کی راہ بند کی۔ کچھ دنون بعد رندولہ بھی آگیا اُس نے دوسری دروازے
کے آگے مورچال جمائے ان دونو دروازون کے درمیان کوہ اور جنگل کے واقع ہونے
سے سات کوس کا فاصلہ تھا دونو جانب سے اہل حصار پر کار دشوار ہوا تو ساہو
نے خان زمان بہادر کو لکھا کہ مین قلعہ اس شرط پر حوالہ کرتا ہون کہ مین بادشاہی
ملازمون کے زمرہ مین داخل ہو جاؤن خان زمان نے جواب دیا کہ اگر تم
اپنی رہائی چاہتے ہو تو عادلخان سے موافقت کرو۔ بادشاہ کا حکم یہی ہے
ورنہ قلعہ کشا سپاہ جلد تمہاری جان لے لیگی۔ ناچار اس نے عادل خان کی
متابعت اختیار کی۔ عادلخان سے عہدنامہ کی درخواست کی جب عہدنامہ
آگیا تو ایسی درخواستین کین کہ جو باتین قرار پائی تھین ان سے برگشتہ ہو گیا۔
ساہو نے لشکر شاہی کے غلبہ کو روزافزون دیکھا کہ وہ عنقریب قلعہ کو فتح
کر لیگا تو اُسنے کمر کوہ مین رندولہ کو طلب کیا اور نظام الملک جس شخص کو بنا

فتوحات خاندوران بہادر بعد از فتح اودسہ و دیگر

رکھا تھا وہ حوالہ کیا عادلخان کی نوکری قبول کی اور قلعہ جنیرا اور اور مضبوط قلعے مثل
ترنبک و ترنگلواری حد رلیس - جو دمن جو ندو بر سر لشکر شاہی کے حوالے کیئے خانزمان
نے ہر ایک قلعہ مین سردار معین کیا اور سوار و پیادہ کی سپاہ مقرر کی - عادلخان کے
حکم سے رندولہ نے نظام الملک کو عظیم خان کے حوالہ کیا ساہو کو ساتھ لیکر بیجاپور
گیا خان زمان یہان سے مراجعت کر کے دولت آباد مین شاہزادہ اورنگزیب
کی خدمت مین آیا - خاندوران نے سُنا تھا کہ قطب الملک پاس ایک ہاتھی گج موتی
ہے کہ حسن صورت و لطف سیرت مین اسکے سارے ہاتھیون مین بڑا ہے بادشاہ نے
اسکی طلب کا فرمان جاری کیا اسلیئے خاندوران ادسہ وارا و دگیر کے قلعون کی
فتح سے فارغ ہو کر کوتگیر مین آیا جو قطب الملک کی سرحد پر ہے - ترغیب و ترہیب سے
اس ہاتھی کو مع پچیس ہزار ہون (ایک لاکھ روپیہ) کے صیغہ نعلبندی مین اُس سے
لیا پھر وہان سے دیوگڈھ کے ملک مین آیا - حصار تلجھرہ و آشتہ جو پرگنہ
برار اور کررانڈ کا کے توابع مین سے تھے اور گونڈون کی ایک جماعت نے انپر
تصرف کر رکھا تھا اور حکام صوبہ دار کی اطاعت وہ نہین کرتے تھے انکو مفتوح
کیا اور کنک سنگہ بیس کو دیوگڈھ کے مرزبان کو کیا پاس بھیجکے پیغام دیا کہ اگر تو
چاہتا ہے کہ بہادران کشورگیر کے ہاتھ سے محفوظ رہے تو پیشکش بھیج ورنہ عنقریب
تیری جان کی خیر نہین جب لشکر شاہی ناگپور سے ایک منزل پر آیا تو کنک سنگہ
کے ساتھ کو کیا کا وکیل خاندوران پاس آیا جس سے معلوم ہوا کہ اُس نے پیغام
جو کنک سنگہ لے گیا تھا اس کو نہین مانا مکر و تزویر سے ٹالنا چاہتا ہے خان
مذکور ناگپور مین آیا اور اسکے قلعہ کی کشائش کے لیئے ہمت چست کی جو کو کیا کے سب قلعون
مین زیادہ مضبوط تھا اور پانچ روز مین مورچلون کو خندق کے کنارہ تک پہنچایا
اہل قلعہ نے پناہ مانگی - خاندوران خان نے کہلا بھجوایا کہ اگر اپنی رستگاری
چاہتے ہو تو سارا اسباب و اسلحہ و دواب کو حوالہ کرو - اس شرط کو اہل قلعہ نے

خانہ زمان خان نے سرلشکر پہلوان درویش سرخ کو اشارہ کیا اس نے خندق حصار جسکا عرض آٹھہ ذراع اور عمق دس ذراع تھا باندھا اور لشکر کو خندق سے پار قلعہ کے گرد لے گیا اس اثنا مین کہیا زمیندار چاندا حسب الطلب خاندوران خان پاس پندرہ سو سوارون اور تین ہزار پیادون کے ساتھہ آگیا اور ستر ہزار روپیہ مہمانی کے لئے دیا سنگرام زمیندار کنور بادشاہ کے حکم سے دو ہزار سوار اور پانچہزار پیادہ سپاہی اور لٹیرے لیکر لشکر شاہی سے آن ملا اہل ولایت کو کیا جو بادشاہی فوج سے بھاگ کر پہاڑون اور درون اور مکانون مین چھپے تھے انکا بہت سا اسباب و مواشی اشارہ لونڈی مین لوٹ کر وہ ساتھہ لایا جب پہلوان درویش نے بیتل مہتہ بیل اور کو کیا کو اطاعت کے لئے ہدایت و نصیحت بہیجی گئی اوس نے اپنا وکیل اور اپنے ڈیڑہ سو ہاتھیون کے نامون کا ایک طومار بھیجا اگر محاصرہ اوٹھالو اور مجھے امان دو تو یہ سب ہاتھی بھیجدون - خاندوران خان نے جواب دیا کہ تیری رہائی اسیر موقوف ہے کہ قلعہ کو خالی کر کے ان ہاتھیون کے ساتھہ ہمارے پاس حاضر ہو لیکن قلعہ کے حوالہ کرنے پر کوکیا کا وکیل راضی نہ ہوا تو تینوں نقبوں میں شتابہ لگایا گیا دیوار اور برج اوڑنے سے راہ وسیع پیدا ہوئی اور سپہدار خان اور راجہ جے سنگہ قلعہ کے اندر گھس گئے - دیوجی قلعہ دار زندہ گرفتار ہوا کوکیا دیوگڑہ سے جو پندرہ کوس پر تہا خاندوران خان سے ملنے آیا ڈیڑہ لاکھ روپیہ نقد اور سارے ہاتھی نر و مادہ ایک سو ستر حوالہ کئے - خدمتگاری اور فرمانبرداری اختیار کی اور وعدہ کیا ہر تین سال پر چار لاکھ روپیہ خزانہ مین داخل کرونگا - خاندوران نے حصن ناگپور اس کو حوالہ کیا اور خود نواحی کالی بھینٹ مین آیا یہان کے مرزبان بھیم سین سے ایک نر و مادہ ہاتھی لیا -

بادشاہ ۱۵ رجب کو اجمیر سے اکبر آباد کو چلا - ۲۸ رجب کو بادشاہ تالاب ماری کے کنارہ کے مکانات مین آیا وہ دو سال مین ایک لاکھہ چالیس ہزار روپیہ مین تیار ہوئے تھے سنگ سرخ سے بنائے گئے ہتے اس سبب سے اس کا نام لال محل

[illegible]

رکھا گیا۔ اسی تاریخ راجہ بیٹھلداس و معتمد خان جو دھندھیرہ زمیندار کی مالش کو گئے تہے
آئے۔ اونہوں نے جا کر حصار کا محاصرہ کیا۔ وہان کے مرزبان نے دق ہو کر پناہ
مانگی اور معتمد خان پاس آیا معتمد خان اس کو بادشاہ پاس لایا۔ بادشاہ نے قلعہ خیبر
مین اسکے قید ہونیکا حکم دیا۔ بادشاہ ۱۸ شعبان کو اکبرآباد مین داخل ہوا قلعہ اکبرآباد
مین جو عمارات تازہ بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوئیں اُن کی تفصیل یہ ہے کہ
دولتخانہ خاص و عام بادشاہ سے پہلے اور اوسکی سلطنت میں بھی کچھہ دنون ایک
ایوان پارچہ سے بنایا جاتا تہا پھر شاہجہان نے اسکو چوبین بنوایا ۱۰۳۶ھ ۷۰ ذراع
لمبا اور ساڑھے پچیس ذراع چوڑا سنگ سرخ کا بنایا گیا مگر کے حصار و ستون سفید کئے گئے
دولتخانہ خاص و عام کا جھروکہ پہلے کچھہ تکلف کا نہ بنا ہوا تہا اب وہ سنگ مرمر کا
بنایا گیا اور اوسکی چارون دیوارون مین زنگار رنگ پتھرون کی پرچین کاری
کی گئی اسکی چھت مین سونے کی منبت کاری کی گئی جھروکہ کے عقب مین دولتخانہ خاص
بنایا گیا جسکی دیوارین اور چھت سنگ سرخ کی ہین اور تمام پٹیالی کے چونہ سے
کہ جلا و صفا مین سنگ مرمر کے چونہ سے بہتر ہے آئینہ نما بنائی گئیں دولتخانہ خاص
جسکو خانہ طینی کہتے ہین سنگ مرمر کا پندرہ گز طول مین اور نو گز عرض مین بنایا گیا
یہ بادشاہی چالیس او بگل کا ہے اسکی دیوارین طرح طرح کے نقشون سے آراستہ
اور طلا سے مزین ہوئیں اوسکے دو جانب مین نشیمن بنائے گئے ہر ایک کی چھت
نیمکاسہ کی شکل بھی اسمین طرح طرح کی رنگ آمیزی کی گئی اور اسکی چھت پر ایک چوبی پیش
لگائی گئی اسکے اوپر چاندی لگائی گئی اور اسپر سونے کی منبت کاری کی گئی اسکے
آگے ایک ایوان بہت بلند بنایا گیا وہ سراپا سنگ مرمر کا ہے ۲۶ گز طول مین اور
۱۱ گز عرض مین دو ستونہ بنایا گیا ہے اسکے ازارہ کے متن مین منبت کاری
کی گئی اور حاشیہ پر عقیق اور مرجان کی پرچین کاری ہے سقف اوسکی مثل خانہ
طینی ہے اس عمارت کے نیچے تہ خانے ہین اوسکے در و دیوار مین بعض جا

آئینہ بندی کی گئی کچھ سونے سے اور کچھ طرح طرح کے رنگون سے آراستہ کیا گیا۔ اس خانہ مین
دو حوض ہین آبشار چادری سے ایک بھرتا ہے اور اُس سے ایک نہر ۱۱ گز طول مین
اور ایک گز عرض مین جاری ہوتی ہے اور وہ دوسری حوض مین جو پہلے سے زیادہ
وسیع ہے گرتی ہے اس ایوان کا صحن طول مین اکتالیس گز ہے اور عرض ۲۹ گز اسکے
نیچے گھر بنائے ہین اور اسی مین اشرفی خانہ ہے صحن مزبور کے مغرب مین ایک
چبوترہ سنگ مرمر کا ہے جسپر موسم گرما مین آخر روز اور رات کو بادشاہ جلوس فرماتا
ہے اور مشرف ہے صحن روے زمین سے جو طول مین ۶۶ گز اور عرض مین ۵۵ گز
ہے اور اسکے شرق مین ایک تخت سنگ محک کا ہے جو دریا سے جون یہ مشرف ہی
اور صحن پائین کے تین طرف عمارات عالیہ پتھر کی بلند بنی ہوئی ہین جنمین جواہر اور
مرصع آلات رکھے جاتے ہین اس صحن کے جنوب مین ایک نشیمن منبت کاری کا ہے
چتر کی مانند سنگ مرمر کا چار ستونون پر اسمین بادشاہ زرین اورنگ پر جلوس
کرتا ہے دولتخانہ خاص کے محاذی ایک ایوان ہے ۲۵ گز طول مین ساڑھے پانچ
گز عرض مین اسکے متصل حمام ہے جسمین منازل متعددہ ہین اس مین اندر و باہر
صنعت گرون و ہنرورون نے عجب صنعت پچین کاری و آئینہ بندی و منبت اور
اور متائع عجیبہ کی ہین وسط خانہ مین ایک حوض کلان ہیچ در ہیچ ہے وہ
آئینہ کی مانند صاف ہے اسکے چارون اطراف فوارے چھوٹتے ہین دریا کی
طرف سرد خانہ و گرم خانہ مین حلبی آئینے ایسے لگائے ہین کہ اسمین تمام رود خانہ
اور راہ مین نظر آتے ہین اور وہ حمام مین ایسے چسپان کیے ہین کہ زیب و زینت بڑھ
گئی ہے۔ دولتخانہ خاص کے متصل ایک پہلی عمارت اکبر و جہانگیر کی بنوائی ہوئی
تھی اسکو مسمار کراکے ایک اور عمارت سنگ مرمر کی بنائی ہے وہ مثمن خانہ بہ شکل
ہے جسکا قطر آٹھ ذراع ہے جسکے اضلاع پنجگانہ دریا پر مشرف ہین وہ نہایت
رنگین و دلنشین ہے اسکے تین عزبی ضلعون مین تین نشیمن ہین اسکے آگے ایک

ایوان ہے اس عمارت کے اندر اور باہر پرچین کاری مین طرح طرح کے پتھر لگے ہوئے
ہین اس شاہ برج کے درمیان دو خانہ طلبی ہین جو گوناگون نقوش طلائی سے مجلی ہین
اسمین ایک ایوان ہے اسکے دورویہ سنگ مرمر ہے اسمین سونے کی نقاشی ہے بادشاہ
کی آرامگاہ ہے ایک ایوان ہے سنگ مرمر کا طول مین ۲۶ گز اور عرض مین سارھے
دس گز اسکی دیوار ستونون کی کرسی تک منبت اندود ہے اسکی جداول پر چین کاری
کی ہین جنمین طرح طرح کے پتھر لگے ہوئے ہین اسکی سقف پر سونے کی منبت کاری ہے
اس ایوان کے پیچھے ایک مکان ہے سنگ مرمر کا طول مین پندرہ گز اور عرض مین سارھے
آٹھ گز اسکی سقف و دیوار ایوان کی دیوار کا [illegible] رکھتی ہے اور اسکی منبت مین صور
و تماثیل منازل آسمانی کے نمونہ پر بنائی گئی ہے اسکے دو جانب مین دو شہ نشین
ہین اور اس منزل اور شاہ برج کے وسط مین بنگلہ درشن سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے
اور اسپر طلا کے نقوش ہین پشت بام ایوان [illegible] طلا ایسے لگائے ہین ع کہ خلق زان
بدو خورشید در گمان افتد + آرامگاہ [illegible] استی گز مربع ہے اسمین حوض پندرہ
گز طول مین اور ۹ گز عرض مین ہے اسی [illegible] فوارے لگے ہوئے ہین اس کے آگے
ایک آبشار چادری ہے اسکے آگے باغ [illegible] باغ مین ایک چبوترہ ہے۔ باغ کی
ساری کیاریان سنگ مرمر کی بنی ہوئی [illegible]
آرامگاہ کے پہلو مین ایک ایوان ہے [illegible] گونا گونون نقوش سے منقش ہے اور وہ
اس عمارت کا جواب ہے جو شاہ برج اور آرامگاہ کے اوسط مین ہے۔ ایوان طلبی خانہ
کے عقب مین ایسی ہی رنگ آمیزی ہے جیسے کہ ایوان مشرقی مین اسکے صحن مین
ایک بنگلہ ہے جو دریائے جمن پر مشرف ہے اور وہ بنگلہ مبارک کا جواب ہے اور
اسکے دو جانب مین دو حجرے ہین طلا اندود اور نقوش آمود ان منازل ستہ گانہ
کی پشت بام نے الواح طلا سے آرایش پائی ہے۔
بادشاہ نے اگرچہ آغاز جلوس مین کل خلقت کو اپنے آگے سجدہ کرنے سے منع کر دیا

اور اوسکی جگہ زمین بوس مقرر کیا تہا مگر یہ زمین بوس بھی سجدہ کے مشابہ تھا۔ بادشاہ نے ان دنون مین اسکو بھی معاف کر دیا۔ بجاے اسکے تسلیم چہارم مقرر کی اور حکم ہوا کہ بادشاہ کی طرف سے جو عنایت ہو اسکے شکریہ مین تسلیم چہار گانہ بجالائی جائیں صوبجات کے ناظمون کے نام فرمان صادر ہوے کہ جسوقت کوئی حکم وارد ہو یا کوئی اور عنایت شاہی ہو تو اس وقت بھی یہی طریقہ برتنا چاہیئے۔

۱۹ شعبان کو وزن شمسی کا جشن ہوا۔

سوم شوال کو بادشاہ کو انصباب مادہ دموی عضاء اسافل مین ہوا اور اس سے بہت تکلیف ہوئی دو مرتبہ خون نکلا گیا۔ بادشاہزادون اور امیرون نے ہزارون روپئے صدقہ مین دئے۔ بادشاہ اونیس روز تک نہ دولت خانہ خاص و عام مین نہ دولت خانہ خاص مین تشریف فرما ہوا خوابگاہ مین بعض خاص امراء کو رنش کرتے تہے۔ بادشاہ انکی خاطر پژمردہ اور دلہاے آزردہ کی تسکین کر دیتا تہا۔ علامی افضل خان کو اپنے پاس طلب کرکے مہام ملکی کے ضروری کامون کو سرانجام دیتا تہا۔

۲۴ شوال کو نوروز ہوا۔ بادشاہ نے بیماری کی انیس روز تکلیف اٹھا کے تخت مرصع پر جلوس فرمایا۔ بادشاہ زادون اور امراء نے بہت روپئے برسم تصدق و ایثار بخش کئے۔ بیگم صاحب نے ایک تخت ڈہائی لاکھ روپیہ کی قیمت کا پیشکش مین دیا غرض جیسی اس دفعہ لاکھون روپیہ کی پیشکشین پیش ہوئیں کبہی پہلے کسی بادشاہ کے عہد مین نہ پیش ہوئی تھیں۔ ہمیشہ دامن کوہ قلعہ کانگڑہ کے فوجداری کو کمک جہوجپت سنگھ کیا کرتا تہا کچھ دنون سے اوس نے فساد پر کمر باندھی اور اداے خدمات مین قاصر ہوا دورنگی و ناسپاسی کے لئے بیم و ہراس لازم ہے جب فوجہدار پاس آتا تو جمع کثیر کو ساتھ لاتا۔ شاہ قلی خان نے اوسکو اپنے پاس بلایا تو وہ بہت سے راجپوت سوار و پیادہ

بادشاہ کی علالت۔

نوروز — جہوجپت [illegible]

گیا مذکور بھی شورش انگیزی کے ارادہ سے ساتھ لایا۔ شاہ قلی اسکے ان اطوار سے بات
کو سمجھ گیا اُس نے اس طائفہ کو جو اسکے گھر کے حوالی مین رہتے تھے حصار کے اندر بلایا اور
اپنے گھر مین انکو پیکار کے لئے مستعد رکھا۔ جب بھوپت آیا اور اُسنے یہ سامان دیکھا
تو اُس نے آتش کارزار کو روشن کیا۔ سہ پہر سے سورج کے چھپنے تک لڑائی رہی اس
زد و خورد مین بھوپت مارا گیا لشکر شاہی مین میر علی اصغر بخشی کا نگرہ کشتہ ہوا۔ بادشاہ نے
یہ حال سُنکر شاہ قلی خان کو خلعت و فیل و نقارہ عنایت کیا۔

اکبرآباد مین قلعہ کے آگے عمارات کی تعمیر

دریای جمن پر دار الخلافہ اکبرآباد کی بنیاد پڑی تھی آب کندون کی وجہ سے اسمین نشیب و فراز
تھا اور آبادی کی وضع طرح ٹھیک نہ تھی قلعہ ارک کے اندر دولتسرای شاہی اور تمام
کارخانے سرکاری تھے اسکے دروازہ کے آگے کوئی وسعت جلوخانہ کے لائق نہ تھی صبح
شام جو بادشاہ نکلتا کہ خلقت کورنش بجالائے تو ازدحام کے سبب سے آدمیون کو اذیت
ہوتی خصوصاً عیدین اور ایام سرور و سور مین اور سواری کے وقت ہاتھی گھوڑون کے
ہجوم کے سبب سے آدمیون کو جان کا خوف ہوتا اور کوئی مسجد بھی اس شہر کی شان کے
لائق نہ تھی۔ بادشاہ نے ان دنون مین ان عیبون کے دور کرنے کے لئے قلعہ کے
دروازہ کے آگے بازار کلان کی طرف ایک چوک مثمن بغدادی کی طرح لیا جسکا قطر ایک سو
اسّی ذراع بادشاہی تھا ہر ضلعے مین چودہ حجرے و ایوان اور قصر مین پانچ دکانین
تعمیر کرائین اور حکم دیا کہ چوک مذکور کے مغرب مین ایک مسجد بنائی جائے جسکا طول ایک سو
بیس ذراع بادشاہی ہو اور قبلہ رخ تین برج بنائے جائین اور باقی تین طرفون مین حجرے
طاق و ایوان ہون اور صحن اسکا اسی گز سے اسی گز ہو وہ سرکار خاصہ سے بنائی جائین
مگر بیگم صاحب نے بادشاہ سے عرض کرکے یہہ خرچ اپنے ذمہ لیا جو اہل شہر کے مکان مسجد
مین آئے انمین سے بعض کو ڈیوڑھی قیمت دی گئی خرید اور بعض کو بدلہ مین اور مکان دیکے
اور مالکون کو خوش کردیا ۱۲ ذی قعدہ کو بادشاہ کی مجلس مین ذکر ہوا کہ فلان صوبہ کا
دیوان اپنی اظہار ریاست اور جزرسی کے لئے خلق اللہ کے حق مین سختی کرتا ہے۔

بادشاہ نے فرمایا کہ دنیا کے کام بے مسامحۃ و مصالحۃ کے نہین چلتے بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے مہمات و معاملات ترک مدارا اور عدم مواسا سے بگڑ جاتے ہین جس سے انکے شگفلون کی خاطر پراگندہ ہوتی ہے حافظ نے اس مضمون کو خوب ادا کیا ع سخت می گردد جہان بر مردمان سخت کوش * چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ احکام دین و اوامر شرع مین محض حق کو چاہتے تھے اور بعض امور مین اغماض ہرچند کہ ضروری ہوتا نہ فرماتے اس باعث سے شورش عظیم برپا ہوئی رفتہ رفتہ محاربہ و قتال کی نوبت پہنچی تاریخون مین اسکا ذکر ہے اس اثنا مین سید جلال بخاری نے بادشاہ سے عرض کیا کہ امیر المومنین کا قول ہے کہ دنیا دو پاؤن پر قائم ہے ایک حق دوسرا باطل مین اسکو چاہتا ہون کہ حق کے پاؤن پر قائم ہو مگر یہ بات اسکی چلی نہین بادشاہ نے کہا کہ اگر یہ نقل صحیح ہو تو شیخین اور آنحضرت کے زمانہ مین ارتکاب باطل ہوا ہوگا یہ کیونکر یقین ہو سکتا ہے کہ انکے زمانہ مین باطل نے رواج پایا ہو لوگون نے اس کی توجیہات کین مگر بادشاہ کو پسند نہ آئین اور خود یہ توجیہ بیان کی کہ اکمل کائنات و افضل مکونات کے وجود سے دلون کے آئینے زنگ خلاف سے مصفا ہو گئے تھے صفحات طبائع غبار خلاف سے مبرا تھے اہلجہان اس قافلہ سالار ہدایت و شمع شبستان رسالت کے اقوال و افعال کو جو محض حق و صواب بحت تھے سرمایہ حصول مآرب بناتے اور شاہراہ متابعت سے باہر نہ جاتے اور ایسی ہی شیخین کے عہد مین بسبب قرب زمانہ کے لوگون کے دلون پر بھی اثر رہا ان نفوس قدسیہ کے بعد زمانہ سے عدالت و سویت جو پیرایہ انتظام جہان اور التیام اہل جہان و ابستہ ہے دور ہو گئے حضرت عثمان ذی النورین قتل ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد مین ساری انتظام کا ڈھچر بگڑ گیا۔

غرہ ذی الحجہ کو اورنگ زیب دکن سے بادشاہ پاس آیا اور نظام الملک کو مع دس شش داروں کے ساتھ لایا جسکو دکنیون نے اپنے ہنگامۂ شورش کے لیے

آمدن اورنگ زیب و نظام الملک

نظام الملک بنایا تھا اور خان زمان نیہا ہو سے لیکر اورنگ زیب کے حوالہ کیا
پادشاہ نے حکم دیا کہ وہ سپہ خان جہان کے حوالہ ہو کہ وہ اسکو قلعہ گوالیار مین اور دو
نظام الملک کے ساتھ مقید رکھے جنمین سے ایک جہانگیر کے عہد مین احمد نگر کے فتح کے
بعد اور دوسرا دولت آباد کی فتح کے بعد قید ہوا تھا

دسوین کو پادشاہ عیدگاہ گیا- چودھوین کو راجہ جے سنگھ کو اپنے
وطن انبیر جانے کے لیئے رخصت دی کہ آرام کرے -
اسنے دکن کی مہمات مین کارہاے نمایان کیئے تھے اسکے ملک مین خانہ زاد گھوڑے
کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہو گئی تھی اس لئے اسکو بیس گھوڑیان دین کہ گھوڑون
کی نسل بڑھ جاے دکن مین خان زمان خان کا انتقال ہوا جسکا پادشاہ کو
بڑا ملال ہوا اس تاریخ پادشاہ نے اپنا سفیر حسینی اور نامہ شاہ ایران کو روانہ کیا
ہم اس نامہ مین سے وہ چند فقرے نقل کرتے ہین جنمین تمام فتوحات دکن اور ججھار سنگھ
کے قتل کا خلاصہ آجاتا ہے —

بعد حمد و نعت والقاب آداب کے پادشاہ لکھتا ہے کہ یہ امر ظاہر ہے کہ تمکو ہماری فتوحات
کی خبر سننے سے خوشی ہوگی- کیونکہ یگانگی اور دوستی کا مقتضاء یہ ہے کہ دوست
کے اسباب مسرت کے حصول سے دوست مسرور ہوتے ہین اسلئے ان ایام مین
جو فتوحات حاصل ہوئین انکو مین بیان کرتا ہون دکن مین قلعہ دولت آباد فتح ہوا
تھا اسکے سیر کے لیئے اکبرآباد سے مین دکن کو روانہ ہوا تھا اس ضمن مین یہ بھی منظور
تھا کہ جو ملک نظام الملک کے قلعے نہین فتح ہوئے ہین وہ بھی فتح ہو جائین اور اس
سرحد کے معاملات کا انتظام ایسا کرون کہ اسطرف کی مہمات سے بالکل خاطر جمع
ہو جاے اور پھر اس طرف توجہ کرنی کی ضرورت نہ رہے اس قلعہ کو دیکھ کر معلوم
ہوا کہ معلوم نہین کہ اس طرح کا قلعہ کہین اور بھی ہو- اے فرزند اگر یہ قلعہ
ملک نے قریب ہوتا تو مین تجھہی کو دیدیتا کہ تو خلقت عزیز و صنعت عجیب کا تماشا

دیکھے اے فرزند تجھ کو اسکا دیکھنا میسر نہین ہوگا اسلیئے مین اسکی تصویر کھینچتا ہون اس سفر کے
ارادہ کے اثناء مین یہ مجھے معلوم ہوا کہ ججھار سنگہ بندیلہ نے بغاوت اختیار کی جسکا باپ راجہ
نرسنگہ دیو تھا کہ وہ ملک ومال کے لحاظ سے اپنے اقران اور امثال مین ممتاز تھا وہ اپنی ملک و
دولت بے شمار وکثرت پیادہ وسوار وقلاع استوار اور اپنی مرز وبوم کی قلب زمینون ہم
اور اطراف مساکن کے جنگلون کی سختی پر ایسا مغرور ہوا کہ یہ ارادہ کیا کہ دولت آباد اسکے ملک
مین ہو کر جاؤن کہ اس ضمن مین اِس مہم کے سرانجام دینے سے فضیلت جہاد کا اکتساب اور
ثواب غزا کی تحصیل ہو اسلیئے ١٨ شہر ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۵ کو دار الخلافہ اکبر آباد سے روانہ
ہوا اور تین طرف سے تین فوجین روانہ کین ایک فوج کا سردار سید عبد اللہ خان فیروز جنگ تھا
دوسری فوج کا سپہ سالار سید خان دوران بہادر اور تیسری سپہ کا سرلشکر سید خانجہان تھا
ان تینون نجیب سیدون نے بڑے شوق سے مہمات کو انجام دیا۔ ججھار سنگہ کے ملک کے
بیشہ مین تبر وتیشہ کی ضرب سے بیخ وریشہ کو پراگندہ کیا اور اس ملک کے پانچ قلعے
سواے فتح کر لیئے ججھار سنگہ بھاگتا بھاگتا دنیا داران دکن پاس گیا کہ انکی شفاعت سے
جان کی امان پاے۔ میرا لشکر ایلغار کر کے قطب الملک کے ملک مین گیا جہان ججھار سنگہ
تھا اُسنے اُسکو اور اسکے بیٹے کو مار ڈالا اُنکے سرون کو میرے پاس بھیجدیا اور اُس کے
اہل وعیال صغیر وکبیر کو اسیر کیا سواے جسکے ایک کرور روپیہ اسکا خزانہ عامرہ مین داخل ہوا
بتخانون کی جگہ مسجدین بنائی گئین صداے ناقوس کا نعم البدل اذان ہوئی۔ ماندو
مین مین نے ان امراء کو جاہ ومنصب وانعام دیئے جنہون نے ان مہمات مین کار ہاے
نمایان کیئے تھے اور کوچ پر کوچ کر کے دولت آباد مین آیا اہل دکن نے باوجود یکہ
نظام الملک قلعہ گوالیار مین قید تھا ایک شخص کو نظام الملک بنا لیا۔ اسکی امداد وعادلخان نے
کی جو دکن کے دنیا دارون مین سب سے زیادہ قوت وقدرت رکھتا تھا۔ انہون نے
اس سرحد مین فتنہ وفساد کا غبار اٹھایا اور اطراف کے قلعون کو اپنی تصرف مین کیا۔
دولت آباد کے حوالی مین پہنچکر مین نے ۷ رمضان کو تین فوجین بھیجین ایک کی سرداری

خان دوران بہادر اور دوسرے بسرکردگی سید خانجہان اور تیسرے بسرکردگی خان زمان کے
نظام الملکیہ باغیون کی سرکوبی کرین عادلخان کو خردسالی اور کم خردی کے سبب سے یہ توفیق
نہ ہوئی کہ بلا توقف و تاخیر بندگی و فرمان برداری کا طریق اختیار کرتا اُس نے ارباب فساد
کی امداد کی اس لئے اسکی تنبیہ بھی ان فوجون کو سپرد ہوئی۔ نظام الملکیہ گروہ میری فوجون کے
سامنے نہ ٹھیر سکا وہ عادلخان کے ملک مین آیا میرا لشکر بھی عادل خان کے ملک مین گیا اکثر
اسکی آباد ولایت کو قتل و بند تاخت و تاراج سے بالکل خراب و غارت کیا میں اپنی خرابی حال پر استدلال کیا اور اُس کو
یقین ہو گیا کہ میرا گھر خراب ہوگا اور میرا حال بھی نظام الملک جیسا ہوگا غرض نادم و پشیمان
ہو کر ہمارے حکمون کو قبول کیا۔ بیس لاکھ روپیہ کی پیشکش بھیجی ہمنے اسکی تقصیرات معاف
کردین اُس نے چالیس لاکھ روپیہ و نفیس جواہر و نادر مرصع آلات اور ایک سو فیل پیشکش مین
ارسال کئے۔ مین نے ۱۷ صفر ۱۰۴۲ھ کو دولت آباد سے روانہ ہوا۔ ۱۸ شعبان کو اکبرآباد
مین داخل ہوا۔ اس یورش مین ایک سال کے اندر نقد و جنس پیشکشون مین دنیا داران
دکن اور زمینداران گونڈوانہ سے دو کرور روپیہ اور چار سو ہاتھی سرکار خاصہ کو حاصل ہوئے اور
ملک جسکی آمدنی قریب کروڑ روپیہ کے ہے ہاتھ لگا اور اکتیس قلعے مثل خیبر و دھرپ و تربنک و
اودسہ وادگیر وغیرہ سوائے نو قلعون دولت آباد و قلعہ قندھار وغیرہ کے فتح ہوئے۔ بعد
اسکے نظام الملک کی مملکت مین سے ملک جسکا حاصل ایک کروڑ روپیہ تھا اولیاء دولت
کے تصرف مین آیا ان دو یورشون مین ملک نظام الملک و مملکت بندیلہ کے پینتالیس قلعے اور
ملک جسکا حاصل دو کروڑ روپیہ ہے حاصل ہوئے فقط اسی سال مین بادشاہزادہ اورنگ زیب کی
کدخدائی کا جشن ہوا وہ شاہ نواز خان پسر مرزا رستم صفوی کی بیٹی سے بیاہا گیا پہلے ایک لاکھ
ساٹھ ہزار روپیہ کی ساچق بھیجی گئی تھی اب دس لاکھ روپیہ شاہزادہ کو شادی کے خرچ کے
لئے مرحمت ہوئے اور چار لاکھ روپیہ کا مہر بندھا۔ ایسی دھوم دھام کی شادی ہوئی
کہ پہلے کمتر ہوئی تھی۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ججھار سنگہ کی اولاد مین سے پرتھی راج جو معرکہ
کارزار سے بندیلے زندہ بھگا کے لے گئے تھے اُس نے اپنے نواح وطن مین جمعیت فراہم کی

بعض ہاتھ مین ظلم کیا اور زیردستون کے آزار مین دست دراز کیا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ
اس بدنہاد کے ریشۂ فساد کو قلع اور اسکے شجر حیات کو قطع کرے اور بعد اسکے وہ اپنے صوبہ
مالوہ مین جائے اور شائستہ خان کو اسکے باپ خان زمان مرحوم کی جگہہ دکن اور ملک
نظام الملک کی صوبہ داری پر مقرر کیا کہ شاہزادہ اورنگ زیب کے پہنچنے تک وہ نیابتاً کام کرے

پرتاب سنگھ زمیندار جھبیہ نے پادشاہ کی اطاعت سے سرتابی کی اور وہ زبونون کی
جرگہ مین داخل ہوا پادشاہ نے عبداللہ خان فیروز جنگ کو حکم دیا کہ صوبہ بہار کے
کومکیون کو لیکر اس تبہ کار کی تنبیہ کرے۔ سردار نے اور ہمراہیون کو ساتھ لیکر قلعہ
بھوجپور کو جو اس ملک مین حاکم نشین تھا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ مثلث کی شکل کا ندی کے
کنارہ پر بنا ہوا تھا اسکا نام ترپھاگ (سہ برجہ) رکھا تھا۔ پرتاب سنگھ نے حصار کے
استحکام و مصالح مدافعہ کے زیادتی پر نظر کرکے مدافعت کے لئے پیش قدمی کی ہر ہفتہ و ماہ
مین بہت آدمی دونو طرف سے مارے گئے محمد یار بیگ کے دو بیٹے کہ مشہور شجاع
اور روشناس تھے شہید ہوے۔ چھہ مہینے کے محاصرہ کے بعد قلعہ مفتوح ہوا چند روز جو ملی
حصار ارک مین پرتاب نے بے آبی سے تکلیف اٹھائی محصور رہا۔ آخر عجز سے پناہ مانگی
اور زن و فرزند کی ہمراہ عبداللہ خان پاس آیا۔ پادشاہ کے حکم سے پرتاب کو بکمال خفت
گردار مین وحشت کے اعدام مین آوارہ کیا اسکی بیوی مسلمان ہوکر عبداللہ خان کے نبیرہ کے
نکاح مین آئی۔ ۳۶ ہاتھی اور پچاس گھوڑے و اقمشہ بعد تاراج کے جو سرکار مین ضبط ہوے
وہ پادشاہ پاس آئے۔ صوبہ ٹھٹھہ کی عرائض سے معلوم ہوا کہ دریای شور کے قریب جو
شہر اور قریئے تھے۔ ایکن بارہ پہر برابر موسلا دھار مینہ برسا۔ بہت سے گھر گر گئے اور
بہت آدمی اور دواب ہلاک ہوئے اور ہوا ایسی تند چلی کہ بڑے بڑے تنومند درخت
کو جڑ پیڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا اور تلاطم امواج نے بے شمار مچھلیان کنارہ پر ڈال دین اور بڑے
سفینے خالی اور اسباب سے بھرے ہوئے موج دریا سے ڈوب گئے اس سبب سے کشتیون کے
مالکون کو بہت نقصان ہوا اور جس دن مین پیر ہوا کی شورش سے دریا کا پانی آیا۔ وہ

شورہ زار ہو گئی زراعت پذیر نہ رہی۔

دوم ربیع الثانی سنہ کو جشن وزن قمری ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا سینتالیسواں سال ختم ہوا اور اٹھتالیسوں شروع۔ اس سال مین برسات کے تین مہینے گذر گئے اور مینھ نہین برسا غلہ گران ہوا اور ایک عالم کو تشویش ہوئی مگر ارباب عدالت مع صلحا فضلا و خاص و عام کے شہر سے باہر نماز استسقا کے لئے گئے اگرچہ کچھ پانی برسا لیکن زمین کی پیاس نہ بجھی جشن کے روز خوب بارش ہوئی اور زحمت خلق رحمت خالق سے مبدل ہوئی۔

دسوین کو میر حاجہ میر بخشی جو جہانگیر کے عہد مین قطب الملک کے پاس سے ایران گیا اور وہان سے آنکر مراجعت کر کے خاندان امیر تیمور کا مرلے کے زمرہ مین داخل ہوا۔ لقوہ و فالج سے مرگیا۔ اگرچہ وہ سیادت مین مرتبہ بلند رکھتا تھا لیکن خوش اخلاقی سی اسکو بہرہ نہ تھا معتمد خان بخشی دوم اسکی جگہ مقرر ہوا۔

بادشاہ نے شاہزادہ اورنگ زیب کو ۳ تاریخ کو رخصت کیا۔ شاہزادہ نے ولایت بگلانہ کی درخواست کی کہ مجھے مرحمت ہو۔ بادشاہ نے اسکو عنایت کی اور فرمایا کہ دولت آباد مین پہنچکر بگلانہ لشکر بھیجنا اور اسکو فتح کر لینا۔ بگلانہ مین آب و ہوا مین اعتدال ہے۔ نہرون کے کنارہ پر درخت سایہ دار اور پھلدار بہت ہین ۳۲ پرگنے سیر حاصل ہین وہ ایک جانب سی خاندیس دکن سے اور دوسری سمت توابع سورت و گجرات سی ملا ہوا ہے اور سورت و دولت آباد کو وسط مین سا ٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے یہان زمیندار بھرجی ہے جو باون پیڑھی سے یہان کا راج کرتا چلا آیا ہے۔

بادشاہ نے پانچ لاکھ روپیہ بعد جلوس کے مکہ و مدینہ کے لئے نذر مانے تھے دو لاکھ چالیس ہزار پہلے روانہ کرچکا تھا اب اندنون مین اعظم خان صوبہ دار گجرات کو حکم دیا کہ ساٹھ ہزار روپیہ کا اسباب جو عرب مین فائدہ سے فروخت ہو حکیم ابو القاسم کو حوالہ کرے کہ وہ وہان مستحقون کو دیدے۔

جہانگیر کا ارادہ تبت کی تسخیر کا پیش نہاد خاطر تھا - ہاشم خان ولد قاسم خان میر بحر حاکم کشمیر نے
جہانگیر کے حکم سے زمینداروں کی سپاہ اور بہت سوار و پیادے جمع کر کے - ہر چند ہاتھ پاؤں
مارے کہ اس ملک میں داخل ہو مگر سوائے مردم کشی کے کوئی اور کام نہ ہوا اور وہ پھر آیا
ان دنوں میں شاہجہان نے حکم دیا کہ ظفر خان حاکم کشمیر مع لشکر کے اس جگہ جاوے اور
ولایت تبت کو مسخر کرے - وہ آٹھ ہزار سوار اور پیادے جمع کر کے کرچی کی راہ سے چلا
اور ایک ماہ کے عرصہ میں پیر شکرو میں آیا جہاں سے ملک تبت کا آغاز ہوتا ہے
اور آب نیلاب (سندھ) کی اس طرف ہے اور علی رائے نے حصار کے نزدیک اترا
کیا - علی رائے پدر ابدال مرزبان حال تبت نے دو پہاڑوں کے سروں پر بہت بلند
طولانی دو حصار استوار کئے تھے انمیں زیادہ بلند کھر پوچہ مشہور تھا اور دوسرا کھچنہ
ہر ایک کی راہ پیچ ع چو گلو گاہ نائے و سینہ چنگ - قلعہ نشینوں کی آمد و رفت پہاڑ
کے اوپر ہوتی تھی - ابدال قلعہ کھر پوچہ میں متحصن ہوا اور محمد مراد اپنے وکیل کو جو اسکی
جہات کا ناظم تھا قلعہ کھچنہ کی حراست سپرد کی اور اہل و عیال کو قلعہ شکر میں جو پہاڑ
پر آب نیلاب کی دوسری جانب تھا محفوظ کیا - ظفر خان نے ان دو قلعوں کی رفعت و
متانت کو دیکھ کر محاصرہ و پیکار میں مصلحت نہ دیکھی اور یہ سوچا کہ تبت کی سپاہ و رعیت
ابدال کی ناہنجاری سے دل آزردہ ہو رہی ہے اسکو مدارا و مواسا سے اپنی طرف کر لے
اور حصار شکر کی کشایش اور ابدال کے اسیر کرنے کے لئے سپاہ معین کرے - لشکر کے یہاں
رہنے کے لئے کل مدت دو مہینے سے زیادہ نہیں ہے اگر اس سے زیادہ توقف ہوگا
تو برف کی زیادتی سے راہیں مسدود ہو جائینگی - پس اسنے میر فخر الدین کو فرہاد بیگ
بلوچ اور چار ہزار سوار و پیادوں کے ساتھ قلعہ شکر پر بھیجا اور خود ابدال کے استیصال
کے درپے ہوا - احسن خواہرزادہ ابدال کو جو بادشاہی ملازموں میں تھا اور کشمیر کے
کچھ زمینداروں کو جو اس مرز بوم کے رہنے والوں سے آشنائی رکھتے تھے مقرر کیا کہ وہ
ترغیب و ترہیب سے یہاں کے گروہ کو شاہراہ اطاعت و انقیاد پر رہنمون ہوں

کچھ آدمی اُس نے مداخل و مخارج کے بند کرنے کے لئے مقرر کئے۔ میر فخر الدین ساحل
دریائے نیلاب پر آیا۔ چند کشتیاں ترتیب دیں۔ اہل تبت نے ایک دیوار سر راہ کھینچ
رکھی تھی اور اُسکے پیچھے تفنگچیوں کے گروہ کو بٹھا رکھا تھا کہ افواج شاہی کو روکے میر نے
آدھی رات کو دو ہزار آدمی اہل تبت کی دلالت سے روانہ کیئے تاکہ وہ راہ کو
مخالفوں کے قبضے سے نکال لیں۔ لشکر شاہی نے مخالفوں کو مار کر بھگایا اور دریا
پار اُتر کر قلعے کے نیچے آئے اور قلعہ کشائی کی تیاریاں کرنے لگے۔ دوسرے روز
ابدال کا پندرہ برس کا لڑکا جو حصار کی حراست کرتا تھا۔ بادشاہی لشکر کو کم
سمجھ کر اس سے لڑنے آیا۔ فرہاد بیگ نے کہ کوہ میں سر راہ کو روکا اور ہنگامہ جنگ
گرم کیا۔ فرہاد بیگ زخمی ہوا۔ ظفر خان کے نوکر کچھ مقتول ہوئے مخالفوں نے اپنی بقا
فرار میں دیکھی وہ قلعہ کی طرف چلے گئے بادشاہی دلاوروں نے لشکر کے جنوبی دروازے
کے باہر مورچے قائم کئے۔ ابدال کے دل میں بادشاہی لشکر کا خوف ایسا بیٹھا کہ اُسنے
باپ کے عیال کا خیال کچھ نہ کیا۔ سیم و زر اور جو کچھ اپنے ساتھ لے جا سکا رات کو لیکر کھڑکی
دروازہ سے بھاگ گیا ۲۹ ربیع الاول کو میر فخر الدین قلعہ میں داخل ہوا وہ اپنے لشکر
کی لوٹ نہ روک سکا کہ ضبط اموال کرتا مگر ابدال کے اہل و عیال کو گرفتار کرلیا اور ابدال
کے پیچھے سپاہ بھیجی مگر وہ ابدال کو نہ پکڑ سکے کچھ سونا۔ چاندی۔ راہ میں پڑا تھا۔
اُسکو لیکر واپس چلی آئی ظفر خان اس فتح کا حال سنکر قوی دل ہوا۔ کھربوچہ و
کھیدہ کے قلعوں کو فتح کے لئے مستعد ہوا اسکے اشارہ سے اہل قلعہ کھربوچہ کو جو قلت آذوقہ
سے مضطر تھے اہل تبت نے ایسی پٹیاں پڑھائیں کہ قلعہ دار مع کل اہل قلعہ کے باہر آیا اور
قلعہ لشکر شاہی کو سپرد کر دیا۔ ابدال اپنے آدمیوں کی مخالفت سے اور قلعہ کے حوالہ کرنے
سے اور زن و فرزند کے گرفتار ہونے سے ایسا ڈرا کہ قلعہ کھربوچہ کو چھوڑ کر شادیان
کھیوال کی معرفت ظفر خان پاس آیا۔ دوسرے دن ظفر خان ابدال کی ہمراہ قلعہ کے
اندر گیا اور وہاں بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور لشکر میں چلا آیا۔

شہنشاہ کو اسکا مژدہ پہنچا۔ اس اثنا میں میر فخر الدین ابدال کے عیال کو اور دو لڑکے
اور بیبیون کو جو لوٹ سے بچے تھے لیکر آ گیا اور جیب چک و احمد چک کے زن و فرزند بھی
ظفر خان کی قید میں آ گئے جو اعتقاد خان کے زمانہ میں بسبب شورش انگیزی و فتنہ افزائی
کے کشمیر سے تبت میں بھاگ آئے تھے اور ان دنون میں ابدال نے انکو کشمیر بھیجا تھا کہ وہان
فساد برپا کرین کہ لشکر شاہی پراگندہ خاطر ہو اور دوسرے جیب چک نے بھی جو مرزا علی
اکبر شاہی کی صوبہ داری میں تبتیون کی پناہ میں آیا تھا پناہ مانگی اور ظفر خان پاس
آ گیا۔ ظفر خان نے اس خوف سے کہ برف کے پڑنے سے راہیں نہ بند ہو جائیں۔ یا
کشمیر میں جو ابدال نے مفسد بھیجے ہیں وہ نہ فساد کرین ولایت تبت کو محمد مراد وکیل ابدال
کو سپرد کر دیا اور سرکشون کو ہمراہ لے کر مراجعت کی۔ نہ ملک کا کچھ انتظام کیا نہ ابدال
کے مال کی تفتیش کی۔ جب بادشاہ کو اس مراجعت کا حال معلوم ہوا تو ظفر خان
کو فرمان بھیجا کہ جب ملک تسخیر ہو گیا تھا اور قلعے فتح ہو گئے تھے اور مرزبان ولایت
اور اور سرکش تابع ہو گئے تھے تو بے ضبط ممالک و نظم حال رعیت جلد چلا آنا۔
اور ملک کو ابدال کے وکیل کے سپرد کرنا پہلے اس سے کہ اسکے انقیاد پر اعتماد ہو خرد دور بین
اور رائے صواب گزین پسند نہیں کرتی۔ تبت کی دو عام راہیں ہیں ایک کرچ
(کرنج) کی دوسرے لار جنپر ظفر خان نے آمد و رفت کی اگرچہ راہ کرچ کی بمسافت
چار منزل زیادہ راہ لار سے ہے اور زیادہ تر بلند پہاڑون اور تنگ گھاٹون
میں ہے جسمین ایک سوار سے زیادہ نہین چلسکتے مگر لار کی راہ کی نسبت اس مین سرما
اور برف کمتر ہوتا ہے اس سبب سے اس راہ سے تبت مین جلد پہنچ جاتے ہین
راہ لار ہر چند تبت سے نزدیک ہے لیکن کثرت و دوام برف و یخ کے سبب سے
بہت تکلیف کے ساتھ گذر ہوتا ہے۔ ایک پہاڑ بارتفاع آدھ کروہ اونچا ہے کہ وہ
بالکل برف سے ڈھکا رہتا ہے اور اس سے پانی جاری رہتا ہے اس سے
مسافر مشکل سے گذرتے ہین ہمواری کے سبب سے چند منزلین آسانی سے طے

ہوتی ہین لیکن ایک کتل تیس کوس کشمیر سے ہے جسکی برابر سختی و دشواری راہ مین کہین
اور جہان پیما مسافر نہین بتاتے رفعت مین وہ پیر پنجال کی برابر ہے رستہ ایسا تنگ
ہے کہ سوار ہوکر جانا دشوار ہے اوران دونو راہون مین آذوقہ ملتا نہین ظفر خان و اسکے
ہمراہی اتنا آذوقہ ساتھ لیگئے تھے کہ وہ کشمیر کی مراجعت تک کافی ہوا ملک تبت مین
اکثر جگہ گئے ہین اور سینتیس قلعے پہاڑون کی فزونی او تنگی میدان کے سبب زراعت
کم ہوتی ہے اور حبوبات مین سے زیادہ تر جو و گندم و دھان پیدا ہوتے ہین اگرچہ
اس ولایت کا انتظام نہ ہوا مگر خراج کی حقیقت پر پوری آگہی ہوگئی پورے سال کا
حاصل ایک لاکھ روپئے سے زائد نہین اس دیار مین ایک ندی ہے کہ وہان قدرے ذرات
طلائی دستیاب ہوتے ہین ہر سال اسکے اجارہ سے دو ہزار تولہ سونا حاصل ہوتا ہے
جسکی قیمت کم عیاری کے سبب سے سات روپیہ تولہ ہوتی ہے اکثر اثمار سردسیری
مانند زرد آلو و شفتالو و خربوزہ شیرین و لطیف انگور ہوتے ہین یہان کا سیب اندر اور
باہر سے سرخ ہوتا ہے۔ توت و خیار و زرد آلو و شفتالو و خربوزہ و انگور ایکسی موسم
مین ہوتے ہین۔

واقعات تیموری کہ زبان ترکی مین تھی میر ابوطالب تربتی نے کتابخانہ والی
یمن سے لاکر فارسی مین ترجمہ کیا اسمین سے داستان نصائح خرد افزا جو صاحبقران
نے پیر محمد خلف مرزا جہانگیر کو کابل و غزنین و قندھار وغیرہ کی امارت کے وقت کین
تھین اور وہ اس کتاب مین درج تھین وہ لکھ کر شاہزادہ اورنگ زیب کو بھیجین جسکو صوبہ
دکن کے انتظام کو روانہ ہوا تھا اسکی نقل ہم کرتے ہین اس وقت خاطر مین تیمور کے
آیا کہ کابلستان و حدود ہندوستان و نواحی غزنین و باختر و قندھار مین کوئی
کاروان بھیجا جاوے کہ وہ ان ولایات کی تسخیر کا بندوبست کرے اسکے دل مصلحت
اندیش مین آیا کہ کسی کامگار امیرزادہ کو یہ کار مفوض کرون پھر وہ یہ سوچا کہ مبادا
ہوائے سلطنت و استقلال اسکے دماغ مین آئے اگر کسی نوئین کو مین سپرد کرون تو

اس خیال محال سے اسکا مغز شورش مین آ گئے پھر امیرزادہ کا حال تو کیا ہو کچھ تان لیا
کہ اسکے دل مین آیا کہ خدا تعالی نے اسکو سلطنت ارزانی کی ہو کس کا مقدور ہے کہ اُس
سے مخالفت کرے اور نیروی بازو سے فتح پائے اس اثنا مین اُس نے کتاب
بوستان مین فال دیکھی تو یہ ابیات نکلین ۔

ابیات

چو دولت نہ بخشد سپہر بلند	نیاید بہ مردانگی در کمند
نہ سختی رسد از ضعیفی بہ مور	نہ شیران بہ سرپنجہ خوردند زور
خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد	اگر ناخدا جامہ بر تن درد

اسکی طبیعت ان اشعار آبدار سے شگفتہ ہوئی اُس نے اپنے دل سے کہا کہ ہندوستان
کی سرحد آب سند تک غزنین و کابل کی حدود قندھار تک ہے کہ مملکت سلطان
محمود غزنوی تھی پسندیدہ ہوگا کہ اسکو اپنے فرزندون مین سے کسی کو مین سپرد
کرون اگر وہ باغی بھی ہو جائیگا تو وہ اسکا ہی تختگاہ ہوگا نہ کسی غیر کے
کا نصفہ اس ارادہ پر وہ راسخ ہوا اور امیرزادہ پیر محمد برایالت نامزد کی جیسے
تومنات و قشونات و ہزارجات کے سردار فراہم ہوئے ۔ تیمور نے پیر محمد کو بلایا
اور اپنی ٹوپی اسکے سر پر رکھی فرخی خاصہ اسکو پہنائی اور اُس نے کہا کہ مین تجھے
پانچ چیزون کی نصیحت کرتا ہون اول جب تو تختگاہ سلطان محمود غزنوی پر بیٹھے
اور اسکی مملکت پر فرمان روائی کرے تو مجھکو اور اپنے تئین نہ بھولنا اور اپنی مرتبہ
سے تجاوز نہ کرنا دوم ملک کے ہمسایون کے حال سے غافل نہ ہونا سوم ضبط مملکت
و رعایت رعیت مین تساہل نہ کرنا کہ خدا تعالی نے اپنا ملک اسلیئے ہم کو عطا کیا ہے کہ
ہم زیردستون اور مظلومون کے حال سے آگاہ ہون چہارم لشکر کے انتظام
مین کوشش کرنا جو تیرے پاس آئے اسکی نگہداری کرنا کہ خدا تعالی نے تجھہ پر
اسکی حفاظت لکھی ہے اگر کسی بہادر سپاہی کم ہو جائے کہ وہ سپاہ گری مین جیسا کہ چاہیے ویسا

اور وہ تجھسے اجازت اپنے کام چھوڑنے کی مانگے تو اسے رخصت نہ کر اور اُس کے
حال پر ایسی توجہ کر کہ فارغبال ہو کر تیری خدمت کرے۔ سپاہی اپنی جان کو
بیچتا ہے اور سربازی کرتا ہے خوب جان لے کہ ملک کا حصار سپاہ ہے نہ
دستگاہ۔ تخم دین مصطفوی کو رونق بخشیو اور برخلاف اوامر و نواہی الٰہی کے
کوئی کام نہ کر کہ قوام دولت اسکی ساتھ وابستہ ہے سادات و علماء و صلحاء کے
ساتھ نیک معاشرت کر۔ شریرون و رذالون سے اجتناب کر۔ اسی محفل مین ایک
گروہ نوئینون کا لشکریان کے ساتھ اسکے ہمراہ کیا۔ تیمور نے ہر ایک امیر سے پوچھا
کہ تیرے دل مین کیا ہے امیر قطب الدین نے جواب دیا کہ اگر میری پشت قائم ہو تو
شکم پر چوب نہ کھاؤنگا میری پشت پناہ امیر ہے دوسرے کو مین نہین جانتا اسلام خواجہ
نے ظاہر کیا کہ اوضاع خانہ ایک ہین اگر دو ہون تو خانہ خراب ہوتا ہے۔ برات خواجہ
نے گذارش کی کہ چراغ ایک ہی جسکی روشنی مین ہم راہ چلتے ہین اور ہم امیر کو افروختہ
چراغ جانتے ہین اسکے سایہ مین زندگی بسر کرتے ہین۔ امیر علی غازنجی نے بیان کیا
کہ ہماری زندگی امیر کے بعد نہ ہو اس طرح ہر ایک نے لوازم اخلاص و اطاعت و
اختصاص اور تابعت اپنے اپنے ظاہر کیے اس وقت امیرزادہ الغ نے معروض کیا کہ اگر
مین امیر سے روگردانی کرون تو خدا تعالیٰ کے حکم سے سرتابی کرون اور اپنا دین
کھوؤن تیمور نے کہا کہ مین نے اپنے ممالک کا چوتھا حصہ تجھے دیا ہے اور بھائی حقد
حسد سے تیرے حق مین باتین بنائینگے چاہئیے کہ ہیئت فروتنی و خاکساری کے
آثار تجھسے ظہور مین آئین پھر تیمور نے اوسکو گلے لگایا اور رخصت کیا۔

واقعات سال یازدہم جلوس ۷۸۱ھ

غرہ جمادی الثانیہ ۷۸۱ کو جلوس کا گیارھوان سال شروع ہوا۔ نہم رمضان
کو شمسی وزن کا جشن ہوا۔
کور کر یداد سرحد توخانی مین فروکش ہوا ان دنون مین الوس تغز کی ایک جماعت

اسے بلایا اور یہ ارادہ کیا کہ تیراہ مین جا کر وہان کے آدمیون سے اتفاق کیجے اور شور و فساد مچاے
تیراہ کے آدمی بظاہر بادشاہ کی فرمان پذیری اور اطاعت مین اپنی نجات جانتے تھے۔
اور باطن مین مخالفت رکھتے تھے اور ملک تورو اور کزئی و شاہ بیگ و انکے بھائی بند یاد
کے مطیع ہو گئے تھے سو وہ انکے دفع کرنے کے لئے بہانہ ڈھونڈھتے تھے سعید خان حاکم کابل
نے پندرہ ہزار پیادے کوہ سیر کماندار عشائر افاغنہ سے جمع کر کے راجہ جگت سنگھ و
پیر دل خان و عزت خان اور بعض امرا کے ساتھ روانہ کیے اور اپنے دو ہزار سوار تابین
بسر کردگی یعقوب کشمیری وکیل کے بھیجے کہ وہ مخالفون کی گوشمالی کرین اور پرگنات بنگش
کو بچائین پہلے اسکے کہ لشکر شاہی حدود نغز مین آئے اس سرزمین کے بعض کوہ نشینون نے
دست اندازی لشکر شاہی سے اپنے بال بچون کے بچانے کے لئے برادر کریداد کو مار ڈالا
برادر کریداد بلخ گیا تھا وہان نذر محمد خان والی بلخ کے اشارہ سے پوشیدہ قبائل نغز مین
آگیا تھا اور فساد برپا کرتا تھا اور اس گروہ کو خان مذکور کی موافقت کی ترغیب دیتا تھا
برادر میرک اورکزئی کا بھائی کو کریداد کے ساتھ یک رنگ تھا اسکو بھی مار ڈالا اسی سبب
نغز کے اکثر سردار لشکر شاہی سے بنگش بالا مین آن ملے اور جب لشکر شاہی نغز مین داخل ہوا
تو بہت آدمی اسکے بادشاہی آدمیون سے آن ملے مگر الوس مکن اور لکن و سپلے کے دو
قبیلے کریداد کے ساتھ رہے اور خوف کے مارے بھاگتے پھرے دشوار گذار پہاڑون اور
تنگ دَرون مین پناہ لے گئے لشکر شاہی نے ان کے غلہ کے انبار تاراج کیے اور ان کے
منازل و مساکن کو بیخ و بن سے اکھیڑا۔ پہاڑون مین اُنپر اوپر سے برف و باران برستا
اور پیچھے سے شمشیر آتش فشان کا سیلاب پہنچتا آخر کو بروودت کا اور لشکر شاہی کے
آب تیغ سے مجبور ہو کر انہون نے کریداد کو مع اہل و عیال لشکر بادشاہی کے حوالہ کیا
بادشاہ کے حکم سے کریداد قتل ہوا۔
اسی سال کے واقعات عظیم مین سے علی مردان کا ہند مین آنا اور قلعہ قندھار
اور اسکے متعلق اور قلعون کا فتح ہونا ہے سو وہ بیان کیا جاتا ہے سنہ الہی مین

محمد اکبر بادشاہ سے جب مرزا مظفر صفوی نے التجا کی تھی تو یہ قندھار کا حصار استوار خاندان امیر تیمور کے تصرف مین آیا تھا۔ شاہ عباس شاہ ایران جہانگیر سے کمال ربط اتحاد رکھتا تھا۔ جہانگیر نے اپنا سفیر خان عالم شاہ عباس کے پاس بھیجا۔ شاہ عباس نے اس سفیر کے ساتھ اپنا سفیر زنبیل بیگ جہانگیر پاس روانہ کیا اور نامہ و پیام مین قندھار کے حوالہ کرنے کی درخواست کی بطریق تواضع جو دوستی و وداد کے عالم مین ہوتی ہے اس باب مین جہانگیر نے اپنے وزرا و امرا سے مشورہ کیا ایک جماعت نے صلاح دی کہ جس حال مین کہ قلعے کے دینے مین محبت دیرینہ قائم رہتی ہے کچھ مضائقہ نہین ہے بعض نے اسکے برخلاف رہنمونی کی تو اس باب مین جہانگیر نے شاہجہان سے مصلحت پوچھی اسنے جواب مین لکھا کہ ہر چند اس حصار کے تواضع کرنے مین سوائے التیام موروثی کے ازدیاد کے کوئی اور مدعا مرکوز خاطر نہین ہے مگر دور و نزدیک ظاہر بین اس معنی کو عجز و فروتنی پر محمول کرینگے۔ جہانگیر نے اس مصلحت کو پسند کیا۔ جواب عذر پذیر ایلچی کو دیا وہ یہ جانتا تھا کہ اس پاس کے جواب پہنچنے سے شاہ عباس کی رگ غیرت حرکت مین آئیگی اور وہ قندھار کے قلعون کی تسخیر کے لئے فوج بھیجیگا عاقبت بینی کے سبب خان لودی صوبہ دار ملتان کو لکھا کہ بطور کمک کے قلعہ قندھار کو جائے۔ خانجہان نے اپنی تن آسانی کے سبب سے قلعہ قندھار کے جانے مین کاہلی کی اور وہان کی قلعہ داری کے لئے اپنی تحریر عبدالعزیز خان کے واسطے بادشاہ سے درخواست کی اور عرض کیا کہ بر وقت ضرورت مین خود اسکی کمک کو جاؤنگا۔

جہانگیر نے اسکی ملتمس کو منظور کیا۔ زنبیل بیگ نے شاہ عباس کو اس ماجرے سے مطلع کیا وہ فرصت کی گھات مین بیٹھا تھا۔ یہان سنہ ۱۵ جہانگیری مین نورجہان کے سبب سے جہانگیر و شاہجہان کے درمیان نزاع شروع ہوا۔ شاہجہان دوبارہ دکن گیا۔ زنبیل بیگ سفیر ایران نے جسکو اب تک جہانگیر نے رخصت نہین کیا تھا۔ پوشیدہ شاہ عباس بیگ کو لکھا کہ ان دنون مین شاہزادہ دکن کو گیا ہوا ہے اور دکن کی

مہم مین مصروف ہی اگر قندھار کے لینی کا ارادہ دل مین ہو تو اس سی بہتر قابو پھر نہین ملیگا
شاہ نے فرصت کو غنیمت جانا او قندھار پر آیا عبد العزیز خان قلعہ دار مراتب سپہ داری و کارگذاری و
مدارج رزم آرائی و نبرد آزمائی سی بہرہ نہین رکھتا تھا جہانگیر صوبہ دار ملتان کی کمک سے
مایوس ہوا ۴۵ دن کے محاصرے کے بعد شہریور سنہ ۱۰۳۲ مین قلعہ سی باہر آیا - بادشاہ ایران سی ملا -
اور قلعہ کو حوالہ کیا - بادشاہ نے عبد العزیز خان کو ہمراہیون سمیت ہندوستان جانے کی اجازت دی
قندھار کا انتظام گنجعلیخان کو سپرد کیا پہلے وہ کرمان کی حکومت رکھتا تھا اوس
شاہ اسکو بابا کہتا تھا اور لکھتا تھا جب گنجعلیخان کا انتقال ہوا تو اوس
ولایت کا ناظم اسکا بیٹا علی مردانخان مقرر ہوا - اسکو بادشاہ بابای ثانی لکھتا
تھا - جب شاہجہان بادشاہ ہوا تو اسکے دل مین قندھار کا خار چبھتا تھا وہ چاہتا
تھا کہ مین کابل جاؤن اور وہان جاکر کسی شہزادہ کو اسکی فتح کے لئے بھیجون اس
اثنا مین افاغنہ کا فساد اور بندیلون کی شورش انگیزی اور دکنیون کی نفاق
گزینی پیش آئی اسلئے قندھار کی مہم مین توقف ہوا جب بادشاہ کی خاطر ان سب
مفسدون سے فارغ ہوئی تو سعید خان حاکم کابل کو فرمان بھیجا کہ ہمنے حصار قندھار
پر لشکرکشی کا ارادہ کیا ہے تمکو چاہیئے کہ کابل و بنگش کے انتظام سے فارغ ہو اور
کوہ نشین افغانون کے فتنہ کو دور کرکے ایسے آمادہ رہو کہ جسوقت شاہزادہ جو تسخیر پر
متعین ہوگا اس جانب روانہ ہو تو تم بھی اس جانب روانہ ہوا اور کسی رہبر کاردان
کابلی کو قندھار بھیجو تاکہ وہ اس دیار کے حصار کی کیفیت اور لشکر کی کمیت پر آگاہ ہو
اور ہماری سلطنت کے اطوار پر بھی علیمردان خان کو مطلع کرے - ہماری بندگی کی
طرف مائل کرے - سعید خان نے صوبہ کابل کے مفسدون کا علاج کرکے میر
ملقب بہ ذوالقدر خان کو پوشیدہ علی مردان خان کے پاس قندھار بھیجا اور
اوس نے اپنے بادشاہ کی وسعت مملکت و وسعت دولت و فراوانی اسباب ریاست
و دستگاہ و فزونی مواد حشمت و جاہ اور ہاتھی گھوڑون کی کثرت اور خزان

موفورہ وعساکر منصورہ اور آثارات فیروزی اور علامات بہروزی علی مردان سے بیان
کیں اور بادشاہ کے الطاف کا امیدوار کیا اور کہا کہ بادشاہ نے جس طرف عزیمت کی اس
طرف ظفر ونصرت ہوئی جس مملکت کو فتح کرنا چاہا وہ آرزو کے موافق تھوڑے دنوں میں
آسانی سے حاصل ہوئی اب تمکو چاہیئے کہ بادشاہ کی اطاعت اختیار کرکے حصار قندھار
کو بادشاہ کو حوالہ کرو۔ وہ پہلے بھی اسکے خاندان کے قبضہ میں تھا اور خود بادشاہ پاس چلے
ورنہ جلد لشکر شاہی سارے زابلستان کو تسخیر کریگا۔ حاکم قندھار نے ذوالقدر کی خاطرداری کی
اور اسکو رخصت کیا اور کہدیا کہ میں ان مقدمات کا جواب زبانی اپنے کسی معتمد کے ہاتھ
بھیجتا ہوں جہانگیر کے عہد میں ظفر خان پسر خواجہ ابوالحسن نے جو صوبہ کابل میں باپ کی
نیابت کرتا تھا علی مردان خان کو کچھ تحائف بھیجے تھے اور انکی عوض میں خان نے کوئی
چیز نہیں بھیجی تھی ان دنوں میں اپنے معتمد علی بیگ کو روانہ کیا کہ ظفر خان پاس کچھ تحائف
پہنچادے اور سعید خان سے زبانی پاسخ گذاری کرے۔ خط میں اس بات کا ذکر کچھ
نہیں کیا۔ زبانی صوفیان ایران کے طریقہ کے موافق کہدیا کہ پھر ایسا پیغام نہ بھیجا جائے
بادشاہ نے اس جواب سے آشفتہ ہوکر قندھار کے تسخیر کے ارادہ سے سنہ جلوس
میں پنجاب کی طرف سفر کی ٹھیرائی تھی کہ وزیر خان ناظم پنجاب کی عرائض آئیں کہ اس
جانب غلہ کا قحط پڑ رہا ہے بادشاہ نے رعایا کی تکلیف کی نظر سے دوسری سال پر اس مہم کو
موقوف رکھا جب علی مردان خان کو اس امر پر اطلاع ہوئی تو وہ حصار کی حصانت
میں مصروف ہوا اور پہاڑ کی چوٹی پر ایک اور بلند قلعہ بنالیا جو قلعہ قندھار پر مشرف تھا اور شاہ
صفوی کو اطلاع دی کہ عنقریب ہندوستان کی سپاہ قندھار پر آنیوالی ہے اگرچہ
اسباب قلعہ داری توپخانہ و آذوقہ اور اور ضروری چیزیں مہیا کرنے میں جمعیت کے آمادہ
ہوا ہوں مگر بادشاہ اپنی کمک سے اہل قلعہ کو قوی کرے۔ شاہ صفی کی سرشت میں اصل
سفاکی تھی بعض بدخواہ امیر جو ظاہر میں اپنے تئیں خیرخواہ بتلاتے تھے علی مردان سے
منحرف تھے انہوں نے حسد سے جو اسکو یہ کہے کہ ہزاروں گھروں کی خانہ برانداز ہے

پادشاہ کا مزاج اس سے منحرف کرادیا اور اسکی جان کے لاگو ہوئے- علی مردان خان
نے اس عریضہ سے انہون نے پادشاہ کے خاطرنشان ایسی باتین کین کہ شر بدانجام کی علا
مین پہلے سے اور زیادہ آشفتہ ہوا اور زیادہ بیابانی کے حال مین جسمین عقل سوجاتی ہے اپنی مجلس مین
ہمنشینون سے بیان کیا کہ سامان و قوت کے بڑھ جانے سے علی مردان خان خیالات
فاسدہ رکھتا ہے اسکو مع عیال کے مار کر اسکا مال ہاتھ مین لانا چاہیے- علی مردان خان
کو بھی بعض بعض اپنے خیرسگالون کی تحریر سے شاہ کے اس ناصواب قصد پر اطلاع
ہوئی تو اُسنے سوچا کہ فرمان فرمای ہندوستان نے قندھار کی تسخیر کا ارادہ کیا ہے
شاہ صفی نے بعض آدمیون کے بہکانے سے نہ میرے نہ میرے باپ کے حقوق پر خیال
کیا ہے اور میرے جان و مال کے درپے ہوا ہے- مین کیون اپنے تئین معرض تلف مین
لاؤن اور شاہ جہان جیسے بادشاہ سے مخالفت کرون اور لشکر قزلباش کی کمک کی
توقع کرون جو لشکر روم کی قہر سے شکست پا چکا ہے اور شاہ صفی کی ہواخواہی کرون
جو ایسا سفاک ہے کہ جسکی خونریزی سے کوئی سرای ایسی نہین ہے کہ نوحہ سرا نہ ہوا اور کوئی
کاشانہ ایسا نہین کہ غمخانہ نہ ہو- بہتر یہ ہے کہ میرے دل کی بات دفعتہ برملا نہ ہو
ظاہر مین پادشاہ ایران کی اطاعت کا طریقہ رکھون اور پوشیدہ شاہ ہندوستان سے
اخلاص پیدا کرون اور رسل و رسائل کی راہ امرای کابل سے رکھون- اغلب ہے
شاہ ایران کو ان پیغام سلام پر اطلاع ہوئی ہو جو سعید خان حاکم کابل اور اسکے
درمیان ہوئے ہون- اسلئے شاہ نے حکم دیا کہ علی مردان خان اپنے بیٹے محمد کو
جو سترہ برس کا تھا بھیجدے اُسنے اپنے بیٹے کو لائق پیشکش کے ساتھ بھیجدیا مگر اس
پادشاہ کا سوء ظن جسکی تلون سے نہ بدلا اور اسکے خون کے قصد سے باز نہ آیا اسکو حیلہ
سے پکڑنا چاہا اس نیت سے سیاوش قوللر آقاسی کو جسکو پہلے مشہد بھیجا تھا حکم دیا کہ وہ قندھار
کو شتاب جاے اور اپنے پہنچنے سے پہلے علی مردان خان کو لکھ بھیجے کہ ہندوستان
کے لشکر کی خبر سنکر پادشاہ نے تیری کمک کے لئے مجھے بھیجا ہے اسکے بعد-

جب وہ قلعے مین پہنچی اور استحکام حصن سے فراغت حاصل کرے اور اگر ہوسکے تو علی مردان خان
کو گرفتار کرکے حضور مین بھیجدے۔ نہین اسکا سر کاٹ کے صفاہان کو روانہ کرے اور
شاہ جہان نے ایک خط علی مردان کو لکھا جسمین مراحم شاہانہ اور ارسال کمک کا بیان کیا
تاکہ اسکو غافل کرے مگر یہ بیدار مغز آگاہ دل کب ایسی دیوافسانون سے سوتا تھا
اس پاس جب سیاوش کا نوشتہ آیا تو اُسنے سیاوش کو پیغام دیا کہ تمہارا اس
جانب مین آنا مصلحت نہین ہے اگر لشکر ہندوستان کے ورود سے پہلے تو قلعے کے اندر
آئیگا تو آدمیون کی کثرت سے عسرت ہو گی اور اگر قلعہ سے باہر رہیگا تو یہی خوف
ہے کہ افواج شاہی کے آنے پر اول تو پامال ہوگا۔ سیاوش نے اسکی بات کو نہ سنا
اور فراہ مین آیا۔ قندھار کے قلعہ کے اندر آنے کے لئے دوبارہ علی مردان خان
کو لکھا تو خان مذکور نے جواب دیا کہ بہتر یہ ہے کہ تو خراسان چلا جا جب تک
میرے تن پر سر اور بدن مین جان ہے مین تجھے قلعہ کے گرد نہین آنے دونگا
جب شاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اسنے سیاوش کو پہلے سے اور زیادہ تاکید
کی۔ وہ قلعہ بست مین آیا۔ چونکہ وہ بالیقین جانتا تھا کہ فرمانروائے ایران سے
علی مردان بالکل برگشتہ ہوگیا ہے اور شاہ جہان کے آدمیون کی پناہ مین آگیا
ہے تو وہ آگے بڑھ کر موضع کوشک نخود مین آگیا۔ مکر و تزویر سے کچھ قزلباشوں کو
علی مردان خان سے روگردان کرکے اپنی طرف بلایا جس سے تمام اہل قلعہ کے حال
مین ایک تذبذب پیدا ہوا اور اختلاف آرا جس سے کہ انتظام جاتا رہتا ہے
نمودار ہوا اور غدر و نفاق کی علامتین بڑھتی گئین ناگزیر علی مردان خان
نے اس گروہ کو کہ سیاوش سے یکتائی رکھتے تھے قلعہ سے نکال کر اس گروہ کے ساتھ
کہ دورنگی رکھتے تھے محال بعیدہ مین بھیجدیا قلعے مین کچھ اپنے خویش صداقت نشان
اور غلامان جانفشان رکھے اس حال کے اندر ملک مغدود جو مرزبان قندھار
سر آمد اور اسکا بھائی کامران علی مردان کی طلب مین آئے ہوئے تھے

انہوں نے بطور مشورہ کے کہا کہ اگر آپ کو شاہجہان کی متابعت ہوا خواہی منظور ہے تو اس وقت
یہ ہیں کہ دارای ایران آپ کی کین توزی اور خونریزی کے درپے ہے اور حصار نشینوں نے
وفا و وفاق نے نفاق کی صورت پکڑی ہے صوبہ کابل کے امرا کو جنگی مدد جلد پہنچ سکتی
ہے لکھنا چاہیئے کہ طلب کے وقت وہ آجائیں علی مردان خاں نے معدود کو اپنے پاس علی
اور کامران کو بھیجا کہ عوض خاں قاقشال حاکم غزنین اور سعید خاں کو آگاہ کرے کہ وہ ایک
جمعیت کابل و غزنین میں مہیا رکھیں اور جسوقت میں اشارہ کروں وہ جلد آجائیں
اور بادشاہ کو عرضداشت بھیجی کہ شاہ ایران نے ایسے مکار جماعت کی تحریک سے میرے
اور میرے باپ کی خدمات پسندیدہ کو نظر اعتبار سے گرا کر میری ہلاکت میں وہ کوشش
کیا کرتا ہے ناچار میں حضور کی آستان کو پناہ بناتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ قلعہ
قندھار اولیاء دولت کو سپرد کروں اور خود حضور کی قدمبوسی کے لئے آؤں امیدوار ہوں
کہ کسی اپنے بندے کو ایک لشکر کے ساتھ جو آمادہ پیکار ہو اس طرف رخصت فرمائیں کہ
جسقدر جلد ممکن ہو آکر قلعہ پر متصرف ہو۔ یہ عرضداشت سعید خاں کے پاس پشاور بھیجی اور اسکو
لکھا کہ بہت جلد اس عرضداشت کو بادشاہ پاس بھیجے التماس کری کہ وہ منشور میری پاس
بھیجے جو میری نجات کا وسیلہ ہو۔ سعید خاں نے بادشاہ کے فرمان کا انتظار نہ کیا اور
خود اس جانب روانہ ہوا اور عوض خاں قاقشال کہ اوسکے نزدیک تھا اور قلیچ خاں ناظم
ملتان کو عرضداشت بھیجی اور طلب لشکر پر مطلع کیا اور انکو ترغیب دی کہ وہ حکم شاہی کے منتظر
نہ رہیں اور روانہ ہوں تا کہ اہل قلعہ کی جمعیت میں تفرقہ پیدا ہو اور میری خاطر نگرانی
سے فارغ ہو۔ نہم شوال کو عوض خاں ہزار سواروں کے ساتھ غزنین سے قندھار کی طرف
متوجہ ہوا اور کابل سے عوض خاں کے بلانے سے محمد شیخ پسر محمد سعید بھی ہزار سواروں کے
ساتھ کابل سے چلا۔ ۱۲ شوال کو عوض خاں قندھار پہنچ گیا اور علی مردان خاں نے
اسکو قلعے کے اندر بلا لیا اور ۲۳ شوال کو علی مردان خاں نے شاہجہان کے نام کا خطبہ
پڑھوا دیا احمد بیگ اپنے ملازم کے ہاتھ بادشاہ کی خدمت میں اپنی عرضداشت بھیجی اور

پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونے کی درخواست کی تھی اور حصار مین عوض خان نے آنے کی
اطلاع دی اور نواشرفیان مسکوک پادشاہ کے نام کی عرضداشت کے ساتھ بھیجین
محمد شیخ خلف سعید خان بھی ۲۵ شوال کو قندھار مین آگیا اور علی مردان خان اسکو
بھی قلعہ مین لے آیا اور بزم سرور و ضیافت منعقد کی محمد امین قاضی قندھار کہ مکرر مکتوب
سیاوش کو بھیجتا تھا اور اسکو اغوا کرتا تھا قتل کیا گیا اور حصار کے برج و بارہ پادشاہی
آدمیون کے سپرد ہوئے۔ سعید خان نے علی مردان خان کا عرضداشت اپنی عریضہ کی
ساتھ اپنے ملازم رفیع اللہ کے ہاتھ پادشاہ کی خدمت مین بھیجی تھی اور فرمان کے آنے
سے پہلے وہ پانچہزار سوارون کے ساتھ قندھار کو روانہ ہوا تھا۔ ۲۴ شوال کو رفیع اللہ
پادشاہ کی خدمت مین پہنچا اور اور یہ دونو عریضہ پادشاہ کے سامنے پیش کئے
پادشاہ نے قلیج خان ناظم ملتان کو اضافہ منصب سے پنجہزاری ذات و پنج ہزاری سوار
و دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرافراز کیا۔ قندھار کی صوبہ داری تفویض کی
اور حکم دیا کہ لشکر ملتان کو لیکر قندھار جائے۔ یوسف محمد خان تاشکندی حاکم بھکر اور
جان نثار خان حاکم سیوستان کو حکم ہوا کہ اس طرف سے قندھار روانہ ہون پادشاہ
نے رفیع اللہ کے ہاتھ سعید خان پاس فرمان بھیجا کہ اگرچہ مین جانتا ہون کہ تم میرے
فرمان پہنچنے سے پہلے قندھار روانہ ہوئے ہوگے اور اگر نہ روانہ ہو تو بہت
جلد روانہ ہو۔ افواج اسکی کمک کے لئے مقرر ہوگئی ہے شاہزادہ محمد شجاع بھی لشکر کے
ساتھ روانہ ہونے کو ہے بالفعل پانچ لاکھ روپیہ خزانہ کابل سے اپنی ساتھ لے جاؤ اور
اسمین سے ایک لاکھ روپیہ قندھار مین بھیجکر علی مردان خان کو دو۔ یہ انعام ہمنے اس کو
دیا ہے اور دو لاکھ روپیہ اپنے کامون مین خرچ کرو اور باقی روپیہ پادشاہی
بندون کو احتیاج کے وقت بقدر ضرورت مساعدت کے طور پر اور ملک مغدود
اور اسکے بھائی اور علی مردان خان کے تابعین کو انعام کے طور پر دو۔ جب
قلیج خان قندھار مین آجائے اور سیاوش سے اور آذوقہ کی گرد اوری سے

اور تمام قلعہ داری کے سارے اسباب ضروری سے فراغت ہو تو صعب قلیچ خان کے
حوالہ کرو۔ علی مردان کو اپنی ہمراہ کابل مین لاؤ اور پھر اسکو اپنے بیٹے محمد شیخ کی ہمراہ
ہمارے پاس بھیجدو کابل مین لڑائی کے لئے تیار بیٹھے رہو۔ جسوقت قزلباش کا لشکر حرکت
کرے قلیچ خان کی کمک کو دوڑ جاؤ۔ بادشاہ نے محمد مراد سلدوز کے ہاتھ علی مردان خان
پاس فرمان اور خلعت بھیجا اور ملک مغدود وکامران کو بھی خیر خواہی کی عوض مین خلعت
بھیجے چونکہ یہ احتمال تھا کہ قندھار کے تسخیر ہو جانے کی خبر شاہ سنکر اس دیار کی طرف
متوجہ ہوگا اسلئے شاہ نے شاہزادہ محمد شجاع کو بیس ہزار سوارون کے ساتھ روانہ
کیا اور دس لاکھ روپیہ دیا اور زبانی فرمایا کہ اگر شاہ صفی خود قندھار مین آئے
تو تم خود لشکر کے ساتھ جاکر معرکہ آرا ہونا اور اگر وہ امرا کے ساتھ لشکر بھیجے تو تم بھی
خاندوران خان نصرت جنگ کی سرکردگی مین لشکر بھیجنا۔ وزیر خان حاکم پنجاب کو حکم ہوا
کہ وہ غلہ کو پنجاب سے جمع کرکے کابل پیہم بھیجتا رہے تاکہ راہ مین لشکر کو غلہ کی تنگی نہ ہو
اور شاہزادہ کی ہمراہ خود کابل جائے۔ سعید خان پشاور سے ایلغار کرکے پانچ
روز مین کابل مین آیا۔ جلدی مین اسباب بیکار ضرورت سے زیادہ ساتھ نہ لیا
اور روانہ ہوا۔ کابل سے پندرہ کروہ پر نقدی بیگ کہ علی مردان خان کی
عرضداشت بادشاہ پاس لئے جاتا تھا سعید خان سے ملا اسنے علی مردان کا
خط اسکو دیا۔ علی مردان خان کی خواہش یہ تھی کہ ذوالقدر خان جسنے قندھار
مین آخر اسکی باپ وہی ویک رنگی کی حقیقت اور اخلاص کی کیفیت دیکھی تھی نقدی
کے ہمراہ بادشاہ پاس جاکر اسکی عرضداشت بادشاہ کی نظر کے روبرو لائے مین سعید خان
ذوالقدر خان کو نقدی بیگ کے ہمراہ بادشاہ پاس بھیجدیا اور انکی ہمراہ احمد بیگ کو
بھی جو زر مسکوک لایا تھا ساتھ کردیا۔ خود بہت جلد قندھار کو روانہ ہوا جب
وہ قلات کے قریب آیا تو محمد شیخ کے مکاتیب سے معلوم ہوا کہ سیاوش کی کمک کو
خراسان کے حکام کچھ آگئے ہین اور قندھار سے چالیس کروہ پر موضع سنجری مین ہم

اترے ہین اور کچھ قزلباش علی مردان خان سے برگشتہ ہو کر آتے ملے ہین اور قلعہ کے اندر جو انکی جماعت ہے اگرچہ ظاہر مین علی مردان خان کے ساتھ وفاق و اتفاق رکھتے ہین لیکن خفیہ وہ سیاوش سے اتحاد رکھتے ہین اور خط و کتابت کرتے ہین اور قندھار مین آنے کی تحریض کرتے ہین اور اپنی اعانت و امداد سے قوی دل بناتے ہین اُسی کے مطابق علی مردان خان کا نوشتہ بھی آیا۔ سعید خان کوچ اور مقام مین خبرداری و ہوشیاری کرتا ہوا ۲۷ ذی قعدہ کو حوالی قندھار مین آیا۔ علی مردان خان استقبال کو گیا فرمان و خلعت سے مفتخر ہوا اور آداب تسلیم جسطرح کہ ہندوستان مین متعارف ہے بجالایا۔ بادشاہ کا فرمان بھی شاہزادہ شاہ شجاع کی روانگی کا سعید خان پاس آ گیا تھا جسمین ساری ہدایتین لشکر عراق سے محاربہ کے باب مین لکھی تھین سیاوش ان دنون مین قندھار کے نواحی مین تھا اور اسنے سر راہ روک رکھی تھی کہ بادشاہی نوشتجات اسکے ہاتھ مین آئین وہ اسکو ہاتھ لگتے تھے جنسے اوسکے ہوش اُڑتے تھے وہ انکو شاہ صفی کے پاس بھیجتا تھا۔ شاہ انکے مضمون سے مطلع ہو کر لشکر کے بھیجنے سے اور اپنے آنے سے باز رہا اس بات کے معلوم ہونے سے لشکر شاہی کے دل کو جمعیت ہو لی تھی۔

جب سعید خان قندھار مین آیا تو اسنے دیکھا کہ اس ملک کے مرزبان اور اوسکی رعایا مرافقت و موالفت مین ڈھیل ہو رہی ہے تو وہ سمجھا کہ جب تک حوالی قندھار مین سیاوش موجود رہیگا تو اسکے اغوا سے لوگ فساد آمیزی اور فتنہ انگیزی سے باز نہین آئینگے اور اہل ملک جیسی کہ چاہیئے اطاعت نہین کرینگے اور اس ملک کا انتظام دلخواہ نہ ہوگا اُسنے دیکھا کہ اب اتنی فرصت نہین ہے کہ یہ انتظار کیا جاے کہ قلیچ خان ملتان سے اور یوسف محمد خان بھکر سے اور جان نثار خان سیوستان سے آجائین اسنے علی مردان خان سے استصواب کر کے یہ مقرر کیا کہ سیاوش سے ہنگامہ جنگ گرم کیا جاے محمد شفیع کو جسکا خطاب خانہ زاد خان تھا دو ہزار سوارون کے

ایرانیون اور سعید خان کی جنگ

ساتھ قلعہ کی نگہبانی کے لئے معین کیا اور علی مردان خان کے معتمدوں میں سے کچھ اسکے پاس
چھوڑے باقی تین ہزار کے قریب اپنے ہمراہ اسنے لئے کہ مبادا وہ قلعہ میں فساد نہ کریں۔
اگرچہ علی مردان خان خود اس صف آرائی قتال میں شریک ہونا چاہتا تھا مگر اس
سبب سے کہ اسکے نفاق پیشہ نوکروں میں دوروئی اور دورنگی تھی کہیں وہ زد و خورد
کے وقت علی مردان خان کو کوئی گزند نہ پہنچائیں اسکو اس ارادہ سے باز رکھا اور
سعید خان ۲۶ ذی قعدہ کو آٹھ ہزار کے قریب سوار لے کر سیاوش سے لڑنے گیا۔
جسکا لشکر گاہ موضع سنجری میں تھا گرد نشیب و فراز بہت تھے قول ۔۔۔ میں سعید خان
خود رہا اور ہراول میں راجپوتوں کو مقرر کیا جسکا سردار راجہ جگت سنگھ تھا۔ اور
محکم سنگھ و گوپال سنگھ و اوگرسین و رام سنگھ برادر او و جگرام و گنج سنگھ و لد بہاری
و ہمت سنگھ و سید تی ل جدوریہ اور اہندر بھان او اور صوبہ کابل کے کوملی
راجپوت تھے انکے ساتھ چارسو برقنداز کئے۔ برانغار سادات بارھہ و بخاری امروہ
کو جو آلہ کی انکے سید ولی و سید عبد الواحد و سید محمد اسکا بھائی اور اور سید
تھے۔ جرانغار میں بسالت خان و بہردل خان وغیرہ سردار تھے علی مردان خان
کی فوج کا سردار حسین بیگ کو جو خان مذکور کا خویش تھا مقرر کیا۔ اس طرح یہ فوج
پسندیدہ آئین کے ساتھ روانہ ہوئیں سیاوش پاس بیرام علی خان حاکم نشاپور
و خاندان قلی خان حاکم فراہ و دولت علی سلطان حاکم خواف و یوسف سلطان
چمش گزک و صفی قلی سلطان قلعدار بست اور پانچ چھ ہزار سوار ہمراہ تھے اس لیے
صف بندی کی اور وقت صعود سے ایک پہر وہ ہر دو لشکروں کی قراولی میں لڑائی
شروع ہوئی۔ اس اثنا میں قزلباش فوج سہ گانہ ہراول و برانغار و جرانغار
جلوہ ریز ہوئیں۔ ہراول سے ہراول کی مٹ بھیڑ ہوئی اور برانغار طرح برانغار
رو برو ہوئی اور جرانغار علی مردان کے لشکر کے سامنے آئی۔ راجہ جگت سنگھ
نے ہراول کو مار کر بھگا دیا۔ عوض خان نے طرح جرانغار کو بھگایا۔ فوج سیوم نے

شاہ صفی کے لشکرون کے روانہ کرنے کی شہرت اور سعید خان کی قلعہ بست و زمین داور کی فتح

جو علی مردان کے لشکر سے لڑتی - خان کے لشکر مین تزلزل ڈالا - مگر سعید خان نے آسے جاکر سنبھال لیا اور دشمن کے لشکر کو پراگندہ کر دیا - دشمنون کا ایک گروہ مارا گیا اور باقی گھوڑون کی تیز خرامی کے سبب میدان جنگ سے فرار ہوئے - اور آب ارغنداب تک کہین نہین ٹھیرے - اس سرزمین ناہموار دشوار گذار کو وہ سمجھے کہ وہ مانع تعاقب ہوگی اور یون ان کی نجات ہوگی - سعید خان اور ہوا خواہون نے سوچا کہ آج کے کام کو کل پر نہین چھوڑنا چاہیے اور شکست یافتہ دشمن کو مہلت نہ دینی چاہیے آج ہی اس دریا سے گذرنا چاہیے - سو لشکر دریا سے اترا - دشمن اسے دیکھکر احمال و اثقال چھوڑ کر بھاگا - اسکا سارا اسباب لشکر شاہی کے ہاتھ آیا - سوا سیاوش کے توشک خانہ کے جسمین آگ لگ گئی تھی - رات ہوگئی اسلئے تعاقب کیا گیا اور سیاوش کے خیمون مین لشکر نے شب گذاری - سیاوش آب ہیرمند پر پہنچا وہان اسنے پریشانی مین کشتی تلاش کی نہ گھاٹ ڈھونڈا - دریا مین تگر لیس چلا جسکے سبب اسکے ہمراہیون کی ایک جماعت ڈوب گئی - لشکر شاہی کو یہ فتح نصیب ہوئی اور سعید خان نے شادیانے بجوائے اور معاودت کی - ۸ ذی القعدہ کو بلدہ قندھار کے باہر اپنا خیمہ گاہ لگایا - سکان قندھار بلکہ سارے اہل دیار پادشاہی لشکر کے غلبہ سے خوش ہوئے جسکے سبب سے آن کو قزلباشون کے تظلم و تعدی سے رہائی ہوئی مساجد و معابد جنکے اوراد و اذکار سوا سب اصحاب و شتم احباب کچھ اور نہ تھا - اب انمین خلفاء راشدین کے مناقب بیان ہونے لگے - جب شاہجہان کو سعید خان کی عرضی سے اس فتح کی خبر ہوئی تو اسنے اس جنگ کے کارگذارون کو خلعت و منصب و انعام عنایت کئے -

صفدر خان ایران سے مراجعت کرکے قندھار مین آیا تو اسنے سعید خان سے کہا کہ لشکر شاہی نے جو قندھار فتح کرلیا ہے اسکے سبب سے شاہ صفی کو نہایت آشفتگی ہے اسنے مکرر یہ کہا کہ اہدوان اور بغداد کا خیال مین چھوڑ سکتا ہون لیکن تا مقدور مین قندھار کی تسخیر سے ہاتھ نہین اٹھاؤنگا - یہ بھی اسنے کہا کہ جانی خان قورچی باشی جو اسکے بڑے معتبر امراء مین سے ہے لشکر عراق و ہمدان عنقریب بھیجو نگا کہ وہ لشکر خراسان

ہمراہ لیکر قندھار پر چڑھائی کرے اس سبب کہ اس سال اوزبکون نے خراسان پر تاخت نہین کی ہے ظن غالب ہے کہ حسن خان حاکم ہرات بھی اسکے ہمراہ ہو اسواسطے سعید خان نے قندھار سے باہر اقامت کو قرار دیا کہ اگر شاہ صفی لشکر روانہ کرے تو اس سے لڑے اور اگر لشکر نہ بھیجے تو قلعہ بست اور زمین داور کو فتح کرے۔ یہ حقیقت اسنے بادشاہ کو بھی لکھ کر بھیجی اور اسنے شاہزادہ محمد شاہ شجاع سے معروض کیا کہ آپ کابل مین پہنچکر توقف کیجئے اور لشکر کے ایک گروہ اور توپخانہ کو اس طرف روانہ کیجئے کہ مخالف گروہ اس لشکر کے آنے کی خبر سنکر خراسان سے آنے کا ارادہ اس حالت مین بھی نہ کرے کہ عراق سے لشکر آئے جب آپکا لشکر زابلستان کے لشکر سے ملیگا اور آپ کابل کی سرزمین مین ہونگے تو لشکر جمعیت کے ساتھ قلعہ بست اور زمین داور کی فتح پر ہمت کریگا سیاوش نے اپنے مین مقاومت کی استطاعت نہ دیکھی ادھر سنا کہ سعید خان کا ارادہ ہے کہ جب آب ہیرمند کا جوش وخروش کم ہو تو اسکا تعاقب کرے اور قلعون کو فتح کرے تو اسنے حصار زمین داور کو ان حدود کے مرزبان روشن سلطان کو سپرد کیا اور اپنے ہمراہ کے تفنگچیون کو قلعہ بست کی کمک کے لیئے اور خاندان قلی حاکم فراہ کو قلعہ دار گرشک کی مدد کے واسطے چھوڑا اور خود اپنے اعوان وانصار کے ساتھ بھاگ گیا۔ جب سعید خان کی عرضداشت سے شاہجہان کو حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اوسنے حکم صادر فرمایا کہ قندھار کی تحقیقات کرکے قلعہ بست وزمین داور کو اور ولایت قندھار کے اور قلعون کو فتح کرے اور جب قلیج خان پہنچ جاے تو قلعہ قندھار اسکو سپرد کرکے علی مردان خان کو اپنے بیٹے خانہ زاد خان (خطاب شیخ محمد) کے ساتھ ہمارے پاس روانہ کرے قلیج خان جب نواحی قندھار مین آگیا تو ۱۰ ذی الحجہ کو علی مردان خان قندھار سے باہر آنکر مقیم ہو سعید خان نے اپنے بیٹے خانہ زاد خان کو دو ہزار سوارون کو اسکے ساتھ کیا اور کابل کو روانہ کیا اور تب خاک مین شاہزادہ شجاع سے علی مردان خان ملکر بادشاہ کی ملازمت کے لیئے روانہ ہوا سعید خان نے قلعون کی فتح کا

حصار بست اور زمین داور اور قلعون کی فتح ۔

سامان کیا اور آپ ہیرمند کے سکون کا منتظر بیٹھا۔ جب آب ہیرمند اتر گیا تو
سعید خان بہادر ظفر جنگ نے افسران سپاہ کو اشارہ کیا کہ اس وقت ربیع کی فصل
تیار ہے اگر قلعہ بست و زمین داور اور قلعے چستی و چالاکی سے فتح نہ کئے جائینگے
تو غنیم غلون کو کاٹ کر حصار میں لے جائینگے اور آذوقہ جو قلعہ داری کا عمدہ مصالح
ہی اسکو سر انجام کریگا اس صورت میں ہم اس سرزمین میں بے غلہ و علف ہو جائینگے
اور اگر قلعون کا محاصرہ میسر بھی ہوگا تو دشواری ہوگی۔ قندھار کا آذوقہ جو حوائج لشکر
میں خرچ ہونے سے کم ہوا ہے اسکا پورا بغیر اس غلے کے ہاتھ آنے کے نہین پڑیگا
جسسے قلعہ نشینون کو اضطرار و اضطراب ہوگا۔ وقت تنگ اور فرصت بے درنگ ہے
اس لیے کابل سے کمک آنے سے پہلے ان تین قلعون بست و زمین داور و گرشک کو
فتح کر لینا چاہیئے جو کوئی انمین سے یکدلی سے اطاعت اختیار کرے اسکے جان
و مال کو امان دی جاے۔ جس قلعہ پر قابو ملے فتح کیا جاے اور باقی قلعون کو عفو
و ہمت پر چھوڑ دیا جاے اسنے اپنی اس رای صواب کے موافق راجہ جگت سنگہ کو
پردلخان و عوض خان و عزت خان و ہمت خان و شادخان اور مغلون و
افغانون کی جماعت کو اور ملک مغدود کو مع تمام زمیندارون کے اور تمام ذات
کمک کابل کے راجپوتون کو اور اپنے وکیل یعقوب کو اور اپنی فوج کے تابینون
اور مرزا محمد خویش قلیچ خان کو و احدیون و توپ خانہ اور اور ادوات
قلعہ گیری کو ۲۶ محرم سنہ [illegible] کو رخصت کیا خود مع اپنے بیٹون کے اور جماعت
تابینون و برادر کا سید اس بخشی صوبہ کابل کے احمال و اثقال سمیت قندھار
سے باہر اقامت کی۔ یوسف محمد خان و جان نثار خان کو بھی روانہ کیا جب
لشکر موضع کشک نخود میں آیا تو معلوم ہوا کہ مخالف یہ چاہتے ہین کہ قلعون کے محال
متعلقہ کا غلہ کاٹ کے حصارون کے اندر لے جائین آتے ہین استصواب کرکے پردلخان
و عزت خان و شادخان و علاول ترین و حیات ترین مع سعید خان کے

تابینوں مع احدیوں کے قلعہ بست کی طرف روانہ ہوئے اور راجہ جگت سنگھ و یوسف محمد خان
و عوض خان و جان نثار و مرزا محمد دوسری جماعت کے ساتھ زمین داور کی طرف
روانہ ہوئے۔ اثناء راہ میں راجہ جگت سنگھ نے ایک ہزار سوار اور دو ہزار راجپوت
پیادے اور قلیچ خان کے آدمی قلعہ کے سار بان پر اپنے سے پہلے بھیجے۔ انہوں نے
قلعہ کو محصور کیا۔ اہل قلعہ نے اول شب سے دو پہر دن تک کارزار و آتشبازی کی انجام کار
راجپوتوں نے جو جان کے بازار میں ناموس کو زندگی کے بدلہ میں خریدنے کو اور زندگی
ناموس کے لئے بیچنے کو فائدہ مند تجارت جانتے ہیں آگے دوڑے کچھ مرے مگر قلعہ کے
دروازہ کو آگ لگا کے اُس کے اندر داخل ہو گئے اور سب اہل قلعہ کو ہلاک کیا ایک سو
چالیس عراقی گھوڑے اور کل اسباب جو حصار میں تھا ان کے ہاتھ آیا بیس راجپوت
مقتول اور چند زخمی ہوئے تھے۔ راجہ جگت سنگھ نے اس قلعہ کا اسباب اور گھوڑے
راجپوتوں کو دیدیئے۔ زمین داور سے جو کومک چار سان سار بان قلعہ کے لئے
آئی تھی اسکو راجہ جگت سنگھ نے ایک جماعت کو بھیج کر راہ میں بھگا دیا جس سے
قلعہ میر منداب جو نواحی گرشک میں تھا آسانی سے فتح ہو گیا قلعہ ... مرزا احمد
کو قلعہ گرشک نخود کی حراست کے لئے بھیجا تھا اُس نے ... آدمی یہاں ... ساتھ
متفق کئے اور قلعہ میر منداب کھول لیا اور قلعہ دار کو ... گرفتار کیا اور ... کا کام تمام
کیا۔ ۱۲ سفر کو قلعہ زمین داور کو سب طرف سے لشکر شاہی نے گھیر لیا ... دن
تو اہل حصار نے حوالی حصار میں آکر تفنگ اندازی کی مگر لشکر شاہی نے اسکو ہٹا کر
حصار کے اندر کر دیا راجہ جگت سنگھ نے قلعہ کے دروازہ کے گرد مورچل کا اہتمام اپنے
آدمیوں کو اور گیارہ مورچوں کا اہتمام اور آدمیوں کو حوالہ کیا۔ قلعہ گزینوں نے از راہ
قلعہ داری کی کثرت کے سبب توپ تفنگ چلائے حقہ و سنگ باری۔ لشکر شاہی نے
نقب لگائے۔ سرکوب بنائے۔ قندھار میں خبر آئی کہ سران لشکر میں جلیسی کہ جو فوت
چاہئے نہیں ہے تو سعید خان بہادر ظفر جنگ نے چاہا کہ وہاں خود جاوے مگر قلیچ خان

کہا کہ اس ولایت کا نظم و نسق و صوبہ داری مجھے سپرد ہے مین قلعہ کی حراست اپنے تابینون
کے سپرد کر کے خود جاتا ہون وہ ۱۰ صفر کو زمین داور کی طرف گیا اسکے آنے سے سپاہ
کا دل قوی ہوا اور اس روز بہالی کے پیشو لئے اور حدود خراسان کے لشکر نے جو اس
محکمہ مین تھے روشن سلطان کو نصیحت کر کے اطاعت کی ہدایت کی اسنے اپنے معتمد کو بھیجکر
پناہ مانگی قلیچ خان نے امان نامہ اپنی مہر لگا کے بھیجا - ۷ ربیع الاول کو بیس روز کے محاصرہ
کے بعد روشن سلطان حصار کے باہر قلیچ خان پاس آیا قلیچ خان نے قلعہ کی نگہبانی اپنے
نوکر فولاد بیگ کو سپرد کی اور خود قلعہ بست اور قلعون کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا ۱۸
ربیع الاول اس استوار حصار کے پاس آیا اور اسکے گرد اٹھارہ مورچل تقسیم کئے - رات دن
نقب لگائے حصار نشینون نے بھی مقاومت و مدافعت مین بڑی کوشش کی لشکر
شاہی جو نقب لگاتا اسکو وہ پورا نہ ہونے دیتے اور سنگ و تفنگ و آلات آتشبازی
اور اور ادوات جنگ کو کام مین لاتے - اور قلعہ کے اندر آنے کی راہ مسدود کرتے
آخر کو ۷ ربیع الثانی کو قلیچ خان کی نقب کے اڑنے نے ایک وسیع راہ قلعہ مین جانے
کی پیدا کر دی اور لشکر شاہی اس راہ سے داخل ہوا مگر ان کے سر پر آتشباری
کی بارش ہوئی - بادشاہی سو آدمی مارے گئے اور تین سو زخمی ہوئے دشمن بھاگ
کر ارک مین گئے لشکر شاہی نے باہر کے قلعہ اور چار سو گھوڑون اور غنیمت پر قبضہ کیا
محراب خان قلعہ دار تنگی ارک و کمی آب کے سبب سے کہ صرف ایک کنواں تھا کچھ آدمیون
کے ساتھ حصاری ہوا - ارک کا استحکام شیر حاجی پر موقوف تھا اسکو گھیر لیا اور اس کے
گرد نقب لگائی - اہل قلعہ نے شیر حاجی کے اندر خندق کھودی اور خندق کے اسطرف
تختہ و چوب سے اور ٹوکرون مین خاک بھر کے ایک دیوار کھڑی کی اور تفنگ چلانے کے لئے
رخنے بنائے تا کہ دیوار شیر حاجی کے اٹھنے کے بعد انکی پناہ مین لڑین - ۲۲ ربیع الثانی
کو لشکر شاہی نے تین نقبین اڑائین - ایک راجہ جگت سنگھ نے دوسری عوض خان
نے تیسری مرزا محمد نے ناجہ کی نقب سے اٹھا برج مع دروازہ کے اڑ گیا اور باقی

نقبون سے اور دو برج اڑ گئے۔ لشکر شاہی نے دشمن کی آتشباری کا خیال کچھ نہ کیا اور
موہون پر سپر لگاکے دیوار چوب بست پر پہنچے۔ محراب خان نے ناچار ہوکر زینہار مانگی۔
امان نامہ بھیجا گیا۔ ۳ ربیع الثانی کو لشکر شاہی کو ارک ہاتھ لگ گیا۔ محراب خان کو
قلیج خان نے ایک بار وزمہمان رکھکر ایران روانہ کر دیا اسی زمانہ مین قلعہ گرشک بھی
فتح ہو گیا جسکی تفصیل یہ ہی کہ بست کے محاصرہ کے درمیان اس سرزمین کے آدمیون سے
معلوم ہوا کہ گرشک سے دس فرسنگ پر قلعہ فولاد ہے اور بست سے بارہ فرسنگ قلعہ ولی جیب
ہی ان دونو قلعون مین چار فرسنگ کا فاصلہ ہے بالفعل وہ فراہ سے متعلق ہین مگر کسی زمانہ
مین قندھار سے متعلق تھے۔ قلیج خان نے احشام ملکی و باختری ہو دنجلی کو کہ پانسو خانہ وار
بھیجتی تھی ایسی تسلی دی اور خلعت پہناکے بادشاہ کی عنایتون کا امیدوار کیا کہ ان
قبائل کے پیشوایون نے قلیج خان کے تابعیون کی ایک جماعت کو ہمراہ لیکر اور نو قلعے
خاندان قلی حاکم فراہ کے تصرف سے نکال کر انکے حوالے کئے سیاوش نے انکو صفی قلی خان
محافظ گرشک کی کمک کے لئے مقرر کیا تھا جب اسکو اس طرح ان دو قلعون کے نکلجانے
کی اور محراب خان قلعہ دار بست کے حال کی ادہر فراہ کی طرف لشکر کے آنے کی خبر معلوم
ہوئی تو وہ گرشک کی حراست کو چھوڑکر صفی قلی خان اور اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر
فراہ کو گیا قلیج خان کے آدمی قلعہ گرشک مین گئے غرض تمام ولایت قندھار اور اسکے
ساتھ قلعے بادشاہی لشکر کے قبضہ مین آئی۔ بنگالہ کی سمت شمال مین دو ولایتین آباد
مین ایک کوچ ہاجو جو دریای برہم پتر پر ہے یہ دریا بہت بڑا ہے اس کا عرض دو
کروہ ہے اور ولایت آسام کے وسط سے بنگالہ مین آتا ہے وہان سے جہانگیر نگر
(ڈھاکہ) ایک ماہ کی راہ ہے دوسری ولایت کوچ بہار ہے کہ اس دریا سے
بہت دور ہے اس ولایت سے بیس روز مین جہانگیر نگر مین داخل ہوتے ہین یہ
دونو ولایتین یہین کے مرزبانون کے تصرف مین تھین جہانگیر کی اوائل سلطنت
مین کوچ ہاجو مین پری چھت اور کوچ بہار مین پری چھت کے دادا کا بھائی

لچھمی نراین فرمانروا تھا - جب شاہجہان نے سشہ جلوس جہانگیری مین علاء الدین فتحپوری
ملقب بہ اسلام خان کو مہمات بنگالہ کا انتظام سپرد ہوا تو رگھناتھ زمیندار پرگنہ سونگ
اس پاس آیا اور یہ فریاد لایا کہ پریچھت نے اسکی عورتون اور فرزندون کو
زبردستی قید کر لیا ہے رگھناتھ کی گفتار اور کردار سے بالکل راستی ظاہر ہوتی تھی ان
ایام مین لچھمی نراین بادشاہ کی فرمان پذیری کا اظہار کرتا تھا اور شیخ علاء الدین کو
کوچ ہاجو کی فتح پر برانگیختہ کرتا تھا اُس نے مکرم خان خلف معظم خان اپنے خویش
اور شیخ کمال اپنے نوکرون کے سردار کو چھہ ہزار سوارون اور دس بارہ ہزار
پیادون اور پانچ سو سماری بنگاری کے ساتھ پریچھت کی گوشمالی اور اسکی ولایت
کی تسخیر کے لئے بھیجا جب لشکر شاہی موضع مت مین آیا جہان سے ولایت کوچ ہاجو
کا آغاز ہوتا ہے تو شیخ کمال نہایت احتیاط سے دو کروہ چلتا اور جہان
منزل ہوتی اس سرزمین کی سپاہ کے دستور کے موافق لشکر کے گرد لٹے و خاک
جمع کرکے اسکی محافظت مین کوشش کرتا اس طرح قطع منازل کرکے وہ حصار
دھوبری پر پہنچا یہ قلعہ دریای برہم پتر کے کنارہ پر تھا اور پریچھت نے پانچ
سو سوار اور دس ہزار پیادے اس قلعہ کی پاسبانی کے لئے مقرر کئے تھے انہنے
اس حصار کا محاصرہ کیا ایک مہینے تک توپ و تفنگ کی جنگ ہی اور آخر کو قلعہ
فتح ہو گیا - پریچھت نے اپنی قرارگاہ موضع کہیلہ سے لشکر شاہی کے
پاس اپنا وکیل بھیجا اور پیشکش مین سو ہاتھی سو ٹانگن اور بیس من نخود دیئے اور رگھناتھ
کے اہل و عیال کو بادشاہی آدمیون کے حوالہ کرنے کے وعدہ پر صلح چاہی -
مکرم خان و شیخ کمال نے اسکی درخواستون کو منظور کرکے علاء الدین کو لکھا - ہنوز اسکا
جواب نہ آیا تھا کہ پریچھت نے موعودہ اشیا بھیجا دین اس اثنا مین ناظم بنگالہ
کا نوشتہ آیا کہ جب تک ولایت کوچ اور پریچھت ہاتھ نہ آئین قتل و قید کرنے
سے ہاتھ نہ اٹھائین لشکر شاہی نے برسات کے ختم ہونے تک دھوبری مین توقف

کیا۔ جب پانچون کی تیاری ہوئی تو پرچھیت بیس ہاتھی اور چار سو کے قریب سوار اور دو
ہزار پیادے لیکر حصار دھوبری کی طرف روانہ ہوا اسکے ناگہان یہان آنے سے
لشکر شاہی مین اضطراب پیدا ہوا قریب تھا کہ مخالف حصار کو لے لیتا مگر مکرم خان
اور شیخ کمال نے سپاہ کو جنگ و پیکار مین ایسا گرم کیا کہ اول لشکر نے آن کر ہاتھیونکو
جو دوڑ کر دیوار قلعہ پاس آ گئے تھے تلوارین اور تیرے مار کر بھگا دیا اور مخالف کی فوج ..
شکست پاکر کھیلہ مین گئی۔ لشکر شاہی بھی دھوبری سے اس طرف مالش کے لئے
روانہ ہوا۔ جب آب موہانہ گجادھر پر پہلے لشکر آیا تو پرچھیت بہت سی کشتیان لیکر
کارزار پر آمادہ ہوا اور سطح آب پر پادشاہی کشتیون سے آتش جدال کو روشن
کیا آخر کو نہ لڑ سکا اور پادشاہی بہادرون کو کشتیان دیکر خشکی مین بھاگ گیا
جب کھیلہ مین آیا تو اسکو معلوم ہوا کہ لچھمی نراین لشکر شاہی سے ایک ہو کر دوسری جانب
سے اسکے سر پر آتا ہے تو ناچار یہان سے نکل کر بدھ نگر مین دریائے بناس کے کنارے
پر آیا۔ لشکر شاہی دو روز مین کھیلہ مین آیا اور صبح کو بناس کے کنارہ پر اس اثنا
مین پرچھیت کا وکیل یہ پیغام لایا کہ وہ اپنے کئے سے پشیمان ہے افسران لشکر
سے ملنا چاہتا ہے شیخ کمال اسکے پاس گیا اور اسکو مع اموال و افیال مکرم خان
پاس لایا۔ پرچھیت کا بھائی بلدیو فرار ہوا اور اپنے رشتہ دار سرگدیو مرزبان
آسام کے پاس چلا گیا اس سبب سے ولایت کوچ ہاجو کا ہر حصہ پادشاہی تصرف
مین آیا شیخ علاء الدین کے اشارہ سے مکرم خان نے اپنے بھائی کو کھیلہ
مین متعین کیا اور شیخ کمال پرچھیت کو مع اموال جہانگیر نگر لے گیا مگر یہ اتفاق
پیش آیا کہ مکرم خان حوالی جہانگیر مین آیا کہ شیخ علاء الدین کا انتقال ہوا اسکا
بیٹا ہوشنگ اسکا جانشین ہوا۔ مکرم خان نے بادشاہ سے عرض حال کیا اسنے
فرمان پرچھیت کو اپنے پاس بلانے کا بھیجا۔ مکرم خان کوچ ہاجو کی محافظت کے لئے
مقرر ہوا مگر وہ ناظم بنگالہ سے خفا ہو کر پادشاہ پاس چلا آیا۔ شیخ قاسم نے سید حکیم کو

وسیدا با بکر کو دس بارہ ہزار سوار اور پیادوں اور چار سو ساری بنگالیون کے ساتھ روانہ
کیا کہ کوچ ہاجو کی ولایتون کو ضبط کرکے ملک آشام کی تسخیر مین مشغول ہو یہ لشکر ہاجو
مین آیا۔ برسات یہین کاٹی پھر آشام مین گیا وہان آشامیون نے لشکر شاہی پر
شب خون مارا بڑی شکست دی اور بہت آدمیون کو مارا۔

آشام و آشامیون کا حال۔

آشام (آسام) کی ولایت کی ایک طرف کوچ ہاجو سے پیوستہ ہے اس ملک
کے آدمی غیر آدمیون کو اپنے ملک مین نہین آنے دیتے اسلئے ملک کے خارج و داخل پر
جیسی کہ چاہیے اطلاع نہین حاصل ہوتی وہان کے آدمی جو کوچ ہاجو مین اپنے
حوائج زندگی کے لیئے آتے ہین اور بادشاہی آدمی جو وہان کے آدمیون کو قید
کرتے ہین اُن سے یہ معلوم ہوا کہ آشام ایک وسیع ولایت ہے اور عود جسکو ہندوستانی
زبان مین اگر (اگر) کہتے ہین وہان بہت ہوتا ہے اور ہاتھیون کی کثرت ہے
ندی۔ نالے۔ تال۔ بہت ہین اور وہان کی سرزمین مین کم قیمت سونا
ریگ کے دھونے سے ملتا ہے اسکی انتہا ولایت خطا سے متصل ہے اُس کی
شمال مین ایک کوہستان ہے کہ کشمیر و تبت سے گذر کر خطا سے ملتا ہے و
بھرائچ و ترہت و موزنگ کوچ بہار و کوچ ہاجو اسکے نزدیک ہین یہان کا
مرزبان سرگ دیو ہے جسکے پاس ہزار ہاتھی اور لاکھ پیادے ہین یہان کے آدمی
سر منڈاتے ہین اور ریش و بروت کو موچنے سے چُنتے ہین اور بری و بحری
جانداروں مین سے جو پاتے ہین اُسے کھاتے ہین صورت مین سیاہ رو ہوتے
ہین سردار فیل و ٹانگن پر سوار ہوتے ہین مگر سپاہی کل پیادے ہین میدان
جنگ مین انکے ہتھیار تیر و کمان و تفنگ ہین۔ اگرچہ خشکی مین میدان جنگ مین
بہادرون سے مقابلہ نہین کرسکتے مگر بحری جنگ مین کشتی پر لڑنے سے خوب
ماہر ہین اپنے ملک مین یا غیر ملک مین جنگ کے قصد سے جب سفر کرتے ہین تو
جسجگہ پہنچتے ہین وہان مضبوط قلعہ گل چوب نے و گاہ سے کم ڈاکر لیتے ہین اور

اسکے کنگورون کو بعض تختون سے بنا لیتے ہین جسکے رخنون ہی تو بین و تفنگ چھوڑتے ہین
اور اسکے گرد عمیق خندق کھود لیتے ہین اور خندق کے اوپر تیز لکڑیان گاڑکے کھڑی
کرتے ہین کہ دشمن کا گذر مشکل سے ہوتا ہے ہمنے اوپر بیان کیا ہے کہ جب لشکر شاہی کو
پیر تحصیت پر غلبہ ہوا ہے تو مرزبان آشام سرگ دیو پاس بلد یو مذکور گیا اور اسکو کوچ
کی تسخیر پر برانگیختہ کیا اور اس سے کہا کہ اگر مجھے فوج دے کر اس ولایت مین تو بھیجے
تو اسکو بادشاہی تصرف سے نکال لون بشرطیکہ وہان کی حکومت مجھکو ملے سرگ دیو
نے اسکو لشکر دیکر کوچ ہاجو کو روانہ کیا اور وعدہ کیا کہ لڑائی مین جس اعانت کی
ضرورت تجھے ہوگی وہ مین کرونگا۔ بنگالہ کے حاکمون کے عزل و نصب کے ہیچ و مرج
کے سبب بلد یو کو موقع ملا کہ وہ اد رنگ مین آیا جو کوچ ہاجو سے دس کروہ پر اس
کوہ مین آب برم پتر کے جنوب مین ہی اسپر قبضہ کیا اور محال پر دست درازی شروع
کی۔ پرگنون کے زمینداروں کو اپنا طرفدار بنا کے دس بارہ ہزار پیادے شاہی
و بنگالی جمع کر لئے۔ پرگنہ بوکی و دہادنتی پر بھی تصرف کر لیا۔ اس سبب سے اکثر محال
ویران ہو گئے اور ملک مین خلل عظیم ہوا جب رعایا سے خراج مانگا جاتا وہ بھاگ کر
اس نواحی مین چلی جاتی۔ یہ دیکھ کر اور مرزبانون نے بھی ادلے بدلے زمین چھلتین ہائجین
کوچ ہاجو اور اسکی حدود مین دس بارہ ہزار شمشیر دار و سپر دار جنکو اس ولایت
مین پایک کہتے ہین رہتے تھے اور کھیتی مین مشغول ہوتے
تھے ان کے چند عمدہ سردار تھے۔
حکام بنگالہ نے انکو جاگیرین دی تھین وہ کھیدہ مین صید فیل مین خدمت بجا لاتے
تھے انکو قاسم خان نے اپنی صوبہ داری کے دنون مین اس قصور مین کہ کھیدہ قرار واقع
نہ ہوا تھا جہانگیر نگر مین طلب کر کے قید کیا اور تین لاکھ روپیہ جرمانہ لے کر خلاص کیا
اس طائفہ کے سردار سنتوش اس شکر و جی رام شکر بھاگ کر سرگ دیو زمیندار آشام پاس
چلے گئے اس نے انکی خاطر داری کر کے اپنے پاس رکھا جب بنگالہ کا انتظام اسلام خان

کو سپرد ہوا تو ستر جیت تھانہ دار پاندو نے جو مخالفون سے موافق تھا بلدیو کو کہلا بھیجا
کہ ان وقتون مین جدید حاکم آیا ہے جو کچھ کرنا ہو کرو اسکے کہنے سے بلدیو اورنگ سی گئے پر
شیخ عبدالسلام جارس کو چ نا جو ایک جماعت کھیدہ کے لئے بھیجی تھی اس سے بلدیو جا لڑا
شیخ عبدالسلام نے اسکی اطلاع لکھکر اسلام خان کو کی اس نے محمد صالح کنبوہ و مرزا محمد بخاری
و سید زین العابدین بخاری کو ایک ہزار کے قریب سوار اور اسی قدر پیادے تفنگچی و تابین و
وسی غراب و دو سو کے قریب کوسہ و جلیہ اور بہت سے توپچی اور تمام آلات پیکار
روانہ کیئے اور گھوڑا گھاٹ مین بہت کشتیان جمع کین تا کہ جسقدر سواری اور باربرداری کے
لئے کشتیان درکار ہون وہ آمادہ رہین اس سبب سے کہ اس ملک مین پانچ مہینے
بارش شدت سے ہوتی ہے اس ضلع کے پیادے برسات کے شروع مین تری و خشکی
مین چلنے پھرنے کو برابر جانتے ہین مگر برشگال کے اواخر مین وہ بھی باشکال تمام
آمد و رفت نہین کر سکتے ۔ غیر واقف پیادے و سوار تو کیا چلینگے اس ولایت کی آب و ہوا
کی سمیات و غذا تازہ رسیدہ مسافرون کو ہلاک کرتی ہین خصوصاً اواخر برسات
مین کہ پہاڑون کی تمام سر زمین زہردار اشجار کے شست و شو پانے سے اور ہوائے
سموم سے مسافر و دیگر لوگ ایک دو روز کے سفر مین آفت جان بنتی ہے ۔ اس وقت تمام
زمینون کو پانی نے گھیر رکھا تھا اور مسافرونکا رستہ بند تھا ۔ پانی کے چڑھاؤ پر
جاتا تھا ۔ بڑی کشتیان جنکو گھوڑے اور آدمی کھینچتے ہین وہ پانی کی تندی و تیزی
سے چڑھاؤ پر نہین جا سکتی تھین اسکی جماعت مذکور نے اپنی گھوڑون اور بنہ و بار
کو گھوڑا گھاٹ مین چھوڑا اور چھوٹی کشتیون مین روانہ ہوا طغیانی کے اترنے پر اسباب و
گھوڑون کی روانگی مقرر ہوئی سب سے پہلے محمد صالح کنبوہ تھا جو پہنچا ستر جیت نے
عبدالسلام سے کہا کہ میری تھانے پر دشمن حملہ کرینگے میری کمک کے لئے آدمی بھیجو
اسنے شیخ محمد صالح کو ستر جیت کی مدد کے لئے بھیجدیا رات ہو گئی تھی کہ ستر جیت
نے محمد صالح کو راہ مین ٹھیرایا اور اس سے کہا کہ مین تھانہ کی خبر لینے جاتا ہون

صبح کو اسکے تھانہ کی طرف محمد صالح متوجہ ہوا تو وہ کیا دیکھتا ہی کہ ستر جیت نوارہ
لئے چلا آتا ہے محمد صالح نے اسسے پوچھا کہ دیر کیون لگائی تو اسنے کہا کہ دشمنون نے میری
تھانہ پر قبضہ کر لیا مجھے خوف تھا کہ کہین نوارہ پر بھی قبضہ نہ کر لین اسلئے کشتیون کو جا جلا
کے لایا ہون غرض یہان افسران شاہی نے ہاجو کا اور اسکے مضافات کا سب طرح
انتظام کر لیا تو سید زین العابدین و محمد صالح کنبو مع کل لشکر و نوارہ کے دشمنون سے
لڑنے چلے۔ مخالفون نے تھانہ باندو سے دو کروہ ادھر دو قلعے بنائے تھے جب لشکر شاہی
آیا تو وہ قلعون سے باہر نکل کر اسسے لڑے۔ لشکر شاہی نے انکو شکست دی اور ان کے دو
قلعون کو گرا دیا اور پانچ توپین چھین لین۔ سید زین العابدین سری گھاٹ کی طرف
گیا۔ جہان شکست یافتہ اور اور مخالف جمع ہوئے تھے سطح آب و صحن خاک پر آتش
کارزار مشتعل ہوئی بہت آدمی مارے گئے اور انمین ایک بھوکن تھا جو مارا
گیا وہ دس بارہ ہزار آشامیون کا پیشوا تھا۔ آسامی سپہ سالار کو اپنی زبان مین
بھوکن کہتے ہین پانچ بڑی کشتیان جنکو بچھاری کہتے ہین اور چند کوس جو ایک قسم
کشتی ہوتی ہے پادشاہی لشکر کو ہاتھ آئین۔ دوسرے روز پھر لڑائی ہوئی
آشامیون کے تین سردار اور تین سو آدمی مارے گئے اور بہت آدمی زخمی ہوئے
باقی سب بھاگ گئے اور بارہ بچھاری و چالیس کوس پادشاہی لشکر کو ہاتھ آئی۔
آشامی چالیس ہزار سے زیادہ تھے اور مرزبان آشام انکی کمک بھیجتا رہتا تھا اسلام خان
نے چاہا کہ اپنا لشکر لیکر انکے رفع کرنے کے لئے روانہ ہو۔ مگر جہانگیر نگر سے جو بنگالہ کا حاکم
نشین ہے ہاجو سے دور بہت تھا اسلئے اس صوبہ کا خالی چھوڑنا مناسب نہ جانا
سرداروں اور منصب دارون کا ایک گروہ پندرہ سو سوار اور چار ہزار تفنگچی و
کمانداریبادے روانہ کئے اور محمد زمان طہرانی فوجدار و تیولدار سلہٹ کو بھی انکی
ہمراہ بھیجا۔ یہ معلوم ہوا کہ اس زمین کے تمام پایک کشتاورز دشمنون کے ساتھ
متفق ہو گئے ہین اور ہاجو اور سری گھاٹ کے لشکرون کو آذوقہ نہین پہنچایا

اسلئے کشتیون مین بہت سا نقصان پہونچا اور معصوم زمیندار کے
سفائن مین سے ۵۰ جنگی کوسے جنمین رعدانداز اور کماندار بھیجے ہو ئےتھے روانہ کئی
تا کہ آذوقہ کو مع خزانہ و باروت اور کچھ ہتھیارون کے جو پہنچا دین خواجہ شیر فوجدار
گھوڑہ گھاٹ جسکو کھیٹہ کی بھی فوجداری سپرد تھی جمعیت شائستہ کے ساتھ
میر حسینی ملازم خان مذکور کے ہمراہ ہوا جو زمیندار کوچ بہار یا تحصیل پیشکش کے لئے
گیا تھا اور تھانہ دھوبری مین آگیا تھا اور بستی زمیندار کو جو بہت کے خویشون مین
سے اور اولیاء دولت کا خیر خواہ ہے ساتھ لے کر لشکر ہاجو کی کمک کو روانہ ہوا
مخالفون نے پانچ سو کشتیان ساز و سامان کے ساتھ جمع کرکے خشکی و دریا مین
نوارہ شاہی پر شبخون مارا صبح تک لڑائی ہوتی رہی ستر جیت اس شورش و فساد کا
باعث تھا وہ اپنے نوارہ کو لیکر پادشاہی لشکر سے پھر گیا۔ محمد صالح مارا گیا اور محلین بخشیں
قبیلہ پارہ نوارہ شاہی مخالفون کے قبضہ مین آئے ستر جیت نے آذوقہ کی کشتیان
مکر و تزویر کرکے الٹی پھرا دین اب بلد یونے بہت سا لشکر آشامیون کا لے کر ہاجو
کی طرف کوچ کیا اور اپنی رسم و آئین کے موافق ہر منزل مین قلعہ بناتا گیا اور ہاجو
کا محاصرہ ایسا کیا کہ حصار نشینون پاس کسی راہ سے آذوقہ نہ پہنچتا تھا۔ عبدالسلام و
شیخ محی الدین و سید زین العابدین باہر آنکر لڑے اور مخالفون کو بھگا کر ان کے
کئی قلعے مسمار کئے اور پھر اپنے حصار مین آگئے۔ مگر آذوقہ کی کمی سے اور کمک کے
نہ پہنچنے سے اور دشمنون کی کثرت سے اہل حصار کی امید زندگی منقطع ہوئی اور
مخالفون نے پیہم کہا کہ لڑائی کو چھوڑو اور ہمارے پاس آؤ شیخ عبدالسلام اور
اسکا بھائی مع اپنے تابعین جانون کی امان کے لئے ہاجو سے دشمنون پاس گئے اور
انہون نے عہد و پیمان کو توڑا اور انکو آشام بھیجا سید زین العابدین نے دشمنون
کی باتون کا اعتبار نہین کیا لڑکر جان دی۔ زین الدین علی و اللہ یار خان محمد زمان
طہرانی او منصبدار جو دشمنون کی مالش کے لئے روانہ ہوئے تھے جنکا ذکر پہلے ہوا ہے

انہوں نے اول چند نراین پسر پری جہت زمیندار کوچ ہاجو کی استیصال پر توجہ کی وہ
پہلے پرگنہ سول باری مضافات دکن کول مین تھا جو آب برہم پتر کی جانب است سے
عبارت ہے چونکہ سرکار دکن کول کی اکثر محال ستر جیت کی تیول مین تعین ورانسے اپنی
بھتیجے گوپی ناتھ کو تھانہ داری وعمل گذاری پرگنہ کری باری پر مقرر کیا اسکی ناہمواری اور
بے ہنجاری سے یہان کی رعایا عاجز ہوئی چندر نراین کو کری باری مین بلایا گوپی ناتھ
اس سے مقابلہ نہ کر سکا تھانہ خالی کیا۔ تھوڑے دنون مین چندر نراین پاس موضع متعلقہ
علاقہ کری باری مین چھ سات ہزار کے قریب کوچ پرانا شاہی پیادے جمع ہو گئے۔
اسنے دریا برہم پتر پر ایک درخت زار مین قلعہ بنایا اور فساد کے ارادہ سے وہان بیٹھا
لشکر شاہی اسکے سر پر پہنچا تو پرگنہ سول باری کو وہ فرار ہو گیا لشکر شاہی نے تمام
رعیت اور سپاہ کے سردارون کو مطیع کیا اور چندر نراین کے قلعہ کو ڈھا کر اور اسکے
حوالی کے جنگل کو کاٹ کر گریوہ پر تھانہ کے واسطے قلعہ بنایا اسکی حراست کے لیے جلال
خویش معصوم زمیندار جسکا داماد چندر نراین تھا اپنے پاس بلا لیا کہ وہ داماد کی امداد
نہ کر سکے اسکا نام بھی پر جیت تھا۔ ان دنون مین پرگنہ سول باری کا زمیندار بھی چندر نراین
کے خوف سے کھوڑاگھاٹ مین آ گیا تھا۔ لشکر شاہی دھوبری کی طرف دوڑا۔ ایک جماعت
لشکر ہاجو کی کمک کو آئی تھی اور وہ اس قید و قتل کا حال سنکر وہان سے پھر گئی تھی ستر جیت علم
کی کشتیان لے جا کر انکی مدد کرتا تھا۔ جب معلوم ہو گیا کہ ستر جیت نفاق کیشی سے اپنا
تو غائب ہو جاتا ہے اسلام خان نے بھی اسکی گرفتاری کے لیے مبالغہ کیا لشکر شاہی نے
اسے پکڑ کر جہانگیر نگر بھیج دیا وہ وہین مر گیا شیخ عبدالسلام اور اسکے بھائی اور بہت سے
کے قید ہو جانے سے کوچ اور آشام کے سردار مغرور ہو گئے اور انہون نے ایک سردار
بارہ ہزار پیادے اور پچاس جنگی کشتیان اور بہت سے کوس ہمراہ کر کے روانہ
کیا کہ وہ لشکر شاہی کی راہ بند کرین اور چوکی کہ مین ایک استوار حصار بنایا اور
ایک لمبا پہاڑ دریاے بناس پر ہے اور اسکے مقابل ہیرہ پور مین بھی ایک محکم

[illegible]

قلعہ بنایا۔ چوکی کیہ مین تین ہزار پیادے رکھے اور سہرہ پور مین گئے۔ جب لشکر شاہی
کیسو بھتہ گھاٹ سے گذر کر آب بناس سے عبور کرنے لگا تو مخالف نمودار ہوئے زین الدین علی
و اللہ یار خان نے اول حملہ مین انکو چہہ کروہ تک بھگایا۔ ایک گروہ کو مارا اور انکے
سر لشکر مین لائے پھر لشکر چوکی کیہ مین آیا اور مخالف حصار سے بھاگ کر پہاڑون مین
چلے گئے۔ چندر نراین جو دکن کول کے فساد منشون کا سرآمد تھا وہ چیچک سے مر گیا۔
محمد زمان ہزار سوار و چار ہزار پیادے لیکر دریاے بناس سے اس طرف گیا۔
محال دکن کول کے سرکشون کو مطیع کیا اور اپنے لشکرگاہ مین آیا پھر سپاہ شاہی
محمد زمان کے آنے پر چندن کوڑہ مین گئی راہ مین اوتم نراین زمیندار بدھ نگر کا
نوشتہ آیا کہ بلدیو بیس ہزار کوچی اور اشامی کے ساتھ بدھ نگر مین آیا۔ مین بھاگ کے
آیا ہون۔ محمد زمان انکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اوتم نراین بھی آگیا وہ اس
سرزمین کی مداخل و مخارج سے خوب آگاہ تھا وہ ہمراہ ہوا۔ لشکر شاہی نے
آب پو بارہ پر پہنچکر دشمنون کا حصار لے لیا جو اس دریا کے کنارہ پر بنایا تھا
بلدیو یاد شاہی لشکر کی خبر سنکر بدھ نگر سے بھاگ کر دامن کوہ مین جنگل چہوٹی
مین قلعے بنا کے بیٹھ گیا۔ لشکر شاہی نے بشن پور مین برسات مین رہنے کا ارادہ
کیا دشمنون نے چالیس ہزار سپاہی بشن پور سے ڈیڑھ کروہ پر مقام کالا پانی مین
بھیجے اور سرگ دیو اشامیون کے سردار نے بلدیو کی تحریر سے اپنے بیٹے کو بیس ہزار
اشامیون کے ساتھ بھیجا۔ ٢٠ جمادی الثانیہ کو دشمنون نے لشکر شاہی پر شبخون
مارکے دو قلعے جو ابھی پورے نہ تیار ہوئے تھے لے لئے صبح کو خان زمان نے مخالفون
سے لڑنا شروع کیا اور انکو ایک قلعہ سے نکال کر دوسرے قلعہ مین بھگاتا پھرا۔
دو پہر کے عرصہ مین پندرہ قلعے فتح کر لئے اور پانچ چہہ ہزار دشمن قتل کئے اور تین
نامور سردار اسیر کئے توپ و تفنگ و ہتھیار بہت سے چھین لئے اب لشکر شاہی
نے بشن پور مین جانے کا قصد ترک کیا۔ بارھوین رجب کو لشکر کی تیغ مین

سوار و پیادون کی بنا ئین اور خشکی کی راہ سے روانہ کین اور نوارہ کو بھی تری مین دشمنون کی راہ روکنے کیلئے متعین کیا خشکی مین ان افواج سے کامین سے ہر فوج نے قلعون پر برابر حملے کیئے اور دشمن انسے لڑے۔ دشمن شکست پاکر بھاگ گئے تھے مگر لشکر شاہی نے انکی راہین ایسی بند کر رکھی تھین کہ وہ نکل کر نجات نہین پا سکتے تھے دشمنون کے کشتون و خستون سے صحرا اور دریا مین مرغ و ماہی کو خوراک خوب ملجاتی تھی وہ بھاگکر سری گھاٹ و پاندو مین گئے بلدیو ورنگ مین گیا۔ لشکر شاہی نے دشمنون سے لڑکر ان قلعون کو فتح کر لیا پانچ سو کے قریب کشتیان از قسم بھاری اور کشتی کلان و کوس جنگی اور تین سرکوب غنیمت مین ہاتھ آگئے ان فتوحات کے سبب سے کہ نواح کے مرزبان اور گردن کش مطیع ہوئے۔ آشامیو نکا نشان باقی نہ رہا اور کوچ ہاجو کی تمام محال آشامیون سے خالی ہو کر بدستور سابق تصرف مین آگئے آب کجلی کی تسخیر کا ارادہ کیا جو ولایت آشام کا دھنہ ہے اور وہان اسامی بہت جمع تھے لشکر شاہی نے یہان پہنچ کر مخالفون کو شکست دیکر بھگا دیا آب کجلی کے دو طرف دو قلعے استوار بنائے۔ ہزار سوار و تین ہزار پیدل اور دو تین ہزار پایک و کچھ زمیندار اسکی پاسبانی کیلئے مقرر کیئے تین مہینے تک یہان کے انتظام مین بسر کیئے۔ کوہ ہتہ مین جو سری گھاٹ و کجلی کے درمیان واقع ہے ایام بارش کے بسر کرنے کے لیئے قیام کیا۔ جو فوج کہ بلدیو کے پیچھے گئی تھی وہ ورنگ مین گئی تو وہ وہان سے بھاگا اور وہ خود اور اس کے دو بیٹے بیمار ہو کر مر گئے لشکر شاہی نے ورنگ اور اسکے توابع و مضافات پر قبضہ کیا اور اس سرزمین کے مرزبانون کو مطیع کیا اور لشکر شاہی کوہ ہتہ مین داخل ہوا۔ جب یہ سب حالات بادشاہ کو اسلام خان کی عرائض سے معلوم ہوئے تو اسکا اور جو سردار اس مہم مین کامیاب و فتحیاب ہوئے تھے انکا اضافہ منصب کیا۔

فتح ولایت بگلانہ

بگلانہ مین نوقلعے اور ۳۴ پرگنے وا۔۔ ۱۰۰۱ قریئے ہین اور ۱۴۰۰ سال سے یہان کی مرزبانی
بھرجی زمیندار حال کے سلسلہ مین چلی آتی ہے محصول یہان کا پندرہ لاکھ روپیہ ہے
پہلے زمانہ مین یہان کے راجہ صاحب سکہ تھے آب و ہوا کی لطافت مین انہار کی فروانی
اور اشجار و اثمار کی فراوانی مین زبان زد روزگار ہے اسکا طول سوکروہ رسمی اور
عرض ۷۰ کروہ ہے طول مین سمت شرقی مین چاندور پرگنہ دولت آباد اور غربی
بندر سورت و دریاے شور اور عرض مین شمالی طرف سلطان پور و ندربار اور
جنوبی طرف ناسک ترنباسا ہین۔ نوقلعے یہ ہین سالہیر و مولہیر و مورا و دھرگدھ و سالوڈ
وباونہ و دھاتگدھ و بیبول و چوریل انمین زیادہ محکم قلعے سالہیر و مولہیر ہین سالہیر
پہاڑ پر طولانی ہے اور حصانت و استواری و صعوبت راہ مین مشہور ہے اس پہاڑ پر دو
قلعے ہین ایک اسکی چوٹی پر جسکو سالہیر کہتے ہین اور دوسرا کمر کوہ پر ہے۔ ہر ایک کو۔۔
صنعت گرون نے دستکاری سے ایک تخت پتھر سے تراشا ہے مگر دروازے اور
بعض رخنے سنگ و آہک سے بنائے ہین۔ پایٔن کوہ سے حصار تک اول ایک مارپیچ راہ
ہے اور اسکے بہت سے رستے دشوار گذار ہین اور دونو حصار کے درمیان ایک راہ
دشوار گذار ہے اور پا بند کرنے کے لئے پتھر مین رخنے کردیے ہین کہ بغیر دوسری
کی مددگاری اور دستیاری کے قدم نہین چلا سکتے۔ ہر حصار مین ایک تالاب ہے
جسمین پانی جوش کرتا ہے۔ مولہیر ایک پہاڑ پر بنا ہے جسکے اوپر دو شعبے ہوتے ہین
پست شعبہ پر قلعہ مولہیر ہے بلند شعبہ پر حصن معہرا۔ مورا سے مولہیر زیادہ وسیع ہے۔
اس کوہ کی کمر مین ایک حصار باری ہے جسکے اندر کی آبادی کو شہر باری کہتے ہین یہین
بھرجی اور اسکے متعلقون کے مکانات ہین۔ کہتے ہین کہ جب دولت آباد کو اورنگ زیب
روانہ ہوا ہے تو شاہجہان نے بگلانہ اور اسکے مضافات مرحمت کئے تھے اور فرمایا تھا
کہ دکن پہنچکر لشکر بھیجکر اس ولایت کو تسخیر کر لینا۔ ۷ شعبان ۱۰۴۷ھ کو شہزادے نے تین
ہزار سوار اور دو ہزار پیادے تفنگچی بسرداری مالوجی دکنی اور اپنے دو ہزار

ہزار سوار بسرکردگی محمد طاہر کے اس طرف تعین کئے سرانِ لشکر آذوقہ کا سرانجام کر کے اس
طرف روانہ ہوئے اور قلعہ مولہیر کے نیچے آئے دہم رمضان کو تین فوجیں مرتب کر کے تین جانب
سے حصار باری پر یورش کی دروازہ سے ان پر خوب تیر و تفنگ چھوٹے کچھ انمیں کشتہ
ہوئے اور کچھ زخمی مگر انہوں نے بہت دشمنوں کو مار کر قلعہ فتح کر لیا۔ بھرجی سراسیمہ
پانچ چھ سو آدمیوں کو ہمراہ لیکر قلعہ مولہیر میں آیا لشکر شاہی نے اسکا محاصرہ کیا ہر چند اہل
قلعہ نے توپ و تفنگ چلائی۔ مگر لشکر شاہی نے اپنے مورچے آگے بڑھائے اور محصوران
پر ابواب غلہ کو مسدود کیا۔ ناچار بھرجی نے دسوین شوال کو اپنی ماں کو کشناجی وکیل اور
آٹھوں قلعوں کی کنجیوں کے ساتھ بادشاہزادہ کی خدمت میں بھیجکر التماس کیا کہ
بگلانہ کے ہمسایہ میں سلطان پور ہے اگر وہ عنایت ہو تو اپنے توابع و لواحق بندوبار
کو وہان چھوڑ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوں شاہزادہ نے اسکی درخواست منظور کی
اور اسکی ماں کو خلعت عطا کر کے رخصت کیا بادشاہ نے بھی شاہزادہ کے انتظام کو
پسند کیا اور فرمان بھیجدیا۔ غرہ ماہ صفر ۱۰۴۸ھ کو بھرجی حصار سے نکلا اور بادشاہزادہ
کی خدمت میں آیا۔ شاہزادہ کو یہ ولایت انعام میں ملی تھی اسنے قلعہ مولہیر میں
محمد طاہر کو اور باقی اور قلعوں میں سے ہر ایک میں ایک پاسبان مقرر کیا اس ولایت
کی جمع ایک کروڑ ساٹھ لاکھ دام (چار لاکھ روپیہ) مقرر ہوئی۔ رام نگر بگلانہ کے مضافات
میں سے تھا اور بھرجی کے داماد کو وراثت میں ملی تھی وہ بھی شاہزادہ کی خدمت میں
آیا اور دس ہزار روپیہ پیشکش دینے کا اقرار کیا۔

خافی خان اپنی منتخب اللباب میں بگلانہ کی فتح کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ سید عبدالوہاب
خاندیسی بڑا شجاع مشہور تھا۔ برہان پور میں خاندوران خان سے ملاقات کرنے گیا اور
سر پر ہاتھ نہ رکھا صرف زبان سے سلام علیک کہا جس سے دونوں میں بے لطفی ہوئی
اور سید نقارہ بجاتا ہوا بغیر خاندوران کے اجازت کے بادشاہ پاس آیا بادشاہ نے
یہ حال اس سے کہا کہ خاندوران خان سے تم نے بدسلوکی کی بے رخصت کس لئے آئے

مگر از راہ لطف حکم دیا کہ تم اپنے قصور کی تلافی اس طرح کرو کہ قلعہ بھیر کو جا کر فتح کرو۔ بادشاہ نے محمد طاہر کی جگہہ اسکو میر مورچال مقرر کیا سید عبدالوہاب برسرکار آیا۔ برخلاف دستور مورچال بڑھانے اور نقب لگانے مین اور لوازم قلعہ گیری کے بجالانے مین اصلا نہ مشغول ہوا اور لوگون مین مطعون ہوا محاصرہ پر تین مہینے گذر گئے ایک رات کو سید عبدالوہاب مع چار پانچ سیدون اور ایک نشان بردار و ایک نفیریئے اور ایک سقے کے لشکر سے سردارون کی اطلاع بغیر غائب ہوگیا اور دشوار راہون مین سے اندھیری راتون کے اندر تین رات دن اُسنے غارون مین بسر کی چوتھے روز ناگہان پہاڑ کے اوپر نشان فتح نمایان کیا نفیری بجوائے محصورون کے دلون کو ہلا دیا۔ فوج بادشاہی پہاڑ پر پیہم پہنچی عبدالوہاب دروازہ کے سامنے آیا۔ باقی حال وہی ہے جو اوپر بیان ہوا اتنا اور ہے کہ قلعہ دار بساول نے جو بھرجی کے چچا رودیا سے تعلق رکھتا تھا کچھ حرکت مذبوحی کی اور دستگیر ہوا چونکہ محال کی متواتر آفتون اور افواج کشی و مردم کشی سے پرگنات بگلانہ چند سال سے پامال آفات ہوئے تھے اسلیئے اسکی جمع چار لاکھ روپئے مقرر ہوئی کچھ دنون سلطان پور بھرجی کو انعام دیا گیا اسکے مرنے کے بعد اسکے بیٹے بیرم کو دیا گیا وہ مسلمان ہوگیا اس کو پرگنہ سلطان پور کی عوض مین پرگنہ پونا انعام مین دیا گیا اور دولتمند خان کا خطاب اور منصب ہزار و پانصدی کا ملا۔ عبدالوہاب کو دلاور خان کا خطاب دینا چاہا۔ مگر اوسنے منظور نہین کیا۔ کہتے ہین کہ سید عبدالوہاب سادات رسول دار سے تھا جسکے باپ دادا کچھ مدت تک مشہد مقدس مین مزار حضرت امام رضاؑ کے جاروب کش تھے وہ خاندیس مین آیا اور پرگنہ بیاول و رانویر مین وطن اختیار کیا پھر بادشاہی نوکرون کے زمرہ مین آیا۔ بڑے بوڑھے آدمی اسکے کارنامے یہ بیان کرتے ہین کہ جب وہ محال بیاول و رانویر کا فوجدار ہوا تو بھیلون کی کوہ نشین سرکشون سے اسکی لڑائی ٹھنی تو وہ دامن کوہ مین خیمہ دشمنون کے مقابل لگاتا پہلے اس سے کہ کوہ مین داخل ہو وقت شب یکہ و تنہا سیاہ پوش ہوکر دامن کوہ مین جاتا اور جاسوسون کے طور پر

مکان مین پہنچا کہ جہان مفکورہ نشین اپنی ہمخوابہ کی ساتھ خواب غفلت مین ہوتا اور ایک
دھب آوازسے بھیلون کے دستور کے موافق اوسکو بیدار و خبردار کرتا وہ سراسیمہ خواب سے
اوٹھتا اور گھر سے باہر آتا اور اپنے حریف کو تحقیق کرتا تو عبدالوہاب ملائم زبان سے
کلام کرتا کہ ڈرو نہین مین عبدالوہاب بھائی تمہاری ملاقات کو آیا ہون (بھائی وہ زبان ع
خلائق تھا) مجھ اور تجھ مین محاربہ ہے میرے اور تیرے آدمی کسواسطے تلف ہون اور اس
بات چیت مین وہ اپنی تلوار غلاف سے نکال کر اس کے ہاتھ مین دیتا اور منھ پھیر کر کھڑا
ہوجاتا اور کہتا کہ مین کار گنہگار ہست - مخالف کو سوا اسکے کچھ نہ بن پڑتی کہ وہ اپنا سر اسکے
پاؤن مین رکھتا اور عجز و فروتنی کرتا اور کچھ جرأت نہ کرسکتا - اطاعت قبول کرتا کہتے ہین
کہ کاما نام گڈھی کا مشہور مرزبان تھا - اس گڈھی کی بنا بے گلی پر ہزار سال گذر چکے
تھے اور اسکی برابر کوئی حصار پختہ نہ تھا - ابتدائے عہد جہانگیری سے وہ رہزنی کرتا تھا
اور سب سرکشون مین مشہور تھا - راہین بند کر رکھی تھین - بڑے بڑے امیر باین منصب
اسکے استیصال کے واسطے متعین ہوئے تھے - انہون نے کچھ کام نہین کیا مگر عبدالوہاب نے ایک
مدت تک اسکا محاصرہ کیا جب اس طرح کام نہ چلا تو یہ تدبیر خدعہ آمیز کی کہ چند کروہ
کی مسافت پر اٹھا چلا دیواری تنہائی اور خود مغلوب و محصور ہوگیا ایک رات کو شکار
کی شہرت دے کر ہمراہیون کے ساتھ مفقود الخبر ہوگیا - کاما ایک جماعت کو لے کر باقی
محصورون کی تسخیر و تاراج کے لئے گیا - ابھی وہان کچھ کام نہ کیا تھا کہ سید عبدالوہاب اسکی
گڈھی پر کمندین لگا کے چڑھ گیا اور اسکو مفتوح کیا -

بادشاہ چار سال سے لاہور نہین گیا تھا اس لئے ۱۷ ربیع الثانی کو لاہور روانہ ہوا
اور ۲۸ جمادی الثانی کو دہلی مین آیا اس گیارہوین سال جلوس مین ۲۸ لاکھ روپیہ
انعام دیا -

واقعات سال دوازدہم جلوس ۱۰۶۸ھ

غرہ جمادی الثانی شنبہ کو جلوس کا بارھوان سال شروع ہوا - ۱۸ جمادی الثانی
کو بادشاہ سرہند مین باغ حافظ رخنہ مین تشریف فرما ہوا اس باغ کے متصل جہانگیر نے

لاہور کو جانا

ایکیتال ایک سو بیس گز لمبا اور ایک سو دس گز چوڑا بنوایا تھا وہ تراوش آب سے لبریز نہین ہوتا تھا۔ سنہ جلوس مین لاہور جانے کے وقت بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ یہ تالاب تراوش آب سے پر کیا جاے اور دولتخانہ خاص جھروکہ و خوابگاہ و محل بنایا جاے۔ ابتک مکانات بالکل تیار ہو گئے تھے۔

اسلام خان ناظم بنگالہ کی عرضداشت سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ زمیندار رخنگ (اراکان) کے بعد اسکا بیٹا جانشین ہوا مگر مرزبان مذکور کے ایک نوکر نے اسکی زن ناموس سے ساز کرکے اس پسر کو مار ڈالا اور خود اسکی بجاے ملک رخنگ کا حاکم بن بیٹھا پہلے زمیندار کا حقیقی بھائی مانک راے اپنے بھائی کی زندگی مین چاٹگام مین بالاستقلال حکومت کرتا تھا اس سے یہ فرومایہ خاطر نگران رکھتا تھا ایک جماعت کو بھیجا کہ اسکو مکر و حیلے کے دام و دانہ مین لاکر بیت کہرے وہ جماعت چاٹگام مین آئی اور تزویر و تلبیس سے چاٹگام سے مانک راے کو باہر لائی۔ اسنے تھوڑے مسافت طے کی تھی کہ اس کو اس جماعت کا راز و انداز انہین مین سے ایک آدمی سے معلوم ہو گیا اس نے اس گروہ مین سے بعض کو اپنے ساتھ موافق کر لیا اور جو موافق نہ ہوئے انہین مار ڈالا اور مگون و فرنگیون کی جماعت ہمراہ لیکر چاٹگام مین آگیا اور اپنے بھائی کا جانشین ہوا اور بوانجان کو کہ اپنے ساتھ متفق تھا اسکو چاٹگام کا نوارہ اور اور کام اسکے بھائی کے سپرد کئے تھے اس نے چاٹگام کی کشتیون کو آلات جنگ سے آراستہ کیا یہان کے فرنگیون کی کشتیون کو اور لشکر کو جمع کرکے لشکر رخنگ سے لڑنے بھیجا۔ بوانجان اس لشکر رخنگ سے نہ لڑ سکا انسے جا ملا ان دونو لشکرون نے اتفاق کرکے چاٹگام کی طرف رخ کیا مانک راے یہ بیوفائی اور جدائی دیکھکر بھلوہ مین آیا اور سنجر ترخان تھانہ دار بھلوہ سے جو سرحد مگ سے نزدیک ہے پیغام بھیجا کہ مین بادشاہ کا اپنا ملجا بناتا ہون جسکام کا اشارہ ہوا اسپر عمل کرون جب اسلام خان کو سنجر کی تحریر سے یہ حال معلوم ہوا تو اسنے سنجر و سید حسن تھانہ دار بھلوہ کو لکھا کہ

برادر زمیندار رخنگ کا پادشاہ کی پناہ مین آنا۔

بہت جلد سرحد مگ پر پہنچکر مانکٹ رائے کو لے آیئن اس حکم کے بموجب سنجر لشکر لیکر آب
چتپتی پر آیا۔ یہ سرحد بنگالہ و مگ ہے کچھ آدمی مانکٹ رائے پاس بھیجے اور خود اس نے
دو سو جلبیہ مگ کہ مانکٹ رائے کی راہ روکنے کے لئے آئے تھے تیر و تفنگ مار کر بھگا
دیئے مانکٹ رائے جگدیہ مین آیا سید حسن مکونہ بھی آن ملا ان سب نے جگدیہ مین
توقف کیا۔ بنگالی عورت مرد دس بارہ ہزار جو ارماد فرنگ کی قید مین جا نکلنی کر رہے
تھے چالیس سال کے بعد رہا ہوئے اور اپنے اپنے وطن کو گئے۔ چاٹگام کے فرنگی جو مانکٹ رائے
کی مخالفت کے سبب سے مرزبان رخنگ سے مخالفت رکھتے تھے وہان سے باہر آئے
کچھ فرنگستان کی طرف چلے گئے کچھ ایک غراب ایک تپال کے ساتھ سید حسن کے آدمیون
نے گرفتار کئے کچھ اس جانب مین آنکر اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے مانکٹ رائے
جہانگیر نگر مین اسلام خان ملا اور تین ہاتھی اسکو نذر دئیے۔ اسلام خان نے اپنی
طرف سے پانچہزار روپیے انکو دئیے اور اسکے رہنے کے واسطے ایک مکان تجویز کیا
اور بادشاہ کو اس ماجرے سے مطلع کیا۔ مگ کے آدمی جو مانکٹ رائے سے لڑنے گئے
تھے انکو چاٹگام مین آنے سے معلوم ہوا کہ مانکٹ رائے بادشاہی آدمیون کا ملتجی ہو کر
بھلوہ چلا گیا ہے تو انہون نے چاٹگام مین کارزار کا سامان تیار کیا اور سرحد بھلوہ اور
بھلوہ کے درمیان جو دریا تھا اسپر آئے۔ اسمین ایک فند مین کشتی اس طرف سے اس طرف ایک بار
جاتی تھی انکو یہ خیال تھا کہ جب مانکٹ رائے بھلوہ سے جہانگیر نگر کو روانہ ہوگا تو اس
دریا سے گذر کر ناگاہ پہنچکر اسکا کام تمام کرینگے مگر وہ ان کے آنے سے پہلے جہانگیر نگر
مین پہنچ گیا تھا اس وقت اکثر لشکر شاہی آسام مین لڑ رہا تھا اور ان مخالفون کے
پاس توپ خانہ اور جنگی کشتیان کہ پانچ سو سے زیادہ جلبیہ ڈیرہ سو غراب پانچ جہاز
خرد پیر ساز تھے انہون نے قدم جرأت آگے بڑھایا۔ اسلام خان کو جب انکی اس
جسارت کی خبر ہوئی تو محلدار خان اور کوکیون و تابینیون کو دھانہ پر جو شہر سے چار
کروہ پر تھا لڑائی کے قصد سے روانہ کیا یہان دریا کے دونو طرف جو مہانے خندق

نام سے مشہور ہے سر راہ دو روز مین چار قلعے بنا لیئے اور انپر توپ و تفنگ اور آلات جنگ چڑھا دیئے۔ مخالفون نے اس جہانہ و دھانہ کا استحکام دیکھا تو جس راہ سے آئے تھے اسی راہ چلے گئے۔

علی مردان خان کا پادشاہ کے حضور مین آنا

۱۵ رجب کو پادشاہ لاہور مین داخل ہوا۔ علی مردان خان قندھار سے آیا اسکا استقبال اعزاز و احترام سے کیا گیا اسکو بہت بیش قیمت اشیاء دیگئین اور اسکے منصب ہفت ہزاری کا اضافہ شش ہزار ذات و شش ہزار سوار پر کیا گیا۔ پادشاہ نے ۲۲ رجب کو اول اس کو کشمیر کا صوبہ دار مقرر کیا اور پاندان اور سفیدان اسکو عنایت کیا اور فرمایا کہ اس ملک کا بڑا تحفہ پان ہے اسکے کھانے کی عادت وہ کرے۔ ۱۱ شعبان کو علی مردان خان کو پانچ لاکھ روپیئے اور اور بنگالہ کے کپڑون کے دس بقچے عنایت کیئے۔ ۲۷ شعبان کو علی مردان کے گھر مین تشریف فرما ہوا اسنے ایک لاکھ روپیئے کی پیشکش پیش کی۔ علی بیگ خویش علی مردان کشمیر مین نائب علی مردان خان مقرر کیا گیا۔

افضل خان وزیر کا مرنا۔

افضل خان کی عمر ستر برس کی ہو گئی تھی اور اٹھ سال سے وہ پادشاہ کی وزارت کا کام کرتا تھا وہ سخت بیمار ہوا۔ پادشاہ اسکی عیادت کو گیا۔ ۱۲ رمضان کو وہ دنیا سے رخصت ہوا۔ اسکی وفات کی تاریخ (علامی از دھر رفت) ہوئی۔ اسکی تہذیب اخلاق اس مرتبہ پر تھی کہ باوجود مکنت و قدرت کے کسی بداندیش حسد کیش سے اسکو ضرر نہ پہنچا۔ پادشاہ نے کئی دفعہ فرمایا کہ افضل نے کسی باب مین کوئی بری بات کبھی نہین کہی۔

پادشاہ کا کابل کو جانا۔

۱۷ رمضان کو جشن وزن شمسی ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا سینتالیسواں سال ختم ہوا پادشاہ کابل نہین گیا تھا اس لئے وہان روانہ ہوا کہ وہان کے باشندے بھی عطاء پادشاہی سے سرفراز ہون اور حضرت بابر کے مزار کی بھی زیارت ہو اور ولایت بلخ و بخارا کے مداخل و مخارج پر قرار واقعی آگاہی ہو تو اس ملک موروثی کی تسخیر کی عزیمت ہو۔ وقائع قندھار سے معلوم ہوا تھا کہ شاہ ایران قندھار کو فتح کرنے کو آتا ہے اسلئے پادشاہ نے دارا شکوہ کو بہت سا سامان جنگ عنایت کیا اور اسکو

حکم دیا کہ وہ مستعد کارزار اور آمادۂ پیکار رہے اگر دارای ایران قندھار کی طرف حرکت
کرے تو اسکے محاربہ و مدافعہ کی کوشش کرے اسکو اپنے سے پہلے نوشہرہ کو روانہ کیا
دس لاکھ روپیہ نقد دیا۔ خود غرہ ذی قعدہ کو دار السلطنتہ لاہور سے سفر کیا۔ ۵ ذی قعدہ
کو جشن نوروز دریاے چناب کے کنارہ پر ہوا جگت سنگہ کو بنگش بالا و بنگش پائین کا
انتظام سپرد ہوا اور حکم ہوا کہ کابل میں ہمارے پہنچنے تک وہ آذوقہ کابل میں فراہم کریں
اور دونوں بنگش سے غلہ پے بہم پہنچاتا رہے۔ ۱۲ ذی الحجہ کو پادشاہ نوشہرہ میں آیا
اور دارا شکوہ کے لشکر کا ملاحظہ کیا اسمیں پچاس ہزار سوار تھے پادشاہ نے شاہزادہ
کو حکم دیا کہ مجھ سے دو تین منزل پیچھے ہو کہ کتل خیبر اور تنگنا ؤن میں گذر آسانی سے
ہو۔ ۵ محرم کو پادشاہ کابل میں پہنچگیا۔ جہانگیر کے عہد میں ہزارجات حوالی کابل کے
انتظام میں خلل پڑگیا تھا۔ یلنگ توش نے زمینداروں کو بہکا دیا تھا وہ زر مالگذاری
نہیں ادا کرتے تھے۔ پادشاہ نے کابل میں آخر سعید خان بہادر کو انکی گوشمالی کے لئے مقرر
کیا جب شاہ شجاع کا لشکر قندھار کی فتح کے ارادہ سے کابل میں آیا تھا
تو امام قلیخان نے اس اندیشہ سے کہ کہیں ماوراء النہر کو فتح کرنے کے لئے لشکر نہ آئے۔
اپنے طغائی (ماموں) نذر بیگ کو لکھا تھا کہ وہ خاندوران خان نصرت جنگ اور
سعید خان بہادر ظفر جنگ سے کہیں کہ ہندوستان کے مقابلہ میں ماوراء النہر ایک ولایت
نہایت محقر ہے۔ اگر اس ولایت کی تسخیر کا ارادہ ہو تو پادشاہ سے عرض کرکے اسکو
اس سے باز رکھیں بندہ اس وقت سب طرح سے خدمت کے لئے حاضر ہے کہ
لشکر خراسان و عراق کا قصد کرے۔ جب ان سران لشکر نے پادشاہ کو اطلاع دی
تو اسنے حکم دیا کہ نذر بیگ کا اطمینان خاطر کردو اور لشکر کے آنے کے سبب سے
اطلاع دو۔ اب پادشاہ کے آنے سے نذر محمد خان کو کہ بلخ میں تھا خوف پیدا ہوا
اس لئے اسنے منصور حاجی کو سفیر بنا کے بھیجا اور نامہ لکھا کہ جیسے اظہار اتحاد ہو۔ ۱۹
ربیع الاول کو یہ سفیر و نامہ پادشاہ کی نذر سے گذرا۔ ۱۲ ربیع الثانی کو جشن قمری

ورود بادشاہ کا کابل سے لاہور میں اور تسخیر تبت خورد-

وزن ہوا بادشاہ کی عمر کا پچاسواں سال شروع ہوا-
بادشاہ ۲۵ ربیع الثانی کو بنگش بالا اور بنگش پائین کی راہ سے دار السلطنت لاہور کی جانب روانہ ہوا پہلے سال دہم کے واقعات میں ہم لکھ چکے ہیں کہ تبت خرد کس طرح تسخیر ہوا اور ابدال پسر کلان علی رای مرزبان تبت اسیر ہوا اور اس سرزمین کی ایالت آدم برادر خرد ابدال کو تفویض ہوئی جب علی مردان خان کشمیر میں ناظم ہو کر آیا تو آدم حارس تبت نے اسکو لکھا کہ سنگی نمجل زمیندار تبت کلان نے پھورک پر کہ مضافات تبت خرد سے ہی تصرف میں کر لیا ہے اور اور محال کے تعرض کا قصد رکھتا ہے علی مردان خان نے اپنے خویش حسین بیگ کو لشکر کے ساتھ بھیجا- ۲۵ ربیع الثانی کو نواحی کر لو یہ میں سنگی نمجل مقابلہ میں آیا اور پٹ پٹا کر بھاگ گیا اس نے یہ سمجھ کر کہ امن وہی راہ ہی میں کام تمام ہو جائیگا حسین خان پاس آدمی بھیجکر صلح کر لی اور اسنے پیشکش عرض کر دی کہ بادشاہ پاس بھیجدے-

واقعات سال سیزدہم جلوس ۱۰۴۹ھ ۱۶۳۹ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۹ھ کو جلوس کا تیرہواں سال شروع ہوا ۱۲ جمادی الثانیہ کو بادشاہ لاہور میں آیا- بادشاہزادہ داراشکوہ اور علی مردان خان بھی یہاں آ گئے- علی مردان خان کا اضافہ منصب ایک ہزاری ذات ایکہزاری سوار کا ہوا یعنی وہ اب ہفت ہزاری ذات ہفت ہزار سوار مقرر ہوا اور کشمیر کے سوا پنجاب کی حکومت بھی اسکو سپرد ہوئی اسلام خان بادشاہ کے فرمان سے کابل سے آیا اور دیوانی کل اسکو سپرد ہوئی- علی مردان خان نے شب برات کی روشنی کا تماشا اہل ایران کی طرز پر دکھایا- تختو مشابک مختلف الاشکال بنائے اور کوٹھوں کے کناروں پر طاق بندی کی انمیں روشنی کی جھلکے وغیرہ سے لوگوں کو حیرت ہوئی-

علی مردان خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ فدوی کی ہمراہ ایک شخص ہے کہ نہرون
کے بنانے مین کمال مہارت رکھتا ہے وہ متعہد ہوتا ہے کہ اس جگہ سے کہ آنجا
کوہستان سے نکل کر ہموار زمین پر بہتا ہے اُس سے ایک نہر جدا کر کے حوالی
دارالسلطنت لاہور تک لاوے جس سے کھیتون اور باغون مین آب پاشی ہو بادشاہ
ملک پیرا اور عمارت افزا آبادی بلاد اور رفاہیت عباد پر مستعد تھا ایک لاکھ
روپیہ ان کامون کے خرچون کے لیے خان کو حوالہ کیا۔ خان نے اپنے ایک
معتمد کو اس کام مین لگایا۔ لاہور سے ۴۸ کروہ جریبی کی مسافت سے نہر کھودنی
شروع کی اس نہر کا باقی حال سنہ ۱۲ جلوس مین کیا جائیگا۔

شاہ نہر لاہور بنام علی مردان خان۔

صوبہ قندھار کی نصف سرزمین عبدل سے تعلق رکھتی تھی اور قلعہ منشی اسکا
مسکن تھا اور یہ وہ ولایت بست وسیستان کا حد فاصل تھا اس قلعہ کی بھی حراست
اسکو سپرد تھی عزت خان یتول دار بست نے اسکی ظاہری خدمت گذاری و
فرمان برداری کے سبب اس پر اعتماد کر کے اس قلعہ کی حفاظت کے لیے بہت
آدمی نہین مقرر کیے تھے۔ دارائے ایران نے ملک سیستان کی حکومت حمزہ پسر
جلال الدین کی عنایت کی تھی اسکو عبدل نے بار بار لکھا کہ اگر تم کسی جماعت کو بھیجدو
تو مین قلعہ اسکو حوالہ کر دون۔ حمزہ نے انکار کر دیا جب قلیچ خان بادشاہ پاس
کابل گیا تو اُس نے پھر حمزہ کو لکھا کہ قندھار صوبہ دار سے خالی ہے اس قلعہ پر
متصرف ہو مگر اس دفعہ بھی حمزہ اسکے بھکاوے مین نہ آیا دارای ایران کے پاس
حمزہ کا ایک دوست تھا اس نے لکھا کہ بادشاہ کی مجلس مین یہ مذکور ہوتا ہے
کہ تو ناظم قندھار سے دوستی و سازگاری رکھتا ہے اور ہندوستان جانیکا
کا قصد ہے اس سبب سے تو بے اعتماد ہو رہا ہے تیرے الگ کرنے کا ارادہ ہو رہا
ہے تیری رستگاری کی صورت کوئی اور نہین ہے کہ تو حدود بست و قندھار
مین تاخت و تاراج کرے۔ حمزہ نے از روے اضطرار اپنے خدمت گار

حاکم سیستان کا عازم قندھار ہونا اور قلعہ منشی ...

بنالہ کو عبدل پاس بھیجا اور ایک جماعت کو خفتشی کی تسخیر کو بھیجا۔ عبدل نے بنالہ کے پیغام پر قلعہ مین عزت خان کے آدمیون کو قتل کر ڈالا اور قلعہ حمزہ کے آدمیون کو جواب کیا۔ قلیچ خان کو جب یہ خبر ہوئی تو اس نے لطیف بیگ کو لشکر کے ساتھ بھیجا عزت خان نے بھی تین سو آدمی روانہ کئے۔ جب لطیف بیگ قلعے کے نیچے آیا تو حمزہ کے پانچسو آدمی لڑنے آئے اور شکست پاکر قلعہ مین گئے۔ بادشاہی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور مورچے بڑھائے حمزہ نے بہت سے آدمی کمک کو بھیجے۔ لطیف بیگ دشمنون کی کثرت کو دیکھ کر قلعے کے پاس چلا آیا۔ آب ہیرمند کے اس طرف موضع بیادرین قلعہ خفتشی سے پانچ کوس پر مقیم ہوا۔ غرہ شعبان کو آب ہیرمند سے دشمن پار آکر لطیف بیگ سے لڑے انکے تین سو آدمی مقتول اور مجروح ہوئے اور قلعہ خفتشی کو چھوڑ کر سیستان کو بھاگے۔ قلیچ خان نے حقیقت پر مطلع ہو کر پندرہ سو فوج کمک کے لئے خنجر خان کی ہمراہ بھیجی۔ لطیف بیگ و خنجر خان نے ملکر دشمنون کے بند سیستان کو توڑا جسکا پانی سارا نشیب مین چلا گیا اور سیستان اور اسکے توابع کو خراش لے آب کیا حمزہ اپنے قلعہ فتح مین چلا گیا۔ بادشاہی لشکر فتح پاکر واپس آیا اور قلعہ خفتشی پر قابض ہوا بادشاہ نے حقیقت حال پر مطلع ہو کر عبدل پر جو قید ہو گیا تھا قتل کا حکم دیا وہ قتل ہوا۔

اکبرنگر مین شاہ شجاع کے کارخانون مین آگ لگنا۔

ششم شوال کو بادشاہزادہ کے بنگلون مین جو محل مین تھے آگ لگی اور سارے محلون اور مکانات مین پھیل گئی بادشاہزادہ اور اسکے اہل محل پردہ بانون پر چھوڑ کر سے قلعہ سے باہر آگئے کچھ آدمی قلعہ سے باہر کودے ہاتھ پانون انکے ٹوٹ گئے۔ ۵۰ نوکر جل کر خاکستر ہوئے۔ جواہر خانہ کرکراق خانہ۔ توشکخانہ اور بہت سے کارخانے جل بھن کر راکھ کا ڈھیر ہوئے بادشاہ نے یہ حال سنکر دو لاکھ روپئے کے جواہر و اقمشہ اور دو لاکھ روپیہ نقد بادشاہزادہ کے لئے اور ایک لاکھ روپیہ اس کے فرزندون کے واسطے بھیجا۔

بادشاہ ۲۵ شوال کو پونچ کی راہ سے کشمیر روانہ ہوا۔

جب میر برکہ ایران کو سفیر بنا کے بھیجا گیا تھا تو ظریف اس سبب سے کہ گھوڑون کی شناسائی مین مہارت تمام رکھتا تھا عراقی گھوڑون کی خرید کے لیے اسکی ساتھ کر دیا گیا تھا مگر جو گھوڑے خرید کر کے لایا وہ بادشاہ کو پسند نہ آئے۔ اس شرمندگی کے مارے اُس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ روم و عرب جانے کی اجازت ہو تو وہان سے گھوڑے خرید کر کے لاؤن جس سے مجھے خجلت سے نجات ہو بادشاہ نے علامی افضل خان سے سلطان مراد قیصر روم کے نام محبت نامہ لکھوا کر ظریف ہاتھ بھیجا کہ اگر ضرورت ہو تو اسکو اپنی کارروائی کی دستاویز بنائے اس نامہ کی ساتھ ایک کمر مرصع گران بہا بھی قیصر روم کے لیے ارسال کیا۔ خالی نامہ بھیجنا ایسے بادشاہ کو سزاوار نہ تھا۔ بادشاہ کے حکم سے افضل خان نے ایک خط وہان کے وزیر کے نام بھی لکھ دیا۔

شیخ جمادی الثانیہ سال جلوس ۷ ہم کو اس طرف روانہ ہوا۔ وہ دریا کی راہ سے عرب گیا وہان سے مصر مین آیا۔ بادشاہ مصر نے اسکی ضیافت کی اور قیصر سے اسکا حال معروض کیا وہ اس وقت بغداد کی مہم مین مصروف تھا اسنے حکم دیا کہ ظریف کو راہی کرے اور بلاد کے ناظمون کے نام حکم دیا کہ جس شہر کی وہ سیر کرنی چاہے اسکی سیر کرا کے ہمارے پاس پہنچا دو وہ سیر کرتا ہوا موصل مین آیا۔ سلطان مراد بھی موصل مین آگیا تھا ظریف نے محمد پاشا وزیر اعظم قیصر سے ملاقات کی اور مراسلہ علامی افضل خان کا پہنچایا دوسرے روز سلطان نے اسکو بلایا۔ بادشاہ نے نامہ کو عزت کے ساتھ لیا۔ ترکی زبان مین ظریف سے پوچھا کہ ایسی دور دراز راہ طے کرنے کا سبب کیا ہے اس نے سبب بیان کر کے ہند و قیمتی لائی جسمین کمر مرصع تھا سلطان کو نذر دیا سلطان اسکو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ مین اس وقت اس مہم مین مصروف ہون ناامید کر بادشاہ کے پاس سے آنا میرے تاشیخ وغیرہ وزیر کے کام اندوزی کی علامت ہے دوسرے روز ظریف نے ہزار تغیر پارچے ہندوستانی اپنی طرف سے پیش کش مین دیے

سلطان کی ظریف نے پوچھا کہ ہندوستان میں کون سے ہتھیار زیادہ پہنتے ہیں اُس نے
جواب دیا کہ ہتھیار بہت سے ہیں بکتر۔ صادقی۔ ہزار میخی۔ قلماقی زرہ۔ چل قد انمیں
سے جو کسی کو پسند ہوتا ہے وہ پہنتا ہے۔ اپنا بکتر منگا کے سلطان کے آگے رکھا
قیصر نے اُسپر بہت عنایت کی اور بادشاہ کا حال پوچھا۔ دس ہزار قروش کہ یہاں
کے بیس ہزار روپئے ہوتے ہیں اسکو دے کر کہا کہ ہم بغداد کے انصرام کے بعد تم
کو معاودت کی اجازت دینگے اور اپنا سفیر ہمراہ کرینگے کہ ہمارے اور شہنشاہ ہند
کے درمیان قواعد دوستی کا استحکام ہو پھر سلطان بغداد گیا اور ظریف کو کہہ
گیا کہ موصل میں گھوڑے خریدو۔ جب بغداد فتح کرکے آیا تو شاہ ہند کے نامہ کا جواب
لکھا اور ارسلان آقا کو سفارت کے لیئے معین کیا ایک عربی گھوڑا خاص اپنی سواری
کا بطور ارمغان کے دیا جسکا زین مرصع بالماس تھا و عباے مروارید دوز روم کی
طرح کی تھی اور ایک اور گھوڑا خاص دیا ظریف مع ارسلان آقا دریا کی راہ
سے چلکر ٹھٹھہ میں آیا۔ سارا حال جب بادشاہ کو ظریف کی عرضداشت سے معلوم
ہوا تو خواص خان صوبہ دار قلعہ کو حکم ہوا کہ دس ہزار روپیہ سرکار خاصہ سے
ارسلان آقا کو انعام دے اور یہ بھی حکم ہوا کہ خواص خان اور نجابت خان
صوبہ دار ملتان میں سے ہر ایک چھ چھ ہزار روپیہ اور قزاق خان سرکار ...
اور شاہ قلی خان ضابطہ بھکر میں تھے ہر یک چار چار ہزار روپیہ ... کے اس ...
دے۔ ۲۹ صفر کو وہ بادشاہ کی خدمت میں آیا پندرہ ہزار روپیہ اسکو انعام ملا۔ اس ... کو
کشمیر میں بلایا جہاں وہ خود تھا۔ جھجار سنگہ اور اسکی اولاد کا حال پہلے رقم ہو چکا
ہے۔ اسکا ایک بیٹا پرتھی راج زندہ تھا اسکو چنپت زمیندار نے دستاویز فساد
بنایا۔ ملک میں اُس نے تاخت و تاراج شروع کی۔ عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ
کو اسلام آباد میں اطلاع ہوئی کہ پرتھی راج اور چنپت بوندیلہ اوندچھہ اور
جھانسی کے درمیان ٹھیرے ہیں اور ایک جنگل کو کہ اوندچھہ سے تین کروہ

واقع ہے اپنی اقامت گاہ بنایا ہے اور مواضع جمانسی کو غارت کر رہے ہیں فیروز جنگ نے باقی خان کو اپنی سپاہ دے کر اُن کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ اسنے رات بھر سفر کر کے صبح دشمن کو جا لیا ستیز و آویزہ ہوئی۔ پرتھی راج زندہ گرفتار ہوا چنپت کا زراہ سے فرار کیا۔ باقی خان یہ فتح حاصل کر کے فیروز جنگ کے پاس آیا۔ بادشاہ کے حکم سے پرتھی راج قلعہ گوالیار میں محبوس ہوا فیروز جنگ چنپت اور دوسرے فتنہ گروں کا استیصال جیسا کہ چاہئے کر نہ سکا بادشاہ نے بہادر خان کو اسکی جگہ مقرر کیا اور عبد اللہ خان کو لاہور بلا لیا۔

نہم ذی الحجہ بادشاہ تالاب ڈل کے کنارہ پر آیا جہاں تک قوت سامعہ و باصرہ کام کرتی تھی۔ صدائے نغمۂ روح پرور اور اقسام گل و ریاحین فرحت افزا سننے و دیکھنے جاتے تھے نہر و تالاب کے کناروں پر چراغوں کی روشنی علی مردان خان نے ایسی کرائی کہ تماشائی دیکھ کر حیران رہ گئے۔ روم کا ایلچی اور اور ایلچی بھی یہ تماشا دیکھنے کے لئے بلائے گئے۔ بادشاہ نے سنا کہ ان دنوں میں سنگ سفید پر بری بہار ہے جو کشمیر سے دو تین منزل پر ہے راہ اوسکی بڑی دشوار گذار اور ناہموار تھی اس سرزمین میں وقت و غیر وقت مینھ برستا رہتا ہے۔ بادشاہ نہایت ضروری اسباب کے ساتھ اس کتل پر آیا یہاں مینھ اس قدر برسا کہ ہوا ایسی ٹھنڈی ہو گئی کہ سوار اور گھوڑے لرزنے لگے اور جو آذوقہ خام یا پختہ ساتھ تھا نہ اسکے صرف کرنے کی فرصت ملی وہ احتیاط کی گئی جو کرنی چاہیے تھی۔ تین چار روز تک برابر موسلا دھار مینھ برستا رہا آسمان اور پہاڑوں سے پانی کے نالے بہتے تھے ہر پتھر کے نیچے سے پانی جوش کرتا تھا اور سب راہیں پانی کے تالاب ہو گئیں تھیں بادشاہ سیرگاہ میں نہیں گیا اسنے اپنی اور خلق اللہ کی تصدیع پر نظر کر کے مراجعت کی۔ راہ میں کیچڑ اور پانی کی طغیانی اس قدر تھی کہ آدمی اور گھوڑے زانو اور سینہ تک کیچڑ میں پھنس جاتے تھے اور نکلنے کی طاقت نہ رکھتے تھے لشکر کو بہت تکلیف ہوئی چار کروہی منزل کو چھ پہر میں طے کیا یعنی آدھی رات تک راہ میں آدمی اور جانور ضائع ہوئے اور باقی رات گھوڑوں پر کٹی دو مقام آرام کے لئے کئے گئے

مینہ نے پھر بھی فرصت نہ دی اور آدمیون کو بہت خراب کیا۔ کہتے ہین کہ اس سال
مین سیلاب و طغیان سے چار ہزار گھر ڈل کے اور کشمیر کے کنارہ کے دہات مین سو چار
ہزار گھر اور پرگنات بھنبھر وغیرہ کے دہات مین چار سو ستاسی گھر بیخ و بن سے کندہ
اور بے نام و نشان ہو گئے اور خریف کی زراعت کا نشان باقی نہ رہا اور قحط عظیم
انے لگا شہر مین بہت عمارتین گر گئین اور چند روز تک بازار مین کوئی آیا گیا نہین
دوکانین بند رہین بڑے بڑے بوڑھے کہتے تھے کہ ایسی طغیانی اور پانی کی آفت کبھی
دیکھی نہ بزرگون سے سنی۔
اس ضمن مین کابل کا واقعہ یہ سنا کہ یوسف زئی افغانون کی ایک جماعت نے دلاور خان
فوجدار اور اسکے تین بیٹون اور ایک جماعت کثیر کو قتل کیا اور جو کچھ انکو ہاتھ لگا
سب لوٹ کر لے گئے اسسے بادشاہ کی فرحت کدورت سے بدل گئی اور لاہور کی
کوچ کی تیاری کا حکم دیا۔

واقعات سال چہاردہم جلوس ۱۰۵۰ھ ۱۶۴۰ء

غرہ جمادی الثانی کو سنہ کو چودھوان سال جلوس کا شروع ہوا اسکے
جشن مین بندہائے حضور و ارباب طرب کامیاب ہوئی۔ بادشاہ کشمیر مین چھ مہینے
رہ کر ماہ مذکور کو لاہور کو روانہ ہوا اور غرہ شعبان کو لاہور کے دولت خانہ مین
داخل ہوا اثناء راہ مین شادی خان نے جو نذر محمد خان والی بلخ پاس بطور سفارت
گیا تھا ایک شخص کو پیش کیا جسنے اپنی تئین گرشاسپ معروف مرزا ہندی پسر خسرو بنایا
تھا بادشاہ نے اسکی حقیقت حال دریافت کی تو معلوم ہوا کہ وہ سوداگر بچہ تھا برہانپور
مین اسکے ماں باپ جب مر گئے تھے تو وہ دو برس کا تھا اسکو ایک عورت حجاز لے گئی
وہان وہ بڑا ہوا پھر وہ ہندوستان مین آیا یہان سے توشنج مین گیا۔
شیر خان ترین کا نوکر ہوا اپنے تئین پسر خسرو بنایا۔ علی مردان خان نے

اسے قندھار مین اپنی پاس بلاکر شاہ صفی پاس بھیجدیا۔ اسنے اسکو چھوڑ دیا۔ وہ بلخ مین
آیا بادشاہ بلخ نے اسی جھوٹا سمجھکر قید کیا اور اب شادی خان کو حوالہ کیا پادشاہ
نے اسکو قتل کرا یا تا کہ آیندہ کوئی جھوٹا دعویٰ اس خاندان سے انتساب کا نہ کرے۔
ملا سعد اللہ خان کا مولد و منشاء لاہور تھا وہ شیخ سعد اللہ لاہوری مشہور تھا فضیلت
علوم عقلی و نقلی و حفظ قرآن و حسن تقریر و تحریر کے زیور سے آراستہ تھا وہ سابق مین پادشاہ
کی خدمت مین آیا مگر اسکے جواہر کمالات پادشاہ کی منظور نظر نہ ہوئے اسکا روزینہ
بہت کم مقرر ہوا جسنے اسنے انکار کیا۔ رمضان ۱۰۵۰ھ مین موسوی خان صدر کو حکم ہوا کہ
سعد اللہ خان کو ہمارے پاس بھیجدے وہ آیا تو یومیہ مناسب مقرر ہوا اور خلعت و اسپ
سے سرافراز ہوا دو تین روز کے عرصہ مین روزینہ کی عوض مین منصب مرحمت
ہوا ایک سال کے عرصہ مین منصب ہزاری ذات و دو سو سوار و خطاب و خدمت
عرضہ داشت مکرر سے معزز ہوا پھر اسکو غسلخانہ کی داروغگی مرحمت ہوئی دوسری سال
مین منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار اور خدمت خانسامانی سے سرافراز ہوا سال
چہارم مین وزارت کل ہندوستان سے مفتخر ہوا اور ساتوین سال مین ہفت ہزاری
ہفت ہزار سوار اور پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ اور دو کرور دام انعام سے سرفرازی
حاصل کی۔ پادشاہ کے مزاج مین اس قدر دخل پیدا کیا کہ سوا مقدمات وزارت
کے تمام امور کلی و جزوی مالی و ملکی مین بدون اسکی صلاح و مشورہ کے اجراء کا کوئی
صورت متعذر تھی یہان تک نوبت پہنچی کہ شاہزادہ داراشکوہ کو باوجود قرب
ولیعہدی اور اختیار سلطنت اسپر حسد ہوا اور بیجا کاوشین اسکے ساتھ شروع کین
مگر اسکو کوئی ضرر نہ پہنچا سکا۔ باقی حال اسکا آگے آئیگا۔
سنہ ۱۵ جلوس مین اعظم خان کو صوبہ گجرات کا نظم و نسق سپرد ہوا تھا یہان کاٹھی
و کولی دو قومین ہین جو یہان ہمیشہ سے دزدی اور رہزنی کرتی تھین اور [illegible]
اور آنے جانے والون کو ایذا دیتی تھی انکے استیصال مین اعظم خان کوشش کرتا

اور اس نے اس گروہ کی قرار واقعی تنبیہ کی اور مواضع پرگنہ جھبا مین جو کولیون کے
وطن کی محال ہے دو محکم قلعے بنائے ایک کا نام اعظم پور رکھا اور دوسرے کا نام
خلیل آباد اپنے بیٹے میرخلیل کے نام پر کاٹھون کے وطنون کے درمیان ایک مضبوط
قلعہ در عمارات مرتب کین اور اس مقام کا نام شاہ پور رکھا اکثر ایام بارش مین
حدود بعیدہ مین بسر کرکے اس نواحی کے متمردون کو اسنے سزا دی اور کونی وارہ
کی ابتدا سے جالور کی سمت مین کاٹھی وارہ کی انتہا تک جو جام کی ولایت و ساحل دریائے
شور سے پیوستہ ہے کسی مفسد کی مجال نہ تھی کہ کسی ضعیف پر دست تطاول دراز
کرے مسافر و تاجر طمانیت خاطر کے ساتھ رہ نوردی کرتے تھے مرزبان جام ایسی
اطاعت کہ زمیندار کرتے ہین نہین کرتا تھا اسلیئے خان مذکور نے اسکی تادیب کے لیئے
رہ نوردی کی جب وہ نوانگر سے سات کروہ پر پہنچا جہان مرزبان مذکور رہتا ہے
اور اسباب نبرد کی گردآوری کی فرصت نہ دی وہ نوانگر سے چلکر لشکرگاہ شاہی
سے دو کروہ پر اترا اعظم خان نے اسے کہلا بھیجا کہ جبتک وہ پیشکش نہ مقرر کریگا
اور سکہ محمودی کا بنوانا و دارالضرب نوانگر مین موقوف کریگا اسکی رستگاری کی کوئی
صورت نہ ہوگی زمیندار کو سوای اطاعت کے کوئی چارہ نہ تھا اسنے سو ہاتھی ہو دو
اور تین لاکھ محمودی کو برسم پیشکش قبول کیا اور دارالضرب کے موقوف کرنے کا وعدہ
کیا اور یہ بھی اقرار کیا کہ نواحی احمدآباد کی رعایا جو اسکے ملک مین آئی ہے اسکو اپنی
سرزمین سے باہر کردونگا کہ وہ اپنے مسکن و مقام مین جائے اور جب کہ امور اس
کی تنبیہ و تادیب مین ناظم احمدآباد مشغول ہوگا تو مین اپنے بیٹے کو ایک جمعیت کے ساتھ
صوبہ دار پاس بھیجونگا۔ جام ان شرائط کو منظور کرکے اعظم خان سے ملا اور اعظم خان
شاہ پور مین آیا ۔

جگت سنگھ کا بڑا بیٹا راجروپ سنہ ۱۲ جلوس مین دامن کوہ کانگڑہ کا فوجدار مقرر
ہوا تھا اور اس نواحی کے مرزبانون سے پیشکش تحصیل کرنے کی اجازت ملی تھی

اُسنے مکاری سے شہرت دی کہ باپ بیٹون مین بگاڑ ہے جگت سنگہ نے بادشاہ سے
درخواست کی کہ دامن کوہ کی فوجداری میرے سپرد ہو تو مین متعہد کرتا ہون کہ سوائے
جمع مقرری کے جو زمیندارون کے ذمہ ہے چار لاکھ روپیہ اور ہر سال سرکار مین
داخل کرتا رہون گا اور راجروپ کی جو اکثر تقصیرین کرتا رہتا ہے قرار واقعی
تنبیہ کردونگا بادشاہ نے اسکی ملتمس کو قبول کرلیا اور جگت سنگہ وہان گیا ظاہر
مین بادشاہ کے اوامر و نواہی کی اطاعت کرتا اور در پردہ سرکشی اختیار کرکے
اس سرزمین مین مادۂ فساد پیدا کرتا۔ قلعہ تاراگڈھ کو جو اس ضلع کے مسمار شدہ
قلعون مین تھا تعمیر کرکے اپنا ملجا و ماوا بنایا اور ذخیرہ جنگ اور آذوقہ ضروری جمع
کیا۔ بادشاہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسکی تنبیہ کے واسطے تین سپاہین بسرداری
سید خان جہان بہادر و سعید خان بہادر و سید اصالت خان بہادر مقرر
کین اور چند امیر ہر ایک کے ہمراہ کیے انکو مصالح قلعہ گیری و توپخانہ دیا۔
اور ان تینون سپاہون کی سرداری بادشاہزادہ محمد مراد بخش کے لئے تجویز کی
باقی ذکر آیندہ لکھا جائیگا۔

واقعات سال پانزدہم سنہ ۱۰۵۱ھ۔

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۵۱ کو جلوس کا پندرھوان سال شروع ہوا۔
بادشاہ کو شوق تھا کہ نجیب گھوڑے نکو منظر و لطیف بسکیر جمع ہون معز الملک حاکم بندر سورت
نے ایک جماعت جو گھوڑون کو پہچانتی تھی سرکاری کشتیون مین بصرہ و بنجا
ور مقامات مین جہان اچھے گھوڑے پیدا ہوتے ہین بھیجا تھا اور اور دولتمند
تاجرون سے کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے گماشتون کو جو چارون طرف پھرتے ہین تاکید
کردین کہ عربستان مین جس جگہ اچھا گھوڑا ملے خرید لین اس سال مین اس جماعت
اکثر عربی گھوڑے ایک لاکھ روپیہ کے خریدی۔

شائستہ خان ناظم صوبہ پٹنہ کی لشکرکشی پالامون (پالاموء)

پٹنہ کے جنوب مین پالامون (پالاموء) واقع ہے اسکی سرحد پٹنہ سے ۲۵ کروہ ہے اور اس
ملک کے شروع سے قلعہ تک جو مسکن و مامن زمیندار کا ہے پندرہ کروہ کا فاصلہ ہے
اس سرزمین کے مرزبان اپنے دشوار گذار بلند پہاڑون اور درختستانون کے سبب سے
اس صوبہ کے حکام کی اطاعت جیسے کہ چاہیئے نہین کرتے۔ پرتاپ ولد بلبدر چروی
جو باپ دادا سے یہان کا مرزبان چلا آتا تھا عبد اللہ خان فیروز جنگ صوبہ دار
سابق کو پیشکش نہین دی اور اب شائستہ خان کو بھی پیشکش نہین دی شائستہ خان
نے بادشاہ کو اس کی اطلاع کی بادشاہ نے اوسکے استیصال کا حکم بھیجا شائستہ خان
۱۵ رجب کو پانچ ہزار سوار اور پندرہ ہزار پیادے لیکر اسکی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا ہر منزل
مین خندق کھود کر اسکی مٹی سے لشکر کے گرد حصار بناتا۔ مورچالون مین تفنگچیون کو مقرر
کرتا کہ دشمن شب خون نہ مارے۔ درختون کے کاٹنے کے لئے ایک جماعت کثیر مقرر
تھی وہ جنگل کو کاٹ کے ایک وسیع راہ بناتی تھی اور راہ کے دونو طرف جو مواضع
آباد تھے انکو تاخت و تاراج کرتی۔ یہان کے آدمی جنگل کی تنگنائون اور پہاڑون
کی کمین مین چلے جاتے تھے اور جہان انکو قابو ملتا لڑتے اور مرتے اور بھاگتے
بادشاہی لشکر کے آدمی بھی زخمی و کشتہ ہوتے۔ پنجم ذی القعدہ کو قلعہ پالامون کے سمت
شمال مین لشکر شاہی آیا مخالف راہ کی دونو طرف سے آن کے لڑے اور بھاگ گئے
قلعہ کے گرد جنگل بڑا گھنا تھا شائستہ خان نے اسکو کٹوا کے خیمون کے لئے جگہ کی۔ قلعہ کے
نزدیک باغ مین لشکر شاہی اترا۔ درخت زار کو کاٹنا شروع کیا۔ مخالف ہر طرف سے
آنکر جنگ و تفنگ سے ہنگامہ نبرد گرم کرتے۔ بادشاہی آدمی مرتے شائستہ خان
ایک قلعہ کوہ پر جو قلعہ پالامون کا سرکوب تھا چڑھ گیا۔ شام تک لڑتا رہا۔ پرتاب نے
یہ حال دیکھ کر صلح کی استدعا کی کہ اگر میری تقصیرات معاف ہو جائین تو اسی ہزار
روپیہ برسم پیشکش دونگا۔ کبھی سررشتہ بندگی کو نہ چھوڑونگا اور پٹنہ مین حاضر
ہونگا۔ خان نے اس خیال سے کہ گرمی کی شدت ہے برسات سر پر ہے پیشکش

یمین الدولہ آصف خان خانخانان سپہ سالار کی وفات

لے لی اور پٹنہ کو چلا آیا پادشاہ شکار کو گیا تھا کہ اس پاس خبر آئی کہ ۱۷ شعبان کو یمین الدولہ آصف خان خانخانان سپہ سالار نے وفات پائی جتنے پادشاہ کا عیش مکدر ہوا اس نے حکم دیا کہ جہانگیر کے روضہ کے غربی جانب مین مدفون کرین اور اسکی تربت پر ایک گنبد عالی تعمیر کرین بیگم صاحب اور عزیزون کی پادشاہ نے تسلی کی اور ہر ایک کو نہ پارچہ یاد و کا خلعت دیا۔ آصف خان اس سلطنت کی حسن بندگی کے سبب سے عز و جاہ و شوکت و حشمت و اجتماع دولت مین اس مرتبہ پر پہنچا تھا کہ کسی پادشاہ کے عہد مین کوئی اور نوکر نہین پہنچا تھا اسکو نہ ہزاری ذات و نہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب تھا تنخواہ اسکی ۱۶ کرور ۲۰ لاکھ دام تھی اسکو پتول سیر حاصل تنخواہ مین تھی تھین ہر سال پچاس لاکھ روپیہ اسکو حاصل ہوتا تھا اور اسکی زندگی مین اسکے سارے اخلاف و اقارب مناصب و مراتب بلند پر سرافراز تھی وہ پادشاہ سے عرض کیا کرتا تھا کہ میری کوئی آرزو سوا اس کے نہین ہی کہ مین حضور کے روبرو آخرت کا رہ گرای ہون تمام نقود و اجناس جو مینے جمع کئے ہین وہ حضور کے ہین کیونکہ امیرون کے جمع کرنے سے غرض فرزندون اور متوسلون کی رفاہیت کے سوا اور کوئی امر نہین ہوتا وہ خود مراحم شاہانہ سے جیسا کہ چاہیئے سرافراز ہین اسکے مرنے کے بعد حویلی جو لاہور مین بیس لاکھ روپیہ کی اس نے تیار کی تھی وہ پادشاہ نے داراشکوہ کو عنایت کی اس حویلی کے سوا نقد و جنس ڈھائی کرور روپیہ کے اس پاس تھے منجملہ کے جواہر تیس لاکھ روپیے کے اور تین لاکھ اشرفی جسکے بیالیس لاکھ روپیے ہوتے ہین ایک کرور پچیس لاکھ روپئے اور آلات طلا و نقرہ تیس لاکھ روپیہ کے اور باقی اور اجناس تیئیس لاکھ روپیہ کی تھین باوجودیکہ یمین الدولہ نے وصیت کی تھی کہ یہ سارا اندوختہ خزانہ عامرہ مین داخل ہو مگر پادشاہ نے بیس لاکھ روپیہ نقد و جنس اس کے تین بیٹون اور پانچ بیٹیون کو عنایت کئے اور اسکے متعلقات مین جو شخص منصب کے لائق تھا اسکو منصب دیا اور جو مشاہرہ کے قابل تھا اسکو مشاہرہ دیا اسکے خلف الصدق شائستہ خان کو جو صوبہ بہار کا ناظم تھا خلعت خاصہ فرمان تسلی

بھیجا جسکے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ اہل عرفان و حکمت انسان کو عالم صغیر سے تعبیر کرتے ہین اور اسکی قدر و منزلت کو رفیع تر اتنے جانتے ہین کہ وہ ہمیشہ عرصۂ خاک مین پایا کمن رکھیو اسلئے آصف خان نے نزہتگاہ جاودانی اور آرام جاے ابدی کو کوچ کیا ہمکو اس سے محبت حد سے زیادہ تھی نہایت تاسف ہوا مگر اس قسم کے قضا یا مین سوا رضا و تسلیم کے اور کوئی مسلک نہین ہے ہماری خاطر نے صبر و خورسندی اختیار کی ہے تم بھی صبر و شکیبائی اختیار کرو اور ہماری سلامتی سے خرسند ہو اور ہماری عنایت کو اپنے حق مین روز افزون جانو بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ مراد بخش نے کابل سے کوچ کیا بسیال کوٹ کی راہ سے جگت سنگہ کی محال مین آیا اور پٹھان مین داخل ہوا سعید خان بہادر ظفر جنگ اور اصالت خان مع اپنے ہمراہیون کے شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے شاہزادہ نے سعید خان و راجہ جے سنگہ و اصالت خان کو حصار مئو کی فتح کرنے کا حکم دیا اور خود پٹھان مین جو کوہ مئو سے تین کروہ پر تھا آذوقہ رسانی اور ضروریات لشکر کے لئے توقف کیا سید خان جہان کتل مہلون سے نورپور راہی ہوا جب وہ کتل نورپور سے نیچے آیا تو اسکو معلوم ہوا کہ سر کتل پر کمین مین راجروپ با پسر کلان جگت سنگہ بیٹھا ہے اور راہ روک رکھی ہے وہ ... کو اسکی مالش کے لئے روانہ ہوا نجابت خان اسکے ہراول نے دشمنون کو مار کر بھگا دیا اور دیوارین جو انہون نے درہ کتل کے بند کرنے کے لیئے بنائی تھین ڈھا دین اور انکی پناہ مین جو ممانعت و مدافعت کے لئے جماعت بیٹھی تھی اسکو بھگا کر کتل پر قبضہ کر لیا سید خان جہان کتل گھمبون پر پہنچا مخالفون نے اس مکان سے نورپور تک شعاب کی تنگیون مین جا بجا استوار دیوارین کھینچ رکھی تھین اور ان کی پناہ مین کوہ گرد اور گروہ انبوہ تفنگچی و کماندار پیادے محارست و محاربت کے لئے بیٹھائے تھے مگر ایک کوہ نشین نے لشکر شاہی کو ایک راہ غیر معروف جو مسدود نہ تھی بتا دی ۔ اس راہ سے لشکر شاہی ۱۴ رجب کو پہاڑ کے اوپر آگیا جو آدھ کوس نورپور سے تھا اور اسکے قلعہ پر مشرف تھا ۔ سید خانجہان نے اول حصار کے باہر کی آبادی کو غارت

[illegible]

کرایا جو آدمی لڑنے کھڑے ہوئے انکو اسیر کیا۔ صبحکو وہ قلعے کے نیچے آیا جگت سنگھ نے یہان
قلعہ داری کا خوب سامان کیا تھا اور دو ہزار سپاہ حفاظت کے لئے مقرر تھی۔
سید خان جہان محاصرہ کے سامان مین مشغول ہوا اور مورچل بنائے اور انہین
حصار کی فتح کے لئے آدمی مقرر کئے اب ورسیا مئو کا حال لکھا جاتا ہے کہ راجہ
جیسنگھ اور اصالت خان دو راہون سے چل کر نواحی مئو مین آپس مین ملگئے راجہ
باسو کے باغ کے قریب لشکرگاہ بنایا جو درہ کے اندر ہموار زمین پر تھا اور ایک طرف
کوہ مئو سے متصل تھا۔ قلعہ مئو کے اطراف مین جنگلون کا انبوہ تھا انمین درختون کی
وہ کثرت تھی کہ مرغ بھی نہین اڑسکتا تھا اور اوپر چڑھنے کی راہین بند تھین۔
جگت سنگھ نے درون کے درمیان جسجگہ کوئی راہ اور رخنہ تھا اسکو بند کردیا تھا اور
دیوارین چوب و سنگ سے کھڑی کرلی تھین اور انپر برج و بارہ بنالئے تھے لشکر شاہی
نے ان دیوارون کی برابر اپنے مورچل بنائے ان کی مدافعت کے لئے
دشمنون نے تیر و تفنگ اور آلات جنگ و تیر چلائے اور سب جنگل مین لشکر شاہی علف
و ہیمہ لئے جاتا تو اوسکو وہ آسیب پہنچاتے۔ ١٠ رجب کو قلیج خان و رستم خان
بھی پیٹھان مین شہزادہ مراد پاس آگئے۔ حکم شاہی کے موافق سید خانجہان کی
کمک کو رستم خان گیا اور قلیج خان مئو کو گیا۔ خان ظفر جنگ ١٥ شعبان کو کوتل
کے نیچے سے روانہ ہوا اور کوہ کے نیچے رہپڑ کی سر راہ کو دائرہ کیا اور اپنے
دو بیٹون سعد اللہ اور عبد اللہ اور ذوالفقار خان کو برق اندازون کے
ساتھ بھیجا کہ کوہ کے اوپر لشکرگاہ مقرر کرین جب یہ پہاڑ کے اوپر گئے تو معلوم
ہوا کہ جبتک جنگل کاٹا نہ جاے لشکر کے لئے جگہ نہین ہے اسکی خبر خان ظفر جنگ کو
پہنچی اور جواب کے انتظار کے لئے توقف کیا اس عرصہ مین مخالفون نے فرصت
پاکر چار پانچ ہزار تفنگچی اور کماندار پیادے وہان سے اس پہاڑ پر کہ اس پہاڑ پر مشرف
تھا آتش پیکار روشن کی درختون کا ہجوم لشکر شاہی کے اجتماع کا مانع تھا

ہر جگہہ چند سپاہی ان پہاڑی آدمیون کے روبرو ہو کر لڑے یہ خبر سنکر سعید خان
بہادر نے اپنے بیٹے لطف اللہ کو اور بعد اسکے شیخ فرید و سرانداز خان کو
مدد کے لئے روانہ کیا۔ لطف اللہ پہلے اس سے کہ اپنے بھائیون سے ملے جنگل مین دشمنون سے دوچار
ہوا جو درخت زار مین مور و مار کی طرح پراگندہ تھے اور زخمی ہوا اسکو دشمنون کے
ہاتھ سے عبدالرحمن بچا کر لے گیا۔ ذوالفقار خان دشمنون کو مارتا دھاڑتا خان ظفر جنگ
سے ملا سعد اللہ و عبد اللہ بھی خان پاس آ گئے دوسرے روز خان ریاست مین گیا
لشکرگاہ کی وسعت کے لیے جنگل کو کٹوایا لشکرگاہ کے گرد خندق کھدوائی اور
خاربست بنایا کہ جس سے دشمنون کے شب خون کا خوف نہ رہا دشمنون نے اس
خوف سے کہ اس راہ سے سرکوب مؤمین دشمن داخل ہوا اور اضلاع سے
آن کر اس ضلع مین زیادہ جمع ہو گئے اور انہون نے مضبوط بارے اور استوار
برج بنائے اور تفنگ چلانے کے لیئے جائین بنائین۔ خان ظفر جنگ نے جلدی مین
مصلحت نہ دیکھی ہر روز کچھہ جنگل کاٹا جاتا اور آگے لشکر بڑھتا۔ ۲۱ شعبان کو
ایک لڑائی راجہ باسو کے باغ کے قریب ہوئی۔ نجابت خان و راجہ مان کے
آدمی سپر کی جگہہ تختے سر پر رکھہ کر آگے دوڑے دشمنون کی دیوار کو جو مقابل
آئی ڈھا دیا طرفین سے آدمی کشتہ و زخمی ہوئے۔ ۲۹ شعبان کو راجہ مان نے
اپنے ہزار پیادے قلعہ چھت پر بھیجے وہ قلعے کے نیچے آ کر دشمنون سے لڑے
اور حارس حصار مع اپنے چند خویشون کے قتل ہوا۔ قلعہ مین کچھہ فتحمند آدمی
حفاظت کے لیئے رہے اور باقی دشمنون کے سرون کو لے کر اپنے لشکرگاہ مین
آئے اسی تاریخ کو سید خان جہان نے جو قلعہ نورپور کا محاصرہ کیئے ہوئے
تھا نقب اڑا کر قلعہ کا ایک برج اڑا دیا۔ زلفی اہل ترن اور آقا حسن رومی سلنے
اس حصار کے اطراف مین سات نقب لگائے تھے دشمنون کو چھہ نقبون
پر اطلاع ہو گئی انہین پانی بھر دیا صرف ایک نقب اڑی جس سے آدھا برج

اڑا اور آدھا نیچا ہو گیا۔ مخالفون نے ہر برج کے پیچھے ایک دیوار بنا رکھی تھی لشکر شاہی قلعہ کے اندر نہ داخل ہو سکا۔ سید خان جہان کے آدمیون کو سید لطف اللہ و جلال الدین محمود لے کر دوڑے انہون نے راہ کو بند پایا تو بیلدارون کو اسکے کھولنے کے لئے مقرر کیا۔ لشکر شاہی نے مورچون سے اطراف و جوانب مین حملے کئے اور دروازون کے جلانے مین اور دیوارون پر چڑھنے مین کوشش کی۔ مخالف یہ سمجھ کر کہ راہ کھل گئی اور لشکر شاہی آ گیا۔ بھاگ کر قلعہ کے اندر چلے گئے رات تک برج و بارہ سے تیر و تفنگ مارتے رہے۔ بادشاہی لشکر کے آدمی کچھ مرتے کچھ زخمی ہوتے رہے رات ہو گئی۔ لشکر شاہی دیوار کو ڈھا کر اندر نہ جا سکا۔ اور خاک ریزہ بھی بلند تھا اس لئے قلعہ نہ فتح ہوا۔ واخر شعبان مین بہادر خان اسلام آباد سے روانہ ہو کر پٹھان مین بادشاہزادہ کی خدمت مین تین ہزار سوار اور اسی قدر پیادے لیکر آیا۔ ماہ شعبان کی سلخ کو بہادر خان کی سعی سے دمثال اور اللہ وردی خان کی کوشش سے تھاری مفتوح ہوے۔ بادشاہ نے حکم بھیجا کہ اول قلعہ مئو فتح کیا جاے اسکی فتح کے بعد نور پور کا قلعہ آسانی سے فتح ہو جائیگا۔ شاہزادہ مئو جاے۔ جب شاہزادہ غرہ رمضان کو مئو کی طرف روانہ ہوا جگت سنگھ نے خائف ہو کر راجروپ اپنے بیٹے کو اللہ وردی خان کے توسل سے شاہزادہ کے پاس بھیجا اور یہ التماس کیا کہ مجھے اپنے جرم سے نہایت خجالت و ندامت ہے بعض حضور کے ملازم ہمچشمی و ہمسری کے کینے سے مجھے اور میری قوم کو ہلاک کرنا چاہتے تھے مین نے حمیت راجپوتی اور عزت سپاہی گری کے سبب سے اپنے مقدور کے موافق تردد کیا اب یہ مہم حضور کو سپرد ہوئی ہے تو مجھے اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہین ہے امیدوار ہون کہ اس شرمسار گنہگار کے ہراس کو دور کر کے ملازمت کی اجازت فرمائین بادشاہی ہوا خواہون کی درخواست سے ۵ رمضان کو مجرمون کے طور پر راجروپ بغیر ہتھیارون کے گردن مین

فوطہ ڈالے ہوئے پادشاہزادہ کی خدمت مین آیا۔ پادشاہزادہ نے اُس کا
اطمینان کیا کہ اوسکی تقصیرات کی معافی کی درخواست پادشاہ سے
کی جاتی ہے مگر بعض مطالب جو اسکے حال کے لائق نہ تھے اُسنے التماس کیے
وہ پادشاہزادہ نے قبول نہ کیے اور اسکو رخصت کیا چند روز اس
صلح کی شہرت کے سبب سے بہادران قلعہ کشا نے تردد سے ہاتھ کوتاہ کیا
اس فرصت مین جگت سنگہ نے تازہ ذخیرہ و مصالح جمع کر لیا جب یاوہ
طلبی اور مطالب بیجا کی درخواست سے پادشاہزادہ رنجیدہ ہوا تو از
سر نو پھر تسخیر و استیصال حصار سے گیرودار کی صدا بلند ہوئی اور
یورش بہادرانہ اور اندازہ سے زیادہ سعیان ظہور مین آئین تمام
ایام محاصرہ مین پانچ روز ایسی جنگ صعب ہوئی کہ توپ تفنگ کے گولے
اور تیر اولون کی طرح بلا توقف آسمان سے برستے تھے اور زمین سے
آگ کے شعلے بھڑکتے تھے پادشاہی لشکر کے آدمی دو تین ہزار کشتہ و
زخمی ہوئے اور مخالفون کے آدمی اس قدر کثرت سے مارے گئے کہ
مخالف مغلوب ہوکر خوف کے مارے دونو حصارون مئو و نورپور کو
چھوڑکر مع مال و عیال کے جنگل کی راہ سے بے سروسامان فرار ہوئے
لشکر شاہی کے ہر کنارہ پر شادیانے بجے۔ ۲۳ رمضان کو شہزادہ نے
سرکھی چند زمیندار چنبہ کو جسکے باپ کو جگت سنگہ نے قتل کیا تھا پادشاہ
پاس بھیجا۔ مئو کی محافظت راجہ جے سنگہ کو اور تہاری کی قلیچ خان
کو دو مشال کی کوکلداس سیسودیہ کو پٹھان کی مرزا حسن صفوی کو سپرد
کی اور پادشاہی ملازمون کی ایک جماعت کو بہت سے بیلدار و تبردار
سپرد کیے گئے کہ وہ اُسنے نواحی مئو مین جنگل کٹوا کے رستون کو چوڑا کرین
پادشاہ کے حکم سے شاہزادہ اور بہادر خان اور اصالت خان بہادر

پاس روانہ ہوئے ۲۹ رمضان کو پادشاہ کی خدمت مین پہنچے غرہ شوال کو پادشاہ
نے پادشاہزادہ کو خلعت خاصہ اور دو لاکھ روپیہ انعام وکئی ہمراہیون کے
ساتھ رخصت کیا اور حکم دیا کہ جگت سنگھ کو اسیر وقتل کرکے کوہستان کو اسکے
فساد سے خالی کرے۔ پرتھی چند زمیندار چنبہ کو خلعت اور منصب ہزاری ذات
اور چارصد سوار کا اور خطاب راجگی کا مرحمت ہوا اور وہ پہاڑ جسپر جگت سنگھ نے
قلعہ تاراگڈھ بنایا تھا چنبہ کے مضافات سے تھا اور جگت سنگھ نے
ظلم سے اوسکو غصب کیا تھا اور ولایت مذکور سے قلعہ کا عقب ملا ہوا تھا
اور اس سمت مین ایک سرکوب تھا جو قلعہ تاراگڈھ کے فتح کرنے مین دخل
رکھتا تھا پرتھی راج کو حکم ہوا کہ وطن مین جاکر ضروریات کا سرانجام کرے
اور جمعیت شایستہ کے ساتھ قلعہ تاراگڈھ پر عقب سے جاکر اور سرکوب کو لیکر
قلعہ نشینون کو تنگ کرے۔

پادشاہزادہ مراد بخش پادشاہ کے ارشاد سے سعید خانجہان اور ہمراہیون
کو ساتھ لیکر پنجم شوال کو نورپور مین آنکر ٹھیرا اور سعید خان کو مع بیٹون کے
جمو بھیجا بہادر خان و اصالت خان کو بارہ ہزار سوار دیکر روانہ کیا کہ
تاراگڈھ کو گھیر کر مخالفون کا استیصال کرے۔ راجہ مان سنگھ گوالیاری کو
جو جگت سنگھ کا جانی دشمن تھا متعین کیا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ راجہ
پرتھی چند کے ساتھ اتفاق کرکے تاراگڈھ کے عقب سے آئے اور محصورون
کی بنیاد کا انہدام کرے۔ اس قلعہ کا فتح کرنا بہت دشوار تھا مگر پادشاہی
لشکر نے اسکی تسخیر مین بڑی مردانگی دکھائی خسرو بیگ بخشی بہادر ولد کو پادشاہ نے
ہزار تابینیون کے ساتھ یہان بھیجا تھا اسکو بہادر خان اور اصالت خان نے آگے
بھیجا کہ وہان کی سرزمین کی حقیقت سے واقف ہو کر مورچون کے لگانے اور
سورچون کے جمانے کی جگہ تجویز کرے تاکہ سران لشکر کا کوچ آگے ہو۔ ج

جو لوگ روانہ ہوئے تھے وہ مختلف ضلعون مین جاکر پراگندہ ہو گئے۔ سرداران
مذکور نے آدمی بھیجے کہ انکو لیکر چلے آئین۔ سب چلے آئے مگر خسرو خان نے
کہا کہ مین جس زمین مین اترا ہون یہان رات بسر کر سکتا ہون اسکے پاس تین
چار سو سے زیادہ سوار نہ تھے لشکر کے سردارون نے آدمی بھیجکر اسکو پھر بلایا تو
لشکر کی طرف پھرا۔ دشمنون نے اسکے ہمراہیون کو قلیل جانکر آن گھیرا وہ لڑا
اور چودہ زخم کھا کر مرا دو سو آدمی اسکے ساتھ کشتہ و خستہ ہوئے بہادر خان
اور اصالت خان اور سردارون نے اس طرف سے اور راجہ پرتھی چند
زمیندار چنبہ و راجہ مان سنگہ گوالیاری نے اپنی جمعیت کے ساتھ عقب سے
اس قلعہ کی فتح مین کوشش کی تو جگت سنگہ نے خیال کیا کہ جب ساری محال
قبضہ سے نکلجائے تو مین کب تک اس قلعہ مین پڑا رہونگا تو وہ سعید خانجہان
کی معرفت پادشاہزادہ سے ملتجی ہو پادشاہزادہ نے اسکو عفو شاہی کا
امیدوار کیا وہ پادشاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور التماس کیا
کہ پادشاہ کی طرف سے جان بخشی اور عفو معاصی کے فرمان دلا دیجے
پادشاہزادہ نے یہ درخواست پادشاہ سے کی وہ منظور ہوئی۔
اور حکم ہوا کہ قلعہ تاراگڈھ پادشاہی آدمیون کو سپرد کرے کہ وہ اسکو
مع اور عمارات کے ڈھاوین۔ جگت سنگہ نے پادشاہ کے حکم کی اطاعت
کی شاہزادہ کے درخواست پر پادشاہ نے یہ حکم دیا کہ اس قلعہ مین بعض
عمارات جگت سنگہ کے اسباب و متعلقون کے لئے قائم رکھین اور باقی تینون
حصارون کو ڈھاوین اور مئو اور نور پور کے قلعون کو بھی مسمار کرین تاکہ
آیندہ سرکشون کے لئے کوئی مامن نہ رہے سعید خان جہان نے خود
جاکر باہر کا حصار ڈھا کر وہان اپنے آدمی مقرر کیے اور جگت سنگہ کو
ہمراہ لے کر دو ازدہم ذی الحجہ کو پادشاہ کی خدمت مین گیا۔ پادشاہ کے حکم

اس کوہستان کی حکومت نجابت خان سے متعلق ہوئی۔ نورپور میں بھی
ڈھا یا دھوئی ہوئی۔ شاہزادہ اور سید خان جہان اور تمام ہمراہی اور
جگت سنگہ بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوئے۔

کشمیر کی فصل خریف بارش کی کثرت اور پانی کی طغیانی سے بگڑ گئی تھی
اور کھیتون پر بڑی آفت آئی تھی اور چند پال کے غلون کے انبار بھی
ضائع اور نابود ہو گئے تھے تو اس ولایت مین قحط عظیم پڑا۔ تیس ہزار کے قریب
ضعیف و مسکین اس دیار سے دار السلطنۃ مین آگئے اور جھروکہ کے نیچے آکر
بادشاہ سے اپنی ضعیف حالی کی نالش کی۔ بادشاہ نے اس جماعت کو
ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا اور حکم دیا کہ ان ضعیفون کے واسطے دو تین جگہ
پختہ و خام غلے کے لنگر خانے جاری کئے جائین اور دو سو روپیہ روز خرچ
کئے جائین اور کشمیر مین بھی تیس ہزار روپئے مستحقون کے واسطے عطا
کئے۔ تربیت خان حاکم کشمیر سے ضعیفون کی غمخواری اور تیمارداری جیسی کہ
چاہئیے نہین ہوسکتی تھی کشمیر کی رعایا الم کشیدہ جوق جوق فریادی آتی
تھی وہان کی صوبہ داری ظفرخان ولد خواجہ ابوالحسن ناظم سابق کو سپرد
کی اور کشمیر کے مستحقون کے لئے اور بیس ہزار روپیہ عنایت کیا۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہ صفی شاہ ایران نے رستم خان گرجی کو
بڑے لشکر و توپخانہ کے ساتھ خراسان کو روانہ کیا ہے کہ قلعہ قندھار
کو تسخیر کرے اور خود بھی اس طرف آنے کا تہیہ کرتا ہے شاہجہان نے چاہا
کہ کابل و قندھار کی طرف خود جاوے مگر شاہزادہ داراشکوہ نے التماس
کیا کہ مین امیدوار ہون کہ حضرت خود بدولت دار السلطنۃ مین عیش و
کامرانی مین سربرآرا رہین اور مجکو [illegible] مہم قزلباش مین شاہ صفی کے
شر کے رفع کے لئے بھیجا جاؤن۔ بادشاہ نے اسکی التماس کو قبول

کرلیا اور آخر محرم میں دارا شکوہ کو روانہ کیا بتیس ہزار سوار سائر اور سات ہزار سوار توپ خانہ و احدی و بہت سے پیادے سوائے صوبون کے کومکیون کے کہ یہ سب ملکر پچپن ہزار سوار سے تجاوز کرتے تھے اور جو امیر جنہین عمدہ سید خان جہان راجہ جسونت سنگہ و راجہ جیسنگہ و رستم خان و قلیج خان و بہادر خان و الہوردی خان و قطب الدین خان و تیرانداز خان و یکہ تاز خان وغیرہ تھے یہہ سب شاہزادہ کی ہمراہ کیئے اور شاہزادہ کا اصل منصب سے بیس ہزاری بیس ہزار سوار بڑھا کیا اور بارہ لاکھ روپیہ نقد دیئے اور بعض نصائح کین اور حکم دیا کہ سو سوار تابین کے سردار کو موافق ضابطہ منصب کے دس ہزار روپیہ نقد سوائے تنخواہ جاگیر کے جوان پاس ہی سرانجام سفر کے لئے بطریق مساعدت دیئے جائیں ہر ایک احدی پیادی و توپچی و تفنگچی و بان دار کو تین ماہ کی تنخواہ پیشگی دیجائے پادشاہزادہ محمد مراد بخش کو بھی بڑے بھائی کے ہمراہ کیا و سفارش کی کہ اگر قزلباشون کی شورش دیکھ کر فوج بلخ و بخارا حرکت کرے تو ازبکون کی تنبیہ کے واسطے دارا شکوہ کی صلاح کے موافق مراد بخش جائے اور اگر بہ تقاضائے وقت مراد بخش کو دارا شکوہ اپنے پاس رکھنا چاہے تو علی مردان خان فوج توران کی دفع کے لئے بھیجا جائے اور کابل کے کومکی بھی پادشاہزادہ کے ساتھ رفاقت کرین خاندوران بہادر نصرت جنگ جو مالوہ سے آیا تھا اسکو پادشاہزادون کے ساتھ پادشاہ نے معین کیا اور حکم دیا کہ جب دونو پادشاہزادے غزنین مین پہنچین تو وہان ٹھیرین اور تیس ہزار سوار مع توپ خانہ پیشتر خاندوران اور سعید خان بہادر ظفر جنگ کے ساتھ روانہ کرین اور اس صورت مین کہ شاہ ایران کی طرف سے قندھار مین رستم خان آئے تو اسکے مقابلہ کے لئے یہ فوج کافی ہے اور اس صورت مین کہ شاہ ایران کی خود قندھار مین آنے کی اور سرحد ہرات سے آگے بڑھنے کی خبر تحقیق ہو تو دونو پادشاہزادے قندھار مین آئیں اسی ضمن مین شاہ ایران کے مرنے کی خبر بطریق افواہ آئی۔ قو

ایک ہفتہ کے بعد خبر مذکورہ تحقیق ہو گئی کہ چودہ سال ایران مین اُسنے فرمانروائی
کرکے مشہد مقدس پاس جان آفرین کو جان سپرد کی اسکی جگہ شاہ عباس
ثانی تخت نشین ہوا اور دارا شکوہ کی بھی عرضداشت آئی جسمین شاہ ایران کا
واقعہ لکھا ہوا تھا اور یہ ظاہر کیا کہ اگر حکم ہو تو لشکر و توپخانہ کو لیکر بلاد خراسان
کی طرف متوجہ ہون اسکے جواب مین بادشاہ نے لکھا کہ ایک لڑکے کی سلطنت پر
جسکا باپ ابھی مرا ہوا ور اسکی سلطنت نے استحکام نہ پایا ہو مہم کرنا سلاطین نیک نیت
کے رویہ کے موافق نہین ہے خود مع لشکر کے جلد حضور مین آؤ کہ اُس فرزند عزیز کے
دیدار فرحت آثار کی لذت ہفت اقلیم کی تسخیر سے زیادہ ہے۔
شاہزادہ مراد بخش کا نکاح شاہ نواز خان صفوی کی بیٹی سے ۲۲ ربیع الثانی
کو ہوا چار لاکھ روپیہ کا مہر بندھا اور چھ لاکھ چالیس ہزار روپیہ اس جشن مین خرچ
ہوا سنہ ۱۰۵۱ ہجری کو —

واقعات سال شانزدہم جلوس سنہ ۱۰۵۲ھ ۱۶۴۲ء

سال شانزدہم جلوس غرہ جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۲ کو شروع ہوا اسکا جشن ہر سال
کے دستور کے موافق زیب و زینت کے ساتھ مرتب ہوا ادنی اعلیٰ ہر یک اپنی قسمت
کے موافق فیض یاب ہوا۔ دارا شکوہ اور مراد بخش نے کابل و غزنین سے مراجعت
کی دارا شکوہ کو بلند اقبال کا لقب عطا ہوا۔ مراد بخش کو ملتان اقطاع مین دیا
گیا اور وہان کی صوبہ داری کے لئے مرخص ہوا۔ اللہ وردی خان کہ ہرزہ گوئی
مین ضرب المثل تھا اُسنے بادشاہ کی خدمت مین کچھ باتین جو نمک خواری کی داب
کے خلاف تھین زبان سے نکالی تھین اسلئے وہ بے منصب کیا گیا اور پرگنہ شکرپور
جسکی جمع ۳۰ لاکھ دام تھی اسکی وجہ معاش کے لئے دی گئی۔ خاندان امیر تیمور
مین وسعت خلق و طریقہ خطابخشی و جرم پوشی عجیب تھا باوجود ایسی تقصیرات
کے جنہین اور بادشاہان ہفت اقلیم سوا اُسکے متحمل نہ ہو سکتے تھے وہ جان و مال

بحال رکھتی ہیں۔ ظفر خان ناظم کشمیر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کے ڈیڑھ
لاکھ روپیہ عنایت کرنے سے کشمیر کی رعایا کو قحط کے الم کے دن نوروز و عید کے دنوں
سے بدل گئے ہیں لیکن اگر تیس ہزار روپیہ اور گاؤ تخم ریزی کے لئے رعایا و مالگذاروں کو
مرحمت ہو تو انتظام محال کی آبادی کا سبب ہوگا۔ بادشاہ نے اسے منظور کر لیا۔
بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ لاہور میں شالامار کا باغ تیار ہو گیا ہے اسکی تعمیر کا حکم
سنہ ۱۱ جلوس میں دیا گیا تھا اسکا اہتمام خلیل اللہ خان کے سپرد ہوا تھا ایک سال
چار مہینے پانچ روز میں وہ تیار ہوا۔ چھ لاکھ روپیہ اس میں صرف ہوا۔ ۷ شعبان کو
بادشاہ اسمین گیا اور نہایت محظوظ ہوا اس باغ کے تین طبقے تھے اوپر کے طبقہ کا نام
فرح بخش اور دوسرے درجہ کا نام فیض بخش تھا عجیب غریب حوض و نہر عمارات اسمین
بنی تھیں۔ جب بادشاہ لاہور میں آکر اسمین اترتا تو خیموں ڈیروں کی ضرورت ہوتی
علی مردان خان کے اہتمام سے جو نہر ایک لاکھ روپیہ میں تیار ہوئی تھی اس سے
علی مردان خان کی آبرو بڑھی اور باغات بادشاہی کی سرسبزی و خرمی اور زراعت
کی شادابی ہوئی شاہ و گدا کو پسند آئی۔ شالی مار کے باغ فرح بخش کو فیض پہنچا
مگر شہر کے لئے اسکا پانی کمی کرتا تھا ایک لاکھ روپیہ اور ملا علاء الملک کو حوالہ ہوا
کہ عمق و عرض نہر کو کشادہ تر کرے تا کہ چشمۂ خیر ہمیشہ جاری رہے۔ بادشاہنامہ میں
لکھا ہے کہ کارپردازوں نے بیوقوفی اور عدم مہارت سے اس روپیہ میں پچاس
ہزار روپئے نہر سابق کی مرمت میں صرف کیا۔ آخر کار ملا علاء الملک کی صوابدید سے
پانچ کروہ وہ نہر رہی جو علی مردان خان لایا تھا اور تیس کروہ نئی نہر کھودی گئی
اب بہت پانی بے فتور باغ میں جاتا ہے اس ملا کو آب ترازو (لیول) میں
بڑی شناسائی تھی۔

جب بخاطر جمع کابل و قندھار کی مہمات سے بادشاہ کو انفراغ ہوا اور
سارے ملک کا انتظام تازہ ہو گیا تو ۲۲ شعبان کو لاہور سے وہ روانہ ہوا۔

اور ۲۲ شوال کو اکبرآباد مین داخل ہوا۔ غرہ ذی الحجہ ۵۲ سنہ کو جشن وزن قمری ہوا
عمر کا اکیاون سال ختم ہوا۔ عبدالصمد محمودی سفیر شریف مکہ آیا اور تحفے اور کلید
بیت اللہ جو بطور تحفہ بھیجی گئی تھین لایا بادشاہ نے اسکو چالیس ہزار روپیہ انعام دیا۔
جلوس سال پنجم کی ابتدا مین مزار ممتاز محل کی عمارات کی بنیاد کھدنی شروع
ہوئی وہ دریاے جمن پر مشرف ہے اور دریا اسکے شمال طرف بہتا ہے بیلدارون نے
اسکی بنیاد ایسی کھودی کہ پانی نکل آیا۔ شگرف کار معمارون نے اسکو سنگ و
مساروج سے بھرا اور سطح زمین کی برابر کیا اور اسپر روضہ کی کرسی کی اساس رکھی
آجر و آہک سے چبوترہ طول مین تین سو چوہتر گز اور عرض مین ۱۴۱ گز اور ارتفاع
مین ۱۶ گز بنایا اور تمام ممالک محروسہ کی اطراف سے گروہا گروہ سنگتراش سادہ کار
و چین کار و منبت کار بلا کر جمع کئے انہون نے اور عملہ کے ساتھ اپنا کام کیا اس چبوترہ
کی روی کار کو سنگ سرخ سے تراشا اور اسکو منبت کاری و پرچین کاری سے آراستہ
کیا اور اسمین وہ باہم پیوند لگائے کہ نظر دقیق بھی اسکی درز کو نہین دیکھ سکتی اور
اسکا فرش سنگ سرخ سے گرہ بندی کرکے مرتب کیا اور پھر اس کرسی کے وسط مین
ایک اور کرسی سطح مربع طول و عرض مین ایک سو بیس گز اور بلند سات گز مرتب کی۔
روے کار اسکا سنگ مرمر سے مرتب کیا اور اس کرسی دوم کے وسط مین عمارت
روضہ کی بنا لی جسکا قطر ستر گز ہے اور اسکی طرح مثمن بغدادی ہے اور ایک
گز کرسی ہے مرقد کا گنبد سراپا اندر باہر سے سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے سطح اندر کا
مثمن ہے قطر بائیس گز ہے مرقد کو منقش کیا ہے۔ مرقد سے شقہ گنبد تک کہ سطح عمارت سے
بتیس گز مرتفع ہے سنگ مرمر کا قالب کاری کی طرح تراشا ہے اور اس گنبد کے
اوپر ایک اور گنبد امرودی شکل کا بنایا ہے اور اس گنبد کے فرق پر جس کے
منطقہ کا دور ایک سو دس گز ہے ایک کلس گیارہ گز بلند خالص سونے کا لگایا ہے
روے زمین سے سر کلس تک ارتفاع ایک سو سات گز ہے گنبد کے اندر کے

ذکر عمارات روضہ

اضلاع ہشت گانہ میں دو طبقے نشیمن ہیں ہر ایک کا طول ساڑھے پانچ گز اور عرض تین گز ہے
جہات اربعہ میں چہار خانہ دو مرتبہ ہیں ہر یک طول وعرض میں چھ چھ گز اور اس میں چار
نشیمن ہیں کہ ہر یک کی لمبائی ساڑھے ساڑھے چار گز اور چوڑائی تین گز ہے ہر خانہ کے
آگے ایک مربع پیش طاق ہے طول میں ۱۶ گز اور عرض میں نو گز. ارتفاع میں بیس گز اور چار
کونوں میں چہار خانہ نشیمن ہیں درجہ ہر خانہ کا قطر دس گز مشتمل ہشت نشیمن پر اور ان خانوں
کے درجہ سوم میں ایک ایوان ہے جسکی چھت نشیمن گنبدی ہی اور ان ہشت نشیمن کی باہر کی
جانب میں تین پیش طاق ہیں ہر یک طول میں سات وعرض میں چار اور ارتفاع میں
دس میانہ گنبد میں ممتاز محل کا مرقد ہے اور تربت کے اوپر ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے
جسکے اوپر قبر کی صورت بنی ہوئی ہے اور اسکی گرد ایک محجر مثمن مشبک مجلا ہی مصفی ایسی
پتھر کا ہے اور اس محجر کا دروازہ سنگ یشم کا ہے بطرح بند رومی جسکے مفاصل کو سنگہای
آہنین سی بنایا ہے اور اسکو زرافشان کیا ہے اور دس ہزار روپیہ اسمین خرچ کیا ہے
اس عمارت کے اندر کوکبہ و قندیل طلائی مینا کار بیان ہیں اس گنبد کے ہر چار طاق
میں حلبی آئینے لگے ہوئے ہیں ایک میں آمد و رفت کی راہ ہے. کرسی سنگ مرمر کی ہر
کونے میں چوڑائی زمین سے تیئس گز بلند ہے ایک مینار زینہ دار سنگ مرمر کا بنایا ہی
جسکا قطر سات گز ہے اور کرسی مذکور کے سطح سے کلس تک ارتفاع باون گز مینار کے
فرق پر ایک چار طاق سنگ مرمر کا بنایا ہے اس روضہ کی کرسی کا فرش سنگ مرمر
اور سنگ سیاہ سے گرہ بندی کیا گیا ہے اس روضہ کی شمالی عمارات میں اندر اور
باہر صناع اعجوبہ پرداز اور سحر طراز نے عقیق اور اور اقسام کے سنگہای رنگین اور
احجار ثمین سے پرچین کاری کی ہے کہ دیدۂ باریاب میں بھی اسکے فائق کو نہیں پہنچتا
اس مکان میں پہلے ایک محجر تھا طلائی مینا کار جسکا وزن چالیس ہزار تولہ تھا اور
چھ لاکھ روپیہ قیمت کا جسکا حال سال ششم جلوس میں لکھا گیا ہے مگر بادشاہ نے
یہ سمجھ کر اسکی چوری کا احتمال ہے ایک محجر سنگ مرمر کا بنوا دیا جسکا اوپر ذکر

ہوا دس سال کے عرصہ مین پچاس ہزار روپیہ مین وہ تیار ہوا۔ روضہ کے اندر اور باہر
کتابون مین سور قرآنی و آیات رحمانی و اسماء حسنی و ادعیہ ماثورہ اس نہج سے
پرچین کاری ہوئی ہین کہ جنکو دیکھکر حیرت ہوتی ہے روضہ کی غربی جانب مین
سنگ سرخ کی کرسی پر ایک مسجد ہو چشمہ سنگ سرخ کی طول مین ستر گز۔ عرض مین تیس گز
تین گنبد جو اندر سے سنگ سرخ کے ہین اور باہر سے سنگ مرمر کے۔ میانہ گنبد کا قطر
چودہ گز ہے اور باقی دو گنبدون مین ہر ایک کا قطر گیارہ گز ارتفاع اکیس گز ظرفین
کے گنبدون مین سے ہر ایک کے آگے ایک خانہ ہے جسکا طول گیارہ گز اور عرض نو گز
ہے ازارہ مسجد کا حاشیہ اندر اور باہر سنگ مرمر اور سنگ زرد و سنگ سیاہ کا بطرح
لوح پرچین کار ہے۔ مسجد کا فرش سنگ سرخ کا ہے سنگ زرد و سنگ سیاہ سے
پرچین کرکے جائے نماز کی شکل نمایان کی ہے۔ چبوترہ کے آگے ایک حوض ہے جس کا
طول چودہ گز و عرض دس گز۔ صحن اس کا روح افزا و دل کشا ہے روضہ کے شرقی
جانب مین مہمان خانہ ہے جو مسجد کا ہم قرینہ ہے اور تمام جزئیات و خصوصیات
مین اسکی مانند ہے مگر اسکی دیوارین محراب دار نہین اور اسکا فرش بشکل جانماز نہین
کرسی سنگ سرخ کی چارون کونون مین چار برج مثمن سہ طبقہ ہین طبقہ سوم کی سقف
گنبدی ہے کلاہ گنبد اندر کی طرف سنگ سرخ کی ہے اور باہر سے سنگ مرمر
کی۔ اور ہر برج کے پہلو مین ایک ایوان ہے طول مین بائیس گز اور عرض مین چھ اسکی
دو جانب مین دو حجرے ہین۔ سنگ سرخ کی کرسی کے نیچے باغ ہے جسکا طول و
عرض تین سو اڑسٹھ گز ہے وہ اقسام ریاحین و انواع اشجار سے پر ہے وسط
باغ کی چار خیابان ہین اسکے چالیس گز عرض مین ایک نہر چھ گز عرض کی ہے۔ اور
اس مین جمنا کے پانی سے فوارے چھوٹتے ہین۔ نہرین جہان ملتی ہین وہان ایک
چبوترہ ہے طول و عرض مین اٹھائیس گز جسکے گرد نہر چکر کھاتی ہے۔ وسط چبوترہ
مین ایک حوض ہے طول و عرض مین سولہ گز ہے اسمین پانچ فوارے نصب ہین۔

ان خیابان کا فرش سنگ سرخ کا ہے کہ انمین طرح طرح کی گرہ بندی کی گئی ہے۔ باغ
کے اضلاع شرقی و غربی مین ایک ایوان ہی جسکا طول گیارہ گز اور عرض سات
گز دو حجرے بنائے گئے ایوان مذکور کے پیچھے ایک خانہ ہے طول مین نو گز و عرض
پانچ گز ایوان کے آگے ایک چبوترہ ہے طول مین چھیالیس گز عرض مین دس
باغ کے جنوبی ضلع مین سراسر ایوان در ایوان ہین رو بشمال عرض مین بارہ گز اس
ضلع کے دو کونون مین برج ہین جو کرسی سنگ مرمر کا قرینہ ہے ضلع مسطور کے وسط مین
روضہ کا دروازہ بہت بلند ہے یہ دروازہ مثمن بغدادی ہے اسکے سطح کا قطر
سولہ گز ہے اور گنبد کی شرقی و غربی جانب مین دو نشیمن ہین متصل نیم مثمن عمارت
دروازہ ہین چار زاویے سے چار خانہ مربع دو طبقہ ہین ہر ایک طول و عرض مین
چھ گز مشتمل چار نشیمن نیم مثمن پر۔ اس عمارت کی جانب شمالی و جنوبی مین دو پیش طاق
ہین۔ ہر ایک طول سولہ گز عرض نو گز اور ارتفاع بیس گز ہے دروازہ مذکور کے
اوپر اور باہر کی جانب سات چوگنبدی ہین کہ جنکی کلاہ سنگ مرمر کی ہے
اس عمارت کے چار کونون پر چار مینار ہین باغ و عمارات کی دیوارون مین
اور اسکے دور مین اندر و باہر اور فرش عمارات و باغ کے احاطون کے شرفات
مین سنگ مرمر و سنگ میانہ کی پرچین کاری کی گئی ہے اور سب سنگ سرخ
سے بنائے گئے ہین۔ دروازہ کے آگے ایک چبوترہ ہے طول مین اسی گز عرض
مین چونتیس گز۔ جلوخانہ ہے طول مین دو سو چار گز اور عرض مین ایک سو پچاس گز
جلوخانہ کے اضلاع چارگانہ مین ایک سو اٹھائیس حجرے ہین دیوار باغ سے
متصل دو خواص پورہ ہین ایک جلوخانہ کی طرف شرقی مین اور دوسرا جانب
غربی مین ہر ایک کا طول چہتر گز اور عرض چونسٹھ گز۔ بتیس حجرون مین سے
ہر حجرہ کے آگے ایک ایوان خادمون کے واسطے جلوخانہ کے شرقی و غربی جانبون
مین بازارون کی ترتیب وہی ہے جسکے ایوان سنگ سرخ کے ہین۔ اور

خشت چونے کے۔ ان بازارون کا عرض بیس گز ہے جلوخانہ کے جنوبی ضلع مین چوپڑ کا
بازار ہے جسکے شرقی وغربی بازار کا طول نوے گز ہے شمالی وجنوبی طول مین سو گز
اس چوپڑکے بازارون کے اطراف مین چار سرائین ہین جنمین سے دو سرائین خشت
پختہ وچونہ کی سرکار شاہی سے بنی ہوئی ہین۔ ہر ایک کا صحن قسمین بغدادی ہے اور
اسمین ایک سو چھتیس حجرے ہین ہر حجرہ کے آگے ایک ایوان ہے ان دو سرا کے ہر ایک کے
تین کونون مین تین چوک ہین کہ ہر ایک کا صحن چودہ گز سے چودہ گز ہے اور دونو
سراؤن کے چوتھے کونے مین دروازہ ہے جسمین سے آدمی آتے جاتے ہین اور چوپڑکے
بازار کے وسط مین ایک چوک ہے جسکی لمبائی ایک سو پچاس گز اور عرض سو گز ہے اور دو
اور سرائین پہلی دو سرایون کے جواب مین ہین ان سرایون مین طرح طرح کے اقمشہ نفیسہ
کے اور اقسام امتعہ ہر ولایت کی اور انواع نفائس روزگار کے اور اصناف لوازم
تمدن وتعیش اطراف عالم سے آتے ہین اور خرید وفروخت ہوتے ہین بادشاہی سراؤن
کے پیچھے تجار نے بہت سے اپنے اپنے گھر بنا لئے ہین۔ اس طرح ایک شہر آباد ہو گیا ہے
جسکا نام ممتاز آباد ہے یہ تمام عمارتین بارہ سال مین مکرمت خان ومیر عبد الکریم
کے اہتمام سے تمام ہوئین اور پچاس لاکھ روپیہ صرف ہوا اور تیس موضع مضافات
پرگنہ حویلی اکبر آباد ونگرچند کے جنکی جمع چالیس لاکھ دام ہے انکی آمدنی اور سرایون اور
بازارون کی آمدنی سب ملکر کل دو لاکھ روپیہ سال کی آمدنی اس روضہ کے لئے
وقف کی گئی کہ اگر مرمت کی احتیاج ہو تو ان وقفون کے محاصل سے اسمین خرچ ہو
ورنہ مبلغ بقدر حاجت ان بقاع کی ترمیم مین خرچ کرین اور باقی کو مصارف خدمہ
اور علوفہ میانہ دارون اور ماہوارہ خوارون مین اور آش ونان مین جو
مکان کے خادمون اور محتاجون کو دیا جاوے خرچ ہوں۔ اس عمارت کی
خوبی وفضا وصفائی کیا قلم سے لکھی جا سکتی ہے جس کسی نے اسکو دیکھا ہے اسکو تحقیق ہے
ہندوستان کے ستارہ شناسون نے روز وشب کو ساٹھ برابر حصون پر تقسیم

گیا ہے اور ہر ایک حصہ کا نام گھڑی رکھا ہے اور آفتاب کے غروب و طلوع سے رات دن کا آغاز کرتے ہین۔ اعتدال ربیعی و خریفی مین کہ رات دن برابر ہوتے ہین انکی گھڑیان متساوی ہوتی ہین اور جب روز و شب متفاوت ہوتے ہین تو رات دن کی گھڑیون کو انکی کمی بیشی مقدار کے موافق کم و بیش کرتے ہین چنانچہ دارالسلطنة لاہور کے عرض مین سب سے بڑے دن کی گھڑیان ۳۵ اور چھوٹی رات کی گھڑیان ۲۵ ہین۔ علم نجوم کے مسلمان ماہرون نے فجر و مغرب کی نماز کے لئے وقت آغاز روز مین یک نیم گھڑی پیش از طلوع آفتاب اور ابتداء شب مین نیم گھڑی بعد از غروب آفتاب مقرر کیا اور اسکی علامت یہ تعیین کی کہ گجر بجایا جاوے اور ان دو گھڑیون کو رات مین سے گھٹا کر اجزاء روز پر متساوی زیادہ کیا اور گھڑی کے پیمانے کو درست کیا کہ عرض لاہور مین نجومیون کے قاعدہ کے موافق طول روز ۳۵ گھڑی اور اقصر شب ۲۵ گھڑی سے متجاوز نہ ہوا اس سبب سے رات دن کی گھڑیان مقدار مین متفاوت ہوئین جب ماہ ... روبرو یہ گھڑیون کا تفاوت کا ضابطہ پیش ہوا تو اسنے تفاوت مقدار و اختلاف پیمانہ کو یون مٹایا کہ فجر و مغرب کی نماز کا گجر بدستور رکھا اور رات دن کی گھڑیون کو متساوی المقدار کیا اور ڈیڑھ گھڑی طلوع آفتاب سے پہلے اور آدھی گھڑی غروب آفتاب کے بعد جو نجومیون کے نزدیک اہل شب مین دن کی گھڑیون پر زیادہ کیا چنانچہ لاہور مین سب سے بڑا دن ۳۴ گھڑی کا مقرر کیا۔

واقعات سال ہفدہم جلوس سنہ ۱۱۵۳

غرہ جمادی الاخری سنہ ۱۱۵۳ کو سترھوان سال جلوس کا شروع ہوا جشن با زیب و زینت ہوا۔ عبدالصمد سفیر مکہ کو روز رخصت تک کل نقد و جنس پچیس ہزار روپیہ کا انعام ملا اور وہ رخصت ہوا۔ ... رایان بنارس مین گوشہ نشین ہوا ورنگ زیب کے بیٹا شاہ معظم پیدا ہوا۔ ۱۰ شعبان کو اجمیر زیارت کے واسطے بادشاہ گیا زیارت کے بعد ...

روپیہ وہان کے خادمون کو دیا۔ دیگ کلان جو حضرت جہانگیر نے بنوائی تھی اسمین برنج وگوشت نیل گاؤ شکار خاصہ پکا کر مستحقون کو دیا ایک سو پینتالیس من بخنیہ برنج گوشت وروغن اس دیگ مین پکے۔ زیارت کے بعد ۱۱ شوال کو اکبر آباد مین پادشاہ آگیا۔

پادشاہ سے عرض ہوا کہ راجہ کشن سنگہ فوت ہوا اسکا بیٹا لونڈی کے پیٹ سے ہے اور ہنود وکنیز کے فرزند کو ملک ومال کا وارث نہین جانتے اور اسکے ساتھ طعام نہین کھاتے اور اوسکو غلام محسوب کرتے ہین اسلئے اسکے چچا کے پوتے دیوی سنگ کو اسکا وطن عنایت کیا۔ راجگی کا خطاب اور منصب ہزاری وہزاری سوار کا دیا۔ عبد اللہ خان فیروز جنگ کا سالیانہ مقرر ہوگیا تھا اسکو پھر منصب شش ہزاری سوار کا عنایت کیا۔ دار الخلافہ مین تپ ووبا وطاعون کے آثار ظاہر ہوئے تھے اسلئے پادشاہ فتحپور مین ذی الحجہ کے اول مین چلا گیا پھر دار الخلافہ مین آیا مگر ایک ہفتہ رہ کر وبا کے سبب سے سموگڈھ مین اور محرم کے ختم ہونے کے بعد دار الخلافہ مین آیا۔

ولایت پالاموں کا فتح ہونا۔

ولایت پالامون کی چلکونگی اور یہان کے زمیندار سے پیش کش جو شائستہ خان نے لی تھی اسکا حال گذارش ہوا اب ان دنون مین جو وقوع مین آیا اسے لکھتے ہین کہ پرتاب نے اپنے سردارون کے ساتھ حسن سلوک نہین برتا اس لئے سران قوم اسکے دشمن ہوگئے اور اسکے دفع کرنے کے درپے دریا راے اور تیج رائے پرتاب کے اعمام صوبہ بہار کے ناظم اعتقاد خان پاس پٹنہ مین آگئے اور اسکے ساتھ ملکر یہ قرار پایا کہ پرتاب کو مقید کرکے اسکے پاس لائین۔ پالامون مین ان دونے جاکر اسکو قید کر لیا اور تیج رای قوم کا سردار ہوا۔ صوبہ دار نے تیج رائے کو لکھا کہ پرتاب کو بھیجدو اسنے بھیجنے کے لئے عذر کئے ایک مدت تک تیج رائے کی قید مین پرتاب رہا اسکا بڑا بھائی دریا راے اس سے بگڑ گیا۔ اعتقاد خان نے ہر ایک کی دلدہی کرکے پادشاہ کی اطاعت پر دہ موفق کی۔ دریا رائے نے اعتقاد خان سے کہا کہ اگر آپ فوج بھیجین تو حصن دیوگن کہ پالامون کا قلعہ سب سے بڑا ہے حوالہ کر دیا جائے۔

ناظم صوبہ نے زبردست خان برزبان شاہ آباد کو سپاہ کے ساتھ بھیدیا۔ غرہ شعبان کو خان مزبور نواحی دیوگن مین آیا۔ قلعہ دیوگن اسکو سپرد کیا گیا۔ تیج رائے نے جو آدمی لڑنے کے لئے ادھر اُدھر بھیجے تھے انکو لشکر شاہی نے مار دھاڑ کر بھگا دیا۔ تیج رائے شکار کو گیا تھا اُس کے آدمیون نے پرتاب کو قید خانہ سے نکال لیا تو تیج رائے اور اُسکے آدمی ادھر اُدھر پھرنے لگے۔ جب زبردست خان یہان گدھہ مین آیا تو پرتاب نے اسکی اطاعت قبول کی مگر پٹنہ جانے کے سبب سے اوّل انکار کیا کہ کبھی اسکے باپ دادا صوبہ دار کے پاس پٹنہ کو نہین گئے تھے مگر آخر کو اسکو وہان جانا پڑا۔ بادشاہ نے صوبہ دار کی سفارش سے منصب ہزاری ذات و ہزاری سوار دیا۔ ولایت پالامون کی ایک کروڑ دام جمع مقرر کرکے اسکی تیول مین دیدی۔

[illegible] ۱۰۵۴

نواب جہان آرا بیگم عرف پادشاہ بیگم کی سالگرہ کا جشن تھا کہ اسکے دامن مین شمع سے آگ لگی اور ہاتھ و پیٹ و سینہ جلگیا اور چار لونڈیان جو پروانہ وار اُس آگ پر گرین انکے بھی اکثر اعضا جلگئے۔ بیگم صاحب کو جلنے کے زخمون سے بہت تکلیف ہوئی اور بادشاہ کو اس سے نہایت رنج ہوا ان چار لونڈیون مین سے دو مرگئین۔ بادشاہ نے اس اپنی پیاری چاہتی بیٹی کے ایام علالت مین بہت خیرات دی۔ ہزارون ہزار روپیہ خیرات کیا اور جلتجا نون مین مجرم جو بسبب جرمون کے سبب سے مدت سے قید تھے انکو آزاد کیا اور سات لاکھہ روپیہ بیت المال سرکار سے ان مجرمون کی جماعت کو دیا۔ یہ امر اتفاقات ناممدوح سے تھا کہ ان ایام مین سید جلال صدر جدید نے باوجود خاندان کی شرافت کے شرارت پیشہ چپکارون کی رہنمونی سے بادشاہ سے عرض کیا کہ موسوی خان صدر معزول کی بیخبری سے وجہ مددمعاش اکثر ان آدمیون کو بیجا ملگئی ہے جو کچھ استحقاق نہین رکھتے اور بہت سے آدمی اسناد اور فرمان جعلی بناکے اراضی مددمعاش و وظائف پر متصرف ہوئے ہین اس لئے بادشاہ نے حکم دیدیا کہ تمام ممالک محروسہ مین ایک فصل مددمعاش خواہ خالصہ مین خواہ تیول امرا و منصبدارون مین سوائے سیورغالات مردم روشناس کے الگ ایک جگہ نگاہ رکھی جاوے اور صحت اسناد کے بعد وہ ارباب احتیاج کو حوالہ کی جاوے۔ دار الخلافہ اور

اور اسکے نواح کے نیاز مند صدر الصدور پاس آئین اور صوبجات بعیدہ کے رہنے والے صوبداروں کی اور صدور جزو کی صوابدید سے سند حاصل کرین اور اس مضمون کے مناشیر جمیع صوبون کے ناظمون کے پاس بھیجے جائین اس سبب سے صدر کی بہت بدنامی ہوئی اور مستحقین و مستمندون کے دل سوختہ ہوئے ان بے بضاعت بیچارون کے اس جلنے سے شعلے اوٹھنے لگے اپنی سی بہت سے مومن و مومنہ و مسلم و مسلمہ تھے کہ سوائے سینۂ پر درد و آہ درد آلود کے کوئی وسیلہ پیغام رسانی کا نہ رکھتے تھے۔ بادشاہ یہ سمجھا کہ ان دل جلون کی آہ نے سخت جگر کے دامن مین آگ لگائی ہے سچ ہے ؎

آتش سوزان نہ کند با سپند
آنچہ کند دود دل دردمند

پھر تو اس بادشاہ فریادرس نے حکم دیا کہ محصول مدد معاش و وجوہ وظائف موقوف شدہ کو پھر اسی گروہ کو دیدو اور بعد اسکے اسکو علحدہ رکھوا اور دار الخلافہ اور اسکے حوالی کے رہنے والے صدر الصدور سے رجوع کرکے تصحیح کرین اور اور صوبجات مین جس کسی کو فرمان اکبری جہانگیری اور شاہجہانی ملے ہون صدر جزو ناظمون کی صلاح سے تصحیح اسناد کرین اور فوت فراغ وقبض و تصرف کی تحقیقات کی جاوے اور جو کوئی سپاہی اور اہل حرفہ نہو اسکی مدد معاش کی مزاحمت نہ کرین جو کوئی مرگیا ہو اور فرمان مین قید مع فرزندون کی ہو تو اسکی اراضی اسکی مستحق اولاد پر مقرر کرین اور اگر قید فرزندون کی نہو اسکی اراضی کو بازیافت کرین اور اگر کوئی استحقاق ظاہر ہو تو ہم سے عرض کرین۔ غرض بادشاہ نے بیگم کے علاج جسمانی کا ضمیمہ اس بندوبست روحانی کو کیا۔ دارا شکوہ اور بادشاہ بیگم سے بادشاہ کو ایسی محبت تھی کہ کسی اور فرزند سے نہ تھی بیگم کی بیماری کے دنون مین دو پہر سجادہ پر بیٹھ کر شافی برحق سے روکر اور نہایت عجز سے شفا کے لئے دعا مانگتا تھا پانچ چھہ مہینے تک حکماء کے علاج اور دوا اور مراہم سے جیسا کہ فائدہ ہونا چاہیئے نہین ہوا بیگم کے غلام عارف نے ایک مرہم تیار کیا جسکے لگانے سے ایسا آرام ہوگیا کہ زیست کی امید ہوگئی صحت کامل کا جشن آیندہ پر موقوف رکھا گیا مگر فقط اتنی صحت پر جشن کیا۔

جسمین حکماء و صلحاء و فضلاء و مستحقین و ارباب طرب کو بہت کچھ ملا ۔ بیگم کے عارضہ کی خبر سنکر دونو بھائی اورنگ زیب اور مراد بخش عیادت کے لئے آئے ۔ پھر بیگم صاحبہ کی صحت کامل کا جشن ہوا اور وہ سونے میں تولی گئین اور سونا محتاجون مین تقسیم ہوا ۔

بادشاہزادہ اورنگ زیب سے بیوقوف بدراہون کی راہ نمائی سے بعض و اتین خلاف مرضی سرزد ہوئین اُسنے بادشاہ کے آثار قہر و کم توجہی و غضب اپنے حق مین ملاحظہ کئے تو غیرت و پیش بینی کے سبب پہلے اس سے کہ باپ کی طرف سے اثر کم لطفی ظہور مین آئے گوشہ نشینی کا ارادہ کیا کمر سے تلوار کھولکر گوشہ نشین ہوا اُسکی جاگیر ضبط ہو کر خالصہ مین آئی اور دکن کی صوبہ داری خاندوران خان کو مرحمت ہوئی اسکا اضافہ منصب ہوا ۔ وہ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور پنج ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ ہوا ۔

بادشاہزادہ مراد بخش اپنے تعلقہ کو رخصت ہوا ۔

سنگرام گونڈ زمیندار قلعہ کنور مرگیا وہ بادشاہ کا مطیع تھا اسکے غلام مارو گونڈ کو اس قلعہ کی حراست سپرد تھی اس نے اسکے بیٹے بھوپت کو بادشاہ کی فرمان پذیری اور معاملات مرزبانی سے محروم کرکے سارا اختیار اپنے ہاتھ مین لے لیا اور کچھ خرچ اسکے گذارہ کے لئے مقرر کردیا اور بادشاہ کی فرمان برداری اور مالگذاری کا طریقہ چھوڑا ۔ اسکے پاس کے زمینداروں نے بھی ادای مال واجب مین تعلل کیا تو خاندوران نصرت جنگ قلعہ رائسین سے انکی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا جنگل کٹواکر رستہ بنایا ۔ بخوف مکانون مین تھانے بٹھائے ۔ اس سفر مین ۵ کوس کنور پاس پہنچا ۔ پانچ ہزار کے قریب گونڈ پیادے اور سات آٹھ سو تفنگچیون نے سرکشی کی راہ کو روکا ۔ انکو اُس نے پراگندہ کردیا اور نواحی کنور مین برسات بسر کرنے لگے اور قلعہ کے آس پاس کے جنگل کاٹنے کے لئے مخیم ہوا اُس نے ان سرکشون کے مساکن و مواطن کو بنیاد وہین سے اکھیڑ کر پھینک دیا ۔ مارو گونڈ نے جب لشکر شاہی کی صولت دیکھی تو اُس نے بھوپت پسر سنگرام کو نصرت جنگ پاس بھیجا اور خود اطاعت کا اظہار کیا

شاہزادہ اورنگ زیب ... خاندوران نصرت جنگ ...

اسی اثنا رمین معلوم ہوا کہ بعض آدمی چاہتے ہین کہ بھوپت کو بھگا کر قلعہ مین لیجائین
اسلئے نصرت جنگ نے اس جماعت کو مقید کیا اور بھوپت کو نظربند تا رونے قلعہ حوالہ
نہین کیا ۲۱ شعبان کو خان مزبور نے اپنی اقامت گاہ سے کوچ کیا۔ کوہ الکھرہ مین
پہنچا۔ اس پہاڑ کے سوا، قلعہ کنور کا کوئی اور سرکوب تھا جسکو مخالفون نے سنگ و آہک
سے محکم کیا تھا اسکو لے لیا اور اسے منزل بنایا قلعہ ایک پہاڑ پر واقع تھا جسکے دو مرتبے
پست و بلند تھے جنمین سے کسی کو حصار کی ضرورت نہ تھی اور سرا پا ایک سخت سنگ سے کا
بنا ہوا تھا کسی طرف سے اسپر چڑھنے کا رستہ نہ تھا اسکے برج و بارہ کو مار دونے مستحکم
کیا تھا اسکی تسخیر نیروے آویزہ و بازوے ستیز سے میسر نہین ہوسکتی تھی۔ اکبر آباد سے
خاندوران نصرت جنگ نے دو توپین کلان منگائین ان توپون نے قلعہ مین ایک
آفت مچائی برج و بارے اُڑائے اور تالاب پانی سے خالی ہوئے۔ اواخر محرم
سنہ ۔ مین مارو گوند خاندوران بہادر نصرت جنگ پاس پناہ لینے آیا خان نے
قلعہ لے لیا اور اپنے بھائی محمد صالح کو پانچ سو سوار اور سات سو پیادون کے ساتھ
محافظ اسکا مقرر کیا اور واقعہ کو عرضداشت مین بادشاہ کو لکھا۔

امر سنگہ دو مہینے تک تپ محرق مین مبتلا رہا پھر صحت پاکر دیوان کے مجرے
کے لئے آخر روز مین آیا۔ وہ صلابت خان سے اس سبب سے عداوت رکھتا تھا
کہ باوجودیکہ وہ برادر کلان تھا اسکو ریاست نہ ملی اسکے چھوٹے بھائی راو جسونت سنگہ
کو ریاست ملی مغرب کی نماز کے بعد بادشاہ ایک فرمان اپنے دستخط خاص سے
لکھ رہا تھا کہ امر سنگہ نے جلدی سے جاکر صلابت خان کے سینہ مین ایک جمدھر مارا
کہ قبضہ تک اندر گھس گیا صلابت خان نے آہ بھی نہ کی۔ جان بجان آفرین کو
سپرد کی۔ خلیل اللہ خان و ارجن ولد راجہ بیٹھل داس جو نزدیک تھے وہ امر سنگہ
پر حملہ آور ہوئے۔ امر سنگہ نے انکا مقابلہ کیا۔ اِدھر اُدھر سے گرز بردارون نے
پہنچکر اسکا کام تمام کیا۔ ارجن وغیرہ چند نفر زخمی ہوئے بعد اس حادثہ کے

امرسنگھ کی لاش کو میر خان میر توزک و تلوک چند اوٹھا کر باہر لائے اور اسکے نوکرون کو بلایا کہ اسکو گھر لیجا کر مراسم ناگزیر کی تقدیم کرین تو اسکے پندرہ خدمت گار اور شمشیر و جمدھر لیکر میر خان و تلوک چند پر دوڑے اور جو اُنکے مقابل مین آیا اُسی سے لڑے۔ تلوک چند مع چند گرز برداروں اور پانچ چار روشناس منصبدارون کے قتل ہوا اور میر خان مع ایک جماعت کے زخمی ہوا۔ کہتے ہین کہ جبتک امرسنگھ کے نوکر قتل نہ ہوئے دربار کے اندر اور باہر ایک قیامت برپا رہی جب اس ہنگامہ کی صدا بلند ہوئی تو بعض راجپوت نوکرات کو بھاگ گئے۔ ابھی صبح نہ ہوئی تھی کہ امرسنگھ کے بہت سے ہوا خواہ نوکرون نے ارجن کے گھر کو گھیر لیا اور دار و گیر کا آوازہ بلند کیا یہانتک نوبت آئی کہ بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ سپاہ پہنچنے سے فساد اور زیادہ ہوگا ایک دو راجپوت مصلحت کار کو اس جماعت پاس بھیجکر پیغام نصیحت آمیز دیا کہ امرسنگھ اور جماعت جو فساد کی مرتکب تھی اپنی سزا کو پہنچے۔ تم بے تقصیر ہو کسواسطے تیر و سنان کے طعمے بنتے ہو۔ ان بہادر نمکخوارون نے یہ نتیجہ سمجھکر کہ پاس نمکخواری کے عالم مین آقا کے واقعہ کے بعد جنگ سے سر ادا کرنی خالی آزرم پرستون کے طریقے سے نہین ہے۔ زبان شمشیر و جمدھر سے جواب دیا اور کارزار پر نوبت آئی۔ سید خان جہان و رشید خان انصاری اور سید عبد الرسول بارھہ مع توپ خانہ کے گئے اور جنگ و جدال کے نائرہ نے اشتعال پایا۔ سید عبد الرسول بارھہ نوجوان کشتہ ہوا اور اور بادشاہی آدمی کام آئے۔ سید غلام محمد نے باوجود زخمی ہونے کے شام کے وقت مخالفون کو مار کر کام کو ختم کیا۔ بادشاہ نے زخمیون کو اور مردون کی اولاد کو بڑے انعام دیئے

سوانح سال ہیجدہم جلوس سنہ ۱۰۵۴

جلوس کا اٹھارھوان سال غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۵۴ سے شروع ہوا۔

ہر سال کے موافق خاص و عام کے فیض کا سرمایہ ہوا۔ داراشکوہ کے بیٹا پیدا ہوا
سپہر شکوہ اسکا نام ہوا۔ دو لاکھ روپیہ رونمائی مین دیا گیا۔ خان دوران کو مہمات
ضروری کے سبب سے طلب کیا۔ راجہ جیسنگہ کو حکم بھیجا کہ خاندوران کی مراجعت تک
وطن سے دکن مین جاکر وہان کے بندوبست سے خبردار رہے پادشاہ سے
عرض ہوا تھا کہ نذر محمد خان نے اپنے بھائی امام قلیخان پر ایسا ظلم کیا کہ وہ کمال
پریشانی و بےسامانی کے ساتھ بیت اللہ کو چلا گیا۔ پادشاہ نے مدد خرچ کے لئے
اسکے پاس ایک لاکھ روپیہ روانہ کیا مگر اس روپیہ کے پہنچنے سے پہلے امام قلیخان
مدینہ منورہ مین مرگیا ان لاکھ روپیون مین سے تیس ہزار روپیہ قیمت کا ایک
مروارید امرودی جسکا وزن ۳۲ رتی تھا مع گھوڑون کے پادشاہ کے لئے آیا
اس موتی کی قیمت جوہریون نے بچاس ہزار روپیے لگائے اور پادشاہ سے عرض
کیا کہ اس ساخت کا موتی بچاس ہزار روپیہ کو بھی ملنا دشوار ہے۔ سیاہہ دفتر سے
معلوم ہوتا ہے کہ ایسا موتی کسی بادشاہ کی سرکار مین نہین آیا۔ پادشاہ نے
اسکو اپنے سرپیچ مین داخل کیا سرپیچ بارہ لاکھ کا تھا ۱۲ رتی اور چوبیس دانہ
مروارید کے قیمتی ۸ لاکھ روپیے کے لگے ہوئے تھے۔ بعد ازان مروارید مذکور کو تسبیح
خاص کا امام بنایا اور آخر دم تک اسکو اپنے پاس رکھا۔ پادشاہ کے جواہرخانہ کا حال
یہ ہے کہ جس روز وہ تخت پر بیٹھا تھا۔ جواہرخانہ مین دس کروڑ روپیہ کے جواہر مرصع
آلات موجود تھے انہین سے سال حال تک دو کروڑ روپیہ کے جواہر انعام اور ارمغان
کے خرچ مین آئے اور پچاس لاکھ روپیہ کے جواہر مجرون و صدقون و نثار مین روز
وزن و جشن مین صرف ہوئے پانچ کروڑ روپیے جواہر جواہرخانہ انعام مین اور
باقی توشک خانہ مین پوشاک خاص مین موجود تھے منجملہ انکے دو تسبیحین ہین جن مین
۱۲۵ دانے مروارید کے ہین اور ۷۷ دانے یاقوت رنگین کے ان دونو تسبیحون کی
قیمت بیس لاکھ روپیہ ہے اور ہر دانہ مروارید کا وزن تیئس رتی۔

سنہ ۱۰۵۵ ہجری

پادشاہ نے اول جشن بیگم صاحبہ کی اثر صحت کا اور دوسرا جشن امید حیات کا کیا تھا جنمین ۲۰ لاکھ روپیہ خرچ کیا تھا اور تیسری دفعہ غسل صحت کا جشن ہوا۔ غسل کے بعد ہزار اشرفی اور پانچ ہزار روپیہ مستحقون کو دیا گیا عارف چیلہ جسکا مرہم مفید ہوا تھا نقرہ سے تولا گیا خلعت اور گھوڑا انعام دیا گیا جب بیگم صاحبہ باپ پاس تسلیم کو آئی مین تو پادشاہ نے خود بیگم کے سر پر سے نثار کیا اور اور شاہزادون اور بیگمون نے سونے کے پھول اور جواہر نثار کئے اور پادشاہ نے بیگم کے ہاتھ مین ایک پہنچی اکیسو تیس موتی کے دانون کی باندھی اور دوسرے روز ایک گوشوارہ عنایت کیا کہ جسمین دو گوہر آبدار اور دو الماس ایک لاکھ روپئے کی قیمت کے تھے۔ ایک ہفتہ تک جشن رہا اور گیارہ لاکھ روپیہ محصول بندر سورت جو بیگم کی جاگیر مین مقرر تھا انعام مین مرحمت کیا۔ اس جشن مین جو کچھ پادشاہ اور پادشاہزادون اور امرا نے صرف کیا اور سوا اسکے جو حکماء کو انعام دیا گیا اور مکہ مدینہ کو اور اطراف مین بھیجا گیا۔ میں لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ حکیم داؤد کو بیگم کے معالجے کے صلہ مین ایک مہر و ایک روپیہ ہر ایک وزن مین پانچ سو تولہ مع خلعت و منصب دو ہزاری دو صد سوار و اسپ و فیل ملا۔ حکیم مومنا کو جسکو تیس ہزار روپیہ سالیانہ ملتا تھا۔ منصب دو ہزاری دو صد سوار دو اسپ و فیل اور تمام فقرا و امرا و حکما و ارباب طرب فیض یاب ہوئے چار لاکھ روپیہ شریف مکہ کے لئے اور ایک لاکھ روپیہ حرمین کے مستحقون کے لئے۔ جو بیگم کی بقا کے لئے نذر کئے گئے تھے وہ احمد سعید کی ہمراہ روانہ کئے گئے اور شہر دیار کے ہنرمندون نے چراغون کی روشنی کی و آتشبازی کی سیر دکھائی۔

بیگم صاحبہ کے کہنے سے پادشاہ نے اورنگ زیب کا قصور معاف کیا اور منصب پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار عنایت کیا۔ بدستور سابق جاگیر بحال فرمائی اور عنایتون سے سرفراز کیا۔

علی مردان خان کا کابل سے تردی علی قطغان کی تنبیہ کے لئے بھیجنا اور اسکو مغلوب کرنا۔

نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان نے کہمرد اور اُسکے مضافات کو بے سبب نیول پلنگتوش
سے نکال کر سبحان قلی اپنے بیٹے کو دیدیے اسکے اتالیق تردی علیخان قطغان کو اسکی
ضبط و حکومت کے لئے مقرر کیا۔ تردی علی نے ہزارجات لواحقات صوبہ کابل پر قبضہ
کو جو کہمرد کی حدود مین ہین غارت کیا اول زمین داور کی بلوچون پر تاخت
کی اور اثنائے مراجعت مین الوس ہزارہ سکاباکو جو دریاے ہیرمند کے کنارہ پر اقامت
رکھتے ہین تاراج کیا اور بامیان سے بیس کروہ پر مقیم ہوا کہ قابو پاکر تاخت و تاراج کرے
اور وہ ابھی اس عزیمت سے اسلئے باز رہا کہ اُس نے سُنا کہ علی مردان خان کابل
سے پشاور کو جاتا ہے۔ خان مذکور کو جب اسکی خبر ہوئی تو اُس نے ۱۲ شعبان کو
اپنا لشکر اسکی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ یہ لشکر ۲۶ شعبان کو معسکر اوزبکیہ مین آیا۔ تردی علی
نے بعد از تلاش و پرخاش بے اختیار ہو کر بے زین گھوڑے پر سوار ہوا اور فرار اختیار
کیا اسکے ہمراہیون مین سے ایک سو ساٹھ آدمی قتل ہوئے اور اسکے آدمی رشتہ دار
محبوس ہوئے اسکی بیوی مع اسباب کے گرفتار ہوئی اور بہت گھوڑے اور اونٹ
و گوسفند غنیمت مین ہاتھ لگے اور لشکر شاہی کابل مین آیا۔

پادشاہ کا لاہور جانا اور یہان سے کشمیر جانا۔

۱۴ ذی القعدہ کو پادشاہ اکبرآباد سے لاہور کو کشمیر کی سیر و شکار کے ارادہ
سے روانہ ہوا۔ ۲۰ کو فتحپور مین شیخ سلیم چشتی کے روضہ کی زیارت کی۔ پادشاہ کا ارادہ
تھا کہ بیگم صاحب کی صحت کے بعد اجمیر کی زیارت کو جاے لیکن اس سفر سے
بیگم صاحب کے زخم پھر ہرے ہو گئے۔ پادشاہ نے اس خوف سے کہ کہین حرارت
ہوا کی شدت سے آنکس نہ ہو اور زخمون مین جوش نہ پیدا ہو۔ اجمیر کا
قصد موقوف کیا اور جمنا کی طرف توجہ کی کہ کشتی مین منزلین آسایش سے طے
ہوں اور بیگم صاحبہ کو حرکت و حرارت سے آزار نہ ہو چار کوچ مین پادشاہ
متھرا مین آیا محمد علی فوجدار نے عرض کیا کہ ہامون فقیر بے نوا ہے اُس کے
پاس ایسے زخمون کے واسطے مرہم اکسیر ہے۔ پادشاہ نے اُسے بلوایا۔

اسکے مرہم لگاتے ہی آرام ہونا شروع ہوا۔ سات روز مین زخمون کا نشان باقی نہ رہا۔ ہامون کو اسکے ہموزن روپیہ اور وطن مین ایک گاؤن آل تمغا مرحمت ہوا اور اسکی بیوی کے واسطے زیور۔ اور شاہزادون نے اسکو اتنا انعام دیا کہ تا زندگی اسکو محتاجی نہین ہوگی۔ اگرچہ مسلمان ہندو فرنگی جراحون نے علاج کیا مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ عارف و ہامون دو گمنام آدمیون کے مرہم سے آرام ہوا۔ جس سے انکا نام تاریخ مین درج ہوا۔

علیمردان خان کا حاضر ہونا

بادشاہ سفر کرتا اوائل صفر مین لاہور پہنچا اور ۶ صفر کو کشمیر کو کوچ کیا بادشاہ کی خدمت مین کابل سے امیر الامرا علیمردان خان آیا تھا۔ بادشاہ نے بدخشان کی تسخیر کے لئے اسکو بعض مقدمات تلقین کئے اور مقرر کیا کہ اس سال مین باقتضاء وقت بدخشان کی مضافات مین سے جسقدر ہو سکے مسخر کرے۔ سال آیندہ مین بادشاہ خود کابل جائیگا اور کسی شاہزادہ کو لشکر اور سامان کے ساتھ بدخشان و بلخ کی تسخیر کے لیئے مقرر کریگا۔ اصالت خان میر بخشی بھی منصبدارون اور احدیون کے ساتھ کابل روانہ ہوا کہ امیر الامرا کی صواب دید سے مہم مذکور کے انجام دینے مین کوشش کرے اور اویماقات چغتا اور اوراوسات سے حوالی کابل مین و نیز بدخشان مین متوطن ہین کارطلب جوانون کو جمع کرے جسکو منصب کے سزاوار جانے امیر الامرا سے اس کے لئے منصب تجویز کرائے باقی کو احدی بندوقچیون مین ملازم کرے اور آپس مین استصواب کرکے کابل سے جو رستے بدخشان کو جاتے ہین ایسی راہ کہ لشکر آسانی سے اس سے گذر سکے پسند کرکے ایک جماعت کو مقرر کرے وہ تنگ جاؤن کو وسیع و ہموار کرے اور پلون کے بنانے مین سعی کرے امیر الامرا پاس حکم بھیجا کہ اگر اس سال وہ بدخشان پر لشکر کشی کرے تو اس کو لکھ بھیجے کہ صوبہ پنجاب کی تعیناتی اور بہادر خان اسکی کمک کو بھیج جاوین۔

لاہور کا واقعہ بادشاہ نے یہ سنا کہ خان دوران کو ہر جا دی الاولی کو

آخر شب مین کہ وہ حالت خواب مین تھا ایک کشمیری برہمن بچہ نے جسکو خان موصوف نے مسلمان
کیا تھا اور اسکے خدمتگارون مین تھا ایک جمدھر اوسکے پیٹ مین مارا اور یہ لڑکا بھی مارا
گیا خان کے ایسے ہوش وحواس دن بھر برقرار رہے کہ نقود واجناس اور اسباب
جہان جہان تھا آپس مین سے اپنے لڑکے لڑکیون کا حصہ مقرر کیا اور اپنے ہاتھ سے
وصیت نامہ لکھا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ مجھ پرانے نوکر نے جو حضور کی خدمتگاری
سے مال جمع کیا ہے موافق وصیت کے ہر ایک کو مرحمت ہوا اور باقی مال سرکار والا
مین داخل ہو اور رات کو دنیا سے سفر کیا اگرچہ خان دوران کے ساتھ اس مرتبہ پہنچنت
ناہموار تھا کہ آخر مظلومون کی تیر آہ نے اسکا کام تمام کیا مگر خلوص اخلاص ورسوخ
اعتقاد اور صاحب پرستی کی فزونی وسرداری لشکر ومعرکہ آرائی وقلعہ کشائی
کی مہارت مین بے عدیل تھا اور خدمت گذاری کے سبب سے منصب ہفت ہزاری
وہفت ہزار سوار اور چھ ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ پر پہنچا تھا اور تیس ہزار روپیہ
سالانہ پاتا تھا اور چار صوبون کے نظم سے سرافراز ہوا تھا۔ بادشاہ کو اسکے
مرنے کا بڑا افسوس ہوا اور اسکی اولاد کو مال ومنصب وصیت کے موافق عطا
کیا اور ساٹھ لاکھ روپیہ نقد اسکی وصیت کے موافق سرکار شاہی مین داخل ہوا۔
اسکے بیٹے سید محمد وسید محمود کو منصب ہزاری ذات وہزار سوار کا اضافہ ملا۔
اور اسکے چھوٹے بیٹے عبد النبی کو کہ بارہ برس کا تھا منصب پانصدی دوسو سوار کا ملا۔
بادشاہ کشمیر مین ہر روز اور ہر ہفتہ کسی باغ اور کسی مکان مین کہ مرغوب
طبع ہوتا تشریف لے جاتا تھا۔ صفا پور جو بادشاہ بیگم کی تیول مین مقرر تھا
اور اسم بامسمی تھا بیگم صاحبہ نے بادشاہ کی ضیافت کی اور روشنی کی اور
اپنا نقد وجواہر بادشاہ کی پیشکش مین دیا۔

واقعات سال نوزدہم جلوس سنہ ١٠٥٥ ١٦٤٥

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۵ھ کو کشمیر کے باغون و گلشنون مین جشن سال نوزدہم ہوا
اسلام خان دکن کا صوبہ دار مقرر ہو کر رخصت ہوا اور اسکا اضافہ شش ہزاری
پنجہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ پر ہوا۔ سعد اللہ خان نے اپنی رسوخیت باطنی
اور استعداد ظاہری ایسی بادشاہ کے دل نشین کی کہ اُس نے اسلام خان کا عہدہ
وزارت کل کا اسکو دیا اور ہزار پانصدی سوار کا اصل منصب پر اضافہ کرکے اُس کو
پنجہزاری پانصد سوار بنایا۔ امیر الامراء علی مردان خان پاس اصالت خان کابل
مین آیا لشکر اور آذوقہ کی گرد آوری مین مصروف ہوا اور امراء کو راہون کے صاف
کرنے مین مصروف کیا اور امراء بھی کابل مین پے ہم آتے رہے۔

سلخ ربیع الثانی سال گزشتہ مین خلیل خان تھانہ دار غوربند نے امیر الامراء پاس
آنکر گذارش کی کہ ایسا سنا گیا ہے کہ ان دنون مین تردی علی قطغان و حاجیان
کھمرد و سبحان قلیخان پسر نذر محمد خان کے ساتھ بہرام خان اور محمد بیگ کی
کمک کو گئے ہوئے ہین جو عبدالعزیز خان کی طرف سے حصار شادمان کی تسخیر کو آئے
تھے۔ قلعہ مین تھوڑے آدمی ہین اگر لشکر میری ہمراہ کیا جائے تو مین کھمرد کو آسانی
سے جلد فتح کر لونگا امیر الامراء نے اطراف ضحاک مین غلہ اور کاہ کی کمی کے سبب سے
بہت لشکر بھیجنا مناسب نہ جانا ہزار سوار منصبداروں کے اور ہزار سوار احدی
صوبہ کابل کے اسحاق بیگ بخشی صوبہ کے ساتھ اور اپنے تابینیون مین ایک ہزار
سوار اپنے غلام فرہاد کے ساتھ خلیل اللہ کے ہمراہ بھیجے کہ قلعہ کھمرد کو فتح کرین اور
یہ قرار دیا کہ ضحاک مین جا کر خبر مذکور کی جھوٹ و سچ کی تحقیق ہو اگر سچ ہو تو قلعہ
کی تسخیر مین مصروف ہون ورنہ یہان توقف کرکے اطراف کھمرد کو تاخت و تاراج
کرین ضحاک مین خلیل بیگ کو تحقیق معلوم ہوا کہ خبر سچ تھی تو وہ قلعہ کی فتح مین مشغول
ہوا۔ حصار مین جو تھوڑے سے آدمی تھے اس مین ہزار لشکر کے پہنچنے پر انہون نے
ہزیمت کو غنیمت گنا اور بھاگ گئے۔ قلعہ کھمرد بغیر اسکے کہ میان سے تلوار نکلے۔ اور

واقعات کھمرد اور اصالت خان کی تاخت اور ورود افواج —

کمان سے تیر چھوٹنے لشکر شاہی کو ہاتھ آیا۔ خلیل خان اور اسکے ہمراہی کار دیدہ اور بیکار
ورزیدہ نہ تھے وہ یہ سمجھے کہ اقوام اوزبکیہ سراسیمہ ہوئے ہین اور نذر محمد خان بیٹون
اور نوکرون کے ہاتھ سے درماندہ ہو رہا ہے ایسے غرور مین آئے کہ قلعہ کو جیسا چاہیے
مستحکم نہین کیا نہ توقف کیا۔ سرمست نبیرہ مبارز خان اور دولت اور چند اسکے خویشون
کو سیکل افغان تپچی سوارون کے ساتھ قلعہ مین چھوڑا اور خود ضحاک کو چلے گئے کہ وہان آئی وقت
اور قلعہ داری کی ضروری چیزون کو سرانجام کرکے روانہ کرین۔ امیر الامرا نے بلخ
جانے کو کومکی امیرون کے آنے تک موقوف رکھا اور اصالت خان کو بھیجا کہ غوربند
کی طرف آن کر نواحی کابل مین فروکش ہو۔ اگر کسی وقت کھمرد کی طرف اوزبکیہ آئین
تو وہ غوربند اور ضحاک کی طرف جاکر اور خلیل بیگ اور اسحاق بیگ کو ہمراہ لیکر اوزبکون
کی گوشمالی کرے اور نہین میرے آنے تک اس نواحی مین ٹھیرا رہے —
۱۹ جمادی الاولی کو اصالت خان کابل سے روانہ ہوا۔ ۲۶ جمادی الثانیہ کو
امیر الامرا اس اندیشہ سے کہ لشکر جو اسکی کمک کے لئے مقرر ہوئے ہین دیر مین
آئینگے اور انکے انتظار سے ہاتھ سے قابو جاتا رہیگا صوبہ کے تعیناتیون اور
اپنے تابینیون کے ساتھ بدخشان کی تسخیر کے ارادہ سے کابل سے چل کر اصالت خان
سے ملا۔ دو منزل چلا تھا کہ خلیل بیگ اور اسحاق بیگ کا نوشتہ ضحاک سے آیا کہ سو سوار احدی
اور ساٹھ افغان سرمست کے آدمیون مین سے دولت کی ہمراہ قلعہ کی کچھ ضروری چیزین
لئے جاتے تھے اور بامیان سے تین کروہ چلے تھے کہ دوربینی اور حزم گزینی کو چھوڑ کر
خاطر جمعی سے غافل سو رہے ناگاہ آخر شب مین چار سو اوزبک سوار ان پر حملہ آور ہوئے
طرفین مین کچھ آدمی مقتول کچھ مجروح ہوئے لشکر ضحاک اس واقعہ کو سنکر ادھر
دوڑا۔ اوزبک جب بھاگتے ہین تو انکی گرد کو ہوا بھی نہین پہنچ سکتی لشکر ضحاک کو
انکا پتا نہ لگا وہ ضحاک مین واپس چلے آئے امیر الامرا نے یہ خبر سنکر اصالت خان
کو پانچ چھ ہزار سوارون کے ساتھ اپنے سے پہلے دوڑایا اور خود بھی کوچ بکوچ

غوربند مین سب لشکر کو آگے چلے چار منزل چلکر یہ خبر آئی کہ قلعہ کہمرد کو پھر اوزبکون نے
لے لیا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عبدالرحمن دیوان بیگی اور تردی علی ایک جماعت
اوزبکیہ کو ساتھ لیکر کہمرد پر چڑھے قلعہ نشینون نے بے اسکے کہ کام انپر تنگ ہوا ہا
لیکر بدنامی اور شرمساری کے ساتھ قلعہ سے باہر آئے اوزبکون کے پیمان ایمان
کامل نہین ہوتے۔ الوسات وادیماقات نے انکے اشارہ سے سرراہ ان پر قتل و
نہب کا ہاتھ دراز کیا ایک جماعت کو مقتول اور مجروح کیا۔ سرست اور چند اور آدمی
زخمی ضحاک مین پہنچے۔ اس مقدمہ کے بعد اصالت خان پاس خلیل بیگ گیا اور
گذارش کی کہ مصلحت مقتضی نہین ہے کہ ایسا لشکر گران کوہستان مین آئے
تنگی کے سبب سے ایسا دشوار گذار ہے کہ اکثر جگہون مین ایک اونٹ سے یا
ایک سوار سے زیادہ نہین گذر سکتے ضحاک سے کہمرد تک آذوقہ اور کاہ نہین ہی اوسکو
ساتھ لینا چاہیئے جبتک تھانہ جابجا نہ بٹھائین غلہ کا اور آدمیون کا آنا لشکر
مین نہین ہو سکتا۔ نذر محمد خان نے ساری سپاہ بلخ سے کہمرد مین اس سبب سے
بھیجدی ہے کہ وہ بلخ کے قریب ہے اب اگر راہ کی محافظت مین ہر تھانہ مین جمعیت
کم رکھی جائیگی تو فائدہ مترتب نہین ہوگا اور بہت رکھی جائیگی تو لشکر سے بہت آدمیون
کا جدا کرنا مناسب نہ ہوگا۔ اصالت خان نے امیر الامرا پاس آنکر ان معقول مقدمات
کو عرض کیا تو صلاح یہی ٹھیری کہ ہم لشکر عظیم کے ساتھ کابل سے آئے مین
کہمرد کی تسخیر کو اور وقت پر رکھین اور بدخشان کی فتح کے لیے چلین اور یہ قرار دیا
کہ پنجشیر کی راہ سے بدخشان روانہ ہون اس درمیان مین امیر الامرا کی کومک کو
بہادر خان اور کچھ اور امرا ہ گئے جسوقت لشکر شاہی کا مرکز موضع چکھار ہوا۔
دولت بیگ تھانہ دار پنجشیر آیا اور اس نے عرض کیا کہ یہ راہ بڑی دشوار گذار ہے
اسکی تنگیون اور گھاٹیون سے اس سپاہ گران کا گذر سرحد بدخشان تک نہایت
مشکل ہے صرف اونٹ جسپر بوجھ ہلکا لدا ہو جا سکتا ہے۔ آب پنجشیر سے

گیارہ جگہ ایسی ہین کہ بغیر پل باندھنے کے وہان سے گذرنا متعذر ہے اور آنے جانے
مین آذوقہ ساتھ لیکر چلنا پڑیگا وہان نہین ملیگا کوہسار اور راہ ناہموار کے طی کرنے سے
سپاہ کے گھوڑے نکمے ہو جائینگے۔ برف پڑنے کے دن قریب ہین اور جاڑا سخت آنے کو
ہے اسلئے یہ موسم لشکرکشی کے لیئے مناسب نہین ہی۔ اسلیئے دولتخواہون نے جمع ہوکر عرض
کیا کہ اگر اس وقت تمام لشکر اس راہ سے ملک بدخشان کو جائیگا تو غلہ و کاہ کی قلت
سے اور راہ کی سختی سے اکثر دواب بیکار ہو جائینگے اور اس قدر وقت نہین رہا
کہ جو کام کرنا چاہیئے وہ ہوسکے جب کابل سے ہم آئے تھے کہمرد کی طرف متوجہ نہ
ہوکے سیدھے بدخشان کو جاتے تو نقش مراد حسب آرزو صورت پکڑتا اب مصلحت یہ
ہے کہ ایسی جماعت منتخب کی جائے کہ اسکے گھوڑے تازہ زور ہون اسکو کسی کار طلب
سردار کے ساتھ بھیجنا چاہیئے کہ وہ سبکبار ہو کر اور چند روز کا آذوقہ اپنی گھوڑون پر
رکھکر بدخشان کی سرحد پر ایوارہ و شبگیر مین آئے کہ وہ مداخل و مخارج و مضائق راہ
پر آگاہ ہوا اور غنیم اور ملک کی حقیقت پر اطلاع حاصل کرے اور وہان کی لوگون
مین جو دولتخواہی اختیار کرین انکو کابل مین راہی کرے اور جو مخالفت سے پیش
آئے اسکو قتل و غارت کرکے تنبیہ کرے اس رای صائب کے موافق امیرالامرا
نے دس ہزار سوارون کی تراپ اصالت خان کی سرکردگی مین روانہ کیئے
یہ لشکر آٹھ روز کا آذوقہ اپنے ساتھ لیکر بہت جلد ہندوکوہ کی راہ سے روانہ
ہوا اور منزل بمنزل چلکر کلنار مین آیا لشکر کو اس سفر مین گھوڑے اونٹ و گاو و گوسفند
غنیمت مین ہاتھ آئے اُس نے احتشام علی دانشمندی و ایلانچی و کورکی و دیگر
خواجہ زادہاے اسماعیل اتائی و محمود دہی و قاسم بیگ میر ہزارہ کو مدارات
ساتھ ہمراہ لیکر مراجعت کی بادشاہ کو امیرالامرا کی عرض سے جب ان
وقائع کی خبر ہوئی تو اسکو یہ بات پسندیدہ نہ ہوئی کہ قلعہ کہمرد کے لینے کو
لشکر کا جانا اور بغیر سر انجام کار چلا آنا۔ اُسنے علی مردان کو منشور لکھا کہ تمکو

چاہیے تھا کہ خود مع تمام لشکر کے بدخشان جاتے اور اسکی تسخیر مین مشغول رہتے۔ اس
وقت نذر محمد خود درماندہ ہو رہا تھا بدخشان آسانی سے فتح ہو جاتا اور یہ
بھی حکم بھیجا کہ امیر الامرا اور راہ طول کے بنانے کے لئے جسکا بہتر نشان دیا گیا تھا
سنگ تراش و درودگر و بیلدار وغیرہ جسقدر درکار ہون بھیجدے اور دوسرے
امیرون کو حکم بھیجا گیا کہ وہ فلان فلان مقامات مین رہین ۔
راجہ جگت سنگھ نے بادشاہ سے عرض کیا تھا کہ کمترین کی آرزو یہ ہے
کہ راہ طول سے جو سب سے بہتر بدخشان کی راہ ہے جاکر خوست و سراب و
اندراب کی تسخیر مین مشغول ہو اور اس سرزمین کے الوسات و اویماقات کو
اطاعت مین لائے اور اگر وہ فرمان پذیری سے سرتابی کرین تو انکی مالش کرے
اس سبب سے اس نے اپنے وطن سے بہت سوارون کی جمعیت بلائی تھی وہ اسکا
بھی امیدوار تھا کہ اسکے منصب کے ضابطہ سے زیادہ جمعیت اس پاس جمع ہو گئی
ہے اسکا علوفہ دیا جاے۔ بادشاہ نے اسکی ملتمس حسب الالتماس امیر الامرا منظور کی
پندرہ سو سوارون اور دو ہزار پیادون کی تنخواہ خزانہ کابل پر مقرر ہو گئی یہ
سوار اور پیادہ اس پاس زیادہ جمع ہو گئے تھے۔ راجہ اپنا سامان درست کرکے
پانچوین رمضان ۱۰۵۵ھ کو امیر الامرا سے رخصت ہوا۔ کتل طول سے گذر کر اپنی ہمراہ
لشکر کے دو جوق بنائے ایک کو اپنے بیٹے بہاؤ سنگھ کے ساتھ برسم منقلا بھیجا اور
دوسرے کو اپنے ساتھ لیکر خوست کی تاخت و تاراج کے لئے روانہ ہوا۔ خوست
کے کدخدا اور زمین دار گروہون کے کلانتر اسکے استقبال کو آئے اور اطاعت کا اظہار
کیا اور عرض کیا کہ اگر ان حدود مین کوئی حصار استوار بنایا جاے اور بادشاہ کا
کوئی سردار یہان اقامت استقلال کے ساتھ کرے تو ہم سے خدمت گذاری
اور جان سپاری کے سوا کچھ اور ظہور مین نہ آئیگا اور اگر آئی تو ہمارے غارت و
نہیب کی گنجایش ہے راجہ کا مطلب یہی تھا کہ ان حدود کو ضبط کرے اور

اور جگت سنگھ کو سر اندراب کی عملداری دی جاوے اور وہان قلعہ بنانا اور اندراب سے آگے ۔

اوران گروہون کو مطیع اُس نے یہین ڈیرے ڈال دئیے اور انکو بادشاہی عنایت کا
امیدوار کیا اور قلعہ کے بنانے کے لئیے مکان کے واسطے پوچھا انہون نے اندراب
اور سراب کے وسط مین ایک مقام بتایا۔ سراب و اندراب مین راجہ گیا۔
وہان کے ارباب کی اطاعت کا نقش راجہ کے دل مین جما۔ راجہ سمجھا کہ اگر حصار
خشت و سنگ کا بنایا جائیگا تو اُسکے واسطے فرصت اور وقت چاہئیے۔ اون پہاڑون
مین جو پہاڑ کلان بہت بہم پہنچ سکتی ہین اور رود دیگر جلد دست ہمراہ ہین اور مصالح
جو مطلوب ہوگا وہ زمیندار موجود کرینگے اس لئی اُس نے قلعہ چوبین بنانے کا جسمین
برج گل و سنگ کے ہون قصد کیا اوّل خود شریک کار ہوا تو راجہ کی رفاقت مین
سارا لشکر کدال اور تیشہ ہاتھ مین لے کر نجار و گل کار کے ساتھ شریک ہوا جو قلعہ ایک
سال مین تیار ہوتا وہ ایک ماہ مین تیار ہو گیا اسمین دو بڑے کنوئین کھودے۔
اس اثنا مین نذر محمد خان نے کفش قلماق اور ایک جماعت اوزبکون کو راجہ سے
لڑنے کے لئے بھیجا۔ کفش قلماق نے یہان آنکر اپنی سپاہ کی اور انکے پیچھے دو فوجین
سوارون کی اور ایک فوج پیادون کی بنائی جب راجہ کو اسکی خبر ہوئی تو وہ
قلعہ سے نکلا اور اُس نے اپنی سپاہ کی تین فوجین بنائین۔ دهنه دره کے دو
اطراف محکم کئیے جنمین غنیم داخل ہو سکتا تھا غرض راہ مین اس طرح بڑی بڑی چوبین
کھڑی کین کہ مشکل سے سوار کا گذر ہو سکتا تھا اور اسکے پیچھے تفنگچی اور تیر انداز سپاہ
کھڑے کئے اور ایک طرف خود اور دوسری طرف اسکا بیٹا بھاؤ سنگھ لڑنے کے
لئے آمادہ ہوئے۔ اوزبکون نے تین طرف سے لڑنا شروع کیا مگر ہندوستانی
سپاہ کے آگے وہ نہ ٹھیر سکے۔ ہزارہ کے پیادون سے بادشاہی لشکر نے قلعہ کا کوب
لے لیا اوزبک اس جگہ کھڑے ہوئے کہ بندوق کی گولی ان تک نہین پہنچ سکتی تھی
راجہ نے اپنی کل سپاہ سے انپر حملہ کیا طرفین سے آدمی مجروح و مقتول ہوئی اوزبک
بھاگ کر اپنے مقامون مین چلے گئے۔ راجہ کے ہمراہیون امرا نے اوسکے میدان جنگ کی

ہمراہ سرب اور باروت بھیجی تین چار ہزار سوار ذوالقدر خان و علی بیگ اسحاق
و فریدون غلام کی ہمراہ کمک بھیجی۔ ۲۳ رمضان کو رات کے وقت دو ہزار سوار
اوزبک و پیادہ ہائے ہزارہ بسرکردگی کفش قلماق کے لشکر شاہی پر جو دھنہ در
کی پاسبانی کرتے تھے حملہ آور ہوئے۔ اس مرتبہ بھی اوزبکیہ بڑی خواری سے فرار
ہوئے۔ راجہ نے قلعہ چوبین کو استوار کیا اور آذوقہ اور قلعہ داری سے خاطر جمع کر کے
وہاں کی حفاظت کے لئے اپنے معتمد راجپوت و پانچ سو تفنگچی و چار سو چوب پا متعین کئے
اور ۲۵ رمضان کو کتل پرندہ کی راہ سے پنجشیر کی طرف مراجعت کی۔ اثنائے راہ نو
مین برف دبا دو دمہ سے بہت گھوڑے اور آدمی ہلاک ہوئے اور برف کی کثرت سے
لشکر کتل سے نہین گذر سکا۔ رات بڑی مصیبت سے کاٹی صبح کو وہان جہان لشکر
بہت تھین منزل کی راجہ کی مدد کو فریدون آگیا اوزبکون نے یہ سنکر کہ راہ بند
اور راجہ الٹا جاتا ہے ہجوم کیا اور ایک سخت لڑائی لڑی۔ اوزبکون سے زیادہ
راجپوت مارے گئے مگر راجپوتون نے بہادری کرکے اوزبکون کو بھگا دیا۔ اور
دو کروہ انکا تعاقب کیا اوزبک ندامت کے ساتھ سلامت چلے گئے۔ راجہ بھی
حدود پنجشیر مین آگیا۔

اوائل شعبان مین بادشاہ کشمیر سے روانہ ہوا۔ سب جگہ سیر و شکار اور داد و دہش
کرتا ہوا اور برف و باران کی تکلیفین اوٹھاتا ہوا طی منازل کرکے اوسط رمضان
مین لاہور مین داخل ہوا۔

۲۹ شوال ۱۰۵۵ھ کو نور جہان نے جو دو لاکھ روپیہ سالیانہ پاتی تھی اس جہان فانی
سے کوچ کیا کہتے ہین کہ خاوند کے مرنے کے بعد سوائے سفید لباس کے کوئی اور لباس
نہین پہنا۔ مجالس شادی مین وہ اپنے اختیار سے نہین جاتی مگر بہ اکراہ خاطر۔
اس نے اپنی باقی زندگی اپنے رفیق آخرت کے سوگ مین گذاری اس نے لاہور مین
آصف خان کے مقبرہ کے پہلو مین اپنا مقبرہ تیار کرایا تھا اسمین مدفون ہوئی۔

یہ مقبرہ روضہ جہانگیر کے جلوخانہ کے غرب مین روضہ کے دروازہ کے آگے تھا اُس کا گنبد سطح سے بانگار تک مثمن تھا۔ قطر اسکا پندرہ ذراع اضلاع ہشتگانہ مین اندر کی طرف آٹھ نشیمن اور باہر کی طرف آٹھ پیش طاق ہر ایک طول مین سات گز اور عرض مین چار اور ارتفاع مین گیارہ بطرح نیم مثمن اس عمارت کا ازارہ اندر کی طرف سنگ مرمر کا ہے اور باہر کی جانب سنگ ابری کار وہی کار اسکے اکثر سنگ مرمر کی کچھ سنگ ابری اور سنگ زرد اور اور طرح کے پتھرون کی۔ چبوترہ اور صورت قبر مین جو اسکے اوپر ہے انواع الواع کے رنگین پتھرون سے بریہ چین کاری کی ہے اور آیات قرانی اور اسماء الٰہی بطریق بریہ چین کاری کے اسمین منقش ہین۔ عمارت کا فرش طرح طرح کے پتھرون کا ہے جنمین گرہ بندی ہے گنبد کے گرد مثمن چبوترہ ہے جسکا قطر ساٹھ ذراع ہے کہ سراسر سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اسکے جہات اربعہ مین چار حوض ہین جنمین سے ہر ایک کا طول نو ذراع اور عرض ساڑھے سات اور یہ عمارت چار چمن کے وسط مین بنائی گئی ہے جسکا طول عرض سو ذراع تھا اس مقبرہ اور روضہ جہانگیر کی شرقی دیوار مشترک ہے اس مقبرہ کے ضلع غربی مین ایک [illegible] اور اسکے شرق مین ایک عمارت قرینہ مسجد ہے جنوبی سمت مین [illegible] ایک دروازہ ہے یہ تمام عمارت چار سال مین تین لاکھ روپیہ کی لاگت مین تیار ہوئی ہے۔

انہی دنون مین راجہ جگت سنگہ کا مرحلہ عمر ختم ہوا اُس کا بیٹا راج روپ اسکی جگہ مقرر ہوا اور اسکو قلعہ چوبی کی حراست سپرد ہوئی جو اسکے باپ کا بنایا ہوا تھا۔ آخر ذی الحجہ مین بادشاہزادہ مراد بخش پچاس ہزار سوار اور دس ہزار تفنگچی و تیرانداز و باندار پیادون اور بہت توپخانون کے ساتھ بلخ و بدخشان کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوا اور نامدار امراء کارزار دیدہ کار طلب رزم جو کو میمن و یسار کا ہراول مقرر کیا اور علی مردان خان کے ساتھ جو سردار تھے

[illegible]

انکو اور جواب بھیجے انکو بلاکر سات فوجین بنائین اور انکے سات عمدہ سردار بنائی پہلے نجابت خان و مرزا خان و عبد اللہ خان و شیخ فرید و قطب الدین خان کوکہ و ذو القدر خان و ملتفت خان اور ہر ایک کے ساتھ سات امیر نامی تعینات کیے اور سادات رزم جوے بارہ اور نامدار راجپوتون کو ہراول اور سردار مستقل مقرر کیا۔ امرا اور روشناس منصبدار چارسو ستر شمار مین اس لشکر کے ساتھ تھے۔ سات لاکھ روپیہ اور دو ہزار گھوڑے سرکار سے ہمراہ کیے کہ بروقت کام مین آئین اور حکم ہوا کہ ابھی ہوا سرد ہے اور برف کی شدت ہے جانے مین اور راہ مین لشکر کو تصدیع ہوگی۔ امرا کو چاہیئے کہ وہ گکھرون اور حسن ابدال کی ملک مین اور جہان علف زار امرا دیکھین چند روز توقف کرین اور مختلف کوتلون کی راہ سے لشکرون کا گذر ہو۔ جب سارا لشکر کابل مین جمع ہو جاوے قلیچ خان و خلیل اللہ خان اپنی اپنی فوجین لیکر پیش آہنگ ہوکر اول حصار شادمان کو بعد ازان حصن غوربند کو تصرف مین لائین پھر اتفاق بے نفاق سے قندز اور بلاد بدخشان کے فتح کرنے مین مشغول ہون بدخشان کے فتح ہونے کے بعد بلخ کی فتح کی طرف مصروف ہون۔

بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ملک پنجاب مین کمی آب اور افواج کی گرد آوری سے غلہ اس مرتبہ گران ہوگیا ہے کہ آدمی اپنے فرزندون کو بیچتے ہی نہین بلکہ ذبح کرکے کھاتے ہین تو بادشاہ نے حکم دیا کہ دس جگہ لنگرخانے جاری ہون اور ہر ایک لنگرخانے مین دوسو روپیہ روز کی خوراک پختہ و خام تقسیم ہوا اور پچاس ہزار روپیہ بغایت دردمندون کو دیا جاوے۔ جہان جس کسی نے اپنے فرزندون کو بیچا ہے اون کو پیدا کرکے سرکار سے زر ادا کرکے مسلمانون کے فرزندون کو انکے ماں باپون کے پاس بھجوا دین۔

اگرچہ شاہ ایران اور بادشاہ کے درمیان شاہ صفی کی وفات کے وقت سے

رشتہ محبت ٹوٹ گیا تھا۔ لیکن بادشاہ نے جان نثار خان کو نامۂ تہنیت و تعزیت اور ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے جواہر اور پچاس ہزار پارچہ کشمیر و بنگالہ و احمد آباد وغیرہ کل دو لاکھ روپیہ کے شاہ عباس پاس روانہ کئے اور نامہ مین یہ معذرت لکھی کہ یارو فادار علی مردان خان جو اس درگاہ مین آیا اسکا سبب جب دولت و جاہ نہ تھا بلکہ حسد پیشون شرارت سرشت غرض پرستون کی شرارت تھی اور شاہ ایران کو یہ بھی لکھا کہ محمد علی پسر کلان علی مردان خان کو بھیجدیجے جو ابتدا مین حاسدونکی تہمت سے شاہ صفی نے طلب کیا تھا اور اُسنے بھیجدیا تھا۔

۱۸ صفر ۱۰۵۶ کو لاہور سے بادشاہ کابل کو روانہ ہوا جعفر خان کو پنجاب کا صوبہ دار کیا۔ اعظم خان کو جس کا بیٹا التفات خان باپ کی فوج کے ساتھ آگے روانہ ہوا تھا اوسکو بسبب کبر سنی کے کشمیر روانہ کیا۔ بادشاہ نے حسن ابدال مین اگر شاہزادہ مراد کو فرمان بھیجا کہ وہ اپنے لشکر کو ساتھ لیکر کابل کو آگے روانہ ہو اس فرمان آنے پر بادشاہزادہ ۲۶ ربیع الاول ۱۰۵۶ کو امیر الامراء کے ساتھ پشاور سے روانہ ہوا چند منزلین طے کی تہیں کہ راہونکو برف سے پاک صاف کرنے کے لئے اور دشوار گذار گتلون کے ہموار کرنیکے واسطے اور پلون کے باندھنے کے لئے امیر الامرا آگے روانہ ہوا نہم ربیع الثانی ۱۰۵۶ کو بادشاہزادہ کابل میں آیا اور یہان سے چلکر موضع منار مین خیمہ زن ہوا بادشاہ غرہ ربیع الثانی کو آب نیلاب کے پل سے اترا اور پانچوین کو پشاور مین آیا۔ علی مردان خان نے یہان آکے ارک مین ایک مکان بنایا تھا اسمین بادشاہ اترا۔ یہ مکان بطرز ایران بنایا تھا۔ وہ بادشاہ کو پسند نہ آیا۔ مگر پشاور مین اس نے جو چارون طرف بازار مسقف گچ کی اسطرح مثمن بغدادی بنائے تھے اوسکی بادشاہ نے تعریف کی اور اوسکی نقل مکرمت خان ناظم دہلی پاس بھیجی جو قلعہ کی عمارت کا اہتمام کرتا تھا اور اوس کو حکم دیا کہ اوسکے مطابق قلعہ کے اندر

+۱۰ جولائی ۱۶۴۶ع

ضابطہ داغ +

ایک بازار جو دولتخانہ خاص و عام کے جلو خانہ کے دروازہ سے اس دروازہ
تک کہ شہر کی طرف کھلتا ہے بنوائے باغ خضر خان میں آٹھوین ربیع الثانی
سنہ ۱۰۵۶ کو جشن قمری وزن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا ستاون وان سال ختم ہوا
ضابطہ سلطنت یہ ہے کہ اگر ہندوستان کے صوبہ میں منصبدار جاگیر رکھتا
ہو اگر وہ اسی صوبہ کے تعیناتیون مین سے ہو تو اپنے تابینیون میں سے سوم
حصہ کو داغ لگوائے سہ ہزاری ذات سہ ہزار سوار ایک ہزار سوار کو داغ لگوا
اور اگر ہندوستان کے صوبون میں سے کسی دوسرے صوبہ مین کسی مہم میں
مامور ہو تو چہارم حصہ کو داغ لگائے چار ہزاری چار ہزار سوار ایک ہزار
سوار کو داغ لگوائے مگر جب لشکر بلخ و بدخشان کے لئے معین ہوا جو
ہندوستان سے بہت دور ہے تو بادشاہ نے یہ ضابطہ مقرر فرمایا کہ جبتک
یہ لشکر کشی رہے منصبدار اپنے تابینیون کے پانچوین حصہ کو
داغ لگوائے پنجہزاری پانچہزار سوار ایک ہزار کو داغ لگوائے اگر جاگیر
جاگیر اوس کا دوازدہ ماہہ ہے تو تین سو سوار سہ اسپہ چھہ سو دو اسپہ و سو
یک اسپہ اور اگر یازدہ ماہہ ہے تو ڈھائی سو سہ اسپہ اور پانسو دو اسپہ
اور ڈھائی سو یک اسپہ اور اگر دہ ماہہ ہے تو آٹھ سو دو اسپہ اور دو سو
یک اسپہ اور اگر نو ماہہ ہے تو چھہ سو دو اسپہ و چار سو یک اسپہ اگر
ہشت ماہہ ہے ساڑھے چار سو دو اسپہ ساڑھے پانچ سو یک اسپہ
اگر سات ماہہ ہے تو ڈھائی سو دو اسپہ و ساڑھے سات سو یک اسپہ
اور اگر شش ماہہ ہے تو سو دو اسپہ و نو سو یک اسپہ اور اگر پنج ماہہ ہے
تو کل یک اسپہ جس وقت منصب کے سواران دو اسپہ و سہ اسپہ مقرر
ہو جائیں تو بقدر سواران دو اسپہ سہ اسپہ کے سواران برآوردی
سے دوچند داغ کرائے مثلاً پنجہزاری پنجہزار سوار تمام دو اسپہ و سہ اسپہ

جنگی تیول کا حاصل دوازدہ ماہہ ہو چھہ سو سوار سہ اسپہ کو داغ کرائی اور بارہ سو
سوار دو اسپہ کو اور دو سو سوار یک اسپہ کو اور علی ہذا القیاس لشکرون کو تعین کرنے
کے وقت بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ منصبداری نقدی اور تیرانداز احدیون اور
برقنداز سوارون اور بھی پیادون کو اور شاگرد پیشہ کو سہ ماہہ پیشگی دیدین اور
جاگیردارون کو جنکے داغ کے موافق حاصل جاگیر مقرر ہین تیول کے حاصل کا
چوتھا حصہ جو سہ ماہہ ہوتا ہے برسم مساعدت خزانہ سے تنخواہ دیدین تاکہ
خرچ کی تنگی نہ ہو۔ بعض نے دار السلطنت مین وجہ مذکور نہ پایا تھا کیا تو لشکر
ہین سبب کیا اس وجہ سے کہ کتل دھرا مین برف بہت پڑی تھی اس سے گذرنا
مشکل تھا۔ جانے مین توقف کر رہا تھا اور برف کی تخفیف کا انتظار کھینچ رہا تھا
بادشاہ نے ۱۵ کو سعد اللہ خان کو حکم دیا کہ بہت جلد کابل جا۔ بادشاہزادہ کو
کچھ نصائح کہلا بھیجا ہین اور حکم دیا کہ جن لوگون نے سرکار سے پیشگی مساعدت نہین پائی انکو جلد
وہ دیدے کہ پھر کسی کو عذر چلنے مین نہ رہے۔ خافی خان لکھتا ہے کہ اس عہد مین
جاہ و منصب کے متلاشی غور کرین کہ اس عہد مین کیا خیر و برکت تھی اگر اس زمانہ مین
خدانخواستہ ایران اور توران کی طرف مہم ہو اور ہفت اقلیم سے غنیم کا ہجوم
محل عظیم پیدا کرے تو بیچارے منصبدار جاگیردار کیا کرین۔ جنکا نام بے نشان لیا
جاتا ہے انمین سے سو مین جو دو صاحب طالع کہلاتے ہین انکو بیدولی کا ٹکڑا
جاگیر و منصب سے ملتا ہو۔ باقی سب کا کام فقر و فاقہ و گدائی و خفت سے
چلتا ہے اور جنکے نام نقدی ہے انکی طلب سال دو سال کی چڑھی ہوئی ہے
بالغرض انکے فقر و فاقہ کے حال سے بادشاہ کو اطلاع واقعی ہو اور ایسی مہم بھی پیش
ہو وہ یہ چاہے کہ تین چار مہینے کی طلب انکی چڑھی ہوئی طلب مین سے
دیدون اور خدا ترس و حق پرست وزیر بھی اسمین ساعی ہو تو خزانہ کے خالی
ہونے کے اور زر کے بہم نہ پہنچنے کی سبب سے اور منصبداران محال کی کثرت سے

یہ خیال فاسد ہے کہ وہ برسون کے سوختہ دلون گداپیشون منصبدارون کی
تمنا سے عہدہ برآ ہو سکین فقط پادشاہ نے سعد اللہ خان کو مکرر فرمایا کہ اگر پادشاہی
سپاہیون مین سے کوئی ایک بھی خرچ و بار برداری کے نہ ہونے کے سبب سے پیچھے
رہ جائیگا، روز جزا مین اور اس زمانہ مین تجہ وزیر سے اسکی باز خواست ہوگی
پادشاہ نے سزاولون کو پے ہم مقرر کیا کہ آدمیون کو لائین اور خزانہ سے تنخواہین پہنچائین
اور اخبار نویسون کو تاکید فرمائی کہ بے کم و کاست روئداد لکھتے رہین۔

مراد بخش کا چاریکاران سے بدخشان کو راہی ہونا اور راہون کا صاف کرنا۔

جب ہراول کتل طول پر پہنچا۔ یہ کتل اس سرزمین مین نہایت صعب ہے تو خبرداران
نے خبر دی کہ کتل سے نیچے ایک گروہ تک کہین چار ذراع اور بعض جگہ کمر تک برف
چڑھا ہوا ہے تین ہزار بیلدار و تبردار و سنگتراش مع محصلان شدید محنت دیدہ
کے تعین کیے اور کئی ہزار مددگار دہات سے جمع کیے اور سپاہ نے بھی اپنی عبور
کی آسانی کے لیے کمرین دامن کس کر برف روبی و برف کوبی مین ہمت صرف
کی اور دو روز اور ایک شب مین رات دن چراغون کی روشنی مین [illegible]
رستہ صاف کیا جسمین اونٹ بوجھ سمیت چلا جاسے باقی برف کو کوٹ دیا کہ اسکے
اوپر سے لشکر چل سکے لیکن پھر بھی بیل و بیلدار کا کام باقی رہا۔ راجہ بیٹھلداس اور
اصالت خان کہ ہمیشہ ہراول ہوتے تھے گھوڑون سے اوتر کر درہ مین آتے تھے اور
آدمیون سے فرماتے تھے کہ راہون کو جیسا کہ چاہیے صاف کرو اور ہر لحظہ انعام دیکر تحسین
کرتے تھے اور بکمال خوشدلی سے انسے کام لے کر راہون کے پاک صاف کرنے مین
کوشش کرتے تھے اور خود بھی مزدورون کی مانند برف کو سپرون اور دامنون مین اٹھاتے تھے
کہ اورون کی دلدہی ہو۔ غرض خود خوب کام کرتے تھے اور اورون سے کام
لیتے تھے۔ سہ پہر تک برف کے صاف کرنے مین اوقات صرف کرتے تھے اور آخر روز
مین دو نو سردار کتل سے گذرے۔ بہادر خان اور اور راجے اور ایک اور
بہادرون کی جماعت کہ کوہ سے نیچے آگئے۔ غرہ جمادی الاولی سنہ ۵۶ سے

آٹھوین تک کتل سے نیچے فوج کے تمام سردار اور لشکر آدمی آتر آئے اور سب مل گئے لیکن اس ہفتہ مین کارخانے نہین اُتر سکے ۔

خسرو خان پسر دوم نذر محمد خان کا بدخشان سے بادشاہزادہ پاس آنا +

خسرو خان پسر دوم نذر محمد خان بدخشان و قندوز مین تھا اوزبکیہ نے گھوڑے اونٹ و گوسفند و غلہ اور تمام گھر کے اسباب پر اور وہان کے آدمیونکی ناموس پر دست تعدی دراز کیا جامع مسجد کو جلادیا اور سادات کی جماعت کو قتل کیا اور نذر محمد خان اپنے حال مین ایسا درماندہ تھا کہ بیٹے کی خبر نہ لے سکا تو اوس نے ناچار فرار بطریق ایلغار کرکے اور تین ہزار خانہ دار کے ساتھ بادشاہزادہ پاس آنے کا ارادہ کیا خسرو کا عمدہ نوکر محمد صدیق مع عریضہ کے جسمین ارادۂ ملازمت کا اظہار تھا آیا - بادشاہزادہ نے اصالت خان کو حکم دیا کہ استقبال کے طور پر جاکر حقیقۃ پر مطلع ہو جس صورت مین کہ اسکا ادعا واقعی ہو تو اوسکے ہمراہی کے آدمیون اور رعایا کو چھوڑ کر خسرو خان کو مع اوسکے بیٹے محمد بدیع و مخصوصون کے ملازمت کے لئے لے آئے جب خسرو خان نزدیک آیا امیر الامرا نے گھوڑے پر سوار اس سے ملاقات کی پھر بادشاہزادہ کی خدمت مین آیا مراد بخش نے دو تین قدم استقبال کیا اور بغلگیر ہوا اور اوسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی مسند کے کنارہ پر بٹھایا اور لطف و دلجوئی و خوشخوئی سے اوسکی ملامت کے اشک کو اور کرتب کے عرق کو خشیۂ جبین سے پاک کیا اور ایک جمدہر مرصع و ایک تقوزپارچہ اور نو گھوڑے و یک فیل مع حوضہ نقرہ اپنی طرف سے اور پچاس ہزار روپئے بادشاہ کی طرف سے تواضع کئے اور امیر الامرا نے سات گھوڑے دئے اور سات تقوزپارچہ چار سال کے ضیافت و مہمان پرستی کے بعد اوسکو بادشاہ پاس روانہ کیا - بادشاہ پاس جب وہ آیا تو رحمت خان اوسکی مہمانداری کے لئے اور اوسکے لانے کے لئے مقرر ہوا اور اوسکے ساتھ فرمان اور چار گھوڑے خاصہ مع زین طلا و مینا و یک پالکی اور چار ڈولی مع ساز طلا و نقرہ اور بیس تقوزپارچہ روانہ کئے خسرو پاس مرحمت خان آیا ـــ

بادشاہ کے پیغام سنائے آداب ملازمت و ملاقات کے تعلیم و تلقین کے جب وہ
دولتخانہ مین داخل ہوا تو بادشاہ نے اوسکو خلوت خانہ میں بلایا خسرو آداب بجا لا کر
پابوس ہوا بادشاہ نے دست شفقت اوسکی پیٹھ اور سر پر رکھا اور بیٹھنے کا حکم دیا
اسکے غمدیدہ محنت کشیدہ دل کا مرہم لطف سے علاج کیا خلعت وغیرہ اور منصب
شش ہزاری و ہزار سوار عنایت کیا دو ہاتھی اور پچاس ہزار روپئے عنایت
کئے اور خان دوران خان کی حویلی میں اوسکے کل مایحتاج کے کارخانے فرش
وظروف سے مہیا کردیئے اور اوسکو وہان اوتارا۔

شاہزادہ مراد بخش نے بادشاہ کے حکم کے موافق قلیچ خان و خلیل اللہ خان و
مرزا نوذر صفوی کو چاریکاران سے کہمرد اور غوری کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔
کوچ بکوچ اونھون نے منزلین طی کین اور بڑے بڑے دشوار گذار مکانون سے
گذرے۔ بلخ سے سوداگر آتے تھے اونکی زبانی راہ میں معلوم ہوا کہ اوزبکون کو بادشاہی
لشکر کے آنے کی خبر نہیں ہے اس لئے خلیل بیگ جلد روانہ ہوا کہ حصار کہمرد
کو اوزبکون سے بے خبر جا کر لے لے۔ ۱۰ جمادی الاولی ۱۰۵ھ کو وہ کتل
دندان شکن پر آیا بادشاہی لشکر کی خبر سنکر قلعہ کے آدمیون کے ہاتھ
پانون بھول گئے اور بہانے بنا کے چلتے بنے جب بادشاہی لشکر نے قلعہ کہمرد پر
آلات قلعہ کشائی چلائے تو قلعہ نشینون نے چند تفنگ چلائے ایک سوار اور ایک
آدمی خلیل بیگ (خلیل خان) کا مارا گیا اور چند آدمی زخمی ہوئے کہ اہل حصار نے
کہا کہ اگر امان دو اور جان بخشی کرو تو قلعہ لے لو۔ خلیل بیگ نے امان دیکر قلعہ
لے لیا اور وہی بادشاہ کی طرف سے یہان قلعہ دار مقرر ہو گیا قلیچ خان و خلیل
سے خاطر جمع کر کے غوری کو روانہ ہوئے جب لشکر غوری کے پاس پہنچا تو حصن
غوری کے حارس قباد میر آخور نے کمتر آویز و ستیز کر کے گریز اختیار کی اور
نے اثناء گریز مین لشکر شاہی پر تیر باران کیا اور قلعہ مین داخل ہوئے

لشکر شاہی پاشنہ کوب انکے پیچھے آیا اور پیادہ ہوکر قلعہ کے دروازہ پر حملہ آور ہوا
دونو طرف سے تیر و تفنگ نے آتش پیکار کو روشن کیا۔ لشکر شاہی دروازہ کو توڑ
کر حصار مین گیا۔ قباد ارک مین گیا اور جب ارک پادشاہی لشکر نے لے لیا تو وہ ایک
حویلی مین گھسا۔ لشکر شاہی نے اس حویلی کی فتح کا ارادہ کیا تو قباد نے مع پانسو
آدمیون کے اطاعت اختیار کی۔ خلیل خان نے اسکو مع اسکے چار بیٹون اور کل
اہل عیال کے پادشاہ پاس بھیجدیا۔

قندز و بلخ کا فتح ہونا اور نذر محمد خان کا فرار ہونا۔

پادشاہزادہ مراد بخش ۷ جمادی الاولی کو کتل طول سے گذرا اور امیر الامرا
کے ساتھ قندوز کی طرف روانہ ہوا اور امیر الامرا کی صوابدید سے اصالت خان
کو مع فوج آگے روانہ کیا کہ وہ قندز مین جائے خود ۱۸ کو قندز کے باہر آیا۔
قندز کے آدمی اوزبکون اور الامان کے ظلم و ستم سے ایسے عاجز ہو رہے تھے
کہ وہ لشکر شاہی کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور سمجھے کہ ہمارے بھلے دن
آئے ہین۔ اس بیان کی شرح یہ ہے کہ جب خسرو کو دریافت ہوا کہ شاہ محمد
قطغان اور اور فتنہ گر ایماقون کے گروہ کے ساتھ دریاے آمویہ سے گذر کر
قندز کے تاراج کے ارادہ سے روانہ ہوئے ہین تو وہ پادشاہ کے پاس
چلا گیا جسکا اوپر ذکر ہوا۔ جب خسرو چلا گیا تو شاہ محمد اور اوزبک اور الامان
قندز مین آگئے اور رعایا کو خوب لوٹا۔ بہت بے گناہون کو مارا انکے عیال اور
اطفال کو مقید کیا۔ جو کچھ مال اسباب انکا ظاہر مین دیکھا چھین لیا۔ قلعہ کے اندر مسجد
جامع اور مکانات کو جلا دیا۔ ۱۸ جمادی الاولی تک وہ یہی کام کرتے رہے
جب لشکر شاہی آیا تو دریا ے قندز سے پار ہوکر فرار ہو گئے اور آستانہ امام
کی طرف متفرق ہوگئے ہزارون بندگان خدا جو انکے ظلم سے درختون اور جنگلون
اور غارون مین چھپے تھے اور قندز کے مضافات کے رہنے والے جو
کوہسار کے درون مین گھسکر خوف سے بید کی مانند لرز رہے تھے

انکوا وزبکون کے ظلم سے رہائی ہوئی قندز پر پادشاہی قبضہ ہوا ہزارہا رعایا ننگی جنکے
بدن پر ایک لتہ نہ تھا اور بھوکی جنکے منہ مین دانہ نہ گیا تھا پادشاہزادہ کے روبرو دعا
دیتی ہوئین آئین۔ شاہزادہ نے ایک لاکھ خانی (پچیس ہزار روپیہ) اور چارسو ذرعہ
پارچہ تمیہ نمدا انکو مرحمت کیا۔ راجہ راجروپ اور سید اسد اللہ کو سپاہ کے ساتھ قندز
مین متعین کیا اور قلعہ کی ضروری چیزون کے لئے دو لاکھ روپیہ راجہ کو دیئے۔ نہم
جمادی الاول کو شکر بلخ کو روانہ کیا اسی تاریخ مین وہ نامہ جو شاہجہان نے نذر محمد خان
کو بطریق پند و نصائح و اثبات تقصیرات لکھا تھا پادشاہزادہ پاس قندز مین آیا پادشاہ
نے پادشاہزادہ کو لکھا تھا کہ اسکے مضمون پر مطلع ہو کر نذر محمد خان پاس وہ بھجوا دے اول
تقصیر جو نذر محمد خان سے ہوئی تھی یہ تھی کہ جنت مکانی کے ایام شورش مین اوسنے
سرحد کابل کی ملک و مال و رعایا مین خرابی کی اور انپر تعدی و بیرحمی کی وہ صفحہ
روزگار پر دور آخر تک قائم رہیگی پھر جب خواب غفلت سے وہ ہوش مین آیا تو اوسنے
عذر آمیز رسل و رسائل کے ارسال سے عفو جرائم کی التماس کی مگر دل مین کچھ اور تھا
اور زبان پر کچھ اور۔ باوجودیکہ ندامت و خجالت کا اظہار اور اطاعت کا ادعا
کیا۔ مگر پادشاہ نے اسکو جس کام کرنے کو کہا اسمین صریح اغماض کیا چنانچہ وقاص حاجی
کے باب مین پادشاہ نے پیغام بھیجا کہ وہ پناہ ہماری درگاہ مین لایا ہے اور بندہای
پادشاہی کے جرگہ مین داخل ہوا ہے اسکے فرزندون اور ناموس کو بلا آفت جانی
و مالی بحضور مین روانہ کرو۔ مگر اسنے برخلاف اسکے عمل کیا اور اسکے عیال کو ایسا تنگ
کیا کہ منکوحہ اسکی مع دختر کے زہر کھا کر مر گئی اس خبر کو سنکر وقاص حاجی بیمار ہوا
اور غم و غصہ کے مارے مر گیا۔ خردمندون اور گمراہون کے طریقون مین یہ تفاوت
ہوتا ہے کہ جن ایام مین کہ میر خلیل اللہ مع اپنے بیٹے میر میران کے شاہ عباس سے
آزردہ ہو کر بطریق فرار کے جنت مکانی (جہانگیر) کے پاس آیا ہے اور اپنے
پوتون اسد اللہ خان اور خلیل خان کو خردسالی کے سبب سے اپنی ساتھ اس

پریشان روزگاری مین نہین لاسکا تو جنت مکانی نے شاہ عباس کو لکھا کہ انکو بھیجدے
اسلئے سرانجام ضروری کے ساتھ باعزاز تمام انکو بھیجدیا جس سے محبت بڑھ گئی ایسے
ہی علیمردان خان جو بادشاہ پاس آ گیا تھا اسکا بڑا بیٹا محمد علی شاہ ایران پاس
بطور یرغمال کے تھا۔ بادشاہ نے اسکو بلایا تو بلا توقف شاہ ایران نے بھیجدیا۔
ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + باوجود ان تقصیرات کے بادشاہ کے
دل مین آیا کہ اگر وہ ہماری جناب مین رجوع کرے تو اسکی اعانت مین کوشش کرکے
اسپر ظالمون اور شریک دولتون کے ہاتھ کو کوتاہ کرین اور بدخشان کی محافظت
کے واسطے شائستہ افواج بھیجدین اب بھی کچھ نہین گیا ہے۔ اگر وہ ہماری عنایات
سابق ولاحق پر خیال کرکے ہماری درگاہ کی طرف رجوع کرے تو اسکو زیادہ ازاً مرتبت
نہ ہوگی اور اسکا ملک اسکو دیں رہیگا۔ امیر الامرا نے یہ نامہ اسحاق بیگ بخشی کابل کے
ساتھ نذر محمد خان پاس روانہ کیا اسکا مضمون یہ تھا کہ . . . . . دار السلطنت
لاہور مین تمہارا خط جو بندہ کے ہاتھ تمنے بھیجا تھا ہماری نظر سے گذرا وہ مطلب سے
خالی تھا اسمین تمنے اپنا واقعی حال نہین لکھا تھا نامہ کا لکھنا یگانگی تھی اور اسکی
بنا اتفاق پر تھی مگر اس زمانہ کے حقائق و اوضاع و اطوار کو اور ناسپاس حق
ناشناس فرقہ کی بے راہی کا نہ لکھنا بیگانگی تھی اور اسکی بنا عدم وفاق پر تھی
حالانکہ آج کل مصادقت کا وقت ہے نہ مجانبت کا۔ بہرکیف جب یہ تحقیق ہوا
کہ اوزبکون اور المانون نے بغاوت کی ہے اور تمہارے ساتھ بے ادبی کی
ہے اور تمہارا حال ایسا تنگ کیا کہ سوائے قلعہ بلخ کے کوئی اور ملک تمہارے پاس
نہین چھوڑی ہے اور یہان ضعیفون او مسکینون کو پامال کیا ہے اور انکے ناموس کو
برباد کیا ہے امن امان کا نشان تک نہین رکھا ہے سادات اور اہلبیت کو قتل
کیا ہے اس سبب سے کیا . . جانبین کی مروت و محبت کے سبب سے اور کیا حمیت
دین اور مسلمین کے حال پر رحم کی وجہ سے کیا خدا کی اس نعمت کے شکر کے

لحاظ سے کہ اس نے ہمکو مزید مکنت وشوکت سے امتیاز بخشا ہے دار السلطنت لاہور
سے کابل مین ۲ ربیع الثانی ۱۰۵۶ھ کو پہونچا اور اپنے بیٹے مراد بخش کو بہت لشکر و سامان
دیکر بدخشان کی طرف روانہ کیا کہ جہان وہ سرکش جماعت کو پائے سزا دے
اور نہین تو آگے بڑھکر فساد کیش جماعت کی تنبیہ اور تباہ اندیش طبقہ کی تادیب
کرے خواہ وہ بلخ و بدخشان کے المان یا اورکا فرنعمت ہون انہون نے
تمہین پوردو دمان چنگیزی پر حملہ کیا ہے کلہاڑی اپنے پانون مین آپ ماری
ہے اور اپنے مذہب سے برگشتہ ہوگئے ہین جسطرح امداد شاہزادہ سے طلب
کروگے وہ اسکے انجام دینے مین قیام کریگا ہمنے تمکو دوست مجہکر یہ خط لکھا ہے
اور شاہزادہ سے کہدیا ہے کہ وہ آپ کے حکم کے موجب کاربند رہے جب ہم نے
شاہزادہ خسرو تمہارے بیٹے پر جو عاجز ہوکر ہمارے پاس آیا اس قدر خاطر و
تواضع کی تو تم اگر اتحاد سے پیش آؤگے تو کس قدر عنایت تم پر ہوگی والسلام
شاہزادہ مراد بخش و امیر الامراء علی مردان خان لشکر کے ساتھ ۲۱ جمادی الاولی
۱۰۵۶ھ کو منزل منزل بلخ کی طرف چلے ۲۴ جمادی الاولی کو جگدلک مین آئے
جو جیحون کے کنارہ پر ہے جگدلک سے خلم بارہ کروہ ہے اسمین ریگ بومی بے آب و
آبادانی کے ہے۔ ڈیڑھ پہر رات گئے جگدلک سے روانہ ہوئے اور ۲۵ کو
ڈیڑھ پہر دن چڑھے خلم مین آگئے چونکہ سیاہ پہاڑون اور سنگلاخون کو
طے کرتی ہوئی کابل سے چلی آتی تھی اور بعض منزلون مین بھوکی پیاسی رہی تھی
منزلین کئی کئی کروہ کی طے کرتی تھی۔ ہر کروہ پانچہزار ذراع کا اور ہزار ذراع ۴۲ م-
انگشت شخص مستوی الخلقت کا ان کڑی منزلون مین کم بضاعت لشکر پرور آدمی مرگئے
خلم سے کہ بلخ سے تین منزل ہے۔ بادشاہزادہ نے نامہ مذکور اسحاق بیگ میر بخشی صوبہ
کابل کے ہاتھ نذر محمد خان پاس بھیجا جب نذر محمد خان پاس یہ نامہ گیا تو اس نے
اس نامہ اور نامہ بردونوکا احترام کیا اور بہت خوش ہوکر یہ کہا کہ بادشاہ نے

مجھ پر بڑا رحم کیا کہ ان جویہ سگال ناسپاس حق نشناسون کے پنجے سے مجھے نکالا
مجھے تازہ زندگانی مل گئی جسوقت شاہزادہ یہان آئیگا مین تمام بلخ و بدخشان
اسکو حوالہ کرکے بادشاہ پاس کابل جاؤنگا اور اس قبلہ و کعبہ کی دستگیری سے
بیت اللہ روانہ ہونگا۔ نامہ کے جواب کو بادشاہزادہ کی ملاقات پر موقوف
رکھا اور اسحاق کو اپنے پاس شاہزادہ کے آنے تک روک رکھا اسحاق بیگ کو
نذر محمد خان کی حیرانی و پریشانی اور اوزبکون کی شوخی اور ملک کی شورش
کو دیکھکر یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہین نذر محمد خان کو لوگ مارڈالین و راس کے
سارے اندوختون کو غارت کرین اسلئے اسنے شاہزادہ کو لکھا کہ ایلغار کرکے
یہان آؤ اسحاق بیگ کے آنے سے پیشتر نذر محمد خان نے جوجاک بیگ اوزبک کے
ساتھ شاہزادہ پاس اس مضمون کی عرضداشت لکھ کر بھیجی تھی کہ تمام ملک و
دولت مین آپ کو تفویض کرتا ہون مجھے دو تین روز کی مہلت دیجیے کہ مین
حجاز کے سفر کا سامان درست کرکے شہر سے باہر آؤن شاہزادہ اور امیر الامرا
نے اسکو فریب جانا مگر جب اسحاق بیگ کا نوشتہ بھی آگیا تو ایک روز مین گیارہ
کروہ کی منزل طے کرکے بادشاہزادہ نے موضع بلاس پوش کو جو بلخ سے دو کروہ
تھا لشکرگاہ بنایا اسحاق بیگ آیا اس نے جو کچھ دیکھا وہ سب شاہزادہ سے
مفصل حال عرض کیا۔ بعد نماز مغرب بہرام و سبحان قلی پسران نذر محمد خان مع
اعیان بلخ بے اطلاع معسکر مین اصالت خان کے خیمے کے پاس آئے اور اسے
اطلاع دی۔ اصالت خان نے کہا کہ اسطرح آنا نہین چاہیئے تھا اس نے شاہزادہ
کو اطلاع دی۔ ابھی وہ بیراہ دروازے سے آیا تھا خیمہ مین فرش بھی نہین بچھا تھا
اس لئے آنے والون کو کچھ دیر ٹھیرنا پڑا۔ بادشاہزادہ نے اونکو بلایا اور
اپنی مسند پر بٹھایا اور اُن سے کہا کہ تم اپنے باپ سے کہدو کہ وہ جسطرح کی
امداد و اعانت چاہے گا وہ کی جائیگی پھر انکو خلعت دے کر رخصت کیا۔

۲۰ جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۶ کو شاہزادہ اور علی مردان خان لشکر کو لیکر کمال شوکت و عظمت سے بلخ مین داخل ہوئے اس سرزمین کے باشندون نے کبھی ایسا لشکر ان آرایش و نمایش کے ساتھ دیکھا نہ تھا بلکہ سُنا بھی نہ تھا۔ ہاتھیون پر مخمل زربفت کی جھولین پڑی ہوئین اور برگستوان و پیرایے سیمین لگے ہوئے افواج زرہ پہنے ہوئے یراق مرصع سونے کا اور گھوڑون کے ساز زرین و سیمین نشان رنگا رنگ اور پیادے تفنگچی نامدار اور بہت سے نقارے و علم اور کثرت سے حیل حشم سب کچھ کروہ سب دنگ رہ گئے پادشاہزادہ نے رستم خان کو محمد قاسم میر آتش اور مردم توپ خانہ کے ساتھ تعین کیا کہ قلعہ بلخ مین جا کر مداخل و مخارج کا ضبط کرے اور زیردستون کی حراست کرے اور شہر پر تصرف کرے اور رعایا کے حال پر اس کی پرداخت کرے جو ازبکون کے ظلم سے نہایت شکستہ حال ہو رہی ہے۔ شہزادہ خود دروازہ کے باہر مقیم ہوا۔ دوبارہ اسحاق بیگ کو نذر محمد خان پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجوایا کہ ہماری خاطر صحبت کی نگران ہے جسوقت آپ شہر سے باہر آئین اطلاع فرمائین کہ مین استقبال کر کے ملاقات کو آؤن پھر آپ جس منزل مین جائین فروکش ہون وہان مین آؤن اور دوسرے روز آپ کو اپنی منزل مین بلانے کی تکلیف دون اور ضیافت کرون اور اگر بے تکلف اول روز میری منزل مین آپ تشریف لائین تو دوسرے روز ہمکو اپنا مہمان بنائین اگرچہ طرفین مین یہ باتین ہوئین جو اوپر لکھی گئین مگر پادشاہزادہ سے نذر محمد خان کے بعض مقربون نے آخر عرض کیا کہ اسحاق بیگ نے جو خان کو پیغام دیا تو اثنائے مجلس مین متغیر ہوا اور انقباض خاطر کے سبب سے حضار مجلس کو کھانا کھلایا اور خود نہ کھایا غالبا وہ کبرسن کے سبب سے متوقع تھا کہ پادشاہزادہ مجھے بزرگ سمجھ کر میرے ہان بے تکلف مہمان ہوگا غرض اصل حال معلوم نہین مگر خان اس سے آزردہ ہو گیا اور اس لیے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ یہین زن و فرزند کو چھوڑا اور اپنے ارادہ چھپانے

کے لئے یہ مشہور کیا کہ وہ باغ مراد مین ضیافت کی تیاری کے لئے جاتا ہے خیمہ آگے
روانہ کیا اور مرصع پٹکا جسمین چند لعل لگے تھے کمر مین باندھا اور اس کے اوپر
زرہ اور زرہ پر زرہ پہنی اور کچھ زر و جواہر اور دو بیٹے سبحان قلی و تغلق محمد اور
چند اوزبک اور غلام ساتھ لئے ظہر کے وقت باغ سیفا کی طرف چلا اور یہان سے بھاگ
گیا۔ شہر بلخ کا حصار بہت وسیع تھا اسکا دور ساڑھے پانچ کروہ تھا۔ رستم خان و محمد قاسم
جو یہان محافظت کے لئے آئے تھے اسکے آٹھون دروازون کا انتظام - پورا
نہ کیا تھا۔ بعض دروازون پر آدمی متعین کئے تھے اور بعض پر آدمی بھیجے تھے امن اور
رفاہیت کے زمانہ مین خان کی سواری کوئی امتیاز نہ رکھتی تھی۔ اس وقت پریشانی کا
ذکر تو کیا ہے۔ بادشاہی آدمی اندر اور باہر کے اسکے فرار ہونے پر مطلع نہ ہوے۔
نماز پیشین کے بعد مقصود بیگ علی کیفیت حال پر مطلع ہوا اور امیر الامراء کو بھیجکر شاہزادہ سے
حقیقت کو عرض کیا اندر باہر اوزبکیہ اور فتنہ پردازون سے خالی نہ ہوا تھا اسلئے شاہزادہ
اور امیر الامراء نے اپنا جانا مصلحت نہ جانا۔ بہادر خان اور اصالت خان کو اسکے
تعاقب مین جلد روانہ کیا اور راجہ بیٹھلداس اور تمام راجپوت ہراول و مہیس داس و
روپ سنگہ و رام سنگہ راٹھور راجپوت بے رخصت اس لشکر کے ہمراہ ہوئے اس
لشکر کے مقرر کرنے مین شاہزادہ اور امیر الامرا ایسے مصروف ہوے کہ نذر محمد خان کے
اموال کے جمع کرنے کی فرصت نہ ہوئی۔ رستم خان و محمد قاسم شاہزادہ کے حکم کے منتظر تھے
غرض اس عرصہ مین اوزبکون نے نذر محمد خان کا مال لوٹ لیا۔ بادشاہی آدمیون کو بارہ
لاکھ روپئے کے مرصع آلات و طلا آلات و نقرہ آلات . . . . . . قریب
ڈھائی ہزار کے گھوڑے اور گھوڑیان اور تین سو اونٹ و اونٹنیان ہاتھ لگین نذر محمد خان
نے خست و بخل سے احمدداد و دہش نہ کرنے سے او جسجگہ جس طرح سے مال ہاتھ لگا اس کے
لینے سے جس قدر دولت جمع کی تھی۔ اسکی مقدار قرار واقع نہ معلوم ہوئی
وہ اپنے مال کو خود صندوقون مین رکھتا تھا اور ایک پرچہ مین اسکی تفصیل و

تعداد لکھ کر ڈالدیتا تھا تا کہ کسی تحویلدار کو اسپر اطلاع نہ ہو اور نہ اُسکے دفاتر میں لکھا جاے۔ تخمینہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس پاس ستر لاکھ روپیہ کا اندوختہ تھا اُسمین سے بارہ لاکھ روپیہ سرکار شاہی مین آیا اور پندرہ لاکھ روپیہ لُٹ گیا کہ وہ قراپیشی سے بلخ مین بھاگا تھا کچھ روپیہ پر عبدالعزیز خان متصرف ہوا کچھ اوزبکون اور المانون اور غارت گرون نے لوٹا۔ باقی سینتالیس لاکھ روپیہ مین سے انتظار کے وقت اپنی سپاہ مین کچھ صرف کیا لشکر شاہی کے داخل ہونے سے دس پندرہ روز پیشتر سے اوزبکیہ و المانیہ و قلماق اردستان نے جنکے دفع کرنے مین وہ درماندہ تھا اُسکے سامنے روپیہ خیرات لوٹا تھا اگر وہ حجرون کے دروازہ پر پہرے بیٹھاتا تو پیچھے کو نقب لگا کے چرا کے لے جاتے اور اگر پیچھے کا انتظام کرتا تو دروازے توڑ کر لیجاتے پادشاہزادہ اور امیرالامرا نے نذر محمد خان کے دو بیٹون بہرام اور عبدالرحمن اور رستم ولد خسرو کو طلب کر کے تینون کو لہراسپ خان و کرشاسف خان کے سپرد کیا اور ازواج و بنات۔ و جواری کی محافظت کے لئے معتمد آدمی مقرر کردیئے شکراللہ عرب کو شہر کا کوتوال مقرر کیا اور محلسون اور بازارون کا انتظام سپرد کیا کل ولایت کا حاصل جو پہلے نذر محمد خان سے تعلق رکھتا تھا اور اب پادشاہ کے تصرف مین آیا استقلال اور آبادانی ملک کی اور المانون کی غارت کی موقوفی اور سال کی موافقت کی صورت مین جمیع وجوہ سے ایک کرور شاہی (پچیس لاکھ روپیہ) کے قریب تھا اُسمین سے بلخ اور اُسکے مضافات کا حاصل ساٹھ لاکھ شاہی (پندرہ لاکھ روپیہ کے قریب) تھا بدخشان اور اُسکے توابع کا محصول فصلون کے اچھے ہونے کی حالت مین بیس لاکھ روپیہ یا کچھ زیادہ تھا مگر جب اس ملک کو اوزبکون اور المانون نے غارت کیا اور خان سراسیمہ بلخ مین آیا اور قلعہ نشین ہوا تو قلعہ بلخ سے وہ نکل نہ سکتا تھا انتظام کیا کرتا تو رفتہ رفتہ محصول نصف و چوتھائی رہ گیا۔ ماوراءالنہر امام قلی خان سے متعلق تھا اسکا محصول

اسی قدر تھا مگر ملک کی قسمت کے وقت بڑے بھائی کا حصہ باعتبار وسعت و حاصل
کے زیادہ تھا مگر نذر محمد خان کی پرداخت کے سبب سے کثرت زراعت اور توفیر عمارت
سے بلخ و بدخشان کا حاصل بڑھ گیا تھا اور ماوراء النہر کا محصول ان کی فرمان روائی کی
نارسائی اور بے پروائی سے بڑھا نہین بلکہ گھٹ گیا۔ بادشاہ کے پنجہزاری پنجہزار
سوار دو اسپہ و سہ اسپہ مین سے ہر ایک پچیس لاکھ روپیہ پاتے ہین سعد اللہ خان
و علی مردان خان کا تو کیا ذکر ہے ان دونون بھائیون کے نوکر علوفہ خوار ہفت
ہزار سوار تھے۔ بڑے بھائی کے چار ہزار اور چھوٹے بھائی کے تین ہزار جن کے
سردارون کی تنخواہ کی تفصیل یہ ہے عبد الرحمن دیوان بیگی اسی ہزار روپیہ
یلنگتوش اتالیق ستر ہزار اتالیق بخارا اسی قدر بلکہ کمتر اور ازبک پچاس ہزار بیگ آغا علی
چالیس ہزار اور باقی نوکرون کا ذکر بیان کے قابل نہین دیوان بیگی و وزیر اور اتالیق
کہتے ہین ماوراء النہر کو جو توران سے جدا لکھتے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ ان دونو ولایتون
کے درمیان ایک بڑا دریا جیحون ہے جسکو آموں بھی کہتے ہین۔ ان معرکون مین
راجپوتون نے وہ کام کیے جو پہلے کبھی انسے ظہور مین نہین آئے تھے جنکی تفصیل یہ ہے
اول ایک مسلمان بادشاہ کے حکم سے راجپوتون کا دریاے سندھ سے پار اترنا جو
مذہباً انکو منع تھا دوم ایسی بے راہ کوہستانی راہون پر چلنا جنکا کاٹنا پہاڑ کے
کاٹنے سے زیادہ مشکل تھا سوم ان راہون مین مشقت شاقہ ایسی اٹھائی کہ خود انہون
نے ہاتھ مین کودال اور کندھے پر پھاوڑہ رکھکر کام کیا اور سپرون اور دامنون مین
برف کو اٹھا کر ڈھویا چہارم برف و باران کی شدت کی برداشت کرنا جسکے عادی
یہ لوگ نہ تھے پنجم جنگ جو وحشی خو ازبکیون سے لڑنا گو راجپوت لڑائیون مین بارہا
مارے جاتے مگر وہ ازبکیون کو شکست دیتے تھے ششم اپنے بچاؤ اور بچاؤ کے لیے
قلعون کا تیار رکھنا۔ غرض جو کام کیا وہ مشکل تھا مگر ان کامون کو سہل سمجھنا انہین دلاور
اور بہادر راجپوتون کا کام تھا۔

واقعات سال بستم جلوس

غرہ جمادی الثانیہ کو سنہ ۱۰۵۶ کو جلوس کا بیسوان سال شروع ہوا۔ ۳۔ کو رن کرشاہی
بلخ مین داخل ہوا تھا جمعہ کو اس مسجد مین کہ نذر محمد خان نے اپنی حویلی کے باہر
بنائی تھی شاہجہان کا خطبہ پڑھا گیا اور سکہ جاری ہوا اور اسی تاریخ مین شاہزادہ
کی خدمت مین منصور حاجی چغتائیہ قلعہ دار ترمذ کے دو بیٹے محمد بخش و جبار اللہ بیگ
آئے اور باپ کی عرضداشت لائے جو فرمان برداری اور خدمت گذاری
پر مبنی تھی وہ شاہزادہ کے رو برو پیش کی شاہزادہ نے اسکے چھوٹے بیٹے کے ہاتھ
خلعت او نشان اور یہ فرمان بھیجا کہ جبتک یہان سے کوئی قلعہ دار نہ بھیجا
جائے تب تک وہ قلعہ ترمذ کو جو اس طرف آب آمویہ کے ہے حراست کرے
بعد ازان امیر الامرا نے سعادت بن ظفر خان بن زین خان کوکلتاش کو اس قلعہ کی
حراست کے لئے روانہ کیا او منصور حاجی کو بلخ مین طلب کیا۔
پادشاہ کو علی مردان کی عرضداشت سے دوشنبہ دوم کو مژدہ فتح بلخ
و بدخشان سنایا اس خداشناس نے عنایت الٰہی کے سجدات شکر کئے
آپس مین خوب مبارک سلامت کی دھوم دھام ہوئی۔ آٹھ روز جشن رہا
ہر روز نیا سامان عیش و طرب تیار ہوا انصیبائے شیراز نے اس فتح کی یہ
تاریخ بطریق تعمیہ کہی۔

والی توران برآرد زملک توران آنگہی   ثانی صاحبقران بنشان بجایش کن حساب

ملک توران۔ والی توران = ۳۵ اور ۳۵ ثانی صاحبقران = ۱۰۵۶
پانچوین جمادی الثانیہ کو پادشاہ پاس پادشاہزادہ مراد بخش کی عرضداشت
اور قلعہ بلخ کی کنجیان آئین۔
بہادر خان و اصالت خان نے مع سادات و افغانون کے نذر محمد خان کا
تعاقب کیا اور راجپوتون کی جماعت نے اپنی جلاوت ظاہر کرنے کے لئے

اُنکی رفاقت کی نذر محمد خان کے تعاقب مین پر وحشت دشت مین اُس کا سراغ
لگاتے ہوئے دوڑتے چلے جاتے تھے ایک دن سترہ شمارہ کردہ زمین . . . طے کرکے
ایسی جگہہ مین آگئے کہ اندھیری رات مین راہ بھول گئی - یہ سفر دن کے آخر پہر سے
دوسرے دن کے اول پہر تک ہوتا تھا - کہین انکو علف اور جو گھوڑون کے لئے
پیدا نہ ہوا اور دوسرے روز جتنی راہ گئے آمین چارہ اور پانی کا نشان نہ پایا -
گھوڑے تھک گئے سوارون مین رہ نوردی کی طاقت نہ رہی راجپوت اپنے آنے
سے دل مین پشیمان تھے مگر غیرت کے تقاضے سے اپنے ہمراہیون سے پیچھے قدم
نہین رکھتے تھے اوزبکیہ کے نمودار ہونے سے اور ان کے کھیلنے سے رات دن سونے
کھانے کا آرام حرام تھا - گرمی کی وہ شدت تھی کہ آسمان سے آگ برستی تھی
اور آب نایاب تھا - کمال تکلیف اوٹھا کر تعاقب سے ہاتھ نہین اوٹھاتے تھے
اور بہ ہیئت مجموعی بادیہ نوردی کرتے تھے یہان تک کہ ایک آباد جگہ غوملی مین پہنچے یہان
انہون نے خبر سنی کہ نذر محمد خان پاس دس ہزار کے قریب اوزبک جمع ہو گئے
تھے - تمام صحرا نشینون مین سے اکثر مال و عیال کے لٹ جانے کا ملاحظہ کر کے خان
کے رفیق بنے تھے اب جو انہون نے ہندوستان کے لشکر کے قریب آنیکی خبر
سنی تو وہ مع اپنے مال و عیال کے قلب غارون اور پہاڑون مین گھس گئے
اور قریب چار ہزار کے دیوان بیگی و اتالیق و ابراہیم نکاول و محمد امین کتابدار
کی رفاقت مین خان کی ہمراہ رہ گئے اور فوج شاہی سے لڑنے کو مستعد ہوئے
جب لشکر شاہی نذر محمد خان کی فوج کے قریب آیا تو اوزبکیہ فوج نمودار ہوئے
اور تیر چھوڑنے لگے بادشاہی لشکر کی طرف سے دار و گیر کی صدا بلند ہوئی
اور بان و تفنگ چھوڑنے شروع کئے آتش فشان بانون اور جان ستان
توپون نے فوج اوزبکیہ مین تزلزل پیدا کر دیا طرفین سے ایک جماعت
ہلاک ہوئی نذر محمد خان کو ہزیمت ہوئی جو اوزبک گریز مین تیر مارنے کے لئے

بازگشت کی جرأت کرتے تھے وہ قتل و اسیر ہوتے تھے بہت سے کشتہ ہوئے
جو زندہ رہے اُنھون نے ترک رفاقت کی اس بیکسی کی حالت مین سب پانچ ہزار
آدمی نذر محمد خان کے رفیق رہے انکے ساتھ وہ اندجان کی طرف چلا بعض
مفسدہ پیشون واقعہ طلب نے اس آشوب کے وقت مین سبحان قلیخان کو
نذر محمد خان سے جدا کیا اور اسکو اپنی ساتھ لیکر بخارا کی طرف بھاگے۔
فوج شاہی نے آخر روز تک تعاقب کیا۔ رات کو شبرغان مین آرام کیا گھوڑے اور
اونٹ اور بہت سے اقمشہ جمع کئے جنکو اوزبک لوٹ کر ساتھ لے گئے تھے اور
انکو راہون مین بہ سبب تنگ ہونے کے پھینکتے جاتے تھے اس رات کو فوج
شاہی خوب دودھ پی کر گوشت کھا کر لمبی تان کر سوئی آگے جانے کی قوت
اپنے مین نہین دیکھی حقیقت حال کو شاہزادہ سے عرض کیا اُس نے حکم مراجعت
بھیجدیا۔ چونکہ پادشاہزادہ نے خلیل اللہ خان کو بھی افواج گران کے ساتھ
کل سپاہ سابق و حال کی سرداری دیکر نذر محمد خان کے تعاقب مین بھیجا تھا
شاہزادہ نے نذر محمد خان کی ہزیمت پانے کی اور فوج سابق کی معاودت
کی خبر سنی وہ علی مردان خان کے تسلط اور زیادہ اختیار سے اور اس
ملک کی وضع و آب ہوا کے ناخوش آنے سے اور بعض ہوا خواہون کی رہنمونی
سے اس ولایت کے رہنے سے دل برداشتہ ہوا خلیل اللہ خان کو مراجعت
کا حکم بھیجا اور پادشاہ کی خدمت مین عرضداشت بھیجی کہ یہ غلام امیدوار ہے کہ
اس ملک نو مفتوح اور فوج مین کوئی اور سردار مقرر ہو اور بندہ کو حضور طلب
فرمائین اس عرض سے پادشاہ کی خاطر گران ہوئی جواب مین فرمان صادر
کیا گیا کہ ہم نے فتح سے پہلے زبان سے کہا تھا کہ جب خدا تعالیٰ کی عنایت سے
ملک بلخ و بدخشان تسخیر ہوگا تو ہم اس نور چشم کو عنایت کرینگے اب خدا تعالیٰ
کی عنایت سے میرے خاندان کی آرزوے دیرینہ برآئی۔ ابھی تک

قلعہ جات کا نسق و ویران شدہ ملک کا انتظام اور دل شکستہ رعایا کی تسلی
اور حکام کا تعین اور تھانہ بندی کا اہتمام صورت پذیر نہیں ہوا یہ تمہارا ارادہ تباہ
شدہ رعایا اور سپاہ اور تمام یہان کے رہنے والون کی دلشکنی کا سبب ہوگا
خصوصاً اخلاص شعار چغتائیون کا کہ وہ مدتون سے خدا سے دعا مانگتے تھے کہ
یہ آرزو انکی پوری ہو وہ نہایت ملول خاطر ہونگے صلاح دولت آئین یہی کہ
کچھ مدت تک عیش و عشرت کے ساتھ اس جگہ فرمان روائی کرو باوجود اس
جواب عنایت آمیز عتاب اثر کے بادشاہزادہ یہان رہنے پر راضی نہ ہوا
مکرر استعفا لکھا بلکہ استعفا کے جواب آنے سے پہلے خلیل اللہ خان کو بلخ حوالہ
کیا اور پیش خیمہ باہر لگانے کا حکم دیا اس نافرمانی سے بادشاہ کو نہایت
گرانی خاطر ہوئی بادشاہزادہ کے منصب اور جاگیر کو بدل دیا اور ملتان کا
صوبہ دیا۔

بادشاہ بلخ کی شوریدہ احوال کی اصلاح کے لئے چاہتا تھا کہ کسی ایسے معتمد
و معتبر مزاج شناس کاردان کو بھیجے جسکی گفتار و کردار کا سب کو اعتبار ہو جسکی
رضا سے امید جسکی شکایت سے خوف ہو اسلئے مدار المہام علامی سعد اللہ خان
بلخ بھیجا حکم دیا کہ بہت جلد وہان پہنچے اگر ہو سکے تو بادشاہزادہ کو پیغام نصیحت
سے معقول کرکے خطا سے باز رکھے اور اگر جانے کہ وہ کچھ نہیں سنتا تو اصلا اس سے
ملاقات نہ کرے اور امرا کو بھی اسکی ملاقات سے منع کردے صوبہ بلخ کی
حکومت بہادر خان اور اصالت خان کو سپرد کرے بہادر خان اہل تمرد اور
فساد کا استیصال کرے آئین حمیت ہے اور وہ حمیت دار سردار ہے اور وہ
سپاہ کا کام اور خزانہ کی داد و ستد اور اس دیار کے باشندون اور رعایا
کی پرداخت اصالت خان کو سپرد کرے جو مزاج آشنائی و فہمیدگی و
حسن سلوک سے موصوف ہے تاکہ امور ملکداری کی ہمتا جو کچھ کرتا چاہے

بادشاہ کی رہنموئی سے باہم مرافقت و موافقت کے ساتھ سرانجام دین اگر
نجابت خان ولد مرزا شاہرخ جسکے باپ دادا حکومت بدخشان پر سرفراز
رہے ہین اگر اس ملک کی صوبہ داری کو عنایت عظیمہ سمجھے اور بہت آرزو سے
قبول کرے تو یہ خدمت اسکو تفویض کیجیے اور اگر وہ پست فطرتی اور بیدلی
سے اپنے باپ دادا کی جانشینی کی قابلیت نہ رکھے تو استادگی کرے قلیچ خان
کو سپاہ کے ساتھ جتنی درکار ہو وہان بھیجدے کہ وہ بدخشان اور اسکے توابع کا
انتظام کرے رستم خان کو جمعیت شائستہ کے ساتھ اندخود اور اسکے مضافات کے
لئے معین کرے اور توابع بلخ کے ہر قلعہ و محال کے لیے بہادر خان و اصالت خان
کی صوابدید سے اور حدود بدخشان کے قلعون و مواضع کے لئے وہان کا
صوبہ دار سے اتفاق کرکے ایک معتمد کو مقرر کرے اور اسکے پاس جسقدر منصبدار
واحدی و برق انداز و پیادہ تفنگچی مناسب جانے بھیجدے اور لعل بدخشان
کی کان کا اہتمام بھی کوئی جدکارد یانت دار امانت گذار بھیجدے اور اس دیار
کے باشندون کے احوال پر توجہ کرے اور اس ولایت کی جمع و حاصل کی تحقیق
کرے اور جہان جمع پیشین مین سنگینی ہو اسکی تخفیف کرے اور لشکر شاہی سے
جو برزگرون و باغبانون و فالیز بانون کا زراعات و باغون و فالیزون
مین نقصان ہوا ہو اسکی عوض مین زر نقد خزانہ عامرہ سے دیدے
منصبداران نقدی کو سہ ماہی پیشگی اور منصبداران جاگیردار کو انکی
جمعیت کے اندازہ کے موافق جسقدر مناسب جانے خزانہ عامرہ سے مساعدت
کے طور پر تنخواہ دیدے اور بعض بندگان جاگیر شدہ کو بطور دستوری جو
حضور نے قرار دی ہے املاک مقبوضہ سے قبول تنخواہ مین دیدے بہرام و عبدالرحمن
پسران نذر محمد خان کو اور رستم ولد خسرو کو جو بلخ مین ہین اور تمام اسکے داروغے
او پر کیروانی و ابستون کو راجہ بیٹھلداس و خلیل اللہ خان و لہراسپ خان کے

سکے حوالہ مراد بخش نے انکو کیا ہے اور مہیں مع اس راٹھور کو ہماری پاس بھیجدی اور نذر محمد خان
کے گھوڑرون اور آدمیون مین جنکو ہمارے لائق جانے بدفعات ارسال کرے
اور شکاری جانور شنقار و طوبغون وغیرہ کا اہتمام کرکے مرزا نوذ صفوی
توش بیگی کو حوالہ کرے بلخ کے حصار بیرونی اور قلعہ اندرونی کی مرمت
و استواری کے لیئے جسقدر بیلدارون اور عملہ کی ضرورت ہو اُنکو نوکر اجو رداری
کرین ان کو تاکید کے ساتھہ کاروبار مین لگاے خواجون و علماء و مشاہیر بلخ
مین سے جنکو سزاوار حضور جانے اور خان کے نوکرون مین جو ہماری طرف رجوع
لائے ہون یا ہاتھہ لگے ہون انکو بھیجدے اور بندہاے شاہی مین سے سواے
انکے جنکی طلب مین فرمان صادر ہو چکا ہے جو کوئی ہمارے پاس آنے کی خواہش
کرے اسکو بیم و امید دلاکے اور وعدہ وعید کرکے اس ارادہ سے باز رکھے اور
جو نوکر اس اپنی آرزو کو نہ چھوڑے یا جس خدمت پر اس صوبہ مین مقرر ہو اس کو
قبول نہ کرے تو اسکو تغیر منصب جاگیر سے تنبیہ کرے اور جس کسی کی خدمتگذاری
اور اخلاص مندی و جانسپاری اسپر ظاہر ہو اسکے اضافہ منصب اور
سواکی التماس کرے وہان کے سکہ ٹکسال مین خوانین توران نے تانبا
ملادیا ہے اسکو دار الضرب بلخ مین گلاکر جسقدر اس مین تانبا ملا ہو جاندی
بڑھاکر اسکو چوتھائی روپئے کی برابر مقرر کردے اور اسپر ہمارے نام کا سکہ
لگاے چونکہ مدت سے اوزبک اور قزلباش مین تخالف مذہب کے سبب سے
عداوت ایسی بڑھہ گئی ہے کہ کسی وجہ سے موافقت و مولفت کی صورت
نہ ہوگی اسلیے صوبہ بلخ کا انتظام امیر الامراء علی مردان خان کو گو وہ اہل سنت و
جماعت کے زمرہ مین آگیا ہے سپرد کرنا مناسب نہ جانا۔ شاہزادہ اور بعض
اور امرا کی بے موقع حرکت سے ایک جماعت کثیر طوائف الملان آب جیحون
سے اترکر بدخشان کی بعض حدود و محال مین شورش و فساد مچاتے تھے

جنکا حال آگے آئیگا امیر الامرا کو حکم ہوا کہ جب سعد اللہ خان بدخشان مین پہونچے
تو امیر الامرا بھی قندز مین جاسے اور گروہ مذکور کی تنبیہ کر کے آب جیحون سے پار اتار دے
ناظم بدخشان کو اپنی مہمات کی سربراہی کے لئے بلخ مین توقف ہوگا اس کے
پہونچنے تک امیر الامرا قندز مین رہے اور جب صوبہ دار بدخشان مین آجائے
تو وہ کابل کو جاسے جسکا وہ ناظم ہے۔ غرض بادشاہ نے یہ ساری باتین
سعد اللہ خان کو سمجھا کر ۲۶ جمادی الثانیہ کو رخصت کیا اور سید فیروز کو حکم ہوا کہ
پچیس لاکھ روپیہ کا خزانہ علوفہ سپاہ اور اور مصالح کے لئے پنجشیر کی راہ سے بلخ
پہنچا کر چلا آئے۔ سعد اللہ خان ختجان کی راہ سے گیارہ روز مین دوڑا۔
آٹھوین رجب کو بلخ مین پہنچا۔ شاہزادہ کو سمجھایا کہ وہ اپنے معاودت کے عزم
کو فسخ کرے جس سے قبلۂ دین و دنیا کی ناراضی نہ ہو اور نصیحتین کین مگر
کچھ اثر مرتب نہ ہوا تو اس نے تمام بندہائے بادشاہی کو منع کردیا کہ شاہزادہ
کے گھر نہ جائین۔ بہادر خان اور اصالت خان کو بلخ کی صوبہ داری تسلیم
کی اور ان کے اتفاق سے مہمات کا انجام دینا شروع کیا تھانہ دار اور
قلعون کے قلعہ دار مقرر کئے نجابت خان نے بدخشان کی صوبہ داری نہین
قبول کی قلیج خان کو وہ سپرد ہوئی۔ غرض تمام مقامات قلعون اور تھانون
مین امرا مقرر ہوگئے اور سپاہ جو انکے لئے مناسب تھی مقرر ہوئی سعد خان
نے رات کو رات جانا نہ دن کو دن۔ بائیس روز مین بادشاہ کے تمام
احکام کی تعمیل کردی اور سارا انتظام کردیا۔

بدخشان کی واقعات

بادشاہزادہ نے قندز مین راجروپ کو مقرر کیا تھا اس راجہ پر ازبکوں
کی ایک جماعت نے جنکو المانی کہتے تھے آب آموں سے عبور کرنے کے لئے
ہجوم کیا یہ دریا ہی اس راہ کا سد راہ تھا انکے مقابلہ مین راجہ نے
مردانگی کا بیان کیا بہت آدمی کام آئے اور طرفین سے مگر غالب و مغلوب کچھ

اور سخت محاربے ہوئے ہر بار اوزبکون کو شکست ہوئی امیر الامرا کے پہنچنے تک موجب حکم کے
راجہ خود آیا اس گروہ کی تادیب مین مصروف رہا اور کارزار ہای رستمانہ راجہ سے ظہور مین
آئین کولاب مین بھی شاہ جہان صاحبقران ثانی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

جب شاہزادہ مراد بخش کے حکم سے بہادر خان و اصالت خان نے اندخود (اندخوی)
سے مراجعت کی تو حوالی اندخوی مین المانیون نے تاخت کی۔ خواجہ کمال ارباب اندخوی سے
جو بادشاہ کا دولت خواہ تھا حصار سے انکی مدافعت کے لیے نکلا اور شہید ہوا۔ رستم خان
اس طرف روانہ ہوا اور پل خلب سے کوچ کیا تو اس نے سنا کہ پانچ ہزار گروہ پر بہت سے المانی
جمع ہین انکی تنبیہ کے لیے اس نے محمد قاسم داروغہ توپ خانہ کو دو ہزار تفنگچیون کے ساتھ
بطور ہراول کے بھیجا کہ اس درمیان مین خسرو بیگ ترکمن قوشچی بیگی نذر محمد خان کا
آدمی آیا اور اسنے اسکی طرف سے یہ ظاہر کیا کہ ایک جماعت المانیون کی الچی و د
ادیما قات پر تاخت کر کے مال اور مواشی لوٹ کر لے گئی ہے اور چاہتی ہے کہ میری
یورت پر حملہ کرے۔ بادشاہ کی خدمت گذاری کے سوا اور کوئی خیال مجھے نہین
ہے امیدوار ہون کہ کومک کر کے ان شریرون کے شر سے مجھے رستگاری دی
جاے۔ رستم خان خود خان سے ملنے گیا۔ المانیون نے قیدیون اور مال کو
ایک رباط کے حوالی مین جو یہان تھی جمع کیا تھا۔ لشکر شاہی نے لڑ کر انکو بھگا دیا اور جو
اسپ و شتر و گاؤ و گوسفند وغیرہ لوٹ کر لے گئے تھے وہ سب چھین لیے اور جنکا مال لٹا
تھا انہون نے اپنا مال پہچان کر لے لیا۔ شبرغان کی حدود مین جو المان جمع ہوئے تھے
وہ بھی غارت ہوئے خسرو بیگ نے اس دن پہلوانہ کام کیا کہ بادشاہ کی اطاعت
مین آکر مع اپنے قبیلہ کے رستم خان کی ہمراہ اندخود مین آیا۔ خسرو کا حال یہ ہے
کہ وہ پانچ چھہ برس کی عمر مین قید ہوا تھا۔ نذر محمد خان نے اسکو خرید کر تربیت
کیا اسکے حسن صوری و معنوی کے سبب سے نذر محمد خان کو اس سے علاقۂ محبت پیدا
ہوا جب اس نے اورگنج کو فتح کیا جمین ایماق ترکمن بستی تھی تو اس نے

تو اُنہون نے خسرو کو پہچان کر کہا کہ یہ ہمارے قبیلہ سے ہے اور اسکا باپ ہمارے
قوم مین معتبر تھا اسلئے خان نے اسکو اویماق ترکمن کا سردار کر دیا - اب رستم خان
کی سفارش سے بادشاہ نے منصب ہزاری ذات و پانصد پر سرافراز کیا راجہ
دیبی سنگہ اور المانیون کی لڑائی ہوئی - المانی لشکر شاہی کی ایک قطار اونٹون
کی چھین کر لے گئے تھے اسکو راجہ نے خلاص کیا - راجہ کو انکے پندرہ سو سوارون نے
گھیر لیا - راجہ کے کئی قریب کے رشتہ دار مارے گئے - راجہ اور اسکے رجپوتون نے
بہادرانہ عزم مرنے کا کر لیا تھا کہ محمد قاسم کا لشکر انکی مدد کو آگیا اور اُنہون نے
المانیون کو مار کر بھگا دیا -

میر عزیز کا ایران مین نذر محمد خان پاس بھیجا جانا -

بادشاہ کو معلوم ہوا کہ نذر محمد خان ایران کو گیا ہے تو میر عزیز کو کہ پہلے بھی
نذر محمد خان پاس سفیر بن کر گیا تھا واپس روانہ کیا اور علامی سعد اللہ خان
سے ایک نامہ خان کے نام لکھا کر اسکو دیا جسکا حاصل مضمون یہ تھا -
بعد القاب و آداب گذارش مطلب یہ تھا کہ جب شاہزادہ مراد نواحی بلخ
مین گیا تھا تو تم نے اسکے استقبال کے لیے بیٹون کو بھیجا اور جب شہزادہ کنار بلخ
پر آیا تو اُس نے بعنفوان جوانی کے سبب ریش سفیدون کے ساتھ بعض نابہنجار
ادا مین کین - باوجودیکہ تم قلعہ مین تھے اُس نے رستم خان کو بھیجدیا - اور
تم کو مجبور کیا کہ شبرغان کی طرف چلو - خداوندان قدر کی قدر صاحب قدر
اور اہل فضل کے فضل کو اصحاب فضل جانتے ہین مگر تم کو چاہیے تھا کہ میرے پاس
آتے جسمین تمہاری بہبود کار ہوتی لیکن تدبیر پر تقدیر تقدم رکھتی ہے ابھی
تمہاری قسمت مین مشقت اٹھانی باقی تھی بہر تقدیر ہم اپنے مافی الضمیر کو تم پر ظاہر
کرتے ہین کہ اس دیار مین لشکر بھیجنے سے ہمارا ارادہ سوائے اسکے کچھ اور نہ تھا کہ
فتنہ جو اوزبکون اور زشت خو المانیون کی تنبیہ کرین جنکے رو یہ نابہنجار
جور و خونخواری و ظلم و بیداد سے سب طرف خلقت الامان مانگتی ہے

اور بعد اس تنبیہ کے تم کو باوجود تقصیرات کے اس ملک پر بحال رکھیں اور تمہاری
مدد اور اعانت کے لئے ایک فوج بدخشان مین رکھیں اور اسکے بعد ہم اپنے پایۂ تخت
کو مراجعت کرین مگر تم ہوش عقل باختہ ایسے ہوئے کہ محض ہم سے اور بدخواہون
کی رہنمولی سے اس سمت کو روانہ ہوئے اور فرزند و عیال و ناموس کو یہان چھوڑ
گئے اگر تم اپنے معتمدون مین سے کسی کو بھیجو تو محل نشینون کو با احتیاط سرانجام کر
کرکے روانہ کرون اور نہین تو انکی وجہ معاش ہر ایک کے لائق مین مقرر کرون اور اپنے
پاس رکھون۔ میر عزیز اس نامہ کو لے کر فراہ کی راہ سے عراق کی سرحد مین داخل
ہوا اس نے سنا کہ نذر محمد خان صفاہان کو چلا گیا۔ جان نثار خان بادشاہ کی
طرف سے ایلچی شاہ ایران کے پاس جاتا تھا اسکے ساتھ میر عزیز مکتوب سمیت پہنچا
یہان اسکو خبر لگی کہ نذر محمد خان سوء مزاجی کے سبب پھر خراسان کو فراہ
کی راہ سے گیا میر عزیز نے چاہا کہ مراجعت کرے شاہ عباس نے اطلاع پاکر اسکو
منع کیا کہ اغلب یہ ہے کہ نذر محمد خان بہ سبب جنون اور آشفتہ دماغی کے جو اسکے
حال مین بڑھ گئی ہین اسکے ساتھ معقول سلوک نہ کرے بہتر ہی کہ وہ جان نثار خان
کے پہنچنے تک توقف کرے اور اپنی بادشاہ کو حقیقت لکھ بھیجے اور موافق حکم کے عمل
کرے تب بادشاہ پاس میر عزیز کا عریضہ پہنچا تو شاہ ایران کی مصلحت کو اس نے
پسند کیا میر عزیز کو مراجعت کے لئے حکم صادر فرمایا۔

بادشاہ نے پچیس لاکھ روپیہ قلعہ دار غور پاس روانہ کیا کہ وہ پہلے پچیس لاکھ روپیہ کے ساتھ اس روپیہ کو بھی سپاہ مین پہنچا دے۔ بادشاہزادہ محمد مراد بخش کابل ۱۰۵۷
مین داخل ہوا اور ملازمت سے ممنوع ہوا۔ حکم ہوا کہ بادشاہ کی فوج کے بعد وہ پشاور
مین جاکر اقامت کرے خلیل اللہ خان اور بندہای بادشاہی نذر محمد خان کے
متعلقین کو حضور مین لائے دوسرے روز بہرام و عبد الرحمن دو نو بیٹے اور رستم
پسر خسرو شرف باب ملازمت ہوئے بہرام کو خلعت و منصب پنج ہزاری

ہزار سوار کا مرحمت ہوا عبدالرحمن اور رستم کم عمر تھے انمین سے ہر ایک کا سو روپیہ
یومیہ مقرر ہوا اور تربیت کے واسطے دارا شکوہ کے سپرد ہوئے نذر محمد خان کی زوجہ و دختر
کو بیگم صاحب نے اپنے پاس بلا لیا اور بہت دلاسا دیا اور خلعت و زیور عطا کیا ہر ایک
کے واسطے مکان و یومیہ مقرر کیا اور فرمایا کہ نذر محمد خان جہان ہوگا وہان پہنچا دئے
جاوینگے۔ پادشاہزادہ شجاع کو بنگالہ اور محمد اورنگزیب کو احمد آباد سے بلانے کا
فرمان لکھا گیا۔ صوبہ گجرات مین شائستہ خان مقرر ہوا اور صوبہ بہار کا صوبہ بنگالہ ضمیمہ ہو کر
اعتماد خان صوبہ دار بہار کو سپرد ہوا۔ شائستہ خان کی جگہ صوبہ مالوہ مین شاہنواز خان
مقرر ہوا اور اسکی جگہ جونپور مین مرزا حسن صفوی و سعد اللہ خان بلخ سے یلغار کرکے
پادشاہ کی خدمت مین آیا۔ ایک ہزار سوار کا اضافہ ہوا و شش ہزاری پنج ہزار سوار کا
ہشتم شعبان ۱۰۵۶ھ کو دار الملک کابل سے دار السلطنت لاہور کو پادشاہ روانہ ہوا۔
نذر محمد خان کے بیٹون و متوسلون کو پہلے روانہ کیا اور سعد اللہ خان کو فرمایا کہ ایک
نامہ اتحاد جسمین فتح بلخ و بدخشان کا ذکر ہو شاہ عباس کو لکھے نذر محمد خان کے مال
منضبطہ مین سے اکثر چیزین کم بہا تھین ان مین سے ولایت تازہ مفتوح کی نشانی کے
شگون کے لئے پادشاہ نے سب سے بہتر چیزین شاہ ایران کے لئے بہم
انتخاب کین شمشیر مرصع مع پرتلہ گران بہا اور خنجر مرصع نامہ اور یہ تحائف سلابیگ
کے ساتھ ایران روانہ کئے اس نامہ کے چند فقرے ترجمہ کئے جاتے ہین ان دنون
مین ہم نے سنا کہ بلخ و بدخشان مین فرقہ اوزبکیہ نے سر اٹھایا اور اودھم مچایا ہے
روز معاد کی باز پرس اور سطوت رب العباد سے چشم پوشی کی ہے اور دست
باطل پرست کو آستین جور و جفا سے باہر نکالا ہے اول اپنے والی کے انقیاد کے
جادہ سے باہر قدم رکھا ہے اور اسکا ناک مین دم کیا ہے اور بہت ناہنجار
ادائین اور دور از کار بے اعتدالی کرتے ہین اور وہان کے ضعفا و غربا کو ستاتے
ہین اور مسلمانون کی حرمت و ناموس کو خاک مین ملاتے ہین امن و امان بالکل

معدوم ہوگیا اور یہان تک نوبت پہنچی کہ سادات کی ایک جمع کثیر کو قتل کیا اور ان کا
ذکر تو کیا ہے باقتضاء حمیت دین مبین وحمایت ملت متین وترحم بحال مسلمین و زکات انصاف
تمکنت وشکر نعمت قدرت کہ ایزد بیہمال نے فضل کامل ولطف شامل سے ہم کو
ارزانی کی ہے تا و مظلوموں کی داد دہی اور ستم رسیدون کی فریادرسی ہمارے ذمہ
فرض کی ہے ۱۰ صفر سنہ ۱۹ جلوس کو لاہور سے کابل کو ہم روانہ ہوئے اور آخر
ربیع الثانی مین کابل مین آگئے۔ یہان سے ایک لشکر گران وتوپخانہ سنگین و خزانہ
وافر بسرداری فرزند محمد مراد بخش تعین فرمایا باوجودیکہ راہون مین نشیب و فراز
پہاڑون کے ہیبتناک درے اور بہت سے گریوے و مغاک دشوار گذار تھے اور
گذر طول مین برف اس مرتبہ تھی کہ نظر بندی اسکے عبور مین کندی کرتی تھی۔ مگر
چابکدست بیلدارون نے اور چیت چالاک کلندارون نے راہون کو برف
سے صاف کیا اور بہادرون نے جو خدیو حقیقی و خداوند مجازی کی راہ مین
جانبازی کو حصول سعادت نشاتین جانتے ہین اور معرکہ رزم کو اپنے ولینعمت
کی تقدیم خدمت کے لئے محفل بزم سمجھتے ہین اس راہ کو طے کیا اور جمدھر و خنجر سے
برف کو کندہ کیا اور ہاتھ و دامن و سپر مین اسکو اٹھایا اور ولایت بدخشان
مین داخل ہوئے خسرو خلف نذر محمد خان نے اس درگاہ مین التجا کی آج وہ
ہماری عنایات و خصوصیات سے کامیاب ہے اور لشکر نے قلعہ قندز کو جو
حاکم نشین ہے و قلعہ کھمرد کو سرسواری مفتوح کیا اور قلعہ دارون کو اسیر اور مملکت
مذکور کے اور بقاع و قلاع پر تصرف کیا اور شاہزادہ بدخشان کو فتح کرکے
بلخ کی طرف متوجہ ہوا اوزبکیہ ہمارے لشکر کی تاب نہ لاسکے آب آموں کی
اس طرف فرار ہوگئے نذر محمد خان جو دو پایہ سے تمیز رکھتا تھا نہ تحصن کی طاقت
اس وقت کہ شاہزادہ نواحی بلخ مین آیا تو اپنے بیٹون کو استقبال کے لئے
بھیجا اور درخواست حرمین شریفین جانے کی کی شاہزادہ نے پسندیدہ

سلوک کیا اور اسکی دلدہی و دلداری مین کوشش کی اور انکو باپ پاس بھیجدیا
مگر جب دوسرے روز حوالی بلخ مین لشکر آیا تو خان وہم کے غلبہ و توہمات بیجا
سے تمام عیال و اطفال اور مال و منال اور مدت العمر کا اندوختہ کو چھوڑکر سبحانقلی
و قتلق سلطان بیٹون کو جو حاضر تھے ہمراہ لیکر اور غیر حاضرون کو چھوڑکر بے اطلاع
سراسیمہ وار چند آدمیون کے ساتھ بلخ سے نکل کر آپ کے آستانہ کی طرف وارد
ہوا ظاہر تھا کہ جیسے ہم نے اسکے بڑے بھائی کو اعزاز کے ساتھ حرمین کو روانہ کیا تھا
ایسے ہی ہم خان شفقت دیدہ تعب کشیدہ کو بھی اگر ہمارے پاس آتا تو احترام کے
ساتھ طواف مکہ معظمہ کی اجازت دیتے۔ خدا کا ہزار شکر ہے کہ اس نیازمند کی
تدابیر اپنی تقدیرات سے موافق ہوتی ہین اللہ تعالی نے جیسی یہ فتح نمایان
کہ کارنامہ پادشاہان روزگار ہے اس نیازمند کو مبارک کی ہین سمرقند و بخارا
کی فتح بھی نصیب کرے آمین یا رب العالمین۔
ارسلان بیگ کو روانہ کرکے پادشاہ کوچ بکوچ لاہور کو آیا دس لاکھ روپیہ خزینہ بند
کو روانہ کیا۔ اوائل رمضان مین نیلاب سے عبور کیا مبلغ تیس لاکھ روپیہ کابل
روانہ کیا وسط شوال سے حوالی لاہور مین آیا پچاس ہزار روپیہ خسرو و بہرام کو اور
پچیس ہزار روپیہ نذر محمد خان کے اور بیٹون کو اور دس ہزار روپیہ محمد بدیع پسر خسرو
کو عنایت کیا محمد مراد بخش کو منصب دوازدہ ہزاری دہ ہزار سوار سے معزول
کیا اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار پر بحال کیا شکر النساء بیگم عمہ پادشاہ
اکبرآباد سے فتح بلخ کی تہنیت کو لئے آئی تھی چالیس ہزار روپیہ کا لعل نذر کیا اور
لاکھ روپیہ انعام پایا۔ پادشاہزادہ محمد اورنگ زیب کو ولایت بلخ و بدخشان
عنایت ہوئی اور اسکا اضافہ منصب دوازدہ ہزاری دہ ہزار سوار ہوا جنمین
آٹھ ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ تھے اور پانچ لاکھ روپیہ نقد و خلعت طلا
وسط محرم سنہ کو رخصت کیا اور فرمایا کہ آپ در پیج کر ایام نوروز بسر کرے

اورباردی بہشت مین وہان سے بلخ روانہ ہوا- بادشاہ نے سُنا کہ راجہ رای سنگہ
وغیرہ ایک جماعت بے حکم بلخ سے چلی آتی ہے- حکم ہوا کہ آب اٹک سے اسکو نہ
گذرنے دین اور بادشاہزادہ اسکو ساتھ لے جاے- سید منصور ولد سید خان جہان
مغضوب و محبوس تھا اسکو محمد اورنگ زیب کی سفارش سے خلاص کیا اور اس
شاہزادہ کے حوالہ کیا- مبلغ پچاس لاکھ روپیہ بلخ کی سپاہ کی مدد خرچ کے لئے
پشاور روانہ کیا اور فرمایا کہ بادشاہزادہ کے پہنچنے سے پہلے جمعیت شائستہ کے
ساتھ کتلون سے باہر لے جائین تیس ہزار روپیہ محافظ دون کو دین-
بہادر خان کو معلوم ہوا کہ پانچ چھہ ہزار المان فساد کے ارادہ سے آب جیحون
سے اس طرف گذر کلیف کے قریب آئے ہین وہ بلخ سے آنکر تنبیہ کے لئے ان کے
لیکر نکلا- بلخ سے بارہ کروہ پر موسن آباد المان مین مقیم تھے- بہادر خان وہان
گیا اور انکے آدمیون کو مارا اور انکو بھگا دیا اور اس نواحی کے محال کا جو اسباب
انھون نے لوٹا تھا وہ چھین لیا اور اسکو مالکون کے پاس پہنچا دیا پھر اُس کو یہ
خبر لگی کہ دس ہزار سوار خلم اور مواضع بلخ کو لوٹ رہے ہین- بہادر خان
موسن آباد سے خلم مین آیا- یہان کے آدمیون سے اس نے سنا کہ موضع
نیکی آرق مین انکا چھہ روز رہے اور آستانہ اور ایبک کی محال کو خوب لوٹا
اور لوٹ کا مال جمع کرنکے وہ بادشاہی لشکر کی خبر سنکر دریا سے پار چلے گئے
ایک اور فوج جسکے سرآمد شاہ محمد قطغان و قاسم یابی و قل محمد و حبیبہ حی وغیرہم
تھے انمین سے ہر یک سردار کچھ سپاہ کو لیکر ہر طرف گیا ہے کہ غوربند سے جو
خزانہ شاہی بلخ کو جاتا ہے اسکو روکین- بہادر خان نے راجپوتون عبداجاؤن
اور اور آدمیون کو بھیجا کہ وہ خزانہ کے آدمیون کی مدد کرین اور خود جیحون کے
کنارہ پر آیا کہ لٹیرون سے جو مال لوٹ کرلے گئے تھے چھینکر انکے مالکون کو
دے کچھ دور چلا تھا کہ سوارون نے آنکر خبر دی تھی کہ موضع نیکی آرق کو اوزبکیہان نے

بلخ اور جوانب کے واقعات - ایک اور سانحہ -

سخت محاصرہ کر رکھا ہے اسلئے وہ اس طرف روانہ ہوا۔ جب لشکر یہان آیا تو اوزبک یہان سے ایک گریوہ مین چلے گئے جو انکی پناہ گاہ تھا نیکنام عم بہادر خان وہان جا کر ان سے لڑا۔ بہت اوزبکون کو مقتول و مجروح کیا وہ پہاڑ سے اُتر کر بھاگ گئے اور اس دار و گیر مین بہادر خان کے بھی کچھ تابین گئے۔ شام کو بہادر خان و مظفر خان نیکی آرق مین آئے انکو معلوم ہوا کہ جو مال اوزبک لوٹ کر لے گئے تھے وہ دریا پار لے گئے اور بھاگے ہوئے اوزبکون کا پتا نہین تو وہ خلم مین خزانے کے آنے تک انتظار مین بیٹھے۔ ۲۴ شعبان کو خزانہ آیا تو وہ ۱۱ رمضان کو بلخ مین داخل ہوئے۔

۲۸ شعبان ۱۰۵۶ کو المانون کے ایک گروہ عظیم نے بلخ سے پانچ کروہ پر مواضعات کو خوب لوٹا۔ رعایا کے بہت سے مواشی اور لشکریون کے کچھ گھوڑے اور اونٹ جو چراگاہ مین پھیلے پھرتے تھے لوٹ کر لے گئے مگر شمشیر خان تھانہ دار ن آباد نے جا کر سپاہ و رعیت کے دواب انسے چھین لئے غرض جہان جہان دہات مین اوزبک لوٹتے مارتے جاتے تھے وہان سے ہٹ کر بھاگتے تھے

شبرغان کا قاضی نفاق پیشہ تھا اوزبکون سے پوشیدہ سازش رکھتا تھا اوزبکون نے اس سے کہا کہ ایسی حیلہ سازی کرے کہ حصار شبرغان ہماری تصرف مین آجائے اُسنے جبار قلی قلعہ دار سے کہا کہ آپ شبرغان کا بند اوزبکون نے توڑ ڈالا ہے اسکا بند ھوانا ضرور ہے اسی پر معموری ولایت و فراغت زراعت موقوف ہے وہ آپ کے جائے بغیر بننے کا نہین۔ جبار قلی حصار سے نکل کر اس طرف راہی ہوا تو اوزبک کمین سے نکل کر پیکار کے لیے نمودار ہوئے۔

جبار قلی نے یہ سوچا کہ اگر مین انسے لڑنے مین مصروف ہوتا ہون تو یہ خوف ہے کہ انکا دوسرا گروہ قلعہ کو جا کر نہ لے اسلئے وہ قلعہ کو چلا گیا اور ایک جماعت کثیر اسکی قتل ہوئی راجہ دیبی اور ترکتاز خان کہ رستم خان کی

بے اجازت اندخود سے بلخ کو روانہ ہوئے تھے وہ شبرغان مین آگئے اور
اہل قلعہ کا دل قوی کیا محسن قلی برادر جبار قلی کے ساتھ وہ قلعہ سے باہر آئے
اور المانون کی خوب مالش کی اور انکے بہت آدمیون کو مار ڈالا اور باقی کو
قلعہ کے دور سے پرے ہٹا دیا شبرغان مین انہون نے قیام کیا کہ خاطر جمع
ہو جب انہون نے المانیون کی خبر کچھ نہ سنی تو وہ بلخ کو روانہ ہوئے اور
جب پل خطیب پر پہنچے تو دشمنون نے معاودت کرکے لڑنا شروع کیا وہ مور و ملخ
سے زیادہ تھے انہون نے آنکر گھیر لیا۔ لشکر پادشاہی کے بہت سے آدمی
مارے گئے اور اوزبکون کی ایک جماعت قتل ہوئی۔

خسرو بیگ ترکمن کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے۔ رمضان ۱۰۵۶ھ مین
یہ خبر مشہور ہوئی کہ اوزبک اندخود پر چڑھائی کرینگے اسکو اندیشہ ہوا اور اسنے
بھاگنے کا قصد کیا رستم خان نے اسکو تسلی دی اور کہا کہ اول وہ میرا مال
لوٹینگے تو کیون ڈرتا ہے مگر اسکی تسلی نہ ہوئی اور اس نے بھاگنے کا ارادہ
کیا۔ رستم خان سے کہا کہ اس سرزمین کی علف میری مواشی کو کفایت
نہین کرتی۔ یہ اجازت لیکر اندخود سے پانچ کروہ پر چراگاہ مین گیا کچھ دنون
یہان ٹھیرا پھر بدذاتی سے بھاگ کر خراسان چلا گیا۔ نذر محمد خان نے الہ یار بیگ
کو اپنے آخر عہد مین المانیون کی تنبیہ کے لیے جو نواحی چیچکتو و میمنہ مین فساد
مچاتے تھے بھیجا تھا۔ جب حوالی بلخ مین لشکر شاہی آیا تو اسکو اپنے پاس بلایا وہ
قوم کا چغتا تھا پادشاہ کی خیر اندیشی کے سبب سے اس پاس نہ گیا اور
جب نذر محمد خان ایران کو چلا گیا تو وہ اپنی یورت مین کہ حدود چیچکتو و میمنہ مین تھی
مغرور و سرکش ہوا کفش قلماق نے بھی چیچکتو کی حدود مین اپنی الوسات کو جمع
کیا تھا اسکو اسنے اپنا دوست بنایا اور اپنے باپ منگ سعید اور بھائیون
اور پیخوا و بیاق کے قلماقون کے ساتھ چیچکتو و حدود مارد بیاق کی درمیان

خسرو بیگ ترکمن کا اندخود سے خراسان کو بھاگ جانا

الہ یار بیگ [illegible]

چراگاہ مین سکونت اختیار کی اولیاے دولت نے بلخ و اندخود سے انکی استمالت نامے
بھیجے کہ وہ پادشاہ کی اطاعت اختیار کرین امان بیگ نے غاشیۂ عبودیت کندھے
پر رکھا اور بلخ کو روانہ ہوا اور کفش قلماق نے اپنے بھائی آتش قلماق کو امان بیگ کے
پاس بھیجا کہ معاملہ کی طرز کو ملاحظہ کرکے کچھ مقاصد کو التماس کرے اگر وہ منظور ہون
تو مین بھی پادشاہ کی غلامی کو حاضر ہون ۲۵ شوال کو امان بیگ و آتش قلماق
بعض ریگو ریاء ادیماقات نواحی چیچکتو و میمنہ سمیت بلخ مین بہادر خان و اصالت خان کے
پاس آئے انہون نے ہر ایک کو خلعت دیا امان بیگ کو ساٹھ ہزار شاہی اور
آتش قلیخان کو جسکا نام محمد سعید تھا تیس ہزار شاہی برسم انعام دیئے اور امان بیگ
کو منصب دو ہزاری ذات اور ہشت صد سوار کا اور آتش کو آٹھہ صدی چار صد سوار کا
منصب ملا۔ امان بیگ کی التماس سے اسکے لیئے محال میمنہ باستثناء قلعہ کے اور چیچکتو
و غرجستان و کرزان و فاریاب و خیراب جاگیر مین مقرر ہوئی اور جب آتش نے
اپنے باپ مینگ سعید اور کفش قلماق اور اور اپنے بھائیون کے لیئے مناصب
بزرگ کی درخواست کی اور قلعہ میمنہ و شبرغان کو چاہا کہ عیال و اطفال رکھنے کے لیئے
اسکو عنایت ہون تاکہ خاطر جمع ہوکر ہم بلخ کی مہم سازی مین مصروف ہون تو
اولیاے دولت نے جو انپر اعتماد نہین رکھتے تھے کہا کہ بالفعل تم سب کو منصب جو
انکے لائق حال تھے تجویز کردیئے سوا ان دو قلعون کے جہان چاہین جاگیر
اونکی تنخواہ کے لیئے مقرر ہو سکتی ہے تاکہ اپنے الوس کو سرحد سے لا کر اس محال مین
حفاظت سے رکھین اور جو کوئی بلخ مین آئیگا فراخور حال مدد خرچ پاکر رخصت ہوگا
اگر کوئی مہم پیش آئے تو مع اپنے اویماق کے حاضر ہوا اور جب سارے قبیلے خدمات
پسندیدہ بجا لائینگے تو ان دو قلعون کے واسطے پادشاہ سے درخواست کی
جائیگی یقین ہے کہ منظور ہوگی اور مناصب بھی زیادہ ہو جائینگے۔ آتش یہ جواب
سنکر رخصت ہوا کہ اپنے باپ اور بھائیون کو یہ باتین سمجھائے مگر نہ وہ پھر خود آیا

اور نہ اوروں کی بندگی کے لئے رونما ہوا اور اپنے باپ اور بھائیوں کے ساتھ
شورش و فساد کا باعث ہوا جسکا ذکر آگے آئیگا سرکاری زر کو حرام خواری میں صرف کیا
امان بیگ اپنے فرزندوں کو بلخ میں چھوڑکر کزران و غرجستان کو روانہ ہوا
کہ بحکم مقام میں مقیم ہوکر اپنے اویماق کو جمع کرے اور بعض احشام کو جو قلماقان
سطور کے ساتھ متعلق ہوئے تھے انکو یہ اختیار و بے اختیار الطاف پادشاہانہ
کا امیدوار کرکے فتنہ اندوزوں کی ہمراہی سے نکالے امان بیگ کو ایسے
خیرخواہوں کے سبب سے قیچاق خانی کا خطاب ملا۔

سبحان قلی نے پانچ چھہ ہزار اوزبک سواروں کو جو پہلے بلخ میں رہتے
تھے اور المانوں کو جو اسکے پاس جمع ہوئے تھے ساتھ لیا اور ۲۶ ذی القعدہ
سنہ ۱۰۵۶ کو آب ترمذ پر ہجوم کیا حصن بیرونی قلعہ پر نردبانیں لگا کے اوزبک
اسکے اندر آگئے۔ مرزا کوہانی پاس پانچ سو افغان بنگش کے تھے انہوں
نے مردانہ ہمت کرکے حصار کی نگہبانی کی حفاظت کے لئے زد و خورد کے
ہنگامہ کو گرم کیا بہت کشش و کوشش کے بعد بہت سے المان کشتہ
ہوئے اس اثناء میں سعادت خان جہتا میں جلا کر تفنگچیوں اور
ماہیوں کے ساتھ ارگ سے باہر آیا صبح تک تلاش و پرخاش ہوتی
رہی اوزبکوں کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور بقیۃ السیف
ہر طرف بڑی جان کندنی سے دیوار پر آنکر حصار سے باہر نکلے اور
بارہ کوس تک کہیں نہیں ٹھیرے۔

اکثر المانوں کا نام اوپر آیا ہے اسکا حال اس لئے لکھا جاتا ہے
کہ انکا کام خونریزی اور پیشہ فتنہ انگیزی اور بیداد کرنا ہے جسکا اندوختہ
ہاتھ لگے اسکا چھین لینا انکی معاش ہے انکی جنگ کا طریقہ یہ ہے کہ غدر
کمر کرکے ناگاہ جمعیت ناآگاہ پر گرتے ہیں اور جو کچھ پاتے ہیں لیکے جاتے ہیں

اور بھاگ جاتے ہین ایک گرگین خر کے لئے دس بہادرون کو مار ڈالتے ہین اور جب تک
وہ ہاتھہ نہ آئے اسکا پیچھا نہین چھوڑتے ہین جنگ صف نہین کرتے اگر غنیم مین ذرا
بھی قوت دیکھتے ہین تو بھاگ جاتے ہین غنیم کو اپنی چند صورتین دکھاتے ہین اور جنگ کی نیت
سے اس پچھلے جاتے ہین جہان جمع کثیر کمین مین بیٹھی ہوئی ہے پھر اسکو گھیر لیتے ہین
اس جماعت کی دست اندازی اور ترکتاز کا سبب یہ ہے کہ کچھہ انکو سامان و سرانجام
درکار نہین ہے ایک پرانا خیمہ دس دولتمندون کی عشرت گاہ ہے انکا طعام
لذیذ اور شراب گوارا تلقان جو و خمیر ترش ہین اگر بارچہ گوشت پاتے ہین تو اسکو
سب سے زیادہ مزہ دار طعام جانتے ہین انکے گھوڑون کی گھاس درمنہ خوردہ ہے
اس خورش پر ایک دن مین وہ چالیس پچاس کروہ راہ چلتے ہین ایسے گھوڑے
اور آدمی سخت روانی و سبک جانی سے جہان چاہین جاسکتے ہین بہت دفعہ
ایسا ہوتا ہے کہ وہ بلخ و بخارا سے مال لوٹ کر خراسان وغیرہ مین لے جاتے
ہین اور قزلباش باوجودیکہ انکے پاس اصیل گھوڑے ہوتے ہین مگر وہ انکی گرد کو
نہین پہنچ سکتے ہین اور گھر سے دریاے آمو جیحون سے اگر وہ چاہین تو ایک دن مین
کئی دفعہ سگ آبی کی طرح آسانی سے آر پار آجا سکتے ہین جب عبور کرتے
ہین تو زینون کو جو چند چوب ہوتی ہین باہم ملا کر باندھتے ہین اور ایک گھوڑے
کے سر کو دوسرے گھوڑے کی دم سے باندھتے ہین اس طرح ایک آدمی
کتنے گھوڑون کو دریا سے پار لے جاتا ہے اور نے کہ دریا پر بہت پیدا ہوتی ہے
اسکا ایک پشتوارہ بناتے ہین اور اسپر بیٹھ کر دریا سے گذر جاتے ہین تمام
افعال انکے مکر و فریب ہین مورو ملخ سے زیادہ ہین آنے جانے مین مگس کی
سال گذشتہ مین بلخ و بدخشان کی فتح سے دو ملک وسیع ممالک محروسہ کے
ضمیمہ بنے تھے بہادر خان و اصالت خان حفظ ولایت و ضبط معاملات کے
لئے مقرر ہوئے تھے انکی عرائض سے معلوم ہوا کہ عبد العزیز خان والی توران

چاہتا ہے کہ اپنے علوفہ خوار اوزبکیون کا لشکر جمع کرکے موسم بہار مین بلخ پر لشکر کشی کرے اسلئے ۱۵ محرم سنہ کو شاہزادہ اورنگزیب کو روانہ کیا جس کا اوپر ذکر ہوا اور ۱۸ ماہ صفر سنہ کو لاہور سے کابل کی طرف خود کوچ کیا تا اسکے قریب ان سے جنگ و پیکار مین لشکر شاہی کو تقویت ہو اب تازہ وقائع بلخ و بدخشان لکھتے ہین۔

۱۲ محرم سنہ کو کئی ہزار المانیون نے اس ضلع کی نواح کے تھانہ دار اگرسین کچھواہہ پر آخر شب مین تاخت کی اوگرسین سامان جنگ کے تھیہ کے لیئے مستعد ہوا اور اپنا آدمی ناظم بلخ پاس کومک کے لئے بھیجا کومک کے آنے تک اس نے المانیون سے مقابلہ و مقاتلہ کیا۔ تین روز تک سخت لڑائی رہی راجپوتون کی ایک جماعت اور پادشاہی بندے کام مین آئے اور المانیون کے آدمی بھی بہت مارے گئے۔

اس ضمن مین بہادر خان نے دو ہزار سوار سرکردگی اپنے چچا نیک نام کے بھیجے۔ المانی اس لشکر کی خبر سنکر بلخ کی طرف بھاگ گئے۔ یہ تحقیق ہوا کہ اس سپاہ کو سبحان قلی خان نے بھیجا تھا۔ جب جماعت نے کچھ کام نہ کیا تو الٹی گئی وہ حصار مین چلا گیا۔

۱۷ محرم کو المانی بلخ کے نواحی مین پہنچے پہلے اس سے کہ بہادر خان کو خبر ہو اور وہ فوج کو متعین کرے بہت اسپ و شتر و گوسفند لوٹ کر جمع کرکے روانہ ہوے ساڑھے چار پہر بعد بہادر کی فوج تعین ہوئی بسرداری نیک نام خان وہ آئی اسمین دو ہزار سوار تھے جو تعاقب کے لئے گئے ہوئے تھے اس نے المانیون کا مقابلہ کیا ایک جماعت کو قتل کیا اور باقی کو بھگا دیا نیک نام خان نے ان سے بہت سی غنائم چھین لین گھوڑون اور چارپایون کی تکان کے سبب سے جو لوٹ کے سبب سے ہاتھ آئے تھے اور اندھیری رات کے ہونے کی وجہ سے المانیون کی ہزیمت دہی کے بعد وہ یہین مقیم رہا۔ المانیون نے اطلاع

کر مراجعت کی اور ڈیرھ پہر رات گئے نیک نام خان کے سر پر جا چڑھے
لشکر نے انکا مقابلہ کیا اور جانبازی کی شرط بجا لائے۔ دونو طرف سے ایک جماعت
کشتہ و زخمی ہوئی اور جب رات کی چادر سیاہ کا پردہ اوٹھ گیا تو بہت سے
مقتول المانیون کے سر کاٹے گئے۔ انمین بعض ایسے آدمیون کے سر پہچانے گئے
جو بظاہر بادشاہ کی خدمت مین آگئے تھے مگر مسلمانون کے مال لوٹنے کے لئے
دشمنون سے جا ملے تھے انمین نظر بینگ کا بھی سر تھا جو فوج کا سردار تھا اور
قوم اورازمی والوس بینگ مین بہادر مشہور تھا اسکا سر بلخ مین منگا یا گیا ان سرون
کو لیکر لشکر شاہی نے معاودت کی۔
۲۷ صفر کو رستاق کے نواحی مین ایک گروہ اوزبکون اور المانون کا آیا مواشی
رعایا اور دواب سپاہ کو چراگاہ سے لے کر راہی ہوا۔ خنجر خان حارس رستاق
بہت جلد انکے پیچھے پڑا اور دار و گیر کے بعد اس گروہ پر غالب ہوا بعض کو مقتول کیا
بعض کو مجروح اور دواب جو وہ لوٹ کر لے گئے تھے انکو رستاق مین لے آیا۔
۱۲ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ کو حسین قلی آغر نے دشت قلعہ سے قلیج خان قلعہ دار
بدخشان کو لکھا کہ قبادیان مین بہت المانین جمع ہو کر آب جیحون سے پار اترنے
کا ارادہ رکھتے ہین قلیج خان نے راجہ راجروپ سے کہ قندز سے اس کی کمک
کو آیا تھا اور نور الحسن بخشی احدیون اور بعض ور امراء سے مشورہ کیا کہ اگر غنیم
طالقان کی طرف آئے تو اس سے جنگ کرنا مصلحت ہے یا شہر کی حراست کرنی بعد
رد و بدل کے یہ صلاح ٹھیری کہ غنیم کی تعداد بہت بتلاتے ہین انسب یہ
ہے کہ حصار شہر کے استحکام مین اور مداخل و مخارج کے ضبط مین کوشش کر کے
غنیم کی مدافعت مین مشغول ہونا چاہیئے قلیج خان نے شہر کے حصار کے گلین مین
ملچار مقرر کئے اور انپر سپاہ اور افسر مقرر کئے۔
۱۹ ربیع الاول کو دشمنون نے آنا شروع کیا انکا لشکر دس بارہ ہزار سوار کا تھا

اور انکے سردار بزرگیا سے قلطنخان و شاہ مراد گلچی وغیرہم تھے - چھہ سات ہزار سوارون
نے سبقت کر کے شہر کا محاصرہ کیا اور انکے پیچھے اور انکی سپاہ آتی رہی - اول
لڑائی مشرقی جانب سے شروع ہوئی اور دو تین ہزار سوار اس جانب مین گئے
ابوالبقا مقصود جو اس طرف کی حراست کرتے تھے انہون نے اس جماعت کو جو شہر
مین داخل ہونے کا قصد رکھتی تھی تیر و تفنگ سے مار کر بھگا دیا - بادشاہ کے انعام
شعار قاسم بیگ صفدر خان کی جان گئی - قلعہ کے باہر راجہ راجروپ و نورالحسن
اپنے اپنے مورچون کو آراستہ کئے ہوئے کھڑے تھے اور انکے آگے میدان
تھا اسمین اور دشمنون کے ایک بڑے گروہ مین جنگ عظیم ہوئی اور گھوڑے بادشاہی
جو خوید کھانے کے لئے قلعہ سے باہر باندھے تھے انکو اندر لے جانے کی فرصت نہ
ہوئی کہ انکو دشمن لے کر فرار ہو گئے اور احداد جہمند سے لڑنا شروع کیا کامل بیگ
گرزبردار مع اپنے بھائی جمشید بیگ گرزبردار کے انکے ساتھ ہوا حیلہ سازی سے
دشمن بھاگے تا کہ لشکر شاہی کو دلیر کر کے میدان مین لائین لشکر شاہی سے تعاقب
کر کے میدان مین آیا تو راجہ راجروپ و نورالحسن اسکی کمک کو آئے - قلیچ خان نے
یہ حال دیکھ کر پیام دیا کہ کنار شہر سے اس قدر دور جانا مصلحت وقت نہین ہے اگر
اسکی مدد پیچھے جائینگے تو ایک جانب خالی ہو جائیگی غنیم ہجوم کر کے اس طرف کو لے کر شہر
مین داخل ہو جائیگا صلاح یہ ہے کہ دشمنون سے لڑتے ہوئے آہستگی کے
ساتھ اپنے مورچون پر پہنچ جاؤ اس بات نے نبرد کے وقت بہادرون کے دل
پر اثر نہ کیا جنگ مین مصروف رہے سخت لڑائی ہوئی دشمنون نے ہجوم کر کے
لشکر شاہی کو گھیر لیا اور کارزار مین مقابلہ کی نوبت معانقہ پر پہنچی محمد مراد دارو غہ
محمد زمان مشرف توپخانہ اور بعض اور آدمی بادشاہی لشکر مین کشتہ ہوے -
جب دشمنون نے دیکھا کہ پیکار سے کام نہین چلتا تو حیلہ سازی کر کے صلح کی
درخواست کی اس اثنا مین شدت سے مینھہ برسا اور توپ و تفنگ با

بیکا ہوئے تو دشمنون کی الستی خاطر جمع ہوئی اور وہ راجہ اور نور الحسن و احدیون پر
حملہ آور ہوئے اور تیر و سنان سے شمشیر و خنجر پر نوبت پہنچی اور دونو طرف
سے صف شکن اور مرد افگن جمع ہوئے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوئے راجہ داد
اور اسکے ہمراہی راجپوت مارے گئے۔ راجہ راجروپ و نور الحسن و احدا چند
اور بہت سے افسر زخمی ہوئے جمشید بیگ قتل ہوا انجام کار دشمنون کی سخت
جنگ اور مینہ کی شدت اور غنیم کی کثرت سے لشکر شاہی لڑتا ہوا شہر مین محصور
ہوا اس مراجعت مین بھی لڑائی مین بہت آدمی دونو طرف کے مارے گئے۔
اور لشکر شاہی نے اپنی تیر اندازی اور تفنگ اندازی سے
اوزبکون کو پرے ہٹایا پھر وہ مغرب رویہ شہر سے دو کروہ پر آگئے انکی
تمنا یہ دل ہی مین رہی کہ شہر مین کسی کشادہ مقام سے داخل ہون یہان
سے ناامید ہو کر طالقان کی مشرق رویہ گئے اور پانی جو شہر مین آتا تھا
اسکا بند توڑ دیا اور پانی کا راستہ دوسری طرف کر دیا شہر مین پانی
نہین رہا ایک گروہ طالقان کے نواحی مین تاراج کے لئے گیا دور خندق
شہر کے گرد یہان بھی دشمنون نے ہاتھ پاؤن مارے مگر پادشاہی آدمیون
نے پاسبانی کی اور طرفین کے آدمی مجروح و مقتول ہوئے دشمنون کو شہر کی
فتح سے مایوسی ہوئی ۲۲ ربیع الاول کو وہ ساحل آب کی طرف گئے اگر
وہ چند روز اور توقف کرتے تو قلعہ نشینون پر پانی کے نہونے سے کام
تنگ ہوتا جب اطراف شہر خالی ہوئے تو راجہ راجروپ اور نور الحسن کو
قلیج خان نے لکھا کہ اب طالقان پر اعتماد نہین کرنا چاہئے بہتر ہے کہ
آپ بھی قندز مین چلین۔ قلیج خان فرخار کو اور راجہ قندز کو گیا حسین قلی
آقا کو طالقان مین چھوڑا۔ فرخار کے پرانے قلعہ کی مرمت کر کے قلیج خان
اس مین رہا۔

۱۴ ربیع الاول ۱۲۸۰ کو شاہ بیگ پاس خبر آئی کہ کچھ المانیون نے غوری سے تین کروہ پر موضع قراباغ مین آن کر سارے گلے و رمہ رعایا اور دیہات کے ہنکا کے لے گئے اُس نے یہ سنکر کچھ آدمی قلعہ کی حفاظت کے لئے چھوڑے اور انکے پیچھے گیا راہ مین توقف کرکے اپنے لشکر نویس کو آگے بھیجا کہ اگر دشمن کمین گاہ سے نکلے وہ انکی کمک کرے اوزبکون نے مواشی کو دبلے گھوڑون کے ساتھ آگے روانہ کر دیا تھا اور خود توقف کیا تھا جب اونہون نے لشکر شاہی کو کم دیکھا تو اون پر حملہ کیا مگر ہزیمت پا کے فرار ہوئے لشکر شاہی نے مسلمانون کا مال جو وہ چھین کر لے گئے تھے واپس لیا کچھ آدمیون کو مقتول اور مجروح کیا اور فتح کے ساتھ واپس آئے ۱۶ ربیع الثانی ۱۲۸۰ کو صبح کو شاہ بیگ پاس خبر آئی کہ حوالی غوری کے مواشی کو اوزبک لے جاتے ہین۔ خان سوار ہوا آدھ کوس چلا تھا کہ غنیم کے دو سو سوار نمودار ہوئے خان نے خنجر بیگ اپنے خویش کو آگے روانہ کیا اور خود آہستہ پیچھے چلا لشکر شاہی نے بے درنگ مواشی چھین لیا اور جو دون کو بھگا دیا ہزار سوار کمین مین چھپے تھے انہون نے نکل کر ہنگامہ پیکار گرم کیا۔ زد و خورد کے بعد خنجر بیگ و نظام بیگ اور میر فرخ کی جان گئی اس اثنا مین خبر آئی کہ دو ہزار اوزبک اور قلعہ کی دوسری جانب کا قصد کرتے ہین خان اس خوف سے کہ مبادا وہ حصار پر متصرف ہون قلعہ مین چلا گیا۔ اس کارزار مین بھی طرفین سے کچھ آدمی کشتہ و خستہ ہوئے۔ ۲۵ ربیع الاول کو دو ہزار سوار المانیون کے نمودار ہوئے انمین سے آدھے محال کی طرف جو غوری سے داہنی طرف ہے چلے اور آدھے کیلگی اور سرخاب کی طرف یہان کے آدمیون نے انکی غارت کے خوف سے اموال اور عیال کو پہاڑون کی گھاٹیون مین بھیج دیا تھا۔ اس لئے یہان سے غارت گر ناخوش پھرے اور قصبہ غوری پر گرے جو قلعہ سے باہر تھا یہان سے بھی لشکر شاہی نے انکو دفع دفع کیا۔ کچھ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قاضی خواجہ کلان و قاضی تمور اور بعض اور اوزبکون سے پوشیدہ خط و کتابت
کرتے تھے انکے مکتوب پکڑے گئے۔ شاہ بیگ نے انکو بلا کر پوچھا انہون نے اقرار
کیا۔ دونو قاضیون اور خواجہ کلان کے ایک بیٹے کو جو باپ کے ساتھ
شریک تھا قتل کیا۔

اندخود سے پانچ کروہ پر چراگاہ مین لشکر شاہی کے گھوڑے اور اونٹ چرتے تھے
۹ ربیع الاول ۱۰۵۶ کو المانیون کے ایک گروہ نے انکو آگے رکھا اور چند نگہبانون
کو مار ڈالا اور چند کو قید کر کے ساتھ لیا۔ رستم خان نے یہ خبر سنکر سپاہ کو انکے تعاقب
مین بھیجا وہ قیدیون اور مال کو المانیون سے واپس لیکر مراجعت کرتے تھے کہ اس
وقت المانیون کی اور کمک آگئی لڑائی ہوئی لشکر شاہی مین سے اسلام بہادر
عرب مارا گیا اس نے المانیون کو پراگندہ کر دیا اور لشکر شاہی اندخود مین آگیا

۲۰ ربیع الاول ۱۰۵۶ کو بہادر خان کو جاسوسون کے خبر دینے سے اور
شمشیر خان تھانہ دار خان آباد کی تحریر آنے سے معلوم ہوا کہ خوشی لب حاکم
حق نظر بینگ پانچ چھہ ہزار سوارون کے ساتھ عبد العزیز خان والی توران کی
اجازت سے گذر کلیف سے گذرے ہین اور چشمہ علی مغول کی طرف چلے ہین
انکا قصد یہ ہے کہ درہ گز اور شادیان کی طرف جائین جہان سپاہ شاہی
کے گھوڑون کی چراگاہ ہے اور ان گھوڑون اور اور مواشی رعایا اور احشام
سرزمین پر دست تاراج دراز کرین۔ خان مذکور اس گروہ کی تادیب کے لیے
چاہتا تھا کہ خود روانہ ہو کہ اصالت خان نے کہا کہ آپ شہر کی حراست کیجئے اور
مجھے المانیون کی تنبیہ کے لیے بھیجیے بہادر خان نے اس کی درخواست کو قبول
کر لیا اور بعض افسر انکے مددگار مقرر کر دیے اصالت خان المانیون کے پاس پہنچا
جو کچھ مواشی لیے جاتے تھے کارزار کے بعد بہت المانیون کو اس نے مارا۔
باز ماندہ مسلمانون کا مال چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اصالت خان نے کچھ انکا تعاقب کیا

کہ رات ہوگئی تو وہ درہ کز مین آیا وہ سارے دن جیبہ پہن کر پھرا تھا نماز مغرب
وعشا کے لئے جو اُسنے جیبہ اُتارا اور برہنہ ہوا ہوا کے اثر سے اسکو بخار آیا
بہادر خان نے اسکو بلایا تو وہ شہر مین چلا آیا۔

۸ ربیع الاول کو عبدالعزیز خان کی اجازت سے تھانہ خان آباد پر پندرہ ہزار سواروں کے قریب بسرکردگی خنجر المان اور جنت المان آئی اور ہزار سوار دھوکہ دینے کے لیئے ظاہر ہوئے اور باقی سوار جابجا کمین مین بیٹھے شمشیر خان و مراد قلی سلطان اور آدمی جو تھانہ مین تھے وہ ان سے لڑنے نکلے۔ دشمن لڑکر ہٹے اور بھاگتے ہوئے انکو اپنی کمین گاہون کی زد مین لے گئے جہان سے سوار نکلے اور جنگ عظیم ہوئی۔ بہادرون نے جان بازی کو جان درازی جانا کئی منصب دار قتل ہوئے جب دن ختم ہونے کو ہوا تو لشکر شاہی تھانہ مین لڑتا ہوا آیا اور یہان تھانہ کو محکم کیا مخالفون نے تھانے کا محاصرہ کیا دو رات دن تک اندر اور باہر سے جانبازی اور سر اندازی کا بازار گرم رہا۔ ۹ ربیع الاول کو بہادر خان کو اسکی خبر ہوئی۔ اسنے درہ کز سے اصالت خان کو بلایا جس کا اوپر ذکر ہوا۔ ۱۰ کو پنج مین اصالت خان آیا شہر کی محافظت اسکو سپرد ہوئی اور وہ خود مخالفون سے لڑنے گیا مخالفون نے اسکی خبر سنکر محاصرے کو تیسرے روز چھوڑ دیا اور بھاگ گئے۔ خان آباد مین بہادر خان آیا مخالف کوئی ادھر کوئی اُدھر لوٹ مار کے لئے چلے گئے تھے۔ بہادر خان نے خان آباد کی مرمت جا محافظت کرکے اور ضروری اسباب کا سر انجام کرکے کوچ کیا۔ بہادر خان امام بکری کے پل پر تھا کہ اصالت خان کے مرنے کی خبر آئی کہ وہ اُسی عارضہ مین کہ درہ کز مین اسکو ہوا تھا ۲۲ ربیع الاول کو مرگیا۔ بہادر خان نے انتظام کیا اور جا جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ المانان جیحون سے اترے ہین اور عبدالعزیز خان قریشی سے اس طرف آتا ہے اور ریگ اوغلی کو بہت سے اوزبکون اور المانون کو ۱۱۲۲ھ

ساتھ ساحل جیحون پر آگے روانہ کیا ہے بہادر خان نے کہ ذرا کلیف پر قول کی اور
جنگ کی تیاریاں کین۔

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ نذر محمد خان شبرغان کی عزیمت کے بعد اپنے بیٹے قتلق محمد
اور چند اور نوکرون اور غلامون کے ساتھ ایران جانے کے ارادہ سے اندخود
مین آیا۔ قاسم پسر خسرو نبیرہ نذر محمد خان چند امیرون مثل یادگار قلی و حاجی
وغیرہ بارہ سرداروں اور تین سو سوارون کے ساتھ نذر محمد خان سے ملا اسکے
ہمراہ وہ شہر حاکم نشین مرو مین آیا ایک ہفتہ یہان قیام کیا یہان سے وہ
مشہد مقدس مین پہنچا یہان گیارہ روز مقام کیا اسنے دیکھا کہ شاہ ایران
نے جیسا کہ طریقہ استقبال اور مہمان پرستی کا میرے بڑے بھائی کے ساتھ برتا تھا
میرے ساتھ نہین برتا یون مایوس ہو کر اسنے الٹا جانے کا ارادہ کیا مرتضی قلی خان
ناظم مشہد اسکے اس ارادہ سے مطلع ہوا تو اسنے قزلباشون کی ایک جماعت
کو بھیجکر اسکے گھر پر چوکی بٹھا دی اس نے خجل زدہ ناچار ہو کر عراق
کی راہ لی۔ جب بسطام تعلقہ عراق مین آیا تو شاہ عباس نے محمد علی بیگ
کو جو پہلے ہندوستان کی سفارت کر چکا تھا مہمانداری کے لئے مع نقد و
جنس نئے روانہ کیا۔ محمد علی بیگ کے ساتھ کاشان کی راہ سے اصفہان
مین نذر محمد خان پہنچا۔ شاہ نے خلیفہ سلطان کو استقبال کے لئے بھیجا جو
مازندران کے شہزادون مین سے تھا اور شاہ کا داماد تھا اور حکم دیا کہ
مہمان نوازی کے طریقہ کے موافق ایک گروہ پا انداز اول رنگین پارچہ چھینٹ
کا بعد اسکے قطنی و دارائی و مخمل و سیلک زربفت کا فرش کیا جاے۔ ہندوستان
کا ضابطہ یہ ہے کہ پا انداز کے پارچون کو بطریق تنات سی کر نظر سے گذرانتے
اور توشک خانہ مین حوالہ کرتے ہین لیکن ایرانی پا انداز کو واقعی بچھا کر
شاطر باشی و عملہ و فعلہ کو انعام دیدیتے ہین۔ نذر محمد خان نے حکم دیا کہ

یہ پا انداز ہماری سرکار مین ضبط کیا جاے۔ جب وہ شہر کے دروازہ کے پاس
پہنچا تو شاہ نے خود استقبال کیا۔ خاندان صفویہ کا طریقہ ہے کہ وہ مخالف و
موافق مہمان کے ساتھ مسافر پروری کا طریقہ برتتے ہین اسلئے خان سے
اعزاز کے ساتھ ملاقات کرکے شہر کے متصل ایک باغ مین اتارا یہان سے
ما حضر کھانے کے بعد شاہ اسکے ساتھ سوار ہوا اور جب شہر مین داخل ہوا تو وہ
اپنے گھر گیا اور نذر محمد خان اس مکان مین اترا جو اسکے لئے تجویز ہوا تھا۔
دوسرے روز شاہ پھر خان سے ملاقات کرنے گیا اور اسکا حال پوچھ پاچھ کر
اپنے دولتخانہ مین آیا۔ تیسرے روز بادشاہ کی ملاقات کو نذر محمد خان آیا۔
اور تین گھنٹہ بیٹھا اور کھانا کھایا بعدہ شاہ نذر محمد خان کو شاہ نے دعوت
مین بلایا اور اسکا حال استفسار کیا تو نذر محمد خان نے نوکرون کی شرارت
و بیوفائی کا اور اوزبکون کی نمک حرامی اور بیٹے کا شکوہ کیا اور اپنی ساری
سرگذشت سنائی اور کمک کی خواہش کی شاہ نے جواب سے تسلی دی
اس ضمن مین خلیفہ سلطان نے کہا کہ جب اوزبک نے تمہارے بیٹے کی ساتھ
اتفاق اور تمہارے ساتھ نفاق کیا ہو اور ملک مین شورش مچائی ہو اور ملک
ہاتھ سے نکل گیا ہو تو کمک کے جانے سے تم کو کیا فائدہ ہوگا۔ نذر محمد خان
نے جواب دیا کہ تم سے کمک اور خدا تعالی سے نصرت مطلوب ہے بعد اسکے
شاہ نے چراغان کرکے نذر محمد خان کی ضیافت کی اور روشنی کرائی جب
نذر محمد خان دل گرفتہ اس روشنی مین گیا مگر خلیفہ سلطان کا جواب کانٹے کی
طرح اسکے دل مین کھٹکتا تھا اسکی خاطر شگفتہ تھی اور لب شکوہ آمود تھے۔
چراغان کی سیر کرکے وہ اپنے گھر آیا تمارض کے یا واقعی عارضہ کے سبب سے
خانہ نشین ہوا جب پادشاہ اوسکی عیادت کو آیا تو وہ بیدماغی سے بے ادبانہ
پادشاہ سے پیش آیا۔ شاہ کے آنے اور جانے کے وقت نہ استقبال کیا نہ مشایعت

شاہ نے رنجیدہ ہو کر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مین کیا کرون کہ جہان ناخواندہ
ہدیۂ خداست ورنہ اس مرد سودائی مزاج نے میری ساتھ ایسا سلوک کیا
ہے کہ گویا مین اسکے دروازہ پر دریوزہ گری کے لئے گیا تھا باوجود اس کے
کہ اسکی وضع نامحمود سے روز بروز پادشاہ کی خاطر رنجیدہ ہوتی جاتی تھی
مگر مہمانداری کے رویہ اور طریقہ مین ذرا قصور نہ ہوتا تھا نذر محمد خان و
محمد علی خان مہماندار کو بلا کر شکوہ آمیز پیغام دیا اور کہا کہ مین طعام کھانے
اور سرو چراغان کی سیر کرنے نہین آیا تھا بلکہ پسر غدار کی اور ناہنجار فرزندون
کی تنبیہ اور ہندوستان کی فوج کے نکالنے کے لیئے اعانت و مدد کی امید
مین آیا تھا اب پادشاہ میرے حال پر توجہ نہین کرتا میرا ارادہ بیت اللہ
جانے کا ہے مین چاہتا ہون کہ پادشاہ مجھے حکم دے کہ اس مشت استخوان کو
اس متبرک مکان مین پہنچاؤن۔ شاہ نے اس کے جواب مین کہا کہ ابھی تمہاری
گرد و تکان نہین اتری اور مزاج مین انحراف ہوگیا ہے چندے روز باغات
کی سیر و عمارات گشتگار کے تفرج مین طبع کو بحال کرو اور ہم آپس مین ملین
جلین بعد اسکے تمہاری عالی خاطر کے موافق عمل ہوگا نذر محمد خان نے
جواب دیا کہ مین اب زیادہ صبر نہین کر سکتا اور حجاز کے سفر کرنے کے سوا میرا کچھ
ارادہ نہین پادشاہ نے خلیفہ سلطان کو خان کی تسکین و دلداری کے لئے بھیجا۔ مگر
نذر محمد خان نے اُسے درشت جواب دیئے۔ شاہ نے دوبارہ خلیفہ سلطان کو بھیجا
کہ اسکو سمجھائے کہ تم کو شاہ کی رضامندی ضرور ہے اور اگر بیت اللہ جانے کا
ارادہ ہو تو بھی شاہ سے رخصت لے کر جانا چاہیئے۔ خان نے بیدماغانہ جواب دیا
کہ مین کسی کی رضا کا پابند نہین ہون کل روانہ ہوتا ہون۔ نذر محمد خان کی
آنے پر دو ہفتے نہ گذرنے تھے کہ وہ شہر سے باہر نکلا اور اس باغ مین آیا کہ آنے
کے وقت اترکر پادشاہ کے ساتھ ہم نمک ہوا تھا دوسرے روز شاہ نے

خلیفہ سلطان کو مع اور ارکان سلطنت کے خان سودائی مزاج پاس بھیجا اور دلداری کی اور دوسرے روز خود شاہ تشریف لایا اور جو دلداری اور سلوک کی شرائط تھیں بجالایا۔ بارہ ہزار تومان (چار لاکھ روپئے) نقد اور کچھ جنس و مروارید و زربفت وغیرہ کہ ہزار تومان سے زیادہ قیمت رکھتے تھے تواضع کئی اور سارو خان جمعیت شائستہ کے ساتھ ہمراہی کے واسطے مقرر کیا اور حاکم خراسان کے نام اس سرزمین سے مدد و کمک مقرری کے لئے لکھ دیا اور رخصت کیا نذر محمد خان نے سارو خان سے کہا کہ بسبب عارضہ بدنی کے اس ملک کے سرما کی برداشت مین نہین کرسکتا اس لئے مین خود مازندران کی راہ سے کہ گرم سیر ہے جاؤنگا تم میرے بیٹے تغلق محمد کو اپنے ساتھ لیکر مع اسباب کے جو زیادہ ہے مشہد مین جاکر میرا انتظار کرو ہم وہان آپس مین ملینگے وہ خود جریدہ اپنے پوتے قاسم کو ہمراہ لے کر استرآباد کی راہ سے اسفام مین گیا اور وہان سے مشہد مقدس مین آیا۔ سارو خان جو اس سے پہلے پہنچ گیا تھا۔ خان نے اس سے ملاقات کرکے کہا کہ مین مرو کی راہ سے جاتا ہون کمی آب کے سبب سے ہمارا تمہارا گذر لشکر سمیت مشکل سے ہوگا تم اپنے لشکر کو ہرات پر جمع کرو اور میرے نوشتہ کی منتظر رہو جہان مین آنے کو لکھا وہان آجاؤ۔ مشہد مین پانچ روز توقف کیا اور پھر پوتے کو ساتھ لیکر مرو مین پہنچا بدخلقی اور سودامزاجی کے سبب سے خان کی مرو کے حاکم حلی قلی خان سے موافقت نہ آئی اسکو اپنے سے آزردہ کیا اور مرو مین داخل نہ ہوا بالا بالا روانہ ہوا مرو سے چار فرسخ پر پہنچا چند مقام کرنے ضرور ہوئے اس ضمن مین کفش قلی خان جو اسکے نامی امرا ہوا خواہ امراؤن مین سے تھا سو دو سوارون کے ساتھ اس پاس آیا اور اس نے کہا کہ اوزبکون کے رئیسون نے جو آپ کو عذر آمیز خطوط لکھے ہین اور آپ کو طلب کیا ہے اور اپنی اطاعت کا اظہار اور افعال گذشتہ کی ندامت اور قبول التماس کے لئے بہت الحاح کیا ہے

آپ ہرگز ہرگز اسکے مروف ونوشتے کو سچ نہ جانیں اور کہیں بخارا نہ چلے جائیں
اس بدسگال فرقہ کا استیصال واقعی کرنا چاہیے جو تمہید و تدبیر سے آپکے دستگیر
اور ہلاک کرنے میں آپ سے زیادہ ساعی ہیں۔ خان نے کہا کہ میں بھی اس قوم کی
باتیں جانتا ہوں دفع حجت اور انکے خبث باطن کی آگاہی کے لیے اس صورت سے
آیا ہوں اس نے قتلق محمد اور آتش کو بھیجا کہ الوس قلماق سے جسقدر جمعیت کہ متفق
ہو جمع کر کے قلعہ میمنہ کو محاصرہ کریں انہوں نے قلماقوں اور بعض اور احشام کو
لیکر حصار مذکور کا محاصرہ دو مہینے تک کیا مگر شادمان حارس قلعہ میمنہ کی ہوشیاری
اور کارگذاری سے کچھ نہ کر سکے نقش قلماق نے نذر محمد خان پاس جو اس وقت بلخ
میں فتح وکشش تھا جا کر کہا کہ بغیر آپ کے اس مہم کا انصرام نہیں ہوگا وہ میمنہ میں آیا۔
خان کے پہنچنے پر ایک مہینہ اور محاصرہ کی سرگردانی میں گذرا مدت محاصرہ میں دو
دفعہ لشکر پادشاہی نے قلعہ سے نکل کر اوزبکیہ مورچوں پر حملہ کیا پہلی دفعہ ایک
جماعت کو کشتہ و خستہ کر کے منصور و مسرور مراجعت کی دوسری دفعہ شادمان خان
کے خواہرزادے خسرو اور باقی ہمراہ تھے یادگار اور باقی دیوان بیگی کے مورچہ کا
کارزار نمودار ہوئی اوزبکوں نے چار نقب قلعہ کے چار طرف لگائے تھے اور تہ دیوار
تک پہنچائے تھے تین نقب لشکر شاہی نے اندر کی طرف معلوم کر لیں تھیں انکو درہم
برہم کر دیا۔ چوتھی نقب کو ۹ ربیع الاول کو باروت سے بھر کر اڑایا پچیس گز دیوار اڑگئی
اوزبک کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے آمادہ پیکار تھے قتلق محمد کے اہتمام سے قلعہ پر
پڑھ دوڑے مگر لشکر شاہی نے قلعہ میں راہ نہ دی اور آخر کو انکو لڑ بھڑ کر بھگا دیا۔ آٹھ
پادشاہی آدمی دیوار کے نیچے مرے اور دو لڑائی میں مرے لشکر شاہی نے
دو پہر تک کوشش کر کے دیوار بنائی لیکن دیوار کی بنیاد کھلی تھی وہ گر پڑی اوزبکوں
نے اس دیوار کے گرنے سے پھر قلعہ پر حملہ کیا اور ایک جانب میں قتلق محمد اور دوسری
طرف نذر محمد خان نے لشکر کو برانگیختہ کیا۔ مگر شادمان خان آدھی رات تک آگ

لڑا اور پہلے سے زیادہ جان ستانی اور سرافشانی مین کوشش کی۔ کئی معتبر سردار
اوزبکون کے قتل کئے۔ نذر محمد خان نے جان لیا کہ مین لشکر شاہی سے عہدہ برآ
نہین ہوسکتا اس لئے وہ بیلچراغ (بیلچراغ) مین چلا گیا اور کفش قلماق مع اپنی الوس
کے میمنہ سے آدھ کوس پر جا بیٹھا کہ آذوقہ اور کاہ کی آمد و شد کو بند کرکے اہل قلعہ کو
تنگ کرے جب نذر محمد خان کی ہمراہی قلعہ میمنہ کی فتح سے مایوس ہوئے تو اسکے ہمراہیون
نے اسکو یہ سمجھایا کہ اس وقت بلخ مین بہادر خان نہین ہے وہ اورنگ زیب کے استقبال کو
گیا ہے اگر ان چار پانچ ہزار سوارون سے جو ہمراہ ہین ناگاہ بلخ پر چڑھ جائین تو
اغلب ہے کہ شہر کے اندر کے آدمی اور اطراف کے ہواخواہ معاونت کرین اور بلخ
آسانی سے فتح ہو جاوے۔ نذر محمد خان نے جواب دیا کہ بلخ کا لینا دشوار ہے اور
اسکا نگاہ رکھنا دشوارتر ہے مین اپنے جانے کو مناسب نہین جانتا مگر قتلق محمد
سردارون اور فوج کے ساتھ روانہ کرتا ہون اگر اسکو بلخ کے آدمی شہر کے اندر
لیجاکر قلعہ حوالہ کردینگے اور وہ اسکی محافظت کرینگے تو مین بھی وہان چلا جاؤنگا
جب یہ رائے پسند ہوئی تو قتلق محمد کو کار طلب آدمیون کے ساتھ روانہ کیا بعد
روانہ ہونے کے پھر رائین بدل گئین ہمدمون نے کہا کہ اس وقت اپنے بیٹے کو مع
جمعیت کی بنا فوق پیشہ اوزبکون کے ساتھ اپنے سے جدا کرنا آئین بخردی سے دور ہے
اغلب ہے کہ تغلق محمد کو ہمراہ آگے لیجاکر اپنی ترقی کا پیش آمد جان کر اسکو بخوشی یا ناخوشی
تحفہ رہ آورد بناکر عبد العزیز خان پاس لے جائین یا بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب سے
رجوع کرین نذر محمد خان نے بھی ان کلمات ہوش افزا کو سنکر مآل کار پر نظر کی بیٹے
کے پاس خواجہ عابد کو جو دونون باپ بیٹون کا معتمد تھا گذر ان بھیجا اور پیغام
کہ وہ وہین ٹھیرا رہے آگے نہ جاوے مین بھی اس پاس آتا ہون دونو متفق ہو کر
مقصود و مطلوب پر متوجہ ہونگے تغلق محمد کے ہمراہیون نے اس بات پر اطلاع
پائی تو انہون نے کہا کہ نذر محمد خان سے دولت نے اپنا منہ پھیر لیا ہے

اور طالع کی برگشتگی کے سبب سے ہر دم تازہ وسوسے اور ہراس اسکے ذہن مین آتے تھے
اور ہر لحظہ فکر و اندیشہ باطل اسکی خاطر مین گذرتے ہین صلاح دولت اس مین ہے کہ اب
اسکا کہنا مانئے آپ اپنے برادر کلان عبدالعزیز خان پاس چلئے اور دولت اور رنج
بے رنج کے شریک ہو جیئے تو قتلق محمد نے اس نصیحت کو سنکر ہمراہیون کو مراجعت اور
رفاقت مین مختار کیا اور اس ضمن مین محمد بیگ قلماق نے قتلق محمد سے ملاقات کی جو
وہ بارہ ہزار کے قریب المان سوارون کا سردار تھا اس نے بتلایا کہ عبدالعزیز خان
نے ایک فوج عظیم اس لئے متعین کی ہے کہ جہان آپ کو پائین بخوشی و ناخوشی
اس پاس لے جائین ہم اسی خدمت پر مامور ہین وہ اسکے رفیق بنکر اعزاز و احترام
سے عبدالعزیز خان پاس اس تحفہ کو لے گئے. عبدالعزیز خان نے اسکا استقبال کیا
اور برادر نوازی کا برتاؤ برتا اور اسکی گرد غربت کو جھاڑا۔
اورنگ زیب ۱۵ محرم سنہ کو لاہور سے روانہ ہو کر ۱۹ صفر کو پشاور مین آیا
اس نے اسی ضابطہ کے موافق جو شاہزادہ مرادبخش کی بلخ کی مہم مین مقرر ہوا تھا
ستہ ماہہ تمام بندہائے پادشاہی کو پہنچا دیا اور یہان سے ۲۳ صفر کو کوچ کیا اور
ربیع الاول کو کابل مین داخل ہوا یہان تین روز ٹھیرا یہان کے آدمیون کو بھی
مساعدت پہنچا کر فارغ کیا اور انکو اپنے ساتھ لیا امیر الامراء کے ساتھ آگے ہر حلقہ
ہوا جب درہ مین داخل ہوا تو خلیل خان کمر سے آیا اور حقیقت کو عرض کیا اور
پھر راہ کے تحقیق کرنے اور صاف کرنے کے لئے رخصت ہوا. باوجودیکہ اس پاس
پانچ سو سوارون سے زیادہ نہ تھے اور غارون کی اطراف مین فوج اوزبکیہ
ہزارون شکار کی کمین مین بیٹھی تھی. ناگہان اس پر حملہ آور ہوئی اس نے مردانہ
وار انکا مقابلہ کیا عجب زد و خورد ہوئی اور ایک جماعت دونو طرف سے کشتہ ہوئی
باوجودیکہ ازبک غالب تھے خلیل خان نے اس قدر استقامت کی کہ بادشاہزادہ کو
خبر ہوئی اور اس نے جو کمک بھیجی وہ آگئی اور اوزبکون نے فرار کیا دوسرے دن

راہ کے مابین خبر آئی کہ بہت سے اوزبک اور المان دو تین فوجین بنا کر قلعہ کی گلگان بیون کے اطراف مین بیٹھے ہین - پادشاہزادہ نے امیر الامراء کو پیغام دیا کہ ہراول کی فوج کا اہتمام کرنا چاہیئے اور مفسدون کی دست برد سے خبردار رہنا چاہیئے اس غزنی جہان اوزبکیہ کا نشان پیدا ہوتا تھا وہ گولہ تفنگ و تیر کا نشانہ ہوتا تھا - اور سامنے نہین ٹھہرا رہ سکتا تھا دوسرے روز درہ کے تنگنا ؤن سے لشکر شاہی کا گذرہ ہوا تو اوزبک جوق جوق ہر طرف سے نمودار ہوئے اور انہون نے شوخی شروع کی اور لشکر شاہی کے آدمی جو گے دور اطراف مین تھے انکو زخمی کیا اور ساری منزل جنگ کرتے ہوئے گئے جطرف اوزبکون پر حملہ ہوتا تو وہ بھاگ جاتے پھر دوسری طرف سے نمودار ہوتے منزل پر پہنچے اور اترنے کے وقت اوزبکون نے بہت ہاتھ پاؤن مارے اور آخر وہ مفقود الاثر ہوا گئے - رات کو امیر الامرا پاس خبر آئی کہ قتلق محمد دس ہزار اوزبک سوارون کے ساتھ کل لشکر پادشاہی کے مقابل مین آئیگا اسکے ہر طرف دو فوجین پانچ پانچ ہزار اوزبک سوارون کی ہین امیر الامرا نے یہ خبر سنکر سردارون سے مصلحت کی اور سردارون اور ہاتھیون کے ساتھ ایک جماعت کی چار پانچ فوجین بنا کر اوزبکون کے مقابلہ کیلئے مقرر و تعین کین فوجین ہر طرف گروہ گروہ کی تیر و کمانین لئے شمشیر کھینچے ہوئے جوش و خروش کرتی ہوئی اوزبکون کو ڈھونڈھتی ہوئی اور نعرہ کرتی ہوئی گھوڑون کو جولان مین لائین اور جہان اوزبکون کی سیاہ کی سیاہی نظر آئی تیر و سنان کا ہدف بنایا ہر دم جوق جوق فوجین پادشاہی تلوارین چمکاتی اور گھوڑے دوڑاتی ایک دوسرے کی مدد کو پہنچتی تھین اور بہت سے اوزبک قتل و اسیر کرتی تھین آخر کو اوزبکون کو ہزیمت ہوئی فوج پادشاہی کے چند گروہون نے تعاقب کیا یہ فتح پادشاہزادہ کی پہلی تھی اُس نے سردارون کی خدمات کی بہت تحسین و آفرین کی -

پادشاہ نے اصالت خان کو بلخ کی ملکی ومالی متعلقات کا اختیار دے رکھا تھا جب
اسکے مرنے کی خبر بادشاہ کو ہوئی تو اسکی جوانی اور کاردانی کے سبب سے بادشاہ نے
بہت افسوس ظاہر کیا۔ یہ جوان چالیس برس کا تھا اگرچہ لشکر بلخ کی سرکردگی
بہادر خان کو مفوض تھی مگر وہ سنجیدگی و فہمیدگی کے ساتھ تمام معاملات دیوانی
و بخشیگری و محارست قلعہ و خزانہ عمارت ملک و خوشنودی رعایا و خرسندی سپاہ
کو نیک روشنی سے سرانجام کرتا تھا اگر وہ زندہ رہتا تو اورنگ زیب کی بڑی خدمات
کرتا بادشاہ نے اسکے بڑے بیٹے سلطان حسین کا اضافہ منصب کیا اور دو اور بیٹوں
کو انکے لائق منصب دیا اسکا بھائی خلیل اللہ خان جو شاہزادہ کی خدمت مین تھا
اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سنکر ایسا بےتاب ہوا کہ منصب کے استعفا کی التماس کی
اور علائق دنیوی کو ترک کیا خانہ نشین ہوا و بہ گزین ہوا ہرچند اسکی تسلی کی گئی کچھ
فائدہ نہ ہوا اسکی گوشہ نشینی سے بھی بادشاہ کو ملال ہوا۔ بادشاہ سلخ ربیع الاول کو
کابل مین داخل ہوا۔ ۹ ربیع الثانی ۱۰۵۶ھ کو وزن قمری کو جشن ہوا ستاونواں
سال عمر کا ختم ہوا ۱۸ کو ذوالقدر خان کے ہمراہ پندرہ لاکھ روپیہ بلخ کو روانہ کیا
بادشاہزادہ محمد شجاع بنگالہ سے آیا۔ بادشاہزادہ محمد مراد بخش باوجود بحالی
منصب ابتک مجرای سے ممنوع تھا بموجب حکم کے بھائی کے استقبال کو گیا محمد شجاع
نے اسکی عفو تقصیرات کرائی۔ راجہ جیسنگہ کی ہمراہ بیس لاکھ روپیہ بلخ بھجوایا۔
جب عبدالعزیز خان نے فوج بادشاہی کا آنا سنا تو اسنے شائستہ فوج ہمراہ
مع مصالح کارزار بسرداری بیگ اوغلی خان کہ توران کے نامی سرداروں مین تھا
بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب نے مقابلہ کو ہراول بنا کے روانہ کیا اور آب آموں
(جیحون) سے گذرنے کی تاکید کی اور خود بھی لشکر گران کے ساتھ آنے کا تہیہ کیا
بہادر خان نے اطلاع پا کر رام سنگہ کو بلخ مین چھوڑا خود شائستہ فوج کے ساتھ
بقصد استقبال غنیم کی سرراہ روکنے کے لئے آیا اور کنارہ پل نذر محمد خان پر جا اسکے

کہ اوزبکیہ سے آمنا سامنا ہو پادشاہزادہ کی ملازمت مین آیا۔ غرہ جمادی الاولی ۱۰۵۶ھ
کو اورنگ زیب بلخ مین پہنچا۔ قلعہ کے اندر اور باہر کو ملاحظہ کیا اسکا دورہ پانچ کروہ پایا
گیا اور شہر کے باہر ٹھیرا اس آوان مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ عبدالعزیز خان کی فوج
گران بسرداری قتلق محمد اور بیگ اوغلی سرحد بلخ گئین ہین۔ پادشاہزادہ نے بندوبست
ضروری کیا اور شرفا اور اعیان بلخ پر جو عبدالعزیز خان کے خاندان سے قرابت رکھتے
تھے اور خواجہ پارسا کی اولاد پر اور امرا بخارا پر طرح طرح کے لطف و انعام سے نوازش
فرمائی مادھو سنگھ اور راو رتن کو شمشیر خان کے ساتھ قلعہ بلخ کی حراست کے لئے
چھوڑا۔ تنخواہ سپاہ و سپاہ کی تقسیم کی تین روز مین سارے کاروبار سے فراغت حاصل
کر لی پھر فوج بندی کے اہتمام مین مصروف ہوا۔ بہادر خان کو مع ہمراہیون کی
ہراول اور امیر الامراء کو برانغار اور سعید خان کو جرانغار بنایا اور کوچ کیا اور
راہون کی احتیاط کے لیئے اور معبرون پر پلون کے باندھنے کے واسطے کاردیدہ
آدمی متعین کیئے جب وہ موضع تیمور آباد مین آیا تو اسنے سنا کہ غنیم تھوڑی دور
پر آگیا ہے تو اسنے لشکر کو ترتیب دیا دوسرے روز سوار ہونے کے وقت کہ بہادر خان
اور امیر الامرا راہ مین پڑے تھے ہر طرف سے اوزبکون اور المانیون کی سیاہ
نمودار ہوئی اور یکبارگی لشکر شاہی پر آکر اطراف مین ہجوم کیا اور حد سے زیادہ
شوخی کرنے لگی ہر طرف سے بہادر اور مبارز خبردار ہو کر پیکار مین گرم ہوے۔
امیر الامرا اور بہادر خان کی جنگ عظیم اوزبکون کے ساتھ راہ مین ہوئی پادشاہزادہ
کو خبر ہوئی اسنے راجہ ستر سال و الہ وردی خان کو مدد کے لئے مامور کیا سعید خان
بسبب عارضہ بدنی کے خیمہ مین تھا اسکے اطراف کو فوج الومانون نے گھیر لیا۔ سعید خان باوجود ضعف
بدن کمان سے مقابلہ اور مقاتلہ مین مشغول ہوا ہر طرف سے آتش قتال و شعلہ
جدال مین لو مین اٹھنے لگین اور توپ و تفنگ کی زبان سے بان آتش فشان
کے غرانے سے موت کی خبر ہوش باختون کے گوش مین پہنچنے لگی جس بار مین بسیار

تین چار ہزار سوار اوزبکوں المانیہ خونخوار سیل دمان کی طرح بہکر حملہ کرتے تھے ان
مین سے تیر پران اور تفنگ سوزان کے طعمے ہوتے تھے اور فرار ہوتے تھے اور
پھر شوخی کی لیئے نمودار ہوتے تھے اور چستی و چالاکی کے ساتھ بعض بندہاے
پادشاہی کو ہلاک کرتے تھے بہادر خان نے اوزبکون کو اپنے سامنے سے
ہٹا دیا اور امیر الامراء کی سپاہ نے کومک پہنچنے سے پہلے مردانہ چپقلشین کین
اور بہت سے بے باک اوزبکون کو مقتول و زخمی کیا اور ہزیمت دیکر اُن کے
سردارون کے ڈیرہ تک پہنچا دیا - چند گھوڑے اور قتلق محمد کا خاص گھوڑا چھین لیا
پھر الٹے چلے آئے سعید خان ضعف بدن کی وجہ سے گھوڑے پر سوار نہین ہوتا
تھا اسکا تخت چار پانچ سو سوار سے اوزبکون کے مقابل ہوتا تھا اسکے ہمراہیون
کی ایک جماعت کشتہ ہوئی تو وہ مغلوب ہوکر گھر گیا سعید خان نے اپنے
دو بیٹون لطف اللہ خان و خانہ زاد خان کو اسکی کمک کے لئے بھیجا - ان
دونو بہادرون نے داد شجاعت دی اور بعض جان باز مارے گئے اور وہ
زخمی ہوئے انہون نے باپ سے کمک طلب کی سعید خان شیر غران کی
طرح نعرہ زنان وہان گیا باوجودیکہ چندروز سے فاقہ سے تھا اور بہت
ضعیف ہو رہا تھا مگر اس نے ان اوزبکون کو جو جوانان زخم رسیدہ پر
ہجوم کر رہے تھے بذات خود شمشیر جان ستان سے گرایا اور زد و خورد کی
ایک عجیب رستخیز درمیان مین آئی اس حالت مین سعید خان کے گھوڑے کا پاؤن
ایک گڑھے مین جا پڑا اور سعید خان کے ایک زخم لگا کہ وہ زین سے زمین پر
گرا باوجودیکہ اس شیر دل کے اور دو تین زخم لگے مگر پھر وہ اٹھا تین چار مقابل
کے حریفون کو گرایا اسی آن مین کہ لطف اللہ خان باپ کی مدد پر متوجہ
ہوا اسکے سرو سینہ مین تیر پیاپے لگے اور گھوڑے سے زمین پر نہ آنے پایا تھا
کہ دوسرے عالم مین دوڑ گیا خانہ زاد خان بھی تردد نمایان کرکے بہت سے

زخم کھاکر گھوڑے سے گرا جب شاہزادہ کو اوزبکیہ کے اس غلبہ کی خبر پہنچی تو اُسنے اپنی سواری
کے فیل کا رُخ اس طرف پھیرا اور سوار اور توپ خانہ کے پیادون کے ساتھ خان مغلوب
کی مدد پر متوجہ ہوا کہ اوزبکون کے ہجوم کو پراگندہ کرے فوج اوزبکیہ شوخی کے ساتھ
شاہزادہ کے مقابلہ مین آئی۔ ہر طرف سے جانبازون کی صفون کا نعرہ بلند ہوا۔
پادشاہزادہ معرکہ رزم مین آئین سررشتہ بزم کو ہاتھ سے نہین دیتا ہر وقت رای اسلم کو
کارفرما بناتا اس نے حکم دیا کہ دو فیل مست شیر صولت فوج کے بہادران صف شکن
کے ہم قدم ہوکر پیش قدمی سے اوزبکون پر دوڑین اور اطراف سے مبازران
یکہ تاز دوڑ کر توپ خانہ کی شلک کے غلغلۂ عظیم سے اوزبکون کے دلون مین ہیم
پیدا کرین اوزبک بہت سے مارے گئے اور زخمی ہوئے اور بھاگ گئے اس ضمن
مین سعید خان کے نوکر فرصت پاکر اسکو اور اسکے دونو بیٹون کو میدان کارزار سے
اوٹھا لائے۔ خان زاد خان مین رمق باقی تھی اسنے اشارہ و لکنت زبان سے
باپ کا حال پوچھا اور ایک پہر بعد مر گیا۔ حاصل کلام اول روز سے شام تک
لڑائی مین بہادر روہیلے اپنی بہادری دکھائی اور شاہزادہ کی سعی سے فتح ہوئی۔
اور اوزبک بھاگ گئے۔ اس سبب سے کہ دونو فوجون مین چندان مسافت نہ تھی
بازگشت اور شب خون کے خیال سے بہت سے پادشاہی سردار ہاتھی اور
گھوڑون مین رات بھر طلایہ کرتے رہے دوسرے روز امیرالامرا نے معروض
کیا کہ صلاح دولت اس باب مین ہے کہ خصم کو فرصت نہ دین اور اس کے
بنگاہ پر تاخت کرکے اسکی واقعی گوشمالی کر دین از سر نو فوج کی ترتیب دے کر
اپنی بہیر کو راجپوتون کے سپرد کرکے مخالفون کی بنگاہ پر اور مقابلہ پر روانہ ہوئے
وہ ابھی بنگاہ کے قریب نہ پہنچے تھے کہ اوزبک فوج فوج آراستگی کے ساتھ گھوڑے
دوڑاتے ہوئے پادشاہزادہ کی فوج کی برابر آئے اور شوخی کے ساتھ
بیدستی کی۔ گولہ و بان و تیر و شمشیر سے انکی جانین جاتی تھین مگر وہ حملہ کرتے

سے باز نہ آتے تھے پادشاہی آدمی بھی بہت اُن کے تیرباران کے صدمون سے
مارے گئے اس ضمن مین لشکر اوزبکیہ کی تین فوجین ہوئین انمین سے شاہزادہ کے
یمین ویسار کے مقابلہ مین دو فوجین آئین اور دار وگیر کی صدا بلند کی اور اپنی
طرف مشغول کیا اور تیسری فوج سنگین ہراول پر جو غافل تھا حملہ آور ہوئی۔
پھر ان دونو فوجون نے اتفاق کیا دس بارہ ہزار کماندار یکبارہ کمانین چڑھائے
ہوئے آن واحد مین عجیب تیرباران کرتے تھے اور ایک آن امان نہ دیتے تھے انہون نے
ایک جمع کثیر کو کشتہ وزخمی کیا داروغہ توپخانہ اور شیر فسکار بہادر دوسرے اس
جماعت خونخوار سے آویزش کی اور داد تھوڑی دی سینون کو سپر بلا اور ہدف تیر
بنایا اور پیاپے حملے کرکے جماعت مخالف کو مقابل سے پرے ہٹایا۔ اسی آوان
مین دوسرا سردار بیگ وغلی تازہ فوج کے ساتھ آن پہنچا اور اپنے گروہ ہزیمت
یافتہ کو بھی اپنے ساتھ لیا اور از سرنو بازار کارزار گرم کیا اور ہراول شاہی کے
سرراہ ایک فوج کو تعین کیا باقی فوج امیر الامراء کے روبرو آئی اور چند ہزار تیر
ایک بارخانۂ کمان سے برسانے لگی امیر الامراء نے مع ہمراہیون کے اس قوم
کے ہجوم اور تیرباران مین قدم جماکر خوب کوشش وکشش کی مگر قریب تھا
کہ اس نیستان بلا سے امیر الامراء کی سپاہ کو چشم زخم پہنچے کہ اس حالت مین
شہزادہ ہاتھیون اور فوج کے ساتھ آگیا اور بہادرون کی تقویت دل کا سبب
ہوا اطرفۃ العین مین جمع کثیر اوزبکیہ کو گولہ تفنگ وتیغ وسنان کا طعمہ بنایا اور انکی
جمعیت مین تفرقہ ڈال دیا اس وقت پادشاہزادہ نے از راہ منصوبہ بازی
راجپوتون کے سردارون کے جماعت کو بنگاہ اوزبکیہ پر تعین کرکے روانہ کیا
جب اوزبکون کو اسیر اطلاع ہوئی تو انکے دل مین تزلزل پیدا ہوا اور کارزار
جو بہیئت مجموعی کرتے تھے جنگ گریز سے مبدل ہوئی اور کچھ اوزبک بنگاہ کی
نگہبانی کے واسطے عرصۂ کارزار سے چلے گئے افواج پادشاہی اُن کے پیچھے دوڑی

فوج اوزبکیہ کو ہزیمت عظیم ہوئی اور سپاہ ہندوستان کے ساتھ بہت خیمہ اور اسباب
ہاتھ لگا اور رعایا اور لشکر کے آدمی کئی ہزار جو انکے قیدی تھے وہ خلاص ہوئے دوسرے
دن خبر آئی کہ اوزبکوں کی ہزیمت پانے سے پہلے عبدالعزیز خان نے فوج گران بسرداری
سبحان قلی خان بلخ کی تاخت کے لئے تعین کی تھی قتلق محمد اور اور شکست یافتہ بھی اوسکے
اس سے جا کر ملے اور بلخ کی تاخت کا ارادہ کیا پادشاہزادہ اس خبر کو سنکر بلخ کو
پھرا اور راہ کے مابین دو تین جگہ اس گروہ سے مقابلہ ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی
اور جب فوج شاہی پر کار اور عرصہ روزگار تنگ ہوا تو شاہزادہ اور امیر الامراء کو کمک
کو پہنچے اور مکرر اسکی نوبت آئی کہ پادشاہزادہ اور علی مردان خان بذات خود
کارزار میں مشغول ہوئے اور کوشش سے لشکر شاہی اوزبکوں کے شر سے محفوظ
رہا ان دنوں میں خبر آئی کہ عبدالعزیز خود باقی فوج کے ساتھ اپنے لشکر سے ملا
اور مقرر کیا کہ اسکے لشکر میں نقارہ نہ بجائیں اور خود قول میں نہ ہو اور نشان او
علامت سرفوجی کی اپنے ساتھ نرکھی عبدالعزیز خان کے آنے بعد لشکر اوزبکیہ کی
تعداد بے شمار ہوگئی اور مور و ملخ کی طرح دشت و صحرا میں پراگندہ ہوگئی اور جنگ
اور محاربات جو ہر منزل میں ہر روز ہوتے تھے اگر انکو قلم لکھے تو سننے والے اور
پڑھنے والے کو اسکے طول سے ملال ہو۔ حاصل کلام ہر روز دونو فریق کی ایک جماعت
کشتہ و زخمی ہوتی جسوقت فوج پادشاہی پر اوزبک زور کرتے تھے تو پادشاہزادہ
اپنے لشکر کی فریاد رسی اور کومک کرتا تھا ایک دن عبدالعزیز خان نے اپنے لشکر کی
سات فوجیں بنائیں اور کارزار دیدہ سردار مقرر کئے اور ہر طرف سے افواج
پادشاہی پر ہجوم کیا انمیں سے یادگار بیگ کہ میر توزک اور میر شمشیر قدیم الخدمت
نذر محمد خان کا تھا اور یکہ بہادر شجاعوں میں مشہور تھا وہ دو تین ہزار سوار
یکہ تاز لیکر شمشیر چمکاتا ہوا امیر الامراء کی برابر پہنچا اور کچھ باقی نہ رہا تھا کہ امیر الامرا
سپہسالار کے شجر حیات کو وہ منقطع کرتا کہ امیر الامراء شمشیر نیام سے نکال کر اس پر

حملہ آور ہوا اور حریف کو زخمی اور دستگیر کیا بعد اسکے جب بادشاہزادہ پاس
امیر الامرا حاضر ہوا تو اُسنے امیر الامرا پر آفرین کی اور گلے لگایا۔ امیر الامرا کی
شفاعت سے یادگار بیگ کی تقصیرات کو عفو کیا اور عنایات بادشاہی کا امیدوار
کیا دوسرے روز اوزبکیہ بہیئت مجموعی سوار ہوئے محاربہ عظیم واقع ہوا اُس روز
اوزبکیہ کے غلبہ کی نوبت یہانتک آئی کہ تین چار ہزار سوار لشکر شاہی مین سیلاب
کی طرح داخل ہوئے اور کارخانجات مین پہنچکے کئی قطارین اونٹون کی سرکار
بادشاہی اور بعض امرا کی اور صرافہ بازار کو آگے رکھکر روانہ ہوئے اور لشکر
کے زن و فرزند کو گرفتار کرلیا۔ امیر الامرا یہ خبر سنکر عقب سے دوڑا اور بذات
خود تردد جانبازی کیا اور تہاشہا جلادت اور تہوری کام مین لایا طرفین سے
جمع کثیر کے کشتہ ہونے کے بعد چند قطار شتر کارخانجات بادشاہی اور اکثر امرا کے
پھر لے لئے لیکن بازار اور سپاہ کے آدمیون کا بڑا نقصان ہوا اور انہین خرابیون
بادشاہزادہ کی منصوبہ سازیون مین سے جو غلبہ جنگ کے وقت وہ کام مین لایا
کچھ لکھے جاتے ہین کہ ایک دن عین گرمی کارزار اور ہنگامۂ دار و گیر مین خبر آئی
کہ شادمان بیگ اور محمد طاہر خراسانی جو آخر کو صف شکن خان ہوا تھا اپنے
تعلقہ تھانہ سے کومک کو آتے تھے دو ہزار سوار اوزبکیہ نے انکے سر راہ کو ایک
قلب مکان مین روک کر انکو گھیر لیا اور انکو تنگ کیا اور سوائے دو سو بندوقچیون
اور کمانداروں کے جو استقامت کر کے رہ گئے تھے کسی طرح کی کمک و مدد کی امید
نہین تھی اور اغلب تھا کہ وہ کشتہ ہو جاتے بادشاہزادہ نے یہ خبر سنکر فوج
خاصہ سے ایک جماعت کو اور امیر الامرا کے سو دو سو سوارون کو بھیجا۔ اور
علامات اور نشان سواری خاصہ کے ان جان باختون کی مدد کے لئے انکی
ہمراہ کئے اوزبکون نے جب یہ سواری خاصہ بادشاہزادہ کے نشان دیکھے
اور اسکے آنے کی خبر سنی تو وہ بھاگ گئے اور شادمان بیگ اور محمد طاہر بسلامت

لیکر پادشاہزادہ پاس گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ سترہ اٹھارہ روز تک آدمی اور گھوڑون
کو لڑائی سے آرام نہ ملا اور حکم ہوا تھا کہ نان و طعام ہاتھیون پر لگا کے خاص آدمیون
کو اور ہر کسی کو اسکی قسمت کے موافق پہنچا یُن ایک نان ایک دو روپیہ کو اور پانی
بشرح ایضاً فروخت ہوتے تھے اور کسی کو نہ ملتے تھے۔ کسی تاریخ اور داستان
محاربات پادشاہان سلف کی جسمین اغراق و مبالغہ سخن کو دخل نہ ہو ایسی لڑائی
نہین دیکھنے مین آئی کہ جسکا اتنا امتداد ہوا اور شرط سرداری و بردباری و کارفرمائی
اور بعض امرا کی رفاقت مین بذات خود پادشاہزادہ اور امیر الامرا علی مردان خان
کا رزم مین متوجہ ہونا ظہور مین آیا ہو اور اوزبک و المان ایک لاکھ بیس ہزار سے کم نہ
سرداران اوزبکیہ نے جو شجاعت و جلادت اور غلبہ جسم سے دل نہ ہارنا
پادشاہزادہ مین دیکھا تھا تو وہ انصاف کرکے کہتے تھے کہ اگر ہمارے لشکر کا سردار
ایسی رفاقت کرے تو امیر تیمور کی طرح روم و شام تک تسخیر کرین اگرچہ عبدالعزیز خان
اور اور سردارون نے عاجز ہوکر جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا تھا مگر ہندوستان کی
فوج کی اطراف کو وہ گھیرے رہتے تھے فی الحقیقت دونو طرف کی فوج کے گھوڑون
اور سوارون مین حرکت کی طاقت نہین رہی تھی اسی اثنا مین یہ شہرت ہوگئی
کہ پادشاہزادہ کا ارادہ ہے کہ نذر محمد خان کی تقصیر معاف کرے اور ملک
مال اسکو دے عبدالعزیز خان نے اپنا ایک معتمد نوکر پادشاہزادہ پاس بھیجا اور
پیغام دیا کہ سنا جاتا ہے کہ پادشاہ حق شناس اور عدالت اساس کی مرکوز خاطر
یہ ہے کہ ولایت بلخ کو پھر نذر محمد خان کو تسلیم کرین اس صورت مین امیدوار ہون
کہ سبحان قلی خان کو یہ ولایت مرحمت ہو وہ نذر محمد خان کا پسر رشید ہے اور
پدر کی نسبت زیادہ رعیت پرور اور آباد کار ہے اور مین نے بھی اسکو فرزند
بنایا ہے اور قتلیغ خان کا خطاب دیا ہے اور اس سے مسلمانون کی نزاع و
خونریزی برطرف ہو گی۔ پادشاہزادہ نے جواب دیا کہ مین پادشاہ کا حکم بدون

آپ کو کچھ جواب نہین دیسکتا پھر جب سواد بلخ کے نزدیک شاہزادہ آیا تو عبدالعزیز خان نے پھر اُسکو پیغام دیا کہ اگر بادشاہزادہ یہان آرام کرے تو مین یہ چاہتا ہون کہ بیگ اوغلی خان اور یلنگ توش کو بادشاہزادہ کی خدمت مین بھیجون اور اُن کی زبانی اپنے پیغام دون بادشاہزادہ نے جواب دیا کہ شہر نزدیک آگیا ہے جب مین وہان اترون تو جس کسی کو جی چاہے بھیج دینا ان پیغامون کی آمد و رفت سے مصالحت کی شہرت لشکر مین پھیل گئی۔ ۱۸ جمادی الاولی کو شاہزادہ نے بلخ مین نزول فرمایا اور تین مقام کیئے عبدالعزیز خان کے لشکر مین سے اوزبکیہ اور المانیہ گھوڑے اور گھوڑیون کو بیچنے کے لیئے لانے لگے بادشاہزادہ نے انکو مادۂ غدر سے خالی نجانا۔ کوتوال اردو کو حکم دیا کہ اوزبکیہ کو لشکر مین آنے سے اور خرید و فروخت کرنے سے منع کرے تاکہ وہ اسرار لشکر پر اطلاع نہ پائین اور یہ قرار پایا کہ شاہزادہ محمد سلطان کو بعض امیر اور زخمی آدمیون کو بلخ مین چھوڑے اور خود جریدہ ہوکر لشکر کے ساتھ اوزبکیون کی گوشمالی کرے اس مہم کی شہرت سے المانی اور اکثر اوزبکیہ عبدالعزیز خان سے جدا اور متفرق ہوگئے اور فوج فوج اندجان اور بخارا مین آگئے اسکی وجہ یہ تھی کہ اس قوم کی وجہ قوت حلال و کسب مال لوٹنا ہے اور اس جنگ مین کوئی چیز وجہ تاراج سے انکو ملی نہ تھی بلکہ اکثر اسباب مال اندوختہ سابق باد فنا و تاراج مین کھو بیٹھے تھے ناچار عبدالعزیز خان حوالی بلخ کو چھوڑ کر ہندوستان کی فوج کے شب خون کے خوف سے بیس گروہ آب آموں سے گذر گیا۔

لشکر شاہی کا مجمل بیان یہ ہے کہ بلخ و بدخشان کو شاہزادہ محمد مراد بخش کے ہمراہ پچاس ہزار سپاہ روانہ ہوئی تھی جب ممالک محروسہ مین یہ ملک داخل ہوا تو ایک گروہ حسب الطلب بادشاہ پاس آگیا تھا اور ایک سپاہ بہادر خان اصالت خان کے پاس اس ولایت مین رہی زیادہ تر وہ حدود و ملک

[illegible]

قلعون کے ضبط مین مشغول تھی اور شاہزادہ محمد اورنگ زیب کے آنے تک ہر ایک اپنے محل پر
خدمت مین مامور تھے چنانچہ قتلیچ خان ایک گروہ کے ساتھ طالقان اور اسکے حدود مین
تھا اور رستم خان ایک لشکر کے ساتھ اندخود مین اور سعادت خان ایک جماعت کے ساتھ
ترمذ مین اور شاہ محمد خان ایک فریق کے ساتھ میمنہ مین راجہ راجروپ ایک جوق کے ساتھ
قندز مین اور خنجر خان ایک فوج کے ساتھ رستاق مین اور ایک طائفہ شہر و قلعہ بلخ مین
اور ایک فرقہ اور اماکن مین تھا جب اورنگ زیب بلخ مین آیا تو اُس نے کسی کو اپنے
پاس نہین طلب کیا جو امرا کہ اسکی ہمراہی کے لیئے مامور ہوئے تھے انہین سے . .
راجہ جے سنگہ نے جو دو ہزار سپاہ ہمراہ رکھتا تھا اور بعض اور امیرون نے پہنچنے مین درنگ
کی اور الہ وردی خان و نجابت خان ولد مرزا شاہرخ و مرزا نوذر صفوی اور بعض
اور بے توفیقی سے قندھار نہین پہنچ سکے اسلیئے اورنگ زیب کے پاس لشکر سے جو سال گذشتہ
مین پچاس ہزار بھیجا گیا تھا اُسکے نصف تھا بلکہ اُس سے بھی کمتر تھا اور عبد العزیز خان اور
اسکے دو بھائیون کا اور توران و بدخشان و بلخ سے تمام علوفہ خوارون و آبخوارون
و علف خوارون کا لشکر جمع ہوا تھا جسکو آق سقلان اس طائفہ کا پیکار دیدہ کہتا ہے
کہ ماوراء النہر کی کسی یساق مین نہین جمع ہوا - بابرنامہ مین بابر نے لکھا ہے کہ عبد اللہ خان
والی توران و شاہ طہماسپ دارای ایران مین جو محاربہ ہوا لشکر اوزبک ایک
لاکھ پچاس ہزار تھا اور قزلباش کی سپاہ چالیس ہزار - اُن معززا اوزبکون کی
زبانی جو عبد العزیز خان کے ساتھ تمام معرکون مین تھے اور پھر بادشاہزادہ کی
خدمت مین آگئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ ان لڑائیون مین اوزبکون کی ایک جماعت
ایک لاکھ سوارون سے زیادہ تھی مگر بادشاہ نے جو تحقیق کیا تو سچ یہ معلوم ہوا کہ لاکھ سوار
سے کم تھی اس سبب سے کہ لشکر شاہی کو یقین تھا کہ اوزبکیہ غرور اور فزونی سپاہ کی وجہ
سے پیکار صف کرینگے تو وہ احمال و اثقال کو اپنی ہمراہ رکھتا تھا - غنیم باوجود کثرت
سپاہ کے جنگ صف نہ کرسکا قزاقی کرنے لگا تو اردو کی محارست اور غنیم کی محاربت

مشغول ہوتا اور ہمیشہ چارون طرف ہنگامۂ قتال کو گرم رکھتا اور توپ و تفنگ و بان
اوزبکون کو مار کر بھگانا پڑا - ان لڑائیون مین اوزبک پانچ چھہ ہزار مارے گئے اور لشکر
شاہی مین پانچ چھہ سو آدمی - شاہزادہ محمد اورنگ زیب سات لڑائیان لڑا - وہ ہاتھی پر
بیٹھتا اور نہ زرہ پہنتا نہ سپر لگاتا - جہان اوزبکون کا غلبہ دیکھتا وہان دوڑ کر پہنچتا -
عبد اللہ بیگ نبیرہ شکور بے اتالیق امام قلیخان اوزبکون کے ساتھ سب لڑائیون مین
شریک تھا - جب عبد العزیز خان جیحون سے پار بھاگ گیا تو وہ شاہزادہ اورنگ زیب کی
خدمت مین آگیا بیگ اوغلی اُسکے یہ کہتا تھا کہ جسقدر تدبیر و تلاش ہم نے اس مہم
مین کی اگر کوئی اور لشکر مثلاً قزلباش وغیرہ کا ہوتا تو ہم اسکو ضرور شکست دیدیتے
مگر ہندوستان کے لشکر سے عہدہ برآ نہ ہو سکے - اوزبک قزاقانہ جنگ مثل دکنیون
کی کرتے تھے اس لیئے انکی تنبیہ بغیر اسکی صورت پذیر نہین ہو سکتی تھی کہ لشکر کے احمال
و اثقال کو شہر بلخ مین چھوڑین اور جریدہ ہو کر جنگ مین مشغول ہون اس سے لڑنے
مین بڑی محنت و مشقت اوٹھانی پڑتی تھی اورنگ زیب کو اس قسم کی جنگ کا تجربہ
دکن مین پہلے ہو چکا تھا جسکا بیان وقائع سال نہم مین ہو چکا ہے اس لیئے بلخ مین
اپنے بیٹے محمد سلطان کو احمال و اثقال کے ساتھ ٹھیرایا اور خود جریدہ مخالفون کے
تعاقب و تلاش مین مصروف ہوا اپنی تدبیر صائب سے عبد العزیز خان اور اور اوزبک
سردارون کو متعجب ہونے دیا وہ گاہ بیگاہ کی لڑائیون سے ناامید ہوئے اور
مسلمانون کے مال کو وہ اپنی قوت حلال اور قوت بال جانتے تھے اس سے مایوس
ہوئے - جنگ صف تو کیا کرتے - مدافعت قزاقانہ کی بھی نیرو اپنے مین نہین دیکھتے
اور ایسا انیرو ہم چھایا کہ توقف مین اپنی صلاح کار نہ دیکھی موضع شہاب سے
شہرک کی طرف گئے اور یہان کی بعض زراعات کو جلایا اور لشکر شاہی کے تعاقب
سے ہراس سے یہ مشہور کیا کہ ہم بدخشان جاتے ہین خلم سے راہ چپ کر کے ایک روز مین
ساحل جیحون پر گئے اور سلخ جمادی الاولی سنہ ۵۷ کو عبد العزیز خان جیحون

پار چلا گیا اور کچھ آدمی عبور کرنے مین غرق ہوئے ۔

اس مہم کی اوپر تصویر اُتاری گئی ہے وہ اسکے بغیر کامل نہین ہوگی کہ ہم ناشائستہ امور جو اسمین واقع ہوئے ہین تحریر نہ کرین ۔ شاہزادہ مرادبخش کی بلخ سے معاودت کرنے کا درخواست کرنا پہلے اس سے کہ اپنے نو مفتوح ملک کا انتظام ہوا اور قلعون کا استحکام اور حدود کا انسداد ہو جا بجا تھانے بٹھین اور انتظام سے بالکل خاطر جمع ہوا اور نذر محمد خان کا معاملہ منفتح ہوا اور جو لشکر اسکے تعاقب مین گیا ہے وہ مراجعت کرے امرا الوسات اور اویماقات جغتائیہ جنکی عمرون کے بعد یہ آرزو انکی پوری ہوئی تھی کہ اپنی قوم کے قدیم ولی نعمت کو اپنی ولایت مین دیکھین وہ صاحب زادہ صاحب زادہ کہتے ہوئے اور ہزار شادمانی سے ملازمت کی تمنا مین بلخ مین نہ آئین کہ انکی مملکت سے ازبکون اور المانون کا کانٹا نکلے اور رعایا و کشاورز استمالت پائین ۔ دویم بہادر خان اور اصالت خان کا نذر محمد خان کا تعاقب نہ کرنا اور شبرغان واندخود و چیچکتو و میمنہ کے حدود کے ربط و ضبط بغیر مراجعت کرنی اور ہر مکان مین تھانون کے بٹھانے سے جمع نہ کرنی اور اس سرزمین کے ان آدمیون کا مطیع نہ بنانا جو اسکی قابلیت رکھتے تھے اور اس نواح کے الوسات و اویماقات کی تسلیم و استمالت نہ کرنی ۔ سیوم شاہزادہ محمد اورنگ زیب کا بلخ سے غنیم کی مالش کے لئے پیش جانا یہ اس شاہزادہ کی اوّل خطا تھی اسکو بلخ سے دور نہین جانا چاہیے تھا بلکہ اس سے چار پانچ کوس پر توقف کرنا لازم تھا کہ شہر مین لشکر کی آمد و رفت بھی میسر ہوتی اور احمال و اثقال نا گذ بھی شہر مین رہتی ۔ جریدہ ہونے کے سبب سے بلخ کو معاودت نہ کرنی پڑتی شہر کے پاس بیکار کے انتظار مین بیٹھتا اگر غنیم جنگ صف کرتا تو اپنی سزا کو پہنچتا اور اگر جنگ صف نہ کرتا تو اسکا لشکر المان جنکا علوفہ کچھ نہین ہوتا اور مسلمانون کے اموال سے اوقات گذاری کرتے ہین وہ چند دنون مین متفرق ہو جاتے

تو اس صورت مین انکا تعاقب اس جریدہ ہونے کی صورت سے نہایت آسان ہوتا اور افواج کی تقسیم کے وقت تمام بلخ کے لشکر کو جو اس لشکر سے بھی زیادہ تھا جو شاہزادہ کی خدمت مین تھا فقط بہادر خان کے ساتھ نہین بھیجنا چاہیے تھا بلکہ اسکو میمنہ و میسرہ مین بھی قسمت کرنا چاہیے تھا کہ ہر سمت اپنے مقابل کے غنیم کو مار کر ہٹا سکتی اور وہ آفت و بلا جو سعید خان شیرازی پر آئی نہ آتی اور اسکے بیٹے نہ قتیل ہوتے - چہارم بلخ کی معاودت کے بعد شاہزادہ کو ایک روز بھی زیادہ توقف نہین کرنا چاہیے تھا ایک جماعت نے اپنی خود غرضی کے سبب نذر محمد خان کی پیر خیال نہ کیا اور ایک ہفتہ تک اسکو ٹھیرایا چاہیے تھا کہ یہ توقف نہ ہوتا اور عبدالعزیز خان کے فرار کی خبر سنتے ہی اسکا تعاقب کیا تا تو وہ مقید ہوتا یا دریاے جیحون مین غرق ہوتا تمام ماوراء النہر مفتوح ہوتا -

واقعات سال بست و یکم ۱۰۵۷ھ

ہر سال کی طرح غرہ جمادی الآخر ۱۰۵۷ھ کو بزم جلوس سال بست و یکم منعقد ہوئی اور امراء و اعلی و ادنی فیض یاب ہوئے - بادشاہ نے سنا کہ ازبکوں نے بے اعتدالی کی ہے اور بلخ کی لڑائی سے بھاگ کر انکا ارادہ یہ ہے کہ بدخشان مین جا کر دست بردی کرین اسلیئے پانچوین ماہ مذکور کو بادشاہ نے شاہزادہ محمد مراد بخش کو اس طرف جانے کے لئے رخصت کیا اسی ضمن مین معلوم ہوا کہ افواج ازبکیہ نے بدخشان مین فساد کرنے کا ارادہ ترک کیا اور نذر محمد خان حضور مین آنے کا قصد رکھتا ہے اور اسکا عریضہ عفو تقصیرات کی التماس کا اور استمالت نامہ کی طلب کا آ بھی گیا تھا اسلیئے اس ارادہ مذکورہ کو محمد مراد بخش کا بلخ جانا موقوف کر کے مراجعت کا حکم بھیجا اور صوبہ کشمیر کو رخصت کیا -

بادشاہ نے جو نذر محمد خان کو نامے لکھے ہین ان سے یہ معلوم ہوتا ہے

تتمہ حال بلخ و بدخشان اور انکا نذر محمد خان کو مرحمت کرنا۔

کہ بادشاہ کو یہ منظور تھا کہ ماوراء النہر کو فتح کرکے اور اس دیار کا نظم ونسق کرکے اپنی عنایت
سے بلخ و بدخشان نذر محمد خان کو مرحمت کرے غرض وہ اپنے خاندان کے مردہ
حقوق کو دوبارہ زندہ کرنا اور سوتے ہوئے موروثی استحقاقون کو خواب گران کی
بند سے پھر بیدار کرنا چاہتا تھا۔ مگر نذر محمد خان نے بادشاہ سے رجوع نہین
کی بلکہ شاہ ایران پاس گیا اور وہان سے مایوس پھرا بلخ مین مراجعت کی اور ارادہ
کیا کہ قلعہ میمنہ کو تسخیر کرکے اس سے اپنے پرو بال شکستہ کو درست کرے اسمین بھی
کامیاب نہ ہوا جسکا ذکر اوپر ہو چکا تو بیل چراغ (بیل چراغ) مین اس نے
اقامت کی اور یہان عبد العزیز خان اپنے بیٹون کی فتح وشکست کا منتظر رہا۔
جب بادشاہ کو اسمین فتح ہوئی تو وہ سب طرف سے مایوس ہوا اور اپنی مصلحت
اسمین دیکھی کہ اورنگ زیب کو مکتوب بھیجا کہ جسمین اپنی اطاعت کا اظہار کیا اور ملاقات
کی درخواست کی شاہزادہ نے اپنی عرضداشت کے ساتھ اسکا مکتوب بادشاہ
پاس بھیجا اور اسکے حال پر ترحم کی درخواست کی بادشاہ نے اسکی درخواستون کو
منظور کیا اور اورنگ زیب پاس حکم بھیجا کہ اگر نذر محمد خان تم سے ملنے آئے تو تم
اسکو بلخ و بدخشان دیدو اور سب اطراف سے لشکر کو بلا کر اس طرف روانہ
ہو۔ بادشاہ کو اب کابل مین کوئی حالت منتظرہ باقی نہین رہی رجب ۱۰۵۷ھ کو کوچ
کیا اور محمد شجاع کو حکم دیا کہ جب تک اورنگ زیب سرحد کابل مین داخل ہو وہ
یہان رہے اور پھر ہمارے پاس چلا آئے۔ بادشاہ منزل بمنزل چل کر پانچوین
شوال کو لاہور مین داخل ہوا اور ۲۵ کو اکبر آباد کی طرف کوچ کیا۔
نذر محمد خان بیل چراغ مین اقامت رکھتا تھا اس نے جو کچھ سوچا وہ نہ ہوا
ناچار شاہزادہ سے درخواست کی کہ مین بلخ مین آنا چاہتا ہون میری جمعیت
خاطر کے لئے طاہر خان کو بھیجدیجے۔
۱۰ جمادی الثانیہ کو شاہزادہ نے طاہر خان کو اس پاس بھیجا اور عطاء اللہ

بخشی اسکے ساتھ کیا اور فرستادون کو ارشاد کیا کہ نذر محمد خان کے مطالب کو دریافت
کر کے اسکی خاطر پراگندہ کو جمع کرین اور حقیقت لکھ بھیجین - نذر محمد خان نے فرستادون
کے بھیجنے کے بعد ظاہر کیا کہ قلعہ میمنہ کو اگر اولیاء دولت میرے تصرف مین کر دین
تو مین اپنے وابستون اور اسباب و اموال کو وہان چھوڑ کر بلخ کو روانہ ہون -
شاہزادہ نے بعد آگہی جواب دیا کہ جب بلخ و بدخشان عنایت ہوگا تو قلعہ میمنہ
بھی انکا ضمیمہ ہوگا اس جواب سے نذر محمد خان رنجیدہ ہو گیا اور آنے مین متامل
ہوا اور اُس نے ظاہر کیا کہ اگر بلخ کا دینا منظور ہوتا تو قلعہ میمنہ کے دینے مین
ایستادگی نہ ہوتی - ہرچند طاہر خان نے اسکو سمجھایا مگر اس نے توہم سے نہین
قبول کیا اپنے معتمد محمد قلی کو عطاء اللہ کے ساتھ بھیجا کہ وہ معاہدہ کو مستحکم کرے
جب وہ شاہزادہ پاس آیا تو اُس نے عہدنامہ اسکی خواہش کے موافق لکھ کے
مکتوب استمالت آمیز کے ساتھ بھیجدیا - نذر محمد خان نے بیلچراغ سے کوچ کیا
خوف و ہراس کے سبب آہستگی کے ساتھ قطع مسافت کیا راہ مین ہر جگہہ بے ضرورت
توقف کرکے قدم بڑھایا - شاہزادہ نے بہادر خان کو استقبال کے لئے شبرغان
بھیجا اور سمجھا دیا کہ اگر نذر محمد خان کا ارادہ یہان آنے کا مصمم ہو تو سب جگہہ اُسکے
احترام واکرام مین کوشش کرے ورنہ بدستور سابق دلیری سے اسکے ساتھ
رزم کرے اور ایسا اسکو وادی فرار مین آوارہ کرے کہ پھر اسکو اپنی گلیم سے
قدم نکالنے کی جرأت نہ ہو خان مذکور نے کفش و قلماق کو روانہ کیا کہ
اول وہ بہادر خان سے ملاقات کرے اور اسکو بلطائف الحیل پھرا دی
اور بعد ازان شاہزادہ کی ملاقات کے لئے ایک مکتوب لکھے اور خود جاکر
شاہزادہ کو دے - کفش قلماق نے بہادر خان کو شبرغان مین کہا کہ قلعہ
میمنہ کے نہ دینے سے خان کی خاطر جمعی نہین ہے اب اگر خان کے لئے
شبرغان خالی کر دو تو وہ اپنے گھوڑون کو یہان آرام دے کر اور سبزہ و بار

وہان چھوڑکر شاہزادہ کی ملاقات پر متوجہ ہوگا اگر قدردانی اور مہربانی سے یہ درخواست قبول نہ ہوگی تو خان جہان ہی وہان سے مراجعت کرکے جہان مناسب جانیگا چلا جائیگا۔ خان نے اسکے دغدغہ اور تفرقہ خاطر کے رفع کے لئے صلاح وقت پر لحاظ کرکے قلعہ شبرغان کو خالی کردیا اور خود کوچ کرکے پل خطیب کو اپنا لشکرگاہ بنایا۔ کفش قلماق شبرغان سے خاطر جمع کرکے شاہزادہ کی خدمت مین گیا اور نامہ حسین خان نے اپنی ملاقات کی تاریخ ۱۲ رمضان مقرر کی تھی شاہزادہ کو دیا۔ شاہزادہ نے کفش قلماق کو خلعت دیکر رخصت کیا اور خود استقبال کے لئے بلخ سے فیض آباد مین آیا۔ اس اثنا مین نذر محمد خان کا نوشتہ آیا کہ اگرچہ ملاقات کا وعدہ پل خطیب کے قریب تھا مگر اسکو آپ کی تصدیع کا سبب جانکر گذارش ہے کہ ملاقات نواحی شہر مین ہوگی آپ شہر کو تشریف لے جائین اور شہر کے نزدیک جو جگہ آپ مقرر فرمائینگے مین وہان آپ کی ملاقات سے مسرور ہونگا۔ چہارم رمضان ملاقات کا دن مقرر ہوا تھا کہ خبر آئی کہ خان ایسا مریض ہوگیا ہے کہ اس نے اپنا آنا موقوف رکھا اور اپنے پوتے قاسم سلطان کو کفش قلماق کے ساتھ بھیجا ہے اور اپنے نہ آنے کی معذرت کی۔ شاہزادہ نے بہادر خان کو قاسم سلطان کے استقبال کے لئے بھیجا اور جب وہ آیا تو اسکو گلے لگایا اور اپنی مسند کے نزدیک بٹھایا اور اسکی رخصت کے بعد امیر الامرا اور اورون کے ساتھ شاہزادہ نے مشورت کی اور بیان کیا۔ کہ گرانی غلہ و ویرانی ملک اور موسم زمستان کا قرب یہ سب باتین ایسی ہین کہ اس محال مین مجال توقف محال ہے غلہ روز بروز گران ہوتا جاتا ہے۔ گاہ و ہیمہ مطلق نایاب ہے موسم مذکور کا سامان کرنا اور اس ملک مین رہنا بغایت دشوار ہے اب تم صلاح دولت بتاؤ کہ کیا ہے سب نے متفق ہوکر عرض کیا کہ بادشاہ کے جواب آنے تک تو راہین برف سے مسدود ہوجائینگی

شاہزادہ کی مراجعت بلخ سے کابل کو۔

اورکسل ہندوکوہ سے عبور کی فرصت نہین ملیگی اس صورت مین نہ رہنے کا سامان ہوگا نہ کوچ کرنے کی طاقت آدمیون پر سخت مشکل ہوگی۔ ناگزیر شاہزادہ نے نواحی بلخ کے قلعجات کے حارسون کو اپنے پاس بلایا اس سبب سے کہ اوزبک و المان بہت اس نواحی مین متفرق پھرتے ہین جہان جمع قلیل وہ دیکھینگے بے تامل ان پر تاخت کرینگے۔ شہزادہ نے راجہ جے سنگہ کو سعادت خان کے لانے کے لئے ترمذ بھیجکر یہ چاہا کہ بہادر خان کو رستم خان کی مدد کے لئے تعین کرے کہ اس اثنا مین رستم خان کی عرضداشت آئی کہ مین مع اپنی جمعیت کے سمت میمنہ کو جاتا ہون کہ شاد خان کو ہمراہ لیکر راہ ہان چاریک سے کابل روانہ ہون۔
۱۵ رمضان کو شاہزادہ نے فیض آباد سے مراجعت کی جلکا ے مین منزل کی اور ملک نذر محمد خان کو اور قلعہ بلخ قاسم ونقش قلماق کو سپرد کیا اور رخصت کے وقت سرکار والا سے قاسم سلطان کو پچاس ہزار من غلہ دیا جو اس وقت نرخ سے پانچ لاکھ روپیہ کی قیمت کا تھا سوا غلات کے قلاع اور ذخیرے نذر محمد خان کو حوالہ کئے اگر نذر محمد خان خود آتا تو بادشاہ کی طرف سے چار لاکھ روپیہ اور شاہزادہ کی طرف سے ایک لاکھ روپیہ پاتا جسسے وہ سامان ملک داری سے مستغنی ہوجاتا۔ راجہ جے سنگہ نے سعادت خان کے ساتھ اس منزل مین ملازمت کی۔ اس ملک کی آغاز تسخیر سے بادشاہزادہ کی مراجعت کی تاریخ تک دو کروڑ روپیہ سپاہ کی۔ تنخواہ مین خرچ ہوا۔ اور دو کروڑ روپیہ اور اس مہم کی ضروریات مین خرچ ہوا اور سب لڑائیون مین طرفین سے جمع کثیر قتل ہوئی اور جنگ ہفت شبانروز مین اوزبک کے چھ ہزار سوار اور بادشاہ کے پانچ ہزار سوار کشتہ ہوے مال مویشی رعایا جو فنا ہوے اسکا حساب خدا جانتا ہے۔
اس مراجعت کے عمدہ موجبات یہ تھے کہ امرا مین نفاق و بیدلی تھی

ان کو اپنے ہندوستان کا عیش یاد آتا تھا یہان کی کثرت عسرت و قلت غلہ سے دل گھبراتا تھا ہندوستان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ لم یخلق مثلہا فی البلاد۔ کہان اسکی سرزمین کے تنعمات و مستلذات اسکے مکانون کا تفرج کہان اس ملک مین ٹھیرنا۔ اوزبکون کی عمارات کی علامات کو تاخت و تاراج سے مٹانا اور آبادانی کو ویرانی بنانا اور جغد و بوم کا گلستان بنانا ہوا اس مین مجال توقف کو محال جانکے بے اختیار بلخ دینے پر راضی ہونا اور وہان سے چلنا پڑا۔ ۱۴ رمضان کو شاہزادہ توزک اور ترتیب فوج کے ساتھ موافق دستور المعمول کے کابل روانہ ہوا۔ ۱۶ رمضان کو درہ تنگ غریبک پہنچے یہان منزل لینی کو شمشیر خان گیا تھا آٹھ سات ہزار اوزبک نے چارون طرف سے شمشیر خان کو گھیر لیا اور دار و گیر کی صدا بلند کی بہت شتر و گاو پر متصرف ہوے۔ اور ایک جماعت کو کشتہ و زخمی کیا شمشیر خان کی مدد کو بہادر خان آیا اور اسکو اس تھلکہ سے نجات دی غوربند کے پہنچنے تک تین دفعہ اس طائفہ سے سخت مقابلہ و مقاتلہ ہوا اور ہر بار جمع کثیر طرفین سے کشتہ ہوئی غوربند مین پہنچکر یہان تھانہ قائم ہوا۔ خزانہ کے دس لاکھ روپیے یہان موجود تھے انکو ہمراہ لے کر روانہ ہوکے جس وقت وہ غور سے گذرے تو ہزارون ہزارہ نے شاہزادہ کے لشکر پر تاخت کی عجب آتش جنگ مشتعل کی جو مال ہاتھ لگا اسے لوٹ لیا اور تمام فوج و سرداروں کو تنگ کیا۔ یہان تک نوبت پہنچی کہ خزانہ پر وہ جھکے بہادر خان خود وہان گیا بادشاہی آدمی زیادہ زخمی و کشتہ ہوگئے۔ پہر رات گئے تک دار و گیر کی صدا بلند رہی اور نجات کی امید محال معلوم ہوتی تھی۔ ذو الفقار خان و نوبۃ الحسن (ابو الحسن) کہ خزانہ کی ہمراہ تھے انھون نے رستمانہ چپقلشین کین باوجود زخمی ہونے کے دونو سردارون نے داد مردانگی دی آخر کو اس جماعت کی دستبرد سے خزانہ بچایا۔ کوتل ہندوکش پر

پہنچے۔ تنگی راہ اور برف و یخ سے سر راہ بہت باربردار تلف ہوئے جو جانور گرا وہ آدمیون اور چارپایون کی لکدکوب مین آیا۔ جو سوار اور پیادہ گرا اوسکو اٹھنے کی فرصت نہ ملی۔ بہرحال اگرچہ شاہزادہ ہشتم شوال کو کابل مین داخل ہوا لیکن بہادر خان رُہیلہ ذوالفقار خان و خواجہ حسن خزانہ کے ساتھ پیچھے رہے انکے لشکرون پر برف ایسی پے ہم برسی کہ پلک مارنے کی فرصت نہ دی۔ بہت چارپائے اور آدمی تلف ہوئے ذوالفقار خان سے بہادر خان بے اختیار جدا ہوگیا۔ خزانہ کے باربردار نصف سے زیادہ تلف ہوئے ذوالفقار خان کے جو اونٹ زندہ اور توانا تھے اُن پر جتنا خزانہ لد سکا پادشاہزادہ پاس بھیجا اب بالکل باربردار نہ رہا اسلئے باقی خزانہ کے ساتھ مقام کیا۔ برف و باران رات دن برستے تھے اس ہلکہ مین ہزارہ ایک فوج سنگین کے ساتھ آپڑے ہوئے خزانہ اور لشکر شاہی پر حملہ آور ہوئے ایک عجیب ہنگامہ جدال و قتال برپا ہوا۔ بہت ہی کم آدمی ایسے ہونگے کہ جنکا مال و اسباب و عیال و ناموس محفوظ رہا ہو۔ ایک قیامت برپا تھی۔ چار پانچ ہزار گھوڑے اور بہت آدمی اور باربردار چارپائے جو باقی رہے تھے غارت ہوئے اور بہت جانور برف کے نیچے دب کر رہ گئے تھے نوبت یہ آئی کہ خزانہ پر تمام نبرد آزما اور کارزار دیدہ سخت جان پیادہ جمع ہوئے اور جنگ رستانہ اور تردد مردانہ کیا اور سب مایحتاج سے ہاتھ اوٹھایا۔ جان اور خزانہ کو اس جماعت کے ہاتھ سے سالم بچا کر لے جانے کو غنیمت جانتے تھے ہزارہ بھی غنیمت سے بہت سنگین بار ہوکر فرار ہوئے۔ جب بہادر خان کو اسکی خبر پہنچی تو اسنے حکم دیا کہ باربردار جہان ہو اسکو پکڑ لاؤ اور چھینکر ذوالفقار خان پاس پہنچائیں افغان باربرداری مین مضائقہ کرتے تھے اُن سے بھی جنگ ہونے لگی۔ بہادر خان خود اپنے خاصہ کے شتر اور اپنے بیٹون اور خویشون کے باربردار لے کر ذوالفقار خان پاس پہنچا۔ بہادر خان کے آنے تک بہت آدمی اور دواب تلف ہوئے اول مرور لشکر سے آخر تک دس ہزار جاندار ضائع ہوئے۔ جنمین آدھی کے قریب آدمی

اور آدمی ہاتھی وگھوڑے واونٹ وغیرہ تھے اور بہت اسباب برف کے نیچے
دب گیا جو آدمی زندہ تھے انہین نہ باپ بیٹے کی اور نہ بیٹا باپ کی خبر لیتا تھا۔
ہر شخص اپنی جان بچانے کو غنیمت سمجھتا تھا۔ جب بہادر خان سپاہ سمیت خزانہ پر آیا
تو اس سبب سے کہ باربردار سرما و برف سے نیم جان تھے اور انکا صرف پوست
واستخوان باقی رہا تھا خزانہ نہین اٹھا سکتے تھے ناچار حکم دیا کہ خزانہ کو متفرق کرکے
جماعہ دار کو تھیلیان گن گن کر دیدین کہ گھوڑون پر بار کرکے روانہ ہون اس ضمن مین
ہزارہ سر راہ نمودار ہوئے زد و خورد شروع ہوئی۔ بہادر خان اور ذوالفقار خان
جان بازی کرکے سعی وکوشش سے تمام خزانہ کو مع اپنی جانون کے ان
درون سے سالم ۲۲ شوال کو کابل لے گئے۔

پادشاہ کا حال

پادشاہ کابل سے اکبرآباد جاتا تھا کہ ۱۷ ذی قعدہ مہر شکوہ پسر دوم داراشکوہ
بیمار ہوا اور مر گیا۔ پادشاہ جب دہلی سے پچاس کروہ پر کرنال مین آیا تو جعفر خان
کو ضروری کامون کے لئے دہلی بھیجا اوائل ذی الحجہ کو حوالی دہلی مین نزول ہوا۔
دوسرے روز سوار ہو کر شاہجہان آباد کے نئے قلعے کے مکانات کو ملاحظہ کیا۔
۱۲ سنہ جلوس سے اس عمارت کے بنانے کے لئے غیرت خان عرف کامگار خان
مقرر ہوا تھا۔ ۹ محرم ۱۰۴۹ کو عمارت کی بنیاد ڈالی گئی۔ مکرمت خان کی اہتمام
سے اسکا اتمام ہوا۔ پادشاہ نے تاکید کی کہ سال آیندہ کے جشن تک یہ عمارت تمام
ہو جائے۔ عاقل خان خوافی اور یوسف خان سرانجام اور اہتمام عمارت کا
مکرمت خان کے شریک کئے گئے اور خود ۱۱ ذی الحجہ کو اکبرآباد مین آیا۔

[illegible]

پادشاہ سے عرض کیا گیا کہ ایک الماس ناتراشیدہ وزن مین ایک سو اسی ر
قطب الملک کے تعلقہ مین کان سے نکلا ہے حکم ہوا کہ قطب الملک کو لکھا جائے
کہ قیمت کو پیشکش مقرری کی وجہ مین مجرا دیکر حضور مین بھیجدے۔ اس حکم کے
سے پہلے عبد اللہ قطب الملک نے الماس تراش کو الماس حوالہ کیا تھا اور

اس مین سے تراشا تھا اسی روز بادشاہ کا حکم پہنچا کہ اس بیش بہا جوہر کو تراش
بھیجدو اس نے اسکو اسی طرح حسب الحکم بھیجدیا۔ جب حضور مین آیا تو ستر رتی اس
مین سے اور تراشے گئے۔ سو رتی بے جرم شفاف عیب سے خالی وہ رہا ڈیڑھ لاکھ
روپیہ اسکی قیمت لگائی گئی اور بیس ہزار روپیہ اسکے تراشیدہ ریزون کی قیمت
تشخیص ہوئی۔ اتفاقاً اسی روز ایک شمامہ عنبر نظر سے گذرا جو قندیل کی صورت
کا ستر تولہ وزن مین اور دس ہزار روپیہ کا قیمت مین تھا۔ بادشاہ کی نیت
مین آیا کہ اس شمامہ کو طلا مین مشبک کراکے انواع جواہرات اور اس الماس کے ریزون
سے مرصع کرائے اور اس سو رتی الماس کو اسپر نصب کرائے اسی طرح ایک قندیل
بے عدیل جسکی قیمت ڈھائی لاکھ روپیہ تیار ہوئی اسکے ساتھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ
نصف نقد اور باقی کی جنس احمدآباد سے خرید کرکے مکہ اور مدینہ سید احمد سعید کے
ہاتھ روانہ کی۔ یہ معمول ہی ہوئی جنس وہان دوچند قیمت کو بکتی ہے یہ سید سابق
مین بھی مکہ معظمہ لیکے گیا تھا اسکو حکم دیا کہ شریف مکہ کو نقد جنس پچاس ہزار روپیہ
کی دی جائے باقی روپیہ بیچارے مسکینون اور مستحقون کو پہنچائے اور قندیل کو
روضہ منورہ مین لٹکائے۔ اس قندیل کی گلکاری خوب کی گئی تھی اس کا
نام بادشاہ نے گل محمدی رکھا تھا۔

غرہ صفر سنہ ۱۰۵۸ کو محمد شجاع بنگالہ کا صوبہ مقرر ہوا اور ۲۵ صفر کو شاہزادہ مراد
کشمیر کی صوبہ داری سے دکن کی صوبہ داری پر بدلا گیا اور شاہزادہ اورنگ زیب
جو بلخ سے آیا تھا ملتان کی صوبہ داری پر مقرر ہوا۔

شاہجہان کو دارالخلافہ اکبرآباد جو جمنا کے کنارہ پر ہے اس سبب سے ناپسند
تھا کہ اسمین شکست و آبکند اور نشیب و فراز بہت تھی۔ شہر کے درمیان جابجا
انکے واقع ہونے سے ناہمواری اسمین تھی اور دارالخلافہ لاہور اس وجہ سے
ناپسند تھا کہ وہ ایک دفعہ تو بنا نہ تھا رفتہ رفتہ اسکی بنیاد پڑی تھی جیسی کہ

دار الخلافہ شاہجہان آباد کے حصار اور عمارات کی بنا آبادی شہر اور فیض نہر کی کیفیت۔

بایدوشاید اسکی طرح مرغوب نہ تھی اور ان دونو دار الخلافون کے قلعون مین کارخانجات
شاہی اور بیوتات کے واسطے شاندار مکان نہ تھے۔ جلوخانے بے رخ و بے موقع بنے ہوئے
تھے اوقات ملازمت مین آدمیون اور افواج پادشاہی اور امراء کے تابینون
کی آمدوشد زیادہ ہوتی اور فیل و اسپ کا ہجوم ہوتا۔ خصوصاً عیدون و جشنون مین
تو ضعیفون کو آزار پہنچتا دونو شہرون کے کوچے اور بازار تاریک و تنگ تھے انکے نشیب و فراز
انکی ناہمواری بتاتے تھے۔ ان تنگ بازارون سے خلقت کی جان بڑی ضیق مین
آتی تھی اور ہجوم کے دنون مین بہت تکلیف پہنچتی تھی۔ دو چار بیچارے پس کر دب دبا
جاتے تھے۔ شاہجہان نے اس تنگی و کمی کے دور کرنے کے لئے ارادہ کیا کہ ایک ایسی
عمارت بنوایئے جس سے خلقت لطف زندگی اٹھائے اور طریق عیش و معاش مین تنگی سے
چھوٹ جاے اُس نے مہندسی معمارون کو حکم دیا کہ وہ کوئی مقام تجویز کرین کہ آب و
ہوا کے اعتدال کی صفت رکھتا ہو اور وہان قلعۂ والا کی بنیاد رکھین انہون نے دار الملک
دہلی مین نورگڈھ (سلیم گڈھ) سے متصل اور پرانی دہلی کی فصیل سے دور جمنا کے کنارہ پر یہ جگہ تجویز ہوئی
روز جمعہ ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۲ جلوس سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو استاد احمد و حامد معمارون نے
جو اپنے فن مین یکتاے روزگار تھے ایک تازہ طرح کی عمارت کا نقشہ پادشاہ کے
روبرو رکھا اسکے موافق بیلدارون نے نیک ساعت مین شب جمعہ نہم محرم سنہ ۱۰۴۹
کو بنیاد کھودنی شروع کی۔ سارے ہندوستان کے منتخب سنگ تراش و نجار و نبت کار
معمار و پرچین کار سلیقہ شعار بلائے گئے۔ اُنمین سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ مین اپنے
ہنر کے کمال دکھانے مین اورون پر سبقت لے جاؤن۔ وہ نہر کہ سلطان فیروز شاہ
نے اپنے ایام سلطنت مین خضرآباد سے اپنی شکارگاہ صفیدون تک بنوائی
تھی اور اسکی رحلت کے بعد مرور ایام سے اٹ گئی تھی اور جاری نہ تھی پادشاہ کے
حکم سے منبع سے شاہجہان آباد تک اس نہر کے بلند و پست ہموار کئے گئے اور اسکے
کنارہ استوار کئے گئے سفیدون تک تو وہی قدیمی نہر صاف ہوگئی اور وہان

سے ایک نہر کھودی گئی اور قلعہ تک لائی گئی۔ قلعہ کی تاریخ بنا سے ۱۵ جمادی الاولی
۸۵۰ تک چار ماہ دورؤں میں عزت خان کے اہتمام مین بنیاد ناتمام کھدی اور
مصالح جمع ہوا اور بعض جگہ بنیاد رکھی گئی اور جب وہ ٹھٹہ کا صوبہ دار ہو گیا تو دو
سال ایک ماہ گیارہ روز مین الله وردی خان کی صوبہ داری مین قلعہ کی دیوارین
دریا کی جانب بارہ بارہ گز اونچی بنین اسکا اہتمام مکرمت خان کو سپرد ہوا۔ اور
اسپر تاکید کی گئی اسکے اہتمام مین ۱۱ سنہ جلوس مین دیوارین پوری بن گئین بادشاہ
کو اسکی اطلاع کابل مین ہوئی۔ نجومیون نے اسمین اصلاح کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول
۸۵۰ قرار دی۔ یہ قلعہ آٹھ سال مین باوجود کمال جد وجہد کے تمام ہوا۔ اور اسکے
بنا کے مصارف مین پچاس لاکھ روپیہ اور اسی قدر روپیہ مخارج عمارات عالیہ داخل
قلعہ مین خرچ ہوا۔ اسکی چار دروازے اور دو دریچے (کھڑکیان) ہین اور اکیس برج ہین
جنمین سے سات مدور اور چودہ مثمن اسکی چار دیواری کا محیط ثمن بغدادی ہی ہزار گز
طول مین اور چھ سو گز عرض مین اور پچیس گز ارتفاع مین کنگوروں تک زمین اسکی چھ
گز اسکا دور تین ہزار تین سو گز تمام برج و بارہ اسکے کنگرہ ہی خاکریز تک سنگ سرخ
سے تراشے گئے ہین اور انہین خاما تراشون نے پتھرون کے سلون کو ایسا جوڑا
ہے کہ اسمین کہین درز نظر نہین آتی ساری ایک سل معلوم ہوتی ہے۔ دولتخانہ والا
کی تمام عمارات برج شمالی و باغ حیات بخش و شاہ محل و آرامگاہ معروف برج طلا
و امتیاز محل و اسکے قرینہ کی اور عمارات اور بیگم صاحبہ اور اور اہل حرم کی خوابگاہ
ایک رستہ مین ترتیب سے واقع ہوئی ہین۔ مشرق کی طرف بارہ گز بلند مشرف
آب و صحرا اور مغرب کی طرف باغ و باغچے مسرت افزا اور نہرین و تالاب ہین سرا
سراپا سنگ مرمر کے صاف و شفاف بنے ہوئے ہین ازارہ ہر ایک کا رنگین
پتھرون کا پرچین کاری کا بنا ہوا ہے اور سقف و دیوار ہر یکہ طلاء سے منقش و
رنگین بنی ہوئی ہین۔ ہر عمارت کے وسط مین نہر جاری ہے جنکا

نہر بہشت ہے ہر نشیمن کے اندر اور آگے حوض ہین بصورت آبشار جنمین فوارے چھوٹتے
ہین پھر ہر نشیمن کے آگے پھولون کے باغچے دولتخانہ کی چار دیواری تک ہین عرض
نہر مین جا بجا حوض ہین ان مکانون مین افضل غسلخانہ کا ایوان ہے اور اس کی
برابر حمام ہے۔ ایوان غسلخانہ کی چھت زرین ہے اس مین بند فرنگی اور گرہ بندی
نو لاکھ روپیہ کے صرف مین بنائی گئی ہین۔ حمام کی دیوارون کے ازارہ پر نہایت
نزاکت کی پرچین کاری ہے پھر باغ حیات بخش ہے اسمین سب جگہ نہر کا پانی
روان رہتا ہے میوہ دار درخت اور پھولون کے درختون سے بھرا ہوا ہے اسمین
ایک حوض ہے طول و عرض شصت در شصت ہے جب اسکے وسط مین آفتاب اپنی
شعاعین ڈالتا ہے اور پھولون کا عکس اسمین پڑتا ہے تو وہ پھر نگارخانہ چین معلوم
ہوتا ہے اسمین ۴۹ نقرئی فوارے اور اسکی دور مین ۱۱۲ فوارے لگے ہوئے ہین
اسکے گرد چار خیابان الگ الگ سنگ سرخ کی بیس گز چوڑی بنی ہوئی ہین اور انمین
نہر چھ گز چوڑی بہتی ہے جسکے وسط مین بیس فوارے لگے ہوئے ہین حوضون مین
ڈیڑھ گز اونچی چادرین بنی ہوئی ہین وہ چھوٹتی ہین پھر طبقہ مشرقی سمت باغ
کہ باغ کے طول کی مانند ۲۶ ذراع اور ارتفاع ڈیڑھ گز ہے دریاے جمن کی
عمارت بالکل سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اور اسمین نقش و نگار بنے ہوئے ہین
وسط عمارت مین ایک حوض کم عمق تہ نما بطرح گرہ بندی بنا ہوا ہے ہر نہ
ایک سوراخ ہے جسمین سے پانی جوش کرتا ہے اور انمین فوارے جڑے ہوئے ہین
پھر نہر کی جدولین چارون طرف اس سے نکلی ہین۔ اور وہ سب ایک حوض مین
ایک سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے ملی ہین اس حوض کا پتھر کان سے نکلا اسکا اندازہ
مربع چار در چار ڈیڑھ گز عمق کا بنایا گیا اور شاہجہان آباد مین سو گروہ
جر ثقیل سے لایا گیا۔ اگرچہ بہت سے اور حوض ہین مگر یہ حوض غرائب روزگار
ہے۔ امتیاز محل مین ایک بڑا حوض ہے جسمین نہر سے پانی آتا ہے دولتخا

سب سے بڑی عمارت امتیاز محل ہے جسکا طول سحاپس گز اور عرض ۲۶ گز ۔ اسکی کلاہ
وطرہ طارم اور کلس سب طلا اندود ہین اسمین باغ ہے اسکی ایک جانب مین جھروکہ
درشن مشرق رویہ ہے ۔ دوم جھروکہ خاص وعام ہم قرینہ بنا ہے اب دیوان خاص
عام و بازار سقف اور شہر کی آبادی کا حال سنو کہ امتیاز محل کے غرب مین ایک ایوان
ہے مشرف باغچہ پر عمارت مذکور سنگ سرخ سے بنائی ہے اور وہ سنگ ہنا بی سے
سفید کی گئی ۔ معمارون نے مہرہ کشی ایسی کی ہے کہ اسکو آئنہ بنا دیا ہے اسکی
سقف کے متصل جھروکہ خاص و عام ہے جو بالکل سنگ مرمر کا بنگلہ نما بنا ہوا ہے
طول مین چار اور عرض مین تین گز ہے ۔ اسکے چار ستون ہین اور اسکے عقب مین ایک
بنگلہ طاقی ہے جو درازی مین سات اور پہنائی مین ڈھائی گز ہے اسمین نگین
پتھرون سے پرچین کاری کی گئی ہے اور اسکے تین ضلعون مین ایک محجر خالص عرفے
کا لگا ہوا ہے اسمین بادشاہ بیٹھتا ہے اور اسکے آگے ایک بارگاہ چہل ستون ہے جسکا
طول ۶۷ گز اور عرض ۲۴ گز اسکی چھت و دیوار نقوش گوناگون سے منقش ہے
اسکے تین طرف خالص چاندی کا بقد آدم متوسط ایک محجر ہے اسکے باہر ایک ایوان
ہے جسکا طول ایکسو چار گز اور عرض ساٹھ گز ہے محوطہ خاص و عام سے جدا کیا
گیا ہے اسکے ہر جانب مین ایک کٹہرہ سنگ سرخ کا بنایا گیا ہے جسکے اوپر شبے
زرین لگائے گئے ہین اسکے باہر ایک صحن ہے طول مین دوسو چار اور عرض مین
ایک سو ساٹھ گز اسکے گرد ایوان بنائے گئے ہین کہ آدمیون کو بارش سحاب
کی زحمت اور تابش آفتاب کا آسیب نہ پہنچے ۔ تین دروازون مین سے ایک
دروازہ جانب غرب مین سنگ سرخ کا منبت کار بنا ہے اور بہت بلند
ہے اس دروازہ کے باہر جلوخانہ کا چوک ہے جسکا طول دوسو اور عرض ایک
سو چالیس گز ہے وہ سہ اسرا ایوانون اور حجرون پر مشتمل ہے اور تین دروازہ
بجانب شمال و غرب و جنوب مین شمالی دروازہ قلعہ سے جنوبی دروازہ تک

دو راستہ حجرے اور ایوان بنائے ہین۔ عرض چالیس گز ہی۔ وہ اصطبل و کارخانجات
کے لئے ہے بہشت نہر اس کے وسط مین جاری ہے اور دروازہ غرب کی جانب
سے دروازہ قلعہ تک ایک بازار مسقف دو طبقہ ہے اسمین دو کانین ہین جو متاع
سے مالامال رہتی ہین۔ اہل ہندا ایسے مسقف بازارون سے پہلے واقف نہ تھے
ہر دروازہ قلعہ کے آگے بازار مذکور کے متصل اور دروازہ جانب اکبرآباد کی
کی طرف دو تمثال فیل سایہ دار ہاتھی کے قد کی برابر بنائی گئی ہین جو سچ مچ
ہاتھی معلوم ہوتی ہین قلعہ کے جانب راست مین دریا کے کنارہ پر تمام شاہزادون
نے عمارات وسیع و بدیع بنائی ہین اس شہر مین بہت مکانات ایک لاکھ روپیہ سے
بیس لاکھ روپے تک بنے ہوئے ہین۔ اسمین ہنود کے مکان شش و ہفت منزلی
لاکھون روپے کی تیار کیے بنے ہوئے ہین اور قلعہ کے گرد باغات و سرابستان بہت لگے
ہین شہر مین دو بڑے بازار ہین ایک اکبرآباد کی طرف دوسرا لاہور کی
طرف جنکا عرض چالیس چالیس گز ہے اور نہر دونو بازارون کے وسط
مین جاری ہے اور بازار کے ہر طرف دوکانین ہین جنمین سچے دکاندار بیٹھتے
ہین۔ چارون طرف سے خریدار آتے ہین جس چیز کی ضرورت انکو ہوتی
ہے وہ اس بازار مین پاتے ہین۔ ساتون ولایت کے نفائس و امتعہ اور
عدن و معدن کے جواہر و نوادر موجود ہین۔ کروڑون روپیون کا مال
اسباب دکانون مین رکھا ہے بیمار کی صحت کے لئے جس دوا کی ضرورت ہی
موجود ہے بقول شخصے چڑیا کا دودھ اور آدمی کی جان تک مل سکتی ہے
لاہور کی سمت جو بازار ہے اسکا عرض چالیس ذراع اور طول ایک ہزار
پانچ سو بیس گز ہے اس مین ایک ہزار پانچسو ساٹھ حجرے اور ایوان اس
طرح واقع ہین کہ آغاز بازار سے چوک ہشتاد در ہشتاد تک اور کوتوالی
چبوترہ سے چار سو ہشتاد گز تک اور یہان سے دوسرے چوک صد در صد

بطرز مثمن بغدادی اور اس چوک کی جانب شمالی مین ایک سراے و وسقفہ ہے
طول اور عرض مین ۱۸۶ گز جسمین نوے حجرے اور چار برجیان اور ہر حجرے
کے آگے ایوان اور ایوانون کے آگے چبوترہ سراسر بعرض پانچ گز بیگم صاحب نے
یہ سرا بنائی ہے ایک دروازہ اسکا جانب بازار ہے اور دوسری جانب
دروازہ باغ کی طرف جسکا نام صاحب آباد ہے طول مین نو سو بہتر گز اور عرض
دو سو بیالیس گز اسمین عمارتین اور آبشار و حوض و فوارے ہین۔ بازار کے ضلع جنوبی
مین ایک حمام طول مین ساٹھ گز اور عرض مین بیس گز ہے اسکے ایوان و نشیمن
کمال وسیع ہین۔ یہ دونو چیزین وقف ہین اس سرا اور چوک سے مسجد بی بی فتحپوری
محل تک پانچسو ساٹھ گز طول بازار۔ طول مسجد ۵۴ گز اور عرض بیس اسکے وسط
مین ایک گنبد اندر سے سنگ سرخ کا ہے اور گنبد کے دونو جانب ایوان ۶ ایوان
ہر یک کار و کار کرسی و ازارہ تک سنگ سرخ کا سراسر منبت کار و فرش بھی سنگ سرخ
کا۔ دو کونون مین دو مینارہ ۳۰ گز بلند۔ اسکے آگے چبوترہ اور محجر سنگ سرخ کا
طول مین ۵۴ و عرض مین ۵۳ گز ہے اور اسکے پائین مین حوض ۱۶ × ۱۴ کہ اسمین
نہر سے پانی جاتا تھا مسجد کے گرد سراے جسمین ۶۹ حجرے اور چار برج اور
سرایون تجے دستور پر ایوانون کے آگے چبوترہ عرض مین ۴ گز اسکا صحن صندلی
ہے اور ایسی ہی اکبرآبادی کی جانب بازار طول مین ۱۰۵۰ گز اور عرض مین بیس گز
اسمین ۸۸۸ حجرے اور ایوان اور بازار ہے آغاز مین دروازہ قلعہ کے محاذ
جنوب کی جانب ہین ایک مسجد عالی بنام بی بی اکبرآبادی کے ہے اسکی
عمارت طول مین ۳۴ گز عرض مین ۱۷ ½ گز۔ اسمین سات خانے گنبدی سقف
ہین۔ انمین سے چار مسطح اور تین خانہ گنبدی۔ مسجد کے دو بازوؤن پر سنگ مرمر کے
بیت طاق مین سورۂ فتح کو سنگ سیاہ سے تراش کر پر چین کاری کیا ہے
اور اسکے مشرقی دو کونون مین دو مینارے بنائے ہین اور مسجد کا فرش

سنگ سرخ کا ہے جسپر سنگ سیاہ سے جانمازین بنائی ہین۔ اندر اور باہر کا ازارہ
سنگ سرخ کا منبت کار بنایا ہے اسکے صحن کا چبوترہ درازی مین ۶۳ گز اور
عرض مین ۵۷ گز ہے اور ارتفاع مین ساڑھے تین گز مجحر سنگ سرخ کا ہے جانب
شرقی کے پایئن مین ایک حوض ۱۲×۱۲ گز ہے نہر کا پانی اسمین آتا ہے اسکے
اطراف مین سرا ہے۔ طول مین ۱۵۴ گز عرض مین ۱۴۰ گز ہر حجرہ کے آگے ایک
ایوان اور ایوان کے آگے سراسر چبوترہ عرض مین چار گز اسکا دروازہ اندر
اور باہر سے سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور اس کی پیشانی سنگ مرمر کی اور
اسکے اوپر کتابہ سنگ سیاہ سے پرچین کار اور اسکے آگے ایک چوک ہے طول
مین ۱۶۰ گز اور عرض مین ۶۰ گز اسمین حمام کمال آب و تاب کے ساتھ سنگ سرخ
کا بنا ہے نہر بہشت سے اسمین پانی جاتا ہے تمام عمارات مسجد رمضان
سنہ ۶۰ میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ مین بن کر تمام ہوئی۔ غرض یہہ دار السلطنت
سلطنت اسلامیہ کا بے نظیر تھا نہ قسطنطنیہ اسکو پہنچتا تھا۔ نہ بغداد۔ بغداد کا احاطہ
چھہ کروہ رسمی تھا اور دار الخلافہ شاہجہان آباد کا محیط پانچ فرسخ یعنی دس کروہ
پادشاہی اور پندرہ کروہ رسمی ہے۔ انہین سنہ ۶۰ کے بعد اکثر عمارتین تمام ہوگئین
بناہاے خیر کا بنانا نافع ترین خیرات جاریہ ہے خصوص ابداع معابد
و مساجد جس سے ایمان کی بنیاد مستحکم ہوتی ہے۔ اسلئے شاہجہان کے حکم سے
۱۰ شوال سنہ ۶۰ ہجری مین معمارون اور سعد اللہ خان دیوان اور فاضلخان
خانساماں نے ایک پہاڑی پر ایک مسجد عالی کی بنیاد رکھی جو قلعہ کی سمت مغرب
مین ہزار گز کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ہر روز اول سے آخر تک اسکو پانچہزار
سنگ تراش و پرچین کار و منبت کار و نقار و حکاک و بیلدار اور عملہ فعلہ
بناتے رہے۔ یہ کاریگر دار الخلافہ کے تھے اور اطراف و اکناف ممالک سے
پادشاہ کے حکم سے بلائے گئے تھے اور سعد اللہ خان اور خلیل اللہ خان

شاہجہان آباد کی جامع مسجد

اہتمام سے چھ سال مین دس لاکھ روپیہ کے صرف سے تمام تیار ہوئی اس
مسجد کی لطافت و نزاکت و خوبی و خوشنمائی بیان سے باہر ہے۔ اگر روی
زمین پر کوئی خوش قطع اور خوشنما مسجد ہوگی تو اس سے بہتر نہ ہوگی۔ تین
برج اسکے سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہین اور انپر سنگ موسیٰ کی پچی کاری کی
ہوئی ہے چارون طرف ایوان (دالان) یک رنگ سنگ سرخ سے بنے ہوئے
ہین اور انکے چارون کونون پر چار برج ہین۔ تین بڑے عالی شان دروازے
عنبت کار ہین اور دو مینار زینہ دار بہت اونچے بنے ہوئے انپر بارہ دری
کی برجیان بنی ہوئی ہین۔ صحن مین سراسر فرش سنگ سرخ کا ہے اس مسجد
کا کوئی در و دیوار طاق محراب مرغول کنگرہ برج مینار صحن مناسبت سے خالی
نہین مسجد کے دالان کی سات محرابین اور پیش طاق ہین انکی پیشانی پر آیات
بینات قرآنی و کلمات سراسر معانی سنگ سیاہ کی پرچین کاری سے مرتسم
ہین اور ایسے خوشخط ہین کہ کوئی خوشخط بڑا خوشنویس انکی برابر لکھ سکتا ہے۔
مسجد سے باہر چارون ضلعون مین ایک چوک ہے اسمین دلنشین حجرے بنے
ہوئے ہین اسکے جنوبی و شمالی کونون مین دار الشفا اور مدرسہ (دار البقا)
پاکیزہ بنے ہوئے ہین اس مسجد کی تاریخ ہے

مسجدش کان کعبۂ ثانی ہست تاریخش بود + قبلۂ حاجات آمد مسجد شاہ جہان بنائی

اگرچہ ہمنے بادشاہ کے معمولی جشنون کا بیان بہت جگہ کیا ہے مگر یہ جشن جو
اُسنے ۲۴ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ مین شاہجہان مین کیا اسکی شان و شوکت ایسی
تھی کہ قابل یاد رکھنے کے ہی۔ نجومیون نے اکبر آباد سے چلنے کی اور شاہجہان آباد
مین جشن کرنے کی تاریخین مقرر کین۔ اول سلطنت کے کارپردازون اور سامان
طرازون نے جشن خسروانی کے لئے مشکوی عزت و غسلخانہ کو آراستہ کیا اس مین
بساط رنگین اور قالین پشمین بچھائے یہ فرش کشمیر مین ہر پشمینۂ ایوان کے لئے

جو ائین ٹھیک آگئے تیار ہوئے تھے۔ پھر ہر ایوان حجرے مین پردے مخمل زردوزی
رومی و فرنگی اور پرند چینی و خطائی کے لٹکائے اور ہر در و دیوار کو ہر دیائے
نادر القمشہ سے نہایت لطافت و نزاکت سے آراستہ کیا اور ایک خیمہ دلبادل
جسکا طول ۷۰ گز اور عرض ۴۵ گز تھا اور مدت مدید مین ایک لاکھ روپیہ مین احمدآباد
کے کارخانہ مین تیار ہوا تھا بائیس گز اونچے چاندی کے ستونون پر تین ہزار فراشون
نے کھڑا کیا جسنے بارہ سو گز زمین گھیری اسکے سایہ مین دس ہزار آدمیون کی جگہ
تھی اور اسکے گرد سائبان مخمل و زربفت چاندی و سونے کے ستونون پر کھڑے
کئے انکے اطراف مین نقرئی محجر نصب کئے ایک کے سایہ مین اور خرگاہ جن مین
چوب کی جگہ چاندی کام مین آئی تھی ایستادہ کئے اور انکی پوششین مخمل زربفت
و کلابتون دوزی اور دیبائے گجراتی و ایرانی سے آراستہ [illegible] اور جا بجا
ائین جواہر گرانمایہ [illegible] مرصع موتیون کی لڑیان مین لٹکائے اور کئی جگہ
مرصع تخت اور زرین سریر رکھے گئے اور ایوان رفیع کے وسط مین تخت گاہ کا
مکان مرصع بنایا گیا اور اُس کے گرد محجر طلائی (سونے کا کٹھرا) آراستہ کیا گیا
اور اسپر تخت طاؤس رکھا گیا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ پادشاہ کی ساعت
جلوس سہ شنبہ ۲۴ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ ہجری سنہ ۲۱ جلوس کو قرار پائی تھی۔
اس لئے پادشاہ دریا کی راہ سے اکبرآباد سے ۱۲ ربیع الاول کو روانہ
ہوا شاہجہان آباد مین آیا اول بارگاہ چہل ستون کی سیر کی پھر تخت طاؤس
پر جلوہ افروز ہوا اور شکر الٰہی مین زبان کھولی اور بخشش مین ہاتھ کھولا اور لاکھ
روپیہ نقد اور ایک لاکھ روپیے کے مرصع آلات بیگم صاحب کو عنایت فرمائے
اور اسی طرح اور پردگیان حرم اور بادشاہزادون و امراء کو خلعت اور نقد
و جواہر عطا فرمائے۔ داراشکوہ کو ملکی ہزاری ہزار سوار بنایا اور سعد اللہ خان
اور سو امیر اضافہ و عنایات سے مفتخر ہوئے بیس روز تک امراو فضلاء و صلحاء کو

شعرا و ارباب طرب انواع انعام و عطاء زر و گوہر سے مالا مال ہوئے۔ ایران و توران و کشمیر کے نغمہ پردازون و ہند کے رقاصان جادو فن نے زر و گوہر ڈھیرون پائے۔ اکثر اہل حرفہ نے اپنے باغ صنائع کا ایک پھول نذر کرکے انعام سے دامن زر سرخ و سفید سے پُر کیا اور برسون کے لیے ذخیرہ جمع کیا کوئی گھر نہ رہا کہ اسکے اوپر در شادی نہ مفتوح ہوا اور کوئی کاشانہ نہ تھا کہ اس گھر مین شمع مراد نہ روشن ہوئی ہو اس جشن کی بہت سی تاریخین پیش ہوئین اور سب مین یہ تاریخ پسند آئی ہے

شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد۔ عجب شہر شاہجہان آباد کر گیا ہے۔ کہ حضرت امیر حسن کا یہ شعر اس پر صادق آتا ہے

اگر فردوس بر روے زمین است + ہمین است و ہمین است و ہمین است۔

واقعی یہ روے زمین کا بہشت ہے کہ یہین بے قیام قیامت و غوغاے رستخیز و شور و شر کے ادنی و اعلی کو بہشت ملجاتی ہے اس شہر کی سیر سے نظر کے سامنے سے بہشت گذر جاتی ہے امید ہے کہ جبتک دار دنیا اور دیر گیتی قائم ہے اس شہر کے ارکان کو بھی بقا رہیگی

ہم نے شاہجہان آباد کے آباد ہونے کے ذکر مین کئی جگہ نہر بہشت کا نام لیا ہے اسکا حال یہ ہے کہ سلطان فیروز شاہ تغلق نے اپنے عہد سلطنت مین جمنا سے ایک نہر کی شاخ خضر آباد کے پاس سے نکالی تھی اور وہ تیس کوس شہر سفیدون کی حد تک جاری ہوئی تھی جہان اسکی شکارگاہ تھی اُسمین تھوڑا پانی بہتا تھا اور سلطان کی وفات کے بعد وہ خراب و خشک ہوگئی۔ جب عہد اکبر شاہی مین شہاب الدین احمد خان دہلی کا حاکم ہوا تو اُسنے اس نہر کی مرمت کرائی تاکہ اسکی جاگیر مین آب پاشی اچھی طرح زراعت مین ہو اسلئے اس نہر کا نام نہر شہاب ہوا۔ مگر مرمت کے نہ ہونے کے سبب سے وہ پھر اٹ کر بند ہوگئی۔ جب شاہجہان کی توجہ سے شاہجہان آباد مین قلعہ بنانے کا ارادہ ہوا تو اُس نے حکم دیا کہ خضر آباد سے سفیدون تک اسکی مرمت کیجاے اور ایک نئی نہر سفیدون سے بادشاہی محل تک کھودی جائے یہ فاصلہ بھی تیس

اجراے نہر ۔ ۱۰۵۱

کوس تھا جب وہ تیار ہو گئی تو اسکا نام نہر بہشت رکھا گیا۔

انھین دنون مین علی مردان خان کی عرضداشت سے عرض کیا گیا کہ عبدالعزیز خان نے بھی نذر محمد خان پر لشکر کشی کی اور اسکا محاصرہ کر لیا ہے حکم ہوا کہ بہادر خان و راے بیٹھلداس وغیرہ بمع امیر علی مردان کے پاس جائین اور اسکی تجویز سے نذر محمد خان کی مدد کو روانہ ہون۔ [illegible]

سوانح سال بست و دوم جلوس ۱۰۵۸ھ ۱۶۴۸ء

جشن سال بست و دوم ہر سال کے دستور کے موافق غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۸ھ کو ہوا ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ علی مردان خان نے قندھار شاہجہان کو دیدیا تھا۔ ایران والے جو اسپر صبر کیے بیٹھے رہے اور کچھ نہ بولے تو اسکا سبب یہ تھا کہ شاہ صفوی کی سلطنت کمزور اور جھگڑا خیز تھی اسکے مرنے کے بعد جو شاہ عباس ثانی بادشاہ ہوا وہ کمسن تھا۔ جب وہ بالغ ہوا تو اسکے وزیرون نے سمجھایا کہ سب سے مقدم کام یہ ہے کہ قندھار کو آپ فتح کیجیے اور اپنے آبائی ملک پر تسلط پائیے اور پہلے بدنامی کو مٹائیے جس سے سلطنت کا مرتبہ بڑھے۔ چنانچہ بادشاہ قندھار پر حملہ کرنے کو راضی ہوا جسکا آگے بیان کیا جاتا ہے کہ شاہجہان بلخ کی مہم سے فارغ ہو کر اپنے آباد کیے ہوئے شہر شاہجہان آباد مین جشن اڑا رہا تھا عیش و عشرت سیر و تماشے مین مصروف تھا کہ خواص خان قلعہ دار قندھار کی عرضی آئی اور خبرین بھی متواتر آئین کہ ہر ربیع الاول ۱۰۵۸ھ کو شاہ عباس بہت سا لشکر لیکر قندھار کی تسخیر کے عزم سے صفاہان سے نکلا ہے۔ ۷ شعبان کو مشہد مقدس مین آیا اور اپنے امرا مین سے ایک کو پہلے ہرات مین بھیجا کہ وہان جا کر دس ہزار سوار برقنداز موافق معمول کے تاجیکان ہرات سے جو مہم کے وقت پیش قدم ہوتے ہین اور بے علوفہ رفاقت اور جانفشانی کرتے ہین اور پانچ ہزار بیلدار اور مصالح قلعہ گیری کو موجود کرے اور یہ سنا گیا کہ شاہ کا قندھار پر ایرانیون کی لشکرکشی

ارادہ ہے کہ ماہ دی اور بہمن میں خود یا یہ قلعہ میں اس سبب سے آئے کہ
ہندوستان کی فوج برف کی شدت کے سبب سے اور کابل اور قندھار کے درمیان راہوں کے
بند ہونے کی وجہ سے قندھار کی کمک کو اسکے بچانے کے لئے نہیں آسکتی ہی۔ اور
یہ بھی ظاہر ہوا کہ شاہ قلی سفیر کو نامہ دے کر حضرت اعلیٰ کی خدمت میں بھیجا ہے وہ
قندھار پہنچکر حضور میں روانہ ہوا ہے۔ بادشاہ نے اس خبر کو سُنکر سعد اللہ خان
کو جو صاحب السیف والقلم لکھا جاتا تھا ایک سو بتیس ۱۳۲ نامی روشناس امیروں کے
ساتھ بسرداری شاہزادہ محمد اورنگ زیب قندھار کی کومک کے لئے مقرر کر کے حکم
دیا کہ ساٹھ ہزار سوار اور دس ہزار برقندازوں کا طومار فوج تیار ہو جسمیں اکثر
سادات بارہ و ازبکیہ و افغان اور راجپوت ہوں اور ایران کے آدمی
اس فوج بندی میں کمتر داخل ہوں اور داراشکوہ کے نائب کو جو لاہور میں تھا
حکم کیا کہ شاہ قلی ایلچی ایران کو وہان سے آگے بڑھنے کی اجازت نہ دے۔
اس ضمن میں عرض کیا گیا کہ علی مردان خان نے قندھار کے قلعہ دار کے لکھنے
سے پانچ ہزار سوار اور ہزار برقنداز بسرداری کا کر خان و راجہ امر سنگھ و ذوالحسن
بخشی احدیان بطور کمک روانہ کئے ہیں اور خزانہ سے پانچ لاکھ روپیے حکم شاہی
بغیر روانہ کئے ہیں بادشاہ نے سوم ذی قعد کو بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب کو
روانہ کیا اور بعد ازان خود لاہور کی طرف چلا۔ بادشاہ کا ارادہ پہلے یہ تھا کہ
شاہزادہ اورنگ زیب کو دارالخلافہ سے آگے روانہ کرے پھر یہ قصد ہوا کہ لاہور
تک کیا بلکہ کابل تک بطریق استعجال ساتھ چلکر منازل کو طے کرے اور ایام
زمستان کی تکلیفات کا خیال نہ کرے مگر امرائے آرام طلب ناآزمودہ کار تھے
خلق اللہ کی خیرخواہی کے اظہار کے لئے بادشاہ سے عرض کیا کہ آذر و دی و
بہمن کے تین مہینوں میں قزلباش سفر و مہم کی تاب نہیں رکھتے اور قندھار میں
پہنچنے کی خبر جو مشہور ہے وہ خلاف عقل ہے اور اس ضلع میں غلہ و کاہ کی

کم یابی کی بھی خبر آئی پادشاہ نے اس مصلحت کو پسند کیا کہ فی الواقع ان تین چار ماہ
مین برف و سرما مسافر کش ہوتا ہے اکثر قزلباش انمین تردد نہین کرتے اور سفر او محاصرہ
قندھار کے واسطے لشکر کشی جو فی الحقیقت لشکر کشی ہی وہ عمل مین نہین آئی ہوگی اسلئے
اس لئے کابل جانے کا ارادہ فسخ کیا اور یہ قرار پایا کہ ایام برف و باران کو لاہور مین
بسر کرے اور امرا اطراف کے آنے کا انتظار کرے جنکے بلانے کے لئے حکم اور گرز بردار
گئے ہوئے ہین ابتک خلقت کی زبانون پر شاہ ایران کے کوچ و مقام کی
خبرین مختلف تھین شاہجہان انتظار کر رہا تھا کہ اسکو مرز شاہ خراسان کے نیچے سے
شاہ عباس کے حرکت کرنے کی خبر بتحقیق پہنچی ۔ پادشاہ کے یاران فراغت طلب
چھاونی کے سرانجام کرنے کے تردد مین مذبذب خاطر تھے اور عزیزان بے بضاعت
خیمون مین رہنے کو ایام زمستان کے سفر کے تصدیع سے غنیمت جانتے تھے خرج
و برج و کوچ و مقام کا شکر ادا کرتے تھے کہ دفعتًا قلعہ دار قندھار کی عرضداشت
سے عرض کیا گیا کہ شاہ عباس پائے قلعہ قندھار مین آگیا عرضداشت مین لکھا تھا
کہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۰۵۸ھ کو شاہ عباس فزونی سپاہ کے غرور کے سبب سے سخت جانی کرکے
بطریق یلغار کے پچاس ہزار قزلباش و ترک و تاجیک و توپخانہ لے کر آن پہنچا دی
ماہ الٰہی مین زمین و آسمان بالکل تختہ برف بن رہا تھا اور برف جانستان کے
لحاف کے نیچے ایک عالم جان کی پاسبانی کر رہا تھا برف اور مینھ کے برسنے سے
جہان سفید و تاریک نظر آتا تھا شاہ عباس نے اس اندیشہ سے کہ قندھار مین حضور سے
آ جائین اور کمک پہنچ جائے ۔ پروا نہین کی کہ راہین برف و یخ سے بند ہو رہی ہین وہ یہان
آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا جسقدر جلد محصورونکی فریادرسی حضور فرمائینگے اسی قدر صلاح
دولت ہے ۔ پادشاہ نے یہ سنکر شاہزادہ اورنگ زیب کا اتالیق سعد اللہ خان
کو بنایا اور شہزادہ کو روانہ کیا ۔ ایک سو چونتیس امرا روشناس کو ہمراہ کیا جو اکثر
سادات بہادر از ما و ازبکان بادیہ پیما و افغانان صف ربا و راجپوتان جان فدا تھے

اس لشکر مین ساٹھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تفنگچی اور باندار اس طرح کل ستر ہزار
سپاہ تھی اور بتاکید حکم فرمایا کہ خزانہ شاہی سے امرا اور جاگیردار و قدیم و جدید منصب
منصب داروں کو جو اس مہم مین مقرر ہوئے ہین سوای طلب کے سرسواری سو روپیہ کے
حساب سے ہر ہزار کا خرچ ایک لاکھ روپیہ ہوتا ہے بطریق مساعدت دیا جاے اور اس
جماعت کو کہ نقد تنخواہ پاتی ہے سہ ماہہ پیشگی دیا جاے تا کہ اس سفر مین خرچ کی تکلیف
کوئی نہ اٹھاے اور برق انداز و تیر انداز احدیوں کو کہ پانچ ہزار سوار ہین سہ ماہہ
پیشگی دیا جاے جسمین ساڑھے سات لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ پادشاہزادہ کو بہ سبب احتیاط
ساعت و عدم فرصت بغیر اسکے کہ لازمۂ رخصت بجا لاے جاین پیشتر مرخص کیا کہ وہ
ملتان کی راہ سے جاے اور ملتان مین جا کر سپاہ کی گردآوری اور سرانجام مہم
مین مشغول ہو خلعت و اسپ وغیرہ اسکے لئے سعد اللہ خان کے ہمراہ پیچھے بھیجی گئی۔
اور حکم ہوا کہ امرا کنگش بالا و پاین سے کہ نزدیک کا راستہ ہے کابل جاین اور وہان
سے غزنین کی راہ سے قندھار روانہ ہوں اور گزربرداروں کو مقرر کیا کہ لشکر
تا مقدور سرما و برف و باران اور نشیب و فراز راہ کی رعایت نہ کرکے علائق
غیر ضروری سے جریدہ ہو کر کوچ بکوچ منزل مقصود کا مرحلہ پیما ہو۔ پادشاہ خود ۶
ربیع الاول کو روانہ ہوا۔ آب چناب سے لشکر نے عبور کیا تھا اور پادشاہ نے عبور
نہین کیا تھا کہ ایک گزربردار قندھار سے بطریق یلغار کمال اضطرار مین جعفر خان
میر بخشی کے گھر مین آیا زبانی بیان کیا کہ میری روانگی کے بعد یہ خبر منتشر ہوئی کہ
قندھار قزلباشون نے لے لیا اور اسکے مطابق غزنین سے بلا فاصلہ نوشتجات قاصدون
اور جلوداروں کے پہنچے ہین کہ خواص خان نے قلعہ قندھار والی ایران کو حوالہ
کیا اور اس ولایت کے تمام قلاع متعلقہ اسکے تصرف مین آئے ہین اور جعفر خان
نے خلوت مین پادشاہ سے عرض کیا کہ اس سانحہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ شاہ ایران
طوس سے ہرات مین آیا اور یہان سے فراہ مین اور فراہ سے محراب خان کو

ملک نصرت حاکم سیستان ... اور آٹھ ہزار سواروں کے ساتھ قلعہ لست کے محاصرہ کو
اور سارو خان (ساز خان) کو پانچ چھ ہزار سواروں کے ساتھ زمین داور کی فتح
کے لئے تعین کیا اور خود کوچ بکوچ قندھار کی طرف چلا اور دہم ذی الحجہ کو باغ
گنج علی خان میں اترا دولت خان قلعہ میں متحصن ہوا اس لئے تمام قلعہ کے برج و بارہ
کا استحکام معتبر آدمیوں کے اہتمام میں دیا اور بادشاہی تفنگچی اور اپنے سپاہی
کوہچہ کابل پر مقرر کئے۔ برجوں کی حفاظت اس نے کاکر خان کو حوالہ کی اور کچھ
اپنے تفنگچی بھی اس پاس بھیجدئے۔ ماشوری اور خواجہ خضر کے دروازوں کے
نیچے کے مورچے نورالحسن بخشی احدیان کو اور حصار دولت آباد و قلعہ مندوی برکے حسین
بخشی احدیان کو حوالہ کئے اور ارک کی اور سب جگہ کی خبرداری کو اپنے ذمہ لیا
مگر بڑی نادانی اور بے احتیاطی یہ کی کہ قلیچ خان نے جو دو برج کوہچہ چہل زینہ
کی چوٹی پر بنائے تھے انکی حفاظت سے غفلت کی جہان سے قلعہ دولت آباد و مندوی پر توپ اور
تفنگ کے گولے کارگر چل سکتے تھے۔ قزلباشوں نے اسکو غیر محفوظ دیکھ کر اپنے تفنگچی
بھیج کر اسپر قبضہ کر لیا اور آتشبازی اور جان ستانی شروع کی۔ والی ایران
قلعہ کے بابا ولی کے دروازہ کی جانب آیا اسکے آدمیوں نے کوشش کر کے
سور چلوں کو آگے بڑھایا۔ اہل قلعہ نے بہادرانہ مقابلہ کیا اور کلب علیخان نے ایک
ایرانی سردار کو مارا ایرانیوں نے ہفتم محرم کو تین بڑی توپیں لگائیں جنہیں ایک من
کا گولہ چھوٹتا تھا قلعہ کی دیواریں عریض تھیں انپر ان گولوں کا اثر نہیں ہوتا تھا
مگر وہ انکے کنگروں کو گرا دیتے تھے جنکی پناہ میں اہل قلعہ توپ و تفنگ چھوڑتے
تھے ان کنگروں کو پھر اہل قلعہ بنا لیتے تھے اور روزانہ جنگ کرتے تھے ایرانی ان
توپوں کے ذریعہ سے خندق کے کنارہ تک پہنچ گئے اور بعض خندق کے پار گئے اور
شیر حاجی کی دیوار کے نیچے مقیم ہوئے قلعہ دار نے ایک نقب اندر سے قلعہ کی دیوار
شیر حاجی تک بنائی اور اسکی راہ سے قوی بازوؤں کو قزلباشوں کے دفع کرنے کے

انہون نے کچھ قزلباشون کو ہلاک کیا باقی کو زخمی و شکستہ کر کے اٹھا دیا شاہ ایران
کی تاکید سے دہم محرم سے ہیژدہم تک قزلباشون نے خندق پر اکثر جگہہ خاک
بھرے تھیلون اور چوب سے پل بنائے۔ اور اس سے عبور کیا اور شیر حاجی کی
دیوار کے نیچے نقب کھودی اور سامان قلعہ گیری جمع کیا۔ قلعہ دار نے دیوار قلعہ و
شیر حاجی کے درمیان ایک چوڑی خندق بنائی اسکو جو نقب ملتی اسکو خراب کرتا
اور جو نہ ملتی اور غنیم کے آدمی اسکی راہ سے خندق مذکور پر آتے تو انکی گردن
تلوار سے اڑائی جاتی یا وہ زخمی ہوکر بے نیل مرام الٹے جاتے اور جو آدمی نقب مین
چھپ کر نکلنے کے لئے وقت اور قابو ڈھونڈھتے تھے انمین شہ دنبالہ شکستہ بانون کی
کے چھوڑنے سے جل بھن کر خاک ہو جاتے تھے۔ ۲۳ محرم کو بادشاہ نے لشکر کو لیکر
بڑے زور شور سے بابا ولی کے دروازہ پر حملہ کیا اہل قلعہ ان سے سہ پہر تک
لڑے قزلباش آخر روز مین افسردہ دل ہو کر واپس آگئے۔ پھر اس دن سے بارش
شروع ہوئی اسنے محصورین و محاصرین کو توپ و تفنگ چھوڑنے کی فرصت نہ دی۔ غنیم
نے شیر حاجی کی پناہ مین مقیم ہو کر پوشیدہ جابجا دیوار مین شگاف ڈالتے اور
کبھی دیوار کو گرا کر اندر آنے کا قصد کرتے مگر اہل قلعہ نے انکو کامیاب نہ ہونے دیا۔
دوم صفر تک مینہ کی شدت سے توپ و تفنگ کام مین نہ آئے۔ جنگ کا مدار حقہ و تیر
و سنگ پھینکنے پر تھا۔ جب مخالف شیر حاجی کی راہ قلعہ کے اندر آتے تو اہل قلعہ باہر
نکالدیتے آخر کار اہل قلعہ مین سے ایک جماعت پست ہمت سست عقیدہ نے دیدہ
و دانستہ از روی اضطرار پوشیدہ صلح کی درخواست دینے سے غنیم کی یورش کے
مادہ کو آمادہ کیا اور ابواب مصالحت کھولنے مین مصلحت دیکھی قبچاق خان جو
شاہجہان کی ملازمت کے لیئے ماوراالنہر سے آیا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی خدمت
کو بجا لائے وہ قندھار بھیجا گیا تھا اسکو شادی اوزبک نمک حرام بے غیرت نے
بھکایا اور منصب دارون کی ایک نمک حرام جماعت نے قلعہ دار سے کہا کہ بارش

برف کی کثرت سے راہون کے بند ہونے سے کومک کا آنا مشکل ہی اور قزلباشون کی
جد و جہد سے نزدیک ہی کہ قلعہ ہمارے ہاتھ سے نکلجای بعد از فتح نہ ہماری جان کی امان
ہی اور نہ فرزندون کی ایرانیون کی قید سے رہائی ہے قلعہ دار کو اس جماعت کی گردن
اڑانی چاہیئے تھی مگر اُس نے اسکی تسلی و استمالت کی اور مواعظ مین مشغول ہوا جس سے کچھ
نفع نہ ہوا سارے مفسدون کی جماعت مورچلون سے اپنے گھر چلی گئی۔ ۲ صفر کو غنیم
شیر حاجی کی طرف چند جاؤن سے قلعہ مین آیا اور اسکے قلعہ دار کے نوکرون کے ایک گروہ
سے لڑائی ہوئی دونو طرف سے بہت آدمی مارے گئے اس اثنا مین شادی نے قلعہ دار
سے کہلا بھجوایا کہ محمد بیگ نامی ایک شخص والی ایران کی طرف سے آیا ہے اور تیرے اور نور الحسن و
میر کی حسین کے نام کچھ لکھا لایا ہے اس نے میر کی حسین کو بھیجا کہ حقیقت کار پر آگاہ ہو
وہ دروازہ پر آیا تو اُسنے دیکھا کہ قبچاق خان و شادی اور اور مغلون نے فرستادہ کو
اندر بلایا ہے اور اسکے آگے بیٹھے ہین میر کی حسین نے پھر کر اس حقیقت کو قلعہ دار سے کہا
اُس نے قبچاق خان و شادی خان کو بخشی بھیجکر اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ فرستادہ
کو میری اجازت بغیر کیون قلعہ کے اندر بلایا اور اسکے ساتھ بیٹھ کر صحبت جمائی انھون نے
جواب دیا کہ وہ تحریر و پیغام لایا تھا اسکو بغیر دیکھے الٹا بھیجدینا مصلحت سے دور جان کر
اندر بلایا تھا بہتر ہوگا کہ اسکی تحریر کو دیکھ کر اور پیغام لیکر رخصت کرین قلعہ دار انکی ہمراہ
گیا اور محمد بیگ سے ملاقات کی اور اس کی تحریر دیکھی اور پیغام سنا ایسے وقت سے اُس نے
فی الحقیقۃ خویشتن داری کو چھوڑ کر قلعہ کو چھوڑ بیٹھا اور والی ایران کے اس پیغام کے بعد
پردل خان برادر قلعہ بست کے آدمیون پر جو حال گذرا تھا وہ سنا کہ چند آدمی
مارے گئے بقیۃ السیف طرح طرح کی بلاؤن مین گرفتار ہین اس نے یہ مناسب جانا کہ یہی
حال میرا اور میرے آدمیون کا ہو اس نے شاہ ایران کو جواب دیا کہ مین ان
مقدمات کا جواب پانچ روز بعد دونگا اور یہ قرار پایا کہ ان پانچ روز تک حرب
و قتال نہین ہوگا۔ ۷ صفر کو علی قلی خان برادر رستم خان سپہ سالار سابق

والی ایران نے پاس قلعہ مین آنکر شادی سے کہا کہ مجھے جواب لینے کے لئے بھیجا ہے
قلعہ دار نے علی قلی خان کو بلا کر حقیقت پوچھی اُسنے کہا کہ تمہاری صلاح حال و مال اسی
مین ہی کہ ستیز و آویز سے ہاتھ اوٹھاؤ اور اپنی ہلاکت و ننگ و ناموس کے کھونے مین
ساعی نہ ہو - قلعہ دار نے یہ سنکر عبد اللطیف دیوان صوبہ کو علی قلیخان کے ہمراہ کیا
کہ والی ایران سے امان نامہ لائے دوسرے روز امان نامہ آیا - شادی فیجاق علی خان
والی ایران پاس گئے دوازدھم صفر کو تمام منصبدارون احدیون و تیرانداز ون
نے امان لی اور قلعہ سے باہر آئے - غنیم قلعہ پر متصرف ہوا - علی قلیخان نے قلعہ دار کی
ملاقات والی ایران سے کرائی - اسکے بعد قلعہ دار ہندوستان کو روانہ ہوا -
جس وقت کہ شاہ عباس نے قندھار کو عبد العزیز سے لیا تھا اسکا ایک ارک تھا و
اسکی چار دیوار حصار تھی بعد ازان علی مردان خان نے ایک قلعہ مستحکم کل کا کوہ لکہ
پر بنایا ابھی وہ تمام نہ ہوا تھا کہ شاہ جہان کے تصرف مین وہ آیا اسکے حکم سے پانچ
سال مین اور پانچ لاکھ روپیہ مین حصار نہایت استوار ایک شہر کے گرد دوم قلعہ دولت آباد
کے گرد سوم قلعہ مندوی کے گرد چہارم قلعہ ارکسا کے گرد پنجم فراز کوہ پر بنا کیا - اگرچہ
مٹی سے بنایا گیا تھا مگر اوسکی دیوار کا عرض دس گز تھا اور اس کے گرد عمیق خندق
تھی باوجودیکہ اسمین دو سال کا آذوقہ ہر قسم کا اور ساز و سامان قلعہ داری اور
چار ہزار مرد شمشیر زن و کماندار اور تین ہزار برق انداز موجود تھے ان سب
چیزون کو نمک حرامون نے مفت کھویا کہتے ہین کہ ایک جاسوس پختہ کار آزمودہ
قلعہ سے شاہ ایران کے لشکر مین گیا اُسنے دیکھا کہ لشکر شاہ مین سختی و کمی ذخیرہ
غلہ و کاہ ہے اور ہندوستان سے کومک آنے کا خوف ہی وہ خوف زدہ ہو رہا
ہے اور باتون پر مطلع ہو کر ہر چند اُسنے سعی کی کہ لشکر ایران سے نکل کر اپنے
قلعہ مین جائے مگر لشکر ایران کی خبرداری اور بندوبست ایسا تھا کہ وہ کسی
طرح سے نہ جا سکا ناچار اسنے حقیقت کو ایک پارچہ کاغذ پر لکھا کہ کاہ و دانہ کی

قلت سے اور رسد کے نہ پہنچنے سے اور برف و سرما کی شدت سے لشکر قزلباش نہایت
تنگ ہو رہا ہے اسکے گھوڑوں میں بجز پوست و استخوان کے کچھ نہیں رہا اور لشکر ہند
کوچ بکوچ قندھار کو چلا آتا ہے اور لشکر قزلباش بھاگنے کو ہے اس پرچہ کو تیر میں باندھکر
حصار قلعہ کے احاطہ میں پھینکدیا باوجودیکہ اس پرچہ کے اس مضمون پر اہل قلعہ کو اطلاع
ہوئی مگر ایسا ہراس ان پر غالب تھا کہ قلعہ دیدیا۔ محراب خان قلعہ دار و شاہ ایران داخل
ہوا۔ یہ محاصرہ دو مہینے رہا جسمیں دو ہزار قزلباش اور چار سو محصورین مارے گئے۔
۱۲ ذیقعدہ کو محراب خان قلعہ بست کے محاصرہ میں مشغول ہوا حصار جدید کے
فتح کو مشکل سمجھ کر وہ حصار قدیم کی فتح کو آسان سمجھا اور کنار پل عاشقان سے آب ہیرمند
تک پانچ مورچے قائم کئے پردل خان قلعہ دار خوب لڑتا رہا ابتدائے محاصرہ سے
۱۴ محرم تک کہ چھپن روز ہوتے ہیں طرفین سے ترددات نمایان ہوئے تین سو
قزلباش اور تین سو افغان تابین قلعہ دار وادی عدم کے مسافر بنے آخرکار قلعہ دار
نے ازراہ اضطرار امان طلب کی اور محراب خان سے ملاقات کی پردل خان
کے تین سو ہمراہیون نے یراق کے دینے مین ایستادگی کی انکو محراب خان نے
قتل کرایا اور پردل خان نے اور اور باقی آدمیون اور انکے عیال و اطفال کو
مقید کرکے والی ایران پاس قندھار بھیجدیا۔ آٹھوین ذی الحجہ کو سارو خان
(سارو خان) نے قلعہ زمین داور کا محاصرہ کیا۔ سید اسد اللہ و سید باقر
پسران سید بایزید بخاری پاس باوجودیکہ سوای برادرون اور تابینون کے
پانچسو تفنگچی سوار و پیادہ ہمراہ تھے۔ اُنہون نے پیغام دیا کہ یہ قلعہ توابع قندھار سے
ہے اسکا فتح ہونا بغیر قلعہ قندھار کے تسخیر کے بے فائدہ ہے اگر قلعہ قندھار
فتح ہوگیا تو یہ قلعہ بھی بے تردد و جنگ کے تمکو ہاتھ لگ جائیگا چاہیئے کہ اس وقت
تک کہ قلعہ قندھار کا فیصلہ ہو جنگ و جدال کرکے عبث آدمی طرفین سے ضائع نہ
کئے جائین سارو خان اس امر کو مستحسن جانکر تردد اور مورچال لگانے سے

بانہ رہا اور والی ایران کو حقیقۃ لکھ بھیجی جواب کا منتظر رہا کہ والی ایران کا آدمی آیا اور قندھار کی فتح کا نوشتہ لایا۔ ان سیدون نے شاہ ایران کے آدمیون کو قلعہ حوالہ کیا اور خود قندھار چلے گئے۔

شاہ ایران کا ایران جانا

شاہ ایران بسبب غلہ و علف کی عسرت کے اور گھوڑون اور باربرداری کے تلف ہونے کے اور شدت سرما کے اواخر صفر مین فراہ و ہرات کو روانہ ہوا و محراب خان کو قندھار کا قلعہ دار بنایا اور دس ہزار تفنگچی اس پاس معین کیے اور دولت علی کو قلعہ بست کا قلعہ دار کیا ابتداء محاصرہ سے تسخیر قلعہ کے بعد شاہ ایران کے جانے تک ڈھائی مہینہ کا عرصہ لگا۔

جب اورنگ زیب و سعد اللہ خان روانہ ہوئے تھے تو بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ تا مقدور قندھار مین جلد اپنے تئین پہنچانا اور اغلب ہے کہ افواج شاہی پہنچنے نہ پائینگی کہ شاہ ایران اس لشکر کے صدمات کے خوف سے قلعہ کو چھوڑ کر چلا جاے۔ اور اگر خدا نہ کرے وہ تمھارے پہنچنے سے پہلے قزلباشون کے تصرف مین قلعہ آجائے تم کو چاہیے کہ انکو جنگ گرم کرنے اور ذخیرہ تازہ بہم پہنچنے کی فرصت نہ دو اور خود گرم گرم جا کر قلعہ کا محاصرہ کر لو لیکن شاہزادہ کو ملتان مین لشکر کی گردآوری اور اسباب ضروری کے سرانجام مین اور سعد اللہ خان کو بے وقت بارش اور شاہزادہ کے انتظار مین چند روزہ توقف ہوا وسط صفر مین جب دونو فوجین نزدیک آئین تو خلیل بیگ کا نوشتہ آیا کہ سرراہ اور درون مین اس قدر برف پڑی ہے کہ اگر مینہ اور نہ برسے تو کم سے کم ایک مہینے کے بعد اس راہ مین دشواری سے آمد و رفت ہوسکتی ہے وہ راہون کے برف سے صاف کرنے کے لئے اور درختون کے کاٹنے کے لئے روانہ ہوا تھا اس ضمن مین مکرر خبرین آئین کہ شاہ ایران نے قلعہ لے لیا ہے بادشاہ نے احکام تاکید و تہدید آمیز بھیجے کہ جلد اپنے تئین پہنچاؤ پھر یہ خبر آئی کہ شاہ ایران نے حصول مطلب کے بعد معاودت کی ناچار

جس راہ پر جانا منظور نظر تھا اُسنے چھوڑا اور پشاور کے پہاڑون کی راہ بالا ہی جانا قرار پایا۔ ان پہاڑون کی بلندی دو ہزار سات گز پیمایش ہوئی تھی تمام سپاہ پیادہ ہوئی اسباب مایحتاج ضروری و غیر ضروری کو چھوڑا افتان و خیزان بہزار دشواری مسافت طی ہوئی تھی خلق اللہ پر عجب آفت برپا تھی۔ بار بردار جو پاس تھے وہ سخت جاؤن سے گر پڑتے تھے اور پھر نہ اٹھتے تھے نوکر و غلام و پاجی و تمام جرام جو خالی بھاگ جاتا تھا وہ آقا پر منت عظیم رکھتا تھا اور غلہ و کاہ و تمام جنس کھانے پینے کی اس مرتبہ کمیاب ہوئین کہ نان کی قیمت جان کی برابر ہو گئی اس حال سے ۱۲ ربیع الاول کو کابل مین سپاہ پہنچی جو روپیہ کے ۵ سیر و گندم چار سیر اور کاہ بھی روپیہ کی اسی قدر زراعت مین علف چرانے کے قابلیت نہ تھی کابل مین کچھ آرام ملا۔ ایک روپیہ مین بھی آدمی اور چارپایہ کا پیٹ پورا نہ بھرتا تھا۔ یہان پندرہ روز اسلئے توقف ہوا کہ سپاہ اکثر پیادہ و خانہ بدوش تھی اسلئے گھوڑے اور بار بردار خریدنے ضرور تھے۔ اوائل ربیع الثانی مین کابل سے کوچ کیا غزنین مین آئے علف اصلا نہین ملتی تھی مگر خاص آدمیون کو تکلف سے غلہ روپیہ کا ایک سیر اور کاہ ڈیڑھ سیر ملتی تھی لشکر کا حال تنگ ہوا۔ خبر آئی کہ غزنین سے قندھار تک قزلباشون کے تسلط کے سبب انسان اور چارپا کے کھانے کی جنس بالکل نایاب ہی جملۃ الملک سعد اللہ خان نے حقیقت پادشاہ سے عرض کی جواب مین حکم آیا کہ ملکگیری مین رفاہیت طلبی نہین ہوتی جس طرح ہو سکے اپنے تئین قندھار پہنچاؤ اور قزلباشون کو قلعہ مین ذخیرہ فراہم کرنے کی اور استقامت کی فرصت نہ دو اور حوالی قندھار کے غلہ کو جو قابل درو ہے نہ چھوڑو کہ وہ قلعہ کے آدمیون کے ہاتھ لگے اسلئے لشکر مین منادی ہوئی کہ غزنین سے راہ مین سپاہ اپنا آذوقہ اٹھائی چلے پندرہ روز قیام کرکے کوچ کیا اور فوج کی

ترتیب ہوئی سات فوجین ہراول وجرانغار و برانغار و چنداول وطرح راست وچپ مقرر ہوئین اور شہر صفا کے نزدیک آئین ملک حسین زمیندار نواح قندہار کہ بحسب ضرورت محراب خان سے ملاقات کرنے آیا تھا وہ سعد اللہ خان پاس بھاگ کر آیا۔ اسکو شاہزادہ نے خلعت دیا۔ ۱۹ ارجمادی الاول کو شاہزادہ باغ کلان گنج علی خان مین قندھار کے مقابل آئے۔ آلات واسباب مورچال بنانا ولقب لگانا۔ نین مصروف ہوئے۔ ۱۵ ارکو دوپہر کے وقت راجہ مان سنگھ گوالیاری وبہاؤ سنگھ وجگت سنگھ نے چل زینہ کے اوپر کی برجون کو خالی دیکھا وہان اپنے نشانون کو لیکر دوڑے مگر حسب الطلب انکے بخشی سعد اللہ خان بھی ایک ایک ہیون کی جماعت کے ساتھ دوڑا گیا متفق ہو کر حملہ آور ہوئے محراب خان کو خبر ہوئی اسنے بروج مذکور کو برقندازون کو سپرد کرکے استوار کیا اور آلات آتشبازی اور تیر وتفنگ سے اولون کی طرح گولے برسائے اور حملہ آورون کو برجون تک پہنچنے کی مجال نہ دی۔ دونو سردارون نے آدھی راہ مین مورچل قائم کئے۔ یہ جرأت بیجا شاہزادہ کو پسند نہ آئی اسنے حکم دیا کہ اپنے ارادہ سے ہم کو آگاہ کرکے قدم آگے بڑھائے لیکن اب وہان سے حرکت کرنی اور چلا آنا اہل قلعہ کی شوخی کا سبب ہوگا اسلئے چاہیئے کہ جب وقت مساعدت کرے برجون پر متصرف ہون۔ ورجنگل کے درختون کو کاٹ کر پناہ بناؤ اور دل کو قوی رکھو۔ ہم کو بھی کومک کے لئے مستعد جانو۔ اُنہون نے بہت مشقت سے بہت آدمیون کو ضائع کراکے مورچال قائم کئے۔

ایلچی ایران کا آنا

شاہ وردی بیگ ایران کا ایلچی شاہجہان کے پاس آیا تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکے نامہ نہ لیا جائے زبانی کہہ دیا جائے کہ ہمکو محبت دیرینہ و موروثی شاہ سے تھی ہمنے اپنے ایک خواہش کو قلعہ قندھار کا قلعہ دار مقرر کیا۔ .... اگر ہم جانتے

گر شاہ ایران سے ایسی حرکت ظہور مین آئیگی تو ایک امیر رزم دیدہ تجربہ کار
آزمودہ کو قلعہ دار مقرر کرتے کہ جبتک اُس کی جان باقی رہتی قلعہ کی محافظت مین
اپنے تئین معاف نہ رکھتا۔ چونکہ خلاف توقع عمل مین آیا۔ ہرچہ عوض دارد گلہ
ندارد دوسرا ایلچی شاہ قلی نامہ لے کر آیا تھا اسکو حکم دیا کہ وہ لاہور سے آگے
نہ بڑھنے پائے۔ فی الواقع جب رشتۂ محبت والفت غبار کدورت سے آلودہ
ہو پھر نامہ و رسول کا بھیجنا کیا لطف رکھتا ہے اظہار یک رنگی مین دوروئی اخلاص
کیشون کے رویہ کے منافی ہے بادشاہ نے پھر حکم دیا کہ دونو ایلچی کابل مین میرے
پاس حاضر ہون مین انکو اعزاز کے ساتھ رخصت کرونگا اوائل جمادی الاول
مین شاہجہان کابل مین آگیا۔

ذکر سال بست و سوم ۱۰۵۹ھ سنہ ۱۶۴۹ء

غرہ جمادی الاخری کو سال بست و سوم جلوس رسم کے موافق ہوا۔
نذر محمد خان و عبدالعزیز خان و سبحان قلی خان کے فسادون کا بیان اس
تاریخ کے احاطہ سے باہر ہے اس لئے ماحصل ضروری بیان کیا جاتا ہے کہ نذر محمد خان
کو سلطنت مل گئی شاہجہان نے اسکے فرزندون اور متعلقین کو اسکے پاس بھیجنا چاہا
نذر محمد خان کے بھی نوشتجات مکرر فرزندون اور وابستون کی طلب مین آئے
اور اپنی پریشانی کا اظہار کرکے مدد خرچ کا بھی وہ طالب ہوا۔ اسکے بیٹے عبدالرحمن کو
مع اور ہمراہیون کے کہ دو سال دس مہینے سے بادشاہ کی خدمت مین رہتے تھے
بروقت رخصت خلعت اور تیس ہزار روپیہ نقد مرحمت کیا اور ایک لاکھ روپیہ مع
فیل نذر محمد خان کے لئے بموجب طلب عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ پہلے بھیجا
جا چکا تھا۔ خسرو پسر نذر محمد خان لذات ہند کا ایسا دلبند ہوا کہ باپ پاس جانے
کے لئے راضی نہ ہوا۔ بندہائے بادشاہی کے جرگہ مین رہا نذر محمد خان کے

متعلقون کو کل تین لاکھ روپیہ مدد خرچ رخصت تک مرحمت ہوا اسکے سوا بیگمون کو
زیور اور اور چیزین دیتی تھین- ایک طرف جملۃ الملک سعد اللہ خان نے تردد نمایان
کرکے اور بہت آدمیون کو کشتہ کراکے مورچالون اور نقب کو چہ سلامت کو زیر خندق
پہنچایا- دوسری طرف رستم خان و قاسم خان اور جانباز کارطلبون نے مورچال
اور نقب کنارہ خندق تک دروازون کے نزدیک پہنچا دیے- مگر محراب خان نے
روم کی جنگون مین بہت جنگ اور قلعہ داری کی تھی اور بڑا کارآزما اور آزمودہ کار
تھا وہ پاے قلعہ سے شب و روز ایسے تفنگ گولیان اور توپون کے زمین کو گولے
اور آتشبازی حقے اور شررفشان بانون کو اولون کی طرح برساتا تھا کہ جب پاے
قلعہ کے نیچے مورچل شاہی پہنچتے تھے تو اونکو کسی کام کی فرصت نہ دیتا تھا- بلکہ
اکثر زمین نقب گولون کی ضرب سے نابود اور ضائع کر دیتا تھا ہر یورش مین
سردارون اور لشکریون کے کئی ہزار سر خندق کے پر کرنے کے مصالح مین
صرف ہو جاتے تھے اور اس تردد کا کوئی فائدہ کار نمودار نہ ہوتا تھا- ہر دفعہ
قزلباش نکل کر ملا یہ لشکر شاہی کے مقابل ہو کر مورچلون پر حملہ آور ہوتے تھے
تو طرفین سے آدمی قتیل و اسیر ہوتے تھے اور نبرد ہاے عظیم ہوتی تھین-
کبھی قزلباش بادشاہی آدمیون کو پکڑ کر قلعے مین لے جاتے تھے کبھی اسکے قضیہ
برعکس ہوتا تھا اس ضمن مین ایک دن قزلباشون کی ایک جماعت گرفتار ہوکر
آئی اسکی زبانی معلوم ہوا کہ شاہ عباس نے ہرات مین پہنچکر اپنے چند امیر کارطلب
رزم جو بسرداری مرتضیٰ قلیخان قورچی باشی کل بیس امیر اور پینتیس ہزار سوار
محراب خان کی کمک کے لئے اور بادشاہی لشکر کے مقابلہ کے واسطے بھیجے ہین ان مین سے
مین چار ہزار سوار بطریق قراولون کے نزدیک آ گئے ہین- اسی وقت بادشاہ
کے قدیمی ملازمون مین سے ایک شخص جو لشکر ایران مین گرفتار ہوکر نوکری کا
پابند ہوا تھا اور وہ بطریق جاسوسی اس طرف سے مقرر ہوا تھا- وہ

[illegible]

قلیچ خان پاس آیا وہ سابق مین اسکے تابعینون مین تھا اور اُسنے آگاہ کیا
کہ دو فوجین لیسار و یمین سے آتی ہین انمین سے دو تین ہزار سوار اس قصد سے
جدا ہوئے ہین کہ کہیں پر تاخت کرین اس ضمن مین یہ خبر آئی کہ قزلباش آ بھی گئی
اور اُنہون نے کہیں پہ بیخبر حملہ کیا اور ایک جمع کثیر کو مقتول و زخمی کیا اور لوٹا اور
چارپایون کو بہت آدمیون کو اسیر کرکے لے گئے اور اسکے ساتھ ہی شتربان و فیلبان
و استربان فریاد کرتے ہوئے آئے کہ فیل اور شتر اور چارپا قطار قطار قزلباش آگے
رکھ کر لے گئے رستم خان کو جو رستم زمان کہا جاتا تھا اس امر کی اطلاع ہوئی بغیر
اسکے کہ وہ مامور ہوا اسنے قزلباش کا تعاقب کیا اور چار پانچ کروہ جریدہ تاخت
کی اور دشمن تک جا پہنچا مقابلہ ہوا۔ اول جنگ گولہ و تفنگ و بان و تیر کی ہوئی
پھر تلوار و خنجر کی لڑائی ہوئی۔ دونو طرف سے نبرد صعب ہوئی مگر دونو غالب
و مغلوب ہوئے طرفین سے مردانگی ظہور مین آئی اور دونو طرف کے آدمی
بہت کشتہ و زخمی ہوئے آخرکار رستم خان نے ہاتھیون و چند قطار شتر
و گاؤ و استر و اسپ اپنے اور انکے چھین کر مراجعت کی اور شاہزادہ
پاس آکر مورد تحسین و آفرین ہوا۔ صبح متواتر یہ خبر آئی کہ بیس ہزار قزلباش
آئے ہین جنکے سردار ایران کے بڑے نامے سپہ سالار اور نظر علیخان حاکم
اردبیل و علی قلیخان و مرتضیٰ قلی ہین اس طرف سے دوبارہ رستم و قلیچ خان
اور اور امرا و راجاؤن کی جماعت اور ہاتھی اور دس ہزار سوار اور بڑا توپخانہ
یہ سب انکے مقابل گئے۔ جب لشکر قزلباشون کی علامت سیاہ اور گرد سیاہ
نمودار ہوئی تو زرہ پوش سادات بارہ اور افغانون و یکہ تازہ مغلون و
رزم طلب راجپوتون نے گھوڑے دوڑائے اور ایران کے سردارون نے
معرکہ مین پاؤن رکھا اول گولہ و توپ و بان سے زد و خورد کی آتش
روشن ہوئی پھر قزلباشون کی تینون فوجون نے دوڑ کر ہندی فوج

اطراف کو گھیر لیا اور شمشیر کی سے دار و گیر کا بازار گرم کیا اور مردانہ حملے کئے - طرفین نے شرط
جان سپاری ادا کی - قزلباشون کی فوج نے ہندوستان کے لشکر کو شکست دی تھی
ہولی - مگر رستم خان نے جو رستم زمان و رستم باسم مسمّی تھا قلیج خان اور
راجاؤن کے مست ہاتھیون کو پیش رو بنایا اور اپنی سواری کے ہاتھیون کے پاؤن میں
زنجیرین ڈالین اور دل باختہ آدمیون کی دلدہی کی مستانہ وار قدم آگے بڑھایا اور
شرط تردد جو جان نثارون کو لایق ہوتی ہے بجالایا بہت سے سردار مارے گئے
بہت کوشش اور کشش سے قلب خصم پر حملہ کیا اور محمد سعید پسر سادات خان خواجہ خان
وغیرہ نامی سردار مارے گئے اور غیر مشہور آدمیون کی جماعت بھی کشتہ و زخمی
ہوئی تو قزلباشون کا قدم ثبات ڈگمگایا اور فرار اختیار کیا اور اسپ و شتر
بہت لشکر شاہی کو غنیمت مین ہاتھ آئے اور پادشاہزادہ کی خدمت مین فتحمندانہ لشکر
نے مراجعت کی - اورنگ زیب کی عرضداشت اس فتح جنگ کی - پادشاہ پاس
نہین پہنچی تھی کہ پادشاہ نے وردی بیگ کو جو شاہ ایران کا نامہ لایا تھا اور باریہ
نہ پایا تھا اور جلال آباد مین مغضوب ہوا تھا وہ پادشاہ کی ہمراہ تھا نامہ کو بغیر
پڑھے زبانی جواب اسکو یہ دیا کہ شاہ عباس کلان ہمارا قدر دان اور اخلاصمند
تھا اور بیس سال سے اُسنے ہمارا اتحاد دکھا اسنے دنیا سے رحلت کی اسکے بعد اسکے
خاندان سے جو ہمکو توقع تھی از راہ تقاضاے سال اسکے خلاف عمل مین آیا اور راہ
بزرگون کے طریقہ کی مراعات نہین کی الحال جو کچھ خدا چاہے گا وہ ہم سے ظہور
مین آئیگا اور دس ہزار روپیہ اور شاہ وردی بیگ کو عنایت کرکے رخصت کیا -
اور شاہزادہ محمد اورنگ زیب پاس بھیجوایا اور حکم لکھا کہ قندھار سے گزر بردار کو ساتھ
کرکے شاہ کے پاس روانہ کرنے قندھار کے محاصرہ کے دنون مین گرانی و کمیابی
غلہ و کاہ سے لشکر کو جو صعوبت و مکروہات پیش آئے اسکا فائدہ آخر کو کچھ نہ ہوا - پادشاہ
پاس اور شدائد مذکورہ کی خبر آئی تو اُس نے جانا کہ امتداد محاصرہ مین سپاہ کے

تلف ہونے کے سوا اور نتیجہ مرتب نہین ہوگا تو شاہزادہ کو حکم فرمایا کہ مصلحت وقت کا تقاضا
یہ ہی کہ تسخیر قلعہ کو دوسرے وقت اور سال پر موقوف رکھو اور پائین قلعہ کو چھوڑ دو اور
شاہزادہ داراشکوہ کو حکم فرمایا کہ جبتک غزنین مین اورنگزیب کے پہنچنے کی خبر آئی
کابل مین توقف کرے اور خود اوائل رمضان مین کابل سے لاہور کو روانہ ہوا
اوّل ہی منزل چلا تھا کہ قزلباشون کے ہزیمت پانے کی خبر اس پاس آئی اسکو پہلے حد سے
زیادہ تشویش خاطر تھی اب تفریح طبع ہوئی اور تین روز تک شادیانے بجوائے۔
سعد اللہ خان و رستم خان و قلیچ خان اور سب امرا کا اضافہ کیا۔ اورنگزیب
چار مہینے محاصرہ کے بعد پائے قلعہ کو چھوڑ کر بادشاہ پاس روانہ ہوا اس عرصہ مین
دو تین ہزار آدمی اور چار پانچہزار جانور ہلاک ہوئے۔ ۱۸ شوال کو بادشاہ لاہور مین
داخل ہوا اوائل ذی قعدہ مین داراشکوہ اور جملۃ الملک حضور مین آئے اور وسط ماہ
مذکور مین اورنگزیب بادشاہ کی خدمت مین آیا اور رستم خان قزلباشون کی چند
توپین اور نشان اور گھوڑے لایا اور بادشاہ کی ملازمت سے شرف اندوز ہوا۔
اور مورد تحسین و آفرین ہوا اور اپنی جاگیر کو رخصت اورنگزیب کو ٹھٹھہ کی صوبہ داری کے
سوا ملتان کی صوبہ داری عنایت ہوئی۔ بادشاہ ۱۲ ذی حجہ کو لاہور سے روانہ
ہوا اور ۱ محرم سنہ کو دولت خانہ شاہجہان آباد مین داخل ہوا اسی روز شاہزادہ
محمد مراد بخش بادشاہ کی خدمت مین دکھن سے آیا اسکو وہان کی ہوا ناموافق تھی
اور وہان کا بندوبست بھی اس سے نہ ہو سکا وہ کابل کا صوبہ دار مقرر ہوا۔
دار الخلافہ شاہجہان آباد کی تمام عمارات تیار ہو گئین تھین۔ یہان پہلا جشن نوروز
بڑی دھوم دھام سے ہوا اطراف سے امرا تہنیت کے لئے آئے۔ ہزار امیرون
کو منصب و خلعت عنایت ہوئے۔ پرگنہ پانی پت جسکی جمع ایک کروڑ دام (یا پچیس لاکھ
روپیہ) تھی بیگم صاحب کو انعام مین دی گئی۔ سولہ لاکھ روپیہ کی نذرین بادشاہ
کے روبرو پیش ہوئین۔

سوانح سال بست وچہارم سنہ ۱۰۶۱ھ

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۱ کو چوبیسوان سال جلوس کا شروع ہوا جشن حسب دستور ہوا ۱۲ رجب کو بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ راجہ جے سنگہ چار ہزار سوار اور شش ہزار تفنگچی سردار لیکر میوات مین آیا اور میوون کے خانمان کو جلایا اور ایک جمع کثیر کو جو سوائے رہزنی اور مسافر کشی کے کوئی کام نہین کرتے تھے بے سر و بے سر کیا اور اُن کے اہل و عیال کو اطفال کو اسیر و دستگیر کیا او بقیۃ السّیف کو اخراج کیا۔

اکبرآبادی محل نے بادلی کے قریب قلعہ شاہجہان آباد سے ڈھائی کروہ فاصلہ پر ایک باغ لاہور اور کشمیر کے فیض بخش و فرح بخش کے منونہ پر بنوایا اور اسمین عمارات عالی شان بنوائین اسکے وسط مین آٹھہ گز چوڑی نہر جاری تھی اور سب جگہ عمارتون مین دو گز سے کچھہ کم و بیش چوڑی نہرین جاری تھین چار سال مین دو لاکھہ روپیہ کی لاگت مین یہ باغ اور عمارت تیار ہوئی تھین۔ بادلی سرائے پہلے خام تھی۔ بی بی اکبرآبادی محل نے اسمین ستر ایوان و حجرے رخیتہ کے بنوائے۔

ساٹھہ سال کی عمر مین بادشاہ نے جو روزے عمداً و سہواً کھائے تھے فقہاء و فضلاء کی تجویز سے اُنکے کفارہ مین بیس ہزار روپیے مستحقون اور محتاجون کو خیرات ہوئے اور حکم ہوا کہ ہر سال ماہ رمضان کے آخر مین بیس ہزار روپیے جو فطرہ روزہ عید مین اہل استحقاق کو مقرری دیا جاتا ہے اسکے ساتھہ بیس ہزار روپیہ اور روزون کے کفارہ کی سبب سے درماندون کو دیا جاوے بادشاہ کی عمر ساٹھہ برس سے کچھہ زائد ہو گئی تھی۔ ملانون نے از روے شرع اسکو روزون سے معاف رکھا اور کفارہ تجویز کیا۔ عنایت اللہ کے شاہجہان نامہ مین لکھا ہے کہ رمضان کے مہینے مین ۶۰ ہزار روپیہ خیرات دینا تجویز کیا گیا۔

ملا شفیعاء یزدی جو فاضل و شاعر و صاحب طبع و تجارت پیشہ تھا

اکبرآبادی محل کا باغ

روزون کا کفارہ اور بعض اور حالات۔

ایران سے بندر سورت مین آیا پادشاہ نے اسکو سورت کے خزانہ سے پانچہزار روپیہ دلاکر اپنے پاس بلایا اور منصب ہزاری سو سوارون کا عنایت کیا اور حکم دیا کہ دو وقت مجرے کو حاضر ہوا کرے - سلطان محمد خان قیصر روم نے سید محی الدین کو نامہ و تحائف و تبرک دیکر پادشاہ پاس بھیجا وہ سید عبدالقادر جیلانی کے تبارمین سے تھا وہ بندر سورت مین آیا تو پادشاہ نے گزربردارن کو حکم دیا کہ خلعت اور فرمان اور خزانہ سورت سے دس ہزار روپیہ اس پاس لیجائین اور برہانپور و مانڈو و مالوہ کے دیوانون کو پندرہ ہزار روپئے تنخواہ دینے کے لئے حکم دیا -

برسات کے نہ ہونے سے شاہجہان آباد کی ہوا گرم تھی اسلئے پادشاہ نے کشمیر جانے کا ارادہ کیا - غرہ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۱ کو کشمیر کو روانہ ہوا - غرہ ربیع الثانی کو لاہور کے باغ فیض بخش مین جشن نوروز کیا -

پہلے ہم تحریر کر چکے ہین کہ پادشاہ نے عبدالرحمن سلطان کو اسکے باپ نذر محمد خان پاس روانہ کیا تھا - جب وہ نذر محمد خان پاس پہنچا تو باپ نے اسکو غوربند کی حکومت کے لئے رخصت کیا اور بلخ کے امرا مین سے یادگار کو اسکی رفاقت مین مقرر کیا کہ اسکو مع فوج حضور کے غوربند پہنچا دے - اس بات پر جب سبحان قلی کو اطلاع ہوئی تو اسنے یہ جانکر کہ باپ پاس سپاہ کی جمعیت نہین ہے وہ سپاہ لیکر بلخ مین باپ پر چڑھ گیا اور نذر محمد خان محصور ہو گیا اور پسر کی شر کے دفعیہ مین مشغول ہوا - جب نذر محمد خان تنگ ہوا ناچار اس نے عبدالرحمن کو راہ مین سے اپنے پاس واپس بلایا - عبدالرحمن باپ کے حکم سے الٹا آیا تو سبحان قلی خان نے ابراہیم بیگ کو مقرر کیا کہ اسکو سر راہ روکے عبدالرحمن نے اسکا مقابلہ کیا اور اول تعامل مین ابراہیم بیگ کشتہ ہوا گر اسکے ہمراہی عبدالرحمن پر غالب ہوئے نذر محمد خان لشکر نے یادگار بیگ کے ساتھ فرار کیا اور سبحان قلی خان کے قلماقون کے ہاتھ مین

عبدالرحمٰن گرفتار ہوا اور جب وہ سبحان قلی خان پاس آیا تو اس نے بھائی کو محبوس
کیا عبدالرحمٰن نے بہ تقاضائے مصلحت اپنے نگاہبانون کے ساتھ سازش کی اور ان سے
رفاقت اور شریک دولت کرنے کا عہد و پیمان کیا اور انکے اتفاق سے بھاگ کر
شاہجہان پاس آیا۔ بادشاہ نے عبدالرحمٰن کو منصب چار ہزاری پانصد سوار کا عنایت
کیا اور اسکے ہمراہی عبدالرحمٰن کی تجویز کے موافق بندگان سرکاری کے زمرہ
مین آ گئے۔

۲۹ جمادی الثانی کو بادشاہ نے کشمیر جانے کے لئے لاہور سے کوچ کیا اس سال
مین اول مینہ کم برسا گرمی کی شدت سے زراعت خشک ہوئی اور آخر مین
بارش نے وہ تار باندھا کہ چار مہینے تک وہ برابر برستا رہا۔ دریاؤن مین ایسی
طغیانی ہوئی کہ آب بہت کی طغیانی سے قصبہ بہرہ کے آدمی ہلاک ہوئے بعد ازان
کمی ہوئی جسنے خلقت کو آرام ملا۔

سوانح سال بست و پنجم جلوس سنہ ۶۱

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۱ کو جشن جلوس سال بست و پنجم دستور کے موافق ہوا
اس سال مین غلہ کی گرانی اور باران کے امساک سے ایک عالم رو رہا تھا اور
رات دن بھوکون کے ہاتھ دعاؤن مین اٹھے رہتے تھے جس روز بادشاہ نے
لاہور سے کوچ کیا ہے تو بارش کی بڑی شدت ہوئی اور کئی روز تک برابر
ایسا برستا رہا کہ بادشاہ کو ایک ہفتہ تک توقف کرنا پڑا۔ بارش ایسی کثرت سے ہوئی
کہ ربیع کے کشت و کار کی فرصت نہ ملی اور جو کچھ بویا تھا وہ مینہ کی شدت سے
سبز نہ ہوا۔ پرگنات خالصہ بادشاہی کی رعایا آئے تشخیص جمع کے وقت استغاثہ
کیا تو بادشاہ نے اپنے متدین طلب کئے اور سعد اللہ خان کو حکم دیا کہ چند روز پنجاب
کی رعایا اور مالگذارون کے معاملات پر اور استمالت رعایا پر متوجہ ہو۔

[illegible]

برسون کی چڑھی ہوئی پیشکش عادل خان والی بیجاپور سے محمد صفی پسر اسلام خان
لایا۔ یہ کل پیشکش چالیس لاکھ روپیہ نقد وجنس کی بادشاہ کے لیئے اور پانچ لاکھ
روپیہ کی بیگم صاحب کے واسطے اور پندرہ لاکھ روپیہ کی شاہزادہ داراشکوہ
کے لیئے اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی محمد صفی کے واسطے تھی وہ بادشاہ کی نظر کے سامنے آئی
اور چھہ لاکھ روپیہ نقد سید باقر ملازم ولی عہد کو جو محمد صفی کے ساتھ گیا تھا
عادل خان نے دیئے تھے وہ نظر کے روبرو آئے۔ محمد اورنگ زیب مالوہ کی صوبہ داری
پر رخصت کیا گیا بادشاہ خود سیر وشکار کھیلتا ہوا اور برف کی سختیان اٹھاتا ہوا
آخر جمادی الاخری مین شہر کشمیر مین پہنچا اور خدمہ محل کی ہمراہ مزین کشتیون
مین زربفت کے پردے اور لاجوردی منقش ستون اور قبہ ہائے طلا و مرصع لگا کے
سوار ہوتا اور روے آب تالاب ڈل پر سیر کرتا دشت وکوہ وباغون کے
پھولون کا تماشا دیکھتا اور ملاحون کو انعام دیتا۔

ملا شاہ بدخشی اس زمانہ کے حق آگاہون مین تھا اور کشمیر مین بڑا مشہور ومعمور تھا
وہ بادشاہ کی ملاقات کو آیا۔ دوسرے روز بادشاہ اس مسجد کو دیکھنے گیا کہ
جہان آرا بیگم صاحب نے شاہ بدخشی کی عبادت کے واسطے چالیس ہزار روپیہ مین اور
اسکے اطراف کی عمارات فقراء کے رہنے کے واسطے بیس ہزار روپیہ مین تعمیر کرائی
تھین مسجد مین شاہ صاحب سے بادشاہ نے ملاقات کی اور کچھ دیر بیٹھ کر نصیحتین
۱۲ رجب کو آدم خان غلام نبی اور اسکے بھتیجے محمد مراد کو اور نیز حکیم بیگ ورہ
نعیم بیگ پسران سلیم بیگ کاشغری کو جو آدم خان وغلام نبی کے ضامن تھے اور کشمیر مین
تعینات تھے اور کشمیر کے زمینداروں کی ایک جماعت کو تبت اس غرض سے بھیجا کہ
وہان مرزا خان تبتی کی تنبیہ کرین جسنے سرکشی کی ہے اور قلعہ سکرہ کو فتح کرین اور
تبت جو ملازمان شاہی کے قبضہ سے نکل گیا ہے اسپر تصرف کرین ۔ ۲ شعبان کو
آدم تبتی کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ مرزا خان نے جب لشکر شاہی کے

پادشاہ کی مراجعت کشمیر سے لاہور کو –

آنے کی خبر سنی تو وہ بھاگ گیا اور قلعہ سکردو اور ملک تبت پادشاہی آدمیوں کے تصرف مین آیا۔ پادشاہ نے آدم خان کو اور اوسکے بھائیون کو یہ ولایت دیدی کہ وہ وہان وطن بنا کے رہین اسکی جمع اسی لاکھ دام تھی سالمین اول مینہ نہین برسا پھر برسا تو بڑی شدت سے اسکے سبب سے گلزارون اور سبزہ زارون مین اصلی رونق نہین رہی اور پہلدار درختون مین پھل کم آئے اور وہ خشک ہوگئے اسلئے پادشاہ کو کشمیر کی سیر دلپذیر نہ ہوئی اور فرمایا کہ لاہور اور شاہجہان آباد کے باغات و باصفا مکانون کو چھوڑ کر حظ نفس کے لیے اس مسافت بعیدہ کو طی کرنا اور خلق کی ایذا پر راضی ہونا خدا پرستی کے طریقہ سے دور ہے اور ایک فعل عبث ہے۔ دو مہینے گذرنے کے بعد پادشاہ نے غرہ رمضان کو کشمیر سے کوچ کیا اور دار الخلافہ کی طرف چلا سعد اللہ خان مامور ہوا کہ چند روز یہان رہ کر کشمیر کے مالی اور ملکی مقدمات کو طے کرکے جلد لاہور مین آجاے۔ منزل آصف پور مین دریا کے عبور کرنے مین آدمیون کے ازدحام سے اسکا پل ٹوٹ گیا وہ بہت پرانا تھا ڈھائی سو آدمی اور جانور اور بہت سا اسباب پانی مین ڈوبا اور سو نفر بحر فنا مین غرق ہوئے لاہور کے نزدیک پادشاہ سے سعد اللہ خان بھی آن ملا۔ حکم ہوا کہ رستم خان اور اور امرا دور و نزدیک اور نامدار راجہ مع مصالحہ توپ خانہ مہم قندھار کے لیے حضور مین حاضر ہون۔ اور شاہزادہ مراد بخش کے نام بھی دستخط خاص سے اس باب مین حکم صادر ہوا۔

۲۰ سفیر روم اور بعض اور واقعات –

جب پادشاہ لاہور مین آیا تو سید محی الدین ایلچی روم حاضر ہوا اور نامہ قیصر اور دو گھوڑے با ساز طلا و مرصع و مروارید اور عبائے مروارید باف قیصر کی طرف سے اور پانچ گھوڑے اپنی طرف پیش کیے۔ پادشاہ نے پندرہ ہزار روپیہ مع خلعت و اسپ و خنجر و جیغہ اسکو مرحمت کیا۔ سعد اللہ خان نے نامہ کا جواب عربی زبان مین لکھا کر بھیجا جیغہ و شمشیر و پرتلہ مرصع ایک لاکھ روپیہ کی قیمت کا سید محی الدین کو قیصر روم کے لئے اور اسکو پندرہ ہزار روپیہ

نقد و اسپ مع ساز طلا وقت رخصت عنایت کیا۔ قاضی احمد سعید کو دو لاکھ روپیہ کی نقد جنس شریف مکہ اور کعبۃ اللہ کے مستحقون کے لئے دے کر سید یحیٰی الیزی کی ہمراہ رخصت کیا۔ پادشاہ سے عرض کیا گیا کہ نذر محمد خان نے جو بیت اللہ کا عازم تھا راہ مین وفات پائی پادشاہ نے اسکے بیٹون کو خلعت ماتمی عنایت کیا بعد اسکے اس نے بھی انتقال کیا۔ دس لاکھ روپیہ نقد اور پانچ لاکھ روپیہ کا اور مال چھوڑا مراد ہ پادشاہ نے اسکی اولاد کو دیدیا۔

حکم کے بموجب رستم خان بہادر اپنی جاگیر سے کروڑ روپئے مہم قندھار کے لئے لیکر روانہ ہوا تھا وہ پادشاہ پاس آگیا۔ سعد اللہ خان کے بیٹے لطف اللہ و عنایت اللہ جو ابتک پادشاہ کی ملازمت سے مشرف نہ ہوئی تھے انہون نے سعد اللہ خان کے محلہ لشکر کے ساتھ ملازمت کی سعد اللہ خان کے محلہ لشکر مین چار ہزار سوار و ہزار برقنداز و پانسو بیلدار اور تبردار خاص نوکر اسکے شمار مین آئے۔ نجابت خان ایک کروڑ روپیہ خزانہ اکبرآبادسے لیکر پادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا۔ شاہزادہ اورنگ زیب مہم قندھار کے لئے ۲۶ ربیع الاول ۱۰۶۲ سنہ کو ملتان سے برآمد ہوا محمد صفی کی ہمراہ شاہزادہ پاس ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ نقد روانہ ہوا اور سواران امرائے کے جو شاہزادہ کے ساتھ تھے اکیس عقیدت گزین و فدویت آگین میر پادشاہ کے پاس سے مع خزانہ و مصالح قلعہ گیری کے روانہ کئے گئے پادشاہ نے حکم دیا کہ شاہزادہ انکو لے کر ملتان کی راہ سے قندھار پہنچ جائے اور سوم جمادی الاخری کو قلعہ قندھار کے نیچے جاکر محاصرہ مین مشغول ہو اور یہ بھی مقرر ہوا کہ سعد اللہ خان کابل کی راہ سے اس تاریخ وہان جاکر پادشاہزادہ سے ملے اور ۲۶ ربیع الاول کو پادشاہ خود کابل کو روانہ ہوا اور اسی روز سعد اللہ خان کو اس سامان سے قندھار روانہ کیا

کہ پچاس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے برقنداز اور چند ہزار بان اور تیس توپین
قلعہ شکن اور بیس توپین میانہ اور تیس ہتنال اور دس فیل جنگی مست و سو شترنال
اور دو کرور روپیہ کا خزانہ اور لوازم قلعہ گیری اور بیلدار بے شمار اور نقب لگانے اور دمدمہ
بنانے اور مورچال کے بڑھانے کے لئے سامان جسقدر چاہیئے دیا۔ تین ہزار اونٹ فقط
اس کام کے لئے مقرر کئے کہ وہ توپخانہ کے مصالح کی جیسے کہ سیسہ بارود و لوہے کے گولے
ہین بار برداری کرین اور اسکی تاکید کردی کہ تاریخ مقرری مین جسکا اوپر مذکور ہوا
وہان پہنچکر محاصرہ کرین کل فوج ستر ہزار سوار ی توپ خانہ کے تھے جنمین چھ سو امیر
نامی منصبدار و روشناس تھے۔ رستم خان کو اور سب امیرون کو خلعت دیکر
رخصت کیا حکم فرمایا کہ کابل مین منصبدارون و امراء کے تابینون اور اہل توپخانہ کو
پیشگی سہ ماہہ مین ایک کروڑ روپیہ دیا جائے اور ارشاد ہوا کہ اول قلعہ بست و زمین
داور مین کوشش کی جائے کہ جس سے قلعہ قندھار کے آدمیون مین تزلزل ہو۔

سوانح سال بست و ششم جلوس ۱۰۶۲ سنہ

جشن سال جلوس بست و ششم سنہ ۱۰۶۲ موافق معمول کے ہوا۔
بادشاہ خود بھی منزل بمنزل طے کرتا ہوا دو مہینے چار روز مین چوتھی جمادی الاولی
کو کابل مین آگیا سعد اللہ خان کوچ بکوچ اول جمادی الاولی کو بموجب حکم و تعین
تاریخ کے قندھار کے قریب بادشاہزادہ کی خدمت مین آیا اور دونو متفق ہوکر قلعہ کے
محاصرہ مین مشغول ہوئے۔ لشکر شاہی ایسے مقامات مین پڑا کہ جہان مخالفون کا گولہ
نہین پہنچ سکتا تھا اور نقب لگانے اور مورچلون کے بنانے مین مشغول ہوا امیران
کارزار دیدہ مین سعد اللہ خان تردد اور جلادت و تدبیر کار کی شرائط کو زیادہ
بجا لایا۔ راجپوتون کے ساتھ اتفاق کرکے مصالح نقب زنی اور مورچال بڑھانے
مین کوشش کی گئی جس سے وہ خود دشمنون کے گولہ توپ و تفنگ و سنگ کے نشانہ

قلعہ قندھار کے محاصرہ کا اور مورچلون کے بڑھنے اور کام نہ بننے کا بیان۔

بن گئے۔ چند روز کے محاصرہ اور دار و گیر کے بعد قلعہ دار نے تغافل کیا اور ایسا
بندوبست کیا کہ اصلاً آدمی کی آواز اور محصوروں کا تردد ظاہر نہیں ہوتا تھا
ہر چند ہندوستانی لشکر پائے حصار میں آن کر اپنی بھوری دکھاتا اہل قلعہ
اسکو نادیدہ و ناشنیدہ سمجھ کر قلعہ سے صدا نہیں بلند کرتے تھے۔ یہاں تک
رستم خان و وزیر اعظم کے مورچال پائے حصار میں خندق تک پہنچ گئے
ایک دن راجہ راجروپ نے جو بڑا مشہور جوان مرد تھا بیان کیا کہ حصار کی
خندق کے نزدیک اور ایک برج کے درمیان ایک مکان نظر میں آیا ہے اور
مورچال ایسی جگہ پہنچ گئے ہیں کہ قلعہ کے اوپر چڑھنا قابو میں ہے اور برج
کے پاسبان غافل و بے خبر معلوم ہوتے ہیں اگر مجھے حکم دیا جائے تو جانی
ہمراہیوں کو ساتھ لے کر زینہ و کمند کی مدد سے اپنے تئیں اور کرناچی کو
ہمراہ لے کر وہاں پہنچاؤں لشکر مسلح و مکمل منتظر چشم برراہ اور گوش برآواز
رہے کہ بروقت یورش کرے بادشاہزادہ اور سعد اللہ خان نے حکم دیدیا۔ رات
کے وقت راجہ چند بانکے تابینون و جانبازون جو فن قلعہ گیری میں کار آزمایون
مین مشہور تھے بہت طرح کی تدبیرین کرکے قدم جرأت آگے رکھا اور جان نثار
پیش قدم مار کی مانند حصار کے اوپر برآمد ہوئے اور اشارہ مقرری کرکے
لشکر کو طلب کیا اور بہادر بیتابانہ کمند جانبازی لے کر حرکت میں آگئے
اور کرنا کی آواز بلند ہوئی محصورین مدت سے اس قابو کے لیے چشم
برراہ اور گوش برآواز بیٹھے تھے اطراف سے مہتاب روشن کرکے طرح طرح کی
آلات آدم کشی لے کر دشمنوں کی نگاہ پر دوڑے اور اس قدر توپ و تفنگ و
بان چھوڑے اور حقہ آتش و سنگ اور روغن جوشان اور انواع مصالح
مردکش اوپر سے مارے کہ جماعت جو برج کے سرے پر پہنچی اور نہ پہنچی جان بحق
ہو کر بہ تبدیل ہیئت اپنے یاروں سے بے منت و مدد قدم و کمند ہم پیوستہ

ہوے مسلمان و راجپوت بہت کام مین آئے انمین تفرقہ کرنا دشوار تھا جو شخص دیوار
اور کنار برج کی اس طرف گیا پھر اسکی خبر نہ آئی ہر طرف کشتون کے پشتے
لگ گئے۔ اس قدر آدمی کشتہ و زخمی ہوئے کہ انکی گنتی بھی نہ ہو سکی پھر اس روز
سے دو مہینے آٹھ روز تک ادہر ادہر بازار پیکار ایسا گرم رہا کہ جو کوئی مورچال سے
سر نکالتا اسی وقت جان سے جاتا تا۔ راتون کو قزلباش نکل کر مورچال پر حملہ کرتے
اور آدمیون اور چارپایون کو ضائع کرتے اور دونو طرف آدم کشی و مردم کشی
ہوتی۔ ایک دن سعد اللہ خان کی توپ کلان کی زد سے محصورون کے پانچ نامی
آدمی کہ محمد بیگ توپچی باشی کے ساتھ بیٹھے کام کر رہے تھے ایک جا مرگئے ایک
رات کو رستم خان و سعد اللہ خان کے مورچال پر قزلباشون کی جمع کثیر نے حملہ
کیا اور زیادہ کوشش اور بہت شوخی کی بعض توپون کو ناقص کیا اور ایک جماعت کو
اسیر کر کے قلعہ مین چلے گئے ہر چند خبردار ہو کر اطراف سے تعاقب کیا مگر قلعہ کے
اوپر سے انہون نے وہ آگ برسائی کہ لشکر شاہی تلافی کار نہ کر سکا بہادران
جان باز و جان نثار رکیہ تازہ مورچالون کے بڑھانے مین کوشش کرتے مگر
اس سے کچھ فائدہ نہ ہوتا اوپر سے پے بہم توپین ایسی چلتی تھین کہ بہت
ضائع ہوتے تھے۔ اس ضمن مین بادشاہ کی دو توپ کلان ترخ گئین
اور باقی اور توپین جو مورچون مین تھین وہ چلتی تھین مگر انکے چلانیوالے
اناڑی تھے اسلیئے وہ کچھ کام نہ کرتی تھین قلعہ مین رومی و قزلباش چلکم انداز
اور بے خطا توپ انداز تھے۔ ہندی توپ انداز کچھ کام نہ کر سکتے تھے۔ اور
سرداروں کی رای کے اختلاف کے سبب سے قلعہ بست و زمین داور کی
تسخیر بھی گو بہت کچھ تردد کیا گیا ظہور مین نہ آئی شاہ ایران کی طرف سے
محراب خان قلعہ دار بھی ایسا ہنرمند تھا کہ اورنگزیب جیسے دانشمند اور سعد اللہ خان
جیسے عقلمند کی کسی حکمت و تدبیر کو اپنے سامنے نہین چلنے دیتا ان دونون کی

دلدوزی اور دانائی کی تدبیرین اور رجپوتون کی بہادری اور جان نثاری
سب کارت گئین - حاصل کلام یہ ہے کہ جب بادشاہ کو یہ اخبار پہنچے اور ایام محاصرہ
نے امتداد کھینچا اور مصالح توپخانہ تمام ہوا اور اسی زمانہ مین یہ معروض ہوا کہ
غزنین کی اطراف کو اوزبک تاخت وتاراج کرتے ہین اور رعایا کے جان ومال کو
تلف کرتے ہین تو فرمان دستخط خاص نے بادشاہزادہ کی طلب مین اور اس مہم کو
اور وقت پر موقوف رکھنے کا صادر ہوا اورنگ زیب کابل مین آیا اسکو چار صوبہ
دکن کی حکومت دے کر رخصت کیا - شایستہ خان کو صوبۂ احمد آباد عطا ہوا -
داراشکوہ کو صوبۂ کابل مرحمت ہوا - کابل کی نیابت پر پسر سلیمان شکوہ مقرر ہوا
شاہزادہ شجاع کو بنگالہ ملا -

جب سعد اللہ خان قندھار سے آگیا تو ۱۱ رمضان سنہ ۶۲ کو کابل سے بادشاہ
دار الخلافہ کو روانہ ہوا مرشد قلی خان کو دکن کی کل دیوانی پر اور
دکن کی بخشیگری اور وقائع نگاری پر محمد صفی پسر اسلام خان کو مامور کرکے رخصت کیا
اگرچہ یہ دونو آدمی خوبی وصفات سے موصوف تھے لیکن بتعلقہ دکن مین محمد صفی نے
اکثر مقدمات مین منصبدارون پر سختی کی اور بعض بدعتون کی بنا ڈالی - عہد اکبری
مین ٹوڈرمل نے جو دستور العمل ملکی بنایا تھا اسی کے موافق مرشد قلیخان نے بندوبست
دیوانی قائم رکھا - دکن مین سرشتہ دھارہ وتشخیص جمع مال اس طرح ہوتی ہے کہ غلہ
وبقولات کی اقسام وجنس کی تفریق کی جاتی ہے ہر جنس کی قیمت پر نظر کی جاتی
ہے - زمین کی پیمایش بیگہ وپرتن وبین وبسوہ مین کی جاتی ہے اور اسکی تقسیم
چاہی وبارانی وکاریزی مین ہوتی ہے - یہ دستور العمل ایسا ہے کہ ہمیشہ عمال
اور زمیندارون کا عمل اسپر رہیگا - ۵ ذی قعدہ کو بادشاہ لاہور مین آیا -
شاہجہان کو گو مہم قندھار مین دو دفعہ ناکامیابی ہوئی مگر وہ خاطر شکستہ نہین ہوا
بلکہ اسنے پہلے سامانون سے اور زیادہ سامان کیا بڑے بیٹے داراشکوہ نے

ورود شاہجہان در دارالخلافہ -

تسخیر قندھار کے لئے سامان کی تیاری۔

جو اور سب بیٹوں مین ممتاز و معزز تھا اور پادشاہ پاس رہتا تھا۔ باپ سے یہ درخواست کی کہ تسخیر قندھار کی مہم کے عہدہ پر غلام مقرر کیا جاے۔ پادشاہ نے یہ درخواست قبول کی اور اسکو کابل اور ملتان کا صوبہ عنایت کیا اور لاہور مین تین ماہ اور نوروز توقف کیا اور توپخانہ کا سامان بہت کچھ کیا اور مصالحہ قلعہ گیری جمع کیا۔ دس کلان توپین اور ۲۷ ہوائی توپین اور تیس ہزار گولے چھوٹے بڑے اور چودہ ہزار بان اور ۲۵۰۰ من سرب اور ۵۰۰۰ من باروت وغیرہ سامان اسی قیاس پر تیار و موجود کئے اور رسد پہنچانے کے لئے بنجاروں کی استمالت کی اور اواخر ربیع الاول کو کوچ کی ساعت اور ۷ جمادی الاخری کو تاریخ محاصرہ مقرر فرمائی۔ خلعت و شمشیر وغیرہ شاہزادہ کو چار لاکھ روپیہ کی قیمت کے عنایت کئے سوا اسکے بیس لاکھ روپیہ بطور مساعدت کے مرحمت کیا امراے نامدار اور راجہاے جلادت آثار اور بہادر دلاور اپنے حضور کے اور متعینہ کابل اور صوبجات اطراف کے جنمین سے اکثر پہلے محاصرہ مین موجود تھے اس سپاہ مین مقرر کئے اس لشکر عظیم الشان مین سامان یہ تھا۔ ستر ہزار سوار منصبداروں و تابینوں کے تھے اور پانچہزار برقنداز اور تین ہزار احدی تیرانداز اور دس ہزار پیادے بندوقچی اور چھہ ہزار بیلدار و تبردار اور پانسو سنگتراش و نقب کن اور پانسو سقے اور سات توپ کلان اور سترہ توپین ہوائی اور تیس توپین چھوٹی اور ساٹھ فیل جنگی دست انتخابی سوا شاہزادہ داراشکوہ کے ہاتھیوں کے کہ ملکر ایک سو ستر شمار مین آئے اور بان انداز و گولہ انداز وغیرہ و سرانجام قلعہ گیری و اور ایک کروڑ روپیہ خزانہ علی مردان خان اور اسکے بیٹے ابراہیم خان کے ساتھ سات ہزار سوار مقرر کئے اور حکم دیا کہ وہ کابل مین جاکر مہم کے انفصال تک امداد و معاونت و ارسال رسد اور لوازم قلعہ گیری مین کوشش کرین۔

سوانح سال بست و ہفتم جلوس سنہ ۱۰۶۲ھ ۱۶۵۲ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۶۳ھ کو حسب معمول جشن جلوس سال بست وہفتم ہوا۔
شاہزادہ ۳ ربیع الاول ۱۰۶۳ھ قندھار کی طرف متوجہ ہوا۔ توپ قلعہ کشا
وتوپ عظیم دھادر یو چور راہ زیادہ ہموار کابل سے نزدیک تر ہے کچھ فوج و غلہ و توپخانہ
کے ساتھ کشتی مین بھکر تک اور وہان سے خشکی مین قندھار روانہ کین اور خود لشکر
اعظم کے ساتھ ملتان کو روانہ ہوا۔ ۲۵ کو آب بہت پر پل بندھوا کے دریای نیلاب
کنارہ پہنچا اس دریا کا پل ایک ہفتہ مین بندھوا کے سیوم جمادی الاولی کو
اس دریا سے عبور کیا زمیندارون اور افغانون نے تنگنا کوہستان مین
سر راہ کو روکا انمین سے اکثر کو تلوار نے ہلاک کیا اور انکا مال اسباب غارت
کیا۔ اس دستاویز سے کدخدایان الوس نے شاہزادہ کی ملازمت کی
اور اسکی وفور سخاوت کے سبب سے لشکر مین آذوقہ پہنچانے کا تعہد کیا۔ اور
اس سرزمین مین جو مرزبان افغان و بلوچ متوطن تھے وہ لشکر مین
ہر منزل مین بے تکلف آتے اور جاتے اور غلہ و گوسفند بیچ جاتے ساعت
محاصرہ جو نجومیون سے پادشاہ نے پوچھ کر مقرر کی تھی نزدیک آگئی تھی اور تمام
لشکر کا پہنچنا متعذر تھا اسلئے رستم خان بہادر کو نجابت خان و قاسم خان
میر آتش وغیرہ عبداللہ بخشی و جعفر اپنے میر آتش کو تین ہزار سوارون کے ساتھ بطریق
ہراول روانہ کیا کہ ایلغار کر کے پہلے سے پہنچکر مراسم محاصرہ مین مشغول ہون۔
دوم جمادی الثانیہ کو ایلغار کر کے رستم خان بارہ ہزار سوارون کے ساتھ
قلعہ قندھار کے خضری دروازہ کے روبرو آیا ازبک دلاورون کی جماعت مثل
خواجہ خان وغیرہ نے گھوڑے دوڑائے۔ قزلباشون نے بھی قلعہ سے باہر نکل کر
میدان جنگ مین مصافحہ کیا تھوڑی زد و خورد ہوئی۔ طرفین کے آدمی مقتول
و زخمی ہوئے اور خواجہ خان بھی زخمی ہوا آخر کار رستم خان نے دروازہ مذکور
کے روبرو توپ رس مقام مین قیام کیا نجابت خان اور قاسم خان نے

[illegible]

ساعت مختار مین نقب کھودی اور مورچل لگانے شروع کیے۔ دو ہزار قزلباش کہ ذخیرہ
وسرب باروت لے کر قلعہ نشینون کی کمک کر رہے تھے انکو قلعہ قندھار مین جانا میسر
نہ ہوا وہ قلعہ زمین داور مین چلے گئے۔ شاہزادہ بلند اقبال پانچوین جمادالثانیہ کو
کتل پنجدرگ سے جسکی بلندی ۳۵ جریب اور نشیب ۳۹ جریب ہے گذرا اور
آٹھوین کو ایسی جگہ اترا کہ قلعہ قندھار دکھلائی دیتا تھا اور ساعت سعید کے
انتظار مین چھہ روز یہان مقیم رہا۔ ہر روز سوار ہو کر اطراف حصار کا ملاحظہ کرتا
اور اس مقام کے آدمیون کی اوضاع واطوار کی خصوصیات کیفیات پر مطلع ہوتا
نواحی قلعہ ومحال دور دست کی مزروعات کی ضبط کے واسطے معتمد ومتدین
آدمی بھیجتا اور ہر الوس کے رؤساء پر اور توابع قندھار کی رعایا پر طرح طرح کی
عنایتین کرتا چنانچہ مدت محاصرہ مین فراری کسانون کی جماعت کثیر اپنے
گھرون مین آباد ہوئی اور سرکار خاصہ مین نصف محصول ایام سابق کا وصول
ہوا۔ تاریخ یازدہم کو شاہزادہ کی ساعت نزول حوالی قندھار مین مقرر تھی وہ
مع لشکر باغ مرزا کامران مین کہ قلعہ سے آدھ کروہ پر تالاب کے کنارہ پر تھا
فروکش ہوا اسی روز قزلباشون نے قلعہ کے برج وبارہ سے توپ وتفنگ و
سائر آلات آتشبازی کے چلانے مین کوئی کسر باقی نہین رکھی شاہزادہ نے حکم دیا
کہ رستم خان لشکر سے ایک کروہ پر قلعہ بست کی سرراہ اور برج آب دزد کے
روبرو راجہ جے سنگہ اور دروازہ ویس قرن کے محاذی قلیچ خان اور
دروازہ بابا ولی کی برابر مہابت خان اور برج چل زینہ کے محاذی اخلاص خان
اور دروازہ خضری وبرج آب دزد کے سامنے قاسم خان اور دروازہ
ویس قرن کے روبرو جعفر میر آتش۔ اپنے اپنے مورچے بنائین۔ برج
آب دزد کے مورچل کو ملا فاضل میر سامان کے سپرد کیا اور ہزار بیلدار
اور ستر نقب کن ہمراہ کیے اور سید محمود بارہ کو کومک مقرر کیا۔ غرض قلعہ کو

مرکز وار مورچون کے احاطہ مین گھیر لیا۔ اہل قلعہ نے قلعہ پر شاہزادہ کے دائرہ کو نشانہ بناکے ایک توپ لگائی تھی اور ہر روز چند مرتبہ اسکو چھوڑتے تھے اسکا گولہ کبھی تالاب مین کبھی کنار لشکر پر گرتا تھا۔ پادشاہی امیرون نے دمدمہ پر توپ لگاکے اس توپ کے مہرہ کو اڑا دیا چالیس روز تک وہ توپ کام مین نہ آسکی اور اوسکی آواز نہ سنائی دی قلعہ کے آدمی جو بھاگ کر آئے انکی زبانی معلوم ہوا کہ اہل قلعہ نے اسکا دہانہ کاٹ کر پھر اسکو اس طرح لگایا ہے کہ وہ نظر نہین آتی اسکا گولہ بہت دور جاتا تھا اسکو اور پھر لگاکے بارہ گولے ہر روز چھوڑتے تھے انمین سے بعض شاہزادہ کے خیمہ کے حوالی مین اور کچھ لشکر مین پڑتے تھے مگر آسیب کسی کو نہین پہنچتا تھا۔ سب امیر نقب لگانے مین اور کوچہ سلامت کے خم و پیچ کے درست کرنے مین اور حوالہ کے بلند کرنے مین اپنی قوت بازو سے اور بیلدارون کی مدد سے کوشش کرتے تھے خصوصاً محمد جعفر میر آتش جو پیش قدمی کا داعیہ سب سے بڑھکر رکھتا تھا اور سر پر بڑے بڑے پر لگاتا تھا اسکے ایک گستاخ دوست نے پوچھا کہ ایسے پرون کے لگانے مین کیا لطف ہے تو اسنے فدویت کے اظہار کے لیئے جواب دیا کہ یورش کے دن مین ان اپنے پرون سے اڑکر قلعہ مین جا پہنچونگا محاصرہ پر تھوڑے روز گذرے تھے کہ ہزار گز سے مورچال قلعہ کے کنارہ تک پہنچ گئے اہل قلعہ ان مورچلون پر اطراف حصار سے رات دن آگ کا مینہہ برساتے تھے۔ پادشاہی آدمی زخمی اور کشتہ ہوتے تھے مگر اپنے کام مین شکستہ خاطر نہ ہوتے تھے جل زینہ پر قبضہ کرنے کا تعہد جبرو پٹے کیا تھا اسنے نیچے سے چوب بندی شروع کی اور تختون کی پناہ مین آدمیون کو جا دیتا اور مرتبہ بمرتبہ اوپر چڑھتا جاتا تھا یہان تک راجہ نے نوبت پہنچا دی کہ ایک رات کو اسکے آدمیون نے دیوار برج مین کا واکیے اس جگہ کو لے لیا۔ لیکن اہل قلعہ نے اس قدر توپ تفنگ مارے اور بجادرمین آگ لگاکے پھینکین کہ انکے دھوئین اور گرمی نے وہان

ہم خان ان کے آدمی ... پادشاہی آدمیون کو ... خان ا

کشمیر نے نہین دیا پھر اپنی چوب بست کی پناہ مین چلے آئے۔ اس برج کے لینے مین کوئی نفع نہ تھا اس لئے پادشاہ نے راجہ کو اس ارادہ سے باز رکھا۔

فتح قلعہ بست کی ہوئی۔

پادشاہ کا حکم تھا کہ قندھار کے متعلق قلعے اول فتح کئے جائین کہ محصورون کے دل مین تزلزل پیدا ہو شاہزادہ نے رستم خان کو پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ قلعہ بست کی تسخیر کے لئے رخصت کیا۔ جب قلعہ کے نزدیک یہ لشکر آیا تو دونوطرف سے تردد نمایان ظہور مین آئے توپ تفنگ بہو کر آتشبازی ہوئے دس روز تک مہدی قلی قلعہ دار لڑتا رہا۔ مگر جب دروازہ کے برج کے سامنے توپ قلعہ کشائی چند گولے خانہ بر انداز لگائے تو قلعہ دار نے امان مانگی اور قلعہ کی کنجی لیکر رستم خان پاس آیا۔ رستم خان نے اُس پر بہت مہربانی کی اور قلعہ کے اموال و آذوقہ کے ضبط کے لئے اپنے آدمی بھیجدیئے۔ قلعہ گرسنگ مین مہدی قلی خان کا بیٹا قلعہ دار تھا رستم خان نے اسکے باپ سے اس مضمون کا نوشتہ لکھا کر بھجوایا کہ اب محصور ہو اور جنگ کرنے سے کچھ فائدہ نہین جیسا مین قلعہ حوالہ کرکے امن کے گنبد مین آگیا ہون ایسا تو بھی آجا۔ مگر اس نے ابتدا مین باپ کے کہنے کو نہ مانا اور چند روز لڑ کر قلعہ خالی کیا اور بھاگ گیا۔ رستم خان نے مہدی قلی کو مع اسباب و اشیا و اہل و عیال کے اپنے نواسہ محمد طاہر کے ساتھ شاہزادہ محمد اقبال پاس بھیجدیا ان قلعون کی فتح سے آخر کو کوئی فائدہ نہین ہوا۔

محاصرہ قندھار کا بیان۔

مہابت خان کے مورچال کے آدمی ایک رات غافل تھے اُس پر اہل قلعہ نے حملہ کیا اور اسکے تابینیون کو زخمی و کشتہ کیا مگر انکو پھر تین دفعہ عزت خان کے مورچال کے آدمیون نے خوب قتل کیا وہ بھاگ کر قلعہ مین چلے گئے۔

شاہزادہ کے حکم سے حکیم جعفر خان نے ایک دمدمہ بنایا جسکا طول ۷۰ گز عرض ۵۵ گز اور ارتفاع ۲۰ گز تھا ایک لاکھ روپیہ اسمین خرچ ہوا اور چالیس روز مین تیار ہوا اور اُس پر دس چھوٹی توپین لگائی گئین جنمین پانچ سیر سے کم کا گولہ نہین چھوٹتا تھا اور حصار مین انکے گولے مارنے شروع کئے۔ اور عزت خان کے مورچل کی بڑی توپین شیر حاجی اور قلعہ کی دیوار کو خاک کی برابر کرتی تھین خندق کا عمق سب جگہ برابر نہ تھا اسلئے مخالفون نے تین جگہ بند بنائے تھے کہ اگر پانی کم ہو تو کم عمق جائین

بے آب ہون۔ عبد اللہ بیگ نے دس روز مین ایک نقب کے سوراخ سے اس خندق کے پانی کو نکالنا
شروع کیا اور دوسرے بند کو جو خاک ریز کرکے بنایا تھا اسکا سر شکستہ کیا اور چار روز مین خندق کا
پانی بالکل خالی کردیا اور خندق کے کنارہ پر جو برج بنائے تھے انمین بندوقچیون کو بٹھادیا کہ مغلون کو
بند بنانے کی فرصت نہ دین اب پادشاہی آدمیون نے خندق مین آکر برج بنانے
اور مورچل بڑھانے شروع کئے جعفر خان نے ایک خاکریزہ ۳۰ گز چوڑا اور ۱۷ گز بلند
بنایا اور اسکے اوپر ایک برج بنایا جسمین مزدور اور بیلدار بجمعیت خاطر کام کرسکین فاضل جو
آب زد کا متکفل تھا اُس نے پانچہزار گز سے ایک نہر تین گز چوڑی اور سات گز گہری کھودی
اور خندق سے ۳۰ گز کے فاصلہ سے نقب کھودی۔ نقب نے بند ریختہ کے نیچے سے کہ آب زد
کے آگے تھا سر نکالا اور آب خندق کہ خضری دروازہ کی اسطرف تھا وہ بالکل نکل گیا۔
اہل قلعہ نے دامن خاکریز شیر حاجی مین ایک جر کھودا اور حصار اندر کے آبخانون سے اُس کو
لبریز کیا اور اسکو اپنے استظہار کا سرمایہ بنایا آخر رمضان مین مغلون نے نو کلان تو پین مچارون
مین لیجاکر دونو طرف قلعہ کے مارنے شروع کین جس سے مشرفات قلعہ اور دیوارون کا نصف
سے زیادہ حصہ اور شیر حاجی کی تین دیوارین زمین کی برابر ہوگئین۔ جب محاصرہ پر چار مہینے
گذر گئے تو شاہزادہ دارا شکوہ نے امرا کو طلب کرکے وعدہ وعید تہدید آمیز کرکے فرمایا۔
کہ مجھے اورنگ زیب نہ تصور کرنا کہ دو بار پائے حصار سے بغیر فتح کے چلا گیا جبتک تم قلعہ کو
تسخیر نہ کروگے تم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا کہ وہ اپنے زن و فرزند کی صورت دیکھے محمد جعفر
اپنے فدویت و عقیدت کے اظہار مین بشریت سے زیادہ ساعی تھا اُس نے التماس کیا
کہ قلعہ پر تصرف کرکے محصورین مین سے ایک نفس کو زندہ نہ چھوڑونگا ایسا نہ ہو کہ وہ جماعت
آپکے سامنے عاجزی کرے تو آپ رحم فرمائین اور جان بخشی کرین۔ پادشاہ نے فرمایا
کہ ہم پادشاہون کو دریائے رحمت کہتے ہین۔ جو ہماری طرف رجوع کرے اسپر ہماکو رحم
کرنا ضرور ہے ہر چند خندق و حصار کے نزدیک نقب و مورچالون کا کام پہنچ گیا تھا مگر غنیمون
کے پے در پے توپ زنی سے آدمی ضائع ہوتے تھے پادشاہی دمدمون اور توپون

محصورین بھی تلف ہوتے تھے۔ توپ ہوائی کے ایک گولے نے قلعہ کے باروت خانہ مین آگ لگائی
اس کارخانہ مین جتنے آدمی تھے وہ مع سقف خانہ اڑ گئے۔ غرض گو بادشاہی لشکر نے تین بار یورش
کی اور بڑی جدوجہد کی مگر آخر کار کوئی کارگر نہ ہوئی خافی خان لکھتا ہے کہ رشید خان
عرف محمد بدیع کہ اس مہم مین شہزادہ کی خدمت مین تھا بطریق وقائع کے روئداد محاصرہ
لکھتا تھا اور اسکو بادشاہزادہ پاس پہنچا کر انعام پاتا تھا اس تاریخ کا نام اسنے تاریخ قندہار
رکھا تھا اسمین بعض وقائع ایسے لکھے ہین کہ خامہ کو انکے بیان کی جرأت نہین ہے مگر اصلا اوسکا
ترک ذکر کرنا مورخان صداقت بیان کے طریقہ کے خلاف ہے کلمۂ چند لکھتا ہون کہتے ہین کہ
سلطان سلیمان شکوہ نے شجاعت پیشہ اطفال کے دستور کے موافق کھیل کے طور پر ریگ سے قلعہ
بنایا اسمین برج و بارہ قرار دیئے چوب سے توپین اس برج و حصار پر چنین ایک جماعت کو
بجای قزلباش کے اس جگہ محصور قرار دیا یورش کی اور دار و گیر کے صدا کے بلند کرنے اور تفنگ
چھوڑنے کے بعد خالی قلعہ کو فتح کیا اور شادیانے بجانے کا حکم دیا جب یہ حال بادشاہزادہ سے
عرض کیا گیا تو خود اسنے سلیمان شکوہ کو طلب کر کے زبانی مبارکباد دی اور خلعت عنایت
کیا سارے امراء نے آداب تہنیت کی تقدیم کی محمد جعفر نے ایک دن شاہزادہ سے عرض کیا
کہ چند روز سے آدمی کی آواز اور آثار تردد قلعہ سے ظاہر نہین ہوتے مردون کی گندہ بو
آتی ہے ظاہرا بسبب طاعون اور وبا کے قلعہ دار نے اور اکثر اسکے رفقاء اور سپاہ نے رحلت
کی اسکے بعد بہت غل مچا کے یورش کی پائے برج حصار کے نزدیک لشکر شاہی آگیا مگر قلعہ سے
ندا و صدا نہ آئی جب کمند لگا کے حصار پر بادشاہی سپاہی چڑھنے لگے تو یکبارگی توپخانہ
آلات آتشبازی کے ساتھ جوش مین آیا اور چند ہزار گولہ و سنگ لاو پرسے برسے اور پائے
حصار مین اس قدر سوار اور پیادہ کام مین آئے کہ چند روز تک وارث اپنے مردون کی
لاشون کے اٹھانے پر قادر نہ تھے راجپوت بہت تلاش کے بعد راتون کو اپنے مردون پر
لکڑیاں ڈال کر آگ لگا دیتے تھے۔

بادشاہزادہ کی اولاد بعض اسکے ہواخواہون کی یہ سادہ لوحی اسنے لکھی ہے کہ ایک روز

محمد جعفر دو دعوتی ریش سفید پشمینہ پوش بردا برد وش کو پادشاہزادہ پاس لایا اور عرض کیا کہ
یہ مراقبہ کرکے احوال عالم کی خبر دیتے ہین پادشاہزادہ نے دونو کو اعزاز تمام کے ساتھ اپنے
نزدیک بٹھایا طرح طرح کی خوشبوئین حاضر کین ان دونو غواص بحر معرفت نے مراقبہ مین سر جھکایا
ایک نے دیر کے بعد جیب تفکر سے سر نکالا اور کہا کہ مین سیر کرتا ہوا اصفاہان کی طرف گیا کہ
وہان شاہ ایران کے واقعہ کی واویلا مچ رہی تھی اس ضمن مین دوسری نے سر نکالا اور بولا کہ
اصفہان مین سیر ہی جانے کا اتفاق اُس حالت مین ہوا کہ شاہ عباس کو خاک مین سپرد کرتے تھے
ان دو صاحب حال کی زبان الہام بیان سے یہ مژدہ سُننے والون نے سُنا تو محمد جعفر او امرا
نے اس نوید کا شکریہ ادا کیا ایک اور عجیب بات اُس نے تحریر کی ہے کہ محمد جعفر ایک یاغی دان
صاحب کمال عمیل کو لایا اور پادشاہزادہ سے عرض کیا کہ یہ مرد تسخیر جن اور فن تکسیر مین قدرت
رکھتا ہے التماس کرتا ہے کہ اگر ایک لولی ایسی ایسی شکل و شمائل سے موصوف ہو اور کچھ شراب دو آتشہ
سہ سالہ اور بعض اور مصالح مطلوبہ عنایت فرمائین تو اس لولی کے بدن کے خون سے اور شراب سے
چند ہزار نقش لکھے جائین کہ بعض جن جو میرے محکوم ہین مع اپنے لشکرون کے تسخیر کے واسطے ان
انکو محصورون کے مغلوب و منکوب کرنے کے لئے مامور کرون لشکر یورش مین بہت کوشش کرے
جن بھی انکے ساتھ مدد مین مشغول ہونگے اور چالیس روز کے اندر قلعہ فتح ہو جائیگا شاہزادہ نے
مصالح مطلوبہ کے سرانجام دینے کے واسطے محمد جعفر کو مامور کیا اس خبر کے سُننے سے لولیان لشکر
روپوش ہوئین بڑی کوشش سے ایک لولی جو اسکی مرغوب و مطلوب تھی موجود کی للقضا
ایام موعود تک کہ پادشاہی بہادرون کے سرپنجہ کے زور سے قلعہ کے مفتوح ہونے کی امید
تھی سحر جن اپنے خلوتخانۂ خاص مین عیش کرتا رہا۔ جب ایام وعدہ بسر ہوگئے اور اُس نے جانا
کہ یورشون سے قلعہ فتح نہ ہوگا اور میری قلعی کھلجائیگی سرزنش و انفعال کے خیال سے لشکر سے
فرار ہوا اور راہی حصار مین قلعہ کے دروازہ کے نزدیک جا کر ان کا رومال پھرایا مامون ہو کر
قلعہ مین آیا اسکو قلعہ دار کے نزدیک لیگئے استفسار حال کے بعد خوراک مقرر ہوئی اس شکار
عمیل کی موت آگئی تھی وہ کبھی کبھی کنارہ برج و دیوار حصار پر آکر پادشاہی آدمیون سے

باتین کرتا تھا۔ قزلباش اسکے اوصاف سنکر پہلے سے اُس سے متوہم تھے اب اور زیادہ انکو وسوسہ
ہوا اسکو قلعہ کے اوپر سے نیچے پھینکدیا وہ اپنے اعمال کی سزا کو پہنچ گیا۔ مکرر محمد جعفر نے عرض کیا
کہ اس مغرور فرد امین قلعہ دار مع ہمراہیون کے بہادرون کے پنجۂ قہر مین گرفتار ہوگا حضور انکے
حال پر رحم نہ فرمائین انکو میری حوالہ کرین کہ مین انکو خوب سزا دون بادشاہ نے فرمایا کہ
ہم بادشاہ ہین ہمکو انتقام و مکافات اعمال مجرمان سے عفو جرائم مین زیادہ لذت آتی ہے۔
اب ہم شوال کو اواخر شب مین پانچوین دفعہ یورش مقرر فرمائی۔ نردبانین اور زینے تیار ہوئے اور
سارا مصالح یورش موجود کیا گیا ایک پہر رات باقی تھی کہ بہادرون اور جوانون نے جیسی
جد و جہد کرنی چاہیئے تھی کی اور ہمت کرکے قلعہ کے اوپر چڑھ گئے رستم خان و لشکر خان و ایرج خان
و محمد جعفر راجپوتون کی ایک جماعت کے ساتھ جان بازی کرکے تردد کے مصدر ہوئے دمدمون اوپر سے
اور پائین حصار سے بانون کے پھینکنے سے اور خانہ برانداز گولون کے مارنے سے ایک قیامت برپا
کر دی اور ہر طرف سے توپ و تفنگ و زنبورک کے کئی ہزار گولے بہادرون کی یورش کی کمک کے لیئے
اور محصورون کے سراسیمہ کرنے کے لیئے چھوڑے۔ پہلے ہر روز جو دیوارین گولون کی ضرب سے
گرتی تھین وہ رات کو محصورین پھر بنا لیتے تھے اس رات کو دیوارون کے اٹھانے کی بھی
فرصت نہ دی عبداللہ بیگ و محمد جعفر دونو بھائیون نے اس قدر سپاہیون کی ترغیب مین فریاد
کی کہ اونکی آواز ایسی پڑ گئی کہ گلے سے بات نہین نکلتی تھی صبح نے روی کار سے پردہ اوٹھا دیا
اور رات کی نسبت قلعہ کے اوپر سے گولہ توپ و تفنگ و ساچمہ و پارچہ آہن اور پل سیاہ ایسی
اور چادر روغن نفط زدہ و آتش گرفتہ اور چھوٹے بڑے پتھر اولون کی طرح سے آسمان سے برستی
تھے۔ سر اٹھانے کی فرصت نہ دیتے تھے۔ سادات بارہہ و مغلون و راجپوتون و افغانون کی
ایک جماعت کثیر تیر اجل کی ہدف بنی اور جو جماعت زخمی ہوئی افتان و خیزان اس راہ سے
کہ گئی تھی الٹی بہت جلد چلی آئی سوا مردم غیر مشہور کے بہت سے روشناس مثل خواجہ خان و
ضیاء الدین بخشی احدیان و محمد شریف عرب و تیمور بیگ و لعل بیگ و محمد حسین پسر میر یوسف و
محمد سعید کاشغری و دولت خان و راجہ مان سنگہ وغیرہ پچیس امرا اور راجپوت بانام شہید

کام مین آئے اور بہت احدی جان نثار ہوئے اور خندقون مین جہان سے نقبون کے سر نکلے
تھے آج کے دن جو مرد افتتاح کار کی امید مین بقصد پیکار اُنکے پاس گئے تھے وہ دریای غیرت
مین غرق ہوکر راہ عدم کے مرحلہ پیما ہوئے آج دو ہزار سے زیادہ آدمی فنا ہوئے شاہزادہ
کی غیرت فطری کی ترقی اور نگ زیب کے رشک و حسد سے زیادہ ہو گئی تھی اسلئے امراء کو
طلب کرکے ازروی اعراض فرمایا کہ ہمنے مکرر فرمایا کہ ہمکو بھائی اورنگ زیب سے نسبت زدو
مین قلعہ کی تسخیر بغیر بازگشت کا ارادہ نہ کرو نگا اُسکے جواب مین سپاہ اطاعت کرنے
کے لئے حاضر جواب ہوئے اور از سرنو نقب دوڑانے اور دمدمہ بنانے مین اور مورچال بڑھانے
مین مشغول ہوئے۔ ہر روز دونو طرف سے نامدار سردارون کا سر تن سے جدا ہوتا تھا مگر
پادشاہی آدمی بہت مارے جاتے عرب و عجم و ہند کے ہنرمندون نے تختون و چوبون کو
رسّون سے جوڑا اور انپر بیٹھے اور زیر کوہ جوف مین چلے گئے کہ گولون سے پناہ مین رہین جب
محصورون کو اطلاع ہوئی تو خیکون (مشکون) مین روغن نفط پُر کیا اور ان تختون
کی برابر اور محاذی لائے پھر ان خیکون مین تیر لگا کے ایسے سوراخ کئے کہ روغن کی . . .
دھارین اُن چوبون پر پاشیدہ ہوئین لحافون و پُرانے کپڑون کو چرب کرکے اور
آگ لگا کے لمبی لمبی چوبون کے سرون پر باندھکے ان تختون اور چوبون پر پہنچایا
اور تختون کو مع رسیون کے بلکہ ایکو بیچ جلایا کنارِ خندق سے نقبون کو کھود کر دمدمہ
کے نیچے تک پہنچایا اور دمدمہ کی مٹی کو ایسا چرایا کہ مخالفون کے خبردار ہونے تک وہ دمدمہ
چاہ کی صورت مین مبتدل ہوگیا تاریخ ایران مین لکھا ہے کہ ایام محاصرہ مین سہراب خان نے
کبھی قلعہ کے دروازہ کو بند نہین کیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ محاصرہ کی مدت پر پانچ مہینے سے زیادہ گذر گئے۔ ستائیس ہزار گولے
قلعہ پر مارے گئے وہ ختم ہوئے مصالح سرب و باروت آخر ہوئی صحرا مین علف اور
لشکر مین آذوقہ باقی نہین رہا جب اسباب یورش مہیا نہ رہا لشکر کو آذوقہ کی تنگی ہوئی
جسکا کچھ علاج نہ تھا۔ دس پندرہ کروہ تک کسی جگہ ہیمہ و کاہ نہ رہا ہر دفعہ جب لشکر

کھوین جاتا تو اطراف کی طول و عرض مین دس بیس کروہ مسافت مین طی کرتا تو ہزار جگہ سے دواب کی ایک روز کی خوراک ہاتھ لگتی ہر روز ایک جنگ محاصرہ تھی دوسری یہ جنگ بھی تھی - اس آمد و شد مین تخریب لشکر اور تضیع اوقات ہوئی اور لوازم محاصرہ و سرانجام اسباب تسخیر حصار کے وقت پر وفا نہ کرتا تھا سب سے زیادہ بُرائی یہ تھی کہ آپس مین نفاق تھا اس عدم اتفاق سے مطلب نہین حاصل ہوتا تھا کل امرا اور سردارون کی کدورت باطنی سے رفتہ رفتہ انمین اتحاد جاتا رہا جس سے مطلوب کا نہ حاصل ہونا ظاہر ہو گیا سو اسکے برف کے برسنے سے زمین یخ بستہ تختہ بن گئی - بہت آدمی اور چارپائے مر گئے -
جب بادشاہ کو ان سب باتون پر اطلاع ہوئی تو اُسنے ان سب وجوہ پر نظر کرکے دستخط خاص سے فرمان صادر کیا کہ قلعہ سے چلے آئین اسلئے رستم خان نے قلعہ بست کو جو اسکے تصرف مین تھا ڈھا کر خاک کی برابر کیا اور وہان کے ماکولات کو آدمیون مین تقسیم کیا مصالح توپخانہ کو اپنے ساتھ لیا اور آخر ذیقعدہ مین بادشاہ ہزارہ نے پائے حصار سے کوچ کیا قزلباشون کے تعاقب کا اور افغانون کی شوخی کا خوف تھا توپخانہ اور بہیر کے فضول آدمی . . . . عزت خان کے ساتھ آگے غزنین روانہ کئے خود چند مقام کئی کوچ کے بعد ہر منزل مین قزلباشون کی اور اس نواح کے اور مفسد فتنہ شوخیون سبب لشکر کے عقب کے اور اطراف کے آدمیون کو مضرت پہنچتی تھی اس طرح ملتان مین پہنچا یہان چند روز آرام کیا اور ۱۱ محرم سنہ ۱۰۶۲ع کو دار السلطنت لاہور مین داخل ہوا -

بادشاہ کا اکبرآباد جانا مسجد کے دیکھنے کو لیے جانا -

بادشاہ اکبرآباد مین جامع مسجد دیکھنے گیا یہ مسجد قلعہ کے اندر سر تا پا سنگ مرمر کی تین لاکھ روپیہ مین سات سال کے عرصہ مین آخر سال بست و ششم جلوس مین بن کر تیار ہوئی - اسکے تین گنبد ہین ہر ایک کا قطر نو ذراع اور رہین قطار رواق مین انیس چھتری ہین جنپر برج ہین ہر ایک پر مثمن گنبد ہی جسکا قطر چار ذراع - مسجد کا طول ۶۵ ذراع اور عرض ۱۷ ذراع اور ارتفاع کرسی سنگ مرمر کے فرش سے

ایک وضو اسکے شمال اور جنوب مین دو طبقی خانہ ہین ہر ایک کا طول ۱۷۰ و عرض ۳ ½ ذرعہ اسکی پیشانی پر کتابہ سنگ سیاہ سے پر چین کاری کی گئی ہے۔ اسکا صحن سطح زمین سے ۱۱ گز اونچا ہے اور بالکل سنگ مرمر کا ہے اس کے وسط مین ایک حوض ۵ در ۵ ہے + دو گز عمیق ہے اس صحن کے اضلاع سہ گانہ ہین ایوان سنگ مرمر کے ہین اس عمارت کے نیچے باہر کیطرف دو طبقے سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہین ایوانون کی کرسی صحن مسجد سے ۲ ½ گز ہے۔ شمال اور جنوب مین دو دروازے ہین ہر ایک مربع چار در چار چھت گنبدی ہے جسکا کاسہ سنگ مرمر کا ہے اور ہر ایک کے اوپر تہ چہار ترکی سنگ مرمر کے ہین جنپر سونے کے کلس لگے ہوئے ہین۔ مشرق مین ایک دروازہ سنگ مرمر کا شش گز در شش گز ہے۔ نشیمن کے دو طبقے ہین اور ہر دروازہ کے دو ایوان ہین۔

سموگڑھ کے شکارگاہ کی عمارات کہنہ ہو گئی تھین بادشاہ نے عماد پور مین دریا کے کنارہ پر عمارات جدید اسی ہزار روپیہ خرچ کرکے بنوائین۔

سال بست و ہشتم جلوس سنہ ۱۰۶۴ ہجری و ۱۶۵۴ع

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۴ کو جشن سال بست و ہشتم ہوا اس تاریخ مین ذوالفقار خان سفیر روم کو جسکو سلطان محمد خان قیصر روم نے بھیجا تھا سرکار بادشاہی سے تیس ہزار روپیہ نقد و اسپ کی مع ساز طلا و خلعت اور سرکار شاہزادہ بلند اقبال سے بیس ہزار روپیہ نقد دو اسپ با زین نقرہ اور سرکار شاہزادہ سلیمان شکوہ سے پانچہزار روپیہ اور سرکار بیگم صاحب سے پندرہ ہزار روپیہ نقد و خلعت فاخرہ انعام ملا اس سفیر کو ابتدا ملازمت سے تا روز رخصت دو لاکھ چھہتر ہزار روپئے اسطرح مرحمت ہوئے کہ ایک لاکھ اسی ہزار سرکار خاصہ سے اور نوے ہزار شاہزادون اور امرا کی سرکارون سے بادشاہ نے سفیر کو ڈھائی لاکھ روپیہ کی سوغات قیصر روم کے لئے دیکر رخصت کیا اور اپنا ایلچی قائم بیگ اسکے ہمراہ کیا یہ سنا تھا کہ استنبول مین وبا ہے اسکے رفع کرنے کے لئے بادشاہ نے ایک زہر مہرہ بھیجا۔

پادشاہ کا اجمیر جانا اور رانا کی تنبیہ کے لئے سعد اللہ خان کا بھیجنا

پادشاہ زیارت کے لئے ۲۲ ذی حجہ ۱۰۶۴ھ کو اجمیر روانہ ہوا ۲۵ کو زیارت سے مشرف ہوا ۱۴ محرم ۱۰۶۵ھ کو دار الخلافہ مین واپس آیا جس وقت پادشاہ اجمیر جاتا تھا اُسنے سُنا کہ حضرت جنت مکانی کے زمانہ مین رانا کو جو منع کیا گیا تھا کہ نہ وہ اور نہ اسکی اولاد قلعہ چتوڑ کی شکستہ ریختہ کی مرمت کرین ان دنون مین رانا جگت سنگھ نے جرأت کرکے جہانگیر کے قول پر لحاظ نہین کیا۔ ابدال بیگ کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ کو دیکھ کر آئے اُس نے جا کر دیکھا اور آنکر عرض کیا کہ غرب کی طرف جو ہفت گانہ دروازے تھے کہ پایان قلعہ سے مرتبہ بمرتبہ بنائے گئے تھے اور وہ مرور ایام کے سبب سے پاشیدہ ہوگئے تھے اور جا بجا سے ریختہ تھے انمین سے بعض کو رانا نے از سر نو نہایت متانت کے ساتھ بنایا ہے اور بعض کی مرمت کی ہے اور بعض مقام مین کہ جہان سے برآمد ہونا مشکل تھا ایک مضبوط دیوار کوہ کی بلندی و پستی پر نظر کرکے ۴ گز سے ۱۶ گز تک اونچی اور ساڑھے تین گز کی عرض کی بنائی ہے اور ایک برج (بالا برج جو اکبر کے عہد مین مسمار ہوا تھا) نہایت مضبوط جسکا قطر ۶۵ اور ارتفاع ۳۰ گز ہے بنایا بالضرورۃ پادشاہ نے حکم فرمایا کہ سعد اللہ خان تیس ہزار سپاہ ساتھ لیکر وہان جائے اور قلعہ کو منہدم کرے اور اگر رانا خواب غفلت سے بیدار اور مستی سے ہوش مین نہ آئے اور اطاعت نہ کرے تو اسکی مملکت کو غارت کرے جب لشکر شاہی تعین ہوا تو رانا نے خوف و ہراس سے تملق و چاپلوسی کرکے شاہزادہ بلند اقبال کے پاس اپنے وکیلون کی معرفت پیغام بھیجے۔ شاہزادہ بلند اقبال کی شفاعت سے پادشاہ نے حکم دیا کہ اگر رانا اپنے صاحب ٹیکہ بیٹے کو درگاہ والا مین بھیجدے اور آئین پیشین کے موافق ہزار سوار اُسکے ملازم جنکا سردار کوئی اسکے اقارب مین سے ہو دکن مین حاضر رکھے تو اُسکا قصور معاف ہو جائیگا اور نہین تو لشکر اسکی سرزمین مین جا کر تمام راجپوتون کے خانمان کو ویران کریگا رانا نے جواب مین لکھا کہ قلعہ چتوڑ اور تمام مملکت بندہ کی سرکار کے ملازمون کی ہے اگر شیخ عبد الکریم دیوان سرکار عالی کو استمالت کے لئے سرافرازی فرمائین تو مین اپنے بیٹے کو اسکی ہمراہ بھیجدون اور ہزار سوار بدستور سابق دکن مین روانہ کرون فرمان شاہی سعد اللہ خان کے نام صادر ہوا کہ رانا نے مراسم بندگی و لوازم فروتنی اختیار کین اور اپنے آدمیون کو بھیجکر عہد نامہ

التماس کی اور درخواست امان مانگی تو تمکو چاہیے کہ فقط قلعہ کو خراب کیکے دربار مین چلے آؤ۔ خان مذکور نے فرمان کے موافق عمل کیا کہ قلعہ کی در و دیوار و برج و بارہ چودہ روز مین ڈھا کر اور خاک کی برابر کرکے بادشاہ پاس چلا آیا۔ رانا نے عبدالکریم کے ہمراہ اپنے بیٹے کو بھیجدیا جس کی عمر چھہ سال کی تھی۔ بادشاہ نے اس پسر خردسال کو اپنے پایۂ تخت کے نزدیک بلایا۔ باپ نے ابتک اسکا نام نہین رکھا تھا۔ بادشاہ نے خود اسکا نام سبھاگ سنگہ رکھا اور اسکو وطن کو رخصت کیا رانا جگت سنگہ نے ہزار سوار سرداری سنگت سنگہ کے دکن روانہ کردیے۔

دسوین ربیع الاول سنہ کو جشن قمری ہوا۔ شاہزادہ محمد داراشکوہ کو اول خلعت خاصہ قیمتی دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ کا عنایت کیا اور ایک سرپند دیا جسمین ایک لعل درخشان بدخشانی اور دو دانہ مروارید گران بہا قیمتی ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ کے تھے خلعت کی کل قیمت چار لاکھ بیس ہزار روپیہ کی ہوئی تیس لاکھ روپیہ نقد دیا اور خطاب شاہ بلند اقبال کا عطا کیا یہ خطاب شاہ کا صرف شاہجہان کو جہانگیر نے دیا تھا اور کسی بادشاہ نے کسی بیٹے کو نہین دیا اور اورنگ خلافت کے قریب صندلی طلائی پر بیٹھنے کی اجازت ملی

سوانح سال بست نہم ۱۰۶۵ ہجری و سال کسی ام ۱۶۵۵ و ۵۶ عیسوی

غرہ جمادی الثانیہ سنہ کو جشن سال بست نہم حسب معمول ہوا۔

بادشاہ عید الضحیٰ کی نماز پڑھنے عیدگاہ مین گیا۔ یہ عیدگاہ شہر شاہجہان آباد کے حصار کے باہر بادشاہ نے بنوائی تھی اسکا طول ۶۲ گز اور عرض ۱۸ ½ گز اور زمین سے ارتفاع ۱۲ گز تھا اسکی پوشش سنگ سرخ کے تختون سے تھی مشتمل سات چشمون پر تھی اور اندر کا فرش و ازارہ اور اسکے باہر چبوترہ جسکا طول ۹۱ ذراع اور عرض ۴۵ ذراع تھا یہ سب سنگ سرخ کے بنے تھے اور اسکے گرد ایک محجر سنگ سرخ کا نصب تھا اور چبوترہ کے آگے ایک وسیع صحن جو عرض و طول مین دو سو ذراع تھا اور اسکے وسط مین ایک حوض ۱۸×۱۸ گز تھا اور اسکے دورمین سایہ دار اشجار تھے اسکے گرد چار دیواری تھی جسکے تین دروازے تھے اور چار برج ہر برج کا قطر پانچ ذراع شرقی دروازہ کے آگے جلوخانہ ۲۰۰×۲۴۰ اسکے آگے دو رستہ بازار شہر کی دیوار حصار تک

شاہزادہ بلند اقبال دارا شکوہ کو لقب شاہ بلند اقبال کا ملنا — عیدگاہ شاہجہان آباد

کمال خوبی سی آراستہ تھا ڈیڑھ سال مین پچاس ہزار روپیہ مین تعمیر ہوئی اور آخر ذی قعدہ سنہ ۱۰۶۰ مین تمام ہوئی—

سال گزشتہ مین بادشاہ نے اس سبب کہ سری نگر کا راجہ بادشاہ کی اطاعت نہین کرتا تھا خلیل خان کو آٹھ ہزار سوار دیکر روانہ کیا تھا کہ راجہ کی تنبیہ کرے اور دون پر قبضہ کرے—

جب خان لشکر شاہی کو لیکر چلا تو زمیندار سرمور جو پہلے کبھی بادشاہ کی اطاعت نہین کرتا تھا اس لشکر شاہی سے آکر مل گیا۔ بادشاہ نے اسکو راجہ سبھاگ پرکاش کا خطاب عنایت کیا۔

سرمور ایک کوہستانی خطہ ۳۰ کوس طول مین اور ۲۵ کوس عرض مین شاہجہان آباد کے شمال مین ہی اور وہان بادشاہی برف خانے بنے ہوئے ہین اسفندار سے مہر تک (فروری سی ستمبر تک) دار الخلافہ مین برف آتی ہے جب بادشاہ یہان ہوتا ہے۔ دھرم پور تک کہار برف کے ڈلون کو لے جاتے ہین دھرم پور جمنا کے کنارہ پر ۱۲ کوس پر ایک مقام ہی مگر سڑک نہایت ہی خراب ہے یہان برف صندوقون مین بند ہوتی ہی اور کشتیون مین دریا پور مین بھیجی جاتی جو خضر آباد کے پرگنہ مین ہی اور وہ بھی دھرم پور سے سولہ کوس پر ہے پھر یہان سے کشتیون مین تین دن رات مین دار الخلافہ مین برف پہنچ جاتی ہے—

خلیل خان اور راجہ مذکور اور بعض اور زمیندار اس نواح کے دون پہنچے سری نگر کے حوالی مین دون ایک قطعہ سرزمین ہی جو ۲۰ کوس طول مین اور پانچ کوس عرض مین ہی اس کے ایک سرے پر جمنا اور دوسرے سرے پر گنگا ہے اس مین بہت سے سرسبز و شاداب قصبے و قریے ہین خان نے کالی گڑھ کے قریب ایک ہفتہ مین گڑھ بنایا اور ایک منصبدار کو دو سو بندوقچیون کے ساتھ اسکا محافظ مقرر کیا اور باقی ہمراہیون کے ساتھ وہ آگے بڑھا وہ بہادر خان پور مین آیا یہ ایک مقام دون مین گنگا جمنا کے درمیان ہی۔ یہان کی اور اسکے نواح کی رعایا دکشتاور پہاڑون اور جنگلون اور تنگناؤن مین بھاگ گئے خان نے لشکر کو سب طرح بھیجکر ان نافرمانون کی خوب تنبیہ و گوشمالی کی۔ کچھ انمین سی مارے گئے۔ بہت سی اسیر ہوئے باقی نے اطاعت اختیار کی لشکر شاہی کو بے شمار مویشی ہاتھ لگے یہان بھی انہنے ایک مستحکم گڑھی بنائی اور اس کی

حفاظت منصبداروں میں سے ایک معتمد کو سپرد کی اور پانچسو بندوقچی اُس کے سپرد کیے جسکے سبب سے مسافروں
کے لیے راہ بےخوف و خطر کھل گئی خلیل خان یہاں سے آگے بسنت پور میں آیا وہ بھی دون سے
تعلق رکھتا تھا اور کمرکوہ میں قیام کیا اُس نے قصبہ کو کے محاذی ایک اور گڈھی بنائی ایک
منصبدار کو دو سو پچاس بندوقچی دیکر اسکی حفاظت سپرد کی یہاں سے وہ رہج پور میں گیا جہاں
رودبار اور چشمے اور پھول اور سبزہ زار بہت تھے یہاں اُس نے ایک پشتہ پر قلعہ بنایا جس کا محیط
ایک ہزار گز تھا اور بلندی ۵ گز تھی اس جگہ پہلے بھی قلعہ تھا جسکے کچھ کھنڈر اب تک موجود
تھے یہاں بھی ایک منصب دار کو دو سو پچاس بندوقچیوں کے ساتھ محافظ قلعہ مقرر کیا
گنگا کے کنارہ پر خلیل خان آیا اور دریا سے عبور کرکے کوہستان میں گیا اور ایک فوج
شاہی اُس نے تھانہ چاندی پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کی وہ سری نگر سے متعلق تھی
مگر دون کالی گڈھ سے باہر تھی اسی اثنا میں خلیل خان بہادر چند زمیندار کمایوں بھی
آن ملا جب بادشاہ کو خلیل خان کی عرضداشت سے یہ سارے حالات معلوم ہوئے تو
اُس نے اسکے لیے خلعت مرصع جواہر بھیجا اب ان اضلاع کوہستان میں مہم سازی کا موسم
نہیں رہا تھا اور برسات قریب تھی اور دون پر قبضہ ہوگیا تھا تو بادشاہ نے خلیل خان
پاس حکم بھیجا کہ بالفعل کوہستان میں مہم کا کام ختم کیا جاوے اور چتر بھوج کو دون
اور بانگر داس زمیندار سپرد وار کو تھانہ چاندی حوالہ کرکے ہمارے پاس چلے آؤ خلیل خان نے
حکم کی تعمیل کی۔

میر محمد سعید اردستانی اصفہان کی سادات سے تھا ایک الماس فروش تاجر نے اُس کو
ملازم رکھا اور گولکنڈہ میں لایا اور مرنے کے بعد اسکو اپنا مال اسباب دے گیا اس
نوجوان نے اپنی حُسن لیاقت سے بحری تجارت میں بڑی دولت کمائی اور اشیا بیچی
تمام پادشاہی درباروں میں جانے لگا سلطان عبداللہ قطب شاہ والی گولکنڈہ نے
اسکی لیاقت اور دولت کے سبب سے اپنا وزیر مقرر کیا اور میر جملہ کا خطاب دیا
(یہ لقب اس ریاست میں وزیر کا ہوتا ہے) امور مملکت کا مدار اسی کی رائے پر تھا

اُس نے کرناٹک مین سے ایک ولایت جسکا ایک سو پچاس اور عرض بیس کوس تھا۔ اور محاصل
چالیس لاکھ روپیہ اور الماس کی کانین تھین نہایت استوار قلعے مثل گنجی کوٹ وسدھوٹ وغیرہ
کے تھے اپنی شہامت وکاردانی کے سبب سے فتح کرلیے۔ اب تک اسلاف قطب الملک مین سے
کسی کو اس ملک پر قابض ہونا میسر نہین ہوا تھا غرض وہ سابق ثروت ولاحق مکنت وسامان
وسرانجام سے اس اعلیٰ درجہ پر پہنچا کہ پانچہزار سوار نوکر اپنی ذات سے رکھتا تھا اقران و
امثال پر اسکو تفوق ہوا اس سبب سے ایک جماعت اس سے مخالف ہوئی اس نے عناد وبداندیشی
کے سبب سے دولتخواہی کے پردہ مین ایسی نکمی باتین قطب الملک کے ذہن نشین کردین کہ وہ
اسکی جانب سے متوہم ومنحرف ہوگیا اسکا بیٹا محمد امین قطب الملک کی حضور مین رہتا تھا
وہ جوانی و دولت کے سبب سے رعونت کرتا تھا اسکے باپ کو جو فتوح نصیب ہوئے مین اُن سے وہ
نخوت مین بدمست ہوا اور اپنی حد سے باہر قدم بڑھایا ایکدن بدمست دربار مین
آیا اور مسند شاہی پر سوگیا اور استفراغ کیا۔ قطب الملک کو اسسے سرگرانی ہوئی اور بے التفاتی
ظہور مین آئی میر جملہ کو ایسی فتح عظیم کی عوض مین بہت توقعین تھین مگر اسکے برخلاف نتائج
ظہور مین آنے لگے تو اُس نے شاہزادہ محمد اورنگ زیب سے جو دکن مین صاحب صوبہ ہوکر انتظام
کررہا تھا توسل ڈھونڈا اور التماس کی کہ آپ مجھے بلالین شاہزادہ نے بادشاہ سے اس کی
درخواست کی اسکی استدعا کے موافق بادشاہ نے منشور بھیجا کہ میر جملہ کو منصب پنجہزاری
ذات وسوار اور اسکے بیٹے محمد امین کو منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار مرحمت ہوا۔ اور
قاضی محمد عارف کشمیری کے ہاتھ قطب الملک پاس فرمان بھیجا کہ وہ اسکے اور اسکے متعلقین کے
بھیجنے مین کچھ تعرض نہ کرے۔ قطب شاہ نے اس خبر کے سنتے ہی محمد امین کو مع اسکے ہمنشینو
کے مقید کیا اور اسکا سارا مال اسباب جامت و ناطق ضبط کیا۔ اور قلعہ گلکنڈہ مین بھیجدیا
بادشاہ نے قطب الملک کے نام فرمان بھیجا کہ جب میر جملہ نے ہمارا دامن دولت پکڑا تو
اوسکے بیٹے کو قید کرنا قانون ادب و قاعدہ معاملہ سے نہایت بدنما اور بعید ہے تمکو چاہیے
کہ فرمان کے پہنچتے ہی اوسکے بیٹے اور متعلقون کو حضور مین روانہ کرو اور جو مال و اہل

ضبط کیا ہے سب کو واپس کردو ورنہ بہت مفاسد کلیہ ان مراتب پر ایسے مرتب ہونگے
کہ آخر کار وہ تمہاری کل ولایت کے جزئیات مین سرایت کرینگے اور اس تمہاری ناحمی اور
بے ادبی سے تمہارے سلسلہ کی تخریب ہوگی۔ سوا ندامت کے تمکو کچھ اور نہین حاصل ہوگا۔
عنایت خان نے اپنی شاہجہان نامہ مین اسطرح لکھا ہے کہ جب مخبرون کی معرفت شاہزادہ
اورنگزیب کو یہ خبر گئی کہ میر محمد امین کو مع اسکے متعلقین کے قطب الملک نے قید کرکے
گولکنڈہ بھیجدیا اور اسکا کل مال و اسباب ضبط کیا تو اُسنے ایک مخفی خط قطب الملک کو بھیجا
کہ وہ کل قیدیون کو چھوڑدے اور کل مال منضبطہ واپس دیدے اور شاہجہان کو عرضداشت
مین یہ سارا حال لکھکر یہ التماس کی کہ اگر قطب الملک قیدیون کے چھوڑانے سے انکار کرے تو
مجھے اجازت ملے کہ مین قیدیون کے چھڑانے مین کوشش کرون اس بات مین مسامحہ و مساہلہ
جائز نہین ہے جسکے سبب سے دکن کے اور دولتمندون کو جرائت ہو اس سبب سے بادشاہ
نے قطب الملک اور اورنگزیب کے نام فرامین مذکور جاری کئے۔ بادشاہ نے شائستہ خان
ناظم مالوہ اور بعض اور ناظمون کے نام حکم جاری کئے کہ شاہزادہ کے پاس جلد جائین اب
قطب الملک محمد امین کے قید کرنے اور رہا کرنے مین متامل ہوا۔ محمد اورنگزیب نے دہم ربیع الاول
سال گزشتہ کو اس طرف اپنے بیٹے سلطان محمد کو بہت سپاہ کے ساتھ رخصت کیا۔ اور
سوم ربیع الاول کو وہ خود روانہ ہوا جب سلطان ملک محمد نے ملک مین تاخت و
تاراج شروع کی اور قطب الملک کو تنگ کیا تو وہ بیدار ہوا اس نے ایک عرضداشت
عزیز بیگ گرز بردار کے ہاتھ بھیجی اور اپنی تقصیرات کا عذر اور متابعت کا
اظہار کیا اور محمد امین کو مع اسکی والدہ کے روانہ کیا مگر انکا مال و اسباب واپس نہ کیا حیدرآباد جو
سے بارہ کروہ پر یہ دونو شاہزادہ سلطان محمد کی خدمت مین آئی حیدرآباد گلکنڈہ سے تین
کروہ پر محمد قلی قطب الملک نے آباد کیا تھا اسمین سلطان محمد آیا تو قطب الملک کو اسکے آنے
کی خبر کو سنکر بیقرار ہوا اپنی فرزندون کو گلکنڈہ بھیجا وہان اسکا اندوختہ تھا خود بھی بستم
ربیع الاول کو حیدرآباد سے بھاگ کر قلعہ مذکور مین گیا یہان جواہر و مرصع آلات

وطلا آلات ونقرہ آلات وزر نقد پہلے بھیج چکا تھا اب باقی جو کچھ رہا تھا اُسکو اپنے
ساتھ لیا اور جن اشیا مثل تھالی و چینی آلات وغیرہ کے اُٹھانے کی فرصت نہ ملی انکو
اپنی حویلی میں چھوڑا اور پانچ چھ ہزار سوار اور بارہ ہزار تفنگچی لڑائی کے لئے مقرر کئے اور انکے
سردار موسی خان محلدار و توپچی بیگ مظفر لودھی و میر ابراہیم بنائے۔ دوسرے روز
سلطان محمد نے حسین ساگر کے کنارہ پر حیدرآباد کے نزدیک لشکرگاہ بنایا سلطان محمد کی خدمت
میں محمد ناصر فرستادہ قطب الملک نے جواہرات و مرصع آلات سے بھرا ہوا صندوقچہ نذر گزرانا
اسی حال میں قطب الملک کی فوج نمودار ہوئی اُس نے شوخی شروع کی سلطان محمد نے اس خبر
سُنتے ہی بھیجا یا اُس پر حملہ کیا حملہ اول ہی میں انکو دیوار بند شہر تک بھگا دیا اور ایک جمع
کثیر کو مقتول اور مجروح کیا محمد ناصر کو قید کیا دوسرے روز شہر کو اپنے تصرف میں لایا اُس
اندیشہ سے کہ اس ہجوم عام میں مبادا غارتگر لوٹنا شروع کریں اور قطب الملک کا مال
اور وہاں کے باشندوں کے اموال لٹ جائیں اور وہاں کی عمارات کہ سراسر چوب کی ہوتی
ہیں اور انمیں آگ جلد اثر کرتی ہے آگ نہ لگ جائے۔ ہادی داؤد خان و محمد امین پسر میر جملہ و
محمد طاہر و محمد بیگ میر آتشی کو متعین کیا کہ عمارات کو آگ سے اور شہر کو لوٹیروں کی دست اندازی
سے بچائیں۔ قطب الملک کے مال کو حویلی میں دیکھ بھالکر مقفل کریں اس لئے اس شہر میں آگ لگنے کا بڑا
خوف تھا اسلئے کہ چند سال پہلے ایک رات کو محمد قلی قطب الملک کے گھر میں شمع کی لو سے
ایک ایوان میں آگ لگی وہ فوراً چھت میں جا پہنچی اور ایسی پھیلی کہ عمارات مذکور کو اور اطراف
کے گھروں کو خاکستر کیا اور ایک مہینے تک مشتعل رہی اسکے بجھانے میں جتنی کوشش کیجاتی تھی
اتنی ہی اور زیادہ بھڑکتی تھی۔ اسی تاریخ قطب الملک کی جانب سے سلطان محمد کی خدمت
میں حکیم نظام الدین آیا اور جواہر و مرصع آلات کا صندوقچہ اور دو زنجیر فیل با ساز طلا و
نقرہ و چار اسپ با زین طلا یا اور نذر دئے۔ قطب الملک میر جملہ کے اموال کے ارسال
میں کوتاہی کرتا تھا اسلئے یہ مقرر ہوا کہ جبتک وہ مال بھیجے حکیم نظام الدین قید میں رہے
قطب الملک نے میر جملہ کے اسباب میں سے گیارہ ہاتھی اور ساٹھ گھوڑے اور کچھ اور اشیا

بھیجین اگرچہ قطب الملک ظاہر مین طریقہ مدارا کا مسلوک رکھتا تھا اور بوقت اطاعت ظاہر
کرتا تھا لیکن اپنی مصلحت کے لئے ہمیشہ قلعہ کے استحکام اور اسباب رزم کے تہیہ مین کوشش
کرتا تھا اور متواتر نوشتجات عادل خان والی بیجاپور کو کومک کی طلب مین بھیجتا تھا
شاہزادہ اورنگ زیب یہ حالات دیکھ کر سولہ روز مین حیدرآباد مین آیا اور ہاتھی
پر سوار ہو کر دور قلعہ کے دیکھنے کو گیا جو حیدرآباد سے تین کروہ جریبی تھا۔ اس اثناء
مین اسکی برابر آنکر ہزار سوارون اور بارہ ہزار پیادون نے صف آرا ہو کر اُسپر بان و
تفنگ چلانے شروع کئے اور قلعہ نشینون نے بھی توپ و تفنگ چلائی۔ ہنگامہ مقاتلہ و مجادلہ
گرم ہوا لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی شاہزادہ نے اپنے کیمپ مین آن کر لشکر کو
قلعہ کے محاصرہ کے لئے جابجا تعین کیا اور انکے مورچال مقرر کئے ہر مورچال سے بہادرون
نے اہل قلعہ کو تنگ کیا ۲۲ کو قطب الملک نے چار صندوقچے جواہر و مرصع آلات کے اور
تین فیل باساز نقرہ و پنج اسپ باساز طلا میر فصیح کے ہاتھ بھیجا اور عرض کیا کہ مین
اپنی والدہ کو مع پیشکش و استعفاء جرائم کے لئے بھیجتا ہون اس سبب کہ وہ کئی دفعہ جناب کا
مرتکب ہوا تھا اور نافرمانی کر چکا تھا میر مذکور کو دربار مین نہ بلایا اور اشیاء کے لینے
مین درنگ کیا مگر مورچلون کے آدمیونکو منع کر دیا کہ توپین قلعہ پر نہ مارین ایک
مجمع کثیر سمت شمالی سے بسرداری جبار بیگ نمودار ہوئی اور اس نے اپنی ہمیشہ
معہودہ کے موافق بر گی گری شروع کی جس سے پادشاہی لشکر کو تشویش ہوئی
دو روز اُن سے شاہزادہ لڑا اور پھر روز انکو شکست دی اور آدمی مجروح و
مقتول و اسیر کئے۔ پادشاہی لشکر کے آدمی بھی مارے گئے شیخ منیر و محمود بیگ
میر آتش زخمی ہوئے۔ نہم جمادی الثانی کو سلطان محمد پاس پادشاہ کی
طرف سے منشور ہفت ہزاری و دو ہزار سوار کا اور دوسرا فرمان قطب الملک کی
عرضداشت کے جواب مین آیا۔ پادشاہی لشکر نے دمدمے اور سرکوبے و مورچال
ایسے بنائے تھے کہ ناچار قطب الملک کو پناہ مانگنی پڑی میر احمد و میر فصیح کو بھیج

اورنگ زیب کا قلعہ میں آنا —

پیش کش کے ساتھ بھیجا اور تقصیر کی فروگذاشت کی اور لشکر کے باز داشت کی درخواست کی بعد بہت سی رد و بدل وگفتگو کے ان شرائط پر صلح ہو گئی کہ سنوات گذشتہ کی پیش کش کی بابت ایک کروڑ روپیہ دے اور اپنی بیٹی کا نکاح سلطان محمد سے کرے میر جملہ کا باقی اسباب واپس کرے۔

خافی خان اس واقعہ کو یوں لکھتا ہے کہ جب قطب شاہ نے باوجود پیہم فرامین اور نشان پہنچنے کے اطاعت نہ کی اور مقیدوں کو نہ چھوڑا تو اورنگ زیب نے اوائل ربیع الاول ۲۹ سنہ جلوس کو سلطان محمد کو بہت سے لشکر کے ساتھ روانہ فرمایا ایک روایت یہ ہے کہ اورنگ زیب نے یہ شہرت دی کہ شجاع کی بیٹی سے محمد سلطان شادی کرنے بنگالہ جاتا ہے اور میں خود شکار کو جاتا ہوں اور وہ قندھار کی طرف چلا جب ولایت گلکندہ میں سلطان محمد اس طرح بے خبر آگیا تو ابتدا میں عبداللہ قطب شاہ کی ضیافت کی تیاری کے فکر میں ہوا مگر جب ہراول مع مصالح و استعداد جنگ قریب آئے تو وہ بادۂ غفلت کی مستی سے بیدار ہوا اور اپنے کاروبار میں سراسیمہ ہوا اور سوا اطاعت کے مآل کار میں کوئی فائدہ نہ جانا محمد امین کو مع اسکی والدہ اور بعض اجناس کے سلطان محمد پاس بھیجدیا۔ فرمان بادشاہ و نشان شاہزادہ اورنگ زیب کے جواب میں اور شاہزادہ کی خدمت میں عذر جو ناسموع روپیہ کا سے دور تھے لکھے محمد امین جب شاہزادہ پاس آیا تو مالش زیادہ کی قطب الملک پاس خبر آئی کہ لشکر شاہی نے سرحد کے اکثر پرگنات کو پائے مال کیا اور اطراف پر تسلط پایا اور سلطان محمد گلکندہ سے تین کروہ پر آگیا ہے۔ ساری مرزبوم میں ایک تزلزل پڑ گیا عبداللہ شاہ کے پاؤں اکھڑے شہر حیدرآباد کو چھوڑا فرزندوں اور اہل و عیال و مال و خزانہ و جواہر جو کچھ ایک روز میں قلعہ گلکندہ میں پہنچا سکا پہنچا دیا۔ اجناس سنگین مثل قالین و چینی آلات اور اقمشہ قطب شاہ و امرا و تجار اس قدر شہر اور حویلیوں میں رہا جو اندازۂ حساب سے باہر تھا۔ اگرچہ ان حویلیوں کی محافظت کے لئے پانچ ہزار سوار و چند ہزار پیادے برقنداز بسرداری موسی محلدار تعین کئے تھے — مگر آخر کار سارا مال لٹ گیا۔ تاراجیوں کی زد خورد کی ابتدا میں محمد ناصر جو میر جملہ کے مضرت حال کا مادۂ فساد تھا پادشاہزادہ کی خدمت میں آیا اور تاراج کے منع کے لئے عرض کیا اس ضمن میں سلطان محمد کے آدمی اطراف میں دست اندازی کرنے گئے اور عبداللہ شاہ کے سوا اور برقنداز ان کی ممانعت

شوخی میں مشغول ہوئے صدای دار و گیر بلند ہوئی اور قطب شاہ کے آدمی مغلوب و مقتول و زخمی ہوئے سلطان محمد کا خیمہ حسین ساغر (ساگر) پر تھا اور سلطان کے کان میں زد و خورد کی آواز پہنچی تھی تو اوسنے محمد ناصر کو مع ہمراہیوں کے مقید کیا اور اموال قطب شاہ کے ضبط کو لئے اور مال رعایا کی حفاظت کے واسطے تاکید فرمائی محمد بیگ کو ایک جماعت ساتھ آگ لگانے سے منع کرنے کے لئے اور غارت گرون کی تاکید کے واسطے بھیجا۔ اگرچہ بعض محلون کے جلنے کے بعد باقی شہر آگ سے محفوظ رہا لیکن مال کی لوٹ سے لوٹیرون کا ہاتھ کوتاہ نہ ہوا۔

آداب عالمگیری سے جو قطب شاہ کے نام اورنگ زیب کے خطوط کا ایک سلسلہ تحریر ہے اُس میں سے ایک خط ہم نقل کرتے ہیں جس سے خافی خان کا بیان بالکل غلط ثابت ہوتا ہے۔ قطب الملک بالقابہ بعنایات عملیہ و توجہات سنیہ مسرور و مبتہج گشتہ بداند کہ چون اعلیٰ حضرت . . . از روے ذرہ پروری و قدر دانی سیادت و نجابت مرتبت میر محمد سعید را در سلک بندہاے درگاہ سلاطین پناہ انسلاک بخشیدہ بعنایت منصب پنج ہزاری و پنج ہزار سوار سرافراز و سربلند گردانیدہ اند حکم جہان مطاع عالم مطیع شرف نفاذ یافتہ کہ معتمد درگاہ آسمان جاہ قابل العنایات والرحمت قاضی عارف کہ با فرمان طلب میر مذکور از پیشگاہ معلی تعین گردیدہ کہ او را با پسر و ابنا عمش بحضور پرنور اقدس بیاورد و درینولا از عرائض سیادت و نجابت پناہ میر عبد اللطیف بمسامع علیہ رسیدہ کہ آن قطب سماوی شوکت و ابہت باوجود اطلاع بر فحوای مضامین نشان عالی شان کہ بہ میر محمد امین خلف میر مشار الیہ صادر شدہ بود موصی الیہ آن حرز بازوے دولت را روزے کہ بقید در آمدہ بایشان نمودہ از سوء ادب نہ اندیشیدہ او را با متعلقان بقلعہ گلکندہ فرستادہ بضبط اموال آنہا پرداختہ اند و دست تعدی و تطاول بہ توابع و لواحق میر مذکور دراز ساختہ جمعیتے بر سر او نیز فرستادہ بنا برآن امر جلیل القدر زینت صدور می یابد کہ بوقوع این جرأت و جسارت کہ مخالف قانون عقیدت و ارادت است از ان حشمت و ایالت دستگاہ بغایت بعید نمودہ بالیستی کہ از دخامت عاقبت این حرکت غفلت نورزیدہ سد باب تجویز آن نمی نمودند اکنون باید کہ بمجرد آگہی بر مضمون آن دیباچہ صحیفہ عزت و کرامت

که فی الحقیقت منطوق بر لیغ معلی است پسر محمد سعید را با متعلقان او و تمامی اموال آنها از نقود
و جواهر و افیال که درین ایام بضبط در آورده اند مصحوب ملازم سرکار نامدار که حامل نشان
خجسته عنوان است ببارگاه اقبال بفرستند و پس از رسیدن قاضی مومی الیه و وصول
منشور لامع النور که بآن عمدهٔ مخلصان جناب خلافت مآب بپرایه ورود گرفته میر معز الیه را
عزیمت درگاه خواقین سجده گاه مانع نگردند و امتثال حکم ارفع اعلی را که متضمن سعادت دو جهانی
انگاشته و از کردهٔ خویش ندامت گزیده باستعفای تقصیری که از شامت نا دولتخواهان
عاقبت نه اندیش واقع شده بپردازند و کار را بجای نرسانند که فی الحال تدارک آن
بر ایشان دشوار گردد و پشیمانی سود ندهد چه اگر آن مرکز دائره نیک اختری چشم بصیرت
از جادهٔ صواب پوشیده طریق اطاعت و فرمان برداری سلوک ندارند و در وادی
نقض عهد بادی شده غاشیه بندگی را از دوش سعادت انداخته مطابق فرموده عمل نه
نمایند بموجب حکم گیتی مطاع لازم الاتباع فرزند سعادتمند . . . محمد سلطان را تعیین
خواهیم فرمود که بگلکنده رسیده دمار از روزگار سکنهٔ آن دیار بر آورده و غبار آن مرز
را بسم خاره فرسای بادپایان فیروزی عنان بذروهٔ سپهر دوار رسانیده پنبه غرور و
پندار از گوش اهل غفلت برون آورده سزای کفران نعمت در کنار ناحق شناسان گذارد
یقین که آن زبدهٔ اماجد کرام که درین مدت بوسیلهٔ حسن ارادت و صدق عبودیت بمراتب
رفیعهٔ دولت و ابهت فائز گردیده محسود امثال و اقران اند از شاهراه صلاح گری
نجات انحراف نجسته در تهیهٔ اسباب تشمر کامی و بدسرانجامی خود سعی نخواهند نمود و بفکر مآل اندیشی
بهمه استان گشته باستقبال ادبار و نکبت خویش بقدم استعجال نخواهند شتافت مآل الامر
هر چه بهبود از خود ببینند یهدی الله لنوره من یشاء والسلام علی من اتبع الهدی
اس خط میں قطب الملک کو اورنگ زیب نے سلطان محمد کے بھیجنے کے لئے صاف صاف
لکھا اس کی نسبت یہ کہنا کہ یہ شہرت دی کہ سلطان محمد کو بنگالہ شادی کے لئے بھیجتا ہوں
اور حیدرآباد بھیجدیا محض افترا اور بہتان ہے الفنسٹن صاحب نے اپنی تاریخ میں

خافی خان کی اس جھوٹی روایت کو جس طرح لکھا ہی نقل کرتا ہون اول اس واقعہ کی پیشانی پہ لکھی ہے کہ اورنگزیب کا حملہ دغابازی سے حیدرآباد پر جنوری ۱۶۵۶ء مطابق ربیع الاول ۱۰۶۶ء اسکے نیچے وہ لکھتے ہین کہ

شاہجہان نے نہایت پیچ وتاب کھاکر اورنگزیب کو لکھا کہ ہمارے حکمون کی تعمیل تلوار کے زور سے کرائی جاوے اورنگزیب اس نتیجہ کے انتظار مین بیقرار بیٹھا تھا اس حکم کے پہنچتے ہی اسکی پوری تعمیل مین چستی وچالاکی سے مصروف ہوا۔ اور اسکو اس طرح سرانجام دیا جو اسکی مکار طبیعت کا مقتضا تھا۔ اسنے کچھ زیادہ عداوت نہین ظاہر کی مگر اپنے بیٹے سلطان محمد کو منتخب فوج کے ساتھ بہانہ بناکے چلتا کیا کہ وہ اسکے بھائی شجاع صوبہ دار بنگالہ کی بیٹی سے شادی کرنے کے لئے جاتا ہے اورنگ آباد سے بنگالہ کو ایک راہ چلکر کی مسلی پیٹم کے پاس سے جاتی تھی جسمین گونڈوانہ کے جنگل نہین پڑتے تھے اور اس راہ مین جانے سے ضرور تھا کہ حیدرآباد دارالسلطنت ولایت گلکنڈہ کچھ تھوڑے فاصلہ پر رہ جاے۔ اس راہ پر سلطان محمد کے آنے سے عبداللہ قطبشاہ اسکی ضیافت کا فکر کررہا تھا کہ یکایک اسکو سلطان محمد نے دشمن کی طرح آکر گھیر لیا اور ایسا سراسیمہ کیا کہ اسکو فقط اتنی فرصت ملی کہ وہ اپنی بھاری قلعہ گلکنڈہ مین چلا گیا جو شہر سے ۶ یا ۸ میل ہی۔ اب حیدرآباد مغلون کے چنگل مین آیا۔ پہلے اس سے کہ فوج کا انتظام ہو آدھا شہر جل اور لٹ کھسٹ گیا۔ الفنسٹن صاحب نے خافی خان کی اس جھوٹی روایت کو غلطی سے سچ جانکر اپنی طرف سے اسپر یہ حاشیہ ور چڑھایا کہ اورنگ آباد سے بنگالہ تک مسلی پٹم کے پاس سے ایسی راہ بتائی کہ جسمین گونڈوانہ کے جنگل نہ پڑین اور حیدرآباد لشکر کے قریب آ ہی۔

خافی خان آگے اس واقعہ کا بیان اسطرح لکھتا ہے کہ اس مابین مین عبداللطیف حاجب اورنگزیب گلکنڈہ مین تھا موسی محلدار کے ہاتھیون کو اور اسباب کو لیکر آیا اور حکیم نظام الدین ملازم عبداللہ قطبشاہ اسکے ہمراہ تھا دونو سلطان محمد کی خدمت مین گئے اور چند قیمتی جواہر مع دو فیل و دو اسپ با ساز وطلا و نقرہ اپنی طرف سے پیش کئے سلطان محمد نے محمد امین میر جملہ کو حکم دیا کہ محافظ آدمیون کی ایک جماعت کو لیکے جاکر گھوڑون اور ہاتھیون اور

قطب شاہ کے گھوڑون کی حویلی مین ہین فہرست لکھوا ور ایک معتمد آدمیونکی چوکی مقرر کروا اور
یہ بھی فرمایا کہ میر جملہ کا جتبک سارا مال نہ آجائے حکیم نظام الدین کو بھی محمد ناصر کی ساتھ قید رکھو
پھر قطب شاہ نے دو ہاتھی اور ساٹھ گھوڑے اور قدرے جواہر اور اشیاء میر جملہ کو بھیجین اور
اظہار ندامت و عذر خجالت کا پیغام دیا بعض آدمیون نے یہ بھی کہا کہ عبد اللہ شاہ نے
عادل شاہ اور زمینداران نواح کے پاس کومک و امداد و
معاونت کے لئے نوشتے دیکر آدمیون کو دوڑایا ہے اور برج و بارہ کے استحکام مین مشغول ہوا
ہی یہ رنگ دیکھ کر اورنگ زیب بھی گلکندہ سے ڈیڑھ میر جملہ مین آٹھ کروہ پر آگیا۔ دوسرے روز
سوار ہو کر اطراف قلعہ مین مورچالون اور خیمۂ دولت کے مقام کرنے کے لئے آیا اس وقت خبر
آئی کہ سات آٹھ ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادے برقندانہ بسرداری موسی خان
اطراف لشکر مین شوخی کر رہے ہین اور قلعہ کے اوپر سے توپ تفنگ بان متصل چل رہی ہین
سلطان محمد اورنگ زیب نے پیغام بھیجا کہ افواج کو ساتھ لیکر بائین طرف مستعد ہو اور اس
طرف کے مفسدون کو دفع کرے دکھنیون کے مقابلہ مین ہر طرف بادشاہی لشکر بہادری
کرتا تھا۔ شام تک لڑائی رہی اور شاہزادہ کے آدمیون کی ایک جماعت کشتہ و زخمی ہوئی
اور قطب شاہ کے بعض کام کے آدمی کام مین آئے اور زخمی ہوئے۔ سلطان محمد نے اپنے
خیمہ مین آخر عشا کی نماز پڑھی اور اپنے زخمی نامی نوکرون کے مرہم پٹی مین مشغول ہوا۔
دوسرے روز اطراف کے مورچال پر اپنے امیرون کو مقرر کیا۔ مرزا خان و کار طلب خان و
کیسری سنگھ اور امیر نقیع دنے اور مورچال بڑھانے مین مصروف تھے اس وقت قطب شاہ نے میر فصیح
کو اور اسکے ساتھ چار صندوقچے جواہر و مرصع آلات و اشیاء و دو سو زنجیر فیل نامی کلان
اور چند اسپ باساز و طلا وغیرہ بھیجے اور معروض کیا کہ عفو جرائم کے التماس کے واسطے مین اپنی
مان کو مع لائق پیشکش کے بھیجتا ہون قطب الملک کی اس التجا کے بعد شاہزادہ نے لشکر کو
مورچال کے بڑھانے اور توپون کے چلانے کو منع کر دیا مگر میر فصیح کو بار ملازمت نہ دیا
اور اشیاء مرسولہ کو قبول نہ فرمایا۔ تیسرے روز ایک جمع کثیر ہمراہ جبار بیگ غراسانی

اور نوکران قطب شاہی مرزا خان کے مورچال کی طرف نمودار ہوئے۔ اس طرف کے آدمی خبردار ہو کر بسرداری مالوجی دکھنی کے مرزا خان کی مدد کو پہنچے۔ طرفین سے خون ریز و خورد ظہور میں آئی دونو طرف سے آدمی زخمی و کشتہ و اسیر ہوئے ایک فیل اور کئی اسیر اورنگ زیب کے پاس بادشاہی آدمی لائے میر جملہ کرناٹک میں تھا اسکے لے آنے کے واسطے میر عبد اللطیف کو بھیجا اس ضمن میں عرض ہوا کہ سات آٹھ ہزار سوار اور بیس ہزار برقنداز کرناٹکی جنوب کی طرف معرکہ آرا ہوئے خود بدولت سوار ہو کر اس فوج کے مقابلہ میں گئی طرف ثانی کے آدمیوں نے قلعہ کے اوپر سے بندوق و بان مارنے اور توپ و تفنگ چھوڑنے اور سنگ پھینکنے اور آتشبازی میں مشغول ہوئے طرفین سے صدای دار و گیر بلند ہوئی بادشاہی جوانوں نے قلعہ کی آتشبازی کا کچھ خوف نہ کیا جان نثاری پر مستعد ہوئے بخصوص شیخ میر محمد بیگ میر آتش نے داد مردانگی دی دکھنیوں کو پرے ہٹا دیا اور ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی اور قلعہ کے آدمی مغلوب ہوئے پھر انھوں نے مقابلہ و مقاتلہ پر اقدام نہیں کیا انکے سردار سید مظفر و جبار بیگ و شرزہ خان بھاگ گئے شیخ میر و محمد بیگ بادشاہی نامی آدمی تیر و تفنگ سے زخمی ہوئے۔ بادشاہزادہ کے مخالفوں بلانے کے سد راہ ہونے کے لئے سپاہ مقرر کی اور خود ڈیرہ میں تشریف لے گیا دوسرے روز زمیندار چاندہ مدد کو آگیا۔ مرزا احمد قطب شاہ کا داماد سلطان محمد کی خدمت میں آیا اور عفو تقصیرات کے لئے ملتجی ہوا جواہر و فیل جو وہ ہمراہ لایا تھا وہ شاہزادہ نے قبول نہیں کئے انکو انفصال معاملہ پر موقوف رکھا اس فرصت میں عنایت اللہ خان و افتخار خان و نصیر خان افواج شاہی سے ملے۔ انھوں نے سابق کے مورچلوں کو بدل کر از سر نو جا بجا اعلی امرائے کار دیدہ کو مقرر کیا اس ضمن میں قطب شاہ کی عرضداشت کے جواب میں بادشاہ کا فرمان اسکی عفو تقصیرات کے باب میں آیا۔ شاہزادہ نے اس فرمان کو انفصال مقدمہ تک مخفی رکھا اسکے افشا میں مصلحت نہ دیکھی لشکر شاہی نے مورچال کو بڑھا کر اہل قلعہ کو تنگ کیا قطب شاہ کے آدمی ہر روز بامید بندگی شاہزادہ کی ملازمت میں آنے لگے۔۔

قطب الملک کا حال بڑا پریشان ہوا میر احمد و میر فصیح کو وسیلہ بنا کر دوبارہ بھیجا
اور عرض کیا کہ مین سابق کے اطوار ناہنجار کا عذر کرتا ہون اور جو کچھ حکم ہو اسکے موافق
پیشکش باقی سابق و حال پیش کرنے کو حاضر ہوتا ہون اور سلطان محمد سے اپنی بیٹی کے
نکاح کرنے کی درخواست کرتا ہون اور میر جملہ کے دس ہاتھی اور اور اسباب ظروف
طلا و نقرہ بھیجے اور سلطان محمد کو جو منصب پادشاہ نے عنایت کیا تھا اُس کی
مبارکباد لکھی اور دو ہاتھی اور چار گھوڑے مع ساز طلا و نقرہ بھیجے اور پھر دوبارہ
درخواست کی کہ حکم ہو کہ مین اپنی ماں کو مع لوازم نسبت بھیجون اورنگ زیب نے
شائستہ خان کو مامور کیا کہ وہ اوسکی طرف اور سلطان محمد کی طرف سے استمالت نامہ
لکھے غرض والدہ قطب الملک اورنگ زیب پاس آئی اور قطب الملک کے جرائم معاف
ہوئے اور نکاح کی تاریخ مقرر ہوئی ایک کروڑ روپیہ نقد و جنس پیشکش حال تجویز
ہوئی اور سابق کی باقی پیشکش کا وعدہ ٹھیرا کہ دو سال مین باقساط ادا کی جائے
والدہ قطب الملک نے نسبت کی تاریخ مقرر کر کے قلعہ مین مراجعت کی مصالحہ کی
شہرت کے سبب سے مورچالون سے آدمی اپنے مکانون مین خاطر جمعی سے آنے جانے
لگے ان دنون مین میر اسد اللہ بخاری عرف میر میران کسی بے وسوسہ کے کسی منصوبے
جا جاتا تھا کہ اس پیر زنبورک کا گولہ قلعہ کے اوپر سے آ کر لگا اور اسکا کام تمام
ہوا اور اسکے سوا اطراف سے دکنیون کی ایک جماعت کثیر مصالح جنگ کے ساتھ
مدد کے لئے آئی تھی اور گلکنڈہ کا کوتوال انکے لینے کو گیا تھا اسکو صلح کی خبر نہ تھی
اُس نے دس کوس پر شاہی مردم کہی پر دست تعدی و غارت دراز کیا سپاہ
ہمراہ دفع مضرت مین مشغول ہوئی آتش جنگ مشتعل ہوئی یہان تک نوبت پہنچی کہ
شائستہ خان اور اور امرا کا سارا لشکر قریب چھ سات ہزار سوار اور بہت
پیادون کے لڑائی کے قصد سے مردم کہی کی مدد کو بغیر شاہزادہ کی اطلاع کے
پہنچ گیا ہر ساعت شعلہ دار و گیر بلند ہوتا گیا - ہر چند طرفین کے سردار اس

فساد کے منع و دفع مین کوشش کرتے تھے مگر اس کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا آخر روز تک دو نو طرف سے
ایک جمع کثیر کی جان گئی اور تمام رات ہاتھی گھوڑے کارزار کے لئے تیار رہے اور دو سے ایک
دوسرے پر تفنگ مارتے تھے ابھی صلح نہ ہوئی تھی کہ پھر بازار کارزار گرم ہوا۔ قطب الملک کیطرف
سے انگریز ہم سردار و شتر سوار و اسپ سوار اس فتنہ کی دفع کے لئے جاتے تھے لیکن سپاہ
لڑائی سے باز نہ آتی تھی۔ ہر بار دکھنی مغلوب ہوتے تھے اور پھر جمع ہو کر کارزار پر مستعد
ہوتے تھے دوسری رات تک بادشاہی آدمی بہت مارے گئے مگر ان سے زیادہ دکنیون کے
آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ جنگ قائم تھی بعد ازان جا بجا وہ متفرق ہوئے۔ اس حالت
مین خبر آئی کہ میر عبد اللطیف جو میر جملہ کو لینے گیا تھا گلکنڈہ کے قریب آگیا ہے بادشاہزادہ کے
حکم سے قاضی عارف وہ فرمان اور خلعت کہ بادشاہ نے اسکے لئے بھیجا تھا اس پاس لیکر
گیا اور اسکو بادشاہ زادہ سے ملنے کی رہنموئی کی میر جملہ نے استقبال کیا اور قاعدہ داناں
ہند کے موافق فرمان لیکر اور خلعت پہنکر اپنے خیمہ مین گیا۔ شاہزادہ سے ملاقات کا وقت
مقرر ہوا میر شمس الدین بجا لوچی اسکے استقبال کو گئے اور بادشاہزادہ پاس لائے دستور کے موافق
ملاقات ہوئی۔ شاہزادہ خلوت مین لے گیا۔ مصلحت کے کلمے کلام ہوئے اور اسکو رخصت
کیا۔ دوسرے روز حکم دیا کہ حصار قلعہ کے نیچے سے مورچے اٹھائے جائین۔ قاضی میر عدل کو
شیخ نظام کی ہمراہ عقد نکاح کے لئے قلعہ مین بھیجا قطب الملک نے اسکا استقبال دروازہ تک
کیا اور فرستادون کو اچھے مکان مین اوتارا جو شادی کی رسمیات ہوتی ہین وہ
عمل مین آئین دوسرے روز بعد فراغ عقد قاضی کو مع ہمراہیون کے رخصت کیا جو دس لاکھ
روپیہ کے جواہر مع اور لوازم کے اور سرکار رام نگر کہ سرحد برار و بیدر مین واقع ہین۔
قطب الملک نے بیٹی کے جہیز مین دیئے اور اسکو رخصت کیا اور آخر جمادی الاولی مین
رزم کی معرکہ آرائی بزم کی مجلس افروزی سے مبدل ہوگئی شادی کے انفراغ کے بعد شاہزادہ
نے بادشاہ کا فرمان جو قطب الملک کے لئے آیا ہوا تھا اس پاس بھیجا اس نے اسکا استقبال
کیا اور شرط آداب بجا لاکر اسکو لے لیا بعد اسکے اورنگ زیب میر جملہ کے گھر تشریف

میر جملہ کا آنا اور سلطان محمد کا قطب الملک کی بیٹی سے نکاح ہونا۔

لے گیا اُس نے ایک قطعہ الماس ناتراشیدہ اور دو لعل و نو زمرد و شصت دانہ مروارید ایک تسلیم و پنج فیل نر و یک مادہ بازین طلا و یراق نقرہ و پنج اسپ پیشکش مین دیئے اور انکے سوا سلطان محمد و سلطان معظم کو پیشکش دیا و اوائل رجب مین اورنگ آباد کیطرف کوچ کیا اور شائستہ خان [illegible] امرا اور زمینداروں کو جو اطراف او صوبجات سے کمک کے لئے آئے خلعت و جواہر [illegible] دیکر اپنے اپنے مکانون کو رخصت کیا۔ شاہ بیگ خان کو تین ہزار سواروں کے [illegible] کے وصول کرنے کے لئے اور ملک کی حفاظت کے لئے سرحد پر چھوڑا [illegible] شاہزادہ [illegible] اس اثنا مین بادشاہ کا فرمان منصب پنجہزاری چہار ہزار سوار [illegible] و خلعت خاصہ کا میر جملہ کے لئے گرز بردار لایا معظم خان آداب بجالا کر [illegible] شاہزادہ کی ہمراہ ہوا اورنگ آباد مین شاہزادہ اوائل شعبان مین داخل ہوا قطب شاہ کی [illegible] قدویت اور پریشانی کی پہنچی بادشاہ نے بیس لاکھ روپیہ بابت تفاوت [illegible] پیشکش سابق و حال مین سے معاف کر دیا۔

بادشاہ نے سنا [illegible] متصدی بندر سورت جمع مال اور دیگر ابواب کی تشخیص مین ظلم و تعدی کرتا ہے [illegible] منصب سے برطرف کیا گرز بردار مقرر کر کے اسکو طلب کیا۔ جب وہ آگیا تو [illegible] سر دیوان اسکی آستین مین سانپ چھوڑ دین اسکی وکلا نے ہرچند کوشش کی [illegible] ہوا نوبت یہان تک آئی کہ متصدیون نے بادشاہ بیگم سے جسکی تنخواہ مین بندر سورت تھا اسکی شفاعت کے لئے رقعہ بادشاہ کے نام حاصل کیا جب بادشاہ کے مطالعہ مین رقعہ [illegible] تو اسکو قید کا حکم دیا اور محل مین بے دماغ داخل ہوا اور بیگم [illegible] اپنے پاس بلایا اور فرمایا [illegible] بندر سورت نورچشم کے اقطاع مین ہے رعیت و مالگذار کی آبادی اور خزانہ [illegible] لشکر کے سبب ہوتے ہین تو میری بہن ہوکر اس ناپاک کی سفارش [illegible] اس نے تشخیص مال مین ایسی سختی کی کہ [illegible] کے لئے رعایا [illegible] اطفال کو نصرانیون کے ہاتھ فروخت کیا سورت مین سالون [illegible] جب اطراف مین بادشاہون کو یہ خبر پہنچیگی تو [illegible]

[illegible] متصدی بندر سورت [illegible]

بدنامی علاوہ خدا کی ناخوشنودی کے ہوگی جب بیگم کو اس ظالم کی بیداد پر اطلاع ہوئی تو وہ
اسکی شفاعت سے باز رہی پادشاہ نے دوسرے روز پھر محمد امین کو بلا کر بارگیر ہونے کا حکم دیا
پھر راجہ رگناتھ نے کہ نیابت وزارت کا کام کرتا تھا بہت عجز و زاری سے اسکی شفاعت
چاہی اور عرض کیا کہ جو اس ظالم کی شفاعت چاہے اول وہ سزاوار عقوبت ہے لیکن حق رعایا
کا بہت سا روپیہ جسکی نالش ہے اسکے ذمہ ہے وہ طلب کیا جاوے اور جبتک اس کے
قتل میں تامل کیا جاوے کہ مظلوموں کا زر اور مطالبہ سرکاری وصول ہو حکم ہو جائے کہ
جب ستم رسیدوں کا حق اور زر پادشاہی وصول ہو جاوے تو پھر اسکو اعمال کی سزا
دیجاوے پادشاہ نے اسکی التماس کو قبول کر لیا اور حکم دیدیا کہ اسکو راجہ رگناتھ کے حوالہ
کریں کہ حق رعایا کی تحقیق بغور کرکے اس سے روپیہ لے اور انکو دے اس طرح پادشاہ کا غصہ
فرو ہوا اور ایک آدمی کا جان بچی اس نے سزا ول شدید اور واقعہ نگار روشن ضمیر متصدی
مشورت مقرر کئی کہ وہ ستم رسیدوں کا حق ادا کرے — اس پادشاہ کی ایسی عدالت
کی باتیں بہت مشہور ہیں۔

میر جملہ پادشاہ کے نزدیک آیا۔ پادشاہ نے دانشمند خان کو استقبال کیلئے حکم دیا۔ [illegible]
جب وہ آیا تو اسنے نذر دی پادشاہ نے اسکو منصب شش ہزاری شش ہزار سوار کا اور
خطاب معظم خان کا مع وزارت و قلمدان مرصع اور پانچ لاکھ روپیہ نقد عنایت کیا اور
اسکا بیٹا جب باپ کے بعد آیا تو اسکو دو ہزاری منصب و خطاب خانی سے سرافراز کیا
معظم خان نے ایک قطعہ الماس وزنی دو سو سولہ سرخ کا اور قیمتی دو لاکھ سولہ ہزار روپیہ کا
اور ساٹھ فیل مع یراق کے پیشکش میں دیئے کل نذر و پیشکش سابق و حال پندرہ لاکھ
روپیہ کی قیمت میں تھی۔

خافی خان نے لکھا ہے کہ سعد اللہ خان سے وزارت اور کار و بار سلطنت ہند نے
رونق پائی تھی وہ عارضہ فالج میں پانچ چار مہینے مبتلا رہا اسکی عیادت کو پادشاہ گئی
بار گیا طبیبوں کو اسنے بار بار بدل کر علاج کے لئے مقرر کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ وفات سعد اللہ خان

اواخر جمادی الاخری سنہ ۱۰۶۶ کو اس سرای فانی سے روضۂ جاودانی کو اسنے انتقال
کیا بادشاہ کو ایسا ملال ہوا کہ وہ اسکے لئی بے اختیار زار زار رویا اسکا بڑا بیٹا لطف اللہ
پندرہ سال کا تھا اسکو منصب ہفتصدی صد سوار دیا اور باقی اور اسکے بیٹون اور
وابستون کا یومیہ مقرر کیا اسکے ہمشیرہ زادہ یار محمد کو منصب سی صدی شصت سوار کا
عطا کیا اور اسکے عمدہ نوکر عبد النبی کو جو اسکی جاگیر کا صاحب مدار تھا ہزاری کا منصب دیا
اور اکثر سعد اللہ خان کے روشناس نوکرون کو انکے فراخور حالت منصب مقرر کیے سعد اللہ خان
مین سب ای کمالات صوری و معنوی صفات ذاتی بہت تھین بہترین صفت اسمین یہ تھی کہ مہمات
ملکی کو کمال دیانت و امانت سی سرانجام دیتا تھا مدت وزارت مین ہرگز اسکا قلم باعث
مردم آزاری کے لئی نہین اوٹھا بلکہ وہ ان مقدمات و محاسبات کو رفع دفع کرتا تھا کہ
جنمین عامل و رعایا و مساکین کا نقصان ہوتا کہتی ہین کہ وہ عمال مین ایک کا محاسبہ کر رہا
تھا سابق کا ضابطہ یہ تھا کہ وجہ حق التحصیل فی صد عمال و تحصیلدار کو مجرا دیتی تھے سعد اللہ خان کے
دل مین آیا کہ ہندو صرافون کے دستور کے موافق وجہ حق التحصیل کو سو روپیہ کے اوپر جمع
کرکے خرچ مین محسوب کرین مثلاً سابق مین عامل کو کل سو روپیہ کی تحصیل مین سے پانچ روپیہ
تحصیلانہ مجرا دیتی تھے یعنی پانچ روپیہ وہ لیتا تھا اور پچانوے سرکار مین داخل کرتا تھا
سعد اللہ خان نے کفایت سرکار و تحفظ کے لئی مقرر کیا کہ ایکسو پانچ روپیہ کروری تحصیل کرکے
پانچ روپیہ مجرا کرے اور سرکار مین سو روپیہ داخل کرے وہ اس بدعت کی بنا سے مدتون
تک نادم رہا اور کہتا تھا کہ کاش اس دن میری ہاتھ خشک ہو جاتے اور قلم گیرنہ ہوتے سچ
ہی عقلا پر ظاہر ہی کہ اجرا لے بدعت و مردم آزاری مین کفایت نہین ہوتی بلکہ پرداخت
ملک و جذب قلوب و دلدہی رعایا باعث گرد آوری خزانہ و مادہ نیکنامی وزرا ہوتی ہی
سعد اللہ خان سی دارا شکوہ سوء مزاجی رکھتا تھا اس نے بادشاہ سی عرض کیا کہ سعد اللہ خان نے
نے ویران اور کم حاصل پرگنات ہماری تیول مین دیدئے ہین اور سیر حاصل محال خود
لے لئی ہین جب سعد اللہ خان کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو اس نے شاہزادہ کے

وکیل کو طلب کیا اور جن دہات پر تاقیتین شاہزادہ کے ظالم عمال کے ہاتھ ستم کی تحصین اور جسکے
سبب سے وہ ویران ہوئے تھے اسکا نوشتہ لیکر اپنی جاگیر مین داخل کیئے اور انکی عوض مین
اپنی جاگیر مین اوکیل کی تجویز سے بادشاہزادہ کی تنخواہ مین محال دیئے۔ ایک دو سال مین یہی محال
سابق سے زیادہ خراج کم حاصل ہوئیتین اکبر بادشاہ کے زمانہ مین راجہ ٹوڈرمل نے مقرر کیا تھا
کہ عامل اور کروڑیون کا فاضل سو سے کمتر ہو تو مستوفی اسکو مجرا نہ دین اور کروڑیون و عمال کا سو
سے زیادہ فاضل ہو تو وہ محسوب ہے۔ شاہجہان کے عہد مین شرارت سرشت مستوفیون نے
بیک قلم عاملون کے فاضل مجرا دینے مین دقتین پیدا کین جب فرد حساب سعد اللہ خان کو
سپرد ہوئی تو اسنے دستخط کیئے کہ اے مستوفی مثل مشہور ہے کہ لینا لینا۔ دینا دینا جب
ضابطہ سرکار ایسا مقرر ہو کہ سو سے بالا فاضل مجرا ہو تو کسواسطے ہمارے لئے اور اپنے لئے دعائے
بد عاقبتی پر راضی ہوتے ہو۔ محال خالصہ کے کروڑیون کی بار نویسی کی فرد بازیافت پر
اسنے دستخط کیئے کہ اس کنارہ برف کو آفتاب کے سامنے رکھو بعد گرمی کے جو باقی رہے اسکی
بازیافت کرو۔ خافی خان نے اپنے اعتقاد کی یہ بات لکھی ہے کہ عقلاء جہاندیدہ پر ظاہر ہے
کہ حکام و ارباب ریاست سے ظلم و حیف و میل جو مظلومون کو پہنچتا ہے اور بروا احسان و
خیر جو ستمدیدون کے حال پر عائد ہوتا ہے موافق کردار کے دعا و نفرین اسکے فرزندون پر
کرتے ہین اسی سبب سے قدیم زمانہ سے اب تک زروی تواریخ جو حال مطالعہ مین آیا ہے
اور مسود اوراق جو باون سال کی مدت سے حد تمیز مین آیا ہے وہ مشاہدہ کرتا
ہے کہ کوئی ظالم عاقبت بخیر نہین ہوتا اور اسکے فرزند رزق و آبرو کی طرف سے دلی مراد
کو نہین پہنچتے بلکہ دس بیس سال مین اس جماعت کا نام و نشان نہین باقی رہتا سعد اللہ خان
کی اولاد اسکے چونسٹھ سال مرنے کے بعد تک سب عاقبت محمود و فراخ روزی سے نیکنام
زیست کرتے رہے خصوص اس دور مین کہ انسانیت و کمال مروت معدوم الوجود ہی ہم
امیرزادے جنکی تربیت مین متعدد معلم و مستعد اتالیق مدتون تک صرف اوقات کرتے
ہین اس مرتبہ آدمیت کے طریق سے بیگانہ ہوتے ہین کہ مادر آزار و پدر بیزار ایکمیانوکی

اور اوباش وضع ضائع روزگارون کی صحبت کے سوائے وہ باوقار صاحب کمالون اور
صلاح شعار دانشمندون کے پاس نہین پھٹکتے سرود خوانی اور طنبورہ نوازی اور دھرپت
وکبت و دوہرہ فہمی ان سبھون کے کمالات ہین اور باقی اور سب کمالات کو محض بے ہودہ سمجھتے
ہین با وجودیکہ انکے باپون نے ملّاؤن کو بہت روپیہ خرچ کرکے انکو صاحب سواد کر دیا ہے
مگر جب سواد خط انکے چہرہ پر نمودار ہوتا ہے تو کتاب کو ہاتھ مین لینا اور تفسیر حدیث و کتب لغت
و تاریخ کا پڑھنا مشق خط کرنی و مربوط نویسی ان سب کو وہ لغو و لاحاصل شغل سمجھتے ہین اور تاریخ
دانی کا نام سطر غلط و ورق قلم خوردہ کی طرح صفحہ روزگار سے حک کرتے ہین اور تبدیل زمانہ
کی تھوڑی گردش مین وہ خود بھی عالم کے گمنامون مین سے ہو جاتے ہین یہ سب ستم رسیدہ
مستمندون کی دعا سے ہوتا ہے کہ منتقم حقیقی کی درگاہ مین سحر خیزون کی دعا اجابت
کے درجہ پر پہنچتی ہے اور یہ خون دلون کی تیر آہ کا کام کرتی ہے۔
بادشاہ نے رگھناتھ کہ خالصہ و تن کی پیشکاری کرتا تھا اور سعد اللہ خان کی تربیت کا اثر
اُس مین پایا جاتا تھا اسکو حکم دیا کہ دیوان کل کی مقرر ہونے تک وہ مقدمات وزارت کا
انصرام کیا کرے اسکو رایے رایان کا خطاب دیا چندر بھان کو کہ مطلب نویسی مین بے نظیر تھا
اور افضل خان کا تربیت یافتہ تھا اسکو رایے چندر بھان کا خطاب دیا اور اسکو دار الانشا
کی خدمت سپرد کی اور سب ہنود منشیون پر امتیاز دیا۔
بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ علی عادل شاہ بیجاپوری نے اس سرای فانی سے دار البقا کو
انتقال کیا کوئی وارث ملک باقی نہ تھا مگر سکندر جسکو علی عادل خان لے بجائے بیٹے کے
پرورش کیا تھا۔ امرای بیجاپور نے جو اکثر غلام ہین اسکو بادشاہ بنایا ہے وہ مجہول النسب تھا
بعض امرا اس سے موافقت نہین رکھتے ہین تو شاہجہان نے اورنگ زیب کو حکم دیا کہ خود بیجاپور
مین جا کر اس ملک و قلعہ کو تصرف مین لائے اور اس مہم مین اوسکی معاونت کے لئے اپنی طرف
سے معظم خان کو رخصت کیا اور حکم صادر کیا کہ مہاراجہ اپنے بیٹے محمد امین خان کو سپرد کرے
مگر رایے رایان کی رفاقت مین مالی و ملکی کامون کا اجرا کرے۔ مہابت خان خان جہان

ونجابت خان وشاہ نواز خان وغیرہ کو حضور وصوبجات سے اور سو نامی وروشناس
کم منصب والے مون کو بادشاہزادہ کی ہمراہی کے لئے متعین کیا خانجہان کو حکم دیا کہ جب تک
شاہزادہ مہم سے واپس آئے وہ احمد نگر آباد مین رہے معظم خان کو روز ملازمت سے تا
تاریخ رخصت پانچ لاکھ روپیہ نقد سوای جواہر و اسپ و فیل کے مرحمت کئے۔
اندنون مین دار الخلافہ مین وباتھی مسلمانون کے مذہب مین جہان طاعون ہو وہان
سے جانا اور وہان آنا دونو منع ہین اسلئے بادشاہ نے فضلا سے اس باب مین
پوچھا تو انہون نے بروایت مختلف بادشاہ کو شکار کے لئے جانے کی اجازت دی ۱۶
ربیع الاول سنہ ۳۰ کو کنار گنگ کے کلنگ کے شکار کے لئے گیا۔ سہارنپور مین شاہجہان آباد
سے ۴۷ کوس پر ایک موضع مخلص پور تھا۔ یہان موسم گرما مین سرد ہوا چلتی تھی۔ اور
دار الخلافہ سے کشتی وہان تک جاتی تھی۔ بادشاہ مخلص پور مین آیا۔ یہان سنہ ۸ جلوس مین
اسنے عمارت بنانے کا حکم دیا تھا۔ دو سال دو ماہ مین پانچ لاکھ روپئے مین یہان
عمارات دولتخانہ و خوابگاہ و محل و غسلخانہ جھروکہ درشن خاص و عام و حوض و باغ و
نہر تعمیر ہوئے یہان کی آب ہوا کے خوش ہونے کے سبب سے مخلص پور کا نام فیض آباد
بادشاہ نے رکھا اور اسکے متعلق پرگنات سے مواضع تیس لاکھ دام کی جمع کے لئے جدا کئے
سنہ ۱۲ جلوس مین شاہجہان آباد کی فصیل ڈیڑھ لاکھ روپیہ مین سنگ و گل سے بنائی گئی
تھی وہ بارش کی کثرت سے جابجا سے گرگئی اور راہین دراڑین پڑگئین۔
۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۲ جلوس مین سنگ و صاروج سے فصیل بننی شروع ہوئی طول
مین ۶ ہزار ۶۰۰ سو چوسٹھ گز تھی اس مین ۲۷ برج تھے اور گیارہ دروازے چھوٹے بڑے۔
اسکا عرض ۴ گز اور ارتفاع کنگورون تک ۹ گز تھا چار لاکھ روپیہ مین تیار ہوئی۔

سوانح سال سی و یکم سنہ ۳۱

امیر الامرا علی مردان خان مرض اسہال مین مبتلا ہوا۔ بادشاہ کی خدمت سے
کشمیر کو رخصت ہوا یہان کی آب ہوا اسکے مزاج کے موافق تھی ماچھیواڑہ مین وفات پائی

کے غلبہ کے سبب سے کشتی مین سوار ہو کر تہارہ مین پہنچا تھا کہ ۱۲ رجب سنہ ۱۰۶۷ کو دنیا سے رخصت ہوا۔ لاہور مین اپنی مان کے مقبرہ مین دفن ہوا۔ وہ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب اور ایک کروڑ دام جسکے تین لاکھ روپیہ ہوتے ہین انعام رکھتا تھا۔ بادشاہ کو اُسکے مرنے کا کمال ملال ہوا وہ ایک امیر باتدبیر کار دیدہ تھا۔ بادشاہ نے اسکی اولاد اور اسکے لائق نوکرون کو بڑھا دیا امیرالامراء مرحوم کے کل متروکات نقد و جنس ایک کروڑ روپیہ کے تھے جسمین تیس لاکھ روپیہ اس کے بڑے بیٹے ابراہیم خان کو اور بیس لاکھ روپیہ باقی تین بیٹون کو دیئے اور پچاس لاکھ روپیہ بعوض مطالبہ سرکار ضبط کیا۔

معظم خان بادشاہ سے رخصت ہو کر مع اپنی افواج کے کوچ بکوچ چلکر ۱۲ ربیع الثانی کو شاہزادہ اورنگزیب پاس پہنچ گیا۔ اورنگزیب اسی تاریخ بے توقف لشکر شاہی اور اپنے ملازمون کو ہمراہ لے کر مقصد کی طرف راہی ہوا۔ چودہ روز مین نواحی چاندور مین پہنچا۔ یہان ولی محلدار خان کو برقندازون کی فوج دیکر متعین کیا کہ وہ راہ کی حراست اور رسد کی سربراہی کرے۔ دوسرے روز قلعہ بیدر کے نزدیک ڈیرے ڈالے یہان کا قلعہ دار سیدی مرجان تھا وہ ابراہیم عادل شاہ کا بڑا پرانا نوکر تھا۔ تیس سال سے قلعہ کی حراست کرتا تھا قلعہ داری کا سامان مواد مہیا رکھتا تھا۔ قریب ہزار سوار اور چار ہزار سپاہی تفنگچی و باندار و توپ انداز اسکے ہمراہ تھے قلعہ کی نگاہداشت کے لیئے اُس نے برج و بارہ و مداخل و مخارج کو درست کیا اور مقابلہ کے لئے مستعد ہوا اس قلعہ کا دور چار ہزار پانسو ذراع اور ارتفاع بارہ ذراع اور تین خندق عمیق ۲۰ گز اور عرض پندرہ گز پتھر مین کندہ تھین۔ اورنگزیب نے اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ کیا معظم خان قلعہ کے گرد پھرا اور حصار کے چارون طرف کی دیوارون کو خوب دیکھ بھال کر مورچالون کی جگہ اسنے مقرر کی اور وہان بندہای شاہی اور اپنے ملازم مقرر کیئے باوجودیکہ قلعہ ارک کے برج و بارہ سے لشکر شاہی پر توپ و تفنگ آگ برساتے تھے مگر دس روز

معظم خان کا اورنگزیب پاس پہنچنا اور اورنگزیب کا بیدر و کلیانی وغیرہ قلعون کا فتح کرنا اور عادل خان کا صلح کرنا

عرصہ مین معظم خان اور سردار خندق کے کنارہ پر پہنچ گئے اور خندق کو بھرنا شروع کیا۔ مورچالون تک
اہل حصار نے جان بازی کرکے کئی دفعہ حملے کئے بہت نقصان اوٹھاکر اور کشتہ اور زخمی ہوکر پھر قلعہ
مین چلے گئے۔ بادشاہی لشکر نے توپون سے دو برج اور دیوار پایئن کے کنگورے ڈھا دئیے
۱۳ جمادی الثانی سنہ ۱۱ جلوس کو محمد مراد نے برقندازون اور ملازمان شاہی کی ایک جماعت
لیکر ایک دفعہ اپنے مورچل سے حرکت کرکے یورش کی اور معظم خان کے مورچل کے محاذی برج
پر اطراف و جوانب مین نردبانین لگائین اور اوپر چڑھ گیا۔ مرجان قلعہ دار نے برج مذکور
کے عقب مین ایک بڑا حجرہ (گھر غار) بنایا تھا اسکو باروت و حقہ و بان سے بھرا تھا وہ مع اپنی
آٹھون بیٹون اور کل جمعیت کے برج پر ایستادہ ہوکر بہادرانہ جیساکہ چاہیئے لڑا اس اثنا
مین حجرہ مذکور مین ایک بان جو وہ لشکر شاہی پر مارتا تھا جا پڑا اور باروت مین آگ لگ گئی
دفعۃً شعلہ بلند ہوا۔ بہت آدمی مرگئے اور سیدی مرجان اور اسکے دو بیٹے کچھ جل گئے جو جلنے
سے بچے تھے وہ سیدی مرجان اور اسکے دو بیٹون کو اوٹھاکر ارک مین لے گئے۔ لشکر شاہی
اطراف سے قلعہ مین داخل ہوا اور دشمن پر حملہ آور ہوا ایک جماعت کو قتل کیا اور اعلام نصرت
کو بلند کیا اور کوس فتح کا ڈنکہ بجایا شہر کی محافظت کے لئے مہابت خان و محمد بیگ داروغہ
توپخانہ کو مقرر کیا۔ قلعدار نے کمال عجز و فروتنی سے امان طلب کی۔ ملک حسین امان نامہ
لیکر گیا مرجان سوختہ جان مین حرکت کی طاقت نہ تھی اُس نے اپنے بیٹون کے ہمراہ کنجیان
بھیجدین۔ شاہزادہ نے انکو خلعت دئے اور بادشاہی نوازش کا امیدوار کیا دوسری رونہ
سیدی مرجان نے جان مالک کو سپرد کی۔ شہزادہ قلعہ مین گیا اور وہان مسجد مین جو دو سو برس
ہوئے کہ حکومت بہمنیہ مین تعمیر ہوئی تھی۔ بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ ستائیس روز مین یہ قلعہ
آسانی سے فتح ہوگیا اور دس لاکھ روپیہ نقد اور آٹھ لاکھ روپیہ کا سرمایہ باروت و غلہ اور
اور میوا و قلعہ داری اور دو سو تیس توپین ہاتھ آئین۔
سرحد تلنگ کے متصل بیدر ایک معمورہ خوش عمارت شہر ہے ہندوستان کے باستانی
نامون مین لکھا ہے کہ پہلے یہ راجایان دکن کا حاکم نشین تھا ہمیشہ کرناٹک و مرہٹہ و تلنگ کے

راجہ رائے بیدر کی اطاعت کرتے تھے۔ نل راجہ مالوہ کی معشوقہ دمن مرزبان بیدر بھیم سین کی دختر تھی جسکی داستان کو شیخ فیضی نے نظم کرکے نلدمن نام رکھا ہے اوّل سلطان محمد ولد سلطان تغلق نے بیدر کو فتح کیا پھر وہ سلاطین بہمنیہ کے ہاتھ میں منتقل ہوا پھر بیجاپوریون کے تصرف میں آیا اب ممالک محروسہ میں داخل ہوا۔

شہزادہ نے سُنا کہ کلبرگہ میں عادل خان کے لشکر کی ایک جمع کثیر لڑائی کے قصد سے فراہم ہوتی ہے تو اسنے مہابت خان کو حکم دیا کہ پندرہ ہزار سوار جوش سپہ رزم آزمودہ ساتھ لیجاے اور اس سرزمین میں آبادی کا نشان نہ چھوڑے عمارت کی بنیادین اکھیڑ کر چند روز میں کے لئے گلستان بنائے۔ ابھی خان مذکور نواحی بیدر سے راہی نہین ہوا تھا کہ دو پہر کو غنیم کے دو ہزار سوار جن لشکر سے تین کروہ کے فاصلہ پر بنجارہ کے بیلون کو جو چراگاہ میں گئے تھے اپنے آگے رکھا اور اپنی قرارگاہ کو روانہ ہوئے معظم خان نے دلیر خان و رتن و بندہاے بادشاہی اور محمد مراد کو اپنی جمعیت کے ساتھ بھیجا کہ وہ مواشی کو چھڑائین اور غنیم کی تنبیہ کرین۔ یہ لشکر گرم عنان ہوکر دشمن کے سر پر جا چڑھا اور ایک گروہ انبوہ کو قتل کیا اور ساری مواشی چھین لئی معرکہ سے دشمن افتان و خیزان بھاگ گئے لشکر شاہی واپس آیا دوسری جانب سے اس کام میں افضل نے سب سے زیادہ پیش قدمی کی تھی جب اسنے یہ خبر سُنی تو وہ کلیانی مین نہ گیا اور اپنے سران لشکر سے جا ملا مہابت خان کلیانی کو بے سپر اور پائمال و غارت کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اثناء راہ میں ہر روز غنیم کی سپاہ اپنی سیاہی دکھاتی۔ مگر آگے نہ بڑھتی لشکر شاہی اُن پر تاخت کرکے بھگا دیتا ۵ رجب کو خان محمد و افضل و رستم پسر رندولہ مع اپنے سپاہیون اور رجان کے بیس ہزار کے قریب سواروں کو لیکر وقت دیکھ کر لشکر شاہی کی اطراف میں شوخیان و خیرگی کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ دشمنون کا کام خیرہ چشمی سے چیرہ دستی پر پہنچا اور پیش بازی اور دستیازی کرنے لگے۔ مہابت خان نے لشکر کی حفاظت سو بھان سنگہ کو سپرد کی اور خود اسنے راؤ ستر سال و جاآل کا کر وغیرہ کو جو اس فوج کے ہراول تھے ہمراہ لیا۔ سر العا فوج کی برابر غنیم آیا جسکا سردار دلیر خان تھا اور اسپر بان اندازی شروع کی

اور دار و گیر مین باز و کھولے مہابت خان آئین سرداری کو مرعی رکھتا تھا ہر طرف کی خبر
لیتا تھا۔ جب اسنے دیکھا کہ اخلاص خان اور دلیر خان پر کار تنگ ہوا ہے تو اسنے غنیم پر ایسا
حملہ نمایان کیا کہ اسکے پاؤن اکھڑ گئے اور اپنے مقر پر بھاگ گیا۔ فتحمندون نے تعاقب کیا۔ اور
بہت دشمنون کو ہلاک کیا۔ بادشاہزادہ سے حقیقت حال کو معروض کیا اور غنیم کی کثرت
اور جنگ گریز پر نظر کرنے کے لئے التماس کیا۔ غنیم کا اثر باقی نہ تھا۔ اسلئے ایک روز توقف
کرکے کمان کھینچنے سے پہلے معاودت کی۔ غنیم کے اشارہ سے سیوا و شاہجی بھونسلا نے سر اٹھایا
پرگنہ راسین و قصبہ چار گوندہ اور بعض بعض محال کے تھانہ دارون کی غفلت سے نواحی
احمد نگر مین انہون نے تاخت کی۔ بادشاہزادہ نے نصرت خان و کار طلب خان اور
ایرج خان کو تین ہزار سوارون کے ساتھ انکی تنبیہ کے لئے بھیجا اور راؤ کرن کو جو اورنگ آباد
سے بیدر کو آتا تھا حکم دیا کہ احمد نگر مین پہنچکر سرداران مذکور کے ساتھ متفق ہو کر غنیم کو ہٹائے۔
شاہزادہ نے سلطان محمد معظم کو افتخار خان کے ساتھ قلعہ بیدر مین چھوڑا اور خود ۲۳ رجب کو
قلعہ کلیانی کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ سکبار و جریدہ سفر کرکے ۲۹ رجب کو سرزمین کلیانی مین
آگیا۔ اسی تاریخ اسکے برج و بارہ کو دیکھ کر محاصرہ مین مشغول ہوا۔ اس حال مین متحصنون نے
تفنگ و تمام آلات جنگ کے چلانے مین ہاتھ کھولے معظم خان اور سردارون نے ملچار اور
دمدمے بنائے۔ اور یہ قصد کیا کہ جسطرح ہوسکے پائے حصار مین پہنچین ہر چند قلعہ نشینون
نے توپ و تفنگ سے ان پر آگ و تون کی طرح برسائی اور مدافعت مین بہت کوشش
کی اور لشکر شاہی کے بہت آدمیون کو زخمی و کشتہ کیا مگر وہ اپنی کوشش سے باز نہ آیا اور
معظم خان ۸ شعبان کو خندق کے کنارہ پر پہنچ گیا اور اہل قلعہ کو تنگ کیا۔ غنیم کے آدمی
مور و ملخ سے زیادہ صحرا مین پھیل کر رسد کے سد راہ ہوتے۔ بڑے بڑے سردار دس
دس ہزار سوارون کے ساتھ لیکر دو دفعہ کہی لشکر مین لائے۔ ایک دفعہ کہی آئی تھی کہ
غنیم کے بیس ہزار سوارون نے اسکو چارون طرف سے گھیر لیا۔ تیر و شمشیر و بان و تفنگ
سے خوب ہنگامہ جنگ گرم ہوا۔ بیش قیمت جانون کا نرخ ارزان ہوا تو بھی

ایک حشر برپا ہوا۔ راجہ رائسنگہ زخمی ہوا۔ راجپوتون نے بڑی بہادری دکھائی
اخلاص خان سوبھان سنگہ بھی زخمی ہوئے۔ آخرکار دشمنون کو لشکر شاہی نے بھگایا۔
اور ملک کو غارت کیا اور گلبرگہ پر تصرف پایا اب ہم پھر قلعہ کلیانی کے محاصرہ کا حال
لکھتے ہین کہ خندق کے کنارہ پر مورچے پہنچے اور توپ کی ضربون سے اکثر کنگورے
اڑ گئے تو بادشاہی آدمیون نے خندق کا بھرنا شروع کیا۔ ۱۹ رجب تک اسکے بہت حصے
بھر دئیے باوجودیکہ غنیم شوخی و خیرگی کرتا تھا مگر بادشاہزادہ انکی تنبیہ پر متوجہ نہین ہوتا
تھا اسکی ساری توجہ اسپر تھی کہ قلعہ کو فتح کرے عادلخانیہ افواج کے دفع مین کما ینبغی مقید
نہ ہوتا تھا اس سبب سے غنیم دلیر ہوتا تھا اور قدم آگے بڑھاتا تھا اسکے تیس ہزار سوار ولش
کر سے چھ کروہ پر اپنا بنگاہ بنایا اور وہان سے جریدہ جدا ہو کر لشکر سے دو کروہ پر
قیام کیا۔ شاہزادہ سمجھتا تھا کہ غنیم کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح سے میری خاطر کو پریشان کرے
جسکے سبب سے تسخیر قلعہ کا معاملہ تاخیر مین پڑے اورنگزیب نے از راہ مصلحت یہ شہرت دی
کہ لشکر انکی طرف رسد لانے کے لئے جاتا ہے اور ۲۴ شعبان کو اسنے راجہ رائسنگہ
اور اخلاص خان وغیرہ کو لشکر اور مورچالون کی حفاظت کے لئے مقرر کیا فوج قول کو
خود زینت دی اور غنیم سے لڑنے چلا۔ سلطان محمد کو تابینیون کی ایک جماعت کے ساتھ
التمش بنایا اور معظم خان و نجابت خان و راجہ سوبھان سنگہ بندیلہ و دلیر خان وغیرہ
کو ہراول اور شاہ نواز خان و راؤ ستر سال وغیرہ کو جرانغار بنایا۔ یہ لشکر جب خیمون سے نکلا
تو غنیم کے تیس ہزار سوارون کی سیاہی نمودار ہوئی۔ اور بہلول کے بیٹون نے جو لشکر غنیم
کے ہراول تھے دلیری کر کے بادشاہی لشکر کے ہراول سے لڑائی شروع کی دلیر خان پر شمشیر
چلائی مگر وہ بچ گیا۔ چارون طرف سے دشمنون نے ہجوم کیا لشکر شاہی اپنی جگہ قائم
رہا آگے نہ بڑھا کہ دشمن شیر ہو کر اسپر آیا تو پھر لشکر شاہی نے بھی گھوڑے دوڑا کر اس پر
حملہ کیا اور غنیم نے سخت مقابلہ کیا۔ بادشاہی چند امیر کشتہ ہوئے۔ شاہ نواز خان و
راؤ ستر سال و شمس الدین خویشگی و معظم خان و مہابت خان دائین بائین طرف سے آگئے

اور دشمنون پر دلیرانہ حملہ کیا اور انکو پاشان و پریشان کیا۔ مخالفون نے فرار کیا تو انکا
بنگاہ تک لشکر شاہی نے تعاقب کیا اور انکے خیمہ و خرگاہ کو جلایا اور حتی الامکان قتل و
آسیب سے باز نہ آیا اس سبب سے کہ قلعہ کے محاصرہ کا خیال تھا۔ مورچون کی خبر لینی ضرور
تھی اور غنیم کا پتا نہ تھا۔ تعاقب زیادہ ضروری نہ تھا شام کے وقت لشکر اپنے ڈیرون
مین چلا آیا نصرت خان وغیرہ جب احمد نگر پہنچے تو ایک بارگی سیواجی پر کہ اس سرزمین
مین فساد اٹھا رہا تھا حملہ آور ہوئے اور مخالفون کو گھیر لیا اور ایک جمع کثیر کو زخمی و قتل
کیا۔ دشمن بھاگ گیا اور یہ مقرر ہوا کہ کارطلب خان نواحی جنیر مین اور عبد المنعم پسر مرزا خان و
ہوشدار خان چمارگونده اور نصرت خان و ایرج خان پاندیہ مین قلعہ پرینده کے
محاذی توقف کرین تاکہ پرگنات لشکرون کے آسیب سے سالم و امین رہین کسی کو رعایا
کے حال کے تعرض کی مجال نہ ہو۔

اس ملک مین زقوم کا صحرا بہت تھا سردار کے حکم سے خندق کو زیادہ تر زقوم سے پر
کرتے تھے حصار گزین ...... ہمیشہ نقب مین باروت بھر کر یا اوپر سے بہت
سی گھانس مین آگ لگا کر خندق مین پھینکتے تو چوب زقوم جل جاتی اور خندق خالی ہو جاتی
پھر از سر نو تردد کرنا پڑتا اور اس سبب سے یورش کے کام مین دیر لگتی۔ اب اورنگ زیب
کے حکم سے خندق خاک پتھرون سے بھری گئی ۲ اسی تاریخ ملک حسین و فتح خان اپنے بھائی
محمد بیگ داروغہ توپخانہ کو دو ہزار سوارون کے ساتھ اورنگ زیب نے قلعہ پلینگڈہ کی فتح
کے لئے روانہ کیا اس قلعہ کو گو اہل قلعہ نے انکا مقابلہ کیا مگر انہون نے سرسواری اسکو فتح کر لیا
ایسے ہی ججنولی کی فتح کے لئے شیخ میر بھیجا گیا پہلے ہی سے خوف کے مارے قلعہ دار بھاگ گیا
بے تقدیع یہ قلعہ تصرف مین آیا سپاہ لوٹ سے معمول ہوئی۔

سیوم ماہ مذکور کو شاہزادہ سلطان محمد معظم اور معظم خان و نجابت خان و راے سترسال
اور مرزا سلطان و دلیر خان وغیرہ مخالفون کی دفع کے لئے روانہ ہوئے جو کر
مالش پاکر متفرق ہوگئے مگر پھر وہ جمع ہوئے وہ یہ چاہتے تھے کہ قلعہ کے لینے مین مخل ہون

اورنگ زیب نے سرداران لشکر کو تاکید سے حکم دیا کہ سعی و کوشش کر کے انکو ایسا پریشان کرین کہ پھر انکو لڑنے کا خیال ہی نہ پیدا ہو یہ لشکر ۱۰ کروہ چلا تھا کہ غنیم کا لشکر نمودار ہوا۔ اس کے قلب پر لشکر شاہی نے حملہ کیا اور تھوڑی دیر مین مخالفون کو بے جا و بے پا کیا۔ دو کروہ تک تعاقب کیا۔ اثناء رہ نوردی مین بہت سے دہات و قریات کو غارت کیا اور خشک و تر کو جلایا اور آخر روز گلبرگہ مین پہنچے۔ حسب الامر ایک جماعت کو مزار محمد گیسو دراز کی محافظت کے لئے مقرر کیا اور ایک اور جماعت کو اُس سرزمین کی تاخت و تاراج کے لئے روانہ کیا

جب قلعہ کی خندق خاک و پتھر سے پُر ہوئی اور برج مع فصیل کے توپون کی ضرب سے خراب ہوئے تو ۲۷ تاریخ کو دلاورون کے ذریعہ سے اس برج پر چڑھ گئے جسکے محاذی پختہ دیوار کچی ہوئی تھی اوّل اُسی دیوار کو ڈھایا۔ اگرچہ قلعہ کے اندر مدافعہ و مجادلہ مین متحصن ساعی ہوئے بان و تیر و تفنگ مارکر بازار کارزار اور ہنگامۂ جنگ کو انہون نے رونق دی تھی باروت و سحابہاے نفت آمود و پشتوارہاے کاہ کو آگ لگا کے اوپر سے پھینکتے تھے۔ مگر بادشاہی لشکر کے دلاور اسکو گلزار سمجھتے تھے سب کے سب ایک دفعہ قلعہ کے اندر داخل ہوئے۔ دلاور حبشی نے جو عادلخان کی طرف سے دو ہزار پانچ سو سپاہیون کے ساتھ قلعہ کی حفاظت کرتا تھا اپنے تئین معرض ہلاک مین دیکھ کر ایک عرضداشت بھیجی جسمین اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے جرائم کی معافی مانگی۔ چونکہ قلعہ مین اکثر سید تھے اسلئے بمقتضاء دینداری و مروت و فتوت کل قلعہ نشینون کے جان و مال کی امان دی گئی اور حکم دیا کہ وہ مع عیال و اطفال سب قلعہ سے باہر چلے آئین دوسرے روز غرہ ذی قعدہ ۱۰۶۷ کو قلعہ دار قلعہ کی کنجیان لیکر خدمت عالی مین آیا اور بیجاپور جانے کی اجازت مانگی۔ اورنگ زیب نے قلعہ پر قبضہ کیا اور بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور دلاور کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ بادشاہ کو جب ان قلعون کی فتوحات کی خبر پہنچی تو اس نے بیدر کا نام ظفرآباد رکھا۔ معظم خان کو ولایت کرناٹک جسکی جمع چار کروڑ دام تھی بطریق انعام عنایت کی اور اور سردارون کو مناصب دیئے اور جاگیرین دیکر مالامال کر دیا۔ جانشین عادلخان نے بھی اطاعت اختیار کی اور مقرر ہوا کہ ایک کروڑ پچاس لاکھ روپئے بطریق پیشکش کے بھیجے

قلعہ پرنیدہ مع لواحق اور قلاع و ولایت کوکن و محال و نکو بادشاہی ملازمون کے حوالہ
کرے۔ جب اورنگ زیب کی عرضداشت مین یہ حال لکھا ہوا بادشاہ کی خدمت مین گیا تو انہ
پچاس لاکھ روپیہ پیشکش مین معاف کیا اورنگ زیب کو حکم ہوا کہ وہ اورنگ آباد مین جاے۔ اور
قاضی نظاما کو پیشکش کے وصول کے لئے بھیجے معظم خان کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ پرنیدہ و قلاع
ولایت کوکن و ونکو مین تھانے بٹھاے اور قاضی نظاما جب واپس آئے تو پیشکش کو ہمراہ
لے کر بادشاہ کی خدمت مین آئے۔

تیس برس کی سلطنت کے بعد شاہ جہان کے بھی بھلے دن گئے برے دن آئے اس سے
عیش و عشرت کی جگہ مصیبت و آفت نے اور سلطنت کی جا عزلت نے چھین لی شاہجہان آباد
مین ۷ ذی حجہ سنہ ۱۰۶۷ کو بادشاہ کا اول پیشاب بند ہوا پھر مواد دموی کے ازدیاد سے
اعضاے اسفل مین ورم ہوا۔ اطباء کے علاج نے کچھ فائدہ نہین کیا۔ مرض بڑھتا گیا جون
جون دوا کی۔ ایک ہفتہ مین رفتہ رفتہ سلسل بول و قبض طبیعت اور ورم زیر ناف ہو گیا ان
امراض نے ایسا زور پکڑا کہ اسکو مردہ کی شکل بنا دیا۔ سات روز تک منہ مین کھیل کا دانہ
تک اوتر کر نہین گیا۔ اطباء کے مبالغہ سے بادشاہ نے کچھ شوربا پیا شیر خشت سے فائدہ ہوا۔
ضعف کچھ کم ہوا ان دنون مین صرف داراشکوہ اور بعض اور مقرب بادشاہ کے دیدار سے
مشرف ہوتے تھے مگر اور سب محروم تھے۔ ۱۵ ذی الحجہ کو جھروکہ خوابگاہ مین بادشاہ
بیٹھا سب نوکر کورنش بجالاے۔ خلق کا اضطراب کم ہوا اسی تاریخ داراشکوہ کے منصب کا اضافہ
کر کے منصب پنجاہ ہزاری چہل ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ عنایت کیا اور ایک کروڑ دام انعام کا
انعام سابق و لاحق ملکہ بیس کروڑ دام ہوئے۔ ساڑھے سات لاکھ روپیہ زکاۃ سائر
دارالخلافہ کا معاف کیا۔ اور حکم دیا کہ جہان مین جاؤن وہان کی زکاۃ معاف ہو
پانچہزار اشرفی ارباب استحقاق مین تقسیم کرنے کے لئے فاضلخان و رضوی خان و سید ہدایت اللہ کو دئے
بہت سے قیدی چھوڑ دئے بغیر اسکے کہ انکے جرائم کا استفسار کیا گیا ہو۔ ۱۹ محرم ۱۰۶۸ کو
بادشاہ نے پھر اپنا دیدار خلائق کو جھروکہ مین دکھایا اور ۲۰ محرم کو شاہجہان آباد سے اکبرآباد کو

بیماری شاہجہان

روانہ ہوا۔ ۲۰ صفر ۱۰۶۵ھ کو اکبرآباد سے تین کروہ پر جمنا کے کنارہ آیا۔ نجومیون نے دولت خانہ کو جانے کی تاریخ ۹ صفر مقرر کی۔ ماء اللحم و اشربہ مقویہ پینے سے طبیعت بحال ہوئی اور روز بروز صحت ہوتی گئی۔ بادشاہ اپنے دولت خانہ مین گیا اور جشن قمری اڑسٹھ سال کے ختم ہونے اور انہترویں برس شروع ہونے کا ہوا۔ بادشاہ کو دارا سب بیٹون مین زیادہ پیارا تھا اسکو منصب شصت ہزاری چہل ہزار سواری ہزار دو اسپہ و سہ اسپہ کا عنایت کیا اور ایک تسبیح مروارید قیمتی آٹھ لاکھ روپئے کی اور مرصع آلات چودہ لاکھ روپئے کے دئیے اس منصب کی تمام طلب مع انعام ۱۴۳ کروڑ دام تھی اور سالانہ حاصل اسکا دو کروڑ سات لاکھ پچاس ہزار روپیہ تھا۔ اسپر صوبہ بہار اور ضمیمہ ہوا۔

سوانح سال سی و دوم جلوس ۱۰۶۸ھ

اب آیندہ اس بادشاہ کے واقعات سلطنت صرف اسکی اولاد کے فساد مین اس لئے اسکی اولاد کی استعداد و لیاقت و خصائل کا ذکر اول کیا جاتا ہے۔ تم پہلے پڑھ آئے ہو کہ آصفخان کی بیٹی ممتاز الزمانی بیگم شاہجہان کی بیوی تھی اسکے بطن سے اس وقت چار بیٹے سلطان داراشکوہ و مرزا شجاع و مرزا اورنگ زیب و مرزا مراد زندہ تھے اور دو بیٹیاں بادشاہ بیگم اور روشن آرا بیگم۔ باپ نے ان چارون بیٹون کو اوضاع محمودہ و آداب ستودہ و پسندیدہ و اطوار برگزیدہ کی تعلیم گرانی تھی اور ہر ایک کو ایک وسیع ملک اور فسیح مملکت عنایت کی تھی اور سررشتہ انتظام و بست و کشاد مہام مملکت انہین کی رائے پر چھوڑا تھا۔ نزدیک و دور ممالک کی تسخیر ان سے کرائی تھی۔ چارون بیٹے امورات سلطنت مین کوئی نہ کوئی لیاقت رکھتا تھا وہ اپنی بلند نظری کے سبب آپس مین رشک و حسد رکھتے تھے ایک کی برتری اور عظمت کو دوسرا نہ دیکھ سکتا تھا۔ سلطان داراشکوہ سب مین بڑا بیٹا تھا اس وقت بیالیس برس کا تھا وہ بادشاہ کو ایسا عزیز تھا کہ اسکی دوری کبھی اسکو پسند نہ ہوئی وہ ہر وقت باپ کا انیس جلیس رہتا تھا بادشاہ نے اسکو سب بیٹون پر فوقیت دی تھی اور اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ یہ شاہزادہ دل کا شجاع اور ہاتھ کا سخی و طبیعت کا آزاد تھا۔ بادشاہت کی شان و شوکت

بادشاہزادون کے حالات اور ...

اور فوج کی حکومت کی لیاقت رکھتا تھا مگر کسی شخص کو جو فخر و عزت کا خواہان ہو اُسکو
مغلوب کرنا چاہتا تھا اس لیئے شاہجہان اُسے کہا کرتا تھا کہ وہ برون کے لیئے بھلا اور بھلون کے
لیے برا ہے۔ دشمنون سے انتقام لینے مین بے صبر و شکیب تھا احتیاط و حزم کے معمولی قواعد کو
کم اور نامردی جانتا تھا۔ اس مزاج اور شہزادہ پن کے ساتھ تصوف و ویدانت مین ڈوبا
ہوا تھا وہ کفر و اسلام کو برادر توام سمجھتا تھا وہ اپنے پردادا اکبر کے مدرسہ کا طالب علم
تھا ہندو مسلمانون کو متحد کرنا چاہتا تھا وہ فرنگیون کا بھی مربی تھا۔ انجینیر اور توپ خانہ
کے افسر فرنگی اسکے نوکر تھے جنکے نام فرانسیسی ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ یوزی صاحب
طبیعت پادری کے مواعظ دینیہ کو بہت رغبت سے سنتا تھا۔ ہندو مسلمانون کو ایک مذہب
کرنا چاہتا تھا۔ فقیرون اور ہندوؤن کی صحبت کا شوق تھا انکی کتابین پڑھتا اور پڑھواتا
دلی مین بنارس سے پنڈت بلوائے اور پچاس وید کے اپنشید کا ترجمہ فارسی زبان مین
کرایا۔ یہ ترجمہ رمضان ۱۰۶۷ھ مین ختم ہوا تھا۔ اس نے ایک کتاب ہندو مسلمانون کی
تطبیق مین لکھی۔ اس قسم کی تصنیفات وہ عربی فارسی مین خود کرتا اور عالمون سے کراتا
اس سبب سے مسلمان اسکو اپنے اسلام کا دشمن اور ہندو اسکو اپنے مذہب کا معاون جانتے
تھے۔ بحیثیت مجموعی اسکا مزاج ایسا تھا کہ اسکے دشمن بہت اور دوست تھوڑے تھے گو وہ شیرین
کلام تھا مگر ایک قسم کا غرور و گھمنڈ ایسا رکھتا تھا کہ لوگ اس سے مانوس کم ہوتے تھے۔ مرزا
شجاع اس سے چھوٹا بھائی تھا اس وقت چالیس برس کا تھا اور بنگال مین صوبہ دار تھا
اگرچہ فطری عالی دماغ تھا مگر عیش و عشرت مین ڈوبا رہتا تھا اور شراب کی بلا مین ایسا مبتلا
تھا کہ کور مغز ہوگیا تھا۔ اگرچہ اہل سنت و جماعت کے گھر مین پیدا ہوا تھا مگر شیعون سے ایسا
اتحاد و ارتباط رکھتا تھا کہ شیعہ مشہور ہوگیا تھا اہل سنت کی نظر اس پر بری طرح پڑتی تھی
شاہجہان نے اس شہزادہ کی نسبت کہا ہے کہ شجاع بجز از سیر چشمی وصفتے ندارد اس سے چھوٹا
بھائی اورنگ زیب ۳۹ برس کا تھا اور دکن مین صوبہ دار تھا اسکا مزاج اپنی ساری خاندان
سے نرالا تھا اس نے آئندہ اپنی سلطنت ایک نئے رنگ ڈھنگ سے کی وہ دل کا شجاع

مزاج کا تحمل طبیعت کا متین تھا۔ ملاقات مین متواضع منکسر اور آداب کا پابند۔ گفتگو مین شیرین کلام
جو بات منہ سے نکالتا سوچ سمجھ کر۔ عاقبت اندیش اور دور بین ایسا کہ برسون پہلے سے ہر بات کی
پیش بندی اور منصوبے کیا کرتا تھا۔ ہوشیار ایسا کہ چارون طرف کان لگائے رکھتا۔ ملکی کامون
مین جوڑ توڑ سے خوب واقف تھا۔ دل ایسا مستقل رکھتا تھا کہ کسی کے کہنے سے ڈھلمل نہین ہوتا تھا۔ نہ
کسی کے بھڑکانے سے بھڑکے۔ نہ کسی کے ٹھنڈا کرنے سے ٹھنڈا ہو۔ دشمنون کو اپنا دوست بنا لینا
اور دوستون کو آپس مین دشمن بنا دینا اور انکو دق و حیران کرنا خوب جانتا تھا یون تو نہایت سادہ
بے تکلف رہتا مگر وقت پر شاہانہ شان دکھاتا۔ لڑکپن مین ایسے پرہیزگار اور زہد شعار علماء سے
اسنے تعلیم پائی تھی کہ آغاز عمر مین وہ زہد و تقویٰ اور صوم و صلوٰۃ اور قرآن شریف کی تلاوت کا عادی
تھا نشست برخاست۔ رفتار گفتار کردار مین غرض ساری حرکات و سکنات مین ایک تعجب خیز
دینداری کی شان لئے ہوئے تھا۔ حرارت اسلامی اسکے رگ و پے مین ایسی بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ اپنے
مذہب کیلئے بڑی بڑی خطرون کے اٹھانے کو اپنا فخر و ناز جانتا تھا وہ اہل سنت و جماعت کے مذہب
پر اعتقاد کامل رکھتا تھا بعض اوقات اسکو دینداری کا جوش ایسا اوٹھتا تھا کہ وہ اس دنیا کی دولت کو
ناچیز سمجھکر اسکے تارک ہونے کا ارادہ کرتا تھا۔ چنانچہ ہمنے لکھا ہے کہ سنہ مین اسنے گوشہ نشینی و
خلوت گزینی کا ارادہ کر ہی لیا تھا۔ مگر باپنے یہ سنکر اس ارادہ سے باز رکھا۔ کبھی کبھی اپنی خود کامی
اور بلند نظری کے ارادون مین اور دغا و فریب کی چالون مین شرعی حجتین نکالا کرتا تھا۔ وہ کسی کی
نا اعتبار کرنے کو حزم و احتیاط جانتا تھا۔ باقی حال اسکی خصائل کا اسکی سلطنت و وفات کے بعد
بیان کرینگے شاہجہان نے اسکی نسبت کہا کہ ذی عزم و مآل اندیش بہ نظر می آید اغلب کہ تحمل امر خطیر
ریاست تواند شد۔ مرزا مراد سب سے چھوٹا بھائی تھا۔ گجرات مین صوبہ دار تھا۔ ہاتھ کا سخی
دل کا دلاور تھا۔ مہمات عظیم مین بڑی بڑی فوجون کی سپہ سالاری کر چکا تھا۔ مگر نرا شہزادہ تھا
ایسی عقل نہین رکھتا تھا کہ پادشاہی کے لئے داؤن پیچ کرتا۔ اس عقل پر ایک اور یہ کم بختی
تھی کہ عیش دوست تھا اسکی نسبت شاہجہان نے کہا ہے کہ مراد بخش مجہول الکیفیت باکل و شرب
ساختہ و اکثر الخمر است جہان آرا بیگم جسکو پادشاہ بیگم یا بیگم صاحب کہتی ہین۔ وہ بڑی

صاحبزادی تھی وہ ایک عقل کی پتلی نورحسن سے آراستہ بادشاہ کی آنکھ کی پتلی اور کلیجے کی ٹھنڈک تھی
وہ امورات سلطنت مین بہت دخیل تھی۔ بادشاہ نے جو دولت اور جاگیرین اُس کو دین
انکا ذکر اوپر ہو چکا ہے وہ ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر رکھتی۔ وہ اپنے بھائی داراشکوہ
سے بہت مانوس تھی اور بھائی بھی اسکو بہت چاہتا تھا۔ شاہجہان کو اپنی اولاد مین یہ
بڑا بیٹا اور بڑی بیٹی حد سے زیادہ عزیز تھے بیگم صاحب کی نسبت ڈاکٹر برنیر نے معلوم
نہین یہ بازاری گپ کسی بھنگیر خانہ مین سُنکر یا اپنے ملک پر قیاس کرکے لکھی ہے کہ بیٹی کو باپ نے
متہم کیا ہے اور لکھا ہے کہ شاہجہان اپنے اس کام کو درست اس وجہ سے جانتا تھا کہ
علماء و فقہاء نے فتویٰ دیدیا تھا کہ بادشاہ کو اس درخت کے میوہ سے متمتع ہونے کو منع کرنا
جو اُسنے خود لگایا ہو انصاف سے بعید ہے۔ ڈاکٹر نے جو اس عصمت مآب بیگم کے دامن
پر دھبا لگایا ہے اسکو انکا خود یادری کے تور یون مٹاتا ہے کہ بیگم صاحب کی
محبت مین گناہ کا شامل کرنا محض ایک افواہ عوام تھی جسکی بنیاد سوائے اہل دربار کی حسد کے کوئی
نہ تھی۔ پھر بیگم صاحب کی عشق بازی کے دو قصے تحریر کئے ہین اور لکھا ہے کہ مین بطور افسانہ
سازی کے نہین لکھتا۔ بلکہ وہ واقعات تاریخی لکھتا ہون جس سے ہندوستانیون کا حال معلوم
ہو جنکا مختصر بیان یہ ہے کہ بیگم صاحب نے ایک حسین جوان سے عشق پیدا کیا ایک دن شاہجہان
بے خبر بیگم صاحب پاس گیا تو اس نے اپنے یار کو حمام کی ایک دیگ مین چھپا دیا۔ بادشاہ نے اسکو
دیکھ لیا مگر رحمت اس طرح کیا کہ بیٹی سے کہا کہ تم نے ابھی غسل نہین کیا ہے۔ خواجہ سراؤن کو
حکم دیکہ دیگ کے تلے آگ روشن کرائی اور بیٹی کے یار کو اس طرح فی النار کیا۔ دوسرا قصہ یہ
لکھا ہے کہ بیگم صاحب نے ایک ایرانی خانساماں ناظر خان کو پسند کیا جسکو شاہجہان نے پان مین
ایسا زہر کھلا دیا کہ وہ گھر تک پہنچنے سکا راہ ہی مین موت آگئی ایک ظریف نے ان قصون کو سُنکر
یہ شعر ڈاکٹر برنیر پر پڑھا کہ سے جعفر زٹلی نے کیا کیا مکھی کو ململ کے بھینسا کیا۔ ہندوستان مین
مسلمان بادشاہ جو بدکردار ہوئے ہین انھون نے بہت بُرے بُرے کام کئے ہین لیکن کسی
نے یہ پاپ نہین کیا جو برنیر نے شاہجہان کے سر پر تھوپا ہے اور پھر اس پر یہ طرہ اور چڑھایا ہے

کہ مولویون سے فتوی لیکر اسکو جائز جانا ہے۔ ڈاکٹر نے بہت سی باتین ایسی لکھی ہین کہ جسکے سبب سے اسکی تصنیف پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔

بیگم صاحب سے چھوٹی بیٹی روشن آرا بیگم تھی جو عقل و صورت مین اور بادشاہ کے لاڈ و پیار مین بڑی بہن کے برابر تھی مگر اپنے بھائی اورنگ زیب پر دل و جان سے فدا تھی محل سرای شاہی مین وہی اورنگ زیب کی جاسوس تھی اپنے بھائی کو امورات سلطنت کی خبرین پہنچاتی تھی شاہجہان نے ہر چند چاہا کہ بیٹون مین طریقہ برادری ہمیشہ قائم رہے اور انمین اخوت و صداقت کو متانت ہو مگر اسکا اثر کچھ مرتب نہوا اور ساری نصائح اسکی ضائع گئین فتنہ پرستون اور ناراستون نے وہ داستانین بنائین اور فساد کے افسون پھونکے کہ بھائیون مین ابواب پرخاش ستیز مفتوح ہوئے اور دلون مین رنجشین پیدا ہوئین کہ باہم انتقام کے درپے ہوئے اور خویشتن داری کے سبب سے ہر ایک وقت قابو کا منتظر رہا جب بادشاہ بیمار ہوا تو دارا شکوہ نے وقت فرصت کو غنیمت جانکر امور سلطنت کا اختیار اپنے کف اقتدار مین لیا اور وکلا سے دربار کے وقائع کے نہ لکھنے کا مچلکہ لیا اور بنگالہ و احمد آباد و دکن کے قاصدون و مسافرون کی راہ بند کی مگر ڈاک چوکی کے ذریعہ سے بادشاہ کی بیماری کی شدت اور اسکی طول مدت کی خبر پھیل گئی تھی۔ پھر نزدیک و دور کے صوبجات مین واقعی خبرون کے نہ پہنچنے سے اور بادشاہ کے احوال نہ معلوم ہونے سے ہل چل پڑی واقعی خبرون کا پہنچنا مواد فتنہ و فساد کے رفع کے لئے واجب عقلی و شرعی تھا۔ اس ضمن مین بعض بداندیشون نے اور ونکی پریشانی مین اپنی جمعیت اصلاح جانکر جھوٹی بھی اخبار نویسی شروع کی اور اپنی عرائض خلاص آمیز ہر طرف بھیجکر معاملہ کو اور ہی رنگ مین دکھایا۔ بادشاہ نے اپنے حال کو متغیر دیکھکر چند اپنے خاص ارکان سلطنت کو بلایا اور دارا شکوہ سے بیعت کرائی اور یہ نصائح فرمائین کہ اول حاضرین انجمن کو سررشتہ اخلاص و ارادت و موافقت ظاہر و باطن کی نگاہداشت لازم ہے کہ ہر وقت ہر حال مین وہ دارا شکوہ سے موافقت کرین اور پھر دارا شکوہ کو پند ارجمند کی کہ وہ خدای الہی کی رضامندی و خرسندی مین اور عموم خلق کے ساتھ حسن سلوک مین اور رعیت و سپاہ کی رعایت مین ہمیشہ ساعی رہے پھر بادشاہ کشتی مین

بادشاہ کی بیماری مین امورات سلطنت مین فتور پڑنا

سوار ہوکر اکبرآباد مین چلا آیا جسکو بعض مورخ یہ بیان کرتے ہین کہ داراشکوہ باپ کو اس حالت مرض مین آگرہ لے گیا کہ وہان کے خزانہ پر قابض ہو۔ اب اس نے باپ کے چند روزہ مہمان سمجھ کر اورنیز تیئن پادشاہ جانکر ایسے احکام جاری کئے کہ سررشتہ ملکبانی و قانون پاسبانی ہاتھ سے گیا۔ مصالح دولت مین مفاسد عظیمہ اور انتظام مین کلی خلل پیدا ہوئی۔

داراشکوہ کا انتظام سلطنت اور بھائیون کی بغاوت۔

جب بھائیون کو یہ خبر پہنچی کہ باپ آفتاب برلب بام ہے اور داراشکوہ سلطنت پر متسلط ہے تو گجرات مین مرزا مراد نے تاج شاہی سر پر رکھا اور بنگال مین مرزا شجاع نے تخت شاہی قدمون تلے بچھایا دکن مین اورنگ زیب نے دانائی خرچ کی کہ بظاہر اوندا گنے مانند ہی پر قدم نہ رکھا مگر درپردہ سب کچھ سامان تیار کیا اور اپنی سعادت منشی دکھلانے کے لئے باپ کی عیادت کا بہانہ بناکے اورنگ آباد سے چل کھڑا ہوا۔ اب آگرہ مین شاہجہان کو شفاء کلی حاصل ہوگئی تھی سلطنت کے کاروبار کرنے کے لائق ہوگیا تھا۔ . . . مگر تین بیٹون کی حرکات ناسزا سے سخت ناراض ہوا اسکو داراشکوہ کے سوا کسی دوسرے بیٹے پر اعتبار نہ رہا اور اسپر ایسا اعتماد کیا کہ اپنے اختیارات سے بے اعتنائی کی۔ اب ان اوپر کی باتون کی تفصیل یہ ہے کہ بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہزادہ مراد بخش نے باپ کی علالت کی خبر سنتے ہی سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔ خواجہ شہباز خواجہ سرا کو فوج و مصالح قلعہ گیری کے ساتھ قلعہ بندر سورت کی تسخیر کے لئے اور بندر رندکور کے ضبط کے واسطے روانہ کیا۔ خواجہ شہباز نے بندر سورت مین پہنچکر قلعہ کو محاصرہ کیا اور نقب لگا کے اور برج و حصار اڑا کے قلعہ کو مفتوح کیا اور تجار کو جمع کر کے پندرہ لاکھ روپئے بطریق دست گردان طلب کئے۔ بہت قیل و قال کے بعد عمدہ تاجرون حاجی محمد زاہد اور بیرجی نے آپس مین اتفاق کر کے چھ لاکھ روپئے سب تاجرون کیطرف سے قرض مین دیا۔ اور تمسک پر محمد مراد بخش نے مہر کی اور خواجہ شہاب الدین نے ضمانت دی۔ شہر لوہ مراد بخش کا دیوان علی نقی تھا ایک معتبر خواجہ سرا اس سے عداوت ہمچشمی رکھتا تھا۔ یہ دیوان اجراء سیاست مین ایسا شدید تھا کہ اگر کوئی تقصیر کرتا تو اسکا زہرہ (پتا) نکلوا تا۔ ایک فقیر چوری کی علت مین گرفتار ہوا۔ علی نقی نے اسکا زہرہ نکلوایا اسنے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ تو مجھے

ناحق مارتا ہے تو بھی کسی تہمت کی بلا مین اسی طرح گرفتار ہو۔ اُس خواجہ سرا نے یا کسی اور نے علی نقی
کی طرف سے ایک نوشتہ جعلی بنایا جسمین اُسکے خط و مہر کی تقلید کی اور اُسمین داراشکوہ کو یہ لکھا کہ
شہزادہ مراد کا ارادہ فاسد ہے اور اُسکو موم مین بند کرکے قاصد کو دیا اور قاصد کو چوکی
مین گرفتار کرایا اور اُسکو مراد بخش پاس لائے۔ وہ نوشتہ کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا اور علی نقی
کو طلب کیا اور اُس سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نمک حرامی کے ارادہ سے اپنے ولینعمت کے ساتھ
قصد فاسد کرے تو اُسکی سزا کیا ہے۔ علی نقی نے کہا کہ اُسکی سیاست کرنی چاہیے اسکے بعد مراد بخش
نے وہ نوشتہ علی نقی کو دیا اُسنے پڑھ کر گستاخانہ جواب دیا کہ اُس ندیم پر آفرین ہے کہ جسنے
یہ جعل بنایا اور اس بادشاہ کی عقل و دانائی پر افسوس ہے کہ جسکو خدا نے سلطنت دی ہے اور
اپنے فدوی دوستون اور مخالف منافقون مین فرق نہ کرے۔ شاہزادہ غصہ مین پہلے ہی سے
مونڈھے پر برچھی لئے بیٹھا تھا اُس نے علی نقی کے سینہ مین برچھی ماری اور خواجہ سرا کو اشارہ کرکے
اُسکا کام تمام کرایا۔

شاہزادہ شجاع نے بادشاہ سے سرتابی کی اور زمینداروں کی اعانت کے بھروسہ پر
ترکتازی شروع کی اور اکثر محال خالصہ پر دست تصرف دراز کیا اور لشکر عظیم لیکر پٹنہ و بہار کا
عازم ہوا اور مقابلہ پر مستعد ہوا۔ بادشاہ نے مراد بخش کیطرف کچھ خیال نہین کیا۔ ... مگر
شجاع کے لئے ایک بھاری لشکر بسرداری سلیمان شکوہ روانہ کیا اور مرزا راجہ جیسنگھ کو اسکا اتالیق
مقرر کیا اور بہت خزانہ و ہاتھی اور امرائے نامدار اور بیس ہزار سوار اور دو ہزار بندوقچی پیادے تعین
اور سلیمان کا اضافہ منصب پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار پر کیا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا
جب راجہ بطریق ہراول بنارس کے نزدیک آیا محمد شجاع بھی اپنے لشکر کے شجاعون کے ساتھ پیکار
پر مستعد ہوا۔ کشتیون پر اپنا تصرف کیا اور راجہ کے ساتھ مقابلہ و کارزار پر متوجہ ہوا۔
اور راجہ سے ڈیڑھ کروہ پر اُترا۔ راجہ نے دوسرے روز جنگ کی شہرت نہ دی اور تبدیل
مکان کا اشتہار دیا اور اپنے مقام سے سوار ہوا اور صبح ہونے سے پہلے کہ ابھی محمد شجاع
خواب غفلت سے بیدار نہ ہوا تھا اور رات کے نشہ کا خمار اسکا نہ اُترا تھا قتال و جدال مین

مصروف ہوا۔ یہ بے خبر نا تجربہ کار اس وقت خبردار ہوا کہ کام ہاتھ سے جا چکا تھا اور لشکر کو شکست فاحش ہو چکی تھی۔ سراسیمہ تمام لشکر خزانہ و ہاتھی اور توپ خانہ اور کارخانے غارت ہو کر راجہ کے تصرف مین آئے۔ اور ساری ولایت داراشکوہ کے تصرف مین آ گئی۔ راجہ اکبرآباد شجاع کے ہمراہیون اور نامی شجاعون کی ایک جماعت کو اسیر کر کے روانہ کیا۔ داراشکوہ نے انکی تشہیر کر کے بعض کو قتل کیا بعض کے ہاتھ کاٹے۔ ۱۰۶۹ھ

شجاع میدان جنگ سے سراسیمہ ہو کر کشتی مین سوار ہوا اور پٹنہ گیا تھا۔ یہان بھی لشکر نے اسکا پیچھا نہین چھوڑا وہ منگیر گیا۔ یہان سے بھی نکالا گیا تو راج محل مین آیا۔ اس ہزیمت اور فرار ننگ و عار سے اسکی غفلت پر ایک ایسا کاری تازیانہ لگا کہ اُسنے ایک عرضداشت باپ کی خدمت مین بھیجی کہ امیدوار احمل حضرت کی عنایت کا ہون مجھ پر رحم فرمائیے اور میری تقصیرات کو معاف کیجئے۔ بادشاہ نے یہ درخواست منظور کر لی اور بنگ بنگالہ بدستور سابق اسکو عطا فرمایا اور سلیمان شکوہ کو لشکر سمیت واپس بلایا۔ یہ معاملہ تو مرزا شجاع کے ساتھ داراشکوہ کا ہوا۔

داراشکوہ نے اورنگ زیب کی بدخواہی کو بادشاہ کی دولتخواہی کے پیرایہ مین یون ادا کیا کہ اسکی طرف سے بادشاہ کو یہ سمجھایا کہ وہ بھی مرزا شجاع کی ہزیمت خوردگی کے انتقام کشی کے لئے اور مرزا مراد مفسد کی کمک کے واسطے ایک شائستہ لشکر کے ساتھ عیادت شاہی کا بہانہ بنا کے چلا آتا ہے ہر طرح سے وہ حضور کی دولت مین رخنہ اندازی کر رہا ہے کہ بخشہ کاری کے ساتھ پیغام نہانی بہت سے امیرون کو بھیجکر اپنا طرفدار بنا لیا ہے قطب الملک سے پیشکش کے کروڑ روپئے وصول کر کے بغیر حضور کی اجازت کے فراہمی سپاہ مین صرف کر دیے۔ اگر خدانخواستہ یہ لشکر اعظم جو والی بیجاپور سے لڑنے گیا تھا اور آجکل اورنگ زیب کے پاس ہے اسکو اسنے اپنا مددگار بنا لیا اور لڑائی کے لئے کھڑا ہو گیا تو پھر حضور کی سلطنت کا کیا ٹھکانا ہے اب صوابدید وقت یہ ہے کہ اول صوبہ دکن مین جو امرا تعینات ہین طلب کئے جائین پھر خزانہ کے لانے کا تقاضا کیا جاوے تاکہ اس سبب سے اورنگ زیب کی حشمت و شوکت و قوت کے اسباب بتدریج کم ہو جائین۔ اگرچہ ایسے احکام کے جاری کرنے کی مرضی بادشاہ کی نہ تھی مگر اب بادشاہ کی فراست اپنی حالت

بہ سبب پیری و بیماری کے نہ رہی تھی۔ داراشکوہ ایسا مزاج پر مسلط ہوگیا تھا کہ خواہ نہ خواہ
یہ احکام اس وقت جاری ہوئے کہ اورنگ زیب بیجاپور کی لڑائی مین مصروف تھا۔ پادشاہ کے
ایسا ولون اور سنراولون نے یہان آن کر لڑائی مین ایسی کھنڈت مچائی کہ مہابت خان و راؤ
ستر سال وغیرہ بے رخصت و بے اطلاع اکبرآباد کو متوجہ ہوئے۔ ایسے واقعات ناہنجار کے وقوع
سے اورنگ زیب کی خاطر مکدر ہوئی اُسنے اہل بیجاپور کو امان دیکر جان بخشی کی اور مصالحت و
معاہدہ کو قبول کر لیا اور اس مہم کا اتمام اور وقت پر رکھا اور خود بیجاپور سے اورنگ آباد مین
چلا آیا۔ پادشاہ کی طرف سے سپاہ کی طلبی کی وجہ اورنگ زیب کو یہ لکھی گئی کہ سپاہ کی ضرورت
مرزا شجاع و مرزا مراد کی سرکشی کے دبانے کے لئے ہے۔ داراشکوہ نے یہ بات دور کی سوچی
تھی باپ کی زندگی مین ان دونو بھائیون کا فیصلہ ہو جاے اور پھر اورنگ زیب سے دکن مین سمجھ
لیا جاے سب امراء پادشاہ پاس چلے گئے۔ شاہنواز خان و معظم خان میر جملہ و نجابت خان
کے سوا کوئی اورنگ زیب پاس نہین رہا ان امیرون مین معظم خان کی جان پر سب سے زیادہ
مصیبت تھی وہ خود تو یہان مہم بیجاپور مین اورنگ زیب پاس تھا اور بیٹیا اور سارا کنبا آگرہ مین
پادشاہ پاس تھا۔ اگر پادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتا تو اورنگ زیب کے ہاتھ سے اُسکی کم بختی آتی
اور اگر نافرمانی کرتا تو سارا خاندان عذاب مین پھنستا۔ مگر اورنگ زیب نے اسکو ایسی بات
سمجھائی کہ ساری اسکی حیرانی پریشانی دور ہوئی آپس مین صلاح مشورہ سے یہ بات نکالی
کہ معظم خان کو اورنگ زیب نے اپنی دربار مین بلایا اُسنے اپنی پریشانی کا عذر کیا اور تعمیل حکم مین
تاخیر کی اورنگ زیب نے اپنے بیٹے سلطان محمد کو حکم دیا کہ فوراً اسکو پکڑ کر مجلس مین لائے وہ جا کر
پکڑ لایا اورنگ زیب نے اسی مجلس مین اسکو قید کر کے دولت آباد کے قلعہ مین بھیج دیا اور اس کا سب
مال اسباب ضبط کر لیا اس ہی بھگت سے کام چل گیا کہ اُسکے خاندان پر آگرہ مین کوئی آفت نہ
آئی۔ بلکہ پادشاہ نے اورنگ زیب کو اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ ان دنون مین ایسا سُنا
گیا کہ اس فرزند ارجمند نے ہمارے ایک بے گناہ دوست کو جسنے شائستہ خدمات کی تعمیل و
عقل و ادب آموز نے ہمارے حکم کی تعمیل مین اسکو مجبور کیا تھا۔ تمنے بعض بادہ سرون کے

کہنے سے اسکا نقد و جنس ضبط کیا اور قلعہ دولت آباد مین اسکو محبوس کیا مین تمہاری اس حرکت
سے ناراض ہون کہ جو امرا ہماری اطاعت کو اپنا جزو ایمان جانتے ہین تم انکو قید کرتے ہو
اور جنکو دولت اسباب انعام دینا چاہیئے تم الٹا انکا مال اسباب ضبط کرتے ہو تمکو چاہیئے
کہ کسی حال مین مغلوب الغضب ہوا اور اپنے نفس کو قابو مین رکھکر عفو کو انتقام پر اور
مہر اندوزی کو کینہ توزی پر سبقت دو اور ہمارے فرمان کی اطاعت کرکے ہمکو خوش کرو
جس سے دونو جہان مین تمہاری رستگاری ہو۔ غرض اورنگ زیب کی یہ حکمت خوب چلی
اور معظم خان کے سب افسران ماتحت اپنے افسر کی اجازت سے اورنگ زیب کی خدمت مین
کمربستہ حاضر رہے اورنگ زیب کی اس حسن تدبیر اور گہیرین کو دیکھنا چاہیئے کہ اُس نے
اپنے سب کام پردہ مین کیئے اور دارا و شجاع کو آپس مین لڑنے بھڑنے دیا کہ ان دونو کے
ضعیف ہونے سے اپنے تئین فائدہ پہنچائے ۔

شاہزادہ مراد بخش کو بادشاہ نے فرمان بھیجا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اے فرزند تو نے مراسم
ادب کی رعایت کو بھلا دیا ۔ اور بدسلوکی اور بے روشی جو حق شناسی و عقل کے خلاف
تھین اختیار کین اور تو نے بڑی بڑی تقصیرات کین مگر ہم دیدہ و دانستہ ان سے
چشم پوشی کرتے ہین اور تجربہ سے تری تربیت و ناسپاسی کا انتقام نہین لیتے اور تیری ساری
لغزشون کو معاف فرماتے ہین تجھے چاہیئے کہ اس فرمان کے پہنچتے ہی برار کو جا ۔ ان دنون برار
وہ تجھے ہم نے جاگیر مین دی ہے اگر تو اس حکم کو نہ مانیگا اور بغاوت و سرکشی اختیار کرکے
برار نہ جائیگا تو پھر ہم پر واجب ہوگا کہ تجھ معاملہ نافہم بے ادب کی تادیب و گوشمالی کرکے
پیرائین اور کچھ دنون زندان مین کہ کودک منشون کے لیئے دبستان آگاہی ہے کردار نابکار کی
پاداش مین گرفتار رکھین اور تنبیہ کرکے مغرور غفلت شعار کو ہوشیار کرین ۔

ان فرمانون کا جواب نہ مراد بخش نے بھیجا نہ اورنگ زیب نے اس سبب یاس ہوا کہ اب کام
مواسا و مدارا و تغافل و تجاہل سے گذر گیا۔ دارا شکوہ کی صوابدید سے مہاراجہ جسونت سنگہ
کو مالوہ کی صوبہ داری عنایت ہوئی اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا گیا اور ہفت ہزاری

شاہزادہ مراد بخش کے نام فرمان [illegible]

ہفت ہزار سوار پنج ہزار دو اسپہ و سہ اسپہ پر اسکا اضافہ منصب کیا گیا اور سلخ جمادی الاول ۶۸ ؁ کو قاسم خان کو احمد آباد کی صوبہ داری مرحمت ہوئی اور منصب پنجہزاری پنج ہزار دو اسپہ وسہ اسپہ کا عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا گیا۔ ان دونو سرداروں کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ سارے امیر اور لشکر اوجین مین مقیم رہین اگر شہزادہ مراد اپنی سعادتمندی و دور اندیشی سے حکم کی اطاعت کرکے احمد آباد کو خالی کردے تو بہتر ہے ورنہ اسکو دوبارہ فہمایش بطور نصیحت کی جاے کہ اتمام حجت ہو جاے اگر اسپر بھی وہ نہ سمجھا ور لڑنے کو آئے تو بے توقف احمد آباد مین جاکر اس ولایت گجرات کے استخلاص مین کوشش کرین۔ اگر اورنگزیب ادھر آتا ہو تو اسکو ... یہ دونو سردار اجین مین جاکر مقیم ہوئے۔

اورنگزیب خوب سوچ سمجھ کر جمادی الاول ۶۸ ؁ کو اورنگ آباد سے برہان پور کی طرف روانہ ہوا اسکو یہ خیال تھا کہ اگر داراشکوہ نے مراد کو شجاع کی طرح مغلوب کر لیا تو اسکو بڑی قوت و قدرت حاصل ہو جائیگی اس لئے کسی طرح سے مراد کو اپنا طرفدار بنانا چاہیئے چنانچہ اس نے اپنی تدبیر و رائے صائب سے محمد مراد بخش کو مکرر بکمال محبت نامۂ التیام آمیز لکھے جو بادشاہی کی مبارکباد اور تہنیت پر مبنی تھے اور یہ لکھا تھا کہ مجھ دنیاے غدار کے کاروبار سے کسی طرح کی دلبستگی اور آرزو نہین ہے اور طواف بیت اللہ کے سوا کوئی اور مراد منظور نہین ہے برادر بے شکوہ کی زیادہ سر بلندی بے انصافی کے مقابلہ مین جو کچھ اس بدۂ اخوان کے دل مین آیا وہ بموقع اور بجا تھا لیکن انسب یہ ہے کہ ابھی پدر بزرگوار بقید حیات ہین ہم دونو بھائی متفق ہو کر باپ کی خدمت مین جائین اور اس خیرہ سر بد ملت بادۂ نخوت و غرور و خود رائی کے مست کے سزا دینے مین مشغول ہون اگر مقدور ہوا اور حضرت ولینعمت کا دیدار مبارک میسر ہو تو آشوب و فتنہ کے دور کرنے مین کوشش کرین اور ہم نے جو تقصیر عالم اضطرار مین بے اختیاری کی ہے اسکا عذر بادشاہ کی خدمت مین عرض کرین اور بعد سلطنت کے انتظام کے اور تمہاری دولت کے مخالفون کی تادیب کے مین تم سے کعبۃ اللہ جانے کی اجازت حاصل

اورنگزیب کا اورنگ آباد سے جانا اور شہزادہ مراد کو خط

کرکے اپنے مقصود کا عازم ہون۔ تم کو چاہیئے کہ اس ارادہ مین تاخیر نہ کرو اور شائستہ
فوج اور آراستہ لشکر لے کر کافر بے ادب یعنی جسونت کی تادیب کے قصد سے مرحلہ پیما ہو
اور مجھکو یہ جانو کہ دریاے نربدا کے پار ہون اور فوج دریا موج اور توپخانہ جہان آشوب
کو کہ میری ہمراہ ہے اسکو اپنی فتح کے مصالح مین سمجھو اور کلام اللہ کو عہد و پیمان کا کفیل مجھ
ہوا خواہ کا جانو اور کسی وجہ سے اپنی خاطر مین وسوسہ نہ کرو۔ یہ خط خافی خان
کی منتخب اللباب سے ترجمہ کیا ہے مگر مکتوبات عالمگیری مین اور اس عہد کی پانچ چار اور
تاریخون مین اس خط کا پتہ نہین ملا۔ الفنسٹن صاحب نے بھی اس خط کو خافی خان سے نقل کیا ہے
ورنہ عمل صالح مین یہ لکھا ہے کہ مرادبخش بہت سا لشکر لے کر بادشاہ کی سپاہ سے لڑنے
کے قصد سے روانہ ہوا جب لشکر شاہی کے قریب آیا تو اس سے تنہا روبرو ہوتا نامناسب
جانا جس پاؤن آیا تھا اس پاؤن پھر گیا اور اورنگ زیب کے حکم سے اس سے جا ملا اور
اسکا شریک ہو گیا۔ خافی خان کے بزرگ مرادبخش سے رشتہ ملازمت رکھتے تھے اس لیے
اُنھون نے اس شہزادہ کی نسبت ایسی باتین لکھی ہین جو اور تاریخون مین نہین اورنگ زیب نے
خط مذکور کے موافق عہدنامہ لکھ کر بھیجدیا اور لشکر کی گرد آوری کی اور توپخانہ کی تیاری مین
بادشاہانہ سعی اور عاقلانہ تدبیر کی مگر سکہ و خطبہ پر اصلا متوجہ نہ ہوا۔ بادشاہزادہ
محمد معظم کو اورنگ آباد کی حراست کے لیے چھوڑا۔ شاہزادہ محمد اکبر کو جو ان ہی دنون مین
پیدا ہوا تھا اسکو مع پردگیان حرم قلعہ دولت آباد مین چھوڑا۔ معظم خان حرف اسیر گیا
جو اس قلعہ مین مصلحتاً محبوس تھا وہ در پردہ انکا محافظ تھا۔ غرہ جمادی الاولی کو شاہزادہ
محمد سلطان کو نجابت خان اور ایک جماعت امرا کو آگے بطریق ہراول روانہ کیا۔ مرزا
قلی خان دیوان دکن کو جسکا دستور العمل اس ملک مین مدتون تک وزرا کے نامون
مین یادگار رہیگا اپنا دیوان مقرر کیا اور آخر کو میر آتشی کی خدمت اسکو سپرد کی اور
ہمراہ لیا۔ بہت سے امرا کارزار دیدہ آزمودہ کار رفاقت مین ساتھ لئے ۱۲ ماہ مذکور
کو اورنگ زیب برہان پور کو روانہ ہوا اور ۲۵ کو یہان آگیا۔ کہتے ہین کہ حضرت

شیخ برہان اس عہد کے بزرگون مین تھے۔ جب اورنگ زیب بجریدہ ان سے ملنے گیا اور فاتحہ
کی التماس کی تو شیخ نے جواب مین فرمایا کہ ہم فقیرون کی فاتحہ سے کیا حاصل ہو گا تم پادشاہ ہو
عدالت و رعیت پروری کے قصد سے فاتحہ پڑھو مین بھی تمہاری رفاقت مین دعاء فاتحہ
پڑھونگا۔ اس کلام کو سنکر شیخ نظام نے اورنگ زیب کو مژدۂ سلطنت کی مبارکباد دی
بعد فاتحہ کے شیخ نے کلمۂ نصائح آمیز فرمائے اور تبرک دے کر رخصت کیا اورنگ زیب نے
ایک مہینے تک برہان پور مین سرانجام ضرور او راخبار حضور کی تحقیق کے لئے قیام کیا۔
۲۵ جمادی الاخری کو محمد طاہر مشہدی کو وزیر خان کا خطاب دیکر برہان پور کا نگہبان مقرر
کیا اور آپ دارالخلافہ کی طرف چلا۔ اُس روز معلوم ہوا کہ عیسی بیگ وکیل اورنگ زیب کا
جو داراشکوہ نے مقید کیا تھا شاہجہان نے اسکو رہا کرکے مرخص و مطلق العنان کیا وہ
بطریق یلغار اورنگ زیب پاس آیا اور اس نے مہاراجہ جسونت سنگھ و قاسم خان کی اوجین
مین آنے کی اطلاع دی۔ وہ لٹ لٹا کر آیا تھا۔ اورنگ زیب نے اسکو دس ہزار روپیہ دیے
دو تین منزل چلا تھا اُسسے عرض کیا گیا کہ شاہ نواز خان کا رفاقت کا ارادہ نہین اُس کی
ایک بیٹی اورنگ زیب سے اور دوسری بیٹی مرزا مراد بخش سے بیاہی گئی تھی۔ شاہزادہ
محمد سلطان کے ہمراہ شیخ میر کے لڑکے کو حکم دیا کہ وہ جاکر شاہ نواز خان کو قلعہ ارک
مین محبوس کرین ہر منزل مین روشناس اور کار طلب نوکرون کے وہ اضافہ کرتا اور
انکو خطاب دیتا۔ دہم رجب کو آب نربدا سے عبور کیا۔ محمد مراد بخش محبت آمیز عہد نامہ
کے بھیجنے کے بعد احمد آباد سے نکلا۔ ۲۱ رجب کو وہ دیپال پور مین آیا اور اورنگ زیب سے
ملا۔ دونو بھائیون مین بڑے تپاک کی باتین ہوئین اور از سر نو عہد و قرار بکفالت قسم
کلام اللہ ہوئے۔ اورنگ زیب نے دریاؤن و ندیون کے معبرون پر اور خشکی کی گذرگاہون پر
ایسا بند و بست کیا تھا کہ آب و باد کا گذر متعذر تھا وہ اجین سے سات کروہ پر آگیا اور راجہ جسونت سنگھ
کو دونو بھائیون کے فوج پہنچنے کی خبر نہ ہوئی۔ جب اکبر پور سے لشکر کا گذر ہوا تو راجہ شیورام
قلعہ دار مانڈو نے مطلع ہو کر مہاراجہ کو مجمل حال لکھ کر اطلاع دی۔ قاسم خان نے جب محمد مراد بخش کی

احمد آباد سے چلنے کی خبر سنی تھی تو وہ آگے آیا تھا مگر محمد مراد بخش نے راہ راست کو ۸ کروہ کے تفاوت
سے چھوڑ دیا اور اورنگ زیب پاس چلا آیا۔ قاسم خان مایوس ہو کر الٹا چلا گیا۔ داراشکوہ کے آدمی
کہ دھار کے نواحی و قلعہ مین تھے دونو بھائیون کے لشکرون کی شکوہ دیکھ کر بھاگ گئے اور مہاراجہ سے
جا ملے لشکر کی خبر سنکر مہاراجہ مع قاسم خان کے ایک منزل آگے آگئے اور اورنگ زیب کے لشکر
سے ڈیڑھ کروہ پر اترے۔ اورنگ زیب نے کب نام برہمن کو کہ ڈہرہ کہتے مین اور زبان آوری
مین مشہور تھا مہاراجہ پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ ہمارا مطلب اس حرکت سے فقط حضرت ولینعمت
مرشد و جہان کی ملازمت و عیادت سے ہے جسکو ہم محض عبادت سمجھکر حضور پر نور کیطرف
متوجہ ہوئے ہین جنگ و مخالفت کا ارادہ نہین رکھتے۔ مناسب یہ ہی کہ تم بھی ہماری ہمرکابی چلو
اور نہین تو سر راہ سے کنارہ اختیار کرو اور اپنے وطن کو چلے جاؤ اور فتنہ اور بندہاے خدا کی
خونریزی کے سبب نہو۔ مہاراجہ نے اعلیٰ حضرت کے حکم کی اطاعت کو پیغام کے نہ قبول کرنے
کے لئے دستاویز بنایا اور جواب ناصواب بھیجا۔ دوسرے روز دونو طرف سے ترتیب فوج
مین مشغول ہوے اورنگ زیب نے بیس ہزار سپاہ کو اسطرح مرتب کیا کہ مرزا محمد سلطان کو ہراول
بنایا۔ نجابت خان اور ایک جماعت امرا اور ہاتھیون کو اسکے ساتھ کیا۔ ذوالفقار خان
عرف محمد بیگ اور شاہزادہ کے چند بہادرون کو لیکر شاہزادہ کا ہراول مقرر کیا مرشد قلی خان کو
مع توپخانہ کے ہراول پیش آہنگ بنایا۔ محمد مراد بخش کو فوج اور سردارون کے ساتھ برانغار کی
طرف صف آرا کیا اور شاہزادہ محمد معظم کی سپاہ جرانغار کی طرف مقرر ہوئی۔ اسی طرح فوج
التمش و چنداول ورجابجا امرا معرکہ آرا ہوئے۔ خود اورنگ زیب ہاتھی پر بیٹھ کر قول مین ٹھیرا
دوسری طرف مہاراجہ جسونت سنگہ نے لشکر کو اس طرح آراستہ کیا کہ قاسم خان کو ہراول مقرر
کیا اور رسالہ بادشاہی اور داراشکوہی توپخانہ کے پیچھے امیران کار طلب کو مقرر کیا۔ افواج میمنہ و
میسرہ و التمش کو آراستہ کرکے اور مست جنگلی ہاتھیون کو دونو فوجون کا پیش آہنگ بنایا اور سردار
جدا جدا مقرر کئے اور خود راجپوتون کے ساتھ قول مین صف آرا ہوا۔ ۲۲ رجب سنہ ۶۸ کو دونو
لشکرون نے مستانہ وار معرکہ کارزار مین قدم رکھا۔ اورنگ زیب نے اُس داروغہ توپخانہ کو

حکم دیا کہ بان اور گولے کو مار کر سپاہ کو دار و گیر مین گرم کرے۔ ہر ساعت لڑائی بڑھتی گئی
اور تیر و سنان پر نوبت آگئی۔ نامدار سردارون کے سر تن سے جدا ہوئے اور شمشیر و خنجر کی
ضرب سے بڑے بڑے بہادر خانۂ زین سے زمین پر آئے جنگجو راجپوتون مین سے پدر صندل
کی جگہ خون سے بیٹے کے قشقہ لگانے کو نیکنامی و سرخروئی سمجھتا تھا عرصۂ کارزار مین
کوئی دلیری و بہادری باقی نہین رہی جو کام مین نہ آئی ہو تمام نامدار راجاؤن مین سے
مکند سنگہ ہاڈہ اور رتن سنگہ راٹھور و ارجن گور و دیال سنگہ جہالہ اور اور راجپوتون نے
رام رام کہہ کر گھوڑے دوڑائے اور توپخانہ کی آگ پر پروانہ کی طرح گرے اور پے در پے
حملون سے دشمن کے توپخانہ کا انتظام کو شکستہ کر دیا۔ مرشد قلیخان کو مار ڈالا۔ ہراول پر عرصہ
تنگ کیا۔ ذوالفقار خان کے ہمراہی فرار ہوئے مگر وہ ہاتھی سے اتر کر بہادرون کے ساتھ
ہوا اور جنگ کر کے زخمی ہوا مگر راجپوتون کو اسنے روک دیا پھر اسکی کمک کے لئے ایلتمش آیا اور
دار و گیر کی صدا زمین سے آسمان پر پہنچی۔ پادشاہزادہ محمد سلطان و نجابت خان مع
ہمراہیون کے راجپوتون کے دفع کرنے مین پہاڑ کی طرح کھڑے ہوئے تاہم ساعت
راجپوتون کا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ شیخ میر خوافی و صف شکن خان و مرتضی خان مدد
کو آئے اور انہون نے دشمن کی کمرگاہ پر حملہ کیا مگر اسسے بھی راجپوتون کا کچھ نہو سکا تو
اورنگ زیب خود ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی حمایت کو آیا تو لشکر کے مغلوبون کو غلبہ ہوا۔
اور بہت راجپوتون کو تیغ و تیر و سنان سے مارا ؎
ز بس راجپوتان پرکار جنگ + گذشتند از جان بناموس و ننگ + فتاد آن قدر کشتہ در کارزار +
کہ شد بستہ راہ گذر بر سوار + میدان جنگ کی زمین خون سے سرخ ہوئی اور طیور و وحوش
کی خوراک برسون کے واسطے مُردون کے گوشت سے تیار ہو گئی۔ مگر اس حال مین بھی میدان
جنگ سے راجپوتون کا پاؤن نہ اکھڑا کہ محمد مراد بخش برانغار کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگہ
کی بنگاہ پر حملہ آور ہوا اور تاخت و تاراج اسنے شروع کی اور وہان ایک محاربۂ عظیم
راجپوتون سے ہوا اور ایک جماعت مثل دیبی سنگہ و پرسوجی و مالوجی جو آٹھ نو ہزار

سواروں سے بنگاہ کی حراست کرہے تھے مقابلہ و مقاتلہ کے بعد کئی دفعہ محمد مراد بخش
ہاتھی تک پہنچا اور جان سے گئے مگر دیبی سنگہ گھوڑے سے پیادہ ہوکر مثل زنہاریوں کے
محمد مراد بخش کی خدمت میں آیا اور الامان کی فریاد کی اور جان و مال و عیال کی امان
چاہی اسکو امن دیا گیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ شمشیر کی ضرب اور حملوں کے صدموں سے
مکند سنگہ ہاڈہ و سجان سنگہ سسودیہ و رتن سنگہ راٹھور و ارجن گور و دیال داس
جھالا و موہن سنگہ ہاڈہ کے بہرا کہڑ گئے اور انکی سپاہ کے کشتوں کے پشتے لگ گئے اور اورنگ زیب
کے لشکر کا ایسا غلبہ ہوا کہ مہاراجہ جسونت سنگہ کے دل میں خوف و ہراس پیدا ہوا اور
نامدار راجاؤن کے دستور کے برخلاف معرکہ کارزار میں عار فرار کو اپنے اوپر گوارا کیا
اور بدنامی دائمی کو اپنے لیئے پسند کیا دشمنوں کے طعنوں کی کچھ پروا نہ کی۔ پہلے اس سے کہ
فوج کی ہزیمت ہو بجائے صندل سرخ و سفید قشقہ کے سیاہ نیل کا خط پیشانی پر کھینچکر
صف قتال سے وطن کو بھاگ گیا۔ قاسم خان اور بادشاہی نوکروں اور دارا شکوہ کے
سرداران فوج خاص نے ناچار سر فوج کی رفاقت میں فرار کیا اور ہر ایک کسی طرف چلا گیا۔
اورنگ زیب کی فتح و فیروزی کا شادیانہ بلند آوازہ ہوا اور تمام توپخانہ و ہاتھی و خزانہ اور
قطار شتر و استر بوجھوں سے لدے ہوئے اور تمام کارخانہ بادشاہی اور دارا شکوہ کی
بعد تاراج کے اورنگ زیب کی سرکار میں ضبط ہوئے۔

بہادروں کو جب لڑائی سے فرصت ہوئی تو وہ لوٹ پر جھکے۔ دشمنوں میں سے جس کسی نصیبہ
یاور ہوا وہ اپنا سر بچا کر لے گیا اور سامان چھوڑ گیا۔ بہت سے گھوڑے لوٹ میں ہاتھ لگے
جنکے ہاتھ پاؤں میں خون کی مہندی لگی ہوئی تھی۔ عالمگیر نامہ میں لکھا ہے کہ اس فتح کے بعد
جو عالمگیر بادشاہ کے فرامین والی بیجاپور اور حیدرآباد کو تحریر کیئے ہیں انمیں لکھا ہے کہ مخالف کی فوج میں
چھہ ہزار آدمی اور بڑے بڑے نامی سردار مارے گئے اور اس طرف سے سرداروں
میں مرشد قلی خان کشتہ ہوا اور ذوالفقار خان زخمی۔

دونوں بھائی آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے۔ شاہزادے اور امرا تسلیمات

تہنیت بجا لاتے تھے۔ محمد مراد کے ہمراہیون کے برہم ہاکے واسطے ہند ہ ہزار اشرفی اور چار فیل باساز نقرہ و حوضہ طلا اور بقدر جواہر و مرصع آلات و لآلی آبدار محمد مراد بخش کے تردد نمایان کے جلدو مین بھیجے سچ کہا ہے ؎

ہمین تا برآید بہ تدبیر کار ✝ مدارائے دشمن بہ از کارزار

اورنگ زیب نے ۷ رجب کو آہین سے کوچ کیا اور آٹھ کوچ کرکے گوالیار مین خیمہ زن ہوا آگرہ کی گرم ہوا شاہجہان کے مزاج کے موافق نہ تھی کچھ صحت پائی تھی کہ وہ شاہجہان آباد کو روانہ ہوا اور اس حرکت مین دارا شکوہ اپنی مصلحت نہین سمجھتا تھا اسلئے اول وہ مانع ہوا مگر بادشاہ کوچ بکوچ چلکر بلوچ پورہ مین آیا صوبہ داروں کی عرائض سے جسونت سنگہ کے لشکر کی شکست کا حال معلوم ہوا تو وہ رنجیدہ خاطر ہوا اور اس نے جانا کہ دونو بیٹون نے باہم عہد و پیمان کرکے بغاوت اختیار کی ہے۔ مہاراجہ کی شکست سے دارا شکوہ سراسیمہ ہوا اور ہوش باختون کی طرح باپ کی منتین کرکے آگرہ کیطرف لے گیا۔ اورنگ زیب نے معظم خان کو دولت آباد مین محبوس کرکے شاہزادہ محمد اکبر کی حفاظت کے لئے چھوڑا۔ دارا شکوہ اسکے معنے یہ سمجھا کہ معظم خان کی رہنمونی سے اورنگ زیب نے یہ کام کیا ہے اسلئے اس نے اسکے بیٹے محمد امین کو جاکر حضور مین مقید کیا اور اسکے گھر پر پہرہ چوکی بٹھا دیا مگر شاہجہان اصلاح و دفع فتنہ و فساد چاہتا تھا اسکو چندروز کے بعد خلاص کیا کہتے ہین کہ شاہجہان نے دارا شکوہ کو بار بار منع کیا کہ تو لڑنے نہ جا تیرے جانے سے دونو بھائی اور زیادہ خیرہ ہونگے اور ستیزہ کرینگے اور خود دونو بیٹون کے سمجھانے اور صلح کرانے کے ارادہ سے جانے کا ارادہ کیا اور پیشخانہ کے باہر نکالنے کا حکم دیا۔ مگر دارا شکوہ خان جہان عرف شائستہ خان کی ہمزبانی و ہمدمی کے سبب اسپر راضی نہین ہوا۔ یہ بھی روایت کرتے ہین کہ راجہ کی ہزیمت کی خبر پہنچنے سے پہلے کہ ابھی افواج دکن اور احمدآباد آپس مین نہین ملی تھین شاہ جہان نے خود جانے کا قصد کیا تھا اور خان جہان سے مصلحت پوچھی تھی اور مکرر اس سے مشورہ

اورنگ زیب کا اکبر آباد مین آنا ۱۰۶۸ھ

لیا تھا مگر اُس نے یہ مشورہ نہ دیا خان جہان جو اورنگ زیب کا خالو تھا اور اُسکے ساتھ
دل سے اخلاص رکھتا تھا وہ اورنگ زیب کا جوہر ذاتی و رشد پر نظر رکھتا تھا اور اوج طالع
کو دیکھ رہا تھا اُس نے بتقاضاء وقت مصلحت نہ دی اور جب جسونت سنگہ کے شکست کی خبر
آئی تو بادشاہ کو خان جہان پر اورنگ زیب کی طرفداری کا گمان ہوا تو اسے غصہ کیا
اور اسکے سینہ پر عصا مارا اور تین روز مجرے سے ممنوع رکھا مگر پھر مہربانی فرمائی اور
اُسسے مشورہ لیا تو اُسنے اپنی مصلحت سابق بتلائی آخرکار بادشاہ نے جو اپنا پیش خانہ
باہر نکالا تھا اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا - بادشاہ نہم شعبان سنہ ۱۰۶۸ کو اکبرآباد مین آگیا تھا
اور ۲۷ شعبان کو اُس نے لشکر اور داراشکوہ کو رخصت کیا - یہ رخصت اسکی فی الحقیقۃ رخصت
واپسین اور ملاقات آخرین تھی محبت کے غلبہ کے سبب سے اس بیٹے کو جسکو جان کی طرح
ہمیشہ بغل مین رکھتا تھا اور کبھی اپنے پاس سے جدا نہ کیا تھا اسکی فتح و ظفر کی دعا کے لئے
قبلہ کی طرف رخ کیا اور بکمال رقت کے ساتھ فاتحہ پڑھی نہایت شگون کی لئے رتھ پر سوار کیا فتح و نصرت کے
کو رکہ دولت بجوایا امراء نظام و سپاہ شاہی اپنے اندازہ و قدر و مقدار اور
اپنے قرب و منزلت کے موافق بکمال ادب کے ساتھ ہالہ کی طرح اسکے گرد تھے منصبدار اور
لشکر بیشمار اسکی ہمراہ تھا بعد اس رخصت کے مصلحت وقت کا ملاحظہ بھی ضرور تھا -
بیگم صاحبہ نے نامہ ملاطفت مضمون (حقیقت مین یہ خط شاہجہان کا لکھا ہوا تھا)
لکھ کر اپنی سرکار کے بخشی محمد فاروق کے ہاتھ اورنگ زیب پاس بھیجا جسکا خلاصہ مضمون
یہ تھا کہ بادشاہان عظیم الشان پر کہ خلافت کے بار امانت کے متحمل مین واجب ہی کہ کل رعیت
کی مراعات و رعایت و حمایت مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرین اور سب طرح سے لوازم
پاسبانی کو بجا لاوین الحمد للہ کہ اعلی حضرت رات دن عبادت الہی کے بعد ملک و ملت
کے انتظام مین مصروف رہتے ہین ہمیشہ مملکت کی امنیت و معموری اور خلائق کی رفاہیت
مین انکی توجہ رہتی ہے - ابتدا سے اب تک موافق کتاب سنت حضرت خیر الانام
اور رب العزت کے اطاعت و طاعت کو اپنا پیشہ بنایا ہے اور شیوہ جو مشبہ مین

مشتبہ بہ بیروشی و بے طریقگی کا ہو کسی کا قبول نہین کیا ہو علی الخصوص سعادتمند فرزندون کا
اس وقت مین کہ حرج و مرج کے سبب سے فتنہ پرستون کی زیادہ سری سے دور و نزدیک
کی ولایتون کے بندوبست مین سستی آگئی ہے اور اس سے رعایا و ضعفا کے حال مین
ضرر کلی عائد ہوا نابکار اشرار کی بے اندامی کا اور دلخستون اور ستم رسیدون کی ترمیم احوال
کا تلافی و تدارک منظور نظر ہے ان لوگون کے کہنے سے کہ نہ عقل آزمونکار رکھتے ہین نہ خرد آزمودہ کار
فتنہ و فساد اور افعال ناصواب کا ارتکاب کرنا اور پاکیزہ اعتقاد اور صاف دین رعیت و
سپاہ کے جان و مال و ناموس کے درپے ہونا اور صوابدید ہنگام و ایام سے اغماض کرنا اور
بڑی بھائی کے ساتھ تسویہ صفوف مصاف جو ظاہر و باطن مین قبلہ گونین کے ساتھ مبارزت
ہے پیش نہاد خاطر کرنا یہ سب باتین آئین حق پرستی و خداشناسی و رسم و راہ سعادت کیشی و
دوراندیشی سے بہت بعید ہین تم کو چاہیے کہ اپنے برادر کامگار سے صدق ارادت و حسن عقیدت
کو نزدیک کر کے اور احکام کو دل و جان سے قبول کر کے لوازم اخلاص و شرائط خلوص مین د[illegible]
نہ کرو اور اپنے ولینعمت کے مقابلہ اور طرفین کے مسلمانون کے قتل ہونے مین قرآن شریف کی خلاف
کام کر کے اپنی عاقبت نہ خراب کرو اور جہان آگئے ہو وہین مقام کرو اور جو دل مین باتین ہون
انسے آگاہ کرو کہ تمہاری خواہش کے مطابق بادشاہ سے عرض کی جائین اور سارے کام ساختہ
و پرداختہ ہون۔ ادھر یہ نامہ قاصد نے پہنچایا ادھر خبر آئی کہ دارا شکوہ نے ۲۶ شعبان کو خلیل اللہ خان
کو قباد خان و رام سنگھ وغیرہ بادشاہی ملازمین اور اپنے ملازمون کے بطریق ہراول رخصت کیا کہ
دھولپور پاس جا کر ٹھیرین اور آپ چنبل کے گھاٹون کا انتظام کرین اور خود شہر کے باہر اس انتظام
مین ٹھیرا کہ سلیمان شکوہ جو شجاع سے جنگ کے بعد آتا تھا آجائے اور بعض سامان سفر کا سرانجام
ہو جائے سلیمان شکوہ جب نہ آیا تو وہ کوچ بکوچ آگے بڑھا اور دھولپور مین آگیا تو اورنگ زیب
ان حدود کے زمیندارون کی رہنمائی سے اس راہ سے کہ لشکر اس سرزمین پر نہ گیا تھا شبا شب
دریا سے جہان زانو تک پانی تھا گذر گیا اور قاصد کے ہاتھ یہ عریضہ دیکر رخصت کیا۔ عریضہ
حضرت ظل سبحانی کی عرض اشرف مین پہنچاتا ہے کہ جب ملکی و مالی اختیارات آنحضرت کے ہاتھ مین

نہ تھے اور شاہزادہ کلان کو امور جہانبانی کے حل و عقد مین وہ استقلال و تصرف حاصل ہوا
کہ جسکی شرح نہین ہوسکتی تو وہ بالضرور اپنی مزید عزت و اعتبار و دوام تسلط و اقتدار کے واسطے نیازمند
کی ایذا و آزار کے درپے ہوا - اور مدار کار اپنی طبیعت کی خواہش پر رکھا اور وہ کام کرنے لگا
جسسے بلاد مین فساد پیدا ہوا اور عناد کی صلاح نہ ہو - خیر اندیش کے منافع کو بند کیا اور اس طریقہ
سے اُس نے چاہا کہ ابواب مداخل دکن کو محمد رضا رجوپر بند کرے زر کی قلت لشکر کی
خرابی و پراگندگی کی علت ہو چنانچہ اس وقت کہ بیٹے حسب الحکم بیجاپور پر لشکر کشی کی اور برابر
سعی کرکے انکو تنگ کیا اور محاصرہ سے انکو ضیق کیا اور قریب تھا کہ مین ان سے گرانمند پیشکش لیتا
یا سب کو مستاصل کرتے بے جا وبے باکر تا ہنر اولان شدید طلب لشکر مین بھیجے اور پوشیدہ اپنے
نوکرون کو بیجاپوریون کی تسلی قلب و استمالت خاطر کے لئے تعین کیا - ان باتون سے مجھے کوفت
ہوئی اور غنیم خیرہ چشم ہوا - اور دلاوروں کے ثبات قدم مین فتور عظیم واقع ہوا - اپنی مصلحت کے لئے
جو حقیقت مین مفسدہ تھا اکثر آدمی خودسر ہوکر ہر طرف متفرق ہوگئے - خدانخواستہ غنیم کے ملک مین
لشکر کو کوئی چشم زخم عظیم پہنچتا تو وہ تمام ہفت اقلیم مین شہرت پاتا مفت سلطنت کی ذلت ہوتی
شاہزادہ کلان کی ناعاقبت اندیشی سے اسکا تدارک و تلافی عمرون مین بھی حیز امکان و قوۃ
اقتدار سے باہر ہوتا - کرم الٰہی سے نیازمند نے باوجود اعوان و انصار کی بے مددی کے تائید
الٰہی کی کارگری پر دل بستہ ہوکر اور عقدہ کشائی اقبال کی راہ پر نظر کرکے اہل عناد کی سرکوبی
اور گوشمالی کی اور مطلب حاصل کرکے صحیح و سالم اس ملک سے نکل کر اپنے مقصد پر پہنچا اس قدر
بے مددی و کارشکنی پر اکتفا نہین کیا - بغیر کسی تقصیر و بے روشی و لغزش کے جو آنحضرت کی ناخوشی کا
سبب ہو محمد رضا جو درست اعتقاد کی جاگیر برار کو تغیر کرکے اس ناخلف کی تنخواہ طلب مین دیدی
جسنے بموجب دائرہ اطاعت و انقیاد سے سر نکالا تھا اور طرح طرح کی بے ادبی کی اور فساد چاہی
واعی دولت خواہ کے تمام مطالب صحیح کو بطریق ناشائستہ بادشاہ کے ایسے خاطر نشان کئے کہ
جسونت سنگہ کو ایک لشکر گران کے ساتھ اس مختصر ملک کے لینے کے لئے بھیجدیا جو نیازمند کے لئے
نامزد ہوا تھا اور یہ قصد کیا کہ جس صورت اور طریقہ سے ہوسکے قطعاً ناحق محمد خیراندیش و خیرخواہ

محال متعلقہ پادشاہی مین ایک تہلی کی ہرا بر زہ مین میرے پاس خبر رہنے ہوے جب مین نے یہ حال دیکھا
کہ آن حضرت بے اختیاری کے سبب مطلق اُسکے اختیار مین ہوگئے اور امور ملکی کی تفتیش کے مقید نہین
ہوتے اور اُسکے کہنے سے تمام مریدون کو دشمن سمجھنے لگے جو وہ تجویز کرتا ہے اُسکے موافق فرامین جاری
کرتے ہین تو مین نے اپنی ناموس عزت کی خاطر دل مین یہ قرار دیا کہ مین ملازمت اشرف کی سعادت
حاصل کرون اور حقیقت معاملہ کو بوجوہ معقولہ خاطر نشان کرون جب مجھ مرید کے ورود و صدور کی
خبر جسونت کو ہوئی تو اُسنے اپنی کمال بے سعادتی سے میری کوچ کے وقت سر راہ کو روکا ناچار مجھے
اسکی تنبیہ و گوشمالی کرنی پڑی اور اُس سپاہی کو جو میری راہ مین خار تھا تحت شکست دی اپنی راہ سے
اُسکو بھگا دیا۔ رائے عالم آرائے پر ظاہر ہے کہ سوائے حضور کی ملازمت کے سعادت یابی کے کوئی
اور ارادہ ہوتا تو مین اُسکو گرفتار کرتا اور اُسکے ہمراہیون کو پائمال کرتا۔ یہ کام کچھ کام نہ تھا۔ اب
سنا جاتا ہے کہ شاہ بلند اقبال نے لوائے خصومت بلند کیا ہے۔ مقابلہ کے ارادہ سے دھولپور مین
آیا ہے۔ مجھ جیسے غنیم شکن اور حریف پر فن پر کسی صورت سے وہ مقابلہ مین کامیاب نہ ہوگا۔
بہتر ہوگا کہ وہ معاملہ کو طرح دیکے صوبہ پنجاب مین جو اسکی تیول مین ہے چلا جاے۔ اور مجھ مرید مرشد
پرست کو پادشاہ کی خدمت مین رہنے دے بعد ازان جو کچھ رائے عالم آرائے کا اقتضا ہوگا وہ
عمل مین آئیگا فقط۔ یہ عریضہ بھیجکر اورنگ زیب اپنی سپاہ کی آراستگی مین مشغول ہوا۔
بیگم صاحب اور اورنگ زیب کے خطوط ہمنے عمل صالح سے ترجمہ کئے ہین مگر عاقل خان کی تاریخ مین جو
یہ خطوط لکھے ہین وہ عمل صالح کے خطوط سے ملتے جلتے ہین مگر وہ بہت مفصل زیادہ ہین اسلئے اُنکا ترجمہ
فضول الفاظ کو چھوڑ کر لکھا جاتا ہے۔ فللہ الحمد و المنۃ کہ اب پادشاہ کے دن رات تمام عوارض و امراض
جسمانی سے جو لازمۂ نشاء بشریت و طبیعت انسانی ہے منزہ و مبرا ہے اور خلق کی رفاہیت اور
ملک کی امنیت پر وہ بالکل متوجہ ہے اور اپنی طبع لطافت آگین کے سبب وہ یہ نہین پسند کرتا کہ کوئی
متنفس ایسی حرکت کا مصدر اور ایسے امر کا مظہر ہو کہ جس سے خلائق کی بے جمعیتی ہو اور طوائف انام کو ضرر
پہنچے خاص کر اُسکے بیٹون مین سے کوئی ایسا ہو۔ ان ایام مین جو حضرت کی بیماری کے سبب رعایا
اور خلقت کے حال مین فتور آگیا تھا اُسکے دور کرنے مین حضرت کی خاطر مقدس بالکل متوجہ و مشغول ہے

فتنہ و فساد کین و عناد جلنے ویرانی بلاد اور خرابی عباد ہوتی ہے۔ معاذ اللہ وہ خاطر
ہمایون کے مزید آزار اور طبع مقدس کے حزن و ملال کا سبب ہون خصوص جب اس نشار
ناپسندیدہ کا ظہور اور اس امر نامرغوب کا وقوع اس برادر ہوشمند بیدار مغز سے ہو
جو اخلاق کریمہ اور آداب حمیدہ سے آراستہ ہو اور طبع سلیمہ رکھتا ہو اس سے ایسی
حرکت صادر ہونی نہایت زشت و نازیبا ہے۔ خیر طلبی کے سبب یہ چند کلمے لکھے گئے جو
فوائد عظیمہ پر متضمن ہیں انسے باطن کی تنزیہ و تقدیس ہوتی ہے اور طریق معاد کا امور ردیہ
شیون ذمیمہ کے خس و خاشاک سے تصفیہ ہوتا ہے اگر اس برادر کی غرض یہ ہے کہ فساد
عناد و حرب و قتال کے غبار کو اٹھائے تو خود انصاف فرمائے کہ مرشد و قبلہ حقیقی کی . . .
رضا موجب خوشنودی خدا اور رضامندی رسول ہے اسکے ہنگامہ جنگ و جدال و حرب و
قتال آراستہ کرنا اور بے گناہوں کے خون کے لئے کمربستہ ہونا اور اس حضرت کے منہ پر
تیر و تفنگ پھینکنا کسقدر ناشایان ہے اسکا ثمرہ اس دنیا مین سوا بدسرانجامی کے
نہیں ہے۔ اور اگر مخاصمہ و مقابلہ کے ہنگامہ کی آرایش شاہ بلند اقبال داراشکوہ کی
لئے ہے تو یہ بھی آئین دین اور خرد صواب گزین مین پسندیدہ نہیں ہے اسلئے کہ برادر بزرگ
شرعًا عرفًا باپ کا حکم رکھتا ہے بیاجہ حضرت ظل الہی کے مرضی کے خلاف ہے وہ برادر
جو جہان مین محامد اوضاع و محاسن اطوار و مکارم اخلاق سے موصوف و معروف ہو
وہ ہمیشہ بادشاہ کی استرضا مین کوشش کرتا رہا ہو۔ وہ باعث غبار ہیجا و ایقاد
نوائر وغا و ترتیب اسباب ستم و خون ریزی و تصمیم عزیمت حرب و فتنہ انگیزی کرے
وہ کسی وجہ سے اور کسی شخص کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے اور اس دار بے ثبات مین چند روز
کا توقف اور اس سرائے مستعار کی مستلذات با فریب ایسے امور مذموم و ناپسندیدہ کے
ارتکاب کا باعث ہون وہ ملالت ابدی کا سبب ہوگا ع مکن تکیہ بر عمر ناپایدار ہرگز چنین نکند
مناسب یہ ہے کہ وہ برادر نامدار ان امور ردیہ و افعال شنیعہ سے اجتناب لازم
جانے جنکا نتیجہ یہ ہو کہ عاقبت خراب ہو۔ پادشاہ کی خوشنودی سعادت دارین ہے

اسکی استرضا مین حتی الامکان سعی کر۔ ماہ رمضان مین مسلمانون کے خون سے محترز ہو۔
اور اپنے ولینعمت کے احکام کی جان و دل سے اطاعت کر۔ فی الحقیقۃ بمقتضا اَوْلی الا
منکم خلیفہ الہی کی مخالفت مین قدم رکھنا خدا کے حکم کے خلاف کرنا ہے۔ اگر کوئی اور مطلب
اور غرض اسکے سوا تیرے مرکوز خاطر ہو تو عقل کے موافق پسندیدہ یہ بات ہے کہ جس
سرزمین مین خیمہ لگائے ہوئے ہے وہین توقف کرو اور جو مطلب کہ دل مین ہو اسکو لکھو وہ بادشاہ
سے عرض کیا جائیگا اور اسکا انتظام تیری تمنا کے موافق ہوگا اور اب تیرے مقاصد کے
حاصل کرانے مین کافی سعی کی جائیگی۔
اورنگ زیب نے بہن کو اس خط کا جواب نہین لکھا لیکن باپ کو یہ لکھا کہ۔ ان ایام مین تمام
مہام سلطنت و دارائی اور عنان امور ملکی و مالی حضرت کے قبضۂ اختیار سے باہر چلی
گئین امور سلطنت و فرماندہی کی قبض و بسط مین دارا شکوہ کے تغلب و اقتدار نے وہ ارتفاع
پایا کہ تقریر و تحریر مین نہین آسکتا اُسنے اپنی قدرت و مکنت کے لئے اپنی ساری ہمت
اسمین صرف کی کہ بھائیون کا گلا کاٹے اور انکی جڑ پیڑ اکھیڑے اس باب مین اسکی سعی روز
بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی چنانچہ سلیمان شکوہ کو بڑی افواج گران کے ساتھ شاہ
شجاع کے سر پر تعین کیا جو حضرت کا پسر رشید ہے اور تیس سال کے ناموس و نام کو مٹایا
شاہ شجاع نے کس قدر ذلت و خفت سلیمان شکوہ کے ہاتھ سے اٹھائی اور
اہل جہان کے نزدیک شرمسار و خجل ہوا اور ایسے ہی اُسنے اپنی ہوائے نفس اور خواہش طبع
سے اپنی بنائے کار اُس پر رکھی ہے کہ ہمیشہ اس نیازمند کی تنقیص و تضییق احوال و تخریب
مہام مین دل سے جد و جہد کرے ہمیشہ اس سے کام ایسے صادر ہوئے ہین جو دین کے
خلاف ہین اور اُنسے بلاد و عباد کی کامون مین فساد پیدا ہوتا ہے مجھ خیرخواہ پر ابواب
منافع کو بند کیا اور طرح طرح کے نقصانات کی مضرتین پہنچائین ان دنون مین جیسے
حضرت کے ارشاد سے ولایت بیجاپور پر لشکرکشی کی اور اُس ولایت کے بعض قلاع
کی تسخیر مین مصروف ہوا اور امرا اور لشکر محاصرہ مین مشغول ہوئے اور جانفشانی کی

داد دی اور اطراف و جوانب سے مخالفون نے ہجوم کیا اور ممانعت و مدافعت کے درپے
ہوئے اور حضرت کی بیماری کے اخبار موحشہ شائع کئے۔ تو وہ اعدا کی شوخی و خیرگی کا سبب اور
اولیاء دولت کے تحیر و تفکر کا باعث ہوا۔ بیدر و کلیانی کے قلعون کی فتح کے بعد گلبرگہ کو لشکر
شاہی نے محاصرہ کیا تھا اور محاصرہ کی تنگی سے محصورین ایسے دل تنگ تھے کہ قریب فتح ہوجاتی
اور بیجاپور کا مسند آرا ایسا لشکر شاہی کی ترکتازی سے عاجز ہوا تھا کہ وہ اس فکر مین تھا
کہ لائق پیشکش بھیجکر اپنی ولایت کو لشکر شاہی کے صدمون سے بچاے اسکو یہ خوف تھا
کہ بادشاہی لشکر اسکو عنقریب مستاصل کرکے اسکی ولایت کو ممالک محروسہ کا ضمیمہ بنائیگا۔
اس حال مین شاہزادہ کلان نے اپنے ملازمون کو امراء بادشاہی کی طلب کے لئے اور
حاکم بیجاپور کی تسلی و استمالت کے لئے تعین کئے انہون نے عنایت آمیز و مہربانی انگیز
پیغام والی بیجاپور کو پہنچائے اور اسکو میری ساتھ عناد مین زیادہ دلیر کیا اور سرداران
بادشاہی کو مبالغہ اور اہتمام کے ساتھ بلدہ گلبرگہ کے گرد سے جو قریب الفتح تھا اٹھا یا اور
انکے روانہ کرنے مین اور لیجانے مین اس قدر کوشش کی کہ انکو مجھہ سے رخصت ہونے کی بھی
فرصت نہ دی وہ مجھہ سے بغیر ملے بہت جلد درگاہ جہان پناہ کے عازم ہوئے۔ اس سبب
سے قافیہ مجھہ پر ایسا تنگ ہوا کہ مین بحر و تفکر کے ورطہ مین ڈوب گیا۔ کام
جسکی صورت بنگڑی تھی اور انجام کو پہنچ گیا اسکو بضرورت برہم کرکے اپنے اقبال سے اس خطرہ
سے مین نکل آیا اور ہزار جرثقیل اور اصابت تدبیر سے انبوہ غنیم سے نکل کر ایک جا مین سلامت پہنچ
گیا عیاذاً باللہ اگر چشم زخم پہنچتا اور اکناف و اطراف جہان مین شہرت پاتا تو دولت پایدار
کو مدتون کے لئے کلنک کا ٹیکا لگ جاتا اور جرائد روزگار مین وہ ثبت ہوتا۔ شہزادہ کلان
مین پیش بینی و عاقبت اندیشی نہین ہے وہ محض اپنی کارروائی کو پیش نظر رکھتا ہے اگر ایک
عالم ڈوب جائے تو اسکو غم نہین جس نقصان کا مینے اوپر ذکر کیا اسکا تدارک و تلافی بندہ
بادشاہی کی بیتر قدرت سے باہر تھا یہ تو بندہ ہی تھا کہ جان بازی کی ممارست اور کارزار
کی مہارت اور شیوہ ستیز کی آشنائی کے سبب اس بار مین اعدا کے ہجوم اور ازدحام کو کچھہ

نہ گنا اور جلادت کی چقماق سے مخالفون کی سرکوبی کی اور اپنے اقبال کے استظہار سے لشکر
کو گرداب شورش و فساد سے سلامت باہر نکالا اور تعجب یہ ہے کہ اس بے مددی اور غبار تیغ زنگار
شکنی و خصومت پر اکتفا نہین کی جسکی شہرت ایران و توران تک ہو رہی ہی بلکہ اِن بے تقصیر جابر
سے محال بہار نکال کر مرادبخش کی تنخواہ مین دیدیا مین خیرخواہ رضا طلب تھا سوائے ارادت
اور اعتقاد کے دوسری بات کو دل مین دخل نہین دیتا تھا اور مرادبخش نے اپنی حد سے باہر
قدم رکھکر گستاخیون کا مرتکب او رتقصیرت اعظم کا مصدر ہوا اور بے اعتدالی اور فساد کے
لواء کو عرصۂ بغی و عناد مین بلند کیا۔ میری کیفیت حال کو اپنی خواہش کے سبب سے خلاف واقع
شاہزادۂ کلان نے بادشاہ سے عرض کیا محض بہتان و افترا سے مجھ خیراندیش کو محروم بنا دیا
اور الحاح کر کے جسونت سنگہ کو لشکر گران کے ساتھ میرے لئے متعین کیا ضرور اس کے
پیش نظر یہ تھا کہ اس ضمن مین صوبہ داری دکن جو بادشاہ نے مجھے مرحمت کی تھی جس جا بہ ہی
ہاتھ لگے اسکو میری ہاتھ سے نکال لے اور مجھے کسی غربت کے جنگل مین اور محن و کربت کے صحرا مین
آوارہ کرے بادشاہ کے مزاج مین اسنے وہ دخل پیدا کیا ہے کہ جو وہ کہتا ہے بادشاہ اُسے
سچ جانتا ہے اُسنے بادشاہ کے ذہن نشین کر دیا ہے کہ یہ سب اخلاص طینت فرزند دشمن
دولت ہین اور ان سرایگاوحیرت کے سرگردانون کے حق مین جو کچھ وہ تجویز کرتا ہے
بے تامل بادشاہ اسکے موافق حکم دیتا ہے اور وہ مطلقاً ان بے گناہون کی تفحص و تفتیش
حال پر توجہ نہین کرتا اور امور ملکی و مالی مین غور نہ فرما کر مہام جزئی و کلی کا سارا انتظام اسکے
سپرد کر دیا ہے وہ بے شبہ ان بے گناہون کے خون کا پیاسا ہے جب اس حد پر کام
کی نوبت پہنچی تو مین نے اپنی حفظ جان و پاس ناموس کو عقل و خرد کے موافق رکھنا لازم جانا
بادشاہ کی آستانہ بوسی کا ارادہ کیا تھا کہ صورت حال کو نجح و براہین معقول کے ساتھ
بادشاہ کے روبرو بیان کرون فرد ملل سلطان گر نہ بہ سد حال مظلومان عشق
گوشہ گیران را ز آسایش طمع باید برید * جب مین خیرخواہ قطع مسافت کر کے حوالی
اجین مین آیا تو داراشکوہ کے اشارہ سے جسونت سنگہ میری ایذا اور آزار کے لئے

مامور ہوا اور جہل و نادانی کی سلسلہ جنبانی سے میرا سنگ راہ ہوا اور قدم ممانعت آگے رکھا
ادب و حقوق کا ملاحظہ نرکھا دلیرانہ تکلم کیا مین نے ہوشمند سخندان بھیجکر عنوان معقول سے اس مجہول کو
اپنے ارادہ سے آگاہی دی اور تصریح کی کہ . . . . پادشاہ کے پاس سب دور و نزدیک
کے بندگان جاتے ہین وہ میرا مانع کیون ہوتا ہے وہ ناعاقبت اندیش اصلا معقولیت سے
آشنا نہ ہوا اور جہالت و غرور کی تکلیف سے اور مراتب منع کی افزایش کی اسلئے مجھ پر فرض ہوا
کہ پنبۂ جہل و پندار اسکے گوش ہوش سے نکالون اور اسکو اپنے آگے سے ہٹاؤن اگر میرا
حضور کی سعادت زمین بوس کے سوائے کوئی اور مطلب ہوتا تو مین اسکے اور اس کی
رفیقون کے اسیر کرنے مین ایسی شکست فاش کے بعد کوشش کرتا اب داراشکوہ سپاہ گران
کے ساتھ دھولپور مین تشریف لایا ہے معابر چنبل و مسالک راہ کو مسدود کیا ہے اور جا بجا
اپنے گماشتے مقرر کیئے ہین اپنے اعتقاد مین اس خیراندیش کی راہ کو بند کیا ہے مجھ بیدل کو
سوائے دولت حضور کے ادراک کے کسی سے مقابلہ و پیکار نتھا نہ ہے۔ راہ پھیر اور سے
آب چنبل سے عبور کیا اور زمین بوس کا عازم ہوا ایسا سُنا جاتا ہے کہ داراشکوہ یہ چاہتا ہے
کہ مین حضور کی قدمبوسی سے محروم رہون اور نائرہ قتال کا اشتعال ہو مجھ مرید ارادت
پرست سے مقابلہ و ممانعت کے لئے داراشکوہ کا پیش آنا اور ہنگامہ حرب مصاف کو
آراستہ کرنا عقلاً و نقلاً میزان استحسان مین سنجیدہ نہین ہے اسلئے مسلک عناد و اعتساف
سے انحراف کرکے ایسے کام کے لئے قدم نہ بڑھائے جسمین احوال خلائق مین اختلال پیدا
ہو آتشے اجتناب و احتراز کرے اگر غرور اور انصار و اعوان کی کثرت کے سبب خواہ مخواہ
آتش کارزار کے گرم کرنے کا ارادہ ہو تو بندہ بھی بحکم ضرورت الضرورات تبیح المحظورات
مصرفہ نہ کریگا پسندیدہ بات یہ ہے کہ آنجناب بزرگی کو کارفرما کر بساط کرو فر کو طی کرین
اور بالفعل ولایت پنجاب کی طرف جو آنجناب کی جاگیر مین ہے چلے جائین۔ کچھ دنون مجھ
خیرخواہ کو بادشاہ کی خدمت کرنے دین پھر جو کچھ مرأت جہان آرائی مین جلوہ ظہور پائے
وہ ظاہر کیا جاسے —

ششم رمضان کو سموگڈھ کے نزدیک ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر دونو لشکر آمنے سامنے
آگئے معبرون کے بند کرنے کے لئے جو افواج داراشکوہ نے بھیجی تھین اُنسے کچھ فائدہ نہین ہوا
داراشکوہ فوج بندی کے تہیہ مین توپ خانہ کی ترتیب دینے مین مست جنگی ہاتھیون کے آراستہ
کرنے مین مشغول ہوا۔ دوسرے روز سوار ہو کر کچھ آگے آیا۔ میدان وسیع مین صف آرا
ہوا دو کوس چوڑی زمین کو ہاتھیون اور لشکر سے زیر بار کیا اس روز جیٹھون طرف
ماہ خورداد کی گرمی آگ برساتی تھی اسپر کمی آب اور زرہ بکتر کی گرمی فولاد پوشونکو
مارے ڈالتی تھی۔ کئی ہاتھی مرگئے اس روز اورنگ زیب۔ نے تیز جلوئی اور
آغاز جنگ مین سبقت کو مصلحت نہ جانا گولہ رس فاصلہ پر مقیم ہوا اور انتظار کیا کہ طرف ثانی
سے آغاز جنگ ہو کوئی حرکت سوا اصحلہ کے ظہور مین نہ آئی تو حکم ہوا کہ ساری اندھیری رات صبح تک
ہوشیاری و خبرداری کے ساتھ لشکر بسر کرے۔ دوسرے روز صبح کو جب آفتاب نے تیغ عالمگیری
مشرق مین نکالی تو اورنگ زیب ترتیب فوج مین مشغول ہوا ذوالفقار خان و صف شکن خان
کو توپخانہ آگے لے جانے کے لئے مامور کیا اور ہاتھیون کو اُسکے پیچھے آراستہ کیا۔ پادشاہزادہ
محمد سلطان کو خان خانان و نجابت خان و سید بہادر و سید ظفر خان بارھہ و شجاعت خان
وغیرہ کے ساتھ ہراول بنایا اور شاہزادہ محمد اعظم کو برانغار کیطرف مقرر کیا اسلام خان و
اعظم خان و خان زمان خان و مختار خان اور ایک اور جماعت کارزار دیدہ کو اُس جماعت کا
معاون مقرر کیا محمد مراد بخش نے نامی سرداروں کے ساتھ جرانغار مین قیام کیا التمش کی سرداری
شیخ مراد اور اُسکے بھائی سید میر و شرزہ خان کو سپرد ہوئی اور بہادر خان کو پانچ
سرداروں کے ساتھ التمش کا ہراول مقرر کیا اور اس طور سے جابجا امیرون کو مقرر کیا۔
اورنگ زیب نے ہر قوم کی ایک جماعت عقیدت کیش کو خصوصًا سید دلاور خان خاندیسی
جسکی فدویت خاندان پر اعتماد کلی تھا اور سادات بارھہ کو اپنی ہمراہ لیا اور ہاتھی پر
شاہزادہ محمد اعظم کو اپنی ساتھ بٹھایا اور قول مین صف آرا ہوا اور داراشکوہ کے لشکر کے
سامنے معرکہ آرا ہوا اس طرف بھی داراشکوہ نے ہراول برانغار و جرانغار و التمش چنداول

توپون اور توپ خانہ اور ہاتھیون کو آراستہ کیا۔ دوپہر کو جس وقت آفتاب نے اپنی گرمی سے
ایک عالم کو تپان ور حرارت سے بیتاب کر رکھا تھا دونون صف آرا ہوئی۔ دونو طرف
ہر قدم پر آتش جنگ معرکہ نام و ننگ مین شعلہ افروز ہوئی۔ یہان تک کہ کارزار کی نوبت
تیر و سنان پر آ پہنچی۔ دونو طرف سے کئی ہزار تیر ہوا مین مخالفون کے سینون پر چھوٹ گئے
پھر تلوار اور خنجر کی لڑائی ہوئی پھر سپہر شکوہ نے جو ہراول مین ہمعنان رستم خان دکھنی
کا تھا بارہ ہزار سوارون سے اورنگ زیب کے توپ خانہ پر حملہ کیا اور مارتا ہوا صف آلشباہ
سے گذر گیا۔ قریب تھا کہ شاہزادہ محمد سلطان ہراول کے قریب پہنچ جائے۔ اور لشکر ہراول
مین تزلزل ڈالدے کہ رستم خان بہادر فیروز جنگ دکھنی کے فیل بیش آہنگ کے ماتھے
اوپر گولہ لگا اور وہ مرگیا تو پھر رستم خان نے ہراول کے مقابل سے پھر کر فوج برنغار
کی طرف جسمین بہادر خان کوکہ تھا لڑائی شروع ہوئی۔ بہادر خان نے بھی بہادری
دکھائی۔ رستم خان کو ہر ساعت تازہ مدد پہنچتی تھی اسکا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ کہ
بہادر خان زخمی ہوا۔ دونو طرف سے بہت آدمی زخمی اور کشتہ ہوئے قریب تھا کہ
اورنگ زیب کی سپاہ کے پاؤن اکھڑ جاوین اس حال مین بہادر خان کی کمک کو اسلام خان
و سید دلاور خان افغان آن پہنچے اور اسی حال مین شیخ میر و سید حسین و سیف خان
و عزیز خان و عرب بیگ و محمد صادق بلخشی کی فوج لیکر برانغار کی مدد کو آگئے اور
رستم خان اور سپہر شکوہ کے اور ہمراہیون سے لڑنے لگے۔ اس دار و گیر مین لادن خان
شاہ ندلیبی و ہادی داؤد خان اور بعض اور بہادرون نے پیاپے زخم اٹھا کر جان دی۔
سید حسین و سیف خان و عزیز خان و عرب بیگ و محمد صادق زخمون سے سرخرو ہوئے
آخرالامر رستم خان نے ہزیمت پائی اور سپہر شکوہ کا پائے ثبات ڈگمگایا۔ سپہر شکوہ و
رستم خان کے مغلوب ہونے کی خبر دارا شکوہ سنکر مع فوج قول کے جو بیس ہزار
سوار سے کم نہ تھی اس غول مین پہنچا اپنے توپخانہ سے گذر کر اورنگ زیب کے توپخانہ
و ہراول کے مقابل آیا اس طرف سے بھی مقابلہ مین بہادرون نے بان و توپ و تفنگ کے گولے

ایسے چھوڑے اور پیاپے حملے صف ربا ایسے کئے کہ داراشکوہ انکے سامنے نہ ٹھیر سکا محمد مراد
کی طرف گیا وہان دونو طرف سے صفین باہم لڑین خلیل اللہ خان داراشکوہ کی فوج کا پیش
آہنگ تھا۔ تین چار ہزار اوزبک کماندار اسکے ساتھ تھے یہ سب مرادبخش کے ہاتھی پر حملہ آور
ہوئے۔ دونو طرف سے تیر برسے اور اُنہون نے مرادبخش کے لشکر مین ایک قیامت
برپا کی اور اکثر سپاہیونکے میدان جنگ مین پیر اُکھڑ گئے اور قریب تھا کہ تیر باران وگرز
وسنان کے صدمات سے مرادبخش کے ہاتھی کا منہ پھر جاے تو اُسنے حکم دیا کہ ہاتھی کے
پاؤن مین زنجیر ڈالدو اس حال مین راجہ مان سنگہ نے جو راجپوتون مین تہوری مین بہت
مشہور تھا اُسنے بیش قیمت موتیون کا سہرا سر پر باندھا اور رخت زعفرانی اُس نے
اور اسکے ہمراہیون نے پُردلی کے دعوی کے لئے پہنا اور وہ آگے بڑھکر محمد مرادبخش کی
سواری کے ہاتھی پاس پہنچا اور بے باکانہ کہا کہ تو داراشکوہ کے مقابل مین بادشاہی کی
ہوس رکھتا ہے اور مرادبخش کے ایک برچھی ماری اور مہاوت کو جہابت کے ساتھ کہا کہ
ہاتھی کو بٹھا۔ مرادبخش نے اُسکے حملہ کو رد کیا اور تیر جان ستان راجہ کے ایسا مارا کہ وہ گھوڑے
سے اوندھے منہ گرا اور راجپوت جو اسکے ہمراہ تھے وہ مرادبخش کے ہاتھی کے نیچے کشتہ ہوے
اور مرادبخش کے ہاتھی کے اطراف کو کشت زار زعفران اور ارغوان کیا۔ اگرچہ عالمگیرنامہ
مین درج ہے کہ اس حالت مین اورنگ زیب بھائی کی مدد کو دشمنون کے دفع کرنے کے لئے
گیا لیکن خافی خان لکھتا ہے کہ میرا باپ مرادبخش کا مصاحب تھا انتہاء جنگ تک اسکی رفاقت
مین رہا اور زخمہار کاری اُٹھائے وہ مجھ سے یہ کہتا تھا کہ ایسا ثقہ آدمیون کی زبانی سُنا گیا
کہ اورنگ زیب نے مکرر خبر منگانے سے اور اعدا کے غلبہ ظاہر ہونے سے چاہا کہ بھائی کی کمک کو
جائے۔ کہ شیخ میر مانع ہوا اور جانے کے لئے مصلحت نہ دی اور کہا کہ صبر کرو اس صورت
مین جگہ گزیدہ و فاختہ کا عمل مین آنا صلاح دولت ہے حاصل کلام یہ ہے کہ عرصہ دار وگیر
مین ایک ستخیز عظیم برپا ہوئی۔ طرفین سے بہادرون نے بہادری اور جانفشانی کی
داد دی۔ تلوار کے بیداد سے سرتن سے جدا اور تن کفن سے جدا رہا۔ راجپوتون

جری بہادرانہ کوششین کین ور وہ مردانہ اورنگ زیب کے قول پر پہنچے۔ راجہ روپ سنگھ
راٹھور اپنے گھوڑے سے اُتر کر اور ننگی تلوار ہاتھ مین لیکر قول کو چیر پھاڑ اورنگ زیب کی سواری
کے ہاتھی کے پیٹ کے نیچے جا پہنچا۔ اور حوضہ کی رسیان کاٹنے لگا اورنگ زیب نے اُس کی
جرأت و جلاوت دیکھ کر از راہ انصاف و جوہر شناسی نہ چاہا کہ وہ بے باک ہلاک ہو
فرمایا کہ تا مقدور اسکو زندہ دستگیر کرین لیکن ہوا خواہون نے اسکی بے ادبی کے سبب پارہ پارہ
کیا اورنگ زیب کی آواز نہین سنی دوبارہ دلاورون کے مقابلہ مین رستم خان آیا اور
اس نے بازار جنگ کو زیادہ گرم کیا اُسسے دارا شکوہ کے لشکر کی پشت گرم تھی اُس نے
رستمانہ حملے کئے۔ وہ اور راجہ ستر سال و وزیر خان دیوان دارا شکوہ و سید ناہر خان و
یوسف خان برادر دلیر خان افغان گرے اور رام سنگھ و بھیم پسران بیٹھلداس کو اور راجہ
شیورام کے زخم کاری لگے جب دارا شکوہ نے ایسے بانام ونشان سردارون کا کشتہ
و زخمی ہوتا دیکھا تو وہ متوہم ہوا اور اپنے مآل کار سے سراسیمہ ہوا حیران تھا کہ کیا کرون
کہ ایک بان آتش فشان اُسکے حوضۂ فیل مین آن کر لگا تو اوسان باختہ ہو کر ہاتھی سے
ننگے پاؤن نیچے اُترا کمال اضطرار سے جوتیان پہننے کی بھی فرصت نہ پائی بے یراق گھوڑے
پر سوار ہوا اس بوقت اضطراب ور تبدیل سواری کے ملاحظے سے سپاہ نے جب حوضۂ سواری
خالی دیکھا تو لشکر کا دل بھی سردار کی طرح ہل گیا اور فرار کے فکر مین پڑا۔ اسی حال مین دارا شکوہ
کا ایک خواص کہ دارا شکوہ کی کمر مین ترکش باندھتا تھا ایک گولے کے لگنے سے اُسکا داہان
ہاتھ اڑ گیا اور اسکے ساتھ جان بھی اُڑ گئی۔ اس حال کے واقع ہونے سے اطراف کے ہوا خواہ بھی
سراسیمہ ہوئے۔ ثبات قدم کو ہاتھ سے دیکر بعض متفرق ہوئے بعض نے معرکہ سے جان
بچالے جانے کو مصلحت جانا۔ دارا شکوہ نے خود سپاہ کے متفرق اور لشکر کے بے استقلال ہونے کو
دیکھ کر حیات مستعار کے نقد کو سلطنت نسیہ کی امید پر اختیار کیا اور ثبات قدم کو ہاتھ سے دیا
سپہر شکوہ نے بھی باپ کے ساتھ رفاقت کی چند شفیق رفیق طریق ہزیمت مین شریک ہوئے
اور اکبر آباد کی راہ لی۔ اورنگ زیب کو فتح ہوئی۔ مبارکباد کی دھوم مچی۔ اورنگ زیب نے

ہاتھی سے اُتر کر خدا کا شکر ادا کیا پھر داراشکوہ کے خیمہ کی طرف آیا۔ سوائے خیمہ و توشخانہ کے
سارے کارخانون کی صفائی تھی وہ داراشکوہ کے خیمہ مین رونق افروز ہوا شاہزادون
اور امیرون نے نذرین دین اور نثار کئے۔ تحسین و آفرین سے مفتخر ہوئے۔ مرادبخش کا چہرہ
اور بدن تیرون کے زخم سے گلرنگ ہو رہا تھا۔ اس سادہ لوح بھائی کو اورنگزیب
نے اسکے جراحتون پر اوّل چرب نرم ہاتون کا مرہم لگایا اور جراحون کو بلا کر خوب علاج
کرایا اور سلطنت کی مبارکباد دی اور ہزارون تحسین کی اور رو رو کر اپنی آستین شفقت سے
رخسارون سے خون پونچھا کہتے ہین کہ جس حوضہ مین مرادبخش سوار تھا تیرون کے لگنے سے وہ
سیہی بن گیا تھا اسکی زمین نظر نہین آتی تھی اُس حوضہ کو دولتخانہ دارالخلافہ کے کارخانہ
مین مرادبخش کی یادگار کے طور پر فرخ سیر کی سلطنت تک رکھا۔ اورنگزیب کے عمدہ امیرون
مین خواجہ خان و راجہ مان سنگہ ہاڈہ اور دس اور امرا و کام مین آگئے۔ شاہزادہ مرادبخش
کے بیس امیر مارے گئے۔ اعظم خان جنگ کے تمام ہونے کے بعد ہوا کی حرارت اور زرہ
بکتر کی گرمی سے چنگال اجل مین گرفتار ہوا۔ داراشکوہ کی طرف سے بہت امیر اور آدمی مارے
گئے۔ داراشکوہ دو ہزار سوار بے سر و سامان جنمین اکثر زخمی ساتھ لیکر شام کے وقت بتعجیل
اکبرآباد مین پہنچا مگر شرم کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا اسکو کیا مُنہ دکھاتا وہ پہلے ہی
اِن ماز پرورده کی حقیقت جانتا تھا اور اورنگزیب کو خوب پہچانتا تھا اسی لئے وہ مقابلہ کو
منع کرتا تھا اگر داراشکوہ باپ کے کہنے پر چلتا تو کیون یہ دقت اُٹھاتا۔ باپنے کئی دفعہ
نئے مشورون کے لئے بلایا وہ نہ گیا اُسی رات کو تین پہر گذرنے کے بعد سپہر شکوہ بیوی
اور بیٹے اور چند ادر خدمۂ محل اور جواہر و زیور و اشرفی و طلا و نقرہ و آلات ضروری
کو جو ہاتھیون و آدمیون و خچرون پر لا دسکا ہمراہ لے کر شہر سے نکلا اور شاہجہان آباد کو
دارالسلطنت لاہور جانے کے لئے چلا۔ آگرہ سے تیسری منزل مین وہ پانچہزار سوار جو
باپنے کمک کے لئے بھیجے تھے اُسے مل گئے یا جو لڑائی سے بھاگے تھے وہ آ کر مل گئے۔ اورنگزیب
دہم رمضان کو سموگڈھ سے کوچ کر کے اکبرآباد کی سواد مین بڑی دہوم دھام سے آیا

تمام اعیان دولت وارکان مملکت مع اپنے خویشون اور منتسبون کے اطاعت کے قدمون سے پیش آئے اور تمام امراء عظام او معتبر پادشاہی کی ملازمت کے گروہ گروہ آدمیون نے اضافۂ مناصب کی طمع مین سررشتۂ وفا کو ہاتھ سے دیا اور خداوند قدیم کی رعایت کمک کو بالاے طاق رکھا۔ ان آدمیون کی اس حرکت سے اور اورنگ زیب کے سلوک سے شاہجہان کو ملال ہوا اُس نے اپنے مقرب افضل خان کو جو کہ اسرار سلطنت کا بڑا محرم تھا یہ فرمان دیکر اورنگ زیب پاس بھیجا جب اس فرخندہ کوکب برج اجلال کا کوکبۂ جاہ و جلال دار الخلافہ کے نزدیک آیا اور تم کہ دوری ضروری کی مدت مین قبلۂ حقیقی و خداے مجازی کی ملازمت سے حرمان نصیب بے شکیب تھے یہان نزدیک آئے تو بحکم استیلاء شدت شوق جو بعد فراق کو لازم اور قرب وصال کا مقتضاء ہے خاطر اشرف بے اختیار تمہارے دیکھنے کی آرزومند ہے تمکو مجھہ سے محبت ہے اور میرے ملنے کا شوق بہت ہے اس پر بھی ایسے نزدیک ہوکر مجھہ سے نہین ملے سوا سخت جانی اور سست مہری کے کیا تصور کیا جاے اگر باپ کی طلب صادق اور تعظیم و تکریم کے سبب تم مجھہ نیازمند درگاہِ الہی سے ملنے آؤ جسکی دوبارہ زندگی ہوئی ہے اور از سر نو عالم وجود مین آیا ہے تو البتہ دولت دوجہانی سے تمتع و برخورداری پاؤگے اور مرادات صورت و معنی مین کامیاب ہوگے۔ جب یہ فرمان فاضل خان اورنگ زیب پاس لایا تو اس نے اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ

مراسم سجدہ و تسلیم و لوازم تعظیم و تکریم بجا لا کر عرض کرتا ہے کہ فرمان فرخندہ عنوان میرے پاس پہنچا کہ حضور کی آرزو ہے کہ مین جلد حضور کی خدمت مین حاضر ہون ان عنایات تازہ کا شکر مجھہ سے ادا نہین ہوسکتا ع۔ ہم مگر لطف شما پیش نہد گامے چند الحمد للہ کہ میری صدق ارادت و خلوص عقیدت نے حضور کے دل مین تاثیر کی اور اُسکا ظہور حضور کے قول سے ظاہر ہوا جسسے میرا گلشن امید و مراد شگفتہ و خندان ہوا اور میری مزید حیات کا سبب ہوا امیدوار ہون کہ اس دور افتادہ کی مواصلت کسی ساعت مسعود مین قرار پاے فی الحقیقہ حضور کی قدمبوسی برکت روزگار و آیت رحمت پروردگار ہے اور مین مدتون سے اس

شاہجہان کا فرمان اورنگزیب کے نام

عرضداشت اورنگزیب بنام شاہجہان

اس وقت کا منتظر تھا اور اس روز کی آرزو رکھتا تھا اب مین اپنی مراد پر پہنچا کہ حضور
کے دیدار سے اپنی آنکھون کو روشن کرونگا اس سے زیادہ دراز نفسی کو کوتاہ اندیشی جانتا ہون
افضل خان نے خوش و خرم مراجعت کی اور حقیقت حال عرض اشرف مین پہنچائی عوضداشت
پیش کی۔ باپ بیٹے کی ادب اندیشی و سعادت منشی سے بہت خوش ہوا۔ دوسرے روز
باپ کو بیٹے کے ملنے کا اشتیاق اور بڑھا۔ فاضل خان کے ہاتھ تحفے اور گرانمایہ جواہر اور
شمشیر عالمگیر جس سے بہتر کوئی اور شمشیر تیمور یہ نہین سمجھی تھی اور شوق آمیز پیام بھیجا اور بہت
باتین زبانی کہلا بھیجوائین مگر جب فاضلخان چلا گیا تو اورنگ زیب کو مفسدون نے یہ سمجھایا کہ آپکے
بلانے سے بادشاہ کا کچھ اور ارادہ ہے۔ اسطرح اسکی خاطر کو بادشاہ سے متغیر کر دیا۔
فاضل بیگ جو اس مرتبہ آیا اور اس نے بڑی فصیح و بلیغ تقریرین حدیث و قرآن کی موافق
اورنگ زیب کو سنائین تو انکا اثر اسکے دل پر کچھ نہ ہوا۔ فاضل خان بے نیل مقصود شاہجہان
پاس گیا جو کچھ دیکھا تھا وہ کہدیا پھر بادشاہ نے مصلحتاً اور فرمان خلیل اللہ خان اور
فاضل خان کے ہاتھ اورنگ زیب پاس بھیجا۔ خلیل اللہ خان بادشاہ سے کچھ آزردگی رکھتا
تھا۔ فرمان کا مضمون یہ تھا کہ فرزند ارجمند ہمیشہ میری رضامندی سے تحصیل خرسندی کرتا رہا
اور خدمات پسندیدہ بجا لاتا رہا اور کبھی مرضی کے خلاف تقصیر کرنے مین راضی نہین ہوا
اب اس سوء ادب اور اس قدر بے مہری کا سبب میری ساتھ کیون ہے جو مستلزم بدنامی
دارین ہی۔ یہ تمام دلگرانی و رنجش خاطر بوجہ و سبب معلوم نہین ہوتی کہ کیون ہی تمنے میری
عیادت کی مراسم کو ادا نہ کیا اور میری کوفت جسمانی کا استفسار نہ کیا حقوق تربیت کی رعایت
نہ کی مجھے تعجب ہی کہ اس تمام لاابالی کا باعث اور اس قدر سرگرانی کی علت واقع مین
کیا ہوگی اگر یہ باتین اس سبب سے ہوئی ہین کہ ارباب غرض و عناد اور فساد نے سعایت
کی ہے تو قریب ہے کہ وہ تمہارے شیمہ کریمہ سے دور ہو جائینگی۔ غرض پرست فتنہ
انگیزون نے میری عنایت و اشفاق کو تمپر نامناسب لباس مین اور بدترین صورت
مین ظاہر کیا ہے جو میرے دل مین کبھی نہین آئین اگر تم خود میرے پاس آو اور مین جو جو

شاہجہان و اورنگزیب کا پیغام و سلام

معقولہ کے ساتھ کیفیت حال تمکو سمجھاؤن تو تمہارا دشمن کا مجھنا گنجایش رکھتا ہے۔
تمہاری صاف دلی پر جو کدورت بیٹھ گئی ہے وہ مین اپنے بیان سے محو کردونگا اور
مطلب صحیح جسکو ناراستون نے مفسدہ نام رکھکر ناشائستہ وجوہ سے تمہارے خاطرنشان
کیا ہے وہ سچ سچ تمہارے دل کو یقین کرایا جائیگا جس سے رفع کلفت ہوگی اداے پیغام
اور فرمان پہنچانے کے بعد خلیل اللہ خان کو اورنگزیب خلوت مین لے گیا اور فاضلخان
باہر رہا۔ ثقہ آدمی یہ کہتے ہین کہ خلیل اللہ خان نے شاہجہان کے مقصد اشرف کو ایک
ناخوش لباس پہنایا اور بہت بری طرح سے بیان کیا اور بعض اور آدمیون نے اُس سے
اتفاق کیا جس سے وفاق کی جگہ نفاق ہوگیا اُسنے بادشاہ کے قید کرنے کی و تسخیر قلعہ و
خزانون کے ضبط کرنے کی صلاح دی۔ اورنگزیب نے ازروے مصلحت خلیل اللہ خان
کو نظر بند کیا اور فاضل خان کو جواب دیا کہ اس وقت بعض امور کے واقع ہونے سے
معاملہ اور رنگ ہوگیا ہے حضور کی طرف سے میری خاطر جمع نہین ہی غالب یہ ہے
کہ حضور ملازمت کے وقت انتقام لینگے اور کسی اور بات کا قصد کرینگے اس سبب سے مجھ
خیرخواہ خلائق کا آنا نہین ہوگا فاضلخان نے حقیقت حال بادشاہ کے خاطرنشان کی
اور ظاہر کیا کہ اب نامہ و پیغام کی کارسازی سے کار باہر ہوگیا بہبود کی صورت نہین
ہے بلکہ اور باتون کا احتمال ہے بادشاہ محض اس خیال سے کہ مبادا اورنگزیب کی اطلاع
سے مفسد فاسد اندیشے کرین قلعہ کے دروازون کو بند کردیا اور اسکی حفظ و حراست پر
دولتخواہون کو مقرر کیا۔ رات گذری تھی کہ ایک جماعت کثیر ملازمان شاہی بھاگنے پائے
حصار مین آگئی اور محاصرہ کے شغل مین مصروف ہوئی لیکن قلعہ استوار کا استحکام ایسا نہ
تھا کہ محض یورش و نقب و ملچار سے اسپر تصرف نہین ہوسکتا تھا اسکی خندق کا عمق پانی
تک تھا اسکی برج اور دیوار نہین آ از سکتی تھی اس طرح اسکی تسخیر کا تصور دل مین نہین آسکتا تھا
دیوارون کی پناہ مین اور قلعہ سے دور باغون مین آنا توپ و تفنگ کی زد و بدل ہوتی
تھی اور قلعہ کے اندر بھی مدافعت کرتے تھے اور شرط ممانعت کو جیسا کہ مقام کا حق تھا

بجالاتے تھے لیکن اکثر ناسعادتمند محاصرہ کی تاب ایک رات دن نہ اُٹھا سکے اور پانی
لانے کے بہانے سے باہر نکل آئے اور جو جماعت قلعہ کے اندر رہی اُسنے حق نمک کی
رعایت سے چشم پوشی کی اور چاہنے لگے امان مانگ کر باہر چلے آئین جب شاہجہان کو
اس پر اطلاع ہوئی تو اُسنے ہر چند اہل نفاق کو با وفاق بنانا چاہا مگر کچھ اثر مرتب
نہ ہوا تو بادشاہ نے یہ فرمان اورنگ زیب پاس بھیجا جسکا مضمون یہ تھا۔

اشعار

خدای راست بزرگی و ملک بی انباز
بدیگری کہ تو بینی بعاریت داد است

کلید فتح اقالیم در خزائن اوست
کسی بقوت بازوی خویش نگشادست

گر اہل معرفتی دل بہ آخرت بندی
نہ در خزانہ دنیا کہ محنت آبادست

جہان سرائیست بنا درست کہ عاقلان انند
کہ روی آب نہ جائے قرار بنیاد است

تیری حاجتوں اور مرادوں کے برلانے مین بخت مساعد و اقبال موافق ہوا اور ادوار
چرخ و انقلاب لیل و نہار ہر وقت و ہر حال مین تیرے کام کے موافق ہوں واقعۂ
حیرت افزا جو مجھکو نصیب ہوا اور جسقدر کدورت و الم مجھے ہوا ہے اس سے میرا حال
یہ ہے کہ کوئی آزار نہین ہے جو میری ساتھ کوتاہی کرتا ہوا اور اقبال کسی طرح یاوری
نہین کرتا۔ کار رہا تھ سے اور رہا تھ کار سے ایسا گیا گذرا ہوا کہ بیان نہین ہوسکتا تم سے
اس مدت دراز مین ترک ادب و عدم مراتب کے دقائق مین سے کوئی دقیقہ
ظہور مین نہین آیا باپ کی مرضی بغیر کوئی کام نہین کیا اب ہمنے عنایت یزدانی
کی توفیق سے سلطنت صوری سے گذر کر معنوی پادشاہی اختیار کی خدا کے علام سے
کیفیت زمانہ پر آگاہی پائی اور زاویۂ عزلت مین حضرت باری تعالیٰ کی پرستاری
قبول کی تم کارفرمائی کی روانی جس سے کارخانہ خدائی کو رونق ہوتی ہے اسکو اپنے ہی
متعلق جانو اور نظام عالم کے سررشتہ کو جو ہم سے تعلق تھا اب تم جسکو چاہو اسکا وہ ہو
پھر ہم کسواسطے غرض پرستوں و ہیچ روشوں و ناراستوں کی بداندیشیوں سے خیال محال

وپندار د وراز کار اس دنیا کا رکھ کر اپنی حد سے قدم باہر رکھتے ہو۔ یہ دنیا جو ظاہر وباطن خراب ہے اور فی الحقیقۃ اسکا کاروبار ایک خواب ہے بیداری کا اور سراب ہے آب نما جیسے تم اپنے تئین بدنام اور ہمکو خفیف کرتے ہو اور جسکو تھوڑی عقل بھی دقیقہ یاب ہو اس پر حقیقت کی حقیت روز کی طرح روشن ہے کہ دار المکافات دنیا مین کارکنان قضا وقدر سب وقت پر برسر کار رہتے ہین۔ ماہ سے ماہی تک ہر حرکت و ہر نفس کا قیاس وشمار کرتے ہین

اشعار

ای که وقتی نطفه بودی در شکم ۔۔۔ وقت دیگر طفل گشتی شیرخوار
مدتی بالا گرفتی تا بلوغ ۔۔۔ سرو بالائی شدی سیمین عذار
ہم چنین تا مرد نامآور شدی ۔۔۔ فارس میدان و مرد کارزار
انچہ دیدی برقرار خود نماند ۔۔۔ واین چہ می بینی نماند برقرار
عیش ازان کز دست بیرون رفتہ ۔۔۔ گردش گیتی زمام اختیار
شکر نعمت را نکوئی کن کہ حق ۔۔۔ دوست دارد بندگان حق گزار
با ولی نعمت سلوک نیک کن ۔۔۔ تا ہمہ کامت برآرد کردگار

اس سبب سے کہ یہ دیر بے بقا کا دیرینہ آئین ہے کہ آخر کار تعب کا مقتضی ہے اس رباط بے ثبات کی رسم معہود ہے کہ ہر عافیت کی عاقبت مین رنج نوائب اور عشرت کے عقب مین عسرت ہے اسکی جمعیت سرمایہ پریشانی و حسرت اگر روزگار کی چشم بد سے کوئی گزند اور حوادث گیتی کی دستبرد سے مجھے آسیب پہنچے تو میری جمعیت حواس مین تشویش نہین ہوتی اور میرے ثبات و قرار مین توکل کے نیرو سے فتور نہین آتا میرا منظور نظر اور ما فی الضمیر یہ ہے کہ ظاہر بین باطن فہم ہو کر گمراہ نہ ہون خاص کر تم میری فرزند سعادتمند کہ لیل و نہار کے انقلاب و گردش روزگار سے فارغ ہو کر ظاہر کار کشائی اقبال پر مغرور ہو جسکا وجود فی الحقیقۃ اعتبار نہین رکھتا۔ سب حال مین اگر تم دور بین منتہائے مطلب و سرانجام کام پیش نظر رکھ کر کتاب آسمانی کے احکام پر اور سنت حضرت سید المرسلین اور طریقۂ دین متین پر عمل

فرمان کے جواب مین عرائض اورنگ زیب

کروگے تو حقیقت مین مین تمہارا خداے مجازی ہون کہ میری اطاعت معبود حقیقی کی عبادت وطاعت شمار کروگے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوگے۔ اس فرمان کا جواب اورنگ زیب نے یہ لکھا۔

فرمان عالی شان میرے پاس آیا اُس مین جو مرشدانہ اندرز لکھی تھین اُنکو از رُوی ادب اندیشی و ارادت کیشی کے سنکر قبول کیا اسکا شکریہ غائبانہ بغیر استعداد حضور کے حتی الامکان ادا کیا۔ مین سن تمیز سے تعلیم الٰہی کے دبستان کا سواد خوان اور دانش کیطرح فضل نامتناہی کا حروف شمار ہون۔ اسرار مبدا و معاد کے مراتب معرفت سے حقیقت کا رکو دل سے دریافت کرتا ہون اور روزگار بے مدار کی گردش مین بہت سے اسرار ژرف حکمتہاء شگرف سے ملاحظہ کرتا ہون اور ہر کار کے شمار کا حساب ہر چیز کی مقدار کا قیاس کرتا ہون۔ دُنیا کے بے صورت تصورات اور بے جا توہمات کو اپنا سرمایہ استظہار نہین جانتا اور اس کی شراب مرد آزما کے نشاء سے سرشار ہوکر اپنی جگہ سے نہین ہلتا۔ خود سری کے سرمایہ سے خیال عصیان و اندیشۂ طغیان اپنی ساتھ مخمر نہین کرتا۔ مجاری امور کو استقامت و ارشاد کے طور پر جاری رکھتا ہون اور اپنی تئین وہی مرید صادق العقیدت گمان کرتا ہون حضور نے وضع روزگار و گردش لیل و نہار کی گونہ شکایت تحریر فرمائی تھی اس مقام مین گفتار کی جائے نہین ہی۔ آداب معہودہ کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہون کہ حضرت حکیم علی الاطلاق کے محکمہ کے افعال مین بہت سے حکم و مصالح مندرج ہین کہ عقول بشر انکے سر کو نہین پاسکتی اس صورت مین حقائق آگاہ پر لازم ہے کہ پیش آمد احوال کو فوائد بے پایان اور منافع بیشمار پر مشتمل جانتا اور واردات تقدیر پر اعتراض نہ کرے اور اسکے بطن مین اغراض صحیحہ کو پوشیدہ جانے تسلیم و رضا کو چھوڑکر چون و چرا نہ کرے۔ غرض اس تمہید سے اپنی حال کی کیفیت کی شرح کرنی ہی۔ جو مجھ ارادت سرشت کے امثال افعال پر نکات بعد الوقوع حضور نے لکھی ہین۔ وہ اب ارباب شہود و اصحاب تسویہ باطن پر اکثر صورتون مین اور ہی عنوان سے

ظاہر ہوتے ہین اگر حضور قبلہ اندیشہ لطیف پیشہ سے اصل کار کو مشاہدہ فرمائین تو مجھ خیر خواہ
کی حرکات و سکنات اس کعبہ حاجات رضا کے موافق ہوئی ہین وہ کوئی برآشفتہ مغز و خفتہ
خرد ہوگا کہ اس قدر ارادت و اخلاص پر مجموعہ سعادت کا شیرازہ توڑے اور اس قبلہ کونین کے
شکر کے سوا دم مارے اور پیر و مرشد کی اطاعت کے سوا قدم رکھے یا کوئی امر ایسا کرے
کہ جو گرانی خاطر کا باعث ہوا اور خلاف مرضی کو روا رکھے سررشتہ رضا و تسلیم و آداب تعظیم و
تکریم کے سررشتہ کو سر مو کی برابر چھوڑے جس طرح کہ حضرت ولی نعمت کو مراتب عاطفت
کے وقوع مین امتناع مراد نہین ہوا مجھ خدمت گذار کو بھی سوا خلوص ارادت و
محض صفائی اخلاص کے اور آئین جان سپاری اور عقیدت کے کوئی امر پیش نہاد ہمت
نہ ہوا اس حساب سے بختیاری کی سلسلہ جنبانی اور التزام گذاری کے حکم سے مراعات
تربیت مین اور مراسم عنایت مین مجھ بدیہ نوازش مین حضور نے کبھی خست نہین فرمائی و احسان
بھی نہین ہے بلکہ با وجود برادر بزرگ کی بے مددی کے اس سبب سے کہ مین حضور کی خدمت
پرستی مین حضور کا رضا جو رہا حضرت نے نامہ عاطفت روز افزون بھیجا جس سے مین نے محض
استحقاق و شائستگی کے سبب سے پایہ والا پایا و تمکین بخت سے بساط کامروائی پر متمکن ہوا
اور بھائیون سے علو درجات مین بڑھ گیا بہر حال زبان سے نہ مین شکر ادا کر سکتا ہون
نہ معذرت ع ہم مگر لطف شما پیش نہد گامے چند ۔ ایا دہ تھا کہ اس منشور عاطفت کے
ہر کلمہ پر اگر ہزار جان نثار کرون تو گنجایش ہے دونو جہان کی توقیع رستگاری اور سعادت
جاودانی کا طغرا سمجھ کر کمال ارادت و عقیدت سے حرز جان جان کر خدمت مین دوڑ کر
آؤن مگر بعض امور کے واقعہ ہونے سے ایک طرح کا حجاب حضور سے ہو گیا ہے اور طبع اشرف
کی گرانی سے مین وہمون کا مغلوب ہو گیا ہون اگر حضور اپنی مرحمت سے حکم فرمائین کہ
قلعہ کے دروازے اور مداخل و مخارج مجھ مرید کے آدمیون کے سپرد کر کے مجھے اس واہمہ سے
مطمئن فرمائین تو تلافی تقصیر کے لئے مین حضور کی ملازمت مین پہنچ کر رضا اشرف پر راضی
ہون اور کسی ایسے امر کا روا دار نہین ہون جس مین حضرت کی خفت و تصدیع کا

سبب ہو جب باپ پاس یہ عرضداشت پہنچی اُسنے تمام قلعہ خالی کردیا اور بیٹے کے ملازمون کے
سپرد کردیا ان ملازمون نے مداخل و مخارج کی بست و کشاد کو اپنے ہاتھ مین لیکر اس قلعہ
کے دروازون پر اپنا تصرف کیا اور بادشاہی آدمیون کو آمد و رفت سے بالکل منع کردیا
تمام کارخانون اور خزانون پر پہرے لگادین غرض یہی قلعہ جس مین شاہجہان نے فرمانروائی
کی تھی اُسکا زندان بنا اور اسی زندان مین آخر عمر بسر ہوئی اس مین شک نہین معلوم ہوتا
کہ اول اورنگزیب دل سے یہ چاہتا تھا کہ مین اپنے باپ کو خوش رکھون اور اُسی
کے نام سے سلطنت کرون۔ مگر جب اسکو یہ تحقیق ہوا کہ مین باپ کے دل سے داراشکوہ
کی محبت الفت نہین دور کرسکتا اور اسکی خاطر مین اپنا اعتبار نہین بٹھا سکتا تو اُسنے باپ کو
اس طرح گوشۂ عزلت مین بٹھایا۔ جب تک باپ زندہ رہا اسکی تعظیم و تکریم کرتا رہا۔
خافی خان لکھتا ہے کہ اگرچہ عہد نویس مولفون نے تینون عالمگیر نامون مین مجمل حال لکھا ہے
کہ اورنگزیب نے جو شاہجہان کو گوشہ نشین بنایا تو خود شاہجہان کی مرضی یہ تھی لیکن
واقعات عالمگیری مین عاقل خان خافی نے شرح و بسط کے ساتھ یہ لکھا ہے اُسکے
ہم فضول الفاظ چھوڑکر ترجمہ کرتے ہین اس سے زیادہ اصلی حال معلوم ہوتا ہے۔
عالمگیرنامہ مین لکھا ہے کہ جب عالمگیر سموگڈھ مین آیا تو اس نے اسی دن ایک معذرت نامہ
شاہجہان کی خدمت مین بھیجا جو صورت حال پر مشتمل تھا اور وقوع صف آرائی و قتال کا
اعتذار تھا جسکی ابتدا احمق اور مغرور داراشکوہ نے کی تھی اور میرا یہ بحکم شرع و فتوائے
عقل اسکے اقدام مین معذور تھا۔ فاضل خان شاہ اور سید ہدایت اللہ اس معذرت نامے کے
جواب مین یہ شقہ شاہجہان کیطرف سے لے کر گئے بمقتضاء مشیت ایزدی تمہارے
اور داراشکوہ کے درمیان صحبت کا انجام کدورت اور ملال پر ہوا اور جو کچھ پردۂ
غیب و حجاب تقدیر مین مستور تھا وہ ظہور مین آیا۔ فرمان قضا و قدر اور ارادت خالق
خیر و شر مین بشر کی چون و چرا کو مدخل نہین ہے اس سے چشم پوشی تا، خودشناسی
و خدادانی کے مہمات سے جان کر اس امر کا اظہار کرتا ہون جس سے میری خاطر

کا تقاضا اور باطن کی تمنا یہ ہے کہ مین تمہین دیکھون مین اس شوق کو بیان نہین کر سکتا۔ تم
ایک مدت دراز اور زمانہ طویل کے بعد میرے قریب آگئے ہو اور مین مرکز بجا پر ہون تمہاری
ملاقات کا شوق و اشتیاق میرا اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے یقین ہے کہ تمہاری محبت بھی کو بہت
سی خواہش قلبی اور آرزوی باطنی زیادہ ہو گئی ہوگی اب مجھ مین انتظار کی تاب نہین ہے
اب تم سے جسقدر جلد ممکن ہو مجھے اپنا جمال دکھاؤ ع زود آ و دل تنگ مرا مونس جان باش
اورنگ زیب نے ان شقہ لانے والون اور زبانی پیغام دینے والون کو بھاری خلعت عنایت کئے
اور شقہ کے جواب مین یہ عرضی انکو دیکر رخصت کیا۔
سجدہ و سلام کے مراسم اور تعظیم و تکریم کے لوازم بجا لا کر عرض کرتا ہے کہ حضور کا فرمان میرے
پاس پہنچا جس مین حضور نے مجھے بہت جلد طلب فرمایا ہے اس مضمون اشتیاق سے مین نہایت
شگفتہ خاطر ہوا اس عنایت تازہ و مرحمت بے اندازہ کا شکر تحریر و تقریر سے باہر ہے
لفظ و معنی کی دستگاہ کی تنگی سے کیونکر اپنی زبان سے بیان کر سکتا ہون ع
ہم مگر لطف شما پیش نہد گامے چند + الحمد للہ کہ میرے صدق ارادت و خلوص عقیدت نے
حضور کے دل پر اثر کیا اور حضرت ظل سبحانی کی کمال عنایت سے میرا گلشن مراد شگفتہ و
خندان ہوا اب مین امیدوار ہون کہ وقت مسعود و ساعت سعادت آمود مقرر
کی جاے کہ اس مین قدمبوسی حاصل کرون اور حضور کے دیدار سے اپنی آنکھون کو روشن
کرون اسسے زیادہ دراز نفسی کوتہ اندیشی ہے۔
عاقل خان اور مصنف عمل صالح کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اورنگ زیب کا
ارادہ یقینی باپ کے پاس جانے کا تھا مگر بعض اسکے مصاحبون نے شاہجہان پاس جانے
سے اسکو ڈرایا۔ فاضل خان دوسرے روز پھر خوش آیا اور باپ کی طرف سے تحفۃً
تلوار عالمگیر لایا جسکو مورخ لکھتے ہین کہ اورنگ زیب کے رفیقون نے اسکو ایسی فال مبارک
جانا کہ اسکے نام کو القاب شاہی کا ایک جزو قرار دیا اب کی دفعہ بھی اورنگ زیب نے
ادب اور اطاعت کی باتین بنائین مگر بادشاہ پاس جانے سے انکار کیا جس کو

فاضل خان نے بادشاہ سے جا کر کہا تو اُسنے ایک اور رقعہ لکھا اور اسکی بدگمانی دور کرنے کے لئے خلیل اللہ خان کو فاضل خان کے ساتھ بھیجا **رقعہ ثانی** ۔ باوجودیکہ میں نے تجھکو نازونعمت کے ساتھ پرورش کیا اور بہت سی نوازشوں سے تربیت وتلقین و تعلیم کیا اور مناصب بلند ومراتب ارجمند پر فائز کیا۔ ان حقوق کو اور اطیعوا اولو الامر کے حقوق کو جنکی اطاعت خدا کے حکم سے واجب ولازم ہے اور کلام ربانی وکتاب آسمانی اسپر ناطق ہے تونے چھوڑدیا باوجودیکہ تونے اپنی عمر رضاجوئی ونیکنامی وحق شناسی وخدادانی میں صرف کی ہے مجھے تجھ سے یہ بہت بعید معلوم ہوتا ہے کہ تونے میری مہربانی اور شوق کی جو تیرے دیدار کا ہی قدر نجانی اور صاحب اغراض فاسد کے بہکانے سکھانے میں آگیا ؎ دو دشوند ار بد مانغے برسند + با دشوندار بچراغے برسند اور میرے پاس نہ آیا خدا ورسول کے سامنے شرمندہ ہونے کا خیال نہ کیا۔ تمہارے فرزند اس کام پر جرأت نہ کر جسکا نتیجہ ندامت وپشیمانی ہو۔

ابیات

اے خلق از رہ مخالف بہ تاب
رشغ بیفگن کہ سمم آفتاب

گر زخو واین نقش گرفتی بدست
سوے خدا این وخو خدا پرست

ور زبد آموزشد این رہ پدید
گفت بد آموز نباید شنید

گرچہ کنی دعوی دانش ولیک
نیک بد انم کہ ندانی تو نیک

چون تو شبے روز ادب افزون کنی
بے ادبی با چو منے چون کنی

گرچہ جوانی ہمہ فرزانگی است
این نہ جوانی است کہ دیوانگی ست

اے پسر ارچہ پسری درخور می
لیکن مکن با پدران سروری

بر سر خوان آے کہ ہم توشنہ
یاد نمک کن کہ جگر گوشتہ

خون منی ودل من مہر جو است
جوشش بسیار مکن زیرپوست

جب افضل خان اور خلیل اللہ خان دہو نواور نگ زیب پاس گئے تو خلیل اللہ خا

کو بلا لیا جسنے جاکر یہ کہہ دیا کہ وہان آپ ہرگز نجائیے آپ کی نسبت برا ارادہ ہے۔ بادشاہ کی قید کرلینے کی صلاح دی اور اپنی درخواست سے بظاہر نظر بند ہوکر وہین رہ گیا کہ خلقت مین بدنامی نہ ہو۔ شاہجہان نے فاضل خان سے جب یہ سب ماجرا سنا تو اسے خوف ہوا کہ میری ساتھ یکایک کچھ اور سلوک نہ کیا جاے قلعہ کے دروازونکو بند کردیا جسکی خبر پہنچتے ہی اورنگ زیب کے سردارون ذوالفقار خان اور بہادر خان نے آکر قلعہ کا محاصرہ کیا قلعہ کی دوہری فصیل اور اسکے گرد خندق عمیق تھی۔ بہ نہ سرنگ سے اڑسکتا تھا نہ حملہ اسپر کارگر ہوسکتا۔ اسلئے اہل قلعہ کو پیاسا مارکر مغلوب کرنا چاہا۔ قلعہ مین پانی جانے کا رستہ بند کیا اورنگ زیب کے آدمیون نے قلعہ پر جاکر گو بہت سر مارا مگر اسکا بال بیکا نہ ہوا سردار اور سپاہی قلعہ کے نزدیک مکانون اور دیوارون اور درختون کے نیچے آ آ کر بیٹھے اور طرفین سے توپ بندوق چلا کی بادشاہ کے بڑے بڑے امیر زادے جو کے ساتھ گھٹے ہوئے تھے۔ چھوٹے سردار اور آدمی نمک حلالی کرکے خوب مقابلہ کرتے تھے۔ اکثر بڑے بڑے منصب دار تو دریا سے پانی لانے کا بہانہ بناکے باہر جاکر اورنگ زیب کے آدمیون سے ملگئے گرمی کا موسم تھا تو پین چل رہی تھین آگرہ کی سخت گرمی سے اہل قلعہ لاچار ہوئے۔ بادشاہ نے یہ حال دیکھکر مصالحہ کرلی اور فاضلخان کی معرفت یہ تحریر اورنگزیب کو بھیجی۔

خدا تعالی تیرے کوکب اقبال کو روشن رکھے۔ سپہر نیرنگ ساز کی کجبازی اور روزگار شعبدہ باز کی ناسازی سے ایسا امر جو تصور تعقل مین نہ آتا تھا عین الیقین مشاہدہ ہوا۔ تونے مہر فرزندی کو یکبارگی چھوڑ دیا میرے آتش شوق پر نظر نہ کی۔ حقوق ابوّت و تربیت سے چشم پوشی کی۔ ہماری ایذا اور ضرر کو جو دنیا کی بدنامی کا موجب اور ناکامی عقبیٰ کا صورت ہے سہل اور آسان گمان کیا روز شمار کی بازپرس سے غافل اور بیخبر ہو قیامت کے دن اس حق شکنی کا کیا جواب دیگا۔

ابیات

بپرس کہ گویم زخودت شرم باد	اگر پئے خون خودم اندر افتاد

بندہ کہ پادشاہ بود کینہ جو ‌ ‌ ‌ خلق چہ گویند تو ہم خود بگو
ورز تو در قلب من آید غبار ‌ ‌ ‌ ہم تو شوی در رخ خود شرمسار
باش بکامم کہ بکامم توام ‌ ‌ ‌ زندہ و نازندہ بنام توام
بہر خدا صورت خویشم منما ‌ ‌ ‌ روے مگردان و بترس از خدا

تجھے لائق یہ ہے کہ تو اپنی صف شکنی کشور کشائی پر مغرور نہ ہو اور زمانہ کی سازگاری اور روزگار کی رفاقت پر تکیہ نہ کر کہ یہ چرخ پیر نیرنگ و جہان دورنگ اصلا اعتماد کے لائق نہین ہے اس پیمان شکن بد عہد سے قطعاً وفا نہین ہوتی۔ اس صورت مین عقل یہ چاہتی ہے کہ ایسا کام تو نہ کرے کہ جس سے اس دودمان عالی شان مین فتور آئے۔ ہماری سلطنت تمام عالم مین مشہور ہے اسکے حفظ ناموس مین تو کوشش کر جس سے تیری نیکنامی صحیفۂ روزگار و صفحۂ لیل و نہار پر ثابت و پائدار رہے۔ اسکے جواب مین اورنگ زیب نے یہ عریضہ بھیجا۔

بلله الحمد و المنة کہ مین نیاز مند درگاہ شہنشاہی ابتدائے شعور و تمیز سے اب تک تا امکان بشری و طاقت انسانی حضور کی ارادت و اعتقاد و صدق سداد مین مقصر نہین رہا اور حضور کی استرضائے خاطر مین کوشش کرتا رہا۔ عبودیت و جانفشانی کی راہ سے انحراف جائز نہین رکھا اور نہ رکھتا ہے۔ بندگی و عقیدت مین ثابت و راسخ ہے لیکن ارادت ازلی اور مشیت لم یزلی سے ایسے مقدمات ظہور مین آگئے کہ بمقتضائے طبیعت بشری و اہمہ و ہراس کا مغلوب ہوا اسکی جرأت نہ ہوئی کہ اطمینان قلب و جمعیت باطن کے ساتھ حضور کی ملازمت کا عازم ہوتا مجھے حضور کی قدمبوسی کا حد سے زیادہ شوق ہے اگر آپ آئین مرید نوازی مرعی فرمائین تو حکم والا نفاذ ہو کہ اول قلعہ مین میرے کچھ آدمی داخل ہون اور ملازمان سرکار جو مداخل و مخارج کی محافظت کر رہے ہین اُن کی جا وہ مقرر ہون اور عنایت خسروانی سے وہ قلعون کے دروازون کی حراست سے اختصاص پائین تو یہ جان سپار خاطر جمعی سے حضور کی خدمت

حاضر ہو اور زمین بوس سے مشرف ہو اور اپنی تقصیرات کے عذرات بیان کرے
اگر یہ ہو تو غایت مرید نوازی ہو گی۔
شاہجہان نے اورنگ زیب کی یہ درخواست پڑھ کر حکم دیدیا کہ قلعہ سے باہر سب میرے
نوکر چلے جائیں اور قلعہ کے دروازے کھولدیے جائیں۔ روز جمعہ ۱۷ رمضان سنہ ۱۰۶۸ کو قلعہ
میں شاہزادہ محمد سلطان مع ذوالفقار خان و شیخ میر و بہادر خان و اسلام خان
داخل ہو گئے۔ جب اس قلعہ کے حوالہ کرنے پر اورنگ زیب باپ کی خدمت میں نہ آیا
تو بیگم صاحب باپ کا پیغام لیکر بھائی کے لشکر میں آئیں۔ دستور کے موافق استقبال تو
نہ ہوا مگر اورنگ زیب نے کہلا بھیجا کہ آپ محلسرا میں جائیں میں وہاں آتا ہوں۔
محلسرا میں بھائی بہت اچھی طرح ملا۔ بہن نے باپ کا شوق ظاہر کیا جو باپ سے ملنے کا
تھا۔ بعد اسکے یہ پیغام دیا کہ حضرت ظل الہی کی شاہانہ مرضی یہ ہے کہ دارا شکوہ کو ملک
پنجاب مع اسکے مضافات کے عطا فرمائیں اور مراد بخش پاس گجرات اور شجاع پاس بنگالہ
بدستور برقرار رہے اور ملک دکن محمد سلطان کو عنایت کریں اور شاہ بلند اقبال کا خطاب
اور باقی کل ممالک محروسہ کی ولیعہدی کا منصب عالی آپ کو مبارک ہو اب اس بات
کو آپ قبول فرمائیں اور غرضمندوں کی باتوں پر نہ جائیں وسوسہ و دغدغہ کے بغیر
اعلی حضرت کی خدمت میں چلئے اور انکی خاطر مشتاق کو اپنے دیدار سے مسرور کیجئے
اورنگ زیب نے دارا شکوہ کی عداوت کی شکایتیں کیں اور ان درخواستوں کو قبول
نہ کیا اور صاف کہدیا کہ جب تک دارا شکوہ کے معاملہ کا فیصلہ نہ ہوگا۔ میں حضور میں
حاضری کی جرأت نہیں کرسکتا۔ بیگم صاحب مایوسانہ اندوہناک یہ جواب لیکر آئیں اس کے
بعد پھر اس طرح کے پیام سلام ہوتے رہے۔ آخرکار گفت و شنید کے بعد اورنگ زیب
تیسرے دن باپ کے پاس جانے کے لئے سوار ہوا شائستہ خان اور شیخ میر نے سامنے
سے آکر عرض کیا کہ حضور کا یہ جانا عقل و دور اندیشی سے بعید ہے اس سے احتراز
فرمائیے جب قلعہ پر خدا کے فضل سے عمل دخل ہے اور اعلی حضرت کا اقتدار و اختیار

شاہجہان کی علالت عزلت نشینی اور وفات -

کچھ نہیں ہم کو ضرورت کیا پڑی ہے کہ آپ محل خطر میں جاتے ہیں اتنے حاصل کیا ہے اس سمجھانے سے وہ اکثر چلا آیا - بادشاہ کے جانے نہ جانے کے باب میں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ بادشاہ کا شقہ داراشکوہ کے نام کا ماہر دل نے پیش کیا جو بادشاہ نے اسکو اپنا چیلہ سمجھ کر اور نہایت معتمد و معتبر جانکر اسکو دیا تھا کہ داراشکوہ پاس بہت جلد دہلی پہنچا دے اس شقہ کا حاصل یہ تھا کہ داراشکوہ شاہجہان آباد میں ثبات قدم اختیار کرے وہان خزانہ اور لشکر کی کمی نہیں ہے - ہرگز وہان سے آگے نہ جاوے - کہ ما بدولت یہان مہم کا فیصلہ فرماتے ہین اس فقرہ نے اورنگ زیب کو دولت خواہون کی بات کا یقین دلا دیا پھر اسنے باپ پاس جانے کا ارادہ بالکل چھوڑ دیا - بیگم صاحب کے آنے کے بعد جعفر خان وزیر - حکیم تقرب خان رائے رایان راجہ رگناتھ دیوان سلطنت مع عملہ و فعلہ دیوانی آگئے تھے تو پھر اورنگ زیب نے ایک شاندار دربار عام کیا - مسند پر تو شاہزادون کی طرح بیٹھا اور نذرین شاہانہ طور پر سب امرا و منصبدارون سے لین پھر شان و شکوہ کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہوکر داراشکوہ کی حویلی مین چلا گیا - محمد سلطان نے باپ کے حکمون سے تمام بادشاہی خزانون کارخانون توشہ خانون کو سربمہر کر دیا - ۲۱ رمضان کو شاہجہان ایسا قیدی ہوگیا جسکی تاریخ عاقل خان نے یہ کہی فاعتبروا یا اولی الابصار —

جب شاہ جہان بے اختیاری کے سبب سے قلعہ اکبرآباد مین گوشہ گزین ہوا تو اسنے دن رات کو وظائف و طاعات و عبادات و ادائے فرائض و سنت مین تقسیم فرمایا قرآن شریف کی تلاوت کرتا اور اسکی آیات کو لکھتا - اور انکو پڑھتا - احادیث و بزرگان سلف کا حال سنتا اور داد و دہش و بخشش و بخشایش کرتا اور تعجب یہ ہے کہ اکثر اوقات تعلقات ظاہری کے قطع علائق کا ذکر کرتا اور اس مرحلہ فنا سے کوچ کرنے کو اپنی خوشی بتاتا - روز یکشنبہ ۱۱ رجب ۱۰۷۶ھ کو تیل ملنے سے بدن مین حرارت پیدا ہوئی اور حبس بول و پیچش شکم کا عارضہ عارض ہوا اور اس آزار سے گیارہ دن وہ صاحب فراش رہا - نو روز بعد سندرا بن جراح کے علاج سے پیشاب کھل کر آنے

لگا۔ مگر ضعف بہت قوی ہوا۔ ہونٹھ وزبان خشک رہنے لگے اُسکو اپنی موت کا یقین ہوا
اور اپنے اسباب تجہیز وتکفین کو خود ترتیب دیا اپنی ساری بیٹیون کو بلایا اور اُنکی تسلی وتشفی کی
اور اُنسے آیات قرآنی پڑھوائین اور خود کلمۂ شہادت پڑھا اور آیۂ ربنا اٰتنا فی الدنیا
حسنة وفی الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار پڑھکر شب دوشنبہ ۲۶ رجب
سنہ ۶۷ کو انتقال فرمایا۔ نعش کو ارکان دولت واعیان حضرت نے دولتخانہ سے روضہ تک
دوش بدوش پہنچایا تمام اعیان اکابر واعالی واہالی اکبرآباد وتمام اشراف واعاظم وا
موالی اطراف وکل فضلاء وعلماء وارباب ورع وتقوی واصحاب عمائم سرو پا برہنہ نعش کے آگے
کلمہ اور تسبیح پڑھتے ہوئے چلتے تھے۔ سیم وزر نعش پر نثار ہوتا تھا۔ عالمگیر تو شاہجہان آباد
مین تھا اور بیگم صاحب سب طرح سے بے اختیار تھین اور کار کا مدار اورون کے ہاتھ مین تھا
آخر شب کو شاہ برج کے زینے سے روضہ مین پہنچایا جنازہ کی نماز کے بعد دوپہر کو اسی زندہ دل
پادشاہ کو زمین کے اندر دفن کیا سارے شہر اور اہل حرم کو پادشاہ کے مرنے کا غم تھا مگر بیگم صاحب
کے ملال کی کچھ حد نہ تھی۔ عمل صالح مین تو مرنے کا حال یہ لکھا ہے مگر عالمگیر نامہ مین یہ تحریر ہے
پادشاہ نے اسی سال سلطنت کرکے امور دنیا کے اشتغال کو ترک کیا اور گوشہ نشینی وانزوا کو
اختیار کیا۔ بقیۂ عمر جمعیت خاطر اور توجہ باطن سے طاعت وعبادت ویزدان پرستی
مین ختم کی۔ اس سانحۂ عظیم کا بیان یہ ہے کہ اعلی حضرت کے عارضہ کو جسکا اوپر ذکر ہو چکا
ہے اشتداد اور امتداد ہوا اور ضعف وناتوانی طبیعت پر غالب ہوئی۔ امراض مختلفہ و
عوارض متضادہ لاحق ہوئے کہ جن مین سے ایک کا معالجہ دوسرے کے ازدیاد کا سبب ہوتا تھا
قوی کے کمال اختلال سے رعشہ واختلاج عظیم اعضا مین پیدا ہوئے۔ روز بروز بدن کی
کاہش اور مرض کی افزائش ہوئی۔ اطبا کی تدبیرات اور ادویہ کا استعمال اور تناول
اشربہ واغذیہ کا کوئی اثر مترتب نہین ہوا اور صحت کی کوئی صورت نہ ہوئی تو اوائل
شب دوشنبہ ۲۶ رجب کو مرض تزائد ہوا مرنے کے آثار نمودار ہوئے۔ اعلی حضرت نے
توفیق اور ایمان کی قوت سے اس حال مین دل کو خدا کی طرف متوجہ کیا اور خاطر کو غیر حق

خالی کیا اور مکرر کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کیا بیگم صاحب اور مستورات کو زاری و گریہ سے منع کیا اور سوگوارون کو تسلی دی ایک لمحہ کے بعد انتقال فرمایا۔ حد سے زیادہ سب چھوٹے بڑون کو ملال ہوا بعد اس حادثہ کے ملکہ جہان بیگم کے اشارہ سے رعد انداز خان قلعہ دار اور خواجہ پھول غسلخانہ مین حاضر ہوئے قلعہ کے دروازون کی ٹھکر کیا کھولین سید محمد قنوجی اور قاضی قربان تجہیز و تکفین کیلئے بلائے گئے اُنہون نے آخر صوم و صلوۃ جو قضا ہوئی تھے اُنکے واسطے ایک رقم خطیر مقرر کیا پھر برج مثمن مین جہان انتقال ہوا تھا وہ گئے اور لاش کو غسل دیا اور صندل کے صندوق مین بند کیا اور برج مذکور کے نشیب دروازہ کو جو بند تھا کھولا نعش کو شائستہ آئین سے قلعہ سے باہر نکالا اور دروازہ شیر حاجی سے جو اس دروازہ کے محاذی تھا حصار سے باہر نکالا۔ ہوشدار خان صوبہ دار مع بندہای بادشاہی کے ہمراہ ہوا۔ صبح کا وقت دریا کے کنارہ پر لائے اور روضہ ممتاز محل مین لے گئے سید محمد و قاضی قربان نے جنازہ کی نماز پڑھی اور نعش کو گنبد کے اندر دفن کیا۔ تاریخ وفات ایک شخص نے **شاہ جہان وفات کرد** کہی۔ بحساب قمری شاہجہان کی عمر ۷۶ سال ۳ ماہ و ۲۷ روز تھی اور بحساب شمسی ۷۴ سال ۳ روز کم اور ایام فرمانروائی بحساب شمسی ۳۰ سال ۴ ماہ ۱۸ روز۔ دادا کے مرنے کی اواخر شب مین شاہزادہ معظم آگرہ سے ۷ کوس پر پہنچا تھا۔ بادشاہ کے حکم سے آگرہ آتا تھا۔ اوائل روز مین شہر مین وہ آگیا۔ دوسرے روز اُس نے بیگم صاحب اور مستورات پاس جاکر تعزیت کی۔ حکم کے بموجب وظائف خیرات و مبرات و ختمات قرآن کی تقدیم ہوئی اور مکرر مولود کی مجلس منعقد ہوئی اور اہل استحقاق و صلحا و علماء اور سید محمد قربان کو بہت کچھ ملا۔ ۲۶ ر کو اس سانحہ کی خبر قاصد و بلخ عالمگیر کو پہنچائی۔ یہ خبر سُنکر بے اختیار رونے لگا اور اسپر قلق بیقراری و کمال تاثر و سوگواری کے آثار نمودار ہوئے۔ اس قدر آنکھون سے سیل اشک روان ہوئی کہ وہ بیطاقت ہو گیا۔ اور شاہزادون اور امرائے بھی اسکے ساتھ ماتم کیا اُسنے حکم دیا کہ آیندہ سے حضرت جنت آشیانی کو لوگ فردوس آشیانی کہا کرین اور یہی نام فرامین و مناشیر مین لکھا جایا کرے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ میری آرزو یہ تھی کہ مین بوقت مرگ باپ کے دیدار سے سعادت اندوز ہوتا لیکن

یہ قسمت مین نہ تھا اسکی عوض مین اب مین اکبرآباد مین باپکے مزار سے مشرف ہونے کے لئے جاتا ہون۔ ۱۹ شعبان کو وہ روانہ ہوا اور ۲۰ کو دارالخلافہ مین آگیا۔ دوسرے روز پادشاہ کے مزار کی زیارت کی اور بہت رویا۔ بارہ ہزار روپیہ مجاورون کو دیا۔ قلعہ مین جاکر بیگم صاحب اور اور اہل ماتم کا لباس ماتمی اترو ایا اور بیگم صاحب کی ایسی خاطر کی کہ اسکے حکم سے سب امرا و شاہزادون نے بیگم صاحب کو نذرین دین اور وہ کورنش بجالائے۔ بیگم صاحب نے سب امرا کو ہزاری تک خلعت عنایت کئے۔ اور ہمشیرہ کی دلجوئی کے لیئے ملاقات کو گیا وہ مراسم با انداز و نثار بجالائی۔ پادشاہ ہر روز باپکے مزار کی زیارت کو گیا اور مولود کی مجالس کو منعقد کیا اور شاہجہان آباد سے مستورات کو بلایا۔

شاہجہان اور عالمگیر کے درمیان نوشتجات گلہ و شکوہ آمیز معذرت و خشونت کے بھیجے گئے ان سب کی نقل تو ہم نہین کرسکتے نہ شاہجہان کے خطوط کا مسودہ کہین ہمکو ہاتھ لگا لیکن جو خطوط کہ آداب عالمگیری مین موجود ہین انکا ترجمہ فضول الفاظ کو چھوڑ کر لکھتے ہین انسے معلوم ہو جاتا ہے کہ شاہجہان نے عالمگیر کو کیا لکھا تھا (۱) شاہجہان نے عالمگیر کو خط لکھا تھا کہ کسی خواجہ سرا کو چٹھی نویسی کو وہ بھیجدے اسکے جواب مین عالمگیر نے یہ خط بھیجا۔

مراسم عقیدت کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہون کہ میرے عریضہ کے جواب مین جو فرمان والاشان اپنی قلم مبارک سے لکھ کر حضور نے صادر کیا تھا وہ پنجم شہر حال کو میری پاس پہنچا اس تحریر نے دیدہ کو نور اور دل کو سرور بخشا۔ خدا کا احسان ہے کہ حضور کی ذات فائض البرکات صحت و عافیت سے ہے۔ پیر دستگیر سلامت (شاہ جہان) حکم قضا و قدر سے مین مجبور ہون مشیت الہی سے ایسے ورطہ خطرناک مین پڑا اور کتنی ظاہر و باطن کی کلفتون مین مبتلا ہوا اپنی خجالت و انفعال حال کو کیا عرض کرون کہ وہ حضور پر ہویدا نہ ہو مین ہمیشہ درگاہ ایزدی سے سوال کرتا رہتا ہون کہ میری خطاؤن کی عذر خواہیون مین حضور کی خاطر کی استرضا کی توفیق اور تلافی و تدارک مافات عطا ہو کہ مین ایسی خدمت بجالاؤن کہ قبلہ و کعبہ حقیقی کی خوشنودی کا سبب ہو اور حضرت کی ذرہ پروری و بندہ نوازی سے امید رکھتا ہون کہ مجھ گنہگار کو دعاء خیر سے یاد

یاد فرمائیں کہ مجھے توفیق حسنات اور خدمت گذاری ولینعمت حاصل ہو۔ تجویز اور بعض امر کا ظہور
جو پہلے اس سے لکھا گیا ہے وہ اضطراری ہے اور اس سبب سے کوئی شرمندگی ایسی نہیں کہ مجھے نہ ہو
خواجہ سرا کے چٹھی نویس سے جو وقت کام ہوا اسکو حکم ہو کہ وہ سعادت خدمت حاصل کرے۔

(۲) یہ دوسرا خط ان دنون کا ہے کہ اول دفعہ شجاع نے عالمگیر سے ہزیمت پائی ہے
اور فرار ہوا ہے اور ابھی دارا شکوہ گرفتار نہین ہوا کہ عالمگیر نے قاصدون کی گرفت و
گیر کی ہے تو شاہجہان نے عالمگیر کو نصیحت اعتراض آمیز لکھی تھی اور آبدار خانہ و غسلخانہ
جو شاہجہان کے لیئے بند ہو گیا تھا اسکے باب مین کچھ لکھا تھا اور اتفاقات سے ان ہی دنون
مین خط ہندوی شاہجہان نے شجاع کو لکھا تھا اور وہ عالمگیر کے ہاتھ آ گیا تھا اس کا جواب
عالمگیر نے خود یہ لکھا تھا۔ ادائے مراسم عقیدت و عبودیت کو ادا کر کے عرض کرتا ہے
کہ بہت دنون کے بعد صحیفہ خط خاص سے لکھا ہوا صادر ہوا وہ میرے پاس پہنچا اس کے
مطالعہ سے سرمایہ سعادت حاصل کیا جو کیفیت کہ لکھی تھی وہ واضح ہوئی۔ حضور نے استفسار
فرمایا ہے کہ خطوط کی گرفت و گیر کیون ہوئی ہے حضور کی خاطر پر پوشیدہ نہین ہے کہ اس
مرید نے ان مراتب کے ابتدائے حال اور آغاز وقوع مین کہ نقد بر ایزد متعال سے ظہور
مین آئے یہ اعتقاد کیا کہ اعلی حضرت عقل کل ہین اور اکثر روزگار کے پست و بلند کے تجربون
مین اوقات گرامی گذرے ہین تو شائد ان امور کا ظہور قضا و قدر سے سمجھ کر میری
شکست کار مین اور اورون کی رونق بازار مین جو ارادت الٰہی مین نہین ہین کوشش نہ
فرمائینگے۔ یہ سلوک مستحسن اس طرح قرار دیا تھا اور چاہتا تھا کہ شورش کے دفع ہونے کے بعد خاطر
والا کی استرضا کے اہتمام مین مال و جان سے کمربستہ ہون اور اس وسیلہ سے سعادت دارین
حاصل کرون۔ ہرچند سنتا تھا کہ غبار فساد کا ارتفاع اور مہمات عباد کی برخوردگی حضرت
کی تحریک سے ہے اور بھائی حضور کے فرمانے سے دست و پا زنی کرتے ہین لیکن مین ان
باتون پر کان نہین لگاتا تھا۔ شاہ راہ عقیدت سے انحراف کا خیال نہ کرتا تھا
لیکن اس سبب سے کہ حضور کی بے توجہی کے اخبار ہمیشہ متواتر سنتا تھا چنانچہ یہ امر اس سے

ظاہر ہے کہ خط ہندوی میں جو نوشتہ شجاع کو قلمی ہوا تھا جس سے جان و مال اسی کے سپرد خواب ہوا۔ تو یقین حاصل ہوا حضرت مجھے نہیں چاہتے ہیں جو کچھ ہاتھ سے کھو چکے ہیں اسکو پھر ہاتھ میں لاکر مستقل رکھنا چاہتے ہیں اور احکام دین متین کے اجرا میں اور مہمات مملکت کے انتظام میں جو میں سعی و تردد کرتا ہوں اسکو ضائع کرنا چاہتے ہیں امرا اس طریق و فکر سے باز نہیں آتے اور اسپر مصر ہیں۔ ناگزیر میں لوازم حزم و احتیاط کی مراعات میں مشغول ہو کر اور مفسدہ ہاے ممتنع التدارک کے بند ہونے سے اندیشہ مند ہوکر جو میرا دل چاہتا تھا وہ قوت سے فعل میں نہ لاسکا اور میرے اس صدق دعوے کا خدا شاہد ہے۔ اس تحریر میں اس وقت میری جمعیت خاطر ہوگی کہ وہ فتنہ جو جنہوں نے دوبارہ اپنی کج سیرتی مقرر کی ہے اور رکھ گئے ہیں۔ ممالک محروسہ سے باہر جائیں یا بتوفیق الٰہی دستگیر ہو کر برادر سوم کے پاس بیٹھیں ؎ سر وارث ملک تا بر تن است تن ملک را فتنہ پیرہن است

انشاء اللہ تعالیٰ جب دشمنوں کا کام ان دو وجہ سے کسی ایک وجہ سے ہو جائیگا۔ تو اسقدر احتیاط عبث کیوں کرونگا آبدارخانہ کے باب میں جو قلمی تھا اس وقت حضرت ہمیشہ محل میں رہتے ہیں غسلخانہ میں آبخاصہ کی ضرورت کیا ہے بکارخانہ ملبوس پر جو مہر ہوئی تھی اسکا سبب یہ تھا کہ خواجہ معمور کا انتقال ہوگیا تھا اب دوسرا شخص اسکی جگہ مامور ہوگیا ہے پوشاک مبارک بدستور سابق بے تعلل پہنچے گی۔

(۳) تیسرا خط اس خط کے جواب میں عالمگیر نے لکھا ہے جو بادشاہ نے تقصیرات عفو کرنے کے باب میں لکھا تھا اور اسکی ساتھ قدرے جواہر و پوشاک عالمگیر کے پاس بھیجی تھی جو داراشکوہ محل میں چھوڑ گیا تھا۔

بعد اداے وظائف عقیدت عرض کرتا ہے کہ میرے عریضہ کے جواب میں والا فرمان عطوفت عنوان صادر ہوا تھا وہ اسعد زمان اور بہترین ساعات میں صادر ہوا۔ زلات و تقصیرات کے عفو کی نوید سے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ قبلہ خطا بخش پیر مرشد عذر پذیر لطف عمیم کا امیدوار ہوا۔ المنۃ اللہ اعلیٰ حضرت نے بمقتضاے انصاف و قدردانی

انتقام پر عفو کو ترجیح دی مجھ سراپا گناہ روسیاہ کو دو تو جہان کے اندوہ و ملال کے گرداب
سے نجات بخشی۔ کرم ایزدی سے امید واثق ہے کہ اسکے بعد بموجب مصلحت کے کوئی امر ایسا
جسکا واقع ہونا نہین چاہیئے مجھ سے ظہور مین نہین آئیگا خدا عیب دان ہے جسکو کذب و
دروغ پر گواہ کرنا اہل اسلام کے نزدیک کفر ہے اور وہ تمام مذہبون اور دینون مین
مذموم ہے وہ جانتا ہے کہ یہ مرید ہرگز ارباب نفاق کی تجویز سے مرضی طبع مقدس کے
مرتکب ہوا نہ ہے اور اپنے تئین حضرت کا نائب سمجھ کر اس خدمت و امر خطیر پر قیام کرتا
ہے لیکن اظہار نیابت مین اوضاع مملکت و ملت کا انتظام و تسلی رعیت ممکن نہ تھی اس لیئے
ناگزیر بپاس ملک و حال رعایا کے سبب سے چند روز کے لئے اس طرح کا سلوک اختیار کیا گیا
جو میرے دل مین کبھی نہین آتا تھا۔ خدا آگاہ ہے کہ اس وجہ سے کس قدر مجھے شرمندگیان
ہوئین۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب مملکت مین امنیت ظاہر ہوگی فتنے کا غبار بیٹھ جائیگا
توکل خاطر اشرف کے مرغوبات بوجہ احسن و دلخواہ صورت پذیر ہونگے۔ مجھ مرید نے جب
اپنا خلاصہ عمر اعلیٰ حضرت کی رضا جوئی و نیکو خدمتی مین صرف کیا تو پھر مزخرفات دنیویہ
فانیہ پر کیون کر راضی ہو سکتا ہے کہ حضرت کے اوقات فرخندہ سمات جمعیت خاطر کے
ساتھ نہ گذرین۔ اعلیٰ حضرت کی تحصیل خرسندی کے لئے جان و مال و عیال نثار ہین
مین نہین چاہتا کہ ہر دم محل خدمت وافی سعادت سے جدا ہون اس سبب سے کہ شجاع نے
قدر عافیت نہ جانی اور الہ آباد کا قصد فاسد کیا اور شورش اٹھائی۔ مین نے بھی بادشاہزادہ
کلان کی طرف سے قدرے خاطر جمعی حاصل کر کے ایک دم فرصت نہ لی اور بعد تائیدات الٰہی
اور نصرت بخش حقیقی کی تائیدات پر توکل کر کے اس شہر حال کو ان حدود کی طرف متوجہ
ہوا امیدوار ہون کہ توفیق الٰہی اور اعانت حضرت رسالت پناہی اور حضرت دستگیر
کی توجہ باطنی سے عنقریب اس کام سے فارغ ہو کر اصلا کسی ایسے امر کا مرتکب نہ ہونگا
جس مین مرضی مبارک نہ ہو حضرت پر ظاہر ہے کہ سبحانہ تعالیٰ اپنی ودائع کو اس شخص کو
سپرد کرتا ہے کہ وہ رعایا کے حال کی پرداخت کرے اور برایا کی نگہبانی کرے۔

عقلا پر ظاہر ہے کہ گرگ شبانی نہین کرسکتا اور ہر کم حوصلہ اس امر خطیر سے عہدہ برآ نہین ہوسکتا۔ ملک رانی سے مراد پاسبانی خلق ہے نہ نفس پروری و شہوت رانی۔ بہرحال اس مرید کو اعلی حضرت سے جو خجالت ہے اس سے حق سبحانہ تعالی نکالے تقصیرات و زلات کے عفو کی اور پادشاہزادہ داراشکوہ کے جواہر عنایت کرنے کے لیے تسلیمات بجالاتا ہون اس فضل و رحمت کا شکر ادا کرتا ہون۔

خافی خان لکھتا ہے کہ ایک ثقہ زادے سے کہ مشرف جواہر خانہ کا پیشکار تھا یہ سنا گیا کہ داراشکوہ قلعہ کے اندر جواہر خانہ مین بادشاہ کو مطلع کرکے اپنے خدمۂ محل کے جواہر و مروارید قیمتی ستائیس لاکھ روپیہ کے چھوڑکر باہر گیا تھا اور ہزیمت پانے کے بعد انکے لینے کے لئے فرصت نہ ملی۔ شاہجہان نے بعد بیرخاش و بخشش طلب کے ان جواہر کو مع نامہ کے جو طوعاً و کرہاً مشتمل تقصیرات کے بخشنے پر تھا جسکا ذکر اوپر ہوا لکھکر عالمگیر پاس بھیجدیا۔ ایک مروارید کی تسبیح تھی جسکے سو دانہ غلطان ہم رنگ ہم وزن تھے اور جسکی قیمت چار لاکھ روپیہ تھی وہ بہت تلاش سے ہاتھ آئی تھی اور اسکا امام بھی بڑی سعی سے میسر ہوا تھا وہ ایک الماس کی آرسی ہمیشہ شاہجہان کی گردان مین رہتی تھی۔ جب گوشہ نشین ہوا تو عالمگیر نے پیغام دیا کہ ایسے تحفے ایام سلطنت کے ملبوسات مین سے ہین انکو گوشہ نشینی مین پاس رکھنا تقوی کے بر خلاف ہے خواجہ سرا اسکی طلب کے لئے مامور ہوا اُسنے سماجت سے عرض کیا۔ اعلی حضرت آشفتہ خاطر ہوئے اور تسبیح کو گردن سے اُتارکر حوالہ کیا تسبیح کے لئے فرمایا کہ اسپر اوراد پڑھے جاتے ہین اسکو ہاون مین کوٹ کر اور نرم کرکے دونگا جب خواجہ سرا نے یہ سخت جواب سنا تو پھر آیا یہ حال عالمگیر سے عرض کیا تو پھر اُسنے اسکو طلب نہین کیا مرتے دم تک یہ تسبیح شاہجہان پاس رہی۔

(۴) وظائف عقیدت کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہے کہ ۲۰ صفر کو میرے عریضہ کے جواب مین میرے پاس فرمان آیا معلوم نہین کہ وہ کس کے ہاتھ کا لکھا تھا حضور پر پوشیدہ نہ رہے کہ مینے توفیق الہی سے حقیقت دُنیا اور دُنیائے بے بقا

عدم اثبات کو جس طرح پیرکون ہے یعنے جاتا ہے یعن اطیعوا اللہ مین اس قدر مقر ہون
کہ رسول علیہ السلام کے آگے خجالت رکھتا ہون مرتبہ سوم کا دعوی کس طرح کر سکتا ہون
لیکن اہل روزگار کی نسبت بقدر مقدور اوامر و نواہی الہی و پیروی شریعت مصطفوی
مین کوشش کرتا ہون جبتک جہانبانی کی عنان اختیار حضرت کے قبضۂ اقتدار مین تھی
محض فرمان ایزدی کے پاس کے سبب بے حکم والا کسی مہم و مطلب مین مین نہین مشغول ہوا
اور اپنی حد سے قدم باہر نہین رکھا۔ میری اس دعوی کا خدا گواہ ہے یہ مجھے تحقیق
معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت کی بیماری کے دنون مین شاہزادہ کلان نے پورا استقلال
پیدا کیا تھا اور آئین ہنود و کفار کی ترویج مین اور رسول مختار کے دین کی جڑ اکھیڑنے
مین کمر چست باندھی تھی۔ مملکت مین الحاد پھیلایا اور انتظام مہام کا سررشتہ ہاتھ سے
چلا گیا حضور کے نوکرون مین سے کسی کو ایسی قدرت نہ تھی کہ صورت حال کو عرض کرتا
داراشکوہ نے اپنے تئین باوجود عدم استحقاق کے شائستہ فرمانروائی جانا
اور مربی و ولینعمت کو مطلق معزول کیا چنانچہ یہ امر حضور نے مناشیر مین اپنے ہاتھ سے
مندرج کیا ہے یعنے اس اندیشہ سے کہ مبادا اس فساد کی اصلاح مین تاخیر کی جاے
تو بلاد مین خرابی و عباد مین تفرقہ پیدا ہوا اور اس سے مواخذہ اخروی کی بازخواست
ہو تحصیل مثوبات کو پیش نظر رکھ کر یہ مین برہانپور سے اس سمت مین روانہ ہوا اس
وقت درمیان مین سوا اس دشمن دین مبین کے
کوئی اور نہ تھا۔ اطاعت کا نتیجہ اعانت الہی ہے جسسے فتح و ظفر ہوئی ہے اگر
بر تقدیر میرا قصد صواب نہ ہوتا حق تعالی کو خوش نہ آتا کیون کر یہ نیازمند درگاہ الہی
طرح طرح کی تائیدات سے اختصاص پاتا خدانخواستہ اگر حضرت کی حمایت سے
اس بدکیش کا اندیشہ قوہ سے فعل مین آتا اور عالم ظلمت کفر و عدوان سے تاریک ہوتا
تو کارشرع سے رونق جاتی رہتی اور آخرت مین اسکے جواب کے عہدہ برآ ہونا نہایت
دشوار ہوتا اس صورت مین جو مالک الملک کی تقدیر مین قدر یہ تھا وہ ظہور مین آیا

اسکا شکر واجب ہے۔ حضور کی تربیت کے حقوق میرے ذمہ پر اس سے زیادہ ہین کہ اس کی
سپاس گذاری ہوسکے۔ حاشا ہین آپکے تفضلات کو فراموش کرکے چند روزہ زندگی کے
لئے ولی نعمت کی خاطر کی کدورت کو روا رکھون اسکے سوا مین نہین جانتا کہ ملک و ملت کی
مصلحت کے لئے جو مشیت و خواہش ایزدی تھی وہ واقع ہوئی جسکی وجہہ سے کون سی بدی
اس حضرت کی نسبت ہوئی۔ بادشاہزادہ شجاع کی شورش کا مقدمہ ایسا نہین ہے کہ کسی پر
مخفی ہو لکہ کتاب ہین عبارت اس خط کی ایسی غلط لکھی ہے کہ اسکا مطلب خبط ہے۔
(۵) مراسم عقیدت کے ادا کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت سے عرض کرتا ہے کہ ۹ شوال کو
والا فرمان عتاب آمیز میرے پاس آیا جو کچھ میرے بداعمال کی قبائح مرقوم ہوئی ہین
وہ مجھے معلوم ہوئین۔ حضور کو معلوم ہے کہ یہ مرید کبھی اپنے محاسن افعال کے اظہار مین مشغول
نہین ہوا۔ ہمیشہ اپنی بدیون کا معترف رہا ہون اور اب بھی ہون جس وقت سے کہ
سن تمیز کو پہنچا ہون حضور کی استرضا مین کوئی دقیقہ جد و جہد کی دقائق مین سے نہین
چھوڑا۔ باوجودیکہ شاہزادہ کلان مین سوا خوشامد ظاہری و چرب زبانی اور بہت
سننے کے کوئی امر نہین ہے اور اپنے ولی نعمت کی خدمت مین دل اسکا زبان کے موافق
نہین ہے اور اسنے نالایق پنے سے جو باتین سننے کے قابل تھین وہ سنین اور خفت
اٹھائی اور سیر حضور کے فرامین سابق ناطق ہین اس امید مین کہ شاید میری عقیدت و
بندگی کا صدق کوئی نتیجہ ظاہر کرے مینے انقیاد و اطاعت کے طریقہ سے اصلا انحراف
نہین کیا۔ اسی بات سے کہ حضرت نے اس مرید کو رضا جوئی کی عنوان سے یاد فرمایا ہے
مین خوش تھا جس وقت کہ میرے حسن اعتقاد اور زیادتیون کے تحمل کا اثر مرتب ہوا۔
باطل سے حق جدا ہوا اور رسوخ عقیدت کے جوہر کی صفائی مخفی نہ رہی دورویہ
منافقون کی بات چل گئی۔ منافق اور موافق اور راست نا راست مین امتیاز نہ ہوئی
اور مین مرید التفات اور اعتماد کے قابل نہ ہوا تو اب مین طرح طرح کی گستاخی و
بےادبی کا مصدر ہوا ظاہر ہے کہ اعلےٰ حضرت اس گناہگار سے کیون کر نیکی کی

تو قع کر سکتے ہین اور میرے قول و فعل پر اعتماد کر سکتے ہین۔

پیر دستگیر سلامت۔ مین اس سبب سے کہ اس جہان گذران مین کوئی چیز مشیت و تقدیر الٰہی بغیر وقوع مین نہین آتی اور کوئی قضاء الٰہی سے لڑ نہین سکتا جو مراتب کہ آپنے فرامین مین لکھے ہین وہ اور بزرگون کو بھی پیش آئے ہین مجھ حقیر کی کیا قدرت تھی کہ ارادت ازلی سے سرتابی کرتا یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید۔ (اللہ تعالی جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اسکا حکم دیتا ہے) ہر شخص اپنی نیت کے درخور خدا سے خود پاتا ہے میری نیت بخیر ہے امید ایسی رکھتا ہون کہ جب تک زندہ رہونگا سوائے نیکی کے کچھ اور نہ دیکھونگا۔ ہمشیرہ کے باب مین جو نگارش پایا محض تہمت و گمان ہے اسلئے کہ جس وقت مرید اکبر آباد مین آیا اور وہ سوانح واقع ہوے جس سے حضور کی خاطر اشرف کو کلفت و کدورت ہوئی۔ وہ مکرمہ کہان تھی اور ان چند روزون مین جو میری ملاقات اس سے ہوئی۔ حاشا جو اس نے بدگوئی کی ہو جو اور وضع نکو شعار رہی۔ ہم مجرم ہرگز خوش ظاہری و خوش باطنی کے لاف نہین مارتے۔ اور ہم نے اس جماعت کی طرح اپنے تئین نہین دکھلایا ہے جنکا ظاہر و باطن حسن کی آراستگی رکھتی ہین۔ الحمد للہ تعالی کہ اسکی حقیقت بھی کھلنے والی ہے۔ ہر شخص کا نیک و بد عالم السرائر پر ظاہر ہے اور بندون کی مافی الضمیر کو وہ بہتر جانتا ہے۔ شائستہ خان کو کیا نسبت ہے کہ اس مقولے سے کوئی چیز لکھ سکے۔ یا ایک حرف بول سکے۔ بست خانہ زادون کے حقوق اسلاف آپ کی دولت مین ثابت ہین اور اس بات کو اعلی حضرت خوب جانتی ہین کہ اسکی مثل آدمی نہین ہے اس سبب سے کہ بیگانون کے ساتھ رعایت کی گئی ہے اسکے ساتھ بھی کی گئی۔ اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اس نے نالائق مقدمات معروض کیے اول اور آخر کے حق مین جو کچھ ساختہ و بستہ عرض کیا گیا ہے محض

(۶) بادشاہ نے غصے سے اورنگزیب کو لکھا تھا کہ خواجہ سرایون کو اسکے پاس سے کیون علیحدہ کیا اسکا جواب لکھتا ہے کہ مراسم اخلاص و عقیدت کے ادا کرنے کے بعد اعلی حضرت سے عرض کرتا ہون کہ قدسی صحیفہ مرقومہ اشہر حال خط مبارک کا لکھا ہوا میری

پاس آیا۔ آپنے جو طیش و غصہ بسبب خواجہ وفا کے باب مین لکھا تھا مجھے معلوم ہوا مین گنہگار سراسر تقصیر
نہین جانتا کہ کیا چارہ کرے کہ اس قسم کے امور سے معاف ہو وے مینے اعلیٰ حضرت سے کبھی کبھی
دفعہ التماس کیا کہ نوشتجات شور انگیز فتنہ افزا کی ارسال کی راہ کو بند فرمائین تو اعلیٰ حضرت
نے اسیر التفات نہین کیا صریح یہ فرمایا کہ یہ توقع ایسے بیٹے سے وہ رکھے ہمسے نہ رکھے ہمکو
اس شیوہ کے ترک کرنے کی تکلیف نہ دے۔ اسکا چھوٹنا ہمسے ممکن نہین چنانچہ خود جی بیگم جو
نوشتہ لائی ہے وہ اسپر ناطق ہے اس صورت مین اگر مین لوازم احتیاط مین مشغول ہوکر
اسباب فساد کو نہ مٹاؤن اور متفحص خواجہ سرایون کو کہ نوشتجات مکرر انکی وساطت سے
باہر جاتے ہین حضور پرنور سے دور نہ رکھون تو کیا کرون کاش اعلیٰ حضرت ان آدمیون پر
ترحم فرماکر اس شغل کو موقوف کردیتے جسکا ماحصل سوائے مزید کلفت و وحشت کے نہین ہے
اور مصلحت کار کو مرعی کرتے تاکہ بمقتضائے ضرورت مجھے اس کام کا اہتمام کرنا لازم نہوتا
اور آپکو آزار نہ پہنچتا ع ای وای من و دست من و دامن خویش + بہر حال مین خواجہ
وفا کی تقصیر کو معاف کرکے اسکو اپنے پاس بلالیا ہے کہ وہ اورون کی طرح خدمت کرے
اور خواجہ محرم کے لئے لکھدیا ہے کہ محل مین اسکے جانے کا کوئی مانع نہو لیکن اگر وہ وفا کا
رنگ ڈھنگ اختیار کریگا تو وہ بھی وفا کے پاس بیٹھیگا ملبوس خاصہ کی تحویل کی نسبت مینے
پہلے عرض کیا کہ معمور مرگیا ہے دوسرا آدمی اوسکی جگہ مقرر ہوا ہے وہ بدستور سابق پوشاک
خاصہ پہنچائیگا۔ حق تعالیٰ اس حضرت کو مجھپر مہربان کرے جس سے کوئی گناہ سوائے متقاضائے
حکم قضا و قدر کے نہین صادر ہوا اور مثوبات اخروی کا احراز کرامت کرے۔

(۷) عقیدت و اخلاص کی مراسم ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہون کہ صحیفہ قدسی جو
بالکل قلم مبارک کا نگاشتہ تھا میرے پاس معتمد خان کی معرفت آیا جو مراتب کہ نظم و
نثر مین لکھے تھے وہ واضح ہوئے مین بندہ شرمسار جسنے اپنے عجز و قصور کا اعتراف کرکے
اپنے برأت ذمہ کا اظہار کیا تھا اور اس سے ایکمدت پہلے عرائض کے بھیجنے کو چھوڑدیا تھا
اور گفت و شنید کی راہ بند کی تھی۔ اب بس سے مجبور ہے کہ مقدمات کا جواب

صاف صاف بے پردہ معروض کرے تاکہ کیفیت جیسی کہ ہے ظاہر ہو جائے اور پھر مطالب
ترقیم کی حاجت نہ ہو۔ اعلیٰحضرت کی رائے پر پوشیدہ نہین ہے کہ مینے مکرر التماس کی تھی کہ اگر
اعلیٰحضرت نوشتجات شورانگیز کا بھیجنا موقوف فرمائین جنکا کچھ اثر مرتب نہین ہوتا
اور اس طریقہ کو بند کرین تو اصوب بلکہ مصلحت ملکی سے اقرب ہے لیکن اعلیٰحضرت نے
باوجود کمال دانش کے صلاح کار کو منظور نہ کیا اور صریح فرمایا کہ وہ یہ توقع بیجا ہم سے
نہ کرے تو مینے لازم جانا کہ ابواب فساد کو مسدود کرون شورہ پشت خواجہ سرایون کو
جو شورش کے اسباب تھے اپنے پاس طلب کر لون۔ تازہ رباعی جو اعلیٰحضرت نے لکھی تھی
اسکا مضمون حق و حسب حال ہے جب اعلیٰحضرت نے بادشاہزادۂ کلان کو کہ جس کی
جمعیت و قابلیت و خداشناسی شاید حضور پر ظاہر ہوئی ہوا اسکے ابتدائے حال مین
اعلیٰحضرت طرح طرح سے اُسکی دستگیری فرماکر اعلیٰ مدارج اعتبار پر نہ پہنچاتے اور
اُسکی خوشامد اور دلجوئی کے واسطے قضا و قدر کی امانت اُسکے واسطے نہ تجویز فرماتے اور سب
فرزندون کے واسطے قاعدہ مساوات کو مرعی رکھتے اور انکے پاس کی امید پر غالب نہ ہونے دیتے
تو اس طرح سے آتش فتنہ نہ مشتعل ہوتی اور یہ وحشت ظہور مین نہ آتی۔ مصرعہ
اے وائے من و دست من و دامن خویش + عریضہ سابق کی عبارات مین حاشا
کہ کوئی بیجا نا ملائم کلمہ جناب اعلیٰ کی نسبت زبان پر آیا ہے کبھی نہین چاہتا کہ ہمارت تا اندیشہ
خاطر مین گذرے۔ آپنے اپنے بھائیون کے بارہ مین جو لکھا تھا وہ کیون بے ادبی پر محمول
ہوتا ہے اعلیٰحضرت نے خسرو و پرویز کو جو حضرت کی خلافت سے پہلے وادی فنا کو
دوڑ گئی تھی اور کسی طرح کا آسیب و مضرت پہنچانا انسے متوقع نہ تھا اب تک کس
طرح یاد فرماتے ہین اگر مجھ مرید نے اس جماعت کو کہ جنکی عداوت حد سے گذری اور
جنہنے بار بار محاربے کیئے اور فرار کا عار اختیار کیا اور انکے شر کے آثار محو نہین ہوئے اس
عنوان سے کہ بیان واقع ہے یاد کیا اور اسکی تعظیم و احترام کو چھوڑا تو کیا قصور کیا۔
خدا تعالیٰ جسکو عزیز بناتا ہے اُسکو کوئی خوار نہین کر سکتا اور اسکے خوار کردہ کو

کوئی عزیز نہین بنا سکتا بزرگ وہی ہے جسکو حق جل وعلا بحکم تعز من تشاء اپنی تائیدات
سے مؤید ہوکر اقران وہمسرون پر برتری کرامت فرماتا ہے اور اسباب عزت کو محض اپنے
فضل سے آمادہ کرکے اہل عالم مین عزیز وسربلند کرتا ہے اس سے پہلے مکرر خدمت والا مین
معروض ہوا کہ مجھ مرید کا مقصود اکبرآباد کے صوبہ کی طرف آنے سے یہ تھا کہ بادشاہ اسلام
سے بغاوت کرون اور اسکو خارج کرون خدا اسکا گواہ ہے کہ مقصد ناصواب
غیر مشروع اصلاً وقطعاً میری دل مین نہ آئی تھے بلکہ بیماری کے زمانہ مین اعلی حضرت کی
ہاتھہ سے اختیار نکل گیا تھا۔ شاہزادہ کلان کہ مسلمانی کا کوئی رنگ نہ رکھتا تھا اس نے
تقرب واستقلال تمام پیدا کیا۔ امارات جہانبانی کو ظاہر کیا۔ ممالک محروسہ مین کفر والحاد کے
رایت کو بلند کیا۔ اسکا دفع کرنا عقلاً وشرعاً وعرفاً واجب ہوا تھا اسکو ذمۂ حمیت پر مجھ تم
جانا اران حدود کی عزیمت کی اوّل جنگ ان کفار اشرار سے ہوئی جنہون نے مساجد منہدم
کرکے بتخانے بنائے تھے دوسری لڑائی ملاحدہ نکوہیدہ کردار سے واقع ہوئی میری نیت
بخیر تھی جمعیت قلیل سے معرکہ مین مظفر ومنصور ہوا اور چشم زخم سے مصئون رہا اعلی حضرت
نے مجھے گنہگار قرار دیا اور فرط تعصب سے دینی وملکی مصلحت پر نظر نہ کی اور اسکی تلاش
کی کہ پادشاہزادہ فرعون منش دوبارہ میدان مین آئے اور الحاد کی چہرہ افروزی کیسے
اس صورت مین یاگ کا ڈھیلا کرنا عباد وبلاد کی خرابی کا باعث ہوتا اس ضروری اجر وثواب
کی امید مین مجھے اس بار گران اٹھانے پر راضی کیا اور جو اول رعایا وبرایا کی پرورش
کے لئے اور دین مبین کی ترویج کے واسطے اجتہاد پر کمر بستہ کیا دور ونزدیک ارباب
بصیرت واصحاب خبرت جانتے ہین کہ نیکنامی دنیا وسعادت وآخرت کے لئے دلیل
اس سے بہتر کیا ہوگی۔ اعلی حضرت نے لکھا کہ اورون کے اموال مین تصرف کرنا مسلمانی کے
خلاف ہے اعلی حضرت پر مخفی نہ ہے کہ ملوک وسلاطین کے خزائن واموال بمصلحت ملک و
ملت کے لئے ہین وہ کسی کی ملک میراث نہیں ہین اس وجہ سے اس مال کی زکاۃ نہین دی جاتی
خدا تعالی کچھ مدت کے لئے اپنی درگاہ کے نظر یا فتون مین سے کافہ انام کی جہات

معاش و معاد کے لئے انتخاب کر کے امور کا حل و عقد اسکے کفایت و اعتبار کے کف مین سپرد کرتا ہے
تا کہ اصناف خلق کے لئے بر وجہ عدالت زندگانی کرے اور مستحقین کے ایصال حقوق مین امانت
و دیانت کے طریق کو مسلوک کرے اور اپنے تئین سوائے تحویلدار کے کچھ اور نہ جانے جب تک
کہ علماء وقت اس مقدمہ کی حقیقت کو ملاحظہ کر کے نہ معروض کرین تب تک بیت المال
کی ملکیت کا دعوی حضور نہین کر سکتے بالجملہ یہ مقرر ہو چکا ہے کہ مشیت الہی بغیر کوئی
بات غیب سے جلوہ گر نہین ہوتی چنانچہ یہ امر سب پر ظاہر ہے کیا سبب ہے کہ یہ سانحہ
عظمی کہ ظہور اسکا بے شبہ ارادت ازلی اور مکنت و قدرت احدی سے ہوا ہے
اور اس مین کسی کو دخل نہین ہے وہ مالک الملک کی تقدیر کے حوالہ نہین ہوتا اور
قضا کا کام مجھ بندۂ مجبور و مضطر سے منسوب ہوتا ہے اور موجب عتاب و خطت ہوتا
ہے۔ اعلی حضرت و فور دانش و بینش مین سب سے برتر ہین کس لئے ان مراتب کی تفاصیل کو
خاطر مین نہ لا کر کارہائے الہی مین اورون کو موثر جانتے ہین اور حکیم علی الاطلاق کے
کردہ کو یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید جو اسکی قدرت کاملہ کی آیات
بینات ہین راضی نہین ہوتے اور وادی پر آشوب سے جو کہین ختم نہین ہوتا عبور نہین
فرماتے تا کہ کدورت کلفت جمعیت و رفاہیت سے تبدیل ہو۔ صبر و شکیبائی کا
اجر فوت نہ ہو۔ اوقات قدسی ساعات جو بدل نہین ہوتین ایسے توہمات مین گذرنے
کرم عمیم سے دراز نفسی کا عذر خواہ ہے۔

(۵) عقیدت و اخلاص کی مراسم کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہے کہ مین
سراپا تقصیر شرمندگی و تشویر کی کثرت کے سبب سے ارسال عرائض و اظہار مطالب کی
جرأت نہین کر سکتا تھا لیکن ان ایام مین متواتر حضور نے الوش آنب سے سرافراز کیا الطاف
والا کا تازہ امیدوار کیا تسلیمات بجا لا کر معروض کرتا ہے۔ اعلی حضرت ان اوقات
مین نغمہ سننے پر التفات نہین فرماتے اور گاین جو تی جنکی سرود سے طبیعت محظوظ ہوتی ہے
وہ یہان نہین ہے اسلئے مینے لکھا تھا کہ خواجہ بہلول عرض کرے کہ بادشاہزادہ کلان کی

گا نہین محل مین معطل ہین انکو بھیدسے معلوم نہوا کہ یہ بات خاطر عاطر پر کیون گران
گذری اگر انکے سر یہ ہونے کے سبب ثقہ ہی تو ایک جماعت ایسے آدمیون کی گھر مین اور
موجود ہے حضور کے خدمتگار میرے پاس رہین تو اُس مین کیا قصور ہے حسب الحکم اس تقریب
مین جو آیہ کریمہ مع ترجمہ خواجہ بہلول نے ارسال کی تھی پہنچی حضور کی رائے خورشید ضیا پر پوشیدہ
نہین ہے کہ مینے خدمت والا مین مکرر عرض کیا ہے کہ اب بات کھلی ہے تو مین لکھتا ہون
کہ اس خطرناک منصب کا قبول کرنا اختیار مین نہین ہے اسلئے مخاطرات کا اندیشہ عاقبت بین
ہوشمندون کا جگر خون کرتا ہے اس بندہ کی خواہش اسکی نہین تھی جو صاحب عقل سلیم و فطرۃ
مستقیم باز خواست اخروی پر ایمان رکھتا ہے کس طرح باختیار راضی ہوسکتا ہے اپنی
اعضا و قوی مین شرط عدالت کو رکھنا کمال صعوبت ہے پھر ایک عالم مین عدالت کرنا
کیسا دشوار ہی اسلئے عالم کا وبال وہ اپنی گردن پر نہین لیتا۔ یوم الحساب کے جواب کے لئے
آمادہ ہوتا ہے مملکت موروثی کی مہمات کا نسق جاتا رہا تھا طبقات انام پائمال
حوادث ہوتے تھے احکام اسلام برخاست ہو گئے تھے اس مجبور قضا و قدر نے
از روے اضطرار اس شغل خطیر کو قبول کیا۔ رسوم جہانداری کو ادا کیا جسکے بغیر پیش رفت
کار دشوار معلوم ہوتی ہے اس سبب سے کہ اعلی حضرت کے دوش سے اس بارگران کو
اُتار دیا اور اپنے سر پر اُٹھا لیا اور ہزار رنج و تعب مین گرفتار ہوا اگر انصاف کی نظر سے
دیکھا جاے تو شکایت کی جا نہین ہی اگر بر تقدیر کوئی دوسرا شخص مجھسے بہتر ان امور
مین مشغول ہوتا حاشا یہ مرید اس دام مین اسیر ہوتا اب یا دہ دراز نفسی نہین کرتا مثوبات
اخروی کی توفیق روز افزون ہو۔

رویہ شاہجہان و اورنگ زیب کی خط و کتابت پر

ان دونو باپ بیٹون کی خط و کتابت پر نظر ڈالنے سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے
کہ ساری کارروائیان منافقانہ تھین شاہجہان عالمگیر کو اپنے پاس بلاتا تھا اور اسکے
ملنے کے لئے بہت شوق ظاہر کرتا تھا اور شجاع و دارا کو عالمگیر سے لڑنے کے لئے

اکسا تا تھا۔ عالمگیر باپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتا اور خیالی باتیں بناتا تھا لیکن اگر غور سے ان خطوط کا مطالعہ کیجیے تو کوئی اس مین کارروائی منافقانہ نہ تھی بلکہ باپ بیٹون کے دل کا اصلی حال معلوم ہوتا ہے کہ کیا تھا۔ انسان کے دل کا حال ہمیشہ یکسان نہیں رہتا خاص کر پریشان حالی مین۔ شاہجہان بوڑھا اور مریض باپ تھا جسکے بیٹون مین سلطنت کے لئے تنازع تھا ایسے حال مین اسکا دل کیسی کشمکش مین رہتا ہوگا کبھی اسکو عالمگیر پر غصہ آتا ہوگا کبھی محبت پدری جوش مین آتی ہوگی۔ شاہجہان کے سارے خطوط عالمگیر کے نام اسکے غصہ و محبت سے بھرے ہوئے ہین۔ یہ خطوط باپ کے دلی حالتون کی سچی حالت کی تصویر کھینچتے ہین ایسی ہی دارا و شجاع کی طرف دل کو الفت پدری لے جاتی ہوگی۔ عالمگیر کو باپ سے کچھ عداوت نہ تھی۔ ابتدا مین اسکا ارادہ یہ نہ تھا کہ مین خود بادشاہ ہون بلکہ وہ باپ کی نیابت مین بادشاہی کرنا چاہتا تھا الفت پسری کو ترک کرنا نہین چاہتا تھا جب اسکو خوب ثابت ہوگیا تھا کہ مین سلطنت بادشاہ کی نیابت مین نہین کرسکتا تو بادشاہی کا ارادہ کیا مگر ابھی باپ کی تعظیم و تکریم کو ترک نہین کیا باپ کے غصب سے ڈرتا رہا ہی باتین جو اسکے دل مین تھین وہی اسنے ان خطوط مین ظاہر کین کسی بات کا پردہ نہین رکھا۔ یہ خط و کتابت ایک سچی تصویر ان دلون کی حالتون کی ہے جو باپ بیٹون کے درمیان ایسی صورتون مین واقع ہوتی ہین

وسعت سلطنت

بادشاہنامہ مین سلطنت کے بیسوین سال کے آخر مین یہ لکھا ہے کہ شاہجہان کی مملکت کا طول لاہری بندر سے سلہٹ (سلہٹ) تک دو ہزار کروہ بادشاہی کے قریب ہے۔ ہر کروہ کے پانچ ہزار ذراع اور ہر ذراع کے بیالیس انگشت متساوی الخلقت اور عرض اسکا قلعہ بست سے قلعہ اڑیسہ تک قریب پندرہ سو کروہ کے اس معظم معمورہ عالم کے صوبجات بائیس ہین ہر ایک مین چند سرکارین ہین اور ہر سرکار مین چند پرگنے اور ہر پرگنہ مین بہت سے دیہات پرگنون کی تعداد چار ہزار تین سو پچاس ہے دیہات کا شمار معلوم نہین ان صوبون مین شاہجہان آباد اور اکبرآباد اور لاہور دارالسلطنت ہین

انکے نام سے صوبے مشہور ہین دار السلطنت مین کتنے ایک پر گنے ہین جنمین سے ہر ایک کا محاصل دس لاکھ روپیہ ہی جو تمام ولایت بدخشان کے حاصل کی برابر ہے اور کتنے ایک تا ہین جنمین سے ہر دہ کا محاصل بیس ہزار روپیہ ہے۔ ساری ولایت کی جمع آٹھ سو اسی کروڑ یعنی آٹھ ارب اسی کروڑ دام ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

نام صوبہ	جمع دام	جمع روپیہ مین
۱۔ صوبہ دار الخلافہ شاہجہان آباد (دہلی)	سو کروڑ دام	ڈھائی کروڑ روپیہ
۲۔ صوبہ مستقر الخلافہ اکبر آباد	نوے کروڑ دام	سوا دو کروڑ روپیہ
۳۔ صوبہ دار السلطنۃ لاہور	نوے کروڑ دام	سوا دو کروڑ روپیہ
۴۔ صوبہ اجمیر	ساٹھ کروڑ دام	ڈیڑھ کروڑ روپیہ
۵۔ دولت آباد	پچپن کروڑ دام	ایک کروڑ سینتیس لاکھ پچاس ہزار روپیہ
۶۔ صوبہ برار	پچپن کروڑ دام	ایک کروڑ سینتیس لاکھ پچاس ہزار روپیہ
۷۔ احمد آباد	ترپن کروڑ دام	ایک کروڑ بتیس لاکھ پچاسی ہزار
۸۔ صوبہ بنگالہ	پچاس کروڑ دام	ایک کروڑ پچیس لاکھ روپیہ
۹۔ صوبہ الہ آباد	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ۔
۱۰۔ صوبہ بہار	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۱۔ صوبہ مالوہ	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۲۔ صوبہ خاندیس	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۳۔ صوبہ اودھ	تیس کروڑ دام	پچھتر لاکھ روپیہ
۱۴۔ صوبہ بنگال	تیس کروڑ دام	پچھتر لاکھ روپیہ
۱۵۔ صوبہ ملتان	اٹھائیس کروڑ دام	ستر لاکھ روپیہ
۱۶۔ صوبہ اڑیسہ	بیس کروڑ دام	پچاس لاکھ روپیہ

نام صوبہ	جمع دام	جمع روپیہ مین
۱۷۔ ٹھٹہ (سندھ)	آٹھ کروڑ دام	بیس لاکھ روپیہ
۱۸۔ بگلانہ	دو کروڑ دام	پانچ لاکھ
		ہندوستان کی جمع۔ بیس کروڑ ستتر لاکھ پچاس ہزار
۱۹۔ کاشمیر	پندرہ کروڑ دام	سینتیس لاکھ پچاس ہزار روپیہ۔
۲۰۔ کابل	سولہ کروڑ دام	چالیس لاکھ روپیہ
۲۱۔ بلخ۔	آٹھ کروڑ دام	بیس لاکھ روپیہ
۲۲۔ قندھار	چھ کروڑ دام	پندرہ لاکھ روپیہ
۲۳۔ بدخشان	چار کروڑ دام	دس لاکھ روپیہ
	میزان کل	بائیس کروڑ

جسوقت کہ شاہجہان تخت سلطنت پر بیٹھا ہی تو خاندان تیموریہ کی ملکت کی جمع سات سو کروڑ دام (سترہ کروڑ و پچاس لاکھ روپیہ) تھی اس بیس سال کے عرصہ مین چار صوبہ دکن و احمدآباد مین سال سوم جلوس سے آخر سال پنجم تک آفات سماوی و ارضی پڑتی رہین اسلئے جمع نہین بڑھی بلکہ وہ حالت اصلی پر بھی نہین آئی اور انکی جمع کی تخفیف کی گئی۔ باقی صوبون مین بہ سبب فرط رعیت پروری اور وفور آبادانی و کثرت معموری کے ایک کروڑ دام کی جمع بڑھی اور مجموعہ آٹھ سو کروڑ دام ہوا اور جو ولایتین اس بادشاہ کے عہد مین فتح ہوئین انکی جمع اسی کروڑ دام ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ صوبہ دولت آباد مین ۷۹ کروڑ ان محالون کی جمع ہی جو اس بادشاہ کے عہد مین فتح ہوئی ہین باقی جمع پہلے سے ممالک محروسہ مین داخل تھی اور صوبہ تلنگانہ مین تیس کروڑ دام صوبہ بلخ مین آٹھ کروڑ دام صوبہ قندھار مین

سات کروڑ صوبہ بدخشان مین چار کروڑ ولایت بنگالہ مین دو کروڑ دام تازہ فتوحات
سے جمع مین بڑھی۔ صوبہ دولت آباد و برار و تلنگانہ مین کہ نظام الملک سے تعلق رکھتے تھے قدیم
ولایت دکن کے نام سے مشہور تھی۔ پہلے قلعہ دولت آباد مع تمام ولایات کے تصرف مین
نہین آیا تھا قلعہ احمدنگر اسکے توابع مین سے مفتوح ہوا تھا اس لئے صوبہ دولت آباد کو صوبہ
احمدنگر کہتے تھے اسکے بعد بادشاہ نے سال چہارم سے سال پنجم تک کے درمیان زیادہ تر
محال دولت آباد اور اسکا قلعہ اور تنبیل اور قلعے اسکے مضافات کے جو پہاڑون پر واقع
تھے اور رفعت متانت و دشوارکشائی مین زبان زد خلائق تھے تسخیر کئے تو پھر حکم ہوا کہ صوبہ احمدنگر
دفترون مین صوبہ دولت آباد لکھا جائے سابق و لاحق ولایتون مین سے ایکسو بیس ہزار
دام خالصہ کی مقرری ہین جسکے موافق دوازدہ ماہ کے تین کروڑ روپیہ ہوتے ہین اور
باقی محصولون کو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے پہلے کبھی اس قدر خالصہ نہ ہوا تھا یہہ
وسعت مملکت کے سبب سے ہوا۔

بادشاہ کے خزائن و ذخائر کی شرح

حضرت عرش آشیانی (اکبر) نے اکیاون سال کی فرمانروائی مین خزانہ جمع کیا تھا جسکا تیسرا
حصہ حضرت جنت مکانی (جہانگیر) نے بائیس سال کی سلطنت مین خرچ کر دیا۔ سلاطین ہند
مین سے کسی نے اس قدر خزانہ نہین جمع کیا اور ملک کے بادشاہون کا ذکر تو کیا ہے اس
بادشاہ کی دولت کا حال عجب ہے۔ لشکر بہت اسکا خرچ بہت۔ مہمان نوازی کا
کروڑون کا خرچ۔ انعامات مین جو دولت اسنے دی وہ آدھی و چوتھائی بھی کسی عہد
مین نہین دی گئی ابتدا سریر آرائی سے اس بیس سال کے آخر تک ساڑھے نو کروڑ روپیہ نقد
و جنس انعام دیا جس مین نصف نقد و نصف جنس ہی عمارات و مساجد و دولتخانون و
قلعون و باغون و روضون و سیرگاہون و شکارگاہون مین ڈھائی کروڑ روپیہ
خرچ کیا ایک کروڑ دس لاکھ روپیہ مستقر الخلافہ اکبرآباد مین جنمین سے ساٹھ لاکھ روپیہ سنگ مرمر
کی مسجد مین جو قلعہ کے اندر ہے اور دولت خانہ اور بقاع و باغات مین روضہ مین پچاس لاکھ

روپیہ جسکی مثل دنیا کے پردہ پر نہین ہے۔ دار الخلافہ شاہجہان آباد کی عمارات مین پچاس لاکھ روپیہ سوا اسکے جامع مسجد مین دس لاکھ روپیہ دار السلطنتہ لاہور کی عمارات مین پچاس لاکھ روپیہ اور بارہ لاکھ روپیہ کابل کی عمارات دولتخانہ و قلعہ ارک و قلعہ دور شہر اور کشمیر کی عمارات مین آٹھ لاکھ روپیہ اور قندھار و بست و زمینداور کے حصارون مین آٹھ لاکھ روپیہ اور اجمیر اور احمد آباد وغیرہ کی عمارات مین بارہ لاکھ روپیہ۔ سو سال سے جواہر خانہ خاصہ مین کل اصناف جواہر اس قدر جمع ہو گئے ہین کہ روے زمین کے کل سلاطین کے جواہر خانہ مین نہ ہونگے۔ دو کروڑ روپیہ کے جواہر شاہزادون مین تقسیم ہوئے ہین اور اسکے سوا پانچ کروڑ روپیہ کے اور جواہر ہین ملبوس خاصہ مین دو کروڑ روپیہ کے جواہر اور آلات مرصع ہین تین تسبیحین اٹھائیس لاکھ روپیہ کی ہین۔ جواہر خانہ اکبر و جہانگیر کے عہد سے بدرجہا بہتر ہو گیا ہے۔

لشکر کا بیان

بادشاہ کا علوفہ خوار لشکر سوا انکے جو پرگنات کے عمل مین فوجدارون اور کروڑیوان اور عاملون کے ساتھ رہتے ہین موافق ضابطہ داغ چہارم حصہ دو لاکھ سوار ہین اور آٹھ ہزار منصب دار اور سات ہزار احدی و برق انداز سوار اور ایک لاکھ پچاسی ہزار اور سوار بادشاہزادون اور کل منصبدارون کے تابینیون مین چالیس ہزار تفنگچی و توپ انداز و گولہ انداز و باندار ہین جنہین سے دس ہزار بادشاہ کی رکاب مین رہتے ہین اور تیس ہزار صوبجات و قلاع مین سب سے بڑے بیٹے کی تنخواہ چالیس کروڑ دام جسکا حاصل موافق دوازدہ ماہہ کے ایک لاکھ روپیہ اور دوسرے تیسرے بیٹون مین سے ہر ایک کی تنخواہ بیس کروڑ دام جسکے دوازدہ ماہہ سات لاکھ ہوتا اور چوتھے بیٹے کی تنخواہ بارہ کروڑ دام جسکے دوازدہ ماہہ بیس لاکھ ہوتے ہین اور سرآمد امرا و الاشان سعد اللہ خان اور امیر الامرا علی مردان خان مین سے ہر ایک کی تنخواہ بارہ کروڑ دام اور امرا و منصبدارون کی تنخواہ موافق اُن کے منصبون کی ملتی ہے۔

پادشاہزادون کے منصب

(۱) پادشاہزادہ محمد داراشکوہ وہین پور خلافت چہل ہزاری بیست وپنج ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ ۔ (۲) پادشاہزادہ محمد شاہ شجاع بہادر دویمین فرزند بست ہزاری پانزدہ ہزار سوار ۔ (۳) پادشاہزادہ اورنگ زیب بہادر سیومین خلف بست ہزاری پانزدہ ہزار سوار (۴) پادشاہزادہ مراد فرزند چارمین پندرہ ہزاری سے آگے نہین بڑھا ۔ پادشاہزادون کو جب تک کوئی خدمت نہ کرتے تو سیہ ملا کرتا تھا اور جب وہ کسی مہم پر مامور ہوتے تھے تو منصب سے سرافراز ہوتے تھے مگر داراشکوہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ تھا ۔ شاہجہان اُس سے بہت محبت رکھتا تھا اپنے سے جدا نہ کرتا تھا جب محمد شجاع دکن کی مہم مین مامور ہوا تو اسکو منصب ملا ۔ داراشکوہ سب مین بڑا تھا روتا بسورتا دیوان سے اُٹھ گیا پادشاہ نے ناچار اسکو بدون اسکے کہ کسی خدمت پر مامور ہو منصب عطا کیا ۔ شاہجہان چار آدمیون سے زیادہ کسی کو ہفت ہزاری نہین کرتا تھا جب ان چارمین سے ایک مرجاتا تو دوسرا اسکی جگہ مقرر ہوتا جب پادشاہ کو حبس بول کا مرض تھا اور سلطنت مین شورش مچ رہی تھی ۔ چار شخص ہفت ہزاری کا منصب رکھتے تھے جنکے نام نیچے لکھے ہین وہ سب شاہجہان کے روبرو مرگئے تھے اور کوئی انکی جگہ ہفت ہزاری کے منصب پر نہین پہنچا تھا ۔

(۱) جملۃ الملک سعد اللہ خان (۲) علی مردان خان سپہ سالار (۳) سعید خان بہادر (۴) اسلام خان ششش ہزاری چھ شخصون سے زیادہ نہ تھے (۱) رستم خان بہادر خان (۲) اعظم خان (۳) معظم خان (۴) میر جملہ (۵) خسرو خان ولد نذر محمد خان (۶) مہاراجہ جسونت سنگہ اور سترہ آدمی پنجہزاری تھے (۱) شاہ نواز صفوی (۲) مکرمت خان صفوی ۔ (۳) قلیچ خان بہادر (۴) جعفر خان (۵) خلیل اللہ خان (۶) مہابت خان (۷) اعتقاد خان (۸) بہادر خان رہیلہ (۹) نجابت خان (۱۰) الہوردی خان (۱۱) بہرام خان ولد نذر محمد خان (۱۲) مرزا راجہ جے سنگہ (۱۳) راجہ جگت سنگہ (۱۴) رانا راج سنگہ (۱۵) مالوجی بھوسلہ (۱۶) راجہ بیٹھلداس (۱۷) راجہ رام سنگہ قوزبیخان

اور کچھ سنگہ دو وہ پنجہزاری تھے جو مر گئے تھے چہار ہزاری جو وہ آدمیون سے زیادہ نہ تھے اور سہ ہزاری و پانصدی ایک شخص تھا اور سہ ہزاری ۷ یا ۴ آدمی تھے۔ ہزار و پانصدی بیس شخص تھے اور ۵۰ اور ہزاری وہ شخص تھے نامون کے تفصیل کی ضرورت نہین ہے۔

فارسی کتابون مین عہد جہانگیر کے منصبدارون کی پوری فہرست نہین مگر ایک ڈچ سیاح ڈی لایٹ نے جہانگیر کے منصبدارون کی تعداد بتائی ہے اسکو ہم آئین اکبری اور بادشاہنامہ کی فہرست سے مقابلہ کر کے لکھتے ہین۔ شاہزادون کے منصبون کو چھوڑ دیا ہے جنکے منصب پانچ ہزار سے اونچے ہوتے ہین ـــ

منصب دار	از آئین	عہد جہانگیری	عہد شاہجہانی از بادشاہنامہ
۵۰۰۰	۳۰	۸	۲۰
۴۵۰۰	۲	۹	۰
۴۰۰۰	۹	۲۵	۲۰
۳۵۰۰	۲	۳۰	۰
۳۰۰۰	۱۷	۳۶	۴۴
۲۵۰۰	۸	۴۲	۱۱
۲۰۰۰	۲۷	۴۵	۵۱
۱۵۰۰	۷	۵۱	۵۲
۱۲۵۰	۱	۰	۰
۱۰۰۰	۳۱	۵۵	۹۷
۹۰۰	۳۸	۰	۲۳
۸۰۰	۲۰	۰	۴۰
۷۰۰	۲۵	۵۸	۶۱
۶۰۰	۴	۰	۳۰

۰	مجموعہ	۵	۶۴ / ۲۲۹	۸ / ۴۵۹	۱۱۳ / ۵۶۴
۰	۰	۴	۱۸	۷۳	
۰	۵	۳	۱۹	۵۸	نہین لکھا۔
۰	۰	۳	۳۴	۷۲	
۰	۵	۲	۱۲	۸۵	
۰	۰	۲	۸۱ / ۱۶۳	۱۵۰ / ۴۳۸	
۰	۵	۱	۵۳	۲۲۲	
۰	۲	۱	۱	۰	
۰	۰	۱	۲۵۰	۳۰۰	
۰	۸		۹۱	۲۴۵	نہین لکھا
۰	۷		۲۰۴	۳۹۷	
۰	۵		۱۷	۰	
۰	۴		۲۶۰	۲۹۸	
۰	۳		۳۹	۲۴۰	
۰	۲		۲۵۰	۲۳۲	
۰	۱		۲۲۴ / ۲۰۶۴	۱۱۰ / ۱۳۸۸	

شاہجہان کے عہد مین تیس برس کے اندر ۱۱۷ امیرون کی پنج ہزاری سے زیادہ منصبون پر ترقی ہوئی مگر ان مین کوئی ہندو نہ تھا ڈی لایٹ نے یہ نہین بیان کیا کہ جہانگیر کے عہد مین کتنے ہندو منصب دار تھے لیکن پادشاہ نامہ مین لکھا ہے جسکا مقابلہ آئین اکبری سے کرکے ہم لکھتے ہین کہ اکبری عہد مین پنج ہزاری سے

پانصدی تک ۲۵۲ منصب داروں مین ۳۲ ہندو تھے اور چار صدی سے دو صدی تک ۱۶۳ منصب داروں مین ۲۵ ہندو تھے۔ شاہجہان کی سلطنت کے بیس سال مین پنجہزاری سے اونچے ۱۲ منصب داروں مین کوئی ہندو نہ تھا اور پنج ہزاری سے پنج صدی تک ۵۸۰ منصب داروں مین ۱۱۰ ہندو تھے۔

اب ہم شاہجہان اور اُس کی سلطنت کی نسبت وہ تماشے کے واقعات لکھتے ہین جو ہندوستان کی انگریزی تاریخوں مین تحریر ہین اور ہماری کتابوں مین کہین اُنکا پتا نہین ویلر صاحب اپنی تاریخ مین تحریر کرتے ہین کہ شاہجہان کو اسلام کی طرف رغبت اپنی بیوی ممتاز محل کے سبب سے تھی۔ وہ اُسکے مزاج پر حاوی تھی۔ ممتاز محل سارے رنگ ڈھنگ اپنی پھوپھی نورجہان کے سے رکھتی تھی جیسا نورجہان نے جہانگیر کو اپنے اوپر فریفتہ کر لیا تھا ایسا ہی ممتاز محل نے شاہجہان کو۔ وہ پرتگیزون سے نفرت رکھتی تھی اور اُسکی وجہ یہ تھین کہ جہانگیر کی سست سلطنت مین اسکے دو بیٹیون کو پادریون نے عیسائی کر لیا تھا مگر اس سے زیادہ اور حال اس تبدیل مذہب کا معلوم نہین یہہ جوان بیگمین اسلئے عیسائی مذہب کی طرف راغب ہوئی تھین کہ انکو حرم کی قید سے رہائی ہوئی اور ایسے مذہب مین داخل ہوئی تھین جنمین خاوند کو دوسری بیوی کرنا منع تھا۔

شاہجہان کو پرتگیزون سے عداوت بخش اس سبب سے تھی کہ جب اُس نے باپ سے بغاوت کی تو پرتگیزون نے اُسکی اعانت کرنے سے انکار کر دیا اور وہ پرویز کی سپاہ مین مل گئے اور شاہجہان سے لڑے ہنگلی کا فتح کرنا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ پانچ چھہ سو پرتگیز قید ہوکر آگرہ بھیجے گئے اُن سے بعض مسلمان ہوگئے اور باقی باقاعدہ شہید ہوئے اگر ممتاز محل زندہ ہوتی تو یہ سب نہایت عذاب کے ساتھ مارے جاتے اُسنے اُنکے ٹکڑے اُڑانے کی قسم کھائی تھی مگر اُسوقت وہ مرگئی تھی شاہجہان نے بعض پرتگیز عورتون کو اپنے حرم مین داخل کیا اور باقی اور امراء مین تقسیم کیا

ممتاز محل کی بیٹیوں کا نام نہیں لکھا۔ اس بیگم کی بہت سی لڑکیاں نہایت کم عمر میں مر گئیں
وہ تو عیسائی مذہب کی اس خوبی کو سمجھ ہی نہیں سکتی تھیں کہ خاوند سوائے ایک بیوی کے
دوسری بیوی نہیں کر سکتا۔ جو لڑکیاں جوان ہوئیں اُنپر عیسائی مذہب کی پرچھائیں
بھی نہیں پڑی سواء اسکے محل شاہی میں زنانہ تک عیسائی مذہب کی رسائی زنانہ ہی کے وسیلے
سے ہو سکتی ہے معلوم نہیں کہ پادریوں نے دین عیسوی کے حق کو کس زنانہ لباس میں شاہی
زنانہ تک پہنچایا۔ غرض تاریخ میں ایسی بے سرو پا واقعہ نویسی مذہبی دیوانگی سے خالی نہیں۔

ع برین عقل و دانش بباید گریست +

برنیر صاحب نے لکھا ہے کہ جب کوئی ایرانی ہندوستانیوں کی ظریفانہ ہجو کرنی چاہتا
ہے تو یہ چند قصے بیان کیا کرتا ہے کہ ایک سفیر ایران نہ محبت کی باتوں سے نہ دلائل سے
اتنا تھا کہ ہندوستان کے دستور کے موافق دربار میں تسلیمات بجالائے شاہجہان نے
اسکی غرور و نخوت شکستی کے لئے کئی تدبیریں کیں مگر کامیاب نہ ہوا۔ اب اُس نے یہ حکمت نکالی
کہ اپنے دربار کا بڑا دروازہ بند کیا جسمیں سے دیوان خاص و عام میں امیر آتے جاتے
تھے اور اسکی کھڑکی کھول دی سفیر کو بلایا۔ یہ کھڑکی ایسی چھوٹی تھی کہ اُسمیں کوئی آدمی جب تک
نہیں نکل سکتا کہ خم ہو کر سر کو اتنا نہ جھکائے جتنا کہ بادشاہ کی تسلیم کے لئے ضرور ہے اس
تدبیر سے شاہجہان کو امید تھی کہ میں اس کہنے کا مجاز ہونگا کہ میرے دربار میں حاضر ہونے
کے لئے سفیر ایران کو زمین کے قریب اس سے بھی زیادہ سر جھکانا پڑا کہ دربار کا دستور ہے۔
لیکن اس مغرور و تیز نگاہ سفیر نے فوراً شاہجہان کی حکمت کو تاڑ لیا اور وہ اس کھڑکی میں سے
شاہجہان کی طرف پیٹھ کر کے داخل ہوا تو شاہجہان یہ دیکھ کر کہ اس چال میں بھی سفیر غالب رہا
تو بہت جھنجھلا کر یہ چلایا کہ اے بدبخت کیا تو نے یہ خیال کیا کہ میں اپنے
جیسے گدھوں کے طویلہ میں داخل ہوتا ہوں سفیر نے جواب دیا کہ بیشک میں نے یہی خیال کیا
کہ کون ایسا ہے کہ ایسے دروازہ میں داخل ہو کر یہ نہ یقین کرے کہ میں گدھوں کے سوا
کسی اور سے ملنے نہیں جاتا۔

دوسری کہانی یہ ہے کہ سفیر ایران کی کسی درشت و گستاخانہ جوابی سے شاہجہان ناراض ہوا تو اُسنے غصہ ہو کر کہا کہ اے بدبخت کیا شاہ عباس کے دربار میں کوئی شریف آدمی نہ تھا کہ اُس نے تجھ احمق کو میرے پاس بھیجا ہے۔ سفیر نے کہا کہ ہان میرے بادشاہ کے دربار مین مجھ سے بہتر بہت سے لائق کامل آدمی ہین مگر وہ سفیر جیسا بادشاہ ہوتا ہے ویسا بھیجتا ہے۔

ایک دن بادشاہ نے سفیر ایران کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بلایا اور حسب معمول اسکے حیران اور دق کرنے کے لئے موقع ڈھونڈھتا رہا۔ ایرانی اپنی قاب مین سے ہڈیان چن چن کر چھوڑتا تھا تو شاہجہان نے سہج سے کہا کہ ایلچی جی کتّے کیا کھائین گے۔ سفیر نے حاضر جوابی سے کہا کہ کھچڑی جسّے بادشاہ کو بڑی رغبت تھی اور وہ کھا رہا تھا بادشاہ کے سفیر سے پوچھا کہ دہلی کا نیا شہر جو اب تیار ہوا ہے اصفہان کے مقابلہ مین تمہارے نزدیک کیسا ہے۔ سفیر نے جلا کر جواب دیا کہ آپ کے شہر کی گرد سے اصفہان کا مقابلہ نہین ہو سکتا۔ بادشاہ تو اسکو اپنے عزیز شہر کی بڑی تعریف سمجھا اور سفیر نے ظریفانہ ہجو کی تھی کہ دہلی کی گرد بہت تکلیف رسان ہے اصفہان مین بھلا وہ کہان ہے۔

ایک اور قصہ ایرانی یہ بیان کرتے ہین کہ شاہجہان نے ایران کے سفیر کو مجبور کیا کہ وہ یہہ بتلائے کہ ایران اور ہندوستان کے بادشاہون کی قوتون مین کیا نسبت ہے تو اُسنے عرض کیا کہ ہند کے بادشاہون کو پندرہ سولہ روزہ چاند سے مین مشابہ کرتا ہون اور ایران کے بادشاہون کو دوسہ روزہ ماہ سے۔ اس ذہانت و خوشامد کے جواب سے شاہجہان اوّل تو بہت خوش ہوا مگر جب وہ اصل معنی کی تہ کو پہنچا کہ سفیر کا مطلب اس کہنے سے یہ ہے کہ ہندوستان کی دولت بدر کی طرح زوال پذیر ہے اور ایران کی سلطنت ماہ دوسہ روزہ کی طرح ترقی پذیر ہے تو اس نے بہت سے پیچ و تاب کھائی۔ ایرانی ظریف بڑے ہوتے ہین۔ انکو ایسے قصے کہانیان بنانی بہت آسان ہین۔ وہ سفیرون کی ایسی کہانیان بنانے کو شغل اور چہچہا جانتے ہین اور بلکون کی طرح بہم پہنچاتے

ہندوستان مین بھی بہت سی نقلین بھانڈ بنا بنا کے بیان کرتے ہین چنانچہ ایک نقل مشہور ہے
کہ شاہجہان سے عالمگیر نے اسکی قید کی حالت مین کہا کہ تم اپنے لئے ایک کپڑا ایک کھانا ایک
کام پسند کرو تو شاہجہان نے کہا کہ خوراک ایک تخلیہ چپاتی اور پوشاک ایک فرغل۔ اور کام
ایک لڑکے پڑھانے کا مجھے پسند ہے اسپر عالمگیر نے کہا کہ لڑکے پڑھانے کے کام کے پسند کرنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بادشاہی کی بو دماغ سے نہین نکلی ہے۔ دوم ایک بڑھیا
بادشاہ کے پاس بیٹے کی شکایت کرتی ہوئی آئی کہ میرا خاوند تین لاکھ روپیہ چھوڑ مرا ہے
بیٹا سب کا مالک ہونا چاہتا ہے آپ انصاف کیجئے شاہجہان نے یہ انصاف کیا کہ ایک لاکھ
روپیہ بیوی لے۔ ایک لاکھ روپیہ بیٹا ایک لاکھ روپیہ خزانہ عامرہ مین داخل ہو تو
اس عورت نے کہا کہ بیوی بیٹا ایک ایک لاکھ روپیہ لین وہ اسکے رشتہ دار ہین آپ میری
خاوند کے رشتہ مین کیا لگتے ہین جو ایک لاکھ روپیہ لیتے ہین۔ کیا یہ عدالت کی اجرت ہے
ایک شخص شاہجہان کے اس انصاف کا استہزا کرنے لگا تو ایک ظریف نے اسکو جواب دیا
کہ شاہجہان مہذب دیوانی عدالت کے اصول سے واقف تھا کہ اسنے اپنی عدالت
کی اجرت اسی حساب سے لی ہے۔

ایک اور حکایت برنیر لکھی ہے کہ شاہجہان کو ایک کریہ منظر غلام پنکھا جھل رہا تھا کہ
شاہجہان نے گول کنڈہ کے سفیر سے پوچھا کہ تمہارے آقا کا قد و قامت اس غلام کی
برابر ہوگا؟ سفیر نے جواب دیا کہ نہین اسکا قد بادشاہ کے قد سے دو سر کی برابر اونچا ہے
اب دھیلر صاحب اپنی ذہانت سے حکایت اول اور آخر سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ
شاہجہان نامرد تھا۔ اسکی مردانگی محل سے باہر معاشرت سے اور محل کے اندر مستورات
سے جاتی رہی تھی چھچھورپنے اور سفلہ پنے اور بھانڈون کی نقلون کو واقعات تاریخی
سمجھنا اور انپر نتیجہ مرتب کرنا صاحب ممدوح پر ختم ہے۔

پھر وہ ایسی حکایتین کہہ کر شاہجہان کے انصاف و عدل کی خاک اڑاتے ہین کہ ایک
منشی کی لونڈی سپاہی بھگا کر لے گیا۔ منشی نے بادشاہ سے فریاد کی تو بادشاہ نے۔۔

لونڈی کو بلایا وہ منشی سے ناراض اور سپاہی سے راضی تھی اسنے کہا کہ مین سپاہی کی لونڈی ہون - بادشاہ نے اپنا قلم اسکو دیا کہ اسکو سیاہی مین ڈوبا دیکے مجھے دے اسنے یہ ڈوبا بڑے سلیقہ سے دیا جسے بادشاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ لونڈی منشی کی ہے جو اس کار کو سلیقہ سے کرنا جانتی ہے - لونڈی منشی کو دلا دی - صاحب ممدوح کو یہ حکایت لکھنی بھی نہین آئی - اگر یہ لکھتے کہ شاہجہان نے اپنی دوات دی کہ اس مین پانی ڈال لا تو اسنے پانی جتنا چاہیے تھا اتنا دوات مین ڈالا تو اس حکایت کا سر پاؤن صحیح تھا اہل قلم دوات مین لونڈیون سے پانی ڈلواتے ہین نہ قلم کا ڈوبا -

صاحب ممدوح بادشاہی محل کی بیگمون کے بیان کرنے پر غرض مین اپنی علمیت کا اظہار اس باب مین بہت کرتے ہین - ایسی باتین لکھتے ہین جنکی فرشتون کو بھی خبر نہین ہوتی وہ بیگم کی اصل بے علم بیان کرتے ہین اسی پر قیاس کر لینا چاہیے کہ وہ بیگمون کا حال کیسا لکھتے ہون گے -

بعض انگریزی مورخ اناپ شناپ بغیر تحقیقات کے لکھتے چلے جاتے ہین مگر یہ جنہون نے کچھ غور کیا اور تحقیقات کی محنت کو گوارا کیا ہے وہ کچھ برا بھلا ملا جلا کر لکھتے ہین -

الفنسٹن صاحب اپنی تاریخ مین تحریر کرتے ہین کہ اگرچہ شاہجہان کی سلطنت کا خاتمہ درشتی کے ساتھ ہوا مگر شاید ہندوستان مین اسکی سلطنت جیسی خوبی و بہبودی کے ساتھ ہوئی ایسی کبھی اور سلطنت نہین ہوئی - اسکے عہد مین جو لڑائیان ہوئین وہ بیگانہ ملکون سے ہوئین مگر اسکی اپنے ملکتون مین امن امان علی التواتر قائم رہا اور ایشیائی قومون کو اکثر ایسی عمدہ گورنمنٹ کا بڑا حصہ میسر ہوتا ہے جیسا کہ اسکی سلطنت مین میسر ہوا -

وہ ٹے ورنیر صاحب سے جسنے ملک ہندوستان کے بڑے حصون کی سیر کی نقل کرتے ہین کہ شاہجہان بادشاہ اپنی رعایا پر ایسی حکومت نہین کرتا تھا جیسا کہ بادشاہ کیا کرتا ہے بلکہ ایسی جیسی کہ باپ اپنے بچون اور کنبے پر حکومت کیا کرتا ہے اور

اور یہ تعریف وہ کرتا ہے کہ اسکی گورمنٹ مین اہتمام نہایت درستی و تاکید سے ہوتا
تھا اور مبالغہ سے امن و عافیت کو بیان کرتا ہے جو اُس کے عہد مین رعایا کو حاصل تھا
اور پیٹرو ڈلا دونی جسنے ۱۶۲۳ء مین جہانگیر کی آخر سالون کی سلطنت مین جب کہ
ملک کا انتظام بیٹے کے وقت سے خراب و ابتر تھا تاریخ لکھی ہے اس مین بیان کرتا ہی
کہ شاہجہان کے عہد سلطنت مین سارے آدمی اپنی زندگانی شرلفانہ اس چین کے
ساتھ بسر کرتے ہین اسلئے کہ بادشاہ جھوٹے جھوٹے بہتانون اور تہمتون کے
لگانے پر تعدی و جفا نہین کرتا اور جب وہ اپنی رعایا کو خوشحال اور
کر و فر کے ساتھ زندگی بسر کرتے دیکھتا ہے تو ان سے کچھ ڈھونڈھ نہین لیتا ہے
جیسا کہ اکثر مسلمان بادشاہون کا دستور ہے اسلئے ہندوستانی اپنی
زندگی بڑے نمود و نمایش وغیرہ کے ساتھ بسر کرتے ہین۔
مسلمانون کو کبھی یہ توقع نہین کرنی چاہیئے کہ غیر قوم کے آدمی انکو جھوٹے سچے
الزامون سے بری رکھین وہ ہمیشہ انکی برائیون کو بڑے طمطراق سے لکھتے ہین
اور خوبیون کو مری ہوئی زبان سے کہتے ہین۔ برے کام کی امثال کو قاعدہ
کلیہ بنا دیتے ہین۔ ایکدفعہ ایک بادشاہ نے ایک مولوی سے پوچھا کہ ذمی کی
تعریف کیا ہے تو اُسنے کہا کہ عمدہ ذمی وہ ہے جسکے حلق مین تحصیل جزیہ کھول دے تو
وہ چین بجبین نہ ہو اُسکا شکریہ ادا کرے۔ اب اس مضمون کو کبن صاحب جو بڑے
ذہین مورخ ہند ہین اسطرح لکھتے ہین کہ اس طرح کا ہندوون کا غلام بنانا گویا مسلمانونکا قاعدہ
کلیہ تھا۔ مسلمان خود انصاف کرین کہ ہم غیر قومون کا حال کس طرح لکھتے ہین۔ اور
کیسے کیسے اُنکے برے نام رکھتے ہین اور اُنکی خوبیون پر خاک ڈالتے ہین اور
برائیون دکھاتے ہین پس جبتک تم خود اورون کا حال لکھتے ہو ایسے ہی اور تمہارا
حال لکھتے ہین ہر چہ عوض دارد شکوہ ندارد۔ یہ جھوٹا دعوی جو کچھ ہم لکھتے ہین
وہ سچ ہی لکھتے ہین۔ کنوئے کی بھنگ ہے۔

خلاصہ حال شاہجہان کی سلطنت کا

شاہجہان کے عہد میں ہندوستان مین اہل اسلام کی سلطنت اپنے معراج پر پہنچ گئی تھی اسکے عہد مین ان صوبون مین جو پہلے سے اسکی زیر حکومت تھے جو زمانہ امن و امان و آسایش و آرام کا گذرا وہ کسی اور بادشاہ کے عہد مین نہین ہوا۔ راجپوتانہ مین کسی راجہ نے سرکشی نہین کی بلکہ راجپوتون نے وہ وفاداری اور جان نثاری کے کام کئے کہ وہ ہونے مشکل ہین۔ دربار کی وہ شان و شوکت تھی کہ پہلے کبھی کسی کو نصیب نہین ہوئی۔ کچھ دنون اسنے آبائی ملک ماوراء النہر کی فتح کا ارادہ کیا مگر اسکو یہ سمجھ کر چھوڑ دیا کہ اس مین روپیہ کا خرچ زیادہ ہے اور حاصل کم ہے اور خون ریزی بہت ہے۔ دکن مین فتوحات نمایان کین احمدنگر کی سلطنت کو ملیامیٹ کر دیا۔ دو ریاستین گولکنڈہ اور بیجاپور کی جو باقی رہین انکو باج گذار اور فرمان بردار بنایا۔ بیجاپور مین تخت نشین بنانے کا اختیار اپنے ہاتھ مین لینے کا دعوی کیا۔ اضلاع دکن کی پیمایش کرائی۔ بندوبست دہ سالہ جاری کیا۔ ایک مدت تک بادشاہ کاروبار سلطنت مین ہمہ تن مصروف رہا۔ آخر کار اس محنت و جانکاہی نے اسے مریض بنایا آخر عمر مین دماغ مین ایسا فتور آگیا کہ کاروبار سلطنت کے لائق خود نہ رہا۔ بیٹون نے اسے معزول کیا۔ اسکے سارے وزیر با تدبیر سعداللہ خان و علی مردان خان و افضل خان زندہ نہ رہے جنمین سے ہر ایک علامہ فرزانہ تھا وہ اسلام کا پابند تھا دو چار کام حرارت اسلام سے کئے وہ مسلمانون پر مہربانی اور ہندوٴن پر شفقت کرتا اسلئے عہد سلطنت مین جو ہندوٴن کو امور سلطنت مین عروج ہوا وہ کسی اور سلطنت مین نہین ہوا۔ اس حسن انتظام کو دیکھنا چاہئے کہ رعایا پر کوئی نیا خراج و محصول نہین لگایا اور ملک کی آمدنی کو بڑھالیا اور دولت کو جمع کر لیا جسکا حال اوپر لکھا ہوا ہے اسسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کیسا عاقل اور

اور منتظم تھا۔

واقعات عظیم اسکی سلطنت کے سنہ ۱۶۲۸ سے سنہ ۱۶۵۸ تک کے یہ ہین جن کا بیان اُس کی تاریخ مین ہوا گیا۔

سنہ ۱۶۲۷ - شاہجہان کی خاطر سے نورجہان کا قید کرنا۔ آصف خان کا

سنہ ۱۶۲۸ - شاہجہان نے دکن سے مراجعت کی اور جنوری مین تخت پر بیٹھا اور بھائی اور رشتہ دارون کو جو مدعیان سلطنت تھے قتل کیا۔

سنہ ۱۶۲۰-۱۶۳۰ - افغانون کی بغاوت دکن ورشمال مین شاہجہان سے۔

سنہ ۱۶۲۹-۱۶۳۵ - شاہجہان کی لڑائیان دکن مین احمدنگر وبیجاپور سے بیجاپور کی تسخیر مین ناکامی۔

سنہ ۱۶۳۴ - سیواجی بانی سلطنت مرہٹہ کے دادا شاہ جی بھونسلہ کا احمدنگر کے پادشاہ کی آزادی کے لئے کوشش کرنا اور ناکام رہنا اور سنہ ۱۶۳۶ مین شاہجہان سی صلح کرنا۔

سنہ ۱۶۳۷ - مین گولکنڈہ اور بیجاپور کے فرمانروایون کا شاہجہان کا باجگذار ہونا اور آخر کو احمدنگر کا مطیع ہونا۔

سنہ ۱۶۳۷ - قندھار کا فتح کرکے دوبارہ ایرانیون سے لینا۔

سنہ ۱۶۴۵ - بلخ پر حملہ۔ تھوڑے دنون تک اسپر قبضہ رکہنا اور پھر والی بلخ کو واپس دینا

سنہ ۱۶۴۷-۱۶۵۳ - ایرانیون کا قندھار لے لینا اور شاہجہان کے بیٹون اورنگزیب و دارا شکوہ کا تین دفعہ اُس کی فتح مین کوشش کرنا اور قندھار کا بالکل خاندان تیموریہ کے ہاتھ سے نکلجانا

سنہ ۱۶۵۶ - بیجاپور پر از سر نو شاہجہان کی لشکرکشی۔

سنہ ۱۶۵۷-۱۶۵۸ - پادشاہ کے بیٹون مین تخت نشینی پر فساد ہونا اورنگزیب کا دارا کو شکست دینا اور اپنے بھائی مراد کا قید کرنا اور اپنے باپ کو معزول کرکے مقید کرنا اور ظاہر پادشاہ بننا اور شاہجہان کا آگرہ کے قلعہ مین سنہ ۱۶۶۶ مین مرنا +

تمت

فہرست مضامین جلد ہفتم

واقعات جو جہانگیر کی وفات اور شاہجہان کی تخت نشینی کے درمیان گذرے صفحہ ۴۳ سے ۷۹ تک

واقعات سال دوم جلوس ۱۰۳۸ھ مطابق ۲۶ دسمبر ۱۶۲۸ء صفحہ ۸۰ سے ۸۹ تک

روانہ ہونا۔ خواجہ ابوالحسن کے لشکر پر ایک حادثہ۔ جشن نوروز۔ راؤ رتن کا مرنا صوبہ الہ آباد کا واقعہ۔ پرورش خان کا باروت سے اوڑنا ممتاز محل کی نعش کا آگرہ مین مدفون ہونا۔

واقعات سال پنجم ۱۰۴۱ھ مطابق ۱۶۳۱ء صفحہ ۱۳۳ سے ۱۴۴ تک

وزیر خان کا دولت آباد کی فتح کے لئے آنا۔ بیجاپور پر لشکر کشی۔ شیر خان توشیخ کا بادشاہ کی پناہ مین آنا۔ بادشاہ کی معاودت برہانپور سے اکبرآباد مین۔ بندر ہگلی کی تسخیر اور فرنگیون کا استیصال اس بندر کا اور سات گانون بندر بنگالہ کا حال۔ جشن وزن قمری۔ قلعہ کالنہ کی فتح۔

واقعات مختلفہ صفحہ ۱۴۵ سے ۱۴۶ تک

حاجی محمد خان مشہدی قدسی۔ شاہجہان کے اعتراض سکندر پر۔

سال ششم جلوس ۱۰۴۲ھ ۱۶۳۲ء صفحہ ۱۴۶ سے ۱۶۵ تک

قلعہ کھاتا کھیری توابع مالوہ کا فتح ہونا۔ جشن وزن شمسی و شادی شاہزادہ دارا و شاہ شجاع۔ بتخانون کا مسمار ہونا۔ نذر محمد خان والی بلخ پاس تربیت خان کا بھیجنا۔ خواجہ قاسم خان مخاطب بہ صفدر خان کا سفیر بن کر ایران جانا۔ عرس ممتاز محل۔ وبا۔ اتفاقاً شاہ اورنگ زیب کا ہاتھی سے لڑنا۔ قلعہ دولت آباد کی فتح۔ قلعہ دیکلور کی فتح۔ اسیران فرنگ۔ بادشاہ کی علالت۔ محمد شاہ شجاع کا دکن بھیجنا اور اور واقعات۔ مولود شریف۔ نظام شاہیون کا خاتمہ۔ وزن قمری۔ صدقہ +

واقعات سال ہفتم جلوس ۱۰۴۳ھ ۱۶۳۳ء صفحہ ۱۶۶ سے ۱۷۵ تک

شاہجہان کا لاہور و کشمیر کا جانا۔ قلعہ پرینڈہ پر شاہزادہ شجاع کا لشکر لے جانا

اور دار پر کھینچنا۔ جشن قمری وزن و بادشاہ کا سفر مانڈو۔ قلعہ اودگیر و اوسہ کی فتح +

واقعات سال دہم جلوس ۱۰۴۶ھ ۱۶۳۶ء صفحہ ۲۲۴ سے ۲۴۴

خان زمان کا قلعہ جنیر کا فتح کرنا۔ فتوحات خاندوران خان بہادر بعد از فتح اوسہ و اودگیر بادشاہ کا انیر سے اکبرآباد میں آنا اور قلعہ دھندھیر کی فتح۔ قلعہ اکبرآباد کی عمارات تازہ۔ بیگم صاحب کا محل۔ زمین بوس کا موقوف ہونا۔ بادشاہ کی علالت۔ نوروز۔ جھوپت ولد سنگرام مرزبان جموں کو وقاص حاجی مخاطب شاہ قلیخان کا مارنا۔ اکبرآباد میں قلعہ کے آگے عمارات کی تعمیر۔ بادشاہ کے حکیمانہ سخن۔ شاہزادہ اورنگ زیب نظام الملک۔ شاہ ایران کو جو نامہ بادشاہ نے بھیجا ہے اوس کے فقرات جن سے تین سال کے سارے واقعات کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اورنگ زیب کی شادی۔ پرتھی راج بندیلہ۔ پرتاب سنگہ اجینیہ طرف اشرفی کی گوشمالی۔ طوفان ٹھٹھہ۔ جشن قمری وزن۔ میر جملہ۔ ولایت بگلانہ۔ مکہ روپیہ بھیجنا۔ ظفر خان صوبہ دار کشمیر کا تبت کی تسخیر کے لئے جانا۔ تبت کا حال۔ توزک تیموری۔

واقعات سال یازدہم جلوس ۱۰۴۷ھ ۱۶۳۷ء صفحہ ۲۴۵ سے ۲۷۵

کو کر یدادبسر جلالہ عم احداد کا کشتہ ہونا۔ علی مردانخان کا ہند میں آنا اور قندھار اور اور قلعوں کی فتوح۔ قزلباشوں اور سعید خان کی جنگ۔ شاہ صفی کے لشکروں کے روانہ کرنے کی شہرت اور سعید خان کی قلعہ بست و زمین داور کی فتح حصار بست اور زمین داور اور قلعوں کی فتح۔ مرزا اسکو جاجو کی سرکشی اور فتوحات لشکر شاہی۔ آنغام و آشامیون کا حال۔ فتح ولایت بگلانہ (بگلانہ۔ لاہور کا سفر +

واقعات سال دوازدہم جلوس ۱۰۴۸ھ ۱۶۳۸ء صفحہ ۲۷۵ سے ۲۸۱

لاہور کا شالامار باغ و علی مردان کی نہر۔ بادشاہ کا لاہور سے اکبرآباد آنا۔ شرح عمارات مزار ممتاز محل

واقعات سال ہفدہم جلوس ۱۰۵۳ھ ۱۶۴۳ء صفحہ ۲۹۹ سے ۳۱۴

ولایت پالاموں کا فتح ہونا۔ بادشاہ بیگم کا جلنا۔ شاہزادہ اورنگ زیب بادشاہ کی ناراضی۔ قلعہ کنور کی فتح خاندوران خان نصرت جنگ کی تدبیر سے۔ امر سنگھ پسر راجہ گج سنگھ کا کشتہ ہونا +

سوانح سال ہیجدہم جلوس ۱۰۵۴ھ ۱۶۴۴ء صفحہ ۳۱۵ سے ۳۲۰

بادشاہ کے جواہرات کا حال۔ بیگم صاحب کی صحت کا تیسرا جشن۔ اورنگ زیب کا قصور معاف ہونا۔ علی مردان خان کا کابل سے نذر دی علی قطغان کی تنبیہ کے لئے بھیجا اور اوسکو مغلوب کرنا۔ بادشاہ کا لاہور جانا اور یہاں سے کشمیر جانا۔ علی مردان خان کا کابل بھیجنا۔ خاندوران خان کا مارا جانا۔ کشمیر کی سیر +

واقعات سال نوزدہم جلوس ۱۰۵۵ھ ۱۶۴۵ء صفحہ ۳۲۰ سے ۳۴۴

واقعات طمرد اور اصالت خان کی تاخت و راور واقعات۔ راجہ جگت سنگھ کا سراب و اندراب کی حدود میں جانا اور چوبین قلعہ بنانا اور ازبکوں سے لڑنا۔ بادشاہ کا کشمیر سے لاہور آنا۔ نورجہان بیگم کا انتقال۔ شاہزادہ مرادبخش کا بلخ و بدخشان کی تسخیر کے لئے روانہ ہونا۔ قلعہ پنجاب۔ شاہ ایران پاس بادشاہ کا سفیر بھیجنا۔ بادشاہ کا لاہور سے کابل جانا۔ ضابطہ داغ۔ مرادبخش کا چاریکاران سے بدخشان کو راہی ہونا اور راہوں کا صاف کرنا۔ خسرو خان پسر دوم نذر محمد خان کا بدخشان سے بادشاہ پاس آنا۔ طمرد و حصار غوری کا فتح ہونا۔ قندز و بلخ کا فتح ہونا اور نذر محمد خان کا فرار ہونا۔

واقعات سال بستم جلوس سنہ ۱۰۵۶ھ ۱۶۴۶ء صفحہ ۳۴۵ سے ۳۹۱

واقعات سال بست و یکم سنہ ۱۰۵۷ھ ۱۶۴۷ء صفحہ ۳۹۱ سے ۴۱۰

شاہزادہ مرادبخش کے نام فرمان شاہی اور اوس کی نافرمانی پر لشکرکشی۔ اورنگ زیب کا اورنگ آباد سے جانا اور شاہزادہ مراد کا ملنا۔ اورنگ زیب کا اکبرآباد آنا۔ اورنگ زیب اور داراشکوہ کی لڑائی۔ شاہجہان کا فرمان اورنگزیب کے نام۔ جواب فرمان جو اورنگزیب نے لکھا۔ شاہجہان اور اورنگ زیب کے پیغام سلام۔ فرمان کے جواب مین عریضہ اورنگ زیب۔ شاہجہان کی عزلت نشینی اور وفات۔ اورنگ زیب کے نوشتجات جو شاہجہان کو اوس نے قید کی حالت مین بھیجے۔

ریو شاہجہان و اورنگزیب کی خط و کتابت پر

وسعت سلطنت

صاحب ممدوح نے ایک رسالہ مساحت ہندوستان کے واسطے تصنیف کیا ہی اسمین صرف مسطحات کی مساحت کے قاعدے لکھے ہین اور سروینگ کا باب بھی ہے اسمین کروس ہلین ٹیبل سے زمین ناپنے اور فیلڈ بک بنانیکے قاعدے لکھے ہین یہ کتاب اٹھارہ دفعہ چھپ چکی پہلے پنجاب مین داخل درس تھی اور اُسکا پہلا ترجمہ ...

قیمت ۳ر **شرح مساحت مذکورۂ بالا** محصول ۔ر

اوپر کی مساحت مین جسقدر سوالات ہین یا اون کا حل لکھا ہے۔ سوالات نہیں ہین +

قیمت ۱۲ر **رسالہ علم حساب بارنارڈ سمتھ صفحے ۵۰۴** محصول ۲ر

بارنارڈ سمتھ کا رسالہ حساب چالیس دفعہ پہلے چھپ چکا ہے اب مین نے از سر نو ترمیم کی تین چالیس صفحے نئے مضامین کے زیادہ کر دئے ہین اُردو زبان مین کسی علم حساب کی کتاب مین اوسکی برابر قواعد مع ثبوت اور سوالات نہین اسکا ضمیمہ معاون الحساب ہے جسکا جدا اشتہار لکھا ہوا ہے +

قیمت ۴ر **رسالہ اعمال تناسب برناڈ سمتھ** محصول ۔ر

برناڈ سمتھ نے ایک حساب کی کتاب ہندوستان کے طلبہ کے لئے لکھی ہی اسکا ترجمہ دو تین دفعہ چار حصون مین چھپا ان ... وہ حساب اعمال ہین کہ نسبت سے تعلق رکھتے ہین بہت سی مثالین ہندوستانی پیمانون میں ہیں +

قیمت **رسالہ کسور عامہ و اعشاریہ و جذر و جذر الکعب ہملین سمتھ** محصول

مین نے ہملین سمتھ کے الجبرا اور حساب کی کتاب کا اُردو مین ترجمہ کیا تھا اور حساب کی کتاب کو حصون مین چھپوانا چاہتا تھا مگر وہ پوری نہ چھپی اس مین ایک حصہ ہے جسمین جذر و جذر الکعب کے نکالنے کی ترکیب ہی۔ دوسرے حصہ کا بیان نیچے کیا جاتا ہے +

قیمت ۴ر **ہملین سمتھ کا غذات امتحان جنمین پانچسو سوالات مع حل ہین** محصول

یہ بھی ہملین سمتھ کے کاغذات امتحان کا ترجمہ ہی۔ نہایت عمدہ دلچسپ سوالات ہین جو طالب علم حساب کی کوئی کتاب کو پڑھ چکے تو وہ ان سوالون کے حل کرنے سے اپنا امتحان اس علم مین کر سکتا

قیمت ۲ر **منتہی الحساب حصہ چہارم** محصول ۔ر

مین نے منتہی الحساب چار حصوں مین لکھی تھی جب سے برنارڈ سمتھ کے رسالہ حساب کو چھپوایا تو پھر اس کتاب کا بار بار چھپوانا چھوڑ دیا۔ اسکے حصہ چہارم کی کچھ جلدین باقی ہین اُن مین

ایسے قواعد مع مثالون کے لکھے ہین جو پہلے ہماری قدیمی تعلیم مین داخل تھے جیسے لوگارتم ترتیب و اجتماع و سلسلہ وغیرہ +

قیمت عہ ۔ محصول ۲ ؍

ٹوڈ ہنٹر کی اقلیدس کا اردو ترجمہ جو تین حصون مین چھپی ہے

اس کتاب کو تین حصون مین چھاپا ہے اول حصہ مین مقالہ اول و دوم ہے جسکی قیمت اسکا بیان اوپر اشتہار مین لکھا گیا - دوسرے حصہ مین مقالہ سوم و چہارم و پنجم و ششم و یازدہم کی ۲۱ شکلین اور دوازدہم کی دو شکلین ہین - حصہ سوم مین کل مقالون کی شرح و تکملین ہین جو اقلیدس کی شکلون کی برابر رکھو ہر ایک نسبت نتائج مع حل کے حل لکھے ہین +

نتائج مقالہ اول و دوم

قیمت ۸ ؍ ۔ محصول ۲ ؍

یہ کتاب سترہ دفعہ چھپی تھی مگر معلوم نہین کہ اسکو ..... لوگ نہیں خرید سکے باوجود اسکی قیمت آدھی کر دی گئی ہے - اسمین تین سو نتائج حل کرکے لکھے ہین - اس کا دوسرا حصہ بھی چھپا ہے جسکی قیمت ۸ ؍ محصول ۲ ؍

مقالہ اول و دوم و سوم و چہارم

چارون مقالون کو اسطرح مرتب کیا ہے جس طرح کہ مقالہ اول اور دوم کو بیان کیا +

شرح مقالہ اول و دوم و سوم و چہارم

طلبہ کسی کتاب مین اقلیدس کے چار مقالے پڑھتے ہون یہ شرح ان کے لیے مفید ہو سکتی ہے +

برنارڈ سمتھ کا جبر مقابلہ

قیمت ۱۲ ؍ ۔ محصول ۱ ؍

پہلے تو جبر مقابلے ترجمہ کرکے چھپے جن مین بعض کئی کئی دفعہ چھپے لیکن اب جبر مقابلہ بہت کم مدرسون میں پڑھایا جاتا ہے اسلیئے ارادہ نہ ہوا کہ از سر نو جبر مقابلون کو چھپواؤن بجز اسکے صرف برنارڈ سمتھ کے جبر مقابلہ کی تیسری دفعہ کی چھپوائی ہوئی کچھ جلدین باقی ہیں جس کسی کو خریداری منظور ہو وہ اپنی درخواست نقد قیمت بھیجکر یا بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل کے منگالے پتا میرا یہ ہے +

محمد عطاء اللہ مالک مطبع شمس المطابع دہلی چیلون کا کوچہ +